

عقیدہ | علم | دعوت | پانی کا بہانہ | خدمتِ برحق | حجت | ایمان | اولو علی | حجت | کتب | غائب | تعویذ | دورِ امر و نہی کا بیان
 قال لہ بھقال | کہا نہت (ختم) | خواب | اللہ یا محمد (سک) | اجازت لینا | مصافحہ و ملاقات | قیام کرنا (غیر کھانہ کیسے) | چنا، بیٹھا، لکھا، لکھا

چند
 چاندی
 پتھر
 تار کا
 تھوڑا
 شجر
 زبان کی
 حنائت
 دعوہ پورا
 سحرنا
 مزاج
 کچھ اور
 نصب
 بیک اور
 سلاطین
 فلوکا
 شہنشاہ
 وقت
 اور مزید
 سچے اور
 خالق و موجد
 عیسے کا
 کائنات
 اختیار
 الہیاتی
 ملی
 عیسائی
 غرض
 غرض

الحمد لله خالق الارض والسموات

جلد ششم

از کتاب الاجواب مفید شیخ و شاب مسجہ

المجلد الرابع

اردو ترجمہ و شرح

المصنف

تاریخی نام

ذو المرات جگہ امامت مولانا حاج مفتی احمد یار خان صاحب نعمی شرفی بدایونی روضہ حجت
 مصنف حضرت حکیم امامت

صاحبزادہ اقدار احمد خاں ملک قسیمی کتب خانہ گجرات

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

بَابُ الْعَقِيْقَةِ - الْفَصْلُ الْأَوَّلُ - عَنْ سَلْمَنِ بْنِ عَامِرٍ الصَّبِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْفُكْلَامِ عَقِيْقَةً فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَهِيْطُوا عَنْهُ الْأَذَى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيَبْرِكُ عَلَيْهِمَا وَيُحَنِّكُهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ عَنْ أَنَسٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ

عقیدہ کا بیان پہلی فصل - روایت ہے حضرت سلمان بن عامر صبیؓ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بچہ کے ساتھ عقیدہ ہے تو اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی دور کرو (بخاری) - روایت ہے حضرت عائشہؓ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے تھے تو آپ انہیں دُعا کرتے دیتے اور ان کی حنیکہ کرتے تھے (مسلم) - روایت ہے حضرت انسؓ کہ ابو بکر صدیقؓ سے کہہ کر وہ مکہ معظمہ میں عبد اللہ ابن زبیر کی حاملہ ہوئیں - فرماتی ہیں کہ قبائیں میرے ہاں ولادت ہوئی جبہ عیسوی

سہ عقیدہ بنا ہے عن سے یعنی کاٹنا، الگ کرنا۔ اس لیے ماں باپ کی نافرمانی کو حقوق کہتے ہیں، اور نافرمان اولاد کو عاق کیونکہ وہ نافرمان ہی اپنے ماں باپ بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کٹ جاتا ہے، الگ ہو جاتا ہے۔ اصطلاح شریعت میں عقیدہ، بچے کو مولود کے سر سے اتارے ہوئے بال بھی عقیدہ ہیں، اور اس حجامت کے وقت ذبح کیا ہوا جانور بھی عقیدہ ہے۔ یعنی الگ کئے گئے بالی اور سر کاٹا ہوا جانور۔ امام احمدؒ کے ہاں عقیدہ واجب ہے۔ باقی اماموں کے ہاں سنت۔ امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ قربانی کے واجب ہونے سے تمام ذبح منسوخ ہو گئے۔ جیسے روزہ رمضان واجب ہونے سے تمام دوسرے روزے منسوخ ہو گئے یا غسل جنابت واجب ہونے سے اور دوسرے دنوں کے غسل منسوخ ہوئے (اشعۃ اللمعات) امام اعظمؒ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عقیدہ کے وجوب کا انکار فرماتے ہیں، سنت کا نہیں۔ کیونکہ غسل جنابت سے جود و جہدین کے غسل کی سنت باقی ہے و وجوب ختم ہوا۔ یوں ہی زکوٰۃ کی فرضیت سے صدقہ فطرہ باقی ہے۔ لہذا اقوال یہ ہے کہ عقیدہ سنت ہے۔

عقیدہ کے احکام قربانی کی طرح ہیں، کہ عقیدہ کی بکری ایک سال سے کم نہ ہو، گائے دو سال سے اور اونٹ یا بکرا چار سال سے نیز بکری صرف ایک کی طرف سے ہو سکتی ہے، گائے اونٹ میں سات عقیدہ ہو سکتے ہیں، اس طرح کہڑے کے دو حصے، بڑی کے تین حصے گائے وغیرہ کا ایک حصہ۔ عقیدہ کا گوشت بھی قربانی کی طرح تین حصے کیا جائے، ایک حصہ خیرات، ایک حصہ عزیزوں میں تقسیم اور ایک حصہ اپنے گھر کھایا جائے۔ سری نائی کو، ران دانی کو دی جائے اگر وہ دونوں مسلمان ہوں۔ بقیہ احکام کتب فقہ میں دیکھو۔

بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَتْهُ فِي حَجَرَةٍ ثُمَّ دَعَا بِتَمْدٍ
فَمَضَتْهَا ثُمَّ تَقَلَّ فِي فِيهِ ثُمَّ حَنَكَهُ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَكَ عَلَيْهِ وَكَانَ
أَوَّلَ مَوْلُودٍ وَلِدَنِي الْإِسْلَامَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، الْفَصْلُ الثَّانِي - عَنْ
أَوَّلِ كُرْسِيٍّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَقْرُوا
الطَّيْرَ عَلَى مَكَانَاتِهَا قَالَتْ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ

انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی۔ حضور نے انہی کی گود میں رکھا۔ چھوڑا اور منگایا اسے چھایا۔
پھر ان کے منہ میں تھوک دیا پھر ان کی تھنیک کی نہ پھر ان کے منہ برکت کی دعا مانگی۔ اور یہ اسلام میں پہلا بچہ
تھا جو پیدا ہوا۔ (اسلم بخاری)۔ دوسری فصل - روایت ہے حضرت ام کریمہؓ نے فرمائی ہیں میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں رکھو۔ فرمائی ہیں میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ
ان کے کی طرف سے دو بکریاں ہیں۔ اور

ﷺ آپ صحابی ہیں، بصری ہیں، آپ کے سوا کوئی بھی صحابی راوی حدیث نہیں۔ (مرقاۃ) ﷺ یعنی ہر بچہ کا حقیقہ شہادت ہے
جو اس کی ولادت کے ساتویں روز کیا جائے کہ بچہ کے بال مونڈ دیئے جائیں۔ بکری ذبح کر دی جاتے۔ لڑکی کی طرف سے ایک لڑکے
کی طرف سے دو۔ اسی دن اس کا نام رکھا جائے۔ بالوں کی برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دی جائے۔ ﷺ گندگی سے مراد سر کے
بال ہیں، کیونکہ وہ بال مال کے پیٹ سے ساتھ آتے ہیں، آلائش میں تھوڑے ہوتے ہیں، اگرچہ وہ بال غسل دینے وقت انہیں حودہ بنی
ہے مگر ان کا سر سے دور کر دینا اچھا ہے، بعض شارحین نے فرمایا کہ گندگی دودھ کر لینے سے مراد بچہ کا غنہ کر دینا ہے۔ ﷺ تھنیک ہے
کہ کوئی بنگ چھڑا کر کوئی مٹی چلائے نہ مٹی چکر کیجے کے ہوتے لکھتے کہ سب سے پہلے یہ کہ نہ میں قبول الہی کا عذاب بدشیر بنی ہے۔ پہلی قدامت پر تھا
اشرقت ہے۔ جنکان دین پر پہلا چھڑا کر گوں سے ملاتے ہیں بال بدشیر خوش نصیب لکھن کے نور و نور کو پہلے حضرت انور کی گدھنہ کی دعا حضرت کا عذاب
نصیب ہوتا تھا بہت بدشیر کی گھیر کو ترستے ہیں۔ ﷺ حضرت ام حبیبہؓ کی ماں ابی اسامہ المؤمنین عاتقہ صلیقہ کی بہن ہیں حضرت زہراؓ انہوں نے
نیکار میں تھیں۔ عبد اللہ بن زہیر جو مشہور صحابی ہیں انکی والدہ ماجدہ ہی فرماتی ہیں کہ میں عبد اللہ بن زہیر کی حاملہ تو ہوئی تھی قبل ہجرت مگر
انکی ولادت بعد ہجرت مقام قبا میں ہوئی۔ قبا ایک ایسی ہی غی سورہ منورہ کے فصل رابع ان مسجد قبا، تو ہے گردہ محل آباد نہیں عبد اللہ
ابن زہیر اسلام میں پہلے وہ بچہ ہیں جو ہاجرین کے گھر پیدا ہوئے۔

ﷺ یعنی اولاد عاتقہؓ ان سے مخلوط چھوڑا گئے نہ میں ڈالا پھر اے ان کے تالو سے ہی رہا، لہذا عبادات میں تنہا انہیں ﷺ یعنی مہاجر
گھرانوں میں پہلے آپ پیدا ہوئے، والدہ ان سے بیٹا عاتقہؓ کے گھر تھان ابن بشیر پیدا ہوئے۔ مدینہ میں مشہور ہو گئی تھا کہ یہ مدینہ نے مسلمان ہوا
پر جانور کر دیا ہے کسی ہاجر کے اولاد نہ ہوگی۔ آپ کی پیدائش سے مسلمانوں کو بہت ہی خوشی ہوئی کہ لوگوں کا یہ خیال باطل ہو گیا۔ ۵

الْحَبَّارِيَّةِ شَاةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذِكْرُنَا كُنْ أَوْ إِنَّا نَأْتِيهِمْ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ
وَالنَّسَائِيُّ مَنْ قَوْلِهِ يَقُولُ عَنِ الْعَلَاءِ إِلَى آخِرِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا
حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيدَتِهِ تَذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَ
يُسْتَمَى وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ
لَكِنْ فِي رَوَايَتِهِمَا لَهَيْئَةٌ بَدَلُ مُرْتَهَنٌ وَفِي رَوَايَةٍ لِأَحْمَدَ وَأَبِي دَاوُدَ

لڑکی کی طرف سے ایک بکری تھی۔ جنہیں معتز نہیں کہ زمرہ یا داؤد۔ (ابوداؤد، ترمذی) اور نسائی نے یہاں سے روایت
کی عن الغلام الخ۔ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ روایت ہے حسن سے وہ حضرت سمرہ سے روایت کرتے
ہیں لہذا یا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اس کا اپنے عقیدہ میں گروی جوتا ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف
سے فسخ کیا جائے اور نام رکھا جائے اس کا سرٹونڈا جائے۔ احمد ترمذی، ابوداؤد، نسائی۔ لیکن ان دونوں
کی روایت میں، پہلے مرتہ کے درمیان ہے۔ اور احمد و داؤد کی روایت میں

آپ قیلین بنی خراسان کعب سے ہیں کہ سق کی روایت الیٰہیں کہنے کے طریقوں کا وہ مکان جو وہ منکوں وغیرہ سے بنائے ہیں وہیں
ہیں رہتی بنتی ہیں۔ وہاں ہی ہاتھ دیتی ہیں۔ الیٰ عرب پرندوں کو مال لینے کے مکان کے گھرانوں سے اٹا جیتے تھے کہ اسے ششکار کی دی گار
وہ دوسری طرف آگیا تو کہے ہم کباب ہوں گے اگر ایسی طرف آتا تو کہے ہم نام ہوں گے۔ یہاں اس سے منع فرمایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ
ہے کہ یہ جلد مستقل ہو سکتی ہے۔ پہلی حدیث کا ترجمہ نہیں۔ عینی یہ جزوی نہیں کہ روکے کے حقیقہ کے لئے زکریا چاہیں اور لڑکی کے حقیقہ
کے لئے مادہ بکری ضروری ہے بلکہ روکے کے لئے مادہ ٹوٹ بکری اور لڑکی کے حقیقہ کے لئے زکریا بھی مل سکتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے
کہ روکے کے لئے ایک بکری اور دوسری مادہ بکری ذبیح کر دی جائے۔ مراث نے یہاں خرابا کہ شاہ زادہ مادہ دلوں پر بولام لاس ہے۔ لہذا یہ عبارت
ذکرنا کن اور انما ناہا بالکل درست ہے۔ طوابع جن بصری تابعی ہیں اور حضرت عمرہ ابن حنیف صحابی ہیں ان صحابی کا آفری زمانہ میں قیام ہوا
میں رہا۔ آپ سے خواجہ جن بصری اور ابن سیرین وغیرہ جلیل القدر تابعین نے روایات ہیں۔ آپ کے حالات بار بار بیان کئے جا چکے ہیں۔
یعنی بچہ دنیاوی آفات و مصیبتوں کے اظہار میں ایسا کرتا رہتا ہے جیسے کہ مزید فرض کے قبضہ میں قید رہتی ہے کہ اس سے الگ نفع حاصل
نہیں کر سکتا یا یہ مطلب یہ ہے کہ بچہ کی شفاعت اپنے باپ وغیرہم کے لئے حقیقہ پر موقوف ہے کہ اگر بغیر حقیقہ فوت ہو گیا تو ممکن ہے کہ باپ
کی شفاعت نہ کرے (مراث ان خیال رہے کہ یہاں مرتبہ عینی یا سرہن ہے۔ عینی بچہ کی ولادت کے ساتویں دن یہ تین کام کئے
جائیں۔ اس کا نام لکھنا مرشدنا آتا ہے۔ اور ہاتھ دینا کرنا سنت یہ بھی ہے اور اگر ساتویں دن نہ ہو سکے تو پندرہویں دن یا جب کبھی بھی

وَيَدُلُّ عَلَى مَكَانٍ وَيُسَمِّي وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ وَيُسَمِّي أَصَحُّ ۖ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ
بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الْحَسَنِ بِشَايَةٍ وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَحْلِقِي رَأْسَهُ وَتَصَدَّقِي بِزَيْنَةِ شَعْرِهِ
فِيضَةً قَوْمًا ثَاءً فَكَانَ وَرِثَتُهُ دِرْهَمًا أَوْ يَعْصُ دِرْهَمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ لَا ت
مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ حُسَيْنٍ كَمَا يُدْرِكُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ۖ

نام رکھنے کی بجائے بے کھن کے تصویر دیا جائے۔ ابو داؤد نے کہا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔ روایت ہے محمد ابن علی
ابن حسین سے ہے۔ وہ حضرت علی ابن ابی طالب سے راوی فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسن
کی طرف سے ایک بکری سے عقیدہ کیا۔ اور فرمایا فاطمہ اس کا سر منڈا دو اور ان کے بالوں کے منڈی چاندی
خیرات کرو۔ تو ہم نے بال کو لے کر ایک درہم یا بعض درہم وزن ہوا۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث
طریح ہے اور اس کی اسناد متصل ہے کیونکہ محمد ابن علی ابن حسین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔

حقیقت ہو سکے تو ساتویں دن کا حساب لگایا جائے کہ جب بھی حقیقت کیا جائے اس کی پیدائش سے ایک دن پہلے کیا جائے۔ مثلاً اگر
بچہ جمعہ کے دن پیدا ہوا ہے تو جب بھی حقیقت کیا جائے جمعرات کو کیا جائے۔ مثلاً مہینہ اور درمیانہ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں
لفظ کا فرق ہے۔ یعنی بچہ کے سر منڈی بچہ کا خون ہی دیا جائے۔ لہذا سنت یہ ہے کہ بچہ کے سر منڈی جانے والے دن کے زعفران
جالتے کیونکہ خون نہیں ہے اور بدبو دار بھی اور زعفران پاک ہے اور خوشبو دار بھی۔ آپ کا نام شریف محمد ہے، لقب امام باقر، اور
آپ کے والد امجد کا نام علی ہے، لقب امام زین العابدین۔ ان کے والد امجد کا نام اقدس حضرت امام حسین لقب شہید کر بلا واقع کر گیا
رضی اللہ عنہم اجمعین۔ امام زین العابدین ہر شب ایک ہزار رکعت نفل پڑھتے تھے، امام باقر کی کنیت ابو جعفر ہے، آپ تابعین میں
ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے طقات ہے، آپ کے بیٹے امام جعفر صادق ہیں۔ امام باقر کی ولادت ۳۰ سالہ عہد میں ہوئی اور ۵۰
سالہ بائیس سالہ عہد میں مدینہ منورہ میں ہوئی، اور جنت البقیع میں دفن ہوئے، ۴۰ سالہ عمر شریف ہوئی۔ اس گدھا کہنے والا بار بار قرآن
کی روایت کی ہے۔ ۵۰ حضرات حسنین کریمین کے حقیقوں کے متعلق تین روایات آئی ہیں، ایک ایک بکری سے حقیقت فرمایا، دوسرے
بکروں سے حقیقت فرمایا۔ بکری سے حقیقت فرمایا، یعنی اس میں ایک یاد رکھنا کہ یہ بکری روایت ہے۔ اثنی عشر اللغات میں فرمایا
کہ ایک ایک بکری کی روایت صحیح ہے، اور دوسرے کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ الہام کرام فرشتے ہیں کہ ان کے کا حقیقت ایک بکری سے
بکری سے دوسرے بہتر ہے، کیونکہ ایک بکری کی حدیث خلی ہے اور دوسری حدیث قوی۔ یعنی حکم دیا دوا کا، اور جب قول و فعل میں تضاد

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَنِ الْحَسَنِ وَ
 الْحُسَيْنِ كَبْشَا كَبْشَارَ وَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعِنْدَ النَّسَائِي كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ
 وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْعُقُوقَ كَأَنَّهُ
 كَرِهَ الْإِسْمَ وَقَالَ مَنْ وَلَدَكَ وَلَدًا فَاحْبَبْ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكَ
 عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَعَنْ

روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کی طرف سے ایک ایک بھیڑ
 حقیقہ کیا۔ (ابوداؤد) نسائی کے نزدیک دو دو بھیڑیں ہیں۔ روایت ہے حضرت عمر بن شعیب سے کہ اپنے والد
 سے، وہ اپنے دو لڑکے سے راضی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقہ کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا
 اللہ عقوق کو پسند نہیں کرتا۔ شاید حضور نے یہ نام ناپسند کیا کہ اور فرمایا جس کے بچہ پیدا ہو پھر وہ چاہے کس
 کی طرف سے جانور سے توڑ کے کی طرف سے دو بکریاں دے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (ابوداؤد نسائی)۔ روایت ہے

مسلم بن نویر مجروحی قولی کو کہتی ہے۔ نیز دو بکریوں کی حدیث بہت صحابہ کرام سے مروی ہے۔ نیز ایک بکری میں جواز کا ذکر دو کی حدیث
 میں استنباب کا ہے۔ یہ شک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے یا کسی نیچے کے راوی کی طرف سے۔ **۱۱** کیونکہ امام محمد و قس
 کی ولادت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے عرصہ بعد ہوئی، لہذا در بیان میں کوئی راوی رہ گیا ہے اور حدیث منقطع ہے۔ یا
 بعض محدثین کی اصطلاح میں مرسل ہے۔

۱۲ یعنی اس روایت میں تعارض ہے، ہم ابھی پچھلی حدیث میں دو بکریوں کی روایت کی چند وجوہ تزییح عرض کر چکے ہیں۔
۱۳ یا تو یہ پوچھا کہ حقیقہ کرنا واجب ہے یا سنت یا تحب یا یہ پوچھا کہ اسے حقیقہ کہنا کیسا ہے، یعنی اسم یا کسی کے متعلق در بابت
 کیا۔ **۱۴** بعض شارحین نے فرمایا کہ جن احادیث میں لفظ حقیقہ آیا ہے وہ مخالفت سے پہلے کی ہیں، اور یہ حدیث انکی ناسخ
 ہے، بعض نے اس کے برعکس کہا ہے کہ یہ حدیث مخالفت منسوخ ہے اور وہ احادیث ناسخ ہیں۔ فقیر کے نزدیک دو سرائقوں زیادہ
 قوی ہے، اور لفظ حقیقہ بولنا بلا کراہت جائز ہے۔ اس جملہ پاک کا مطلب یہ ہے کہ حقیقہ میں مشبہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ عقوق سے
 بنا ہو جس کے معنی ہیں والدرین کی نافرمانی اور نافرمانی شناسی، لہذا اس کا نام حقیقہ مت رکھو **۱۵** یعنی اس میں کہ حقیقہ نہ کہو
 بلکہ نسیم کہو کہ اس میں فاسد معنی کا احتمال نہیں۔ یہاں تصریح ہو گئی کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں چاہئیں اور لڑکی کی طرف سے
 ایک۔ یہی سنت ہے۔

اَبُو رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَّنَ فِي أُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَوةِ رَأَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا أَحَدُ حَدِيثٍ حَسَنٌ صَحِيحٌ: الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وَلِدَ أَحَدُنَا غُلَامًا ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنُحَلِّقُ رَأْسَهُ وَنَلَطُخُهُ بِزَعْفَرَانٍ رَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَأَاهُ مَرْزُوقٌ وَكُسَيْبَةُ: كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ: الْفَصْلُ الْأَوَّلُ: عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حسن ابن علی کے کان میں نماز کی اذان کہی جبکہ انھیں جناب فاطمہ نے جنازہ (ترجہ) ابو داؤد اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے تیسری فصل: روایت ہے بریدہ سے فرماتے ہیں کہ ہم تھے قدرِ جاہلیت میں کہ جب ہم میں سے کسی کے بچہ پیدا ہوتا تو وہ بکری ذبح کرتا اور اس کے سر کو بکری کے خون سے تغیر دیتا۔ پھر جب اسلام آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرتے تھے اور بچہ کا سر منڈالتے اسے زعفران سے تغیر دیتے تھے۔ (ابو داؤد) اور مزیل نے زیادہ کیا کہ نام رکھتے کھانوں کا بیان۔

پہلی فصل: روایت ہے حضرت عمر ابن ابی سلمہ سے کہ

۱۔ یعنی حضور افقر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین کی ولادت کے وقت ان کے کان میں بوجہ وہی اذان کہی جو اذان نماز کے لئے کہی جاتی ہے حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کے گروہی ہے کہ جس بچہ کا ہونے کا دن میں اذان اور راتیں کان میں نیکر کہی جاتے، تو اسے انشاء اللہ ام الصبیان کی بیماری نہیں ہوتی (مسند ابی یوسف ص ۱۷۱) حضرت عمر بن عبد العزیز یہی عمل کرتے تھے یہ سنت ہے (مرقاۃ) اس بچہ کے کان میں پہلی آواز اللہ کے نام کی ہو چکا ہے، نیز اذان کی آواز سے شیطان بھاگتا ہے (اشعۃ اللمعات) اس معلوم ہوا کہ اذان صرف نماز کیلئے نہیں ہے اور موقع پر بھی سنت ہے، اس لئے بعد دفن قبر پر اذان دی جاتی ہے، اذان کے مواقع ہم باب اذان میں بیان کر چکے ہیں ۲۔ آپ بریدہ ابن حبیب سہمی ہیں، غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے، مشہور صحابی ہیں، آپ کے حالات بار بار بیان ہو چکے ہیں ۳۔ یعنی کہ اسلام میں بچے کے سر پر بکری کا خون نہیں لپٹے کہ وہ نجس ہے، اس کی بجائے زعفران سے پھر کا سر لپٹ دیتے ہیں مگر سر منڈانے کے بعد۔ یوں ہی بعض صوفیاء مرغان کے خون سے بعض توہید لکھتے ہیں، مگر چلیے کہ ایسے توہید مرغان کے دل کو زعفران و گلاب میں پھین کر رکھتے ہیں۔ یہاں اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جدِ نبوت اپنا حقیقہ خود کیا، واللہ اعلم۔ حقیقہ کا گوشت اگر نجس نہیں کہیں تو یہی درست ہے، اگر نجس کہیں یا کھلا دیں تب بھی درست ہے، واللہ و رسولہ اعلم۔

كُنْتُ عَلَامًا فِي حَجَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدَايِ تَوَلِّشُ فِي الصَّخْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ اللَّهُ وَكُلَّ بِسْمِيكَ وَكُلَّ مِمَّا يَلِيكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ حَدِيفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذَكَّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ فِي بَيْتِهِ فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَ

فرماتے ہیں کہ میں حجر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ پیٹے میں گھومتا تھا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا نام لو اور اپنے ماں سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت مزینہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان کھانے کو اپنے لئے حلال بنا لیتا ہے اس بنا پر کہ اس پر بسم اللہ پڑھی جائے (مسلم)۔ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں گھسے تو وہ اس کے وقت

۱۵ جو چیز کھائی جائے وہ طعام ہے، اس کی جمع اطعمہ ہے، خواہ غذا رکھائی جائے یا دھار یا لذت کے لئے، یہاں طعام سے مراد مطلقاً کھانے پینے کی چیزیں ہیں، یعنی اس میں دودھ، پانی، شربت وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اس بیان میں کھانوں کی تفصیل اور کھانے کے آداب ان کے احکام سب ہی بیان ہو گئے، ۱۶ آپ سر ابن عبد اللہ ابن عبد اللہ امہیں، قرشی مخزومی ہیں۔ جناب ام سلمہؓ کے فرزند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے بیٹے ہیں۔ سیدہ عری میں جنت میں پیدا ہوئے، حضور اللہ کی وفات کے وقت آپ کی عمر نو سال تھی، سیدہ میں عبد الملک ابن مروان کے زمانہ حکومت میں وفات پائی، جنت البقیع قبرستان میں دفن ہوئے جب حضور انورؐ حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا تو آپ کو اور آپ کی بہن زینب کو اپنی پرورش میں لے لیا، رضی اللہ عنہما اجمعین۔

۱۷ یعنی کہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک پیار میں کھانا کھاتا تھا، تو میں کھانے کے آداب سے واقف نہ تھا اس لئے ہر طرف سے کھانا کھاتا تھا، جہر سے دل چاہا اور سے بوٹی لے لی، اور ہر ہی فقرہ شریعت میں جگہ لیا، یعنی بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو، داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ، ہر طرف سے نہ کھاؤ۔ یہ تینوں حکم جہو علیہ کے نزدیک استجابی ہیں۔ یعنی ان کے ہاں داہنے ہاتھ سے کھانا واجب ہے، خیال ہے کہ ہر چیز پیتے وقت ہی بسم اللہ پڑھے اور داہنے ہاتھ سے پیتے ہی سنت ہے۔ یہ تینوں امور سنت علی الہین ہیں یعنی اگر جماعت میں سے صرف ایک آدمی کو لے لو تو کافی نہیں، ہر شخص داہنے ہاتھ سے کھائے، ہر شخص چپے سے ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے، اگر ایک ہی کھائے تب بھی اپنے سامنے سے کھائے، ہاں اگر طباق میں مختلف مٹھائیاں ہوں

عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عِشَاءُ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَإِذَا كُنْتُمْ يَذْكُرُونَ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعِشَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَاكُلْ يَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ يَمِينِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ

اور اپنے کھانے کے وقت اللہ کا ذکر کرے تو شیطان کبتابے کہ نہ تمہارے لئے شب باقی ہے نہ کھانا اور جب داخل ہو تو اللہ کا ذکر اپنے داخلہ پر کرے تو شیطان کبتابے تم نے شب باقی پال اور جب اپنے کھانے پر اللہ کا ذکر کرے تو کبتابے تم نے شب باقی اور کھانا پالیا (مسلم)۔ روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی کھائے تو دہنہ لٹھ سے کھائے اور جب پئے تو اپنے دہنہ سے پئے۔ (مسلم) روایت ہے اُن ہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی اپنے بائیں ہاتھ

مختلف قسم کی گھوڑیں ہیں تو جہاں سے چاہے کھائے جیسا کہ آئندہ آئے گا۔ (مرقاۃ) ۱۰۰۰۔ یہاں مٹاں یعنی کھانا اور استعمال یعنی کھول لینا ہے، یعنی کھانے کے اول بسم اللہ پڑھ لینے سے شیطان کے لئے رکاوٹ ہو جاتی ہے، اور اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو وہ کھانا اپنا شیطان کے لئے کھل جاتا ہے۔ شیطان سے مواد قرین ہے جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے، یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے والے کے ساتھ کھانا کھانے پر شیطان قادر ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص گھوڑی داخل ہوتے وقت پوری بسم اللہ پڑھ کر دھاندا پیلے دروازہ میں داخل کرے، پھر گھوڑیوں کو سلام کرنا ہوا گھر میں آئے، اگر کوئی نہ ہو تو السلام علیک ایہا النبی وعلیٰ آلہ وبراکاتہ کہہ دے۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ اول دن میں جب ہم سنی بار گھر میں ہوتے تو بسم اللہ اور قل ہو اللہ بڑھ بیٹھے ہیں، کہ اس سے گھر میں اتفاق بھی رہتا ہے اور رزق میں برکت بھی، ۱۰۰۰ شیطان کا یہ خطاب اپنی قدرت سے ہوتا ہے، اور ممکن ہے کہ اس خطاب میں ابن بھی داخل ہو کہ وہ بھی اس بسم اللہ کی برکت سے کھائے، اللہ بھلائے گھر میں رہنے پہنچے سے محروم ہو جائے، اللہ اس کے شر سے محفوظ ہو جائے، اور اللہ کے ذکر سے غافل اس نعمت سے محروم ہے۔ دوپہر کے پہلے کھانے کو خدا آگئے ہیں، اللہ بعد دوپہر سے سات تک کھانے کو عشاء کہا جاتا ہے، یہاں ملو مٹھا کھاتا ہے، جو شخص صبح کو یہ عمل کرے تو ناشتہ اور دوپہر کے کھانے سے شیطان محروم ہوگا جو بعد دوپہر یہ عمل کرے تو رات کے کھانے سے وہ محروم رہیگا، ۱۰۰۰ اللہ یا پانی یا کوئی اور چیز ہمیشہ دہنہ سے لٹھ سے برتن کھائے، ۱۰۰۰ کے نزدیک یہ حکم استحبی ہے، اللہ دہنہ سے کھانا اپنا مستحب سنت، بعض اماموں کے ہاں امر و وجہ کے لئے ہے، اکی دہ

بِشْمَالِهِ وَلَا يَشْرَبُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشْمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ
بِثَلَاثَةِ أَصَابِعٍ وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ جَابِرٍ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْرَبَ لَعَقَ الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَ

سے نہ کھائے نہ اس سے پئے کیونکہ شیطان اپنے پیٹ سے کھاتا پیتا ہے (مسلم) روایت ہے حضرت کعب بن
الکعب سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور پھر گھسنے سے پہلے اپنا
ہاتھ پات لیتے تھے (مسلم) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور پسینے کو
پہنتے کا حکم دیا ہے۔ اور

وہ حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھانے دیکھا تو فرمایا داہنے ہاتھ سے کھا، وہ بلا لاکر میں اس
ہاتھ سے کھا نہیں سکتا۔ فرمایا اپنے کھانے کا چنانچہ اس کے بعد اس کا داہنا ہاتھ اس کے نزدیک نہ آئے گا۔ رواد مسلم عن سلمہ بن اکوع (ع)
طبرانی نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ اسمیہ کو بائیں ہاتھ سے کھانے دیکھا تو اسے بددعا فرمائی، وہ طاعون سے مری
اگر چمک و جوبی نہ ہوتا تو آپ اتنی سختی کیوں فرماتے، مگر بہر علم فرماتے ہیں کہ یہ واقعات زجر و تنبیہ کیلئے تھے، کبھی مکر وہ عمل پر بھی تنبیہ کر دی
جاتی ہے (مرقات) سلمہ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ شیطان اپنے دست افسانوں کو بائیں ہاتھ سے کھانے کی رغبت دیتا
ہے، اگر حق یہ ہے کہ حدیث اپنے ہی معنی پر ہی ہے، یعنی شیطان خود بائیں ہاتھ سے کھاتے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے کی مشقت
بھی بڑی ہے سلمہ یعنی روٹی کا لقمہ تین انگلیوں سے کھاتے تھے، انگوٹھا، کلر کی اٹلی، بیج کی اٹلی سنت یہی ہے کہ روٹی ان تینوں
انگلیوں سے ہی کھائے، بلا ضرورت زیادہ انگلیاں استعمال نہ کرے، چاول تو بغیر پانچ انگلیوں کے کھائے جاسکتے ہی نہیں، اس لئے پانچوں
انگلیوں سے لہجہ کا لقمہ بنایا جاسے، عموماً اہل عرب نے فی جادوں کا سیدھا چار انگلیوں سے کھاتے ہیں سلمہ یعنی حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پہلے انگلیاں چانتے تھے پھر رد مال سے بچتے تھے، پھر دھو لے تھے، اب بھی ایسا کرنا سنت ہے، سنی مونی انگلیاں صحت و صولانا
طریقہ منکر ہیں، جن روایات میں پانچ انگلیوں سے کھانا بڑا چھوٹا یا بڑی چیز کا کھانا مراد ہے یا رہ عمل کسی بھی تھا، یہاں جو ار کیلئے
بہر حال سنت یہ ہے جو یہاں بیان ہوا (مرقات) سلمہ منکرین انگلیاں اور کاپی چانتے سے نفرت کرتے ہیں، تعلیم تو اس کے لئے حکم صادر
ہوا ایسا ہی اور انکی دیکھا دیکھی بعض مغرب زدہ لوگوں تو انگلیوں سے کھانا بھی ناپسند کرتے ہیں، وہ پھری کا شے اور پھوپھو سے ہی کھاتے
ہیں، عیسائی تو اس عمل پر مجبور ہیں کیونکہ وہ ناخن کٹواتے نہیں، ادا تہ دھو لے نہیں، پانی سے استنجا کرتے نہیں، کاغذ سے ہی بچتے ہیں۔
ان وجوہ سے ان کے ناخن نہ ہرے بھی ہوتے ہیں اور ان میں میل بھی بھرا رہتا ہے، وہ انگلیوں کے کھانے، انکے ناخنوں میں تو نجاست گزرتی
میل نہ کچھ بھرا ہے، مسلمان یہ عمل کیوں کریں، وہ ناخن کٹواتے ہیں، ہر وقت وضو وغیرہ میں ہاتھ دھو لے ہیں، استنجا ڈھیلے پھر پانی سے کرتے

قَالَ لَكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي آيَةِ الْبَرَكَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى
 يَلْعَقَهَا أَوْ يَلْعِقَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنِ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِمَّنْ شَانِهِ
 حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ فَإِذَا اسْقَطْتُ مِنْ أَحَدِكُمُ الْقُتْمَةَ فَلْيُسِطْ

(دیا کہ تم نہیں جانتے کہ کس میں برکت ہے۔ (مسلم) حدیث ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے حتیٰ کہ اسے پانی سے یا چٹائے سے۔ (مسلم بخاری ابوداؤد)
 ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس
 اس حالت میں موجود رہتا ہے یہ حتیٰ کہ اس کے کھانے کے وقت بھی موجود ہوتا ہے۔ تو جب تم میں سے
 کسی کا قلم گر جائے تو جو اس میں گندگی ہو وہ نہ کرے۔)

میں سے ناخن ہوتے ہیں نہیں ہونے ہر پٹے نہیں بٹھے بٹھے ہاتھوں کا اندھ کا ذیل نجاست زیر پٹے ہیں، ہلکے اسودہ حیشہ انگلیوں سے کھاتے
 ہے، ہر سر سے نہ ہمارے، ہم سے زیادہ قوی و قوت مند، اور زیادہ عمر پاتے تھے۔ اولاً انھیں کھانا ٹیسٹ کرتی ہیں کہ اس میں کون سا چیز تو
 ہیں ہے، پھر انگلیاں سکی مٹھی گئی کا پتہ لگاتی ہیں پھر کھانے کی خوشبو دیکھتے ہیں، پھر زبان اس کا ذائقہ تازہ باسی ہونا، اچھا برا
 کھانا ہونا محسوس کرتی ہے، پھر دانت اس کا صاف ہا کرنا دیکھتے ہیں، اتنی جگہ کھانا ٹیسٹ ہو کر کھانے سے اترتا ہے۔ پھر
 کھانے سے کھانے سے دوسری ٹیسٹ ختم ہوجاتی ہے، لہذا اصول کا مذہب ہے اس لئے حتیٰ الامکان انگلیوں سے ہی کھانا چاہئے۔
 ۱۔ لہذا جو کھانے میں رکھتے ہو جو انگلیوں یا پالے میں لگا دیا گیا ہے، اگر انگلیاں دیسے ہی دھو دی گئیں تو ہم برکت
 سے محروم رہ گئے۔ ۲۔ ابی یزید کو یا خاد کو یا جھوٹے بچوں کو یا خاص خادم کو یا شاگرد کو یا مرید کو چٹائے جو اس سے عزت نہ کرے
 لکھ تبرک سمجھ کر چاٹ لیں، کنوؤں، ٹلوں کو نہ چٹیں۔ بعض مغربی تہذیب کے دھواڑہ مسلمانوں کو دیکھا گیا کہ کتے پالتے ہیں اور کتے ان کے ہاتھ پاؤں
 گردن بلکہ ہاتھوں میں مز تک چاٹتے ہیں اور غور نہیں ہوتے ہیں، تو خداوند ۳۔ کھاتے بیٹے وقت چٹا با پاتھ نہ نماز و دعا، حتیٰ کہ اپنی بیوی
 سے محبت کرتے وقت بھی قوی شیون ان اسل کے ساتھ رہتا ہے ساتھ ہی کھاتا پیتا حتیٰ کہ ساتھ ہی محبت کرتا ہے جس سے کھانے میں برکت
 ہے برکت ہوتی ہے، اور اولاد بے ادب سرکش ہوتی ہے، اگر ان اوقات میں سم نہ پڑھ لی جائے تو کھانوں میں برکت ہوتی ہے، اولاد دیکھ
 صلح، ادب با ادب پیدا ہوتی ہے۔ اگر یا فانا ہاتھ وقت سم نہ پڑھ لی جاتے تو شیطان اس کا ستر چھین کر کھائے، اگر گھر سے ہونے تو
 میں مٹی، پیڑ، پاک جیر لگ گئی ہے، تو شکایت کہ کھانے کھاتے، اور اگر نجاست لگ گئی ہے تو دھو کر کھائے۔ اگر اصل نہ سکے تو کتے بنی
 کو کھائے، بچوں کی زچھوٹے کر اس میں دل ضائع کرنا ہے اور رب تعالیٰ کی نعمت کی ناقصی ہے۔

مَا كَانَ يَهَامُنُ أَذَى ثَقَلِيَا كُفَّهَا وَلَا يَدْعَاهَا لِلشَّيْطَانِ فَإِذَا فَرَغَ
فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ يَكُونُ الْبَرَكَةُ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْ أَبِي حُجَيْفَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
أَكُلُ مَتْنِكًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَوَانٍ وَلَا فِي سَكْرَجَةٍ وَلَا خَبْزَلَةٍ
مَرَّقٌ قِيلَ لِقَتَادَةَ عَلَى مَا يَأْكُلُونَ قَالَ عَلَى الشُّفْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

پھر سے کھائے اور اسے شیطان کے لئے ست چھوڑتے۔ پھر جب فارغ ہوجاتے تو اپنی انگلیاں ہاتھ سے کر وہ
نبی کریم کے کس کھانے میں برکت ہوگی یہ (مسلم) روایت ہے حضرت ابو حنیفہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے کبھی نہ کھانے کا کھانے (بجائی)۔ روایت ہے حضرت قتادہ سے۔ وہ حضرت انس سے اسی طرح
میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو میرے کھانا کھا، نہ چھوٹی بال میں۔ اور آپ کے لئے چائے پانی کوئی وقت وہ
سے کہا گیا کہ کبھی چیز پر وہ حضرات کھاتے تھے تو فرمایا دسترخوانوں پر۔ (مناہی)

۱۔ کہ اس چھوڑے ہوئے فقر کو یا تو بیٹھیں کھا ہی لیں یا اس کے صانع ہونے پر حوصلہ بڑھا، شیطان کے (دونوں) حسی ہونکے ہیں۔
۲۔ کہ کبھی نہ چھوڑے سب ہی چاٹ لے، اگر کوئی آدمی ایک ماہ کھانا بھی برتن میں بگاڑے جو برتن وہ چھوڑے ہوئے ناہیوں میں گیا
وہ سب لگاؤ کہ جس شخص میں آٹھ دس لاکھ آدمی رہتے ہوں خود وہ فقہ کتہ کی ناہیوں میں جاتا ہے یہ حضوں کو بھی یہی ہے مال
صانع کو نہ بھی کھانے کی سے اولیٰ ہی، اس لیے کچھ بھی نہ چھوڑ دے برتن کو بھی طرح صاف کر دیکھنے کا احترام و ادب یہی ہے یا
تو پھوٹو کہ دوسرا آدمی کھائے۔ ۳۔ آپ کا نام وہ سب بن غلامہ سوائی ہے، یعنی سوار ابن عامر سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی وفات کے وقت آپ باقی تھے، مگر حضور سے روایات فی میں۔ آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قدر حزار بابا قتلہ آپ
حضرت علی کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک تھے، آپ کو ذہن مستحضر میں وہ تھے۔ آپ کے بیٹے عیسیٰ نے اور حضرت عیسیٰ
مکہ حضرت علی نے بھی روایات ہیں، (اشعۃ و مرآت) کہ تھے وقت تک لگائے کی بار صد میں ہیں، ایک یہ کہ ایک پیر ہونے
سے قریب کہ بیٹے، دوسرے یہ کہ چہار زانو بیٹے، تیسرے یہ کہ ایک ہاتھ میں برکت کر اس پر ٹیک لگا کر بیٹھے۔ چوتھے یہ کہ دیوار و غیر
سے ٹیک لگا کر بیٹھے یہ چاروں نیکی سے سب ہیں، دوسرا تو یا اگر وہ بیٹھ کر کھانا اچھا ہے، طبی کا خاصہ بھی مفید ہے، کھڑے ہو کر کھانا
چھا نہیں، (اشعۃ الطعائ) ۴۔ قتادہ نامی ہیں، بھری ہیں، ماہیا تھے، ان کی ولادت مستحضر میں ہے اور وفات مستحضر بھری میں
حضرت انس اور ابو لعلیل سے روایات ہیں، ۵۔ کیونکہ بیز پر کھانا طریقہ ممکن ہے، تاکہ کھانے کے آگے جھکنا نہ پڑے، اور

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَغِيقًا مَرَّقًا حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ وَلَا رَأَى شَاءَ سَمِيطًا يَعْنِيهِ قَطْرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
النَّقْيُ مِنْ حِينَ رَابَعَتَهُ اللَّهُ حَتَّى قَبَضَهُ وَقَالَ مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْخِلًا مِنْ حِينَ رَابَعَتَهُ اللَّهُ حَتَّى
قَبَضَهُ اللَّهُ قِيلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُونَ الشَّعْبِيُّ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ

روایت سے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی پر پانی دیکھی حتیٰ کہ اللہ سے
مل گئے اور نہ مٹنی ہوئی بکری آگے سے کسی دیکھی نہ بخاری۔ روایت سے حضرت سہل ابن سعد سے فرماتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدہ دیکھا جب سے اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو
وفات دی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلتی نہ رکھی جب سے اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا حتیٰ کہ
اللہ نے آپ کو وفات دی کہ کیا کہ آپ حضرت جو کیسے کھاتے تھے فرمایا ہم نہیں میں جیتے تھے۔

بہت چھوٹی بیانی میں کھانا طریقہ بخوبی کہے، ناکہ مذکور آری ساتھ رکھ سکے، ساری دوشیاں اور سالن ہم اکیلے ہی کھائیں، سنت ہے
ہے کہ کھانے کے آگے قدم جھک کر بیٹھے (مرقاۃ واشتہا اللغات) سکھ بہت باریک روٹی اب بھی عرب شریعت میں نہیں ہوتی،
روٹی قدم سے ہوتی ہے، وہ صحت کے لئے بھی مفید ہے، بعض شارحین نے فرمایا کہ حضور کے لئے چپاتی نہیں پکائی گئی، لیکن
اگر کوئی شخص چپاتی پریش کرتا تو حضور اقدس قبول فرماتے اور کھاتے تھے (اشتہا اللغات) مسند وستر خوان پر لے کر کھانے کا چمڑک کا اور
کچور کے چوں کا ہوتا تھا۔ ان بیہوش قسم کے دستروانوں پر کھانا حضور نے کھایا ہے، دستروان کی چمک زمین پر پھٹتا تھا، اور مرد
سزا بھی زمین پر تشریف فرما ہوتے تھے، صحابہ کرام کے ساتھ کھانا غلط فرماتے تھے، یہاں مرقاۃ نے فرمایا کہ میز پر کھانا ہدایت جائزہ
ہے اور دستروان پر کھانا سنت ہے۔ مسند نہ تو یہ گھر میں دیکھی، نہ کسی دوسرے گھر میں، حضرت انس اپنے علم کی نفی فرماتے ہیں
مکن ہے کہ کبھی یہ سطر فرمائی ہو، حضرت انس کو خبر نہ تھی کہ مسند مسجد بکری کھاتی ہے جو کھال میں بھونتی جلتے کہ ادا کھال
کے بال اتار کر جویں، پھر لے کر گرم پانی سے دھو کر اس کے امد گوشت بھر دیا جاتے اور اسی میں بھون لیا جاتے، اُمراء و مسلمان اس پر گشت
کھاتے ہیں، سمجھ کے برہمنی خیاب میں رہیں، شاة شوی اور چیز بے میط کچھ اور حضور اقدس نے ویسے کھانا گوشت غلط فرمایا ہے۔

مسند یعنی میدہ کھانا تو بہت دور کبھی غلط بھی نہ فرمایا، اللہ کی شان ہے کہ اب یہ منورہ میں میدہ کی روٹی عام ہے، آگے کی روٹی
بہت کم ملتی ہے اور کہتے ہیں میدہ کی روٹی بہت قسم کی ہوتی ہے، مغربی شامی وغیرہ مسند یعنی ظہورِ خدوت کے بعد میدہ کی روٹی غلط

وَنَنْفُخُهُ فَيُطِيرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ شَرِينًا فَأَكَلْنَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۖ وَعَنْ
 أَنَسٍ هَرِيرَةً قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ
 أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْهُ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا
 كَثِيرًا فَأَسْلَمَ وَكَانَ يَأْكُلُ قَلِيلًا فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مَعَاذٍ وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ
 فِي سَبْعَةِ أَعْرَافٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ أَنَسٍ مَوْلَى أَبِي

اور اُسے پھونکتے تھے جو اڑتا ہو جاتا جو باقی بچتا ہو کر رہ جاتا پھر کھا لیتے تھے (بخاری) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ
 سے فرماتے ہیں کہ حضور نے کبھی کھانے کو عیب نہیں لگایا۔ اگر پسند فرمایا تو اُسے کھایا اگر ناپسند فرمایا تو چھوڑ دیا (مسلم بخاری)
 روایت ہے اُن ہی سے کہ ایک شخص بہت کھاتا تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو کھانا کم کھانے لگا یہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو فرمایا مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔
 (بخاری) سادہ مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

نہ فرمائی، اس کے پیچھے حضور اُن نے خام کا سر کر کے کھا، اور کبیرہ راہب کی دعوت میں میدہ کی مدٹی ملا کر دوائی ہے، اس ماہ میں شام و صبح
 میں میدہ کی مدٹی بہت مروج تھی، بعد اعلان نبوت حضور صرف نماز میں پہنے اور مال سے بے بدعتی بھی بہت تھی (امرات) ۱۵
 بھان انڈیہ ہے حضور کی سادہ اور بے تکلف (مدٹی) ۱۶ بعض روایات میں ہے کہ کسی صاحب نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے تسک
 کہ میں حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا کھاؤں، آپ نے اُسے گیس پہنہ کھا سکونے پر زور کیا کہ میں تمہاری جو کھانے لگے، اور واقعہ ہے کہ ہم
 گندم کی مدٹی بے چھنے آٹے کی نہیں کھا سکتے تھے بلکہ جو کھانے کی مدٹی وہ بھی بے چھنے آٹے کی۔ شعہ

کھانا جو دیکھو جو کھانے کی مدٹی، بے چھنے آٹے کی مدٹی، وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم
 جس کی تیار روز نہ کھانا اکٹاں تیار آٹے کی کھانا جس کی کھانا، شکر کا کرنا صلی اللہ علیہ وسلم
 قبضہ میں جس کے ساری غذائی اس کا پھرنا ایک کھانے کی نظر دوں میں کئی چیز ہے دیا صلی اللہ علیہ وسلم

۱۷ میں کھانے پکانے میں کبھی عیب نہ نکالا کہ ملک کم ہے یا زیادہ جیسا جس لوگوں کا عام طریقہ ہے کہ بغیر عیب لگائے کھانا کھاتے ہی
 نہیں۔ گوہ کے متعلق یہ فرماتا کہ یہ کھانے میں نہیں ہوتی اس لئے ہم اس سے گھسی کرتے ہیں۔ یہ کہ بہت طبع کا بیان تھا۔ پکانے
 میں عیب نہ نکالا گیا تھا۔ لہذا وہ حدیث اس کے خلاف نہیں ۱۸ یعنی بقابلہ زمانہ کھانے کے عیب، اسلام کے بعد اس کی خود کھانے کہ ہو گئی
 یہ کہ حدیثی طبع پر ہوتی یا اس کے زہد تقویٰ کی وجہ سے ۱۹ اس فرمان عالی کا یہ مطلب نہیں کہ کافر کے پیٹ میں سات آنتیں اور

عَمْرُ الْمُسْتَدَامَةِ فَقَطَرَنِي أُخْرَى لَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَ ثَمَرٍ أُخْرَى فَشَرِبَ شَقًّا أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شَيَءٍ ثُمَّ أَتَاهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مسند کی روایت کی۔ اوسان کی دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کافر پہاڑ پر اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک بکری کا کھم دیا تو وہ بکری گئی۔ اس نے اس کا دودھ چربا۔ پھر دوسری اس نے دودھ بھی پی لیا۔ پھر اور دودھ اسے بھی پی گیا حتیٰ کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا صبح کے وقت مسلمان ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مومن کے پیٹ میں ایک انت ہوتی ہے۔ ہر انسان کے پیٹ میں آٹھ سو سات ہی ہوتی ہیں۔ مومن ہو یا کافر انھیں یہ فرماں مافی السحاب میں ہے کہ کافر کھانے پینے کا طریق ہے۔ مومن کاغذ ہوتا ہے۔ کافر کی نظر وقت کھانے پینے میں رہتی ہے۔ جانوروں کی طرح مومن کی نگاہ دگر و فکر میں رہتی ہے۔ یا کافر کے ساتھ غیلاں بھی کھاتا ہے۔ مومن چونکہ بسم اللہ سے کھانا شروع کرتا ہے۔ الحمد للہ پر ختم اس لئے کافر کھانا زیادہ میٹھا ہے۔ یا مومن کے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ کہ مقدار کھانا زیادہ قوت دیتا ہے۔ کافر کے کھانے میں بے برکتی یا یہ مطلب ہے کہ ایک کافر کو ساٹھ مومن کی سی جھوک اور کھانے کی دلالت ہوتی ہے۔ مومن ثنائی پیٹ کھانے سے پر کرتا ہے۔ جہانی پالنے سے اور ثنائی سانس و ذکر کے لئے خالی رکھتا ہے۔ خیال ہے کہ یہ قانون ایک شخص کے لئے ہے ہو گا۔ یعنی ایک کافر جب مسلمان ہو جائے۔ تو اس تمام اللہ اس کی خوراک کم ہو جائے گی۔ ورنہ بعض کافر سے زیادہ کھاتے ہیں۔ قوی جوان مومن کی خوراک صلیف بیٹھے کافر سے یقیناً زیادہ ہوگی۔ لہذا حدیث بالکل واضح ہے جس کا تجربہ سب بھی ہوتا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ زیادہ خوراک انسان کے لئے عیب ہے۔ بڑھ چلا آدمی قوت سے دیکھا جاتا ہے اور زیادہ قوت مردی انسان کا کمال ہے۔ جنتی آدمیوں کی خوراک زیادہ ضروری۔ البتہ قوت مردی یہ وہ ہوگی۔ حضرات انبیاء اکرام کو قوت مردی بہت زیادہ دی جاتی ہے۔ سلیمان علیہ السلام کی ہزار بیویاں تھیں۔ اور داؤد علیہ السلام کی نانو سے بیویاں تھیں یعنی مسلم نے یہ واقعہ بیان نہ کیا کہ ایک مسلمان ہو کر کم کھانے لگا۔ بلکہ ان کی روایت میں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا عالی ہے ان المؤمنین انہ سلف یا تو ایمان لانے کے لئے آیا یا صرف زیارت و ملاقات کے لئے دوسرے مومن زیادہ قوی ہیں۔ خیال رہے کہ ماں باپ پروردگار۔ جہاں اگر کافر بھی ہو تب بھی ان کا حق مسلمان پر ہے جو ضرور ادا کرے۔ جہان کی خاطر اگر کافر ہو سلف یہ بکریاں یا تو حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہیں یا مختلف حوادث کی تمہیں یا ان بکریوں کا دودھ

بِشَاةٍ تَحْلِبُتْ فَشَرِبَ حِلًّا بِهَا ثُمَّ أَمْرًا أُخْرَى فَلَمْ يَسْتَهْمَهَا فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرِبُ فِي مَعَاذٍ وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ
يَشْرِبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَالٍ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي

اس کے لئے ایک بکری کا حکم دیا وہ دہی گئی اس نے اس کا دودھ پی لیا پھر دوسری کا حکم دیا تو اسے دہی شکار تب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن یکساںات میں پیتا ہے اور کافر سات اتوں میں پیتا ہے۔ روایت
ہے ان ہی سے، فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو کا کھانا تین کو کافی ہے اور تین کا کھانا
چار کو کافی ہے۔ (اسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو فرماتے سنا کہ ایک کا کھانا دو کو کافی ہے اور دو کا کھانا چار کو کافی ہے اور

فرید لہار سے پایا گیا تھا۔ عرب کی بکری دودھ بہت دیتی ہے۔ بعض بکریاں تین چار سیر تک دودھ دیتی ہیں۔ یہ شخص
بہت دودھ پی گیا۔ سیکھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کرنا نہ شان بندہ فزوی دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ شاعر
شرفی نے بقدم ہر کیا کہ می غلام
کر شہد دامن دل می کشد کہ جانی است

اے اللہ اگر پینے والا وہ ہی ہے۔ دودھ وہی سے مگر حالت وہ نہیں۔ ایمان کے ساتھ خوراک بھی قناعت والی ہو
گئی۔ پارس سے کر سونا کر دیتا ہے۔ کلہ حریص کو قانع کافر کو مومن فاجر کو متقی خدا کے دشمن کو اس کا دوست بنا دیتا ہے
اس کی طرح ابھی کچھ پہلے گر گئی۔ وہاں کھانے کا ذکر تھا یہاں پینے کا ذکر ہے۔ مطلب ایک ہی ہے۔ پینے سے
مراد دودھ و دیر کا پینا۔ جس مشروب میں خزانیت ہے صرف پانی مراد نہیں یعنی کافر بوس میں ساتواں آتیں خدا سے بھر
لیتا ہے۔ مومن ایک آت بھرنا ہے باقی آتیں خالی رکھتا ہے۔ موس قانع ہے طبعاً۔ بعض شاربین نے فرمایا کہ مومن میں
لام جہی ہے اور اس سے متقی زاہد قانع مومن ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ لام جہی ہے بمقابلہ کافر مطلق موس قانع مومن
ہے سیکھ یعنی اگر کھانا تمہارا ہو کھانے والے زیادہ تو نہیں چاہیے کہ دو آدمیوں کے کھانے پر تین آدمی اور تین آدمیوں کے کھانے
پر چار آدمی گزارہ کریں۔ اگر چہ بیٹ تو نہ بھرے گا مگر آنا کھا لینے سے صحت نہ ہوگا۔ عبادت بخوبی ادا ہو سکیں گی۔ اس لئے
عالی میں قناعت مردت کی اعلیٰ تعلیم ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ دنیا میں بہت سیر ہو کر کھانے والا آخرت

الرَّابِعَةَ وَطَعَامِ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ التَّلْبِينَةُ بَجَّةٌ
لِقَوَادِ الْمَرِيضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحَزَنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ
أَنَسٍ أَنَّ خَيْطًا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ صَنَعَهُ
فَذَهَبَتْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيرٍ
وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور چار کا کھانا آٹھ روکائی تھے (مسلم) روایت ہے جناب عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو فرمائے سنا کہ پین بیمار کے دل کو تسلی بخش تھے یہ بعض روایات کو قدر کرنا ہے۔ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت
انس سے کہ ایک مدزی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے بلایا جسے اس نے تیار کی تھا تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ نبی تو مس نے جو کھ روٹی اور شش پائش یا حس میں کوزہ اور شک مرشت تھا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو دیکھا کہ آپ صائم پائے کے

میں زیادہ بھوکا ہو گا۔ جب کھانے میں کمی ہو تو پانچ کھانے میں روٹ تھوڑا کھائیں۔ چار جوان عذاب و مہاکس پر حرج کر رہے ہیں
کے پاس کھان نہیں رہے (برکات) سلم یہ زیادہ نازک حالات کے لئے ہے جب کہ کھانے میں بہت ہی کمی ہو جائے ان نازک حالات میں آٹھ
پیٹ کھا، پانچ بھٹے کھانے سے کسی انسان مرنا نہیں کام چل جائے مگر انسانی کے زمانہ میں بھی مسلمان کو پانچ کھانے کبھی روزہ رکھ
کسی کم کھانے تاکہ مصیبت پڑے پر بھوک برداشت کر سکے۔ ہر ماہ میں تین روزہ سنت ہیں۔ اس ایک حکمت یہ بھی ہے۔ دوسری روایت
میں ہے کہ کھانا ایک ایک نہ کھاؤ جمع ہو کر کھاؤ حاجت میں رکھتے ہو (برکات) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حاجت کے ساتھ کھانا کھاتے
تھے۔ جیسا کہ روایت میں ہے۔ تلخ تلبینہ ہاں ہے لیکن سنی دودھ سے عرب میں پانی یا صوبی کو پتلا پتلا پکاتے ہیں۔ اس میں کچھ دودھ کچھ
شیر ڈالتے ہیں۔ اسے اردو میں پٹا اور حباب میں سیرا کہتے ہیں۔ یہ چونکہ دودھ کی قدر سعید اور پتلا ہوتا ہے اس لئے تلبینہ کھا جاتا ہے
یہ بہت ہی غذا ہے۔ ذرا دھم ہے۔ اکثر بچوں کو دیا جاتا ہے۔ یہ پیٹ میں بوجھ نہیں کرتا دلی کو قوت بخشتا ہے۔ مرقات و فرو
نے لیا کہ اس سے دل گھر میں بھی دور ہو جاتا ہے۔ بہت اعلیٰ چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو حکمت بھی بخشی ہے۔ جسے سلم
جسام سے بھی راحت سلم صحت و رنگ سے مراد وہ رنگ ہے جو بیماری کی کمزوری کی وجہ سے ہو۔ جو رنگ بیرونی عکس کی وجہ سے ہو اس کے
لئے صحت سے سعید فرمایا گیا ہے۔ گھریلو کے رنگ کے لئے بہت مفید ہے۔ لگے یا تو اسامہ مدنی نے حضرت انس کی بھی دعوت کی تھی
یا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے اور خدمت کے ساتھ صحت خاص خاص جاتی کرتے تھے۔ گھر والے ان کی آمد سے بھی

يَتَّبِعُ الذُّبَابُ مِنْ حَوَالِي الْقُصْعَةِ فَلَمَّا نَلَّ أَحَبَّ الذُّبَابُ بَعْدَ يَوْمَيْنِ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَحْتَزُّ مَنْ كَتَفَ شَاةً فِي يَدِهِ قَدْرَ إِلَى الصَّلَاةِ فَالْقَاهَا وَالسَّكِينِ
الَّتِي يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ

اس پاس سے کدو تلاش کرتے تھے۔ اس دن کے بعد سے میں کدو سے محبت کرتا رہا۔ (مسلم، بخاری، ترمذی)
ہے حضرت عمرو بن امیہ سے۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کبریٰ کو دست سے کاٹ کر کھاتے تھے
جو آپ کے ہاتھ میں تھی پھر آپ کو نماز کی طرف بلایا گیا تو اسے اور چھری کو جس سے کاٹ رہے تھے ڈال دیا۔
پھر کھڑے ہوئے پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔ (مسلم، بخاری، ترمذی)

موتے ہیں۔ مرنے والی بات مردہ ہے۔ اس لئے آپ صحن حضور اللہ کے ساتھ گئے۔ جس حدیث میں آتا ہے کہ پانچ صاحبوں کی
دھوت پر چھپا آدمی ساتھ گیا تو حضور اللہ نے اس کے لئے چھوڑا اجازت مانگی۔ صاحب خاں نے اجازت دے دی۔ تب سے
کھانے میں سر یک کیا۔ وہ پیش آدمی خادم حاضر رہتا۔ لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ وہ بنا ہے قرعہ یعنی لانا
حرب میں گوشت کے بڑے بڑے یاد ہے ملک ملا کر سکھا لئے جاتے ہیں جو حصہ ملک کھانے مانتے ہیں انہیں قدر جتے ہیں۔
ہم نے بھی منی شریف میں بدویوں کو قربانی کا گوشت سکھاتے دیکھا ہے۔

سلسلہ قرآن جمع سے حوں کی۔ یہی گھومنا۔ کنادوں کو حوں کہا جاتا ہے کہ اس طرف گھومنا ہوتا ہے۔ قصہ یا قصہ وہ بڑا بیالہ جس سے
پایا چھ آدمی کھا سکیں۔ یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے طرف سے کدو کے ٹکڑے اٹھا کر کھانے لگے۔ معلوم ہوا کہ کدو
مردانہ تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب مخدوم و خادم ایک پیالے سے کھائیں تو مخدوم ہر طرف سے کھا سکتا ہے۔ وہ بڑا شاہ ہے۔
کل معاہدہ اپنے سامنے سے کھاؤ۔ ران چھوٹوں یا بلاور والوں سے خطاب ہے۔ لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔
مرکت نے فرمایا کہ جب ایک ساتھی کے ہر طرف ہاتھ ڈالنے سے دوسرے ساتھی نفرت کریں تب یہ حکم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہاتھ شریف سے چیز اس کو ترک بن جاتی ہے۔ حضرت صحابہ نے تو حضور کا پیو شاہ ملکہ کو بھی پیو سے ترکا۔ لہذا حضور
کا حکم مردانہ ہے (مرقات)۔ ہر حال یہ حدیث بہت واضح ہے بعض روایات میں ہے کہ حضرت انس بھی کدو کے ٹکڑے تلاش نہ کر کے کدو
اللہ کے سامنے رکھنے لگے سلسلہ اس حدیث سے چند منسلک معلوم ہوئے ایک یہ کہ اپنے خدام و غلاموں کی دعوت قبول کرنا چاہئے۔ ساری
وہ اپنے سے درجہ میں کم ہو۔ دوسرے یہ کہ خادم کو پیو ساتھ ایک پیالے میں کھلا بہت اچھا ہے۔ تیسرے یہ کہ کدو پسند کرنا سنت
ہے۔ پچوتھے یہ کہ ہر سنت سے محبت کرنا خواہ ہر سنت زائد ہو یا سنت الہی (میرزا صاحب کرام ہے۔ نقیض)

کہ اس میں جہاں کے حسن پروردگار ہو جانا

فقط اپنی حقیقت ہے ہمارے دین و ایمان کی

عَائِشَةُ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْخُلُوءَ
وَالْعَسَلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَأَلَ أَهْلَهُ أَلَا دُمُورٌ فَقَالُوا مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهِ فَبَعَلَ يَأْكُلُ
بِهِ وَيَقُولُ نَعَمْ أَلَا دُمُورٌ الْخَلُّ نَعَمْ أَلَا دُمُورٌ الْخَلُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ

حضرت عائشہ سے فرمائی میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی پنیر اور شہد پسند فرماتے تھے نہ (نماری)۔
روایت ہے حضرت ہارثہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھروالوں سے سالن مانگا۔ انھوں نے عرض کیا ہارثہ
پس سر کے سونچو نہیں۔ تو حضور نے وہ ہی منگایا اسے کھانے لگے اور فرماتے تھے سرکہ اچھا سالن ہے سرکہ
اچھا سالن ہے نہ۔ (مسلم) روایت ہے

پانچویں یہ خدمت آپہ خادم کے ساتھ کھانے پینے میں سے صرف سے کھا سکتا ہے۔ خوم کو یہ حق نہیں۔ چھٹے کہ خادم پالیہ
بوشیاں یا کتو وغیرہ جن کو خدمت کے ساتھ رکھ سکتا ہے۔ سب سے آگے بڑے بھون سلطان تھے۔ جنگ بدر و احد میں مشرکین سے
لڑتے تھے۔ جنگ احد سے واپسی کے موقع مسلمان ہو گئے۔ پھر یثرب میں جا کر ہو کر گئے مشہور صحابی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ
کو حبشہ بخاری کی طرف پیغام دے کر بھیجا۔ مشہور ساتھ صحابی میں وفات پائی راشدہ وراثت تھے اس طرح کہ پوری دستی بھی مورتی
تھی۔ حضور انور صبری سے لڑتے اور کھاتے تھے یا راست سے لڑ کر کھاتے تھے اختر زمانہ سے جڑ سے بھی تھوڑے ہیں
نہ تو شرعی و صوکیہ نہ عرفی و صوکیہ مابین سر باتو دوسرے نہ لڑی۔ کیونکہ کھا، کھا کر با تھو دلو، کل کرنا سنت ہے مگر واجب
نہیں۔ یہ عمل شریف بیان جواز کے لئے ہے۔ یہاں رہے کہ بچہ کوشت کے بٹھے بٹھے پاسے پھیری سے کاٹ کر کھا، حارثہ سے ملکر
حسرت کی وجہ سے، مگر با ضرورت پھیری کھانے بھی مانگروہ و مسون ہے کہ کھار حکم کا طریقہ ہے راشدہ باتو سے کھانا تو چھانت
ہے یہاں مزدور یا یہ عمل کیا گیا ہے صوبہ بنگال دیو میٹھی جیر سے تخت کرتے رہے۔ اس لئے صوبہ نا تھو دیماز میٹھی جیر بر
مورتی ہے۔ اس کی اصل یہ ہی حدیث ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ موسیٰ میٹھا ہوتا ہے۔ مضافی پسند کرتا ہے۔ صلوے میں سر میٹھی
چیز داخل ہے۔ حتی کہ شریف اور میٹھے کھل و عام مضافیاں و عرفی صلوہ و مرقات) مرد و عورت سب سے پہلے حضرت عثمان غنیؓ
جایا حضور انورؐ کو حضرت میٹھی کی جس میں اٹا لگی اور شہد تھا۔ حضور انورؐ نے بہت پسند کیا اور فرمایا کہ فارسی لوگ اسے و جیس
کھتے ہیں و مرقات اسے سرکہ بھی کہتے ہیں مست معبود ہے سادہ اسطیلا دعا ہے۔ حضرت اسیا و کوام نے صوبہ سرکہ کھایا ہے۔ اس کے
بہت فضائل حدیث شریف میں آئے ہیں عرب میں صوبہ کھو کا سرکہ ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں رس۔ انگور کا سرکہ ہوتا ہے۔
گنے کے رس کا سرکہ بہت مروج ہے۔ اس حدیث کی بنا پر صوبہ کھو کا سرکہ بھی سالن ہے جو کوئی سالن نہ کھانے کی قسم
کھانے وہ سرکہ کھانے سے حاشا جو جانے گا وہ اس پر قسم کا کھارہ لازم ہو چو مگر خیال رہے کہ قسم کا طوطا طرف پر بھی ہوتا ہے۔

۱۰ کعبہ غصا شرم و خشک ہے اور لکڑی سرد تر۔ اس دونوں کے ملنے سے اعتدالی ہو کر فائدہ بڑھ جاتا ہے۔ حصہ اول
صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی اور کھجور کو کچھ تو مسجد میں جمع فرمایا کہ یہ ایک وقت کبھی کھجور کھائی جائے اور چبائے میں جمع
فرمایا کہ کعبہ مندر شریف میں رکھ لی اور لکڑی بھی کتر لی اور دونوں کا کر چسپی۔ کبھی کھجور اور تربہ بھی ملا کر کھائے ہیں۔ کعبہ
لکڑی کا کر کھانا صحت کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میری رخصتی حصہ اول اور
کے ۱۰ ہونے والی تھی مگر میں بہت کمزور تھی۔ میری ماں نے مجھے کھجور لکڑی کا کر کھا ئیں۔ میں پھر مسجد میں مولیٰ ہو گئی۔ اس حدیث

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظُّهْرَانِ بَخْفِ الْكِبَاثِ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ
فَإِنَّهُ أَطْيَبُ ثَقِيلُ أَكُنْتُ تَرَى الْغَنَمَ قَالَ تَعَوَّ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا رَعَاهَا
مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُقْعِيًا يَأْكُلُ كَثْرًا وَفِي رِوَايَةٍ يَأْكُلُ مِنْهُ أَكْلًا ذَرِيعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مقام مرالظہران میں حضور کے ساتھ تھے۔ بیلو کے چل چل رہے تھے تو فرمایا اگر ان میں سے کالے کالے اٹھاؤ
کہ وہ اچھے ہوتے ہیں۔ تو عرض کیا گیا کہ کیا آپ بکریاں چراتے رہے ہیں؟ فرمایا ہاں اور نہیں ہے کوئی نبی مگر انھوں نے
بکریاں چرائیں۔ (مسلم، بخاری)۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اکڑوں
بیٹھے دیکھا کہ چھوٹے کھاتے تھے اور ایک روایت ہے کہ حیر سے چھوٹے کھاتے تھے۔ (مسلم)

یہ معلوم ہوا کہ ایک وقت چار کھانے کھانے ہاؤں میں۔ جی روایت میں اس سے ممانعت آئی ہے وہاں اس کی حادث ثواب ملاحظہ
ہوئی حادث رکھے۔ ایک کھانے کی مگر کبھی کبھی چند کھانے بھی کھاتے تو حرج نہیں۔ اشد کھانے کی عفت کا جمع کیا حضور نہیں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور تو مرغوب تھی ہی گرنی بھی بہت مرغوب تھی روایت و اشعر بعض بڑے کھانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ ہیں دوسرے کھانوں کے ساتھ کھجوریں اور گڑیں اور تربوز بھی رکھتے ہیں۔ ان کے اس عمل کا مآخذ یہ حدیث ہے کہ
مرالظہران کہ مظفر ہے۔ ایک منزل فاصلہ ہے۔ اب اس کا نام طودہ فاطمہ ہے۔ پہلے حدینہ مسجد کی ماہ یہ منزل آتی ہے۔ اب
نہیں آتی (اشعر) اسے عرب کے جنگلوں میں یہ پلر عام پایا جاتا ہے۔ اس کی مسواکیں عام استعمال ہوتی ہیں۔ اسے عربی میں اناک
اور وہیں بیلو، بھائی میں دان کہتے ہیں۔ اس کے پھل کو عربی میں کبٹ کہتے ہیں۔ خلق حقان میں یہ کبات عام طودہ پر (نوشت ہوتی
میں اور کھائے جاتے ہیں۔ خیال رہے کہ جنگلی درخت مشکو کے ہاؤں کبھی کی جگہ نہیں ہو چاہے استعمال کرے۔ اس لئے یہ حضرت
یہ پھل توڑ رہے تھے اسے اپنی سرخ چٹائی مثلاً دکھاؤ وہ کیا اور بد مزہ ہوتا ہے۔ سیاہ رنگ کے پھل پختہ، مزہ دار اور مفید ہوتے
ہیں۔ وہ کھاؤ اسے اپنی بیلو کے پھلوں کے یہ لازم ہو کر بکریاں چراتے والے کو معلوم ہوتے ہیں کہ وہ ہی عام طور پر جنگلوں میں
پھرتے گھومتے ہیں۔ کیا حضور بھی یہ عمل فرماتے رہے ہیں۔ خیال رہے کہ حضرات صحابہ کا یہ سبب طریقہ علم کے متعلق ہے یعنی حضور
نے یہ لازم عقل الہی سے حاصل کیا یا تجربہ سے بھی۔ لہذا اس میں شبہ نہیں ہوتا کہ حضرات صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم
کے حامل نہ تھے وہ بھی حضرات انبیاء اکرام علو بادشاہ امور نہیں ہوتے، مساکین ہوتے ہیں۔ عام طور انہوں نے بکریاں چرائی
ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے بکریاں چرانے کا واقعہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ ایوب علیہ السلام نے دزدکی کا اللہ ذکر کیا علیہ السلام
بڑھنے لگے بیٹے کئے۔ بکریاں چراتے تھے دل میں مسکینی، لوگوں سے علیحدگی، غریبوں سے محبت، ملکی سیاست، خلوت میں لذت نصیب
ہوتی ہے۔ بکریوں کو بھانسنے سے انسانوں کے سنبھالنے کا طریقہ آجاتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يُقْرَنَ الرَّجُلُ
بَيْنَ الثَّمَرَتَيْنِ حَتَّى يَسْتَاوِيَا أَصْغَبَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۚ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجُوزُ أَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ الثَّمَرُ
فِي رِوَايَةٍ قَالَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمَرُّ فِيهِ جِيَاءُ أَهْلِهِ قَالَتَا مَرَّتَيْنِ
أَوْ ثَلَاثًا وَاهُ مُسْلِمٌ ۚ وَعَنْ سَعْدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

روایت ہے حضرت بن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص دو
چھوٹے سے ملا کر کھائے حتیٰ کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت لے لے۔ (مسلم بخاری)۔ روایت ہے حضرت عائشہ
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گھر والے بھوکے نہیں رہیں جن کے پاس چھوٹے سے بھولے۔ اور ایک حدیث
میں ہے کہ فرمایا اے عائشہ وہ گھر جس میں چھوٹے سے نہیں اس کے باشندے بھوکے ہیں۔ روایتیں بار فرمایا (مسلم)
روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

حکایت اس ایک دن موسیٰ علیہ السلام سے رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ کیا تمہیں غریب کہ تم کو بوت کیوں دی گئی۔ عرض کیا مولیٰ تو
میںم وغیرہ۔ فرمایا کہ ایک دن تم بکریاں چرا رہے تھے کہ ایک بکری ٹھاک گئی۔ تم اس کی پیچھے محبت و دودھ بھاگے تھے مشقت سے اُسے
پکڑ کر تم نے اس پر خستہ دیکر بلکہ اُسے کہہ کر بھڑک کر مارا۔ اس مشقت خلق کو دیکھ کر تم کو بوت کیوں دی گئی۔ اُنھار میں بیٹھ کر
لو کہتے ہیں کہ چوتھوں میں پر لگے ہوں وہ دونوں چڑیاں لکڑی ہوں۔ یعنی اوکو کو۔ یہ بیٹھ کر غلامی کوہ ہے۔ کھاتے وقت ممتز کیونکہ یہ بیٹھ کر
جلدی کے ٹھنڈے کے لئے ہوتا ہے۔ کار میں سکون کا اظہار جانتے۔ کہ طوری اور تیزی کا۔ کھانے میں جلدی اور تیز تاکہ اس سے ہلکا رہے
ہو کر عادت یا اور کسی دینی کام میں مشغول ہوں نہیں۔ مثلاً یہ ہر روز غلام اور کوں بیٹھ کر کھاتے ہیں کہ سر میں نور ہے۔ کھانے میں اس کی
کھانہ کی طرف کہ کب نہ جائے اور کب یہ لونا اٹھ کر جائے۔ نیز اور کوں بیٹھ کر کھاتے سے زیادہ کھا سب کھا یا مانا۔ حرمیکہ کھانے کی مشقت
میں بہت حکمتیں ہیں کھانے میں یہ تیزی اور جلدی یا تو صحت بھوک کی وجہ سے تھی یا کسی کام کی جلدی تھی یا وہ سی حکمت تھی کہ صدر کہ
کر دوسرے کام میں مشغول ہو جائیں۔ کھانا مقصود وغیرہ۔ عبارت مقصود بالذات و مرعات و اشعار غریبیکہ اس جلدی میں بھی حکمتیں تھیں
لئے یہ حکم قلم سال کے زمانہ میں ہے یا جب ہے جبکہ چھوڑے تھوڑے ہوں کھانے والے زیادہ ہوں۔ مگر یہ دو دو چھوڑے کھانے
تو دوسرے ساتھی بھوکے رہ جائیں گے۔ اگر اکیلا کھا رہا ہے یا کھانے میں وسعت ہے تو چاہے چار چار کھائے یہ بھی خیال رہے کہ یہ
ممانعت جب ہے جب کہ کھانا مشترک ہو یا کسی کے گھر سب کی دعوت ہو اور اگر کھانا اس کا پنا ہے جیسے پنا ہے کھانے۔ اس حدیث سے
ساتھ کھانے سے بہت سے حکم نکل سکتے ہیں۔ اگر چند شخصوں نے مل کر کھانا پکائی ہے اور ساتھی کھا رہے ہیں تو ہر شخص دوسرے
کی نیال رکھ کر ہوشیار کھائیں لے یہ فرمان عالی مدینہ منورہ اور دوسرے ان شہر والوں کے لئے ہے۔ جہاں مسوا چھو ہارے کھائے

وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَمْعِ تَمْرَاتٍ عَجْوَةٍ كَفَّ يَضْرُوهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ مَسْتَمًّا
وَسَيَحْرُمُ مَتَّقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءٌ وَإِنَّهَا تَرِيَانِي أَوَّلُ الْبُكَرَةِ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۖ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيهِ نَارًا
إِنَّمَا هُوَ الشَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنْ يُؤْتَى بِاللُّحَيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْهَا
قَالَتْ مَا شَبَّحَ آلَ مُحَمَّدٍ يَوْمَيْنِ مِنْ خَيْرِ بَيْتٍ إِلَّا وَاحِدُهُمَا تَمْرٌ

فرماتے ہیں کہ جو کوئی صبح سویرے سات مجورہ جھڑی کھائے تو اسے اس دن زہر اور جاذب نقصان نہ دے گا۔
(مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مقام حایہ کے مجورہ میں
شفا ہے۔ وہ درخت تریاق میں شروع صبح کے وقت (مسلم)۔ روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ ہم پر بعض مہینہ ایسا
آتا کہ ہم اس میں آگ نہ بولا سکتے وہ قدر مجورہ یا وہ پانی ہی ہوتی مگر یہ کہ تھوڑا گوشت لایا جاتا ہے (مسلم بخاری)۔
روایت ہے انہی سے فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازے پر ایک کھجور کے بیج سے سیریز ہوتے مگر ان میں سے ایک دن

جاتا تھا۔ اب بھی اہل مدینہ اپنے گھر وں میں جیسا کہ کھجوریں رکھتے ہیں۔ وہاں وہ ملاقاتیوں کی خاطر اس سے بچا کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا
کہ گھر میں کھانے کا ذخیرہ رکھنا چاہیے جلد سست ہے۔ اس سے گھر میں برکت رہتی ہے اور گھر والوں کو ریلنگی ملے گی۔ کہ اگر جگہ کے لئے یہ درود
عالی ہوئے مجورہ مدینہ میں اس کے اعلیٰ قسم کے پھول ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سیاہ ہوتا ہے ان پر کچھ دھارہ ملتی ہوتی ہیں۔ حوالہ مدینہ میں ایک
بلدا ہے۔ جس میں مجورہ کے درخت ایسے ہیں۔ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست تقدس سے لگایا۔ اب کچھ کھجور پھل دیتے ہیں
غیر تھے ان درختوں کو بوسہ دیا ہے اور اس کے پھل کے ادا دے اپنے ساتھ لے دیا تھا۔ اس کا ایک دانہ ایک بیل کا قنا ہے اسے حدیث میں
چکر لکھی ہے۔ واقعی مجورہ کھجور میں یہ تاثیر ہے۔ کسی تاویل کی ضرورت نہیں مگر مجورہ مدینہ منورہ کا ہو۔ درخت اس کے حایہ اطراف مدینہ
منورہ کا وہ حصہ ہے جو مسجد نبویہ کی طرف ہے۔ جو کہ یہ درود کس قدر اونی ہے اس نے مس حایہ کہا جاتا ہے۔ اس کی حد کم و کثر تھیں
تک ہے۔ زیادہ سے زیادہ آٹھ میل تک بھی کہیں درختیں میل دو ہے۔ کہیں یہ آٹھ میل۔ اس کے مقابل اطراف کو سا جھڑکتے ہیں رشتہ رشتہ
ولعات اس کی جملہ حوالی ہے۔ وہاں غذا حلالی عام ہوتا ہے۔ نیکہ میں مقام حایہ کی مجورہ کھجوریں خصوصی طور پر واقع زہر ہیں۔ اگرچہ
اور طرف کی کھجوریں بھی تریات ہوں۔ مگر چاہئے کہ سورج تڑکے میں کھائی جائے۔ یہ مرض بالکل برقی ہے۔ جزی و لیاں میں اللہ تعالیٰ نے فلاح
نشرت رکھے ہیں ایسے ہی دن کھجوروں میں۔ اس سے شک میں بعض مہینے دیے کرتے تھے کہ ہم پورا حایہ مہینہ کچرہ پکاتے تھے۔
حرف کھجوروں اور پانی پر گوارہ کرتے تھے۔ ہاں اگر کوئی شخص کچھ تھوڑا گوشت بھیج دیتا تو اس کے پکالے کو آگ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْهَا قَالَتْ تَوَاتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدِيِّنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ أَلَسْتُ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِدُ مِنَ الذَّنْبِ مَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ رِوَاةٌ مُسَلَّمَةٌ، وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بِطَعَامٍ أَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَى رِائِهِ

چھوٹے ہوتے (مسلم بخاری)، روایت ہے اُن ہی سے فراقی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ حالانکہ ہم دوکان چیزوں کے سیر نہ کرتے۔ (مسلم بخاری)، روایت ہے حضرت نعمان بن بشیر سے سناتے ہیں کہ کیا تم میں تصدق ہو کھانے پینے میں مشغول نہیں۔ جس نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ روی غریب بھی اس قدر نہ پاتے تھے کہ اپنا پیٹ بھر لیں۔ (مسلم)۔ روایت ہے حضرت ابو ایوب سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کھانا لایا جاتا تو آپ اس کھانے سے بچاؤ مجھے بھیج دیتے تھے۔

جوتے تھے یہ ہے خدا کی شہادت کہ میں نے بول جہاں کے مالک و خالق ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور کسی شخص نے چیرا نہ کھنا پانی نہ کر چیرا نہ جانا۔ دو دو میٹھو یوں ہی کر رہا صلی اللہ علیہ وسلم

اسے یعنی جہاں کے کایہ حال تھا کہ کسی گھر میں مسلسل دو دو دن تک کھانے کی روٹی کافی نہیں ملے کہ ہم لوگ شکم میں بھر کر کھا لیتے۔ ایک دن روٹی، ایک دن چھوٹا سا۔ کھانے کی قید اس لئے لگائی کہ جو کہ روٹی مسلسل پک جاتی تھی۔ خصوصاً فتح خیبر کے بعد کہ اس زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازواج پاک کو ایک ایک سال کے جو اور چھوٹا سا عطا فرماتے تھے۔ جیسا کہ احادیث شریفہ میں آتا ہے۔ اسے دو کالی چیزوں سے مراد چھوٹا سا، اور پانی ہے کہ چھوٹا سا تو کالے ہوتے ہیں پانی کو تنقیا کالہ فرمایا گیا۔ مجھے پاند و سوندھ کو قمری اور امام حسن و حسین کو عینیں اور حضرت ابوبکر و عمر کو عین کہا جاتا ہے۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت شریف تک ہم نے کچھ دیا وہ پانی بھی خوب سیر ہو کر نہ کھائیں۔ فتح خیبر سے پہلے تو اس لئے کہ گھر میں یہ سلمان زیادہ نہ ہو سکتا تھا اور فتح خیبر کے بعد اس لئے کہ حضور انور کو بہت سیر ہو کر کھانا پسند نہ تھا۔ اگرچہ ہر گھر میں سال بھر کے جو اور چھوٹا سا موجود ہوتے تھے۔ لہذا حدیث واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام و تابعین سے ہے جب کہ مسند میں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی فزنی عطا فرمادی تھی۔ خصوصاً عبد اللہ بن مسعود سے کہ اس فزنی مذکور اللہ تعالیٰ کا شکر کر لیں فزنی فرمایا کہ تم لوگوں نے دنیا کی عداوتی پاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہر تقویٰ اور ترک دنیا کا طریقہ چھوڑ دیا (مرقات)

اسکے دخل کا غفلت کر رہے تھے۔ یعنی ایسے

أَوَّلِيَقْعُدُ فِي بَيْتِهِ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِقَدِيرٍ فَيَقْدِرُ خَضِرَاتٍ مِنْ
بَقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَقَالَ قَرَّبُوهَا إِلَيَّ بَعْضُ أَصْحَابِهِ وَقَالَ كُلُّ قَارِي أَنَا
مَنْ لَا تُتَابَعِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنِ الْمَقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلُوا طَعَامَكُمْ بَارِكْ لَكُمْ فِيهِ رَأَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنِ ابْنِ مَاسَةَ

یا اپنے گھر میں بیٹھ کر بے شکری صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ہانڈی لائی گئی جس میں ماگ پات کی
سبز پاپ تھیں تو حضور نے اس میں پوچھوس کی تو فرمایا کہ اسے بعض صحابہ کی طرف بڑھا دو اور فرمایا تم
کھاؤ میں ان سے کلام کرتا ہوں جس سے تم کلام نہیں کرتے پھر مسلم بخاری اور ابی داؤد نے حضرت مقدم ان سے روایت کی ہے
وہاں لائی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو فرمایا ایا کھا مانا ہے کہ کھانے میں برکت کی جائے گی بخاری اور ابی داؤد نے حضرت ابو اسیر سے

روایت کی ہے جب تک منہ میں ہانڈی ہے گھر میں ہی رہو مسلمانوں کے گھروں میں دخول نہ کرو۔ تباہی والے پاؤں کھا کر کلے رکھنے
والوں کو اس سے حرمت پکڑنی چاہیے۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ جسے گندہ وحشی کی بیماری ہو اسے مسلمانوں کی عامری ممانعت ہے۔

۱۱۔ تندر کا زخم ہے ہانڈی۔ بعض روایتوں میں ہر ہے۔ بدرجہ دھوئی رات کے چاند کہتے ہیں۔ پھر گول ٹہانی کہ بدر کہا جاتا
ہے۔ غیر خواہ طق نہ لگیا ہو یا ہانڈی اس میں بیماری کی حس کی بظاہر جو رہی تھی۔ ۱۲۔ ہر اعلیٰ کو بیان ہے کہ لالے والے کا بدہ
وہاں نہیں فرما۔ مسلمان بھی بتاوا۔ بدہ توں بھی فرماوا۔ اور اس لالے والے کے سامنے ہی حضرات صحابہ کرام کو کھلا بھی دیا۔ تاکہ
لالے والے کو دیکھ کر جو جیاں رہے کہ جیسے بعض انسان بہت نامک ہوتے ہیں جو ادنیٰ ہوگی بدہ۔ حسب ہیں کرنے اور بعض قوی
ہوگی ہوگی پرواہ نہیں کرتے۔ یوں ہی مائیکر حسب بہت ہی نامک ہیں کہ ہوگی برداشت نہیں کرے۔ مضاف کے فرشتے۔ یوں انسانوں
کے ساتھ رہے والے فرشتے بہت قوت والے ہیں جو کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے۔ بعد احادیث بائبل و صحیح ہے سو پھر حضرت
جبریل اور رحمت والے فرشتے کہتے والے گھر میں نہیں مائے۔ مگر ملک الموت کہتے کی پرواہ نہیں کرتے۔

۱۳۔ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھی فرشتے جس سے ہم حکام ہوتے دہتے ہیں معلوم ہوا کہ اپنے صاحب کا خیال رکھتے
بہت ضروری ہے۔ ۱۴۔ یعنی دانہ بچتے اور غوطے قرضیے دیتے وقت ناپ تول کر یا کر۔ تاکہ کسی مٹی نہ ہو اور تمہارے فرسے
دوسرے کا اور دوسرے کے دہر تمہارا حق نہ رہے یا حسب مال جو اس کے لئے کیا جائے تو تو وزن کر کے پکاؤ تاکہ کم نہ پڑے اور نہ
کھا نا فالو پکے یہ حکم تنجائی ہے ۱۵۔ ہر عمل بہت مجرب ہے کہ جب بازار سے کچھ آوے تو ناپ تول کر کے رکھی جائے۔ ۱۶۔ عاتر
بہت ہی برکت ہوگی۔ ہاں حیرات کرنے وقت مائیکر کے مائیکر پر ناپ تول نہ کرے۔ لہذا جس لحاظ سے میں ہے کہ بعض صحابہ کرام کو حضور نے

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دسترخوان جب اٹھایا جاتا ہے تو آپ فرماتے اتر کا شکر ہے بہشت شکر پاکیزہ ہے جس میں برکت دی جائے یہ کفایت کیا ہوا اور نہ دواغ کیا ہوا اور نہ اسی سے بے پرواہی کی جوئی اسے ہمارے ربیعہ بخاری اور بیت حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ بندے سے خوش ہو جائے کہ وہ لقمہ کھائے تو اس پر اللہ کا شکر کرے ۵۷

بلکہ جو کھانا خواتین سے وہ برہمنوں کو کھاتے رہے۔ جب اسی کا قول سنے تو ختم ہو گئے۔ وہ حدیث اس کے خلاف نہیں وہاں لوگ کی تعلیم
 تھی۔ یوں ہی فقہ و قول کی خیرات کر کے کہ وہاں نہاد واجب ورنہ سے متعلق ہے لے حق یہ ہے کہ یہاں مادہ سے مراد کپڑے کا دستر خوان ہے
 یا کھور کے پتوں کا کہ کھڑکی کا خون۔ کچھ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑکی کے کرائی اور ہر پر کھا، مار کھاتے تھے لے یعنی ایسی حدیث یا
 طریقہ سے پاک ہو۔ اخلاص سے شال ہو۔ یہ بیوں کھائے یعنی کیشر طیب اور بھارک عموماً کی صفات ہیں اور عموماً مفہول ہے نہ خدا صلی
 و ستیدہ کا لے طاہرہ ہے کہ میری بیٹی سے ت۔ جو پو ستیدہ کی خبر اور نہ کلام دعا تبہ ہے جو کامرچہ سجا ہوا وہ کھانے کے جس سے
 سے اٹھایا جا رہا ہے۔ یعنی اسی۔ کام ہم کو کافی رہا چکا جو ہم سے وداع ہو گیا ہو۔ ہم اس سے بے نیاز ہو گئے ہوں۔ ہم کو کچھ
 بھی حاصل نہ ہو۔ یہ بیوں لفظ اسم معمول ہیں مکی۔ مودعہ اور مستحق اور ہو سکتا ہے کہ میر کو مع ہو اور نہ دعا کی صفت یا حاصل ہو۔ یعنی ہم
 روک کی ایسی حد کر کے ہیں جو نہ کو کھانے کی پائی ہے اور کسی چیز کی اور نہ آخری حد سے اور نہ ہم آبدہ کے لئے اس حد سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ ہم
 پھر بھی اپنے رب کی حمد کرتے رہیں۔ کسی کی نعمتوں کے گناہے ہو یا اور ہو سکتا ہے کہ معنی۔ مودعہ کہ مستحق ہو یا ہم حاصل ہوں۔ وہ نہ حاجت کو نہ
 حاصل سے حال جو تب بھی ہوں گے کہ ہم انہی کو کھانے کی یہ چیز نہ کرنا آبدہ کی حد کو نہ کرنا کہ نہ بد دعا نہیں سے معنی دے یا ہر حاجت مگر یہی
 موجب طاہر بھی ہے فری بھی اور مودعہ کے مناسب بھی کر کھا یا کھا چکے ہو یہ دعا سے تو کھانے کے متعلق ہوئی جائے۔ وہاں مودعہ بھی ہو سکتا ہے
 منسوب بھی، مودعہ بھی اس رہا۔ یا رہنا یہ اند کا بدل ہے و مودعہ سے اوقات وغیرہ۔ اس فرمان مالی کے درمطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اگر
 کسی وقت مودعہ ساتھ نا بھی کھائے۔ ایک دو فقرہ تب بھی خدا کی حمد کرے۔ دوسرے یہ کہ کھانے وقت ہر فقرہ ہر فقرہ کی حمد کرے ہم نے اس
 ہر گونہ کو کھانے کے ہر فقرہ اور ہائی کے ہر گونہ پر حمد کرتے دکھائے۔

أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَسَنَدُ كُرْحِدِيِّ عَائِشَةَ
وَأَبْنَى هَمَيْرَةَ مَا شَبَعَ ابْنُ مُحَمَّدٍ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
الدُّنْيَا فِي بَابِ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ إِنْ سَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى : الْفَصْلُ الثَّانِي -
عَنْ ابْنِ أَيُّوبَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ طَعَامٌ
فَلَمْ أَرِ طَعَامًا كَانَ أَعْظَمَ بَرَكَهَةً مِنْهُ أَوْ لَمْ أَكُلْنَا وَلَا أَقَلَّ بَرَكَهَةً فِي
آخِرِهِ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ هَذَا قَالَ ذَكَرْنَا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ حِينَ أَكَلْنَا ثُمَّ
قَعَدَ مَنْ أَكَلَ وَلَمْ يُسَمِّ اللَّهَ فَأَكَلَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَعَنْ عَائِشَةَ

یا کھوت پئے تو اس پر اللہ کا شکر کرے (مسلم) اور ہم حضرت عائشہ اور ابو ہریرہؓ کی دونوں حدیثیں
ایک مابین ۱۰ دوسری حرج ابنی المصلیٰ اللہ علیہ وسلم ان شار اللہ باب فصل فقرار
میں بیان کریں گے۔ دوسری فصل روایت ہے حضرت ابویوب سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ کوئی کھانا پیش کیا گیا تو میں نے ایسا کیا نہ دیکھا جو ہمارے دل کھاتے وقت بہت برکت والا
ہو اور آخری کم برکت والا جو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے ہو گیا فرمایا میں نے کھانے کی وقت اس پر اللہ کے نام
کا ذکر کیا تھا مجھ پر لکھا گیا اور اللہ کا نام نہ لیا تو اس کے ساتھ شیطان نے کھانا نہ دیا اور اللہ کے نام نہ لیا تو اس کے ساتھ شیطان نے کھانا نہ دیا۔

۱۔ اس جملہ کے دو ہی مطلب ہیں جو ابھی ہم نے فقر کے متعلق عرض کئے تھے یعنی یہ دونوں حدیثیں معانی میں ہیں۔ یہاں ہمیں
ہم نے مشابہت کا لحاظ کر کے ابھی ابھی فصل فقر میں بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ یا تو اس زمانہ کا ہے جب حضور صلی
اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر میں روٹی افروز تھے یا اس کے بعد اور کسی وقت کا۔ حضرت ابویوب حضور کے پہلے میزبان ہیں۔
۲۔ معنی یہ ہے کہ کھانا شروع کیا تو اس میں بڑی برکت دی گئی اور جب عارض ہونے لگے تو اس کھانے میں موت ہی ہے۔ برکتی
حضور کی برکت اور کثرت کافرق ہم بار بار کہ چکے ہیں کثرت کمال نہیں برکت کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دین دنیاوی کاموں میں ہر
میں برکت دے۔

۳۔ یعنی کھانا کھاتے وقت ہم اللہ کی تعریف کرتے ہیں کہ صرف ہم اللہ پر احسان کا ہی ہے۔ بآل الرحمن الرحیم کہہ لینا بھی
بہتر ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ پوری ہم اللہ کی تعریف کرتے ہیں اور ہر کھانے پر ہر شخص پڑھے۔ معنی کہ جس وقت کھانا کھا رہے ہیں
حرام اور مکروہ کھانے پر پڑھے۔ سنگ جی رہے ہیں اللہ پر ہم اللہ پر پڑھے۔ شراب نوشی پر ہم اللہ پر پڑھے۔ کھانے پر (مرقات وغیرہ)

قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَتَنَى أَنْ
يَذْكُرَ اللَّهَ عَلَى طَعَامِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ سَوَاءٌ
الْزَمِيدِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أُمِّئَةَ بْنِ عَجْنٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَأْكُلُ
فَلَمْ يُسَمِّحْ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ

فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنے کھانے پر
اللہ کا ذکر بھول گیا ہے تو کہہ لے بسم اللہ اس کے اول میں اس کے آخر میں لے
(ترمذی۔ ابوداؤد) روایت ہے حضرت امیر ابن معنی سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص کھانا کھا تو
اس نے بسم اللہ پڑھی حتیٰ کہ نہ باقی رہا اس کے کھانے سے مگر ایک لقمہ میرا ہے اپنے منہ کی طرف صراطاً با

اس کے پورے مسائل کب لہو میں معاند کر دیتے ہیں کھانا شروع کرتے وقت ہم میں سے ہر شخص نے بسم اللہ پڑھی مگر دوروں کا نے ہی
ایک شخص کھانے میں یہاں تک برکت ہو گئی کہ بسم اللہ پڑھی اور کھانا شروع کر دیا تو اس کے ساتھ ہر شیطان قرین تھا وہ اس کے ہمراہ ہی
کھانے سے کھانے لگا اس نے بے برکتی اس میں ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ رہنے والا شیطان ہے جسے قرین کہتے
ہیں یہی معلوم ہوا کہ کھانے کے وقت ہر شخص کا بسم اللہ پڑھنا اس کے ساتھ شیطان کے بے معید ہو گا دوسرے کے قرین کے لئے نیکو
ہوگا۔ بعد ہر شخص کو بسم اللہ پڑھنی چاہئے مگر جس کی حالت کھانے میں ہو ہر شخص جو بسم اللہ پڑھے لہذا ہم اللہ پر عنایت میں ہے ہفت
کھانے ہیں جس میں سے فرمایا کہ اگر کوئی صحت ایک ساتھ کھائے جسے تو بسم اللہ پڑھنا سنت کلام ہے کہ اگر ایک شخص بے پڑھنی تو سب کے
لئے نیکو ہو گئی۔ اور جو شخص صحت کھائے اس میں خریک ہو اسے ملکہ بسم اللہ پڑھنی پڑے گی۔ وہ حضرت عظیم سے دلیل پکڑتے ہیں مگر پہلی
بات زیادہ قوی ہے جیسا کہ مذکور ہے اس سے معلوم ہوا ہر شخص بسم اللہ پڑھنی چاہئے اللہ کے ذکر سے زیادہ بسم اللہ پڑھنا ہے کہ کھانے کے وقت
ہی ذکر اللہ سنت ہے ہر وقت کا ذکر ملکہ ہے خوشی کی حالت میں کھانا ذکر ہے غم کی حالت میں ذکر ہے اللہ کی بات سننے کے وقت کا ذکر ہے لا حول
لو کھائے کے وقت کا ذکر ہے بسم اللہ ذکر اللہ کہتے ہیں جو نے وقت بسم اللہ حاصل ہوتے وقت ہی بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ اسی ملکہ میں
اللہ نے فرمایا کہ ذکر اللہ سے زیادہ ذکر ہے حتیٰ کہ اگر کھانے وقت کھانے بھی پڑھ لے تو بھی یہ فائدہ حاصل ہو جائے گا شاید حضرت
کھاتے وقت اللہ یاد رکھیں وہ تو اللہ اللہ پڑھنے کو بھی نیکو کہتے ہیں۔ ہر حال قوی یہ ہے کہ یہاں ذکر اللہ سے زیادہ بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔

سنت میں لی اور دوسرے تھالی کی دھڑ کر دیا گیا اور اول آخر کو حمد دیا گیا۔ اول آخر سے مراد کھانے کی ساری حالت ہیں
اول آخر دینیاتی حالت جیسے رہا تھا ہے و بعد ہر قہقہہ صیحا جکسرة و عشا یہاں صبح شام سے مراد
نماز ادوات ہیں جیسا کہ شخص کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں جب یاد آ جائے۔

قَالَ بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ
مَا تَرَاهُ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ سَرَّوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا جَعَلَنَا مُسْلِمِينَ
سَرَّوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

تو اس کے دن دُعا بسم اللہ لے کر کھا حضور نبی پڑے پھر فرمایا کہ شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا پھر
جب اس نے اللہ کا نام پڑھا تو جو کچھ اس کے پیٹ میں تھا سب نکل کر دیا گئے (ابو داؤد) روایت ہے
حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ کھاتے سے فارغ
ہوتے تھے تو فرماتے تھے شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہر کو کو کھلایا ہم کو چلایا مسلمان بنایا گئے
(ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں) فرمایا رسول اللہ

تب یہ کر لے مگر بعض علماء نے فرمایا کہ کھا چکے، اچھا، حویلیے، کلی کر لیے کے بعد یاد آوے تب بھی یہ ہی کہہ دے مگر صحیح ہے
ہے کہ وہ ان کھاتے میں وقت ہی کہے تاکہ شیطان کھانا برا کھائے نہ کر دے، بعد فراغ یہ مانرہ حاصل ہو گا۔

۱۱۔ آپ کی کبک اور سید سے آپ تصنیف سے ہے اور معنی سم کے خوشی کے کسوی کی سر سے ہے آپ محال ہیں غزالی احمدی ہیں ہمد
میں تو یہ آپ سے صرف یہ ہی کبک حدیث مروی ہے (مرقات و اشعار)

۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھانا خرچ کرتے وقت پوری بسم اللہ پڑھے لیکن اگر چہ میں یاد آوے تو صرف بسم اللہ کہے اور ساتھ ہی دُعا
و آخر کہے یہ اصل میں ہی اور دُعا صحابی کو پرستیدہ کر کے اول آخر کو تمہارے دیا گیا۔

۱۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری حقیقت میں بھی مخلوق کو بھی ملاحظہ فرمائی ہیں اور حدیث باطل اپنے ہی ہر ہی کسی تاویل کی ضرورت
میں جسے ہمارے علماء بھی دیکھنا نا مضامین ہیں کہ اس کے ایسے تفسیر کا معنی سم اللہ کہنا، جسم نہیں کرنا، اگرچہ اس کا تفسیر کیا ہوا کھانا ہوتا ہے
عام نہیں آتا مگر مرد و تو یہاں بھی پڑھنا ہے اور بھوکا بھی رہنا ہے اور ہمارے کھانے کی وقت تندرکت لوٹ آتی ہے ہر صبح کہیں ہمارا کھانا ہے اس کے
دونوں قصاں اور میں ہے کہ وہ مرد و تندرکت ہمارے ساتھ ہر صبح کھانا کھا کر اس کے سبب کھانے کے ساتھ یہ بیچ میں سم اللہ پڑھ لے اور مجھے تے کرنی پڑے
میں یہ شخص ایک کھانا رہا، اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھانا تو سم اللہ پڑھنا وہاں و عا میں بسم اللہ قدر آواز سے کہتے
تھے اور یہ تفسیر کو سم اللہ کہنے کا حکم کرتے تھے لہذا کھانا یا حاجت کے ساتھ پھر گواہ اپنے گھر والوں کے ساتھ گواہ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَنَةَ عَنْ أَبِيهِ وَكَعَنْ
أَبِي أَيُّوبَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ شَرِبَ
قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا.
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَكَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَةِ إِنَّ بَرَكَهَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شکر گزار کھانے والا ہے صابر روزہ دار کی طرح ہے (ترمذی) ابن ماجہ
دارمی بروایت سنان ابن مسعود اپنے والد سے، یہ روایت ہے حضرت ابراہیم سے
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھا تے یا پیتے تو کہتے شکر ہے اس اللہ کا جس نے کھلایا پلایا اور اسے بھائی
انار اور کھجور کا رستہ بنایا اور اوردہ سے حضرت سلمان سے یہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا کہ

جہاز کے ساتھ پھر خواہ لپے گھر یا کسی اور کے گھر جہاں کہ پر کھانے کے بعد دو ماہ پڑھے اللہ کھانے والی سے ہم کی ہمد سن ہے اسلام
وایں سے جان و دل کی ہمد سن۔ ان دونوں نعمتوں پر شکر کرتے تھے۔ کیونکہ شکر سے نعمت بڑھتی ہے قرآن مجید کا وعدہ ہے۔ فقہان کی کہ
دو ماہ پڑھتے تھے وہی مرنے کا شکر کہتے تھے۔ اس سے عظم ہوا کہ ہر نئی نعمت پا کر یا شکر کرے یا اللہ کا مال تصور ہے اور پانی کے تاج اکی
مست قاہری کا ذکر پہلے فرماتے تھے۔ باقی کا بعد ہی بزرگ اسلام کے ذکر پر فرمایا اسی لئے خدا کا تمام مال پر میری عزت ہے یہ حدیث حد
اور سنائی ہے یہ روایت کی ابن سنی نے اپنی کتاب الایمان میں فرمائی جو سیکریت محمدی نے حق فرمائی ہے۔ حکم اتقوا درجہ ہے کہ مسافر سے روزہ کو
امور سے تمہارے عملی شکر ہے کہ کھانے کی قربت تھی کہ طاعت کے لئے توفیق ہے۔ روزہ در کام سے کم صریح ہے کہ یہ روزہ کو روزہ
توڑنے والی چیزوں سے عزم رکھے۔ اور درمیانی شکر ہے کہ عبادات سے بچائے اسی شکر ہے کہ ان چیزوں سے روزہ
کو صوفیہ رکھے جس سے روزہ غیر مشغول ہوتا ہے۔ یہی سر سے پاؤں تک ہر صوفی کا مذہب ہے۔ اسی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے
دور کہ ہیں شکر اور صریح گویا صوفی ہاں شکر ہے نصف ایماں مرصع ہونے میں تشبیہ ہے روزہ روزہ کا خصوصی درجہ ہے جو
کسی عبادت کو حاصل نہیں کرتا۔ تصویر اما اجرو بہ روزہ میرا ہے اور اسی کا ثواب میں ہی دول کا یا اسل کا ثواب خود میں ہوں۔
صوفیہ فرماتے ہیں کہ صابر روزہ در تو کھا دینا چھوڑ کر صبر کرتا ہے اور مشاکر کھانے والا اسی کھانے سے پیدا شدہ قوتوں
کو باجاء جگر پر کرنے سے مدد کہ صبر کرتا ہے قوت کہ بھی بالواسطہ صابر ہی ہے۔ ہر حال شکر کہ صبر سے بہت مناسبت
ہے۔ سنن سنن کے کثیر اور قوت کے فقر سے ہے۔ سنن سنن کے فقر اور قوت کے فقر سے۔ حسن محمدین نے فرمایا کہ سنن اور

الطَّعَامِ الْوُضُوءُ بَعْدَهُ قَدْ كُرِّتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
بَرَكَهُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ سَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ
أَبُو دَاوُدَ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَوَّجَ مِنْ
الْخَلَاءِ فَقَدِمَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوا لَا فَاتَيْكَ يَوْضُوءٌ قَالَ إِنَّمَا أُصِرْتُ
بِالْوُضُوءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ سَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَاللِّسَانِيُّ
وَسَأَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

کھانے کی برکت وضو کرنا ہے کھانے کے بعد نہ تو میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کی برکت وضو کرنا ہے کھانے سے پہلے اور وضو کرنا ہے کھانے کے بعد نہ ترمذی
ابو داؤد روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم باغادہ سے تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا
ہو جس کی گت تو میں نے عرض کیا کہ کیا ہم وضو کر پانی حاضر نہ کریں گے فرمایا کہ وضو کا حکم دیا گیا صرف مکہ مکرمہ کی طرف کھڑا ہوں
ترمذی ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ کے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی روایت ہے حضرت ابن عباس سے نبی صلی اللہ

سند دونوں آپ بیٹے صحابی ہیں جس نے فرمایا کہ سالانہ نامی میں اور سہ ماہی میں۔ سہ ماہی میں سترہ تہیں ہجری میں طواف حجاز میں ان کی وفات
ہجری ان کے طواف حجاز ہجری کے واسطے (۱) اس طرح کہ کھانا چائے کو میں دانت دئے۔ کھانا تر کرے کہ میں صواب دیا ہے
کھانے کے لئے میں صواب دیا ہجری۔ پھر سے پیش میں سچانے کے لئے حق کی طرح نالی عماراتی خیال رہے کہ تہذیب کھانے اور پانی
کے لئے بلاتا ہے کہ کرب سے کھانے میں کچھ اور معانی ہیں کہ وہ رسول سے نکلتی ہیں کھانا اور راستہ سے پانی دوسرے راستہ
پھر سترہ کھانے کا تر دیا اور رند پانی کا تر دیا مایا ہجری ان دونوں کے معنی احرار ہو گئے سے پسینہ نہ کرنا لالہ آپ سالانہ ہجری میں۔ آپ کے
حالات میں ہجری کے میں مسلمان ہونے سے پہلے میں نے قریب میں رخصتا لالہ سال و مہینوں میں ہے جو باہر سے دفتہ سے میں صحابی اور صحابی
پھر اس کے معنی ہیں ہاتھ دوسرے صحابی کرنا کہ ہاتھ دوسرے کی میں لالہ یا نورب تہذیب کے میں نہیں کی تصدیق دیا ہجری کے میں پھر سے کھانے کو اسلام
میں کی ہجری سے یا دیگر احکام کی طرح منور ہو گیا لالہ میں قریب تہذیب میں دوبار ہاتھ دوسرے کی کر لالہ کا حکم تھا۔ کھانے سے پہلے کھانے
کے بعد کھانے سے صرف ہاتھ کھانے سے پہلے کا ذکر لالہ کھانے سے پہلے ہاتھ دوسرے کی کرنے کی تہذیب اس لئے ہے کہ ہجری
کام کاج کی دوسرے سے ہاتھ پہلے دانت پہلے ہوجاتے ہیں اور کھانے میں ہاتھ دوسرے چکنے ہوجاتے ہیں۔ ہذا دونوں وقت یہ صحابی کرو
کھانا کھانے کی کر لالہ والا تھیں امتا ہجری یا ہجری سے معذور ہوتا ہے۔ دوسری صواب کرنے کا ہادی دانتوں اور ہاتھ سے کھانے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أُنِيقَ بِقُصْعَةٍ مِّنْ ثَرِيدٍ فَقَالَ كُلُوا مِنْ جَوَانِبِهَا وَلَا تَأْكُلُوا
مِنْ وَسْطِهَا فَإِنَّ الْبُرْكَهَ تَنْزِلُ فِي وَسْطِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهَ
وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ دَاوُدَ
قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَأْكُلُ مِنْ أَعْلَى الصَّحْفَةِ وَلَئِنْ يَأْكُلُ
مِنْ أَسْفَلِهَا فَإِنَّ الْبُرْكَهَ تَنْزِلُ مِنْ أَعْلَاهَا وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

علیہ وسلم سے راوی کہ آپ کے پاس ترید کا پیالہ لایا گیا ہے تو فرمایا کہ اس کے کناروں سے کھاؤ
اور اس کے بیچ سے نہ کھاؤ تھے کیونکہ برکت برتن کے بیچ میں اترتی ہے (ترمذی - ابن ماجہ
اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور ابو داؤد کی روایت
ہے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو پیالے کے اوپر سے نہ کھائے لیکن اس کے
نیچے سے کھائے تھے کیونکہ برکت اس کے اوپر سے اترتی ہے تھے روایت حضرت ابن عمر سے

امراض سے بچا رہتا ہے کھانا کھانے کے فوراً بعد پینا کہ پیسے کی عادت نہ ہو۔ اسی سے گروہ و مشائخ کے امراض سے حفاظت ہے
بہت مجرب ہے گھٹے وہ صحت کے لئے کھانے سے پہلے تری و متحرک واجب ہے۔ اسی سے دھوکے سے پانی لاسنے کی
اجازت مانگی گئی یہ صریح حالت کے لحاظ سے ہے وہ سجدہ تلاوت، قرآن پاک پھرنے، جواب کہہ کرنے کے لئے بھی
دھوکے کرنے کا حکم ہے۔ سجدہ تلاوت کے لئے دوسرا شرط ہے۔ مختصر یہ ہے کہ بائیں اسی فرمایا کہ کھانا دھوکے کے کھاؤ دھوکے سے
مرد عورتی دھوکے اور حکم، مستحبی ہے۔ تری و دھوکے کے لئے نہ فرمایا ہے نہ سست۔ اس میں اُمت پر آسانی ہے گھٹے تری دھوکے
بے ثمر سے معنی بھگونا اور ترک کرنا اصطلاح میں تری یہ ہے کہ روٹی کے ٹکڑے شوربے میں بھگوئے جائیں۔ تری دھوکے اور دھوکے پسند
نہا۔ طبی لحاظ سے بھی تری دھوکے اور مفید ہے حضور کی ادا حکمت سے برہم ہے قصہ وہ بڑا بیان ہے۔ جس سے چوتھی ایک
وقت کا ٹیکس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھاتے تھے جامع کے ساتھ کھاتے تھے۔ کسی نے کہا خوب کھا ہے۔

خوردہ ہال نہ کر بہ سبھا خوری جعفر بران خوردہ کر سبھا خوری

گھٹے ایسی ہر شخص اپنے سامنے دالے کھانے سے کھانے بیچ پیالے سے نہ کھائے نہ میان پیالہ نزول رحمت کی جگہ سے
براہر کی وقت نازل ہوئی ہے گھٹے ہال بھی نیچے سے مراد اپنے سامنے والا کنارہ ہے اور اوپر سے مراد پیالہ کا درمیانی حصہ ہے
مطلب وہ ہے جو اسی حرم کی گئی۔ درمیانی بلا حد منتر کہ ہے اور پیالہ کے کنارے دالے کا حق ہے۔ بیچ سے کھانا
حرم کی علامت ہے جس رحمت الہی سے محروم ہے اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے کھانے کے وقت بھی رعایت داری

عَمْرٍو قَالَ مَا سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا كُلُّ مُتَكِبٍّ قَطُّ
وَلَا يَطْأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ رَأَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ
ابْنِ جَزْءٍ قَالَ أُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْرٍ وَخَيْرٍ وَهُوَ فِي
الْمَسْجِدِ فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ وَصَلَيْنَا مَعَهُ وَلَمْ نَزِدْ عَلَى أَنْ مَسَّحْنَا
أَيْدِينَا بِالْحُصْبَاءِ رَأَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ أُنِيَ رَسُولُ

سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبہ سے نکل کر گئے تھے۔ کسی نے نہ مانگا
اور نہ وہ شخص آپ کی ایڑیوں کو روندتے تھے اور وہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن
عادت میں جو سے لے کر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدت میں روٹی اور گندہ لہانگ
حاصل نہ آپ مسجد میں تھے نہ تو حضور نے کھایا اور آپ کے ساتھ ہم نے کھا پھر آپ اٹھے مار بڑھی اور ہم نے
آپ کے ساتھ بڑھی اور اس پر رداقی نہ کی ہم نے اپنے بازو غری سے جوڑنے لے، ابن ماجہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ

کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی بے کھانا مانے لگے۔ پیچھے سے مرد بڑی کے کاتب ہیں جہاں سے کھانے والے نکلتے گئے اور
اور اوپر سے مرد و عورتوں نے لاکھوں درہمانی تھکے تھکے سفر کیے اس نے بڑی کا درہمانی بڑی ماسٹ اس لوٹ مانی میں بڑی اور رحمت کو ک
بانی سے منیہ کی کہ جو دیکھی اور کی مٹی اور سے اور وہاں سے جو مرد و عورتوں میں پتہ ہاں لگے ہیں۔ روکی جہر کی ٹپک لگا کر کیا کھاتے نہ
ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے کہ یہ طریقہ متکبر کا ہے اکثر اور کون مڑ کر کہ نہ کہ یہ طریقہ متواضعین کا ہے لگے بھی صورت اور مٹی شہر طبع
وسم رہ میں دور و دور سے لگے، لگے نہ چلتے تھے تاکہ آپ اپنی بڑائی عابر کریں تاکہ آپ کے جہز چلتے تھے یہ تو حق صورت و روکی اپنی عادت
کر کہ مگر قدرتی و غیرہ یہ تھا کہ صورت بہت آہستہ چلتی اور ساقی پر چلتے تھے جب تک آپ کے جہز چل سکے تھے۔ یہ کچھ ہی روایت تھے جو بار میں حضور
کے لئے بھیجی جاتی تھی۔ جیسا کہ ان شاد و متواضعانہ امور میں، تو سے لگا اسی طرح جب سے خدا عز و جل آپ کے ساتھ تھے مگر کبھی آپ
ہی معلوم ہوتے تھے یہ معجزہ اب بھی گندہ صراط شریف سے خارج ہے۔ حال یہ کہ وہاں چنوائی کر رہا تھی کجا کا عذاب ہوتا ہے۔ عرفات میں ہے
کہ صورت عمر سے کہ شخص کو۔ دعا دی تو ردا کر اچھی اگر یہ چھوٹا سے وے وگوں کا پیشوا مانے کہ گنگا کی کچھ چلاکین۔ جو سرداری کا بل۔ جو
اور کو کشتی سے مردی حاصل کرے اس کے لئے مڑی عادت ہے۔ آپ بھائی میں جنگ عریض حاضر ہوئے۔ پھر عہد فاروقی میں جاد مصر
میں حرکت کی وہاں ہی وفات پائی مشہور اضافی بھری میں وفات ہے (امت و مہات) سے مابنا صورت و متکلف تھے یا یہاں
مناظرے تھے نہیں مسجد میں طمرا یا گیا تھا۔ یا یہ کھانا پیا یاں جو اس کے لئے تھا حال یہ کہ متکلف اور صاف کہ مسجد میں
کھانا پیا مگر نہ حاضر سے ان دونوں کے علاوہ دیگر لوگوں کے لئے چھوڑے۔ میرا متکلف چیری کی ماحول سے مسجد کا فرش تراب۔ جو

چراتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوست لایا گیا تو آپ کی خدمت میں دستی پیتس کی گئی آپ اسے پسند کرتے تھے لہذا آپ نے اسے دانت سے نوح کر کھایا۔ (ترمذی)

ابن ماجہ اور ابی داؤد نے حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت چھری سے رکنا تو کبوتر کے چھوٹے مچھلا سے اور سے نوح کر کھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کباب بھی کھایا۔ (ترمذی)

۱۵۔ اسی کا گوشہ ملائی جاتا ہے اسی میں چترے ہیں مورتے۔ سات پذیر ہوتا ہے اسی کی مثل دوسرے گشت کی سیر۔ گشت کی بیتاب
دگر سے بیت دور رہتا ہے۔ جہد سم ہوتا ہے۔ دتوں میں اسی کے جھڑے ہیں جھڑے کیونکہ چترے ہوتے ہی ہیں۔
۱۶۔ بولی داسات نذرت کرکھا نامی سب ہے۔ اسی پر۔ تظمی کی۔ کہ بھی تو واضح اور ایک بار بھی حضور کی برود پر لاکھوں
سلاطین کی سرور اسب نعلانی کی طرف سے ہے۔ کے بھی کھائے کہ باہر۔ گانا جھری کاٹنے سے کیا۔ اگر گشت کی اگر چہ
میں بولی بولیں ہوں خوب لگی ہوں بھر بھی چھری سے کیا۔ طریقہ بودوں میں نیوں کا ہے۔ اسی سے جو تم باختر سے کھاؤ۔ ہاں اگر بڑے
بڑے مانتے کھائے گئے ہوں تو کھائے وقت چھری سے کاٹنے کا کرے کہ وہاں پار ہے بڑے بڑے تھے خیاب ہے کہ میسا ٹیوں
ان دیش کے ملا ہے میں میں کھاتے وقت چھری سے کاٹے کا ذکر ہے کہ وہاں پار ہے بڑے بڑے تھے چال ہے کہ میسا ٹیوں
کے ماحن بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ جنوری میں میرا رہتا ہے میرا وہاں سے استہجارتے ہیں۔ باختر کھی دھرتے ہیں اس لئے وہ باختر
سے کھاتے ہیں ہم مسلمان حضور کے کرم سے سر سے پاؤں تک باکل پاک و صاف رہتے ہیں ہم باختر سے کیوں نہ کھائیں۔

وَعَنْ أُمِّ الْمُثَنَّى قَالَتْ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ
عَلِيٌّ وَلِثَاءُ رِوَالٍ مُعَلَّقَةٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ
وَعَلِيٌّ مَعَهُ يَأْكُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ مَهْ يَا عَلِيُّ
فَإِنَّكَ نَارِقٌ قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَشَعِيرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مِنْ هَذَا قَاصِبٌ فَإِنَّهُ لَوْ فُقِدَ لَكَ رِوَالٌ أَحْمَدُ وَالْثَوْبُ يَدِي
وَابْنُ مَاجَلَةَ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت ہے حضرت ام ممد نے فرمائی ہیں کہ میرے پاس ہی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ساتھ جناب
علی تھے اور ہمارے ہاں خوشے لٹکے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے لگے اور علی بھی آپ کے ساتھ
کھانے لگے تب نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا اسے علی ٹھہرو تب کیونکہ تم
کمزور ہو شہ فرمائی ہیں پھر میں نے ان حضرات کے لئے چھتھ اور چوتیاں کئے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں نے علی اس کو کھانا دیا ہے یہ بہت موافق ہے۔ محمد زیدی ابن ماجہ اور ترمذی جیسے محدثین نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ہمہ دات سے نبی برائی و ناس مریدانہ و ہم اور ہمد کھانے والی برائی ہیں۔ اس لئے اسی طرح کھانا کر دھو اگر یہ حدیث
دری نہ ہو تو یہ حدیث تو قری ہے من نسبتہ بقدر دھو دھو جو کسی دم سے مشابہت ان کی فقال کرے وہ اس دم سے ہوتا ہے حدیث
کی اسناد کیسی ہی بری حکم باطل درست ہے۔ یہ حدیث اس طرح حدیث سے قوت اس ہے قرآن کریم کی آیت سے بھی قوت پاتی ہے نہ تنہا
المؤمنون انکادون او صامون دون المؤمنین کھانے سے دلی یا علی محبت حرام ہے۔ آپ وسلم صحابہ کرام کی مثال میں کھڑے کھڑے کھانے میں
ہاں ان کے ہاتھ سے کھاتے ہیں برائی میں مزہیں ڈال دیتے۔ اے آپ کا نام علی بنت قیس ہے۔ انصاریہ مدنیہ ہیں۔ کیفیت ام الممد صحابہ ہیں۔
تھیم سلام میں چنانچہ کہنے والوں کی طرف مار پڑی ہے اے دو الیٰ بنی ہے والی کی والیہ کے کچھوں کے حوتوں کو کہتے ہیں۔ اس
روایت میں بارغ واسے لوگ نہیں۔ اور اگر گھروں کی گھروں کے خوشے ٹھکانے تھے تاکہ جو علی ملاقات آئے۔ پہلے انہیں سے کھانے گرایا بھی
ماہر فریض کا ایک طریقہ تھا اے حاضر یہ ہے کہ دونوں حضرات نے کھڑے کھڑے کھانے مگر یہ کھڑے کھڑے کھانا پیش کے طور پر تھا بلکہ
اُسے خوشے سے توڑ کر کھا کر کھڑے ہو کر ہی مکمل تھا اور جو کھانے کو بیٹھ کر کھاتے ہیں مگر بعض روایات میں ہے کہ اس کے بعد جناب علی
بیٹھ گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کھانا کھڑے ہو کر تھا عزات نے اس کو ترجیح دی۔ اے یہی تم نہ کھاؤ کہ کھانے
سے ہاتھ کیسے رو دیا آگے آ رہی ہے اے مآثر بنا ہے نقابت سے نقابت وہ کمزوری ہے جو بیماری سے اٹھنے کے

يُعِجِبُهُ الثَّقُلُ مَا دَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ ۚ وَعَنْ
بَنِي شَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ فِي قِصْعَةٍ
فَلَحْمَهَا اسْتَبَغَفَتْ لَهُ الْقِصْعَةُ مَا دَاةُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
وَالْذَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۚ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

کھر مٹی پسند تھی نہ از ترمذی۔ بیهقی۔ شعب ایمان روایت ہے حضرت بنی شہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا جو کسی پیالہ میں کھائے پھر اسے پھاٹ لے لے تو اس کے لئے پیالہ وہ مصروف کو دیتے احمد ترمذی ابن ماجہ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے

بعد بیمار رہتی ہے غالباً آپ بیمار رہ چکے ہوں گے اسے مٹی میں لے ان حضرات کے لئے جتنی دوا درج ہوگا پٹھا (سیر) تیار کیا۔ ہم کا مزاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ضمیر کا معنی ہے۔ نفعی ہے۔ اس کا مزاج حضرت علیؓ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ عرب واسے کبھی دوا کو معقول دے دیں بعض شامین سے مراد باکر کھر اور مٹی برہی صورت کے ساتھ تھے۔ دوا شامین کھے یہاں دقت بمعنی موافق ہے۔ معانی صرر کا یعنی تھارے سے کھر مٹی مٹی۔ یہ پٹھا (سیر) موافق دیندہ ہے۔ کیونکہ جو سب ہی زود بخم ہے۔ طہار یہاں کو آتش جوتانے ہیں۔ چھوڑ دی گئی صاف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ صلی اللہ علیہ وسلم کیم جہانی مٹی ہیں۔ دوا میں پرہیز۔ معزز مفید قدر میں سب کچھ جاتے ہیں یہ مٹی معلوم ہوا کہ بارگاہ جاری سے اٹھے واسے کھر و کر پر ہر لازم ہے۔ دوا کہتے ہیں کہ دوا سے نرا دہ پرہیز ضروری ہے۔ دوا غیر پرہیز ایسی ہے جیسے نادر غیر ضروری۔

اسے قتل کے بہت معافی ہیں۔ تی جھٹ۔ ستر اور کھر۔ کھر جن یہاں تیسرے معنی مراد ہیں۔ ہڈی کی کھر جن لذیذ بھی ہوتی ہے۔ رو د معنی مٹی۔ تمام ہڈی کی حالت ایک طرف اور کھر جس کی حالت ایک طرف۔ غرضیکہ چادر وغیرہ کی کھر جن میں بہت حریم ہیں اس جہد کے در بہت معنی کئے گئے ہیں۔ بعض شامین سے یہ مٹی کہنے کہ صورت اور تمام اہل دیال، جہاں، زائرین، ساکین کو شہر با دیر پہلے کھلا دیتے تھے خود آخر میں شور بے کا جھٹ طاحہ فرماتے تھے مگر میرے نزدیک یہ معنی درست نہیں۔ صورت اور جہاں زائرین۔ ساکین کے ساتھ ہی کھا کھاتے تھے۔ پھر آخر میں اکیلے کھائے کے کیا معنی۔

اسے پیالہ دوا کر اس لئے فرمایا کہ اکیلا آدمی اکثر پیالے میں کھاتا ہے۔ بڑے برتن بڑی صفائی میں جانت کھاتی ہے۔ اکیلا کھانا دلا اگر چھوڑے تو اسے جھوڑے کہ دوسرا کھائے۔ دوا پیالہ خوب صاف کر دے۔ یہ ہی حکم چادر وغیرہ کا ہے۔

اسکے حدیث ماسک طبری معنی برہے۔ تاویل۔ میر بھر کی کوئی ضرورت نہیں۔ دوا ہی پیالہ ایسے کھانے واسے کہ لئے دوا کھاتا ہے۔ کیونکہ اس میں برتن کی صفائی ہے۔ کھانے کا ادب ہے کھائے کو برادری

سے بچا ہے ۹ برتن چھوڑے سے اس پر مکیاں مکتبی ہیں۔ وہ کھانا مایوں گند گوب میں دھو کر چھلک دیا جاتا ہے جس سے اس کی مکتب ہلے اہل برقی ہے۔ اگر دو تین آخری برتن کھانا برآمد ہو تو کتبہ میں کسی کھانا برآمد ہوگا۔ غرض کہ برتن چائے میں بہت مکتبیں ہیں۔ ۱۰ صبح جو کوئی کھانا کھا کر باختر دھوئے۔ یوں کھائے کی چٹائی اسی کے باختر میں لگی رہے اور دوسری میں یا رات میں اسی طرح سو جائے ۱۱ جہاں مصیبت سے مراد جربے یا ساپ کا کاٹنا ہے کہ یہ دونوں جانور کھائے کی خوشبو پر دوڑ لگتے ہیں یہی سے مرد و عورت کی جاری ہے کہ کھائے کے سے ہونے یا تو جسم کے بعض سے ٹک کر جانور جھو جائیں وہاں کوڑے کے سفید سا پیدا ہے کا حلقہ ہوتا ہے ورنہ نہ ۱۲ کہ کسی شخص کو بڑا کھے۔ اپنی تقدیر پر اعتراض کرے کہ نفور خود اس کا بیانا مقصد یہ ہے کہ کوئی شخص کھانے کے صحت پر نہ بھروسہ کرے کہ نہ سوزا کرے ۱۳ روٹی کا ٹھہرہ سے کہنویں سے روٹی کے ٹھہرے گلانے جانیں کسی کو ٹپاں بھی لگی ہوئی مل کرئی جائیں بہایت مدد و مدد کھائے ۱۴ عیس کے لہو کی مٹی میں مخلوط جبر صحت میں گھوڑی درمیں کے مخلوط کھائے کو عیس کہتے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا یہ مٹی بہت مدد ہوتا ہے۔ چھوڑا اور کھور ویسے بھی معوی حیر ہے۔ عیس سے مل کر اسی کی حش کر مر جاتی ہے لہذا مٹی یاں جو جاتی ہے نقصان بھی جاتا رہتا ہے۔ عیس و موی کی خیرے کھور و مٹی کا کھانی مت لہذا مٹی ۱۵ ابراہیم الف کے ہش سس کے صحت سے صحت ملک ان رہی ہو کی گنت ہے جو مشہور صحابی ہیں۔ امام مردات میں ترکیب ہے۔ عیس و موی سے بہت۔

وَابْنُ مَاجَةَ وَالذَّارِمِيُّ : وَعَنْ أُمِّ هَانِي قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعِنْدَكَ شَيْءٌ قُلْتُ لَا إِلَّا خُبْرًا يَأْتِي وَخَلُّ فَقَالَ هَانِي مَا أَقْرَبَ بَيْتٍ مِنْ أَدُمَ فَبَدَّخَلُ رَوَاهُ الدِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ شَرِيفٌ
وَعَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ كُمْرَةً مِنْ خُبْرِ الشَّعِيرِ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً فَقَالَ هَذِهِ إِذَا دَامَ هَذَا

ابن ماجہ۔ دارمی روایت ہے حضرت ام ہانی سے کہ مروائی ہیں کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے میں نے کہا نہیں سوا خشک روٹی اور سرکہ کے تھے تو فرمایا لاؤ لکھو گھر میں
ہاں نہیں جس میں سرکہ ہو گئے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی روایت ہے
حضرت یونس ابن عبد اللہ بن سلام سے کہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
حضور نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا پھر اس پر چھو بارا رکھا پھر مایا یہ اسل کا سالی ہے اور

یہ آپ ہی کی دعوت ہوئی ستر سال کی دعوت ہانی۔ اٹھ سال عمر ہوئی۔ آخر میں لایا ہو گئے تھے۔ اور اب ابیدالف کے فضل
سین کے کسر سے ان کا نام عبد اللہ بن ثابت ہے۔ مدنی میں انصاری ہیں۔ یہاں پہلے ابو اسید مراد ہیں وافر و رسولہ اعلم۔
(مرقات) تھے پہلی دو دن زیتون روٹی کے ساتھ سالی سا کر لیا۔ سر میں اس کی انگلی کر دیہ حکم بطور منورہ ہے بعد استہاب
کے لئے ہے تھے کیونکہ درخت زیتون برکت والی زمین طہین میں جتنا ہے جو صورت اعیان کرم کا ممکن ہے۔ نیز اسے
رب تعالیٰ سے شکر و مدح کہ مراد ہے۔ اس کے فوائد بہت ہیں سنت سے امر میں زیتون کے پھل اس کا تیل کام میں آتا ہے۔ یہ
سالی بھی ہے جسم اور سر کی انگلی کا تیل بھی چراغ میں روشنی میں دیتا ہے۔ بہت مرضوں کا علاج بھی ہے۔ جو اس میں بہت مفید
ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول زیتون میں سر مرضوں کا علاج ہے۔ جس میں مدام کی ہے۔ ابو نعیم و مرقات۔
تھے آپ کا ام حاتمہ یا سند ہے۔ ابو طالب کی بیٹی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ رماہ عاہلیت میں آپ کا نکاح ہیرہ
بن وہب سے ہوا۔ آپ صلاب ہو گئیں۔ ہیرہ سے اسلام قبول کیا۔ اس نے طہرنگ کر دی گئی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ
وسلم نے آپ کو نکاح کا یہام دیا مگر آپ نے یہ معذرت کی کہ میں سنت رسول والی لڑائی ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت کا حصہ نہ کر سکوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے سچائے آرام کے تکلیف ہوگی۔ آپ
سب اعادیت کی۔ ادوہ ہیں۔

تھے بھی۔ دو تقریری پیری میرے پاس ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لائق نہیں یا میں سے مراد ہے سو کی جوئی روٹی چند روٹی کی جو

وَأَكَلَ رَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا أَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ شَدْيَيْ حَتَّى وَجَدَتْ بُرْدَهَا
 عَلَى قَوَادِي وَقَالَ إِنَّكَ رَجُلٌ مَفُودٌ أَنْتَ الْحَارِثُ بْنُ كَلْدَةَ
 أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَيَّبُ فَلْيَاخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةٍ
 الْمَدِينَةِ فَلْيَجَاهُ رِبَّوَاهُ ثُمَّ لِيْلًا لَكَ زَيْنٌ رَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
 وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الْبَطِيخَ

کھایا ہے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت سعد سے کہ فرماتے ہیں میں بیمار ہوا نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم میری عبادت کو تشریف لائے تھے اپنا ہاتھ میرے پیٹوں کے بیچ رکھا حتیٰ کہ میں نے اسکی ٹھنک
 اپنے دل پر پائی تھی اور فرمایا کہ تم دن کے سارے عبادت اس کلمہ کفنی کے پاس حاضر رہنا بت کرنے
 ہیں شہ دہدہ کے عجرہ میں سے سات عجرہ کھجوریں لیں انہیں سو گٹھلیوں کے کڑے میں بھر ان سے تم
 کو پلا دیں تھے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبور کھجور کے

جس کا چہا حاصل ہو۔ تھے بیمار ہی کھائیں گے ۵

بوریا منوں خواب را چشم
 تاج کسری زیر پائے اشق

تھے قمر کے مسمیٰ ہیں عالی ہرما۔ اسی نے چٹیل میداں کو قمار کہتے ہیں جو سوسے سے خالی ہو اس سے معلوم ہوا کہ آدمی اعلیٰ درجہ پر
 پہنچ کر بھی معمولی خداؤں سے نفرت نہ کرے۔ ایسی عادت میل می ملا دی رکھے۔ سادہ زندگی گزارنے کا عادی رہے۔ ۵
 سید، جہاد اللہ علیہ السلام، مشہور صحابی ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی اولاد میں ہیں ان کے یہ صاحبزادہ بھی صحابی ہیں۔ آپ کا نام حضور انورؐ نے
 یوسف رکھا۔ کیت اور یعقوب ہے یوسف سو بھری ہیں آپ کی وفات ہے آپ سے تین اہادیت مروی ہیں ۵ گھور کو سال لڑا جا رہے
 یعنی روٹی اس سے کھائی جاسکتی ہے اور پیل سال کے بے خیال بنے کہ سرد خشک ہیں کہ گھور گرم تر۔ بعد ان کی مدنی کی اصلاح بھی گھور سے ہوتی
 ہے۔ اس حدیث میں عبرت قناعت کی بے مثال تعلیم ہے (مرقات)

۵۔ یہاں سید سے مراد حضرت سعد ابن ابی وقاص ہیں جو عسکر حترہ سے ہیں۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے سال کا ہے۔ اس وقت
 آپؐ کو مسئلہ میں تھے آپ کو سخت بیمار ہو گئے تھے (مرقات) ۵ حضور اور اپنی عائشہؓ سے میری بلانے قیام پر عرف میری مزاج
 پر کسی کے لئے تشریف لائے معلوم ہوا کہ اپنے خدام کی مزاج پر کسی بیمار پر کسی کے لئے ان کے گھر عاماست ہے ۵ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

بِالرُّطْبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَنَرَادُ أَبُو دَاوُدَ وَيَقُولُ يَكْبُرُ حَوْضُ هَذَا بِزُرٍّ هَذَا
وَبَزْرُهُ هَذَا بِحَرْ هَذَا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَعَنْ
أَبْنِ قَالٍ أُنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمِيمٍ عَتِيقٍ فَجَعَلَ يُفْتِشُهُ
وَيُخْرِجُ السُّوسَ مِنْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمِيمٍ عَتِيقٍ فَجَعَلَ يُفْتِشُهُ وَنَرَادُ أَبُو دَاوُدَ وَيَقُولُ يَكْبُرُ حَوْضُ هَذَا بِزُرٍّ هَذَا

نفس کی گری سے ترویج کے کبارہ حدیث میں عرب ہے روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پرانے حیردار سے لائے گئے تو آپ انہیں کرپہنے تھے اور اس
سے کپڑے کاٹتے تھے ابو داؤد روایت ہے حضرت ابی مسعر سے فرماتے ہیں حضور صلی اللہ

کے ہاں صدقہ کی طرح ہر قسم کے عیسیٰ سے دوسرے کو باب کو حیردار خدک محو ہوئی تھی چونکہ حضرت مسعود کی بیماری تھی اسلئے حضور
نے ہماری کی جگہ ہاتھ رکھا معلوم ہوا کہ مرض کی جگہ ہاتھ رکھا عادت کے لئے سنت ہے نوادوں کی کہتے ہیں دل کے پردے کو بھی اور سیدہ کو بھی جو دل
کا مقام ہے۔ یہاں مانتا مانتی سب سے ہے

دلی کو ٹھنڈا مراد کنبہ چاند سا سبز بہ رکھ دو ذرا تم پر کدوڑوں درود

سارک ہے وہ بیماری میں ایسے بیمار و راحت کے خم قرار مل کر مرض کے پاس آویں

سہرا نہیں ابیں رحمت کی ادا اولیٰ ہے مال گزرا ہے تو بے سادہ کی بنائی ہے

ابھی جس پر گزرتی بیماری میں حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کے لئے نیابت کی ہے کہ صوفیہ ایسی تیار لڑی جلاست فرمائی مسافر تھے اس معلوم ہوا کہ
کا در طبیب کے علاج کو مانا ہے کیونکہ حالت میں کھڑے کہ سہری منیر طبیب تھا گزرا کافرا کا اسلام ثابت ہیں واسطہ اعداء اگر حیرت ہے کہ ترقیات فرما
کو یہ اصرار ہے کہ سال ہوا اور اسلئے اللہ تعالیٰ کی فرمائش کے عادت میں کدو شریع سلام میں فوت ہوا کا در اسلام نہ ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اسلئے اللہ تعالیٰ کے لئے
کا ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ ابھی طبیب کے علاج کو مانا ہے کیونکہ حالت میں جلاست میں جلاست کھتا ہوا دریم حکم صلاحان اور تحریر کی کھتا ہوا یہ کام کرتا بھی ہر وقت
سنت سائل مل جوتے تھے اس سے جہد ملے معلوم ہوا کہ ایک کہ عادت خرید کی تحریر فرمائی ہوئی دوائیں کی طبیب کی رائے سے استسما کرنا چاہئیں
جو ہمارے علاج معلوم دوا کی اسلئے ہمارے مرض کی کیفیت سے خبر دہر ہر دوسرے یہ کہ بعض دوائیں کی طبیب ہی کے ہاتھ سے استسما کرنی چاہئیں
آج ڈاکٹر ہی ایک تحریر کرتے ہیں وہ بھی لکھتے ہیں۔ دیکھو صحت اندازنے دوا تحریر فرمادی گزرا سوال کے لئے طبیب کے پاس بھیجا تیسرے یہ کہ عذرہ گجور
اور اس کی گھٹیل میں بہت لڑتے ہیں۔ ان سے دوا کی دھڑل دن کی کدو کی دور ہوتی ہے اور چند فوائد پہلے بیان ہو چکے کہ یہ زہر اور مکر کے لئے
منفید ہے بلکہ نہایت نفع سے جس کے مسمیٰ ہیں بیمار کے مسمیٰ قطرہ نکالنا یا اس کے تار میں کوئی میریپ دینا جس سے وہ ہر سال
سے نکلے جس سے زہر و فحش سے بچتا ہو گا۔ دیکھو زہر سے زہر مانی کی بیز زہر ٹھنڈا ہے گھوڑم ادووں مل کر معتدل ہوجاتے تھے۔

✓

3

حَدَّثَنَا غَيْرُيَبِّ وَمَوْفُوفٌ عَلَى الْأَصَحِّ: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَدِدْتُ أَنْ عِنْدِي خُبْرَةٌ بَيْضَاءُ مِنْ بُرَّةٍ
 مُكَيَّفَةٌ بِسَمْنٍ وَلَكِنْ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهَا فِجَاءً بِهِ فَقَالَ
 فِي آتِي شَيْءٌ كَانَ هَذَا قَالَ فِي عُنَاكَ شَيْءٌ قَالَ أَمَّا قَعْدُهُ مَرَاةُ أَبُو دَاوُدَ

یہ حدیث لایب ہے درج ذیل قول پر یہ حدیث موقوف ہے نہ روایت ہے صحت ابی عمر سے ملنے پر فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری چاہتا ہوں کہ میرے پاس شرفی گندم کی سفید ندی ہوتی جو گھی اور دودھ سے
 جو بڑی جوتی ملے تو قوم میں سے ایک صاحب اٹھ بیٹھوں نے یہ تیار کی بھر لانے تو منسربایا
 یہ گھی کس حیر میں حق عرض کیا گودہ کے ڈبیر میں ملے فرمایا اسے اٹھا لو گے ابو داؤد۔

نہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو دیں وہ دوس سے مس فرادیں ان سے مار دیا جاسے ہی مسلول پر گدی جبری حرم فرماتے ہیں۔
 بعد حدیث کے تمام حلال و حرام قرآن مجید میں ایما لا ذکر میں (اور عرقاں تا اریادہ) شے یہی جس پیر دی کہ قرآن کریم نے
 حلال و حرام کہا۔ حدیث پاک نے۔ یعنی ان کا ذکر ہی کہیں نہیں۔ وہ حلال ہیں۔ یہاں عرقاں اور اشہر علیات اور نصات
 نے منسربایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل استیہار میں الامت ہے یعنی جس سے قرآن و حدیث میں خاموشی ہو وہ
 حلال ہے ام۔ اٹا۔ دیں ہی بلاؤ زور نہ فرنی۔ جو ہی متامل ہوں ہی مسلول و ماتم کی خیر میں سب حلال ہیں کون اس لئے کہ
 ہمیں قرآن و حدیث نے حرام نہیں کیا۔ اسلام کا کی قانون ہے ملت اس حدیث کے الفاظ اساد کے لحاظ سے جمع ہوں یا ضعیف مگر اس کا
 مسنون ہاں کیسے ہے۔ کیونکہ اس کی تائید حدیث کی آیات قرآنیہ سے جو رہی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے لا تفسدوا ما آتانا ان تبدلکم نسوکم انو
 حدیث اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عاشر مبارک ہے اور فرماتا ہے لا تفسدوا ما آتانا ان تبدلکم نسوکم انو
 ان یخوز ذوقاً صعباً و یخوز ذوقاً آتیناً کہ جس کی طرف رہنے کو حلال ہوئے کہ دین فرمایا اور فرماتا ہے واحد نام اور داکم ان ذکر کردہ حرم و حلال
 کے ساتھ تمام حلال میں ہاں ملے حلال ہیں۔ دیکھو حرام حلال کا کیا حرام کی تفصیل تک حرام حرام کی تو کب گھسی کی ہیں مال کروڑوں جبری حلال
 ہیں اس کی تحقیق ہماری کتاب جہاں الحق میں اور راہ جست میں دیکھو جہاں اس مسئلہ کی بحث نہیں ہو چید حدیثیں اور فقہاء کے اقوال
 جمع کرتے تھے میں اس سے وہ بہت چری و سیریل پر میر کر حرام کہتے ہیں جہاں کچھ نہیں آگئے ہیں حرام میر ثوب کہہ دیتے ہیں۔

۵۷ یہی ہمارے دل پامنا ہے کہ علی درجہ کی گندم کی رولی جو گھی میں پیڑ کر دودھ میں محکوم دی گئی مودہ ہم کیا نہیں معلوم ہوا کہ نہ
 کی علی نہیں کیا یا کسی سے کہ حرام کرنا تقویٰ کے عذاب نہیں معلوم کیا وقت تھا اور کی رنگ تھا کہ اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
 نے یہ حرام میں فراد۔ جس مسلمان اس حدیث کو دیکھ کر یہ ہی کہا انبار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ماتم کر کے مساکین کو
 کھلانے میں جس کے رنگ نیارے۔ ۵۸ یہی جو گھی ان روٹیوں میں پیڑا گیا ہے وہ گودہ کی کھان کے مشکیرہ میں قصا

وَابْنُ مَاجَةَ - وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ وَعَنْ عِیْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ التُّومِ إِلَّا مَطْبُوعًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي نُرَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْبَصْلِ فَقَالَتْ إِنَّ أَخِي طَعَامَ أَكَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ فِيهِ بَصْلٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ ابْنِ بُسْرِ السُّكْمِيِّ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ مَنَامٌ بَدَأَ قَتَمًا وَكَانَ يُحِبُّ الزَّبْدَ وَالشَّمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

ابن ماجہ، ابوداؤد نے کہا یہ حدیث منکر ہے نہ روایت ہے حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کھانے ہوئے کھانے سے منع فرمایا تھے (ترمذی - ابوداؤد) روایت ہے ابوداؤد سے فرماتے ہیں کہ عتاب عائشہ سے بازار کے متعلق پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ آخری کھانا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا وہ تھا میری پیارہ تھی تھے (ابوداؤد) روایت ہے ہمسکے دو کھانوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہم نے کھن اور میرا سے کسی کھانے کے حضور کھانا دیا پھر ہمارے پسند فرماتے تھے تھے (ابوداؤد)

حادث حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جی جی کی برعکس فرمائی اس لئے پرچھا،
کے یعنی تم کھا کر کسی اور کو کھلاؤ ہم غلط فرمائی گئے۔ معلوم ہو کہ یہ حرام تھا۔ حضور اور کھانا پختہ تھا قدر سے کھک کہ ہر سے
لے یعنی ضعیف اور ناقص ہے۔ اثنی عشر احادیث اور مرقات نے فرمایا کہ ابوداؤد نے اس حدیث کو اس لئے منکر فرمایا کہ یہ حدیث
ماونہ کریمہ کے خلاف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آراء دیکھ کر کہتے ہیں آپ تو تابعین و متوکلین کے سردار ہیں ہم نے ابھی اس
کی وجہ بیان کر دی کہ یہ مل شریف بہاں جوار کے لئے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ شریعی لحاظ سے وہی ہے۔
جب اہل فتنہ کا کھانا فقوی کے خلاف ہیں تو ان کی حواہی کرنا خلاف فقوی کیونکر ہوگا۔
سے مسجد میں آنے والے کو کچھ پیاز کھا لینا کھانا صحت مند ہے۔ ویسے عام حالت میں جائز ہے اگرچہ یہ بہتر ہے ہی کہ اس کی بوجہ کر
کھائے۔ جب تک جھک کی بوسہ سے آتی رہے مسجد میں آنے کے یہ بوجہ پیاز کی بوسہ زیادہ صحت ہے۔
کے ہی بڑی پیاز ہوگی۔ لہذا یہ حدیث مانتی کی احادیث کے خلاف نہیں۔

کے ان میں سے ایک کا نام علیہ دوسرے کا نام جبرائیل ہے بسرار کے بیٹے ہیں جو عریہ دونوں صحابی ہیں۔
لہذا ان کا نام معلوم نہ ہونا مقرر نہیں۔ تمام صحابہ عادل ہیں (مرقات) اس لئے ہم نے یہ ہی چیزیں بارگاہ عالی میں پیش کیں۔

وَعَنْ عِكْرَاشِ بْنِ ذُوَيْبٍ قَالَ أُتِينَا بِجَفْنَةٍ كَثِيرَةٍ الشَّرِيدِ الْوَدِّ فُخِبْتُ
بِيَدَيْ فِي قَوَاجِمِهَا وَأَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ
فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى يَدَيِ الْيُمْنَى ثُمَّ قَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ مَوْضِعٍ
وَاحِدٍ فَإِنَّهُ طَعَامٌ وَاحِدٌ ثُمَّ أُتِينَا بِطَبَقٍ فِيهِ الْوَانُ الثَّمَرُ فُجَعَلَتْ أَكُلُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْ وَجَعَلَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّبَقِ فَقَالَ
يَا عِكْرَاشُ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّهُ غَيْرُ لَوْنٍ وَاحِدٍ ثُمَّ أُتِينَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ

روایت ہے حضرات مکرّاش ابن ذویب سے ملے نرمات میں بارہ پاس بہت شریہ اور
گوشت والا پیالہ لایا گیا تھے تو میں نے اس کے کناروں میں ہاتھ مارا سنا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے سے کھایا تھے پھر حضور نے اپنے ہاتھ سے میرا دہنا ہاتھ
پکڑ دیا تھے فرمایا اے مکرّاش ایک جگہ سے کھاؤ۔ کیونکہ یہ ایک ہی کھا ا ہے تھے
پھر بارہ پاس ایک طباق لایا گیا جس میں قسم قسم کے چھوٹے چھوٹے تھے تو میں اپنے سامنے سے
کھا لے لگا تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ طباق میں گھونٹنے لگا تھے پھر فرمایا اب
مکرّاش جہاں سے چاہو کھاؤ کہ یہ ایک قسم سے زیادہ ہے تھے پھر بارہ پاس

اس کی حکمت پہلے عرض کی جا چکی ہے کہ چھوٹے چھوٹے کھانے میں کیا حکمت تھی لے آپ یہی میں بصرہ میں قیام کرتے
تھے اپنی اپنی قوم کے صدقات لے کر بڑا گھر رسالت میں حاضر ہوتے تھے تھے شریہ کے میں پہلے یہاں پہنچے کہ شریہ میں پہنچے ہوئی کا
ہوئی مدنی میں ہوئی آشوبہ مدنی ایک جہاں کرلی بائیں درجہ سے ذوق کی ہمس گوشت کے کڑے غیر مری تھے میں چھوٹی بڑیاں
اور نمات لعات تھے میں ہر طرف سے کھانا شریہ کی بھلیب بھلیہ خط سے میں لونت کا پاں پرانہ لکڑی سے سرور سے کھا ہے
اس میں ہر طرف سے کھانے کو خط کھانا ہے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے سامنے سے کھانا حضرت مکرّاش کی تعلیم کے لئے کہ
انہیں کھانے کا فرق بتا دیتے۔ وہ حضور ہر طرف سے کھا کے مگر کھانا آپ اپنے غلام کے ساتھ کھا رہے تھے۔ بعد ازیں حدیث میں روایت
کے خلاف نہیں کہ حضور انور کے ساتھ حضرت انس کھا رہے تھے تو آپ پیالہ میں ہر طرف سے کھانا کھا رہے تھے۔ وہ علی بھی تعلیم
کے لئے تھا جلوم ہوا کہ عالم قرآنی تبلیغ کے ساتھ علی تبلیغ میں کرسے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سنا علی تبلیغ فرما کر ہم پر ثبوت کے بعد
قرآنی تبلیغ کی تھی کہ نہ کہ حضور انور کا ایسا ہاتھ صاف تھوڑے ہاتھ میں سنا کا شریہ حضرت مکرّاش کے سامنے کا ہر کا حصہ صاف تھے

عرب کا ایک بڑا بزرگ ہے۔ اس کا حریف ہونے کی طاقت ہے کہ دوسرے کے سامنے ہوشیاری میں لے کر بیٹھا ہے۔ ہندو صرف اپنے
 ماننے سے کارزار کرتا ہے۔ یہ ہے سوسور کے فرما پر عمل۔ اس جہان میں بھی نصرت کرنا کا ہاتھ گردش نہیں کرتا۔ اس کا مقصد پروردگار
 ہے۔ اب ہاتھ شریف کی گردش بھی تعلیم کے لیے تھی کہ اسے غلط نہ ہو۔ جو مرد عرب سے کہ ہے جس میں بھی ہزاروں سے کھڑے اس فرمانہ مالی
 سے ملو کہ اس میں بھی اٹھائی ہیں ایک قسم کو ہر شخص بیت سے ہے۔ اس کے اگر پروردگار کی ہر وجہ سے جو رہا ہے اٹھائے مگر ہر چیز
 سے نہ کھانے ملے دوسرے کروں سے کھانے ہے۔ روفا سے یہاں ہے کہ اگر برتن میں بیکہندی ہی کھا رہا ہے تب بھی اپنے سامنے سے ہی کھانے
 کہ یہ ہی سنت ہے جبکہ ایک ہی کھا رہا ہے یہ ہی ہے کہ۔ . . جو وہ تھا یا یہاں یوں کے یہ کہ اس میں جو اٹھایا ہے تر ہاتھ خشک کر دیا
 بھی ہاں ہے خیال ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے تر نہیں پونچھے اور جب کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے تو پونچھے اس میں بڑی حکمت ہے
 تھے یعنی وہ جو تم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کی ہر کھانے سے دھو کر نہ۔ رہا ہر مرد عرب ہی ہاتھ دھو کر کھانا کھاتا ہے۔ کھانا کھانا
 ماننے کی پڑا رہتے ہیں۔ یہ نہ کسی شکر سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ یہاں تک ہے۔ جسے چالی میں بیڑا جیتے ہیں۔ . . ہندو میں پشٹا عربی میں جتنا
 یہ نہ بیت مدینہ ہرم اور مدینہ منورہ ہے بیت طاقت کی پرست۔ یہی اپنا یہ انگلیں اور بیدار دونوں کے لیے خیر ہے کہ اس سے علم ہی فہم تھا
 ہے اور ہر کی کہ یہی گھر بیت ونگی جو ماننا ہے پیدا ہوتی سے مانی رہتی سے۔ . . اب اس کا تجربہ ہوتا ہے۔

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۖ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيهَا شِدْءٌ أَوْ مِنْ التَّمِّ وَالْكَمَاةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَا وَهَّاءُ شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۖ الْفَصْلُ الثَّالِثُ ۖ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ صَفْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَمَرَ بِجَنْبٍ فَشَوَّى ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحْزِنِي بِهَا مِنْهُ

پانی کے ذریعہ میل بدر کرتی ہے سلفہ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں (فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عجرہ جنت سے ہے اور اس میں شفا ہے زہر سے سلفہ اور کھجور من سے ہے اور اس کا پانی شفا ہے آنکھ کے لئے ہے سلفہ ترمذی لکھ قیسری فصل روایت ہے۔ حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے کہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہمان ہوا تھا تو آپ نے دستی کا حکم دیا وہ بھونی گئی تھی

مالی بھر اس میں سے میرے لئے بھری سے

سلفہ اسکی شروع ہو چکی ہے یہ تاثیر یاد تو ہر جگہ ہے یاد یہ بخور کی جگہ بخور میں دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں حتیٰ کہ یہ ہے کہ بخور جنت میں ملے گی اور اس میں جنت کے پھولوں کی سی برکت ہے اس سے تعریف جلدی در زہر میں۔ اور تعداد بتی جلدی ہوتی ہے۔ سلفہ اس کی شروع بھی کر گئی کہ کبھی جسے سانپ کی پتھری یا پانی کا پانی بھی کہتے ہیں۔ بوزیات کے موسم میں بھی لکڑی میں پتھری کی طرح خود ہوتی ہے یا تو بنی اسرائیل کا یہ ہی تھی یا اس کی طرح بھی اعلیٰ نعمت ہے جو بیز غنت ہم کو مل ماتی ہے۔ اس کا عرق آنکھ کی جھجھکیوں میں منیہ لہذا کوئی بغیر طیب حادق کے شروع نہ کرے اس کا استعمال کرے۔ یہ ہی حال تمام احادیث کی رعایت کا ہے کہ تمام روایتیں برحق ہیں مگر ہم ان کا استعمال طیب کی مانند سے کریں سلفہ یہ حدیث احمدی ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ سے اور احمد نسائی نے ابی ہریرہ سے ابو سعید خدری اور حضرت جابر سے روایت کی بخدری سلفہ بخدری میں جاس۔ یہ بخدری کی کہ عرق منیہ حادق کا شفا ہے عرق النساء کو بخدری کا کرکٹ عرق کرکٹ جانتے اور اس کا شروع ہائے پلایا جائے (برقعات) سلفہ آپ شہور بھی ہیں آپ کے حالات بار بار بیان ہو چکے۔ آپ خندق کے سال ایمان لانے کے بعد مدینہ میں مامور تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے گورنر ہے۔ بڑے بزرگ نہایت مخلص صاحب دماغ صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔ سلفہ میں ایک شب میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کے گھر بطور مہمان تشریف لے گئے۔ یہ معنی نہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مہمان پرنا بنا لیا جیسا کہ بعض شارحین نے سمجھا یہ پتہ نہیں کہ میزبان کو کھانا تھے یا تو صاحب خانہ نے پٹے

فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُهُ بِالصَّلَاةِ فَأَلْقَى الشَّفَرَةَ فَقَالَ مَا لَهُ تَرَبَّتَ يَدَاهُ
قَالَ وَكَانَ شَارِبُهُ وَقَاءً فَقَالَ لِي أَتَصْنَعُ لَكَ عَلَى سِوَالِكَ أَوْ قَصَصَهُ عَلَى
سِوَالِكَ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا احْضَرَنَا مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتَّى يَأْكُلَ أَوْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

کھانے کے بعد پھر بلال حضور کو نماز کی اطلاع دینے آئے تھے تو آپ نے چھری ڈال دی فرمایا ہے
کیا تھا اس کے ہاتھ گرد آلود ہوں تھے فرمایا ان کی مونگھیں بڑی تھیں تھیں تو مجھ سے فرمایا میں
انہیں مسواک پر کتر دوں یا تم مسواک پر کتر دو۔ (ترمذی) روایت ہے حضرت حذیفہ
سے کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوتے
تو اپنا ہاتھ نہ لگاتے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ

خاتم کو یہ حکم دیا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب خانہ کو حکم دیا اگر میرا ہاں سے بے تکلفی ہو تو یہاں اپنے پسندیدہ کھانے کی فرمائش
کر سکتا ہے۔ کہ وہ گویا اس کا پتا ہی گھر ہوتا ہے۔ یہ حضور انہی کی بندہ نوازی کی شان ہے کہ اپنے ہاتھ سے اپنے خدام کے کئے کو
کاٹے ہیں خیال ہے کہ سکین پر چھری کو کہتے ہیں۔ مگر شہر و چوڑی حد پرانی چھری کو کہا جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ابی براح کنیت شریف
ابو عبد الرحمن ہے۔ منار پر انوار روشنی میں ہے۔ آپ نے اولاد کوئی نہ چھوڑا (مقتداً) غیر نے ہمارے حضور پر راضی دی ہے میں کا ذکر ہر
سفر نامہ قبیلے میں ہے۔ یہ اطلاع دینا ملا وہ اعلان کے تھا حضرت بلال انہی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض
کرتے تھے۔ یعنی وقت نماز بھی کافی ہے اور بلال بلدی کر رہے ہیں کھانا کھایا جائے تاکہ حضرت بلال نے نماز کے لیے عرض کیا تھا
کا وقت بڑا وسیع ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں حاجت کے لیے گھنٹہ گھنٹہ مقررہ تھے۔ کھانے کی مونگھوں کے بال ہونٹ کے کندھے سے آگے
تھے۔ یہاں غیر عباسیہ تسلیم کے غالب ارشاد ہوئی جیسے ہم اپنے کو کہتے ہیں یہ گنگار حاضر ہے اور سوکتا ہے کہ شادی کی خیر حضرت
بلال کی طرف ٹوٹی ہو۔ یعنی جناب بلال کی مونگھیں بڑی تھیں۔ حضرت یعنی یا تو ہم تہمدی مونگھوں کے بوشہ ہاں سوکتا ہو کہہ کر کاش نہیں
یا تم خود ہی اس طرح میں کاش کو معلوم ہوا کہ حضور انور کو لمبی مونگھیں سخت ناپسند ہیں۔ ان سے لمبی لغت ہے کہ گھر جا کر تھپی کے کھانے
کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا ابھی کاش گویا ہم خود کاش دیں۔ مسلمان اس سے عبرت پکڑیں۔ خیال ہے کہ مونگھیں منڈانا بھی منع ہے اور
بہت پست کرنا بھی منع، بلکہ حق کاشنا کہ ہونٹ کا کٹنا غوی کھل جانے سنت ہے۔ اتنا شکر کے یہ جی میں ہے۔ اس کے کھانے
پانی پیتے وقت سربانی میں ٹوٹی نہیں (مرقاۃ) اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ يَدَهُ وَأَنَا حَضَرْتُ نَامِعَةً مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ
كَأَنَّهَا تَدْفَعُ قَدْ هَبَّتْ لِتَضَعُ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يَدْفَعُ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ
لَا يَذُكَّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذَاتُهُ جَاءَ هَذَا لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ
بِيَدِهَا فَجَاءَ هَذَا الْأَعْرَابِيُّ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ وَالَّذِي

علیہ وسلم میں رکھتے اپنا ہاتھ ایک بار حضور کے ساتھ کھانے پر حاضر ہوتے تو ایک لڑکی آئی گویا
وہ وحیلی جا رہی ہے کھ وہ اپنا ہاتھ کھانے میں لگانے لگی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا
ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک بدوی آیا گویا وحیلیا جا رہی ہے کھ حضور نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اپنے لئے کھانا حلال کرتا ہے اس
سے کہ کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔ وہ اُسے لایا کہ اس کے اندر کھانا حلال کرے
میں نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس بدوی کو لایا کہ کھانا حلال کرے میں نے اسکا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اسی قسم

اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی بزرگ کے ساتھ دسترخوان پر حاضر ہو تو ان سے پہلے کھانا شروع نہ کرے کہ اس میں بے ادبی ہے
یہ اس صورت میں ہے کہ سارے کھانے والے بائیں ہاتھ میں ایک بزرگ باقی حلال۔ لیکن اگر کھانے والے میں کوئی ناچھٹہ بھی ہو تو
وہ پہلے کھانا شروع کر سکتا ہے۔ بلکہ اس کے ہاتھ پہلے دھوئے جائیں۔ اور کھانا کچھ کچھ پر اس کے ہاتھ چھو دھوئے جائیں کیونکہ
بچے آہستہ آہستہ کھاتے ہیں۔ وچربک کھاتے ہیں اور کھانا سانسے پر نیا وچرب نہیں کر سکتے۔ یہ تمام احکام عالمگیری وغیرہ میں ملتا
کہ کھانے کا ہر حصہ ہر ہونڈی نہیں بلکہ چھوٹی بھی ہے جو اتنی تیز و تھوٹی کہ کسی نے اس سے اس طرف دھکا دیا ہو۔ دھکا کھانے
انسان بہت تیزی سے گرتا ہے کھانے میں بھی جھمٹنے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا اس سے پہلے ہی ہاتھ ڈالنا چاہا بغیر بسم اللہ سے کہنے
اور حقیقت اسے شیطان اس طرح بھگائے ہوئے لارہا ہے کھانے میں بھی یہی عمل تھا کہ وہ بدی صاحب بھی اس حضرت سے پہلے ہی
بغیر بسم اللہ سے ہوئے ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے یہی شیطان ہی کا دھوکا تھا کہ میں اگر جماعت میں ایک آدمی بھی بغیر بسم اللہ کھانے
لگے تو شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ تم سب کو بسم اللہ پڑھ کر کھاتے شیطان کو ساتھ کھانے کی جرأت نہ ہوتی اس لئے
وہ آگے چھوٹا ہونڈا کو لایا کہ بغیر بسم اللہ کھانے اور ان کے ذریعہ شیطان بھی کھائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ بچے جو بسم اللہ پڑھ

نَفْسِي يَدِيهِ اِنَّ يَدَكَ فِي يَدِي مَعَ يَدِهَا نَرَاكَ فِي رِوَايَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ اَسْمَ
 اللّٰهِ وَاَكَلَ بِرَواةُ صُلَيْمٌ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَشْتَرِيَ غُلَامًا فَالْتَقَى بَيْنَ يَدَيْهِ تَمْرًا فَآكَلَ
 الْغُلَامُ فَآكَلَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ كَثْرَةَ
 الْاَكْلِ شَوْمٌ وَاَمْرٌ بَرَدٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَيْبِ الْاِيْمَانِ : وَعَنْ
 اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدَا اَدَامُكُمْ

جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ شیطان کا اتھان کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے سہ ایک روایت
 میں ہے کہ پھر بسم اللہ پڑھی اور کھایا (سلم) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو خریدنے کا ارادہ کیا اس کے سانسے چھو بارے ڈالے
 اس سے کھائے تو بہت کھائے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت کھانا
 خوش ہے۔ اور اس کی واپس کا حکم دیا (سلم)۔ (بیہقی شعب الایمان) روایت ہے حضرت انس
 بن مالک سے فرماتے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے سامنے کامروار ہے

سب سے ضرور بسم اللہ پڑھ کر کھایا کریں۔ ورنہ شیطان کھانے میں شریک ہو گا ہر لنگل سے سمجھنا کہ جو صحیح ہوں نہ سکے اس حکم سے علیحدہ
 ہیں سب سے ناکہ یوں دونوں میں سے کوئی بغیر بسم اللہ پڑھ کر کھائے تو شیطان کو موقع ملے اس کی کوشش رکھ جائے نہ
 اسے مشکوٰۃ شریک کے بعض نسخوں میں ہے بعد ازاں اس شیعہ غیر کامرہج وہ لنگل حدیث بدی دونوں میں۔ یعنی من دونوں کے ہاتھوں کے
 ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے اس شخص میں یہ صاف ہے جس کامرہج لنگل ہے جو نگہ پیچھے وہ ہی آئی تھی اس لیے اس کا
 ذکر فرمایا اس سے معلوم ہوا جس کے ساتھ جس پر شیطان ہو اس کو کچھ لینے سے وہ شیطان بھی بکرا ملتا ہے۔ بعض مایوس کو دیکھا گیا کہ وہ اس
 شخص کے بال یا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں جس پر شیطان سوار ہو اس سے خود شیطان بصر میں آتا ہے اس عمل کا مافوق حدیث ہو سکتی ہے
 اسے ان دونوں نے بھی بسم اللہ پڑھ کر کھایا اور وہ سب سے حضرت سلمیٰ۔ حضرات صوفیہ پیشہ فرماتے ہیں کہ تو اہل اہل کے لیے ہلاک ہے
 تاہل کے حرام اگر جمع میں ایک بھی تاہل شریک ہو جائے تو سب کے لیے منوع۔ کیونکہ ایک تاہل کی شرکت سے شیطان شریک ہو جاتا
 ہے اور وہ کام شیطان ہی جانتا ہے اس قول کا مافوق حدیث ہے۔ کہ اگر کھانے والوں کی بابت سے ایک شخص بھی بغیر بسم اللہ شریک
 ہو جائے تو شیطان شریک ہو جاتا ہے سب سے بہت کھانا کھانے کی علامت ہے۔ ہر مایوس کو یہ حکم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کافر ساتوں

الْمَلْحُ سَافَاةُ ابْنِ مَاجَةَ، وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا وَضَعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوا نِعَالَكُمْ فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ، وَعَنْ
أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِشَرِيدٍ أَمَرَتْ بِهِ فَنُطِئَ
حَتَّى تَذْهَبَ فَوْرَةُ دُخَانِهِ، وَتَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هُوَ أَكْظَمُ لِلْبَرَكَةِ زَوَاهِمًا الدَّارِجِي
وَعَنْ بُنَيْشَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ

نمک ہے لعل ابن ماجہ، ان ہی سے (رہلتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کھانا
رکھا جائے تو اپنے جوتے اتار دو کہ یہ تمہارے قدموں کی راحت کا باعث ہے لہ روایت سے حضرت
اسماء بنت ابی بکر سے کہ جب ان کے پاس شریہ لایا جاتا تو اس کے متعلق حکم دیتیں تو ڈھک دیا کرتی تھیں
کہ اس کے دھوئیں کا جوش جاتا رہتا ہے اور فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہیں برکت
نہایت والا ہے لہ (دارمی روایت ہے حضرت بنیشتہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو پیالہ میں کھانے

میں کھاتے اور دوسروں میں کھانے کی طاقت ہونا خوش ہے۔ لہٰذا اسے واپس کر دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ غلام کا بہت کھانا چاہیے ہے جس کی
وجہ سے لٹے واپس کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا یہی ہر درمی سے مراد کہ فحش ہونا قناعت کا باعث ہوتا ہے۔ لہٰذا بعض تائیدین و زینار
نمک سے روٹی کھا دیتے ہیں، اس کی دلیل یہی حدیث پاک ہے مقصد یہ ہے کہ اگر یہ کھیر، شکر، گھی سے بھی روٹی کھائی جاسکتی ہے۔ مگر ایک حد
کھانا مفید بھی ہے۔ لہٰذا وہی کہ نمک ساقی سے میسر ہو جاتا ہے۔ خیال رہے کہ بعض لٹاؤ سے گوشت، سبزیوں کا سوراخ ہے یعنی لٹاؤ سے سرکہ اور بعض
لٹاؤ سے نمک، لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جو میں گوشت یا سرکہ کو سانس کا سوراخ فرمایا گیا ہے۔ جیسے بعض لٹاؤ سے حضرت
فاطمہ تمام حور زبور کی سوراخ میں بعض لٹاؤ سے حضرت عائشہ صدیقہ چنانچہ بڑی نے دو سطریں (بوصیم) کے کتابا مطب میں روایت کی کہ کیا
میں سانس کا سوراخ گوشت ہے پیسے کی حوروں میں سرور پائی ہے خوشبوؤں میں سرور قبا چاہیے (مرقات) کھانہ کی لذت نمک چاہیے ہے
ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ تعجب ہے کہ ہر صوفی شقیال سے فروغت ہوتا ہے اور نمک حلال (میں) سے ملا کر عطران سے نمک ملتا ہے
لہٰذا جب تہہ سے سانس کھانے کے لئے کھانہ کھا جائے تو جو تہہ تار و جوتہ ہیں کہ کھانا کھاؤں گے یا نہ کھاؤں گے یا مفید ہے
اور اس میں کھانے کا وہ بھی سکتا ہے کہ یہی کھانے کے باوجود بھی شوبہ میں غلائی ہوئی روٹی۔ یعنی آپ بہت گرم کھانا کھاتی
تھیں اور کھانا کھول کر ہونٹیں مار، ٹھنڈا کرتی تھیں۔ بلکہ کچنے کے بعد کہ وہ روٹھا رہے تھیں جب خود ٹھنڈا ہو جاتا تو کھاتی تھیں

فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْحَبَتْ وَفِي رَوَايَةٍ بَدَلُ الْبَارِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُصِلْ رَحِمَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ
الْكَلْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ
الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ يَوْمَ وَلِيْلَتِهِ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ

اچھی بات کہے یا چھپ رہے نہ ایک روایت میں پڑوسی کے بھائے یوں ہے کہ جو اللہ اور آخری دن پر
ایمان رکھتا ہو وہ صدمہ دہن کرے گا (مسلم بخاری) روایت ہے ابو ثعلبہ کہی سے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہو۔ وہ اپنے
مہمان کا احترام کرے گا اس کی بھائی ایک دن رات ہے شہ اور دعوت تین دن ہے

مکرم (۱۴) یہاں ہوتا تو مزاج پر ہی بلکہ عروص ہوتا تو ہادی کرو (۱۵) اس کے ساتھ تو زمانہ کے ساتھ ملتا رہا اس کی خوشی میں خوشی کے ساتھ شرکت کرو رہا
اس کے غم و مصیبت میں ہمدردی کے ساتھ شریک رہو (۱۶) ہونا مکان آنا اور پناہ ہوا تو اس کی ہوا رکھ دو، مگر اس کی اجازت سے ۹ گھر میں چل
فروش آئے تو اسے پریشاں سمجھتے رہو۔ نیز حج سکو تو حیدر کو اس پر ظاہر نہ ہونے دو۔ تہا رہے بچے اس کے یوں کے ساتھ نہ گھائیں۔ (۱۷) اپنے
گھر کے دشمنوں سے اچھے تعلیق رہو (۱۸) اپنے گھر کی حیثیت پر ایسے نہ پڑو کہ اس کی بے پردگی ہو۔ قسم اس کی جس کے قبضہ میں نہ رہا جس سے
پڑوسی کے حقوق وہ ہی ادا کر سکتا ہے جس پر اللہ رحم فرمائے درمقات کہتا ہاں ہے جسیلا اور اس بایا بر جوئے چاہئیں۔ مفسوس مسلمان یہ باتیں
بھول گئے۔ قرآن کریم میں پڑوسی کے حقوق کا ذکر فرمایا۔ یہ رحال پڑوسی کے حقوق بہت ہیں ان کے ان کی توفیق رب تعالیٰ سے مانگئے۔

سارے فیہ سے ملو یا اپنی بات ہے نہ واجب ہو یا فرض یا سنت یا مستحب یا مباح بات ہے۔ موصیاء فرماتے ہیں کہ مباح بات بھی زیادہ ذکر
کیا نہ اثر بات میں نہ چھس جائیں۔ تجربہ ہے کہ زیادہ بولنے سے اکثر بھائی باتیں منہ سے نکل جاتی ہیں۔ مشہور قول ہے کہ جو خاموش رہا وہ سارا
رہا وہ سلامت رہا وہ سلامت رہا وہ نجات پا گیا۔ مئی صدی پہلے کا زمانہ تھا کہ ہر قسم میں اور پانچ فی صدی گناہ وہ سرے اعلان کے مطلب
یہ ہے کہ کوئی کامل وہ ہے جو کمال بات منہ سے نکالے وہ خاموش رہے۔ خیال رہے کہ بات ہی ایمان ہے۔ بات ہی کفر بات ہی تقویٰ ہے۔ بات
ہی مرد و سگے یعنی اپنے ذی رحم قرابتوں کے حقوق ادا کرے ذی رحم وہ جو یہ ہے جس کا رشتہ ہم سے نہیں ہو۔ غم وہ ہے جس سے نکاح
کرنا حرام ہو بلکہ اور غم ہے ذی رحم نہیں ہو یا غلام بھائی ذی رحم ہے غم نہیں۔ اور سگے بھائی بھتیجہ ذی رحم بھی ہے اور غم بھی ذی رحم نیز
مولد میں خواہ غم ہوں یا نہ ہو اگر چہ ماسی۔ سسر بیوی کے حقوق بھی ادا کرنا ضروری ہے مگر ان کو صدمہ ہی نہیں کہتے۔ یہ حدیث۔ طبرانی ترمذی

جانب صغیر وغیر میں اور طرفوں کے علاوہ کوئی ہے جن میں عبادت اور بہت چیزیں اور شایہ ہویں۔ **۱۰** آپ کا نام خود ہی ضرور ہے حدوں میں
تقسیم بن کعب سے جس فتح مکہ کے دن بنی کعب کا ختمہ اس کے اقد میں تھا۔ میرے منور میں دنات پائی۔ **۱۱** کتبہ ہزار ہواں ہے جو محمد کے ملاقات کینے
باہر سے آئے فواد اسی سے ہماری واقفیت پہلے سے ہو یا نہ ہو جو جاسے اپنے بنی کعبہ ایسے شہر میں سے ہم سے ملے آئے وہ چار منٹ کے لئے وہ
ملاقاتی ہے وہاں ہیں۔ اس کی خاطر تو کہہ کر اس کی دعوت نہیں ہے اور جو اوقات شخص اپنے کام کے ٹھانے پاس آئے وہ وہاں ہیں۔ جیسے حاکم یا
مفتی کے پاس مقدرہ دئے یا فتویٰ دئے آتے ہیں یہ حاکم کے ہاں نہیں **۱۲** حضرت عائشہ اس کی بنا پر سرتانے میں کہ جہاں کو ایک شب کھانا کھانا
واسب ہے۔ اگر نہ کھانے کا کوئی تیار ہو گا۔ خانہ کے معنی میں عیسے۔ جریس کی جتنے ہے جو انریسے خاصہ کی قیہ تو اس جی میں واسب و دو پڑتے ہی۔
لے اگر واسبہ خانہ خود ہی بخوشی رو کے تو رک جائے جس وقت ہیں نیکی میں پڑاں ہو اور جہاں دتار ہے یہ سہی ترقی بھی ہے اور مسلمان کو تنگ
کر دے یہ منور ہے یہ قرض کی عیسائیوں سے اختیار کر لینے ہیں۔ اس کے ان مسلمان پہلے ہی حد ملکہ دیتا ہے کہ میں اتنے رو۔ کے پے آپ یہاں
از انوں۔ پھر جب رو۔ دی کر جائے اور یہ جہاں کسی وجہ سے ٹھہر ہے تو حسب حادثہ کو ان فائدہ و نون میں۔ اور کرتا ہے **۱۳** کہ جہاد کے لئے
رہی کسی یا مائدہ و سائر تائید کی کرنے کے لئے **۱۴** یعنی راستے میں منزل۔ جوئے جاتے ہیں۔ ہم کو کی رہا ہے یہ ن علی سرور۔ نہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اَوَّلَ لَيْلَةٍ قَاذَا هُوَ بِابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَقَالَ
مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بَيْوتِكُمَا هَذِهِ السَّاعَةَ قَالَ الْجُوعُ قَالَ وَاَنَا وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ اَخْرَجَنِي الَّذِي اَخْرَجَكُمَا تَوْمُوًا فَقَامُوا مَعَهُ فَاَتَى
رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِي بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا

صل اللہ علیہ وسلم ایک دن یا ایک رات ابو ترغیب لائے تو ایک اور بکر و عمر تھے یہ فرمایا اس
گھڑی تم دونوں کو اپنے گھروں سے کس چیز نے نکالا عرض کیا بھوک نے یہ فرمایا اس کی قسم
جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے بھی اس نے نکالا جس نے تم کو نکالا ہے اٹھو بناؤ وہ حضور کے
ساتھ اٹھ کر تشریف لے گئے ایک انصاری صاحب کے اس گھر میں تھے جب حضور کو ان کی بری

دہان کے باشندے بے سروئی کرتے ہوئے ہمدی مات بھی نہیں پوچھتے تھے ضیف و سر و قمع دونوں کو کہا جاتا ہے قرآن کریم میں ہے
ضیف ابواجم لکرمین شہدے یہ فرمان عالی تو اس کا فرقہ کے متعلق ہے جو سے مسلمانوں کا سہارہ ہوتا تھا کہ ہماری وحی کو تمہیں ناشی
رہتا ہو گا۔ اب اگر وہ یہ وعدہ پورا نہ کریں تو میرا پورا کر دیا جائے یا حالت غصہ کا ذکر ہے جب کہ مسافر بھوک سے مر رہا ہو تو جبراً و ستر
سے مال لے کر قہر و زور سے کھا سکتا ہے۔ و ہر دوسرے کا مال بھوک کی جھانڈی استعمال کرنا جائز نہیں و سرقات البتہ یہ حدیث اس آیت
کریمہ کے خلاف نہیں۔ یا ایہا الدین اٰمنوا لا تاكلوا اموالکم بینهکم بالباطل۔ نہ ان احادیث کے خلاف ہے جو میں
ذکر کرتی اور کس کا مال چھین لینے سے منع فرمایا گیا۔ بعض نے فرمایا کہ یہ حکم شرع اسلام میں تھا جبکہ امیروں پر فقیروں کی دشگیری و بھوک بھوک شایع
ہوئے فرمایا کہ ایک دن کی بھائی میزبان پر واجب ہے۔ وہ اس حدیث سے دلیل کرتے ہیں مگر جہور کا یہ قول نہیں اور ان شایع کا یہ استدلال
کمزور ہے۔ اگر یہاں واجب بھی ہو تو یہ جبراً ہی ہے وصول کی بجائے درست ہونے لگے ٹھکانوں پر فرض ہے مگر حضور کو حق نہیں کہ وہ کامل جبراً نہیں
ہیں لہذا بعض روایات میں ہے کہ یہ وقت روچہ کا تھا (شعر) اس حدیث کا اس وقت ایسے گھروں سے نکل پڑنا نہ تو کسی ہے کچھ مانگے کے
نے تھا نہ کہیں دولت میں جانے کے لئے بلکہ وہ یہ تھی کہ سخت بھوک میں کسی عبادت میں دل نہیں لگا کرنا ایسی حالت میں عبادت کرنا ایسے ہی
سمون ہے جیسے پیشاب یا عمار کی سخت حاجت میں عبادت کرو ہے اس لئے یہ حضرت اسی عبادت تو اہل ترک کر کے دل بہلانے پھر آ
گئے۔ (سرقات) اس لئے بھی ہم بھی اس وقت اس وجہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جی تکلیف کو کسی پر ظاہر کرنا بیکار و بیکار
یا گھبراہٹ کے اظہار یا بے مہنی کے لئے نہ ہو جائے۔ (سرقات) ان دونوں میں لوگوں کا حضور کی خدمت میں بھوک کی شکایت کرنا ایسا ہے
جیسے دولا کا مال یا پتہ بھوک کی شکایت کرنا اور حضور انور کا یہ فرمان بھی بندگان کی تسکین اور صبر کے لئے ہے یعنی دیکھو ہم کو بھی بھوک سے بھر پور
بھی ہے خیال ہے کہ ان سرقات کا ذکر پھر کر کے کہے نہ جاتا تھی کہ بھوک نے پریشانی کر دیا تو فی کلام میں زیادہ مشغولیت کی وجہ سے تھا

وَأَهْلًا فَقَالَ كَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَنَ فَلَانَ قَالَتْ
ذَهَبَ يَسْتَعِذُّبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ إِذَا جَاءَ إِلَّا نَصَارِي فَقَنَظَرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبِيهِ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا أَحَدُ الْيَوْمِ
أَكْرَمَ أَصْيَانًا مِنِّي فَأَنْطَلِقَ فَبَجَاءَ هُمْ بِعِذِّي فِيهِ بُسْرًا وَكَمَرًا
رَطْبًا فَقَالَ كُلُوا مِنْ هَذِهِ وَأَخَذَ الْمُدِّيَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَاكَ وَالْحُلُوبُ فَذَبَحَ لَهُمْ فَأَكَلُوا مِنَ الشَّاةِ

نے دیکھا بولیں خوش آمدید اللہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعلان کہاں ہیں مکہ بولیں ہمارے سے
میٹھا پانی لینے گئے ہیں مکہ اتنے میں انصاری صاحب گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں
کو دیکھا جسے اللہ کا شکر ہے مکہ آج لحد سے بہتر مہلوں والا کوئی نہیں ہے پھر وہ چلے تو ان کی خدمت میں ایک بڑا خوش
لاٹ چھین کے خشک درخت گھریں میں عرض کیا اس سے کھائیے تہ اور چھری لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا دو دو دھڑالی سے انگدہ بنا لے پھر انہوں نے ان حضرات کے لئے بکری ذبح کی۔ ان صاحبوں نے

جو کئی سے زیادہ اہم قدر و درجہ والی حضرات حاضر کے لئے کچھ کہتے رہتے تھے۔ انہوں نے حضرات کا دیدار کر کے یہ کہتے تھے
اس کی جھوک مالتی ہوتی تھی جیسے تلوار کے سار میں مہر کی لگ جہاں پر وہی دیکھ کر سر کرتے تھے (مشتعل حالت) مکہ مکہ کے لئے جمع فرمایا جاتا ہے
یا کبھی دو کو جمع بول دیتے ہیں کہ یہ خوش نصیب مہاجر حضرت بلکاس تیار ہیں کیت بواشیم، انصاری میں جو شہرہ سیحان بہت بکری
کے مالک تھے چونکہ اس مہاجر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصل تھے یہ دونوں حضرات حضور کے پیچھے تھے۔ اس لئے ان میں سے ہر ایک ہوا مکہ بل عرب ہوا
کو دیکھ کر یہ حال دیکھتے ہیں جیسے انگریزی میں ہل کم غرضی میں خوش آمدید مکہ میں تیار تھے خاور مکہ میں معلوم ہوا کہ کبھی اپنے دوست بلندم کمر خود
ہوا میں جانا بھی جائز ہے۔ ہمارے مکہ کے لئے صاحب غار کا بلا غرضی نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مالک مکہ کمر میں دو تو اس کے مال پر کون کے ہاتھ تھار کے لئے
بات چیت کے دوست ہے بلکہ ضرور ہو بغیر غرضت کے ہو سکتے ہیں ہمارے باغ میں پانی ہے مگر قدرے سکھادی ہے باغ سے کچھ صبر پر بیٹھ پانی کا کوس
ہے۔ وہاں سے چینی کے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں مکہ شمالی تہذیب میں ہے کہ ریت ہو رہی تھی کہ ملک ابن تہیبہ میں صاحب باغ میں
انگنے پرانی کا برتن تھا کہ کھڑے ہوئے جیسے ماں باپ خدا شہر

ناتلفات ہمیں سرائے مسکینے

کہ سایہ بر سرش انگلیوں تو سلطانے

ریشان و شوکت سلطان نہ گشت چیز سے کم

کلاہ گوشہ مسکین بہ آفتاب رسید

وَمِنْ ذَلِكَ الْعَذَابِ وَشَرُّهُ أَوْلَاكُمْ أَنْ شَبِعُوا دِرَاهِمًا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَى بَكْرٍ وَنَمْرٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَسْأَلَنَّ عَنْ هَذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمُ الْجُوعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوا حَتَّى أَصَابَكُمْ هَذَا النَّعِيمُ رَوَاهُ مُسْنَدُ وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبُو مَسْعُودٍ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَابِ الْوَلِيمَةِ الْفَصْلُ لَشَا

بکری اور اس خوش سے کھایا پانی پیا۔ یہ سب سیر ہو گئے اور پانی سے سیراب ہوئے۔ تھوڑی دیر میں انہیں
اشد طیرہ دسلم نے جناب ابو بکر مدظلہ سے فرمایا: اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم سے ان نعمتوں کے شوق
پوچھا جائے گا تیاہمت کے دن تم کو تمہارے گھروں سے جھوکا جائے گا پھر تم واپس نہ ہوئے حتیٰ کہ تم کی عقیبتیں مل
گئیں۔ تھوڑی دیر میں وہ حضرت ابو مسعود کی حدیث کان راجل من الانصار باب الوبیہ میں ذکر کی گئی تھی۔ دوسری فصل

اس حضرت ملک ابن جیمہا کی اس عظمت کا بطور چمکے یہاں اللہ سمجھ خود ہے اُن کے فکر کو یہاں تصور فرما کر وہاں تشریف امدانی فرمائی مثال ہے کہ آپ رحمت حق تعالیٰ میں شریک ہوئے۔ بدلتے تھیوں میں آپ بھی تھے۔ بدلتا اور تمام مہر میں شریک ہے۔ قصہ ہی آج معجز کا رو بہا کشی و عظم کا سامان میرے گھر کیسے کرم فرما ہو گیا۔ میں اپنے مقصد پر میں تھرا نہ کر رہی کم بختان میرا رخ رنگ۔ نظریہ یہی فکر رنگ عرض ہیں ہے۔ لے لے لے پائور بچائی بڑا سا خوشہ بکرا کا حاضر لائے۔ یعنی رعایت میں ہے کہ حضور فرمے وہاں صرف رطب کجور کیسی ہی کیوں نہ لائے۔ عرض کیا کہ میں ہر قسم کی کجوریں حاضر لایا ہوں تاکہ جو پسند حال ہو وہ حاضر کریں گے۔ یہی دودھ والی بکری لائے نہ کہ نہ۔ بعض بزرگ دودھ والی گائے بکری جیسے کی قربانی نہیں کرتے۔ اُن کا ناخن یہ حدیث ہے۔ اگر یہ قربان حالی بطور مشوہ تھا۔ مگر حضور کے مشوہ پر عمل بھی بہت ہی چاہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کو پہلے کچھ عمل کیا۔ پھر کھانہ پیش کرنا سنت صحابی ہے بعد کھانے کے پیل پیش کرنا بھی سنت ہے جس کی روایت گزرتی ہیں۔ لے یہاں رعایت نے فرمایا کہ حضور انور نے دوبارہ کجوریں کھائیں۔ کھانے سے پہلے بھی اور کھانے کے بعد بھی سنت خودی نے فرمایا کہ شکم سیر کو کھانا پینا جائز ہے جو احادیث میں اس سے مخالفت آئی ہے وہاں جیشہ سیر کو کھانا پینا ہے سنت کہ تم نے ان معصوموں کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کر لیا اس کی حالت میں ایسی خفیں صا فرمائیں نہ ان فطرت کے سینہ سے اشارۃ معلوم ہوا کہ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حساب دیں جانے گا کہ وہی کا ہر عمل تسلیم و تبلیغ کے لئے تھا آپ کا حساب نہیں بلکہ ہی حساب اجرو ثواب ہے حساب عطا ہو گا صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی قیامت میں تم سے سوال یہ ہو گا کہ تم نے ان معصوموں کا شکریہ ادا کیا یا نہیں اگر کیا تو وہ کیا تھا۔ کا حساب یہ ہے کہ تم سے سوال یہ ہو گا کہ ہماری خدایاں خفیں تم نے کھائیں یا نہیں غرضیکہ سوال تو یہ ہے اور ہے سوال تعدد کی اور رعایت نے یہ دوسرے معنی اختیار فرمائے کہ یہ سوال سوال احترام ہو گا تاکہ سوال تو یہ ہے کہ سوال تو یہ ہے یا کھانا سے ہو گا یا فاصلوں یا شکروں سے۔ اس حدیث کا تکرار بھی فقہ رب اور ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لیسیم سے فرمایا کہ جب پہلے پاس غلام آوے تو تم انہا تم کو ایک غلام صاف فرمائیں گے کہ روز مجھ کو غلام حضور کی بارگاہ میں لائے گئے۔ تب ابو لیسیم حاضر بارگاہ ہوئے

عَنِ الْقَدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرَبٍ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّهَا الْمُسْلِمُ
ضِدَّاتُ قَوْمًا فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُومًا كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ نَصْرُهُ حَتَّى يَأْتِيَ
لَهُ تَقَرُّدٌ مِنْ مَسَالِهِ وَنَارُ عِبَرَةٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَفِيهِ بَرَاءَةٌ لَهُ وَأَيْضًا
رَجُلٌ ضِدَّاتُ قَوْمًا فَلَمْ يُقَرُّوهُ كَانَ لَهُ أَنْ يَعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاءَةٍ وَعَنْ أَبِي
الْأَحْوَصِ الْجَنْدَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ
فَلَمْ يُقَرِّبْنِي وَلَمْ يُضَيِّفْنِي ثُمَّ مَرَّ بِي بَعْدَ ذَلِكَ أَقْرَبِيهِ أَمْ أَجْزِيهِ قَالَ بَلَى أَقْرَبِيهِ رَوَاهُ

روایت ہے حضرت مقدام بن معدی کرب سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جو کسی قوم کا مہمان ہو
پھر مہمان خود سے تو ہر مسلمان پر اس کی مدد کرنا لازم ہے نہ یہاں تک کہ وہ اپنی مہمانی اس کے
مال اور کسیت سے حاصل کرے بلکہ دارمی اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کا
مہمان بنے پھر وہ اس کی مہمان نوازی نہ کرے تو اسے حق ہے کہ اپنی مہمانی کی مقدار سے بے مدت
ہے حضرت ابو الاحوص جندی سے کہ وہ اپنے اپنے سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
فرمائیے تو اگر میں کسی شخص پر گزروں تو نہ وہ میری مہمانی کرے نہ مجھے دعوت دے پھر وہ مجھ پر اس کے
بعد گزرے تو میں اسے مہمان بنائوں یا بدل لوں فرمایا

”فقیر اور بے گناہوں میں سے ایک سے جو حق کیا جس پر آپ ہی انتخاب فرما کر ایک صحابہ فرمادیں۔ یہاں سے چلو یہ گناہی ہے اس سے بڑا ڈاڑھا کرنا
چنا چکر ابو ایمنہ اس غلام کو گھر لائے اور سے آزاد کر دیا تھے یہی جو مسجد کی وہ حدیث مصابیح میں مذکور تھی۔ چھپنے مناسبت کا مافوق رکھتے ہوئے
اسے باب اولیٰ میں نقل کیا ہے اس طرح کے میراں آئے بہاں جہان سے کھانا دے تو اس کے پڑوس کے مسلمان اس میراں کو بھیجا اگر پائے
کھانا تو اس سے کھا لو اور اس سے کسی بھی گھر سے لے لیا ہے پر بھی میراں اس مہمان کا حق رہے تو دوسرے مسلمان اس مہمان کی مدد کریں کہ وہ
میراں کے مال و قیمت میں سے ایک دن کے کھانے کے بعد وصول کر سکے اس حدیث کے دوسری مطلب یہ ہے کہ جو بھی کچھ پہلے حضرت عقیل بن عامر
کی روایت کی شرح میں غرض کے لئے کہ یہ مہمان سے ملو اسے مسلمان مہمان اور میراں سے ملو ہے وہ کافر جہالت جس سے اس شرط پر منع کی گئی
تھی کہ مہمان مسلمان مسلمان و خاندان کریں یا وہ مہمان ملا ہے جو جو کہ سے مراد ہو دوسرے کچھ ایسی کھانا ہو وہ اسے سوتے ہوئے دیکھے اور کھانا
سے نہیں چھوڑی میں دو ہزار اس کے مال سے کھا سکتا ہے۔ اور دیگر اس حالات کے کسی کامل جہان لیا جائز ہیں حضرت نضر بن موسیٰ علیہ السلام ہذا
دونوں پر گئے تو اسوں نے میراں کی روک توں بر گزوں سے ان سے کچھ ہزار وصول کیا جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے جسے آپ کا نام عوف بن مالک

التِّرْمِذِيُّ : وَعَنْ أَنَسٍ أَوْ غَيْرِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اسْتَأْذَنَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَقَالَ
سَعْدٌ وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَلَمْ يُسْمِعِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى
سَلَّمَ ثَلَاثًا وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلَاثًا وَلَمْ يُسْمِعْهُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَتْبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَبَا أَنْتَ وَارِقِي مَا سَلَّمْتَ تَسْلِيمَةً
إِلَّا وَهِيَ بِأُذُنِي وَلَقَدْ رَوَدْتُ عَلَيْكَ وَلَمْ أُسْمِعْكَ أَحَبَبْتُ أَنْ أُسْتَكْثَرَ

بلکہ یہاں بناؤ گئے (ترمذی) روایت ہے حضرت انس یا ان کے سوا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت سعد بن عبادہ کے ان اجازت چاہی تو فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ تو حضرت سعد نے کہا
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ سنایا حتیٰ کہ حضور نے تین بار سلام کیا گئے اور حضور
کو سعد نے جواب دیا سنایا نہیں گئے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہو گئے وہ تو جواب سعد حضور کے
پچھے گئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر نہ اتنے حضور کوئی سلام نہ کیا مگر وہ میرے
کان میں پہنچا اور میں نے حضور کا جواب دیا آپ کو نہ سنایا میں نے چاہا کہ آپ کا سلام اور

ابن عمر سے تاہم یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھ ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے اور قتال بن عبید بن جراح (مشہور روایت)
سے ہے اگر میں نے کہا کہ ساتھ ہے روایت کی ہے کہ تم تو اس سے بے روائی کرو۔ بڑا کلمہ بھلائی ہے کہ وہ اس کا حق ہوائی روایت ہے۔
ادفع بالنی ہی احسن۔ شعری۔ رندی رندی پہل باشد جزا، اگر مروی حسن الی میں (سما)
کلمہ حضرت روایت میں ہے میں نفس بے شک و تردید کے کلمہ طاعت کو جانے والا میں یا رسول اللہ کہ ایک سلام اجازت ہو دوسرا سلام ملاقات،
تیسرا سلام رخصت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیر سلام بھارت کے مردانہ کے باہر سے کہتا تاکہ صاحب طاعت اندازے کی اجازت دے حضرت سعد
کے جواب دیا مگر آہستہ کہ حضور قدر تک کہ آواز پہنچے جس کو کہتے آہستہ ہے کہ ہوں نے اس میں حضور کے سلام پہاڑ بارین کی گوشش کی کلمہ چال
وہ کہ یہاں حضرت کے ساتھ کی تھی ہے حضور کی تہذیب علیہ السلام کے شخص نفی میں ہی حدت حضرت کی پست کوز سے جواب دیا ہونے کے قابل نہ تھا تو
ایسا بہت قوی ہوتے ہیں وہ حضرت کو حضرت علی کو کھوس فرمایا تھے میں عزت میں نہ تھیں بل کے فاصلے سے میری کی آواز میں تھی جیسا کہ قرآن مجید میں
سے تو کہنے کے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد کی پست آواز میں کیسے گزشتی حکام ظہر برمدی ہوتے ہیں اس نے سرکار میں ہو گئے وہ
کو در شری مکر یہ ہے کہ نبی بار اجازت گئے پر جواب میں سے رستے تو واپس ہو جائیں مثلاً اللہ تعالیٰ تعالیٰ

مِنْ سَلَامِكَ وَمِنْ الْبَرَكَةِ ثُمَّ دَخَلُوا الْبَيْتَ فَقَرَّبَ لَهُ نَرِيْبًا فَأَكَلَ
فَبَيَّ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ أَكَلْ طَعَامُكُمْ إِلَّا بَرَارَ وَصَلَتْ
عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ وَأَفْطَحَ عَنْكُمْ الصَّائِمُونَ رَأَاهُ فِي شَرْحِ الشُّكُتَا
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِثْلُ الْمُؤْمِنِ

برکت زیادہ حاصل کروں گا پھر وہ سب گھر میں آئے حضور کی خدمت میں کشش پیش کی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کھائی اٹھ پھر جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تبارک کھانا نیکیوں نے کھایا اٹھ تم پر فرشتوں
نے دعا رحمت کی اٹھ اور تمہارے پاس روزہ داروں نے افطاری کی ہے (شرح الشُّکُتَا)
روایت ہے حضرت ابوسعید سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ مومن اور ایمان۔

۱۵ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ لفظ میرے ماں باپ آپ پر خدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے یہی اسی طرف حضور سے ہی یہ عرض کر سکتا
ہے یا اگر حضور اپنے کرم سے کسی اسی سے فرما دیں تو فرما سکتے ہیں جیسے حضور نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے فرمایا (سعد بن ابی وقاص) اے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم میرے ماں باپ میرے ماں باپ قربان جب ہم صومہ کے سوکھی سو نہیں کھ سکتے۔ (ترجمہ) یہ عمر شہابی رحمت کا ہے مسلمان کو شہابی رحمت
حضور سے چاہیے اٹھ خیال ہے کہ سلام کا جواب اُسی آواز سے دینا فرض ہے جسے سلام کرنے والا اس کے نیکیوں میں توجہ دے دے اور اسی کی طرف حضرت
سعد نے جواب ایستہ آواز میں دیا اگر ترک فرمے ہے ایسی برکت حاصل ہو جائے تو ایسے ترک فرض پر ہزار بار فرض قربان حضرت امام باقی نے حضور کا
پایا ہوا پانی پیا تو سدا نور دیا اور وہ تبرک پانی پی لیا وہ بھی کہ وہ کی تھاکروں کی گریہ پانی لے لے کھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
سعد پر اتر اتری نہ فرمایا اور رحمت کا شجر طاعت (شجر) غازیں گرفتار ہوں پھل دہوں ، نگاہوں کی تھانیں کب دہوں
اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور انور نے فرمایا تھا اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس لئے فرمایا اس برکت سے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت
صحابہ کرام حضور کا سلام حضور کی دعائیں لینے کے لئے صاف تلاش کرتے ، آج مسلمانوں کا یہ ٹیچر دینی سلام علیکم یہاں ہے جو سلام حاصل کرنے
کا حضور انور کا یہ شریف پڑھا حضور کے نام پر صدقہ و فیرت کرنا سنا ہے حضور کی دعائیں لینے کا قرآن کریم فرماتا ہے وَمَنْ الْاَعْدَابُ مِنْ يَتَّقِنِ
مَائِنُفَقُ اَفْرَسَاتِ الْاَلْحَدِ صَلَوةُ الدَّوْلِ یعنی وہ جتنی بھی خیراتوں کو ذریعہ بنائے ہیں اللہ سے قریب کا اور رسول کی دعائیں لینے کا یہ سنا ہے کہ
چیرے سے اٹھ بعض روایات میں ہے کہ وہ اُسی اور شہابی میں کہ حضور نے کیش شہابی سے فرمایا (در وقت) اٹھ یہ حملہ دھا ہے یا جبر بعض تبارک کھا
خدا کر ہے ہمیشہ ابرار کھائیں انسان ، فائزہ کھائیں یا جبر ہے چونکہ حضور انور سید عالم ہیں اس لئے حضور انور کا کھانا گویا جبر کھا کھانا ہے ۔
یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرما سکتے ہیں ہم اپنے کو کس قدر سے ابرار کیسے خدا تعالیٰ ہم گنہگاروں کا جملہ کو ابرار کی غلامی نصیب فرمائی ہے اٹھ یہ

وَمِثْلُ الْإِيمَانِ كَمِثْلِ الْفَرَسِ فِي أَحْيَتِهِ يَجُولُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَحْيَتِهِ
وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُو ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْإِيمَانِ فَاطْعُ طَعَامِكُمْ إِلَّا تَقِيَاءَ
وَأُولُو مَعْرُوفِكُمُ الْمُؤْمِنِينَ وَكَأَنَّ الْبَيْهَقِيَّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَالْوُضْعِيَّ
فِي الْحَلِيَّةِ بَعْدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ يُقَالُ لَهَا الْغَزَاءُ فَلَمَّا أَصْحَوْا

کی مثال گھوڑے کی کسی ہے اپنی رسی میں جو گھومتا ہے پھر اپنی رسی کی طرف لوٹ آتا ہے لے
اور مومن بھول جاتا ہے پھر ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے لے تو تم اپنا کھانا پھر پیرا دلوں کو کھلاؤ اور
اور نیکو کار مومنوں کو ملے (میتقی شعب الایمان) ابو نعیم فی الحلیۃ روایت ہے حضرت عبداللہ
ابن بسر سے کہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تھا جسے چار آدمی اٹھاتے
تھے جسے غزاء کہا جاتا تھا وہ توبہ

ہجج دعا ہے یا جو معنی جو کرے پیشہ تمام نے فرشتے دعائیں کرتے رہی یا پھر کھانے سے فرشتوں نے کھانے لے دھائیں کہیں معلوم ہوا کہ حضور
اللہ کسی کا کھانا ملاحظہ فرماتا فرشتوں کی دعا کا انداز یہ ہے (ملاقات ابی ہریرہ عائد ہے جس سو کرے تمہارے کھانے سے دعا دعا فرمادیا کریں تمہارا کھانا اس
لہ میں فروغ ہوا کرے کہ کوئی اس وقت حضور انور کا نہ تو وہ نہ خالص یہ وقت فطاکا تھا حضور شہر میں نے فرمایا کہ حضور انور کا روزہ تھا اور حضرت مسیح کا ظہر
توڑ دیا گیا مگر یہ دوست نہیں اس کے کہ روزہ توڑنے کو انکار نہیں کتے ملے تیرہ اس ہی رسی کو کہتے ہیں جس کا ایک کان رینگہ میں بندھا ہوا دوسرا گھوڑے
کے پاؤں میں ہو۔ وہ پیالہ رسی کو زمین میں دبایا ہو۔ اگر گھوڑا کھل جائے تو گھوم پھر پھر اپنے قدم پر آجائے۔ اس رسی کو اردو میں قحاق کہتے ہیں لکھ
یعنی جو کچھ چھوڑ چکے ہیں گناہ کے اس پاس گھوم بھاگے۔ میر رحمت غزوہ مدی دستگیری کرنے ہے۔ اور اپنا کھانا پیرا کھانے توبہ کرتا ہے۔ بعض محس
تال سو کر پڑھت ہوا اور ہنسا کہیں نہ جانیں :- یاد میں پچھلی پریت کے اللہ کنکر میں ہیں کھائیں!

جیال مجھے کہ جیسا بھاگا ہو گھوڑا حب فاپس آجا ہے تو ایک اسے نکالیں فوراً مانعہ پڑتا ہے یوں ہم جیسے جگہ گئے گھبراہٹ سے جب بارگاہ انور میں
توبہ کرتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں تو وہ دیکھ کر ہم کو فوراً قبول فرمایا ہے نکالیں مگر شرط یہی ہے کہ تعلق اس سے قائم رکھیں لکھ جین کو شمش
کہہ کہ تمہارا کھانا اللہ کے نیک بندے کھائیں تاکہ تم کو نیکی کا لطف و روح کو جس کی ہلہ و فوج ملتی ہے لکھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچو اور آپ کے والد بسر و لہ
عطیہ اور بھائی بیٹے صحابہ و سب صحابی ہیں شام میں مقام محس میں رہے۔ وہاں دھن کر رہے ہوئے اچانک موت ہوئے شمس و کھاسی بھری میں پچ
شام کے آخری صحابی ہیں۔ عہد عروہ موت ہے۔ عروہ کا معنی روشنی چمکنا ہے

وَسَيُجِدُ الصَّحَابَةَ أُنَىٰ بَيْتِكَ الْقَصْعَةَ وَقَدْ شَرِدَ فِيهَا فَالْتَفُوا عَلَيْهَا فَلَمَّا
كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْدَانِي
مَا هَذِهِ الْجَلْسَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جَعَلَنِي
عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلَنِي جَبَّارًا عَنِيدًا ثُمَّ قَالَ كُلُّو مِنْ جَوْنِهَا
وَدَعُوا ذُرِّيَّ وَتَهَا يُبَارِكُ فِيهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَهَكَذَا عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ
حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چاشت پُھ لیتے تو یہ پیار لایا جاتا تھا اس میں شریہ بنایا ہوا ہوتا تھا لوگ اس پر جمع
ہو جاتے تھے پھر جب زیادہ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکروں بیٹھ گئے تھے
تو ایک بدوی نے کہا یہ بیٹھ کیسی ہے کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے
مجھے کرم والا بندہ بنایا ہے اور مجھے سرکش متکبر نہیں بنایا ہے پھر فرمایا کہ اس کے کناروں
سے کھاؤ درمیان کو چھوڑ دو اس میں برکت دی جائے گی (ابوداؤد) روایت ہے حضرت وحشی
ابن حرب سے وہ اپنے والد سے راوی وہ اپنے دادا سے کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتا تھا وہ تمام غزویوں کے لیے جو بازار شریہ یا شہر پر تھے پھر حاضر ہوتے مشائخ کا ہمسایہ
اور بدویوں کے لنگروں کے لئے یہ حدیث اصلی ہے یہ حضور کا حکم تھا کبھی حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پنے کھانے شام کر رہے تھے جیسا
کہ بعض حدیث میں ہے جیسے صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث سنی ہے کہ ایک
ماہ رمضان میں جس اہل بیتہ اہل کرمی کے وقت مسجد نبوی شریف میں لنگر لگاتے ہیں اور بعض اہل حیر میں لنگر لگاتے ہیں یہ حدیث ہے
میں میں نے خود جواب الامام غلام حسین رضی اللہ عنہ کے لنگر میں سیر کیا تھا میں نے اللہ پر فیض کسے ملے میں لوگ اتنے زیادہ ہونے لگے کہ لنگر تنگ ہو
گیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے کہ لنگر تنگ تھا مگر اللہ کے ساتھ ہی کھایا یہ ہے کرم کریمانہ شہر

جز اللہ اسے تہا لا کہ شہر کل ہو مگر زندگی تمہنے فریبوں میں گزاری سادی

تکلیف اور بدن صاحب کے متکبر کے طور پر دیکھتے تھے کہ وہ نشست و برخاست میں بڑی شاہی و شکوہ ظاہر کرتے ہیں وہ حضور انور
کی پرستاشی دیکھ کر تباہ رہ گئے۔ تعجب سے بوجہ کہ اللہ کی شان اور بزرگوں کا عبادت اور توفیق ملے یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے کریم صلی اللہ
علیہ وسلم میں چاہا ہے کہ میری برادری سے میری بدگئی ظاہر ہو اور یہ چٹھک ظہار غمگینی کے لیے بہت ہی مناسب ہے دوسرا نشستیں بڑانی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَسْتَبِيعُ قَالَ فَلَعَلَّكُمْ تَهْتَفُونَ
قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ وَادْكُرُوا سَمَ اللَّهِ يُبَارِكُ لَكُمْ
فِيهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَذَا الْفَصْلِ الثَّالِثُ عَنْ أَبِي عَمِيْبٍ قَالَ خَرَجَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا فَمَرَّ بِي فَدَعَانِي فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ
ثُمَّ مَرَّ بَابِي يَكْرُ فَدَعَانِي فَخَرَجَ إِلَيْهِ ثُمَّ مَرَّ بِعَمْرٍو فَدَعَانِي فَخَرَجَ إِلَيْهِ
فَانْطَلَقَ حَتَّى دَخَلَ حَائِطَ الْبَيْضِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ لِصَاحِبِ الْحَائِطِ

علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں کرتے اے فرمایا شاید تم ایک
انگ کھاتے ہو عرض کیا ہاں تھے فرمایا اپنے کھانے پر جمع ہو جایا کرو اور اللہ کا نام لو تم کو اس میں برکت
دی جائے گی تھے ابو داؤد، تیسری فصل روایت ہے حضرت ابو عیب سے کہ فرماتے ہیں کہ ایک
رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے مجھ پر گئے تو مجھے بلایا میں نکل آیا پھر مناب ابو بکر
پر گزرتے انہیں بلایا وہ بھی آپ کے پاس آگئے پھر حضرت عمر پر گزرتے تو انہیں بلایا وہ بھی نکل
آئے تب چلے گئے حتیٰ کہ کہیں انصاری کے باغ میں داخل ہوئے تو باغوالے سے نہایت ہم کو

یہ کہتا ہے کہ میں نے میرے ساتھیوں کے کھانوں سے اپنے اپنے آگے سے کھاؤ تو پھر پیار سے سکھاؤ کہ جو پیار میں برکت آتی ہے
وہیں سے کھاؤ اور نیکو چینی ہے، اگر تم نے تین سے کھاؤ تو ان کو برکت آئے گی اور چار سے چھ لکھ برکت آئے گی اور اگر
ایک سے لے کر چار لاکھ ان کا نام وحشی ہیں حرب وحشی وحشی وحشی ہے یہ وحشی تباہیں سے ہیں اور ان کے دارا وحشی ہیں حرب وحشی ہیں جہوں
سے روئے کھر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا پھر یہ اسلام میں خلافت صدیقی میں مسیحہ کتاب کو جنم دے دیا، یعنی وحشی نے اپنے باپ صاحب
سے روایت کی اور حرب نے اپنے باپ یعنی سے روایت کی جو کہ حدیث وحشی کے دوسرے وحشی صحابی کے بہت سے بیٹے ہیں یہی حرب
اسحاق وغیرہم روایات و اشعار سے یہی ہم کھاتے رہے ہیں اور سیری کہہ جاتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہم کو قناعت اور قوت علی لطافت نصیب ہو
وہ کم میسر ہوتی ہے یہی گھر والے ایک ایک کر کے انگ انگ کھاتے ہیں، جمع ہو کر ایک ساتھ نہیں کھاتے سبھاں اللہ یہ سب مرض کا بیج
ہے اور یہ سب حکیم معنی کی تشریح اور پہچانی سکتے یہ سب حکیم معنی صلی اللہ علیہ وسلم کا علاج فرمانا کہ جمع ہو کر ایک ساتھ کھاتے ہیں برکت
سے حیاں رہے کہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ لیس علیکم جناح ان ناکلو جیفا و اشتاننا یہی تم پر گزرتے ہیں
کہ لیلہ انگ انگ کیونکہ آیت کریمہ میں انگ مل کھانے کے بیان کا ذکر ہے اور اس صورت پاک میں مل کر کھانے کے متحاب کھانے کے لئے ہے کام

[illegible]

إِذَا أَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ آخِرُهُمْ أَكْلًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبٍ لَا يَمَانٍ مُسْلًا
وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ قَالَتْ أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْعَامُ
فَعَرَضَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا لَا نَشْتِيهِ قَالَ لَا يَجْتَمِعُنَّ جُوعًا وَكَذِبًا سَوَاءَهُ
ابْنُ مَاجَةٍ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا فَإِنَّ الْبَرَكَهَ مَعَ الْجَمَاعَةِ سَوَاءَهُ
ابْنُ مَاجَةٍ : وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

علیہ وسلم جب کسی قوم کے ساتھ کھاتے تو ان سب میں آخر تک کھاتے تھے یہی شعلہ ایمان
روایت ہے حضرت اسماء بنت یزید سے کہ فرماتی ہیں کہ میں صل اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں کھانا لایا گیا تو حضور نے ہم پر پیش فرمایا ہم نے عرض کیا ہم کو خواہش نہیں تھی
فرمایا مہجوک اور جھوٹ جمع نہ کرو گے (ابن ماجہ) روایت ہے حضرت عمر بن خطاب
سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے کہ اکٹھے ہو کر کھایا کرو ایک ایک
نہ ہو کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے (ابن ماجہ) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا

کھانے لگو کھانا سب کے ساتھ ختم کیے اور فاتحہ پڑھا حضرت حضور ہی امام حضور صادق ہیں جو کادریا میں شہرہ ہے ان کے والد امام کاظم ہیں جو تاسی ہیں۔
انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین کو بھی بلایا ہے اور حضرت جابر بن عبد اللہ کو بھی نسب شریف یہ ہے امام جعفری محمد باقری امام سہرین العلما ہیں امام
مسین ہیں علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم جنہیں امام محمد باقری میں کیونکہ انہوں نے حضرت جعفر سے صفات کی ہے اور امام جعفر صادق سے انہیں
جس لہذا یہ حدیث مرسل ہے کہ اس میں محالی کلمہ نہیں حدیث مرسل امام کاظم کے ہاں قریب ہے امام شافعی کے ہاں قریب نہیں جیسا کہ کتب اصول میں ہے
اگر یہ مصدقہ کی قرار کہ شریف بہت کم قی کرنا چاہتے ہیں کہ تا کہ آخر تک حاضر فرماتے ہیں تمام ساقی کہیں کوئی عمو کا رہے رہتے ہیں کہ وہ
ہستی کوئی رہے تو کھانا جاری ہی ملا جاتا ہے گئے آپ سادہ دین پر ہیں۔ انصار و عجم میں بہت مقلد ہیں کہ یہ جو کہ میں حاضر ہو نہیں سکتا
کی قرب سے تو کامر ہے راضعہ اسکے میں زہم کے مطابق ہم نے کہہ دیا کہ ہم کو مہجوک نہیں کھانے کی خواہش نہیں تھی جی ہر کھانے کی خواہش ہو تو کھا
لو ایسا کہ جو کہ خواہش ہو تو مگر خلاف واقعہ کہہ دو کہ ہم کو خواہش نہیں اس میں دینوی نقصان بھی ہے اور کھانے سے عروہی بھی اور دینی نقصان بھی ہے۔
جھوٹ کھانا بھی بزرگان دین فرماتے ہیں کہ نہ کھانے وہ جھوٹی تو متاع کرے نہ کھانے والا جھوٹ نکلف اگر کھانے والے کے پاس کالی ہو تو کہے کہ تو کھا
دین نہ کہہ رہی تھے ورنہ کو چاہیے کہ اگر خواہش ہو تو بیٹھ جائے کھانے سے نہ معذرت کرے اسلام میں نکلف نہیں ہے آخر فاش بھی ہے کہ ساتھ کھانے

مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ صَیْفِهِ إِلَى بَابِ الدَّارِ مَا ذَاكَ ابْنُ نَاجَةَ
وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي إِسْنَادِهِ
ضَعْفٌ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْرُ
أَسْرَعُ إِلَى الْبَيْتِ الَّذِي يُؤْكَلُ فِيهِ مِنَ الشَّفَرَةِ إِلَى سَتَامِ الْبَعِيرِ رَوَاهُ ابْنُ نَاجَةَ
بَابٌ وَهَذَا الْبَابُ خَالَ عَنِ الْفَصْلِ الْأَوَّلِ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنِ الْفُجْعَةِ الْعَامِرَةِ أَنَّهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنت سے ہے انسان اپنے مکان کے ساتھ گھر
کے دروازے تک جائے کہ ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان یہ انہیں سے اور ابن
عباس سے روایت کی اور فرمایا اس کی اسناد میں ضعف ہے کہ روایت ہے حضرت ابن عباس
سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں گھر میں کھایا جاسکے ایسے غیر برکت زیادہ بڑی سے آتی ہے
بتاؤ پھر ہی کے حوادث کے کوہاں تک جائے نکلا بن مارہ ابابہ اور یہ ابابہ فعل سے حال ہے تو درہی فعل روایت حضرت

میں مقرر کیا کہ نہایت کو کافی ہو جائے۔ پس میں محبت برتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ ج۔ کھانا جو ایک عبادت و عبادت میں مسلمانوں کی جو عادت برائی اہل سنت
ہے۔ لے۔ مکان ملاقات کو وہاں سے نکلتے پہانے میں اس کا حکم ہے پڑھیں کہ لایا کہ وہ جان میں لے کہ اس کا دوست عزیز کا ہے، کوئی اجنبی نہ
آیات (مرکبات) اس میں بدعت حکمتیں ہیں آئے دے کے کسی محبت میں گھر ہو جائے سنت ہے لے یہ ضعف مقرر نہیں کہ فعل افعال میں ہی
قسم کے احکام ہیں۔ حدیث ضعیفہ بھی قبول ہے۔ ہاں حرام و واجب احکام میں ضعف حدیث مقرر ہے پھر اسناد حدیث کے ضعف سے حق حدیث کا ضعف
لازم نہیں لے یعنی سرگرمی میں ہاں داخل ملاقات نہ کھاتے رہیں وہاں برکت نہتی ہے۔ حدیث خود گھر دے تو ہر گھر میں ہی کھاتے ہیں لے
اور شکی کو ان میں ہلکا ہیں کی جلی جاتی ہے اس سے شجر کی بست ہی بدگامی ہے اس کی دھجک پیج جاتی ہے اس خطاس سے تشبیہ دی گئی۔ یعنی ایسے گھر
غیر برکت بست حلقہ بنتی ہے لے بعض نسخوں میں ہے باب کی، المضطر یعنی مجبور و محنت لکھنے کا ذکر ہمارے نسخے میں صرف باب ہے غیر زمر
باب کے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں کھانے کے شوق مختلف روایات آئیں گئی ہیں ترجمہ باب نہیں ہوتا وہاں متفرقات کا بیان ہوتا ہے
لے مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں ہے وحشی الفصل الثالث یعنی یہ باب پہلی تفسیری فصل سے حالی ہے مگر صحیح ترجمہ یہ ہے کہ یہ فصل سے
خالی ہے مگر عرف مصنفی کا نہ زبان قرار ہے ہی کہ یہ سب ہی فصل میں رہی تفسیری فصل وہ تو مصنف کی اپنی ہوتی ہے۔ لایا میرا لایا اس کے فکر
کا حدیث میں چنانچہ برقی ڈھکے کے باب میں بھی تفسیری فصل نہیں مگر اس کا ذکر نہ کیا۔ واضح لے صحیح ف کے پیش لایا ہم کے فقرے صحابی ہیں اپنی
قوم ماسک طرف سے کہ یہ ہم مصنف کی بارگاہ میں لائے اور مسلمان ہو گئے تپ کے حالات معلوم ہو سکے۔

[illegible]

کی بنا پر امام ملک و شامی و احمد نے فریاد پر بیٹ جبر سے کہنے سے مرد و کھانا نہ رہے وہ فرماتے ہیں کہ صبح شام ایک ایک پیالہ دیکھ جاں بیا سکتا ہے۔ مگر حضرت نے اس کے باوجود مرد و کھانے کی اجازت شیعہ دی۔ ہمارے امام اعظم فرماتے ہیں کہ کھانا پکانے کے لئے ضرورت نہ تھی یعنی سانس کی تھکانے سے مرد و کھانا حاصل ہے امام اعظم سے اس حدیث کے معنی دیکھ جو بھی سمجھنے میں غرض کہنے۔ مگر جو کھانے کے لئے مرد و کھانا طویل ہوتا تو غیر مانع دلا عابد قرآن مجید میں کیوں اور شام ہوتا مگر مرد و کھانے کے لئے نہ ضرورت ہے زیادہ دکھائے وہ حضرت عید مانع دلا عابد کے کچھ اور ہی معنی کر سکتے ہیں۔ یہ سوال کرنے والے حضرت کوئی اور ہی اور ممکن ہے کہ وہ ہی تعلیم ملے ہوں۔ مگر حدیث کی شرح پر کسی اس حدیث میں اور یہی ہے جیسے بیشک کہ عید میں غذا اعتدال اور یہی (ذبحہ و قربان) یہی جب تم کو نہ تو صبح یا شام اور دیکھنا کہ ساگ پاتے سے نہ گھاس اور درختوں کے پتے نہیں چاکر تم اپنی جان بیا سکتے ہو مرد و کھانے کے ہو اور قربان ہے۔ اس سے معلوم ہو کہ اگر کھانا پینے یا نہ پینے کی سبکی ہو تو مرد و کھانے۔ مگر یہ بھی بہتر ہے کہ کھانا پکانے کا مسکن ہے حضرت صحابہ کو اس نے بعض ضرورت میں درختوں کے پتے پیا کرتے تھے مگر مرد و کھانا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے۔ مگر مرد و کھانا وہاں پکانے کے لئے ہے۔ پیت جبر سے کہنے نہیں۔ امام شامی نے بھی اقرض میں فرمایا۔ یہ ہے پختہ نقل ہے۔ جو کھانا دیکھتے تو قات و فیرو۔ کھانے اور شراب جمع ہے۔ شراب کی جیسے طعام کی جمع ہے۔ اور شراب یا پیتا ہے شراب سے بھی ناپا شراب سے یعنی پانیوں کا بیان یا شرابوں کا بیان یہاں پر یہی ہے۔ وہی چیز مرد و کھانا ہو یا اور چیز مگر پانی کھانا ہے۔ اس نے اس کا بیان کھانے سے حاصل فرمایا اور اس کا جواب باقاعدہ اس مسئلہ میں ہے۔ اس نے اس کے لئے قاعدہ کتاب اللہ اس بات میں واضح ہے کہ حدیث میں شراب و کھانا کے معنی میں سانس پیتے تھے پہلی سانس میں شراب کرنے وقت

عَنِ الشَّرْبِ مِنْ فِي السَّقَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
قَالَ تَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتِنَاثَ الْأَمْقِيَةِ تَرَادُفِي
رَوَايَةٍ وَلَا اخْتِنَاثُهَا أَنْ يُقْلَبَ رَأْسُهَا ثُمَّ يُشْرَبُ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ الرَّجُلُ قَلْبًا

شکیرے کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری
سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکیزوں کے منہ لٹنے سے منع فرمایا ایک حدیث
میں یہ زیادتی ہے کہ اجتناب یہ ہے کہ اس کا منہ الٹ دیا جائے پھر ان سے پیا جائے کہ (مسلم بخاری) روایت
ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے اس سے منع کیا کہ کوئی شخص کھڑے ہو کر پئے کہ
پھر کہہ لی کہ سانس لیٹے یہ دوسرے سانس شرب ہوا پھر کہہ لی کہ تیسرا سانس لیٹے۔ یہ تیسرا سانس پورے پانی میں دو سانس لیٹے تھے۔ وہ کہتے ہیں سانس
یہ علی شرف ہر پینے میں ہوتا تھا جو پانی کو اردودہ یا شربت یا کوئی اور چیز جو یہی سنت ہے مگر سوال ہے کہ یہ سانس پورے تھے مثلاً ایک کرکچ میں۔
نکاحہ اسی بنا ہے وہی ہے یعنی سیرال سے لے کر شکیرہ کو اور یہ کہتے ہیں کہ یہ دوسری سیر ہے۔ اور ہر پانی ہے پڑھتے ہیں یعنی دولت محبت کو روایت کئے
اور اس میں ہر سانس سے وہی حرمان ہے۔ اور بعض روایات محبت بخش ہے اور مزاج ہے مردانہ ہے یعنی کھانا بھجھ کر چھوٹا پانی میں سانسوں میں
سے یہ نہیں فائدہ ہے۔ اور فرمادہ آج بھی مشاہدہ ہوتا ہے ایک سانس میں پانی لیٹے سے زیادہ پیا جاتا ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ سر کا اٹل
میں بسم اللہ پڑھتے اور تیسری بار پانی کو لٹکھ پڑھتے تھے۔ یہی سنت ہے اور فرماتے تھے کہ ایک سانس میں پانی پیا شیطان کا لہو پڑے اور اس سے مرض کیا
یہی جگہ بیماری پیدا ہوتی ہے یہ حدیث بہت مستندوں پر مروی ہے اس کی تفصیل یہاں مذکور ہے۔ اس حاجت میں حدیث سے شکیز میں ممکن
ہے کہ شکیز سے پانی کو نہ پیرا کر پھر اس طرح پیے کہ اس کے دوسرے پیٹ میں پڑ جائے۔ ممکن ہے کہ شکیز کا شہ پڑ جائے۔ پانی زیادہ مرے کہ شربت کا دوسرا پیر
شکیزہ کا پانی استیعج کے قابل نہ ہے۔ کیونکہ پس خوردہ پانی کا استعجاب اس سے ہے۔ جس روایت میں ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا اور
شکیزہ پیرا تھا اور اس کا سر بہت چوڑا تھا اور حرجی کپڑی پہنی ہوئی تھی۔ حدیث میں ہے متعارض نہیں زیادہ حدیث یہاں ذکر کی گئی ہے اور یہ حدیث
یہاں استعجاب کے لئے۔ مرقاۃ میں ہے کہ ایک شخص نے بطور آزمائش شکیز کے منہ سے پانی پیا تو اس کے منہ میں سب چٹاکی یا تصدیر ہے کہ اس طرح
ہمیشہ پیا مسواک ہے کہی اتفاقاً لی لیسنا جڑ ہے (شعبہ) یہ شکیز سے پینے کی دوسری صورت ہے کہ شکیز کا سر الٹ کر اس سے پانی پیا جائے۔
اس سے منع نہ ہوا اس حاجت کی حکمتیں بھی عرض کی گئیں تھیں کہ کوئی پیرا کر پئے ہو کر دیا مسواک ہے پانی بڑا دھوا یا شربت یا اور کوئی چیز یہ حکم استعجاب
ہے یعنی شکیز پر استعجاب ہے اس حکم سے پانی شکیز میں سب ریزم و خون کا پیا ہو پانی اور بڑھان کا پس خوردہ پانی کو تیسویں پانیوں کو کھڑے ہو کر پینا

رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَا يَشْرَبُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ شَرِبَ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ
 ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْلُو مِنْ مَاءٍ مَزْمٍ فَشَرِبَ
 وَهُوَ قَائِمٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوْلِهِ النَّاسُ
 فِي رَحْبَةٍ أَكْثَرُ حَتَّى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ ثُمَّ أَتَى بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَعَمَلَ
 وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرَجُلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضَلَّهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ

دسلم روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر ہرگز نہ پئے تو جو بھول جائے وہ جتنے کر دے (دسلم) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آج نہرم کا ڈول لایا تو آپ سے کھڑے ہو کر پیانے (دسلم بخاری) روایت ہے حضرت علی سے کہ انہوں نے خیر ادا کی ہر دوگوں کی حاجتوں کے لئے کونہ کے من میں بیٹھے تھے حتیٰ کہ نماز عصر آگئی۔ پھر پانی لایا گیا تو آپ نے پیانے اور اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور مراد پاؤں کا ذکر کیا ہے پھر کھڑے ہوئے تو بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا پھر

[illegible]

قَالَ إِنَّ نَاسًا يُكْرَهُونَ الشَّرْبَ قَائِمًا وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ فَرَدَّ
الرَّجُلُ وَهُوَ يَحُولُ الْمَاءَ فِي حَاطِيطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتٌ فِي شَيْءٍ وَلَا كِرْعَنًا فَقَالَ عِنْدِي مَاءٌ
بَاتٌ فِي شَيْءٍ فَأَنْطَلَقَ إِلَى الْعَرْنِثِ فَكَسَبَ فِي قَدَحٍ.

فرمایا کہ لوگ کھڑے ہو کر پینے کو ناپسند کرتے ہیں حالانکہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے
کیا اُسی طرح جیسا میں نے کیا ہے (بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری صاحب کے پاس گئے حضور کے ساتھ آپ کے ایک صحابی
بھی تھے تھے آپ نے سلام کیا اس نے جواب دیا وہاں داغ میں پانی بھرا تھا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اگر تیرے پاس پانی مشکیزہ میں ہو تو لاؤ مد نہ ہم منہ سے پی لیں تھے وہ
بولا میرے پاس مشکیزہ میں ایسی پانی ہے چنانچہ وہ پھر کی طرف گیا تھے پیالہ میں

شارحین نے اس کے معنی یہ لکھے کہ وضو میں گل کی گلی کا پاز یا کائے گلنے کے نکل دیا وہ یہاں ملا ہے مگر پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ پینا علانی
وضو کے تھا۔ وضو کے بعد پورا شہ یعنی باقاعدہ وضو کیا۔ بعض اعضاء وضو کر رہے۔ اور پورا وضو مراد ہے جیسا کہ ظاہر ہے تھے یہیں
لوگ سمجھتے ہیں پانی کھڑے ہو کر مطلقاً منور ہے۔ حالانکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے وضو کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔
معلوم ہوا کہ وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ یہاں مطلب ہے کہ کھڑے ہو کر پینا مطلقاً منور نہیں بلکہ جائز ہے میں نے حضور
اللہ کو کھڑے ہو کر پانی پینے دیکھا ہے۔ مگر پہلے معنی یہاں سمجھوں میں ابھی ہم نے عرض کر دیا کہ پانی کھڑے ہو کر پینا حرام نہیں۔ ہاں بہت شے
کہ پینے کے لئے وضو کرنا یا نہیوں کا کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے ایک آیت زمرہ دوسرے بعض وضو کا پیا ہو پانی تبیس سے برگوں کا پس عود پانی کی سردی
مرکبات نے فرمایا کہ حضرت علی سعد ابن ابی وقاص۔ ابن عمر رضی اللہ عنہم میں کھڑے ہو کر پانی پینا سنت فرماتے ہیں مگر عرض ہے کہ تمام فقہاء
میں جائز کہتے ہیں مفت مستحب ہے کہ پینے کے لئے وضو کرنا یا نہیوں کا کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ مگر بعض نے کہا کہ وضو کرنا یا نہیوں کا کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔
اس طرح پینے کو کہتے ہیں کہ اس میں باقرا استعمال نہ ہو جس کا پانی یا نہیوں کا کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ بعض نے کہا کہ وضو کرنا یا نہیوں کا کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔
ہے جو پانی یا کھیت میں گھاس یا گھوٹ لے کر پینا جائز ہے اس کا پانی یا نہیوں کا کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ بعض نے کہا کہ وضو کرنا یا نہیوں کا کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔

۵۵ تمام علماء کا اسی میں اتفاق ہے کہ چاندی سونے کے بری میں کھانا، پینا۔ اس کے چمچے استعمال کرنا، اس کی انجکشن میں توسل
مسلمانانہ اس کی ضرورت دانی سے ضرر لگانا، اسی کے بری سے دھڑا خصل کرنا اسی کے بریوں سے حجت، گھر سمجھا اسی کی گھڑی میں وقت دیکھنا
اس کے علم سے لکھنا مرد و عورت، چھوٹے بڑے صلب کو حرام ہے۔ عورتوں کو چاندی سونے کے کھربہ پر پھینکے کی اجازت ہے۔ مانی
دیگر استسماں ان کو بھی دیا ہے، ہی حرام ہیں۔ صے مردوں کو حرام ہیں۔ بعض لوگوں نے کہہ ہے کہ امام شافعی کا قول قدیم بہ تھا کہ سونے جاری
کے برتنوں میں کھانا پینا مکروہ ہے۔ داؤد دعاہری کا قول ہے سونے چاندی کے برتنوں میں کچھ پینا حرام ہے۔ ان میں کھانا، یا اور طرح
استعمال کرنا مکمل درست ہے۔ مگر داؤد دعاہری کا یہ قول باطل ہے۔ اسی مرد و عورت کے مرد و عورت کا صرف گوشت حرام ہے۔ در اس کے

تھے۔ رومی اللہ ختم محمدی ﷺ صوبہ عمراسی دینی حضور انور کے سامنے تھے۔ آپ نے بعد از مشورہ یہ عرض کیا۔ کیونکہ

عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنُ قَالَا يَمَنُ وَفِي بَيِّنَةٍ الْاَيْمَنُونَ الْاَيْمَنُونَ
الْاَيْمَنُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۚ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدِيحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ أَصْغَرُ الْقَوْمِ
وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا غُلَامُ أَتَاكَ أَنَّ أَعْيَبَهُ الْأَشْيَاخُ
فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأَوْثَرٍ بِفَضْلِ مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَعْطَاهُ
أَبَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَحَدِيثُ ابْنِ قَتَادَةَ سَنَدًا كَرِيهًا فِي بَابِ الْمُعْجَزَاتِ

آپ کے داینے تھا چم فرمایا داینا پھر داینا اور آیت میں ہے کہ داینے پھر داینے جبرہہ داینے کا تہاں کہتے
مسلم بخاری اور داینے حضرت سہل بن سعد سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک یہ لہ لہ لیا
گیا آپ نے اس سے پیا اور آپ کے دل سے ایک لڑکا خاقوم میں سے جھول اڑ پڑے لڑکے کی طرف تفرقا
لے لڑکے کی بات سن رہا ہے کہ ہم یہ لڑکوں کو نہ لے لیتے وہ بولا میں آپ کے میں خود کہیے کسی کو ترجیح نہیں دینا بار رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے وہ یہ لہ لہ اس کو ملا فرمایا کہ مسلمان محمدی اور ابو قتادہ کی حدیث انتہا راشر ہم باب المعجزات میں

حاجہ مدینہ اصل راعلم۔ اکل۔ قدم۔ علی تھے۔ آپ کا حق کہ سید المرسلین کا یہی خیرہ وہی سید المرسلین رضی اللہ عنہم ہی کہنے
پہلے کی ترتیب میں قرب مرتبہ کا اقتدار نہیں۔ قرب مکان کا لحاظ ہے اور داینا شخص بائیں سے قریب تر ہوتا ہے۔ ہمارے اہل سنت میں
اعلیٰ و اصل و علم کے مقدم رکھا جاتا ہے۔ یہ ترتیب عقل کے بھی معانی اور قریب قیاس ہے دائرہ کی گردش دایسی طرف سے ہوتی ہے
طواف کعبہ کی سنگ اسور چمٹنے کے بعد داینے چلتے ہیں لہذا وہ لڑکا حضرت عبداللہ بن عباس تھے جو بائیں طرف سے رخ کر رہے تھے اور
مسلم معلوم ہوا کہ یہ حق جود ہے اگر بعد خود داینا حق دوسرے کو دینے پر راضی ہو جائے تو یہ دورہ ای کی اہمیت کے بعد دوسرے کو دای
لہ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی امور میں اہمیت کرنا کلام ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تَشَاوَرُوا عَلَى شَيْءٍ فَرَضُوا - ۱۰
بہر حال صاحبہ۔ مگر اگر وہی امور میں اہمیت کرنا کلام ہے یہ کلام قابل ستائش ہے یہاں پانی تم رہا۔ جس سے ہم
جو حاشے کا ہمیشہ ہوتا بلکہ بلا واسطہ حضور کا یہی خیرہ داینا مطلوب تھا جو کبھی کسی کو خوش بھیجی سے میرا ہوا ہے۔ یہاں مراد ہے
فرمایا کہ اس سادہ صفت چوٹی میں ہی علی و فری ہے اور فرقہ غریب ہی قدر زیادہ واسطوں سے پہنچے اتنا شرف ہوتا ہے کہ اس
میں سب برکتیں متال ہوتی ہیں۔ لہذا حضرت علیؑ کا خلفہ جبارم ہونا بہت ہی محبوب ہے کہ آپ کے حضور کی طاعت میں واسطوں سے
بہتر جس میں بہت برکتیں ان واسطوں کی بھی متال ہو گئیں۔ بہر حال یہ عمل مستحب بہت ہی اعلیٰ ہے۔ ۵۵ اس سے معلوم
ہو کہ حکم و دستورہ میں فرق ہے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابی عباس کو حکم دیا تھا حکم دستورہ فرمایا تھا کہ گرم عارب دو تو

[illegible]

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يَنْفَخَ فِيهِ رِوَاةُ أَبُو دَاوُدَ
وَرِثَانُ مَلَجَةٍ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبُوا
وَاحِدًا أَكْشَرَبَ الْبَعِيرَ وَلَكِنْ أَشْرَبُوا أَشْنَى وَثَلَاثَ وَسَمُوا إِذَا أَنْتُمْ
شَرِبْتُمْ وَاحِدًا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ رِوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ
الْحُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشُّفْعِ فِي الشَّرَابِ
فَقَالَ رَجُلٌ الْقَذَاةَ أَرَاهَا فِي الْإِنَاءِ قَالَ أَهِيَ قَهَا قَالَ فَإِنِّي لَا أَرُوى مِنْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ برتن میں سانس لی جائے یا اس میں پھونکا جائے۔ ابو داؤد، ابن ماجہ و ابی نعیم
الاسدی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کراؤٹ کے پینے کی طرح ایک سانس میں نہ پیر
لیکن دو دو اور تین تین سانسوں میں پیر لے اور جب تم پیر لے ستم اللہ پر حوا اور جب تم اللہ پر حوا شرب کرنا
دترمیزی اور روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی میں پھونک مارنے سے منع
فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا کہ میں برتن میں کڑا حوا دیکھوں شہ نسرایا اسے بہا دو شہ وہ بر لا میں

۱۔ برتن میں سانس یہ مافوردی کا کام ہے۔ ہر سانس کسی نہ ہر لی برتن ہے، اسی لئے برتن سے الگ سے کر کے سانس و گرم دودھ
بہا دو کہ پھونکنا سے ٹھنڈا کر دیکر کچھ خیر و فائدہ ہے۔ شہی جو سانس پیر میں آ رہا ہے وہاں کچھ گرم دودھ پھونک سے لگ نہ کر دے۔ بعض
لوگوں کو شہی کی ہماری ہوتی ہے ان کو پھونک سے بالکل دور رہنا چاہی ہے۔ اسی لئے ہر شخص ان دونوں سے پرہیز کرے۔ برتن میں
سانس پینے سے اور اس میں پھونک مارنے سے حضور کے احکام میں صلی علیہ وسلم یعنی تہرور۔ ہی ہے کہ تین سانسوں میں پیر۔
دو سانس میں دو بیان میں ایک آرمی یا دو سانسوں میں پیر کر ایک سانس پینے کے پنج میں لو۔ دوسری تہرور۔ مگر ہر سانس میں
کو سانس سے الگ کر کے و سٹہ لسی جب سے مگر تو ستم اللہ پر حوا اور جب لی پھونک لکھو۔ احیاء العلوم میں امام حرالی فرماتے ہیں ستم
بڑھ کر مینا شرب کرے پہلی سانس پینے پر کچھ لکھو۔ دوسری سانس پینے پر کچھ لکھو شرب لی میں تیسری سانس پر کچھ لکھو۔ دوسری
۲۔ اشماعیات اس کے متعلق اور دعائیں بھی منقول ہیں۔

۳۔ اس حالت کی تکلیف بھی عرض کی گئی پھونک مارنا پانی میں بہا دو دوسری یا کسی دوسرے کی میر میں پیر خواہ ٹھنڈا کر کے کے لئے ہو۔ سبب
دور کر کے کے لئے اور خواہ پانی میں پھونک مارے تاکہ سبب شروع ہے چنانچہ طہر کی روایت میں ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والشرب ۵۔ میں اگر برتن میں کڑا شہا سٹہ سے قوی کیا کروں وہ پھونک سے ہی دایع ہو سکتا ہے اور آپ حضور پھونک سے
سٹہ فرماتے ہیں ۵۔ اس طرح کہ برتن سے تھوڑا پانی گر دوسرے سے وہ کڑا بھی گر جائے یا کچھ یا کسی کے سے الگ کر دو۔ ہر حال پھونک نہ مارو۔

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الشُّرَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحُلُزُّ الْبَارِدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَالصَّحِيحُ مَا رَوَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَإِذَا سَقَى لَبَنًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزَى مِنَ الطَّعَامِ وَالشُّرَابِ

عروہ سے وہ حضرت عائشہ سے راوی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب ترین شربت ٹھنڈا ایسا تھا (ترمذی) اور فرمایا صحیح وہ ہے جو جو بروایت زہری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل مردی ہو اور روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی کھا کھائے تو کہے الہی ہم کو اس میں برکت دے اور اس سے بھی اچھ ہیں کھلائے اور جب دودھ پئے تو کہے الہی ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے بھی زیادہ دے کہو دودھ کے سوا ایسی کوئی چیز نہیں جو کھائے اور پالے سے

ہے۔ قول ہے... سے سحر کا شراب نکالے (مرقات) اردی سے صرف ام سلمہ کا ہی و قدریں فرمادے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو منقول ہندوں کا منقلب ۴۷ ہے۔ وہ شعاعی جاتی ہے۔ یہ صرف عبد السلام کی قبض حضرت یعقوب عبد السلام کی کھجور کی شدت میں تھی۔ دیکھو قرآن مجید یہ بھی معلوم ہوا کہ برہمنوں کے جسم غریب سے بڑی ہوئی میر سے برکت یہاں جاتا ہے وہ متبرک ہے۔

۱۷ امام زہری بھی تاملی ہیں اور عروہ بن زہری بھی تاملی ہیں۔ ان منساب فرماتے ہیں کہ عروہ علم کے دریا ناپیدا کسارہ میں (مرقات) ۱۷ یعنی عروہ ٹھنڈا ایسا پانی پسند فرماتے تھے۔ دودھ کی مٹی کی پسند تھی مگر وہ کبھی کبھی ملاحظہ فرماتے تھے یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں کہ میں نے کہہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی میں دودھ ملا ہوا پسند تھا یا نہی سے پسند کیا جو پانی مرطوب تھا کہ وہ عامی طالب کا ذکر سے اور سال عام حالت کا۔

۱۸ اس سے کہ صحابہ بن عبیدہ کے سوا اتنی عام تھی سے اسے من زہری من النبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا صرف صحابہ ان میں سے ہیں عروہ من عائشہ کی روایت کی ہے مگر حدیث کی روایت منقول ہے ہر بار محمد نے زعمام سے ہی مسجد میں اسے وہ تیرا تیرا حدیث مدایر فرما رہا مرقات

۱۹ یہی خدا ہم کو آہستہ ایسا کھانا کھلا جو اس سے بھی زیادہ یا کبیرہ درمیں دلیخہ جو کہ کھائے بعض صحن سے اعلیٰ ہونے میں خودیہ رب تعالیٰ سے اعلیٰ مانگے ۱۹ یہی دودھ کی کریمہ کہے کہ تم کو اس سے بھی اعلیٰ نعمت دے۔ کیونکہ دودھ سے زیادہ اعلیٰ نعمت کوئی نہیں اور ممکن کی دعا کرنا ضروری ہے۔

إِلَّا اللَّهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَعْدَبُ لَهُ الْمَاءُ مِنَ السُّقْيَا قِيلَ هِيَ عَيْنُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ۚ **الفصل الثالث**
عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ فِي
إِنَاءٍ ذَهَبَ أَوْ فِصَّةٍ أَوْ إِنَاءٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ فَإِنَّمَا يُجْرَجُ فِي بَطْنِهِ
نَارُ حَقِّهِمْ رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ ۚ **بَابُ التَّقِيَعِ وَالْأَيْدَةِ ۚ الفصل**

کفایت کرتے (ترمذی)۔ ابو داؤد و روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سقیا سے میٹھا پانی لایا جاتا تھا کہہ گیا ہے کہ وہ ایک حیشہ ہے کہ اس کے اور دینہ کے درمیان دو دن کا راہ ہے تھے (ابو داؤد) تیسری فصل حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سونے یا چاندی کے برتن میں پئے یا اس برتن میں جس میں ان میں سے کچھ جو تھے تو وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ کھولتا ہے یا بھرتا ہے (دارقطنی) کشمش وغیرہ کے شرابوں کا جہان ہے۔ پہلی فصل

اسے کسی طرف دودھ میں وہ نعمت ہے جو محسوس ہو یا کسی دودھ کو ریح کرنا ہے۔ بعد از عدا کی ہے اور پانی بھی۔ ہر دودھ میں پکے کی پہلی قدرت کی طرف سے مغز کی گئی کہ پھر وہ پانی اگر پیئے کئی ماہ بلکہ دو سال تک، ان کا دودھ بھی پیتا ہے۔ بعض شرمین نے فرما کر جامہ میں شئی سے، ترک مسدود کا قول ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ بھی صورت اور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فرمان مال ہے دوسری حدیث میں اس کی تصریح بھی ہے جست میں بھی دودھ کی خبریں ہوں گی اسے کیونکہ اس زمانہ میں عربیہ منورہ کے پانی میں کئی ٹکٹیاں تھیں۔ اب بھی اکثر مدد منورہ میں پانی ابھرے لایا جاتا ہے بعض گڑے کو خمیں ملوا ہوتے ہیں مگر ان میں پانی ابھرے ماکر صحر جاتا ہے۔ رنگ سے پیسے ہیں۔ مگر اب عموماً وہاں کا پانی بہت خیر اور نہایت بلکا زود ختم ہے۔ اب تھوہینہ کا سا پانی اور وہاں کا سا گشت روئے زمین میں کہیں نہیں ملے۔ جگہ جگہ کہ مسطور واضح ہے۔ مگر اب راستہ میں ہیں بڑی صحرائیں میں کلام حضور انور کے لئے اپنے دور دراز فاصلہ سے میٹھا پانی اس قدر لائے تھے کہ حضور مکرار کثرت وہ ہی پانی پیئے تھے۔ جس میں یہ اپنے پیروں کے لئے دودھ سے ان کی پسندیدہ سبزی لاکر حاضر کرتے ہیں اس حدیث کی اصل یہ ہی حدیث ہے کہ حضرت محمد دودھ کی راہ سے میٹھا پانی حضور کے لئے لاتے تھے لکھ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ اگر کتابے یا میل کے روز میں سوسے یا چاندی کی قلعی بوتل میں کھانا جتنا حرام ہے وہ صحرائیں قیام شئی میں دہان سے سوسے یا چاندی کی قلعی مراد لیتے ہیں مگر امام اعظم کے نزدیک اس سے قلعی مراد نہیں بلکہ اس سے مراد سونے یا چاندی کی یا کچھیں یا کچھیں مراد ہیں مگر زیادہ ہوں ایک دو کیسیل جو ایک ہوا اس کی اجازت ہے۔ یہ حکم محدثوں، مروجوں

الْأَوَّلُ مَعْنُ أَنَسٍ قَالَ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِقَدْحِي هَذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالنَّيْذَ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَبِيدُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي سِقَايَتِهِ يَوْمَ أُغْلَاةَ وَلَهُ عَذْرَاءُ تُخَيِّدُ عَذْرَاءَ فَيَشْرِبُهُ عِشَاءً
وَنَبِيذًا عِشَاءً فَيَشْرِبُهُ عَذْرَاءُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس پیالے سے ہر قسم کے شراب پلائے شہد
نبیذا اور پانی اور دودھ لے کر مسلم روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے ایک مشکیرہ میں نبیذ بناتے تھے جس کا دہانہ باندھ دیا تھا اور اس کا دہانہ بھی نبیذ
ڈالتے تو وہ شام کو پیتے اور صبح کو پیتے تھے مسلم روایت ہے حضرت ابن عباس سے

سکھنے ہے حضرت انس سے چاندی کا مرقہ پر اور طلا ہے یہ اس کی تمام اکیس روپیہ کی گڑ گئی تھی ان کے کفن کے شراب اور ان کو کھانا ہے اور
میدوں کھانے کے شراب اور طلا کو کہتے ہیں کہ رات کو کشش یا گڑ گڑ پانی مشغولی والی ہے صبح کو وہ پانی تھا کہ پیانا ہے اسے نبیذ کہتے ہیں یہ بہت ہی
مغزی اور مدد دہم ہوتا ہے یہ حال ہے مگر یہ کہ وہ ہے اگر بہت دور تک کھا جائے تو صبح چھوڑ دیتا ہے اور شام کو وہ ہے اب حرام ہو جاتا ہے کہ
روایا گیا ہے کہ حرام ہے ایک عرزی کا پیالہ حضرت انس کے ہاتھ میں تھا آپ نے وگڑا کر دیا کہ فرمایا ہے کہ اس پیالے سے میں نے حضور اور صلی اللہ علیہ
وسلم کو بہت ہی قسم کے شراب اور دودھ پلایا ہے میں نے پیالہ بڑا ہی شکر سے کہ اسے حضور اور کے ہاتھ اور لب اور ہاتھ کی آٹھ ہرہ میں
وگڑا کہ اس پیالے کی نیابت کرا کے یہ فرمایا ہے پیالہ حضرت انس کی اور اس کے پاس ملو نہ کہ وہاں ہر نظر ان انس کی اور اس سے آٹھ لاکھ
روپیہ کے عوض خرید لیا مرقہ یہاں اتنے نعمات ملے کہ کہ امام شافعی نے اس پیالے کو بھرہ میں ریاضت کی اور اس سے پانی پیا۔
معلوم ہوا کہ حضرت حماد صوفی کے استعمال پر تھوڑی حرکت کے لئے اپنے پاس رکھتے تھے اور وگڑا کو ریاضت کرائے تھے آٹھ لاکھ روپے
ان چیزوں کی قدر ہوتے ہیں۔ اسی گڑ گڑ کہ حضرت کبیر نے منکر سے کاہرہ لاکھ کر دیا کہ اس سے صوفی نے پانی پیا تھا۔ ثویبی نے کہا کہ حضرت
جابر کے گھروہ کبیر سے کاہرہ لاکھ تھا اس سے حضور نے ہاتھ دھو کر پئے تھے جب وہ بیٹا ہو جاتا تھا تو اسے آگ میں ڈالتے تھے میں بل جاتا کپڑا
جھوٹا ہوتا تھا۔ مولانا فرماتے ہیں یہ ہے

چوں کہ سرور و مصلیٰ گشت جز

قوم گفتند سے محال عریز

میں ہاں اذہن دستار نواں

گفت وئے مصطفیٰ دست دوہاں

یا جس دست و دہاں کن انتہا

لئے ل تر منہ انار و دہاں

قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْذِلُكَ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرِبُهُ
إِذَا أَصْبَحَ يَوْمَهُ ذَلِكَ وَاللَّيْلَةَ تَحْتِي وَالْغَدَّ وَاللَّيْلَةَ الْآخِرَى وَالْغَدَّ إِلَى
الْعَصْرِ فَإِنْ بَقِيَ سَقَاءُ الْخَادِمِ أَوْ أَسْرِيهِ فَصَبَّتْ رَأْوَاهُ مُسْلِمًا
وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ يُبْذِلُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
سَقَاءٍ فَإِذَا أَلْمَحَّ جِدُّهُ وَاسْتَقَاءَ يُبْذِلُكَ فِي ثَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ رَأْوَاهُ مُسْلِمًا

فرماتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شروع رات میں نبیذ بنایا جاتا اسے صبح پیتے جب صبح ہوئی
اسی دن اور رات جو آتی اور کل اور دوسری رات اور کل عصر تک پھر اگر کچھ بچ رہتا اسے خادم کو پلا
دیتے تھے یا حکم دیتے تو گر ادیا جاتا تھے (مسلم) روایت ہے صحت جاہر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیلئے ایک شکرہ میں نبیذ بنایا جاتا پھر شکرہ نہ پاتے تو آپ کے لئے پھر ایک گن میں نبیذ بنایا جاتا تھے (مسلم)

۱۵ نبیذ بنا ہے ہر سے سنی چھیک ڈنا پھر پھینک دینی جبر کو مید کہے تھے اس کے بعد اس پھینکے کے بعد کو مید کہنے لگے یہاں تو
میرے مراد ہی۔ سنی ہم صورت میں اشرعہ و مسلم کے لئے کچھ روں یا کمسن کا نبیذ تیار کرتے تھے کہ تمام کو کچھ ہی جگہ دیتے تھے
۱۵ یعنی اس منکرہ کے دو منہ تھے ایک اوپر والا اس سے مال و میرد صرا جاتا تھا دوسرا نیچے وار اس سے پانی وغیرہ نکلا
جاتا تھا۔ عزلا ہر منہ کو کہا جاتا ہے۔ یہاں نیچے والا منہ مراد ہے کیونکہ اوپر واسے منہ کا ذکر تو آگ ہو چکا ۱۵ غار خمر اور طلوع
فتاب کے درمیان وقت کو عدوہ دین کے جینی سے کہا جاتا ہے اور سورج اٹھنے سے صفت تک کے وقت کو متا میں کے
کمرہ سے کہا جاتا ہے یعنی صبح کے جگہ کے ہونے جو اردوں کا یاں صورت اور وہ پر کے بعد سے شام تک ہل پتے تھے اور شام
جگہ کے ہوئے پھر اسے سا کر لیتے تھے۔ یہ وہ دیر نہ گئی حالت تھی۔ ۱۵ سنی ایک دن کا نایا ہوا نبیذ صورت دو در تک
پیتے رہتے تھے کہ اس قدر ٹھہرنے سے اس میں شہر پیدا ہونے کا احتمال نہ تھا۔ ۱۵ اس سے ملنے کہ اس کے بعد کل چھٹ رہ جاتا
تھا۔ صاف شربت نہ رہتا تھا شہر ہر گر بھی پیدا ہوتا تھا۔ اگر نہ پیدا ہوتا تو خادم کو ہر گر نہ پلانے کہ نہ پلانے بھی حرام سے ورنہ
۱۵ شہر گر دیا اس صورت میں ہوتا تھا جس میں شہر پیدا ہو جاتا اس سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ کھانا اگر آگ سے اور نیچے کا پکا ہوا کھانا خادم کو
کھائے تو جائز ہے یہ وحدت خریف میں آتا ہے کہ خادم کو ساتھ کھانا دینا مستحب کہلے ہے۔ بعد الاحادیث میں تو مفسر نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شہر اور
یا مزی شہر کسی کو کھلائی ماننے کے چھیک کی جائے جہاں سے کہ نام الو میں ملے حدیث کی روایت ہے کہ صبح کا نبیذ شام تک ختم ہوتا
دیتے تھے۔ پھر گرمیوں کے موسم کے متعلق ہے اور حضرت اس عباس کی یہ حدیث دو دن تک پینے کی سردی کے موسم کے متعلق
ہے۔ گرمیوں میں مید میں حلو خوش جاتا ہے اور حلو نشہ آور ہوتا ہے سردی میں نہیں ۱۵ یعنی مید کے لئے کہ شہر

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الدُّبَابِ
وَالْحُنْتَمِ وَالْمَرْقَمِ وَالنَّفِيرِ وَأَمَرَ أَنْ يُبَيِّدَ فِي أَسْقِيَةِ الْأُدْمَرِ وَأَنَّ مُسْلِمًا
وَعَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ
عَنِ الظُّرُوفِ فَإِنَّا لَا يُحِلُّ شَيْءٌ وَلَا يَحْرِمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَ
وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرَبَةِ إِلَّا فِي ظُرُوفِ الْأَدَمِ فَأَشْرَبُوا

روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا توہنی سے اور مٹلیا
سے اور پیالہ سے اور کھوکھلی ٹڑسے لے اور حکم دیا کہ چڑسے کے مستکیزوں میں نبیذ بنایا
جائے لے (مسم) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں نے تم کو برتنوں سے منع کیا تھا مگر برتن نہ کسی چیز کو حلال کرتا ہے نہ حرام ہر نشہ وال چیز حرام ہے
اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے تم کو شرابوں سے منع کیا تھا سوا چڑسے کے برتنوں میں تم ہر برتن میں پو

کی حالت میں کہ مشکیرے میں پیا جائے تاکہ تربت ٹھنڈا رہے اور ادا کا ہے بلکہ اگر مشکیرہ میسر نہ آتا تو چھری لگی یا بڑسے پیالہ میں
بنایا جاتا۔ چھری شراب جگم گرم برجاتا ہے مگر اُسے ڈھک دیا جاتا ہو گا لے اہل عرب قریب کے بڑسے عادی تھے جب اسلام میں حرام ملام کی
گئی تو شراب خانے رکھے، پیسے کے برتنوں کا استعمال بھی حرام کر دیا گیا۔ تاکہ برتن دیکھ کر لوگوں کو شراب یاد نہ آوے اور لوگ پھر
سے شراب نہ پیسے لگیں۔ پھر برتنوں کی حالت کی حدت صوم ہو گئی۔ اسی کی ناسخ حدیث آگے آرہی ہے یہ شراب کے چادر ترس
کا ذکر ہے۔ جیسے کدو جو لیا جوتا ہے اُسے کھنسل کر لیا جاتا تھا۔ اُسے چٹ کی حکام پیتے تھے کہ اُسے دبا کھتے تھے۔ چوٹا گھڑا جس
میں تھوڑی شراب رکھتے تھے اُسے صم کہتے تھے اس پر اکثر سرنگ کر دیتے تھے شراب پینے کا یہ نہ جس میں تار کر ل تھا جوتا
اسے صم کہتے تھے جیسی رفت لگا جوتا دومی پیالہ۔ موسٹے درخت کی جڑ کھنسل کر کے پین میں گاڑ دینے اس میں دودھ ترس کہتے تھے۔
اُسے دینر کہتے۔ دینر کہ شراب کھسے کے دودھ تھے اور چلا سے کے دودھ تھے۔ ان جڑوں برتنوں کا استعمال بھی حرام کر دیا گیا اور فرمایا گیا تھا
کہ ان برتنوں میں دودھ پانی۔ مہر اور کوئی شراب لگا۔ پورے دیکھو تاکہ شراب کا تصور نہ آئے یا لے لے یعنی چڑسے کے مشکیرے میں نبیذ بنایا
کیونکہ دلا چڑسے کے مشکیرے میں عادی جلد سے ہوا جوتا کہ جڑا ٹھنڈا ہوتا ہے اگر عادی جوتا آچلے اور نہ پیدا ہو جائے تو چڑسے کا مشکیرہ
بچھٹ جاتا ہے۔ ان دیکھو برتنوں میں جلد سے پیدا ہو جوتا ہے لود میر میر میں جوتا کہ نہ ہوا ہے یا اس۔ ممکن ہے کہ نہ پین ہو جوتا ہوا نہ لے میر میں
بی وٹسے یہ حدیث کچھ حدیث کی بات ہے لیس حرمت و حلت برتن پر موقوف ہیں لکن نہ پر موقوف ہے یہ حدیث اس وقت کی ہے جب لوگ شراب کے
پکے تھے اور نہ اور اور غیر شراب اور میری فکر کر سکتے تھے۔ حالت بدل گئی۔ حکم بدل گیا۔

فِي كُلِّ وَعَاءٍ غَيْرِ أَنْ لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ. **الفصل الثاني**
 عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ لِيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَرِيصُ مَوْنَهَا بِغَيْرِ سَمِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
 وَابْنُ مَاجَةَ. **الفصل الثالث** عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَبِيِّهِ الْجَدِّ الْأَخْضَرِ
 قُلْتُ أَتَشْرَبُ فِي الْبَيْتِ قَالَ لَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

سوا اس کے کہ نشہ آور پیمز نہ پیر لے (مسلم) دوسری فصل روایت
 ہے حضرت ابومالک اشعری سے تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
 سنا کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام کچھ دوسرا رکھیں گے تھے
 داؤد بن ماجہ ا تھے تیسری فصل روایت ہے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے
 فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہری ٹھلیا کے نبیذ سے پینے سے منع فرمایا ہے
 میں نے عرض کیا کہ کیا ہم سفید میں پی لیا کریں فرمایا نہیں تھے (بخاری)

۱۵ جہاں رہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خمر میں انگوری شراب تو حرام ہے کہ اس کا ایک معرہ بھی حرام ہے اسی کے سوا
 دوسری مشہور پیمز جو اہل ہوں جیسے حار و غیرہ شراب یا شکر جیسے ایون، جسٹ و غیرہ مشہور تو حرام ہیں ورنہ حرام ہیں بشرطیکہ
 لہو و لعب کے لئے استعمال نہ کرے۔ دوسرے ماحول کے ہاں ہریٹل نشہ آور چیز مطلق حرام ہے۔ نشہ دے یا نہ دے اور شکر
 نشہ آور چیز یا حدیث سے کم حلال ہیں۔ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ صود اور بے حوت کو مشہور پر حروف فرمایا فتویٰ قول صاحبیں پر ہے۔
 ۱۶ آپ کے حالات پہلے گزر چکے کہ آپ کا ام کعب بن عامر ہے۔ کینت ابوالک یا الو عامر ہے۔ ابوالک زیادہ منہور ہے۔ آپ محالی
 ہیں علامت فاروقی میں روایت پائی ۱۷۔ یہ بھی حربے کو مرہور درست مرقی۔ یعنی حر و ملا میں لوگ شراب کے ام بدل دیں گے
 اور اسے عدول کچھ کر نہیں گئے حالانکہ وہ مشہور والی ہوگی مثلاً انگور کا لانی یا کجور کا حرق کہیں گے یا اسے دسکی کہہ کر ہیں گے معلوم
 ہر کہ نام کا اعتبار نہیں مشہور کا اعتبار ہے آج بعض لوگ شراب کو برانڈی یا دسکی کہہ کر پیتے ہیں حالانکہ حرام ہوئی ہے۔ شراب
 کا نام قہر بھی ہے مگر مرہور قہر بھی ہے دودھ کی جانے یا کھل حلال ہے کہ اس میں نشہ نہیں۔ لہذا حلال ہے جسکا نام کا قہر منہور کا اعتبار ہے و حقائق
 ۱۸ یہ حدیث احمد۔ اس جہاں مرقی۔ یہی ہے بھی روایت فرمائی اُن کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ میں ماسے۔ روایتوں کے کانے بہت
 مطابقت میں گئے لہذا انہیں میں دھماکے کا دران کی صورتیں محدودں۔ جوڑیں میں بدل فرمائے گا۔ آخر یہاں میں ہر گاہ و حقائق ۱۹ مٹی کی

وَاطْفُؤْ مَصَابِيحَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ لِلْمَخَارِجِيِّ قَالَ خَمِدُوا الْأَنْيَّةَ وَ
 أَوْكُوا الْأَسْقِيَّةَ وَأَجِفُّوا الْأَبْوَابَ وَاكْفُتُوا صَبِيحًا نَكْمٌ عِنْدَ الْمَسَاءِ
 فَإِنَّ لِلْحَجَّزِ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً وَاطْفُؤْ الْمَصَابِيحَ عِنْدَ الذُّقَادِ فَإِنَّ
 الْفَوَيْسِقَةَ بِمَا اجْتَرَبَتِ الْفَتِيلَةَ فَأَخَذَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَفِي
 رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ قَالَ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَ
 أَطْفُؤْ السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَجِلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَمُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ

اور اپنے چرخوں کو بجھا دو (مسلم بخاری) اور بخاری کی روایت میں ہے فرمایا برتنِ ذُحْلَہ وادِہ مشکیزوں کو بند کر دو اور وادِہ دھوئے بند کر دو اور اپنے بھول کر روک و ستام کے وقت۔ کیونکہ جنات کا میلانا اور بھینچنا صبح کا وقت ہے اور سوتے وقت چرخوں کو گل کر دو کیونکہ صبح ہر چہ بیاتنی کہیں لے جاتی ہے کہ گھر والوں کو جلا دیتی ہے اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا برتنِ ذُحْلَہ وادِہ مشکیزے مانڈ دو وادِہ دھوئے بند کر دو اور چراغ بجھا دو کیونکہ شیطان مشکیزہ نہیں کھوتا اور نہ دروازہ کھوتا ہے نہ برتن کھولتا ہے نہ

بسم اللہ پر بند ہونا ضروری ہے۔ بسم اللہ میں اصل ہے بھی پانی کے بھرے مشکیزے کا نہ ڈوری سے باغ و دیوے بھی کھلا نہ چھوڑ دے۔ یہ عبوری کی حالت بھی ہے جبکہ کوئی حیر گھڑا وغیرہ ڈھکے کے لئے ملے۔ اس کو ذی اودھم شر کی رکت سے برتنِ شیطان کے اثر سے محفوظ رہے گا۔ چراغ سے مراد تہی والا چراغ ہے جس کی تہی پر بادِ غیرہ کہیں سکے۔ واپس یا محل اس علم سے خارج ہے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ نہ گھر میں حتی واپس چھوڑا بھی حرام ہے۔ اس سے گیس پیل جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہاں پچیس چھٹ سے مراد ان کو دیوار کو دیباہ پر مسلط ہو جانا ہے۔ ہر سے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن پر من آ جانے ہیں۔ ان کو پریشاں کرتے ہیں۔ دیوار بنادینے ہیں۔ جنات کا یہ تعریف قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ رَبُّنَا الَّذِي يَمْلِكُ السَّيِّئَاتِ مِنَ النَّفْسِ جِسْمِهَا يَكْمُرُ فِي رُبِّيَّةٍ جَانِبِ النَّاسِ كَالْفُضْفُضَةِ يَكْمُرُ فِي رُبِّيَّةٍ جَانِبِ النَّاسِ كَالْفُضْفُضَةِ جیسے سانپ بھگور میرا ربریتے جانور۔ انسان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ایسے ہی شیطان بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں یہ اثرات بھی، مگر حق ہی ہے یہاں ولینہ سے مراد عودی جانور ہے جو اپنے نفس کے بغیر انسان کا نقصان کر دے۔ جو دیباہ لگا۔ بھگور۔ دیوار کا سب فوہست یعنی عودی ہیں۔ اس لئے ان کو حرمِ حریف میں بھی اور حالتِ احرام بھی قتل کر سکتے ہیں۔ یہاں بھی برتنوں سے مراد وہ برتن ہیں جن میں کھانے پینے کی چیزیں ہوں۔ یوں ہی مشکیزے سے مراد وہ مشکیزے ہیں جن میں پانی یا مید و میرہ ہوں۔ یہاں بھی چراغ سے مراد کدِ چراغ ہے جس کی تہی جوہر کہیں سکے۔ موجودہ محل کی روشنی اس علم سے خارج ہے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے یہ اثر جان کی مبراہی ہے کہ اس نے ان مشیا میں کو یہ قدرت نہیں دی

إِنَاءً فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدًا كُمَالًا أَنْ يُعْرِضَ عَلَى إِنَائِهِ عُوْدًا وَيَذْكُرَ اسْمَ
لِلَّهِ فَيُفْعَلْ فَإِنَّ الْفُرْسِيَّةَ تَضْرِبُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ وَفِي
رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ تُدْرِسُكُمْ أَفْوَاشُكُمْ وَصِيبِيَانِكُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ
حَتَّى تَذْهَبَ فَحِمَّةُ الْعِشَاءِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يُبْعَثُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ
حَتَّى تَذْهَبَ فَحِمَّةُ الْعِشَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ عَطُوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا
السِّقَاءَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يُنْزَلُ فِيهَا وَبَاءٌ لَا يَمْرَبَانَا لَيْسَ عَلَيْهِ

پھر اگر تم میں سے کوئی نہ پائے مگر یہ کہ اپنے بڑے بھائی کھڑی کر دے اور اللہ کا نام لے
آوے تو یہ بھی کرے گا کیونکہ جو بھائی گھر والوں پر ان کا گھر بھرا کا دیتی ہے اور مسلم کی ایک روایت
میں ہے کہ اپنے جانور اور چمکے نہ چھوڑ دے جب کہ سورج ڈوب جائے حتیٰ کہ
رات کی سیاہی جاتی رہے تاکہ کیونکہ جب سورج ڈوب جاتا ہے تو سیاہی
چھوڑ دے جاتے ہیں حتیٰ کہ رات کی سیاہی جاتی ہے اور اس کی ایک روایت میں یوں ہے فرمایا کہ
بڑے ڈھکے اور مشکیرے اندر دو کوئی سال میں ایک رات بے حس میں واپس آتی ہیں وہ نہیں گزرتیں

کر ان چہرہ کو مٹا کر کہیں جیسے سلطان اس کھانے کو بھی کہہ گا جو ہم نے پڑا کر کھایا جاسکے۔ لہذا عادت خرمیہ اس کی طاہرہ
بر ہے اس نے کسی نامی و نامی کی مراد نہیں لے۔ بھی اگر رقی ڈھکے کے لئے کوئی ڈھکن دے دے تو اس پر اس کا نام ہے کہ مکاری کھڑی
کو دو دو ہیں اس سزا پر اس کے ذکر کی وجہ سے ان ملاؤں سے محروم رہے گا لہذا اس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم بطور مشورہ ہے۔ لہذا
مستفہد ہے واجب ہیں ان کی بہت ہی ممانع اور نافرمانی ہے لہذا راجی جمع ہے حاشیہ کہ۔ عربی میں جھوٹے جوئے کا فائدہ کو حاشیہ کہتے
ہیں سواہ عقل میں جھوٹا ہو، جو راستی میں کھد بھرتا ہو۔ پھر مطلقہ جافروں کو فراشی کہا جائے گا وہ ای یہاں مراد ہے یعنی عرب متہ کے
دور میں یہ جاور اور بچے کھینے نہ بھرتے تھے لہذا یہی رست کے شروع حصہ کی سیاحتی ہم ہوا ہے اور اس کی اپنی سیاحتی آوارے مغرب مشرق
کے دریاں آسمان پر کیا ہیں ہوتی ہے مگر عربی کدو پر عربی یا سیدی عربی ہے یہاں مصر سے یہ سیاحتی مراد ہے اور جب متہ کا رقص
آتا ہے تو یہ خاص سیاحتی ہر طرف بھاگتی ہے کسی مگر عربی یا سیدی کا نام نہیں ہوتا لہذا سیاحتی واضح ہے لہذا اس کا مطلب یہ ہے
کہ عربی۔ اب تیا طر یا سیدی اولیٰ مشہور ہوتا ہے۔ اور سال میں ایک رست ایسی بھی آتی ہے جس میں خصوصی ملائیں مالدی ہوتی ہیں۔
لہذا احادیث میں قدرتی ہیں۔ ان احادیث میں۔ عمومی ملاؤں کا ذکر تھا جو درود و شریعت رست میں آتی ہیں اور اس حدیث میں خاص ملاؤں
کا ذکر ہے جو سال میں ایک رست آتی ہیں۔

وَكَاةٍ الْأَنْزَلِ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ الْوَبَاءِ وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ أَبُو حَمِيْدٍ سَرَجَلًا
مِنَ الْأَنْصَارِ مِنَ الْبَقِيعِ بِأَنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَخْمَرَتَهُ وَكَوَأَن تَعْرِضَ عَلَيْهِ
عُودًا مُتَفَقِّ عَلَيْهِ. وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا تَذْكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ مُتَفَقِّ عَلَيْهِ. وَعَنْ أَبِي
مُوسَى قَالَ اخْتَرَقَ بَيْتًا بِالسَّيْفِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ الْيَمَنِ فُجِدَّتْ

کسی ایسے برتن پر جس پر ڈھکنا نہ ہو مگر اس وباء میں سے اس میں اثر جاتی ہے روایت ہے اُن ہی سے فرماتے ہیں کہ
ایک انصاری صاحب بقیع سے دودھ لے کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم
نے اسے مشک کی طرح یا اگر چاس پر عزی کھڑی کر دینے کہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہی سلسلے اثر
علیہ وسلم سے راوی فرمایا جب سونے لگو تو اپنے گھروں میں آگ۔ چھوڑ دو گے (مسلم بخاری) روایت
ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں کہ عین میں ایک گھر میں گھروں کے رات میں جل گیا ہے

۱۵ من بانیہ ہے کہ مسیہ، ہوا اس کے صحن پر چلی کہ یہ طمان بر سر میں داخل ہو جاتی ہے من پر ڈھکنا۔ ہو۔ نوری نے فرمایا کہ ان
احادیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کی برکت سے پہلے آخر تعالیٰ کا ذکر ہے مسلمان ہر وقت ہر جگہ میں اللہ کا ذکر کرے دنیا ہر ہے۔ ذکر اللہ
کا تہذیب و عفت، رکھنا ہی آگ میں نہیں ملتی۔ اللہ کے ذکر سے روزانہ انسان اللہ اور اللہ کی آیت کی آگ سے بچے گی۔ مومن سونے
جا گئے جیسے۔ مرے۔ اللہ کا ذکر کرے ۱۵ ابو حمزہ کا نام عبدالرحمن بن سعد ہے کہتے ابو حمزہ رحی ساعدی ہیں نفع دہی حقیقی میں ایک جگہ
ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کے اور اللہ کے لئے طویل برپا کیا۔ وہاں حضور کے حرام بھی رہتے تھے ان اور اللہ کی نگرانی کے
لئے بعض نسون میں سونے نفع کے نفع ہے یعنی اب سے جو عین منورہ کا قبرستان ہے مگر یہ صحیح ہیں دہی حقیقی طویل منورہ کے مگر منظر
کے قدیم راہ پر جن میں فاضل پر ایک دہی ہے اب راسخوں کا ہے ۱۵ وہ صبر کہتے برتن میں دودھ لائے تھے۔ اسی پر حضور
انور سے یہ فرمایا۔ یعنی دودھ ڈھک کر لانا چاہئے تھا۔ اگر ڈھک کر لیا تو اس کے اوپر کھڑی ہی کھڑی کر بیٹھے۔ ہمارے ہاں حرام میں
مشہور ہے کہ دودھ اور دہی کو گھر پر نہ لے جاتی ہے۔ اسی پر کھڑی کھڑی کر بیٹھے۔ اسی اصل حدیث جو کہتی ہے کہ وہاں پر دودھ دہی
کھانا رکھ رہا ہے۔ وہ اس حکم میں داخل ہیں کہیں سے کھانا ڈھک کر لے جائے جو کھانا آگ ہو تو کھانا دو کھانا ملتی جھڑ کر
موردہ کہیں جاو۔ اس میں مدد کھین ہیں۔ آگ صبر تک چیر ہے۔ دہی ہے اسی میں گھر اور بمان ملا ڈھکی ہے۔ بے ضرر سونے سونے
جلتا ہے ہیں۔ حد کی پناہ۔ یہاں آگ سے مراد وہی آگ ہے جس سے آگ لگ جائے گا حدیث پر سونے کی آگ جس پر اللہ سے ۱۵

[illegible]

وَأَجِيبُوا لِّلذُّبَابِ وَادْكُرُوا سَمَّ اللَّهِ عَلَيْهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَقْبِضُ بَابًا
إِذَا أُجِيبَتْ وَذَكَرَ سَمَّ اللَّهِ عَلَيْهِ وَعَظُوا لِحِجَارٍ وَكُفُّوا لِدُنْيَةٍ وَأَذْكُرُوا
لِقُرْبٍ رَّوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ ۝ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ
قَارَةُ تَجْرِءُ الْفِتْيَةَ فَأَنقَضَهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِي كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَأَخْرَجَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ
الدُّرْهِمِ فَقَالَ أَوْ نِمْتُمْ فَأَطِيفُوا سُرُجَكُمْ فَإِنَّ
الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هَذِهِ عَلَى فَيْحَرِكُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

اور دروازہ بند کر دے کہہ برائے کا نام لے کر کہ شیطان دروازہ نہیں کھولے جب کہ اس سے بند کی جائے اور
اس پر اللہ کا نام لیا جائے نہ اور گھر سے دھک دو، برقی اذد سے کر دو، دھکنے سے باندھ دو
شرح سند روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ فرماتے ہیں ایک چرمیاتی گینتی جوئی آئی
اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈال دیا اس چٹائی پر جس پر حضور بیٹھے تھے
اس سے وہ ہم سب پر عیسے جلا دیا تب حضور نے فرمایا کہ جب تم سونے کو تو اپنے پرانے
بجھا دو کیونکہ شیطان ان جیسی چیزوں کی اس کام پر رہی کرتا ہے۔ پھر تمہیں بلا دیت
ہے (ابوداؤد)

پھر وہ مخلوق جسم۔۔۔ رات میں تم آرام کرتا کہ مخلوق چلے پھرے سانس کو ہم دیتا ہے، زمین پہنچے پھرے کا حق ہے مگر تم ہی اس وقت تمام
طور پر چلے پھرو تو اس مخلوق سے غلط ملحد بنے اور جسے تم تو تکلیف پہنچے گی شہابی جیسے ظالمی قتل انسان سے میں ٹوٹے دیوں ہی ذکر اللہ کا
قتل شیطان سے نہیں ٹوٹتا۔ اور جیسے اللہ کی برکت سے شیطان کہنا میں کہتا ایسے ہی بسم اللہ کی برکت سے صحبت میں شریک نہیں
ہو سکتا جیسا ہی بسم اللہ کی برکت سے وہ بندہ دانا نہیں ہو سکتا لہٰذا گھر کے در و دروازے کا ذکر کر کے لئے میں مثلاً کہتے ہیں کہ تمام کسے
پینے کے برتن دھک دے مائیں اور برتن اذد سے کر دے جانے کے ثواب کے لئے ہمیں دھک دے جیسا تا اس سے بے خدائی نہیں
شراب یعنی شراب کہ وہ پڑے سر کو اللہ شراب قتل نہ چھپا لیتی ہے۔ یہاں خمر سے مراد چھوٹا مصلی چٹائی کا جس پر ہر ایک آدمی
ناز پر مصلی کے چوکھڑے مصلی زمین کو چھپا لیتا ہے اس لئے اسے خمر کہتے ہیں۔ خصوصاً برتن کے وقت اسی مصلی پر چوکھڑے
کہ یہ واقعہ پیش آیا ہے مصلی میں ہاتھ ہی بھاری گئی ہوگی صرف اتنی ہی مصلی پائی ہوگی۔ وہ سدر مصلی جل جہنم ہے یعنی
اس میں تو ہم مانگ رہے تھے۔ آگ بھائی۔ اگر سوتے ہوئے تو مصلی لکڑی یا گھڑی جاتی۔ اس لئے سونے وقت چھڑا بجھا دیا کر

کِتَابُ الْبَيَاسِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ آتِيسَ قَالَ كَانَتْ أَحَبُّ
 إِلَيَّ ابْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَهَا الْخَيْرَ لَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
 وَعَنْ الْمُخَيْرَةَ ابْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَسَ
 حَبَّةَ زُرْمِيَّةٍ ضَيِّقَةً الْكُمَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ
 أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَإِذَا رَأَيْتُهَا فَقَالَتْ قُبِسَ رُوحُ رَسُولِ اللَّهِ

بایس کا بیان :- پہل فصل روایت سے ہم حضرت بایس سے فرماتے ہیں کہ نبوب ترین لباس بن کاپشتا
 نبی سے اشد علیہ السلام کو پسند تھا جیسا کہ غنی سے مسلم بخاری ۱۱ اور روایت ہے حضرت صفہ
 ابن شعبہ سے کہ نبی سے اشد علیہ السلام نے تنگ آستینوں والا ردی جبتہ پہنا تھا مسلم بخاری
 روایت ہے حضرت ابو بردہ سے فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے جناب عائشہ نے ایک چوڑا سا کپڑا
 اور مونا آئینہ نکالا کہ پھر فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک

سے لباس یعنی پینٹا مصدج باب صحیح بیس سے اس سے مراد ہے پٹنی ہوئی چیز یعنی مصدج یعنی نام مغل۔ اس میں کپڑے اور کپڑے اور کپڑے
 سب کا بیان آئے گا کہ سب چیزیں پس جاتی ہیں۔ لباس یعنی لباس بھی آتا ہے۔ مستحب ہو یا مقتضی ہو یا وہ بھی مصدج ہے مگر عرب
 بضر سے پہلے لباس کا مادہ لباس نام سے پیش سے ہے اور وہ لباس کا نام نہیں بلکہ نام کے تحت سے یہ فرق ضروری ہے کہ یہ لباس ہے یعنی
 پینٹا لا شعاع سے ہی کے مانگہ کپڑوں میں سے ایک قسم کے سنی کپڑے کا نام جو بے کے کو ہے یہ بہترین قسم کا کپڑا ہوتا ہے۔ سناہ سفید
 بھی ہوتا ہے اور ہندو سونے دہری والا بھی حیر کے معنی میں سمجھتے آدھنگی یہ کپڑا اچھا ہوتا ہے جس سے روئی کو آگوستہ کیا جاتا ہے اس لئے
 اسے حیرہ کہتے ہیں قرآن کریم میں ہے فہم فی روضۃ یجرون یہ کپڑا میل حیرہ ہوتا ہے۔ میل کپڑا لیتا ہے بلکہ حیرہ صواب ہوتا
 اس لیے محبوب تھام نکات و اشعار سے بعض روایات میں ہے کہ حضرت انور نے شامی جب پہنا چوڑا اس زمانہ میں شام نام کا ماتحت تھا اس لئے
 ملک شام کو بھی نام کہہ رہا جاتا تھا یہ مطلب ہے کہ غبار آدم کا تھا سفید شام کا بہر حال روایت میں تنازعہ میں یہ کپڑا اور سننے
 ہوتا تھا مٹا ہوا بہت سادہ حضرت صوفیا کرام بھی اکثر صوف یعنی اولی کپڑے پہنتے ہیں ایسے ایسے صوفی کہ جاتا ہے۔ یہی صوف پہنتے
 رہے حضرت آدم وحوہ نے زمین پر آکر پہلے اولی کپڑا پہنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اکثر صوف پہنتے اور بدختر کے چل دیو کھاتے تھے جہاں
 شام آجاتی سو رہتے تھے خواہ جس عصری فرماتے ہیں کہ میں نے منہ جبری صحابہ سے انکادات کی سب کا لباس صوف ہی اور کا تھا فقہا
 فرماتے ہیں کہ سفر میں تنگ آستین کی قمیص اصل ہے اور گھر کھائی آستین کی قمیص ستر ہے صحابہ کرام کی آستین ایک بالشت چوڑی
 ہوتی تھیں (مرقات) ۱۰۰ بعض حضرات ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حصیر کے تبرکات کی روایت

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمًا
حَشَوُا لَيْفٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ وَسَادَةُ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَتَكِي عَلَيْهِ مِنْ أَدِيمِ حَشَوُا لَيْفٌ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ وَعَنْهَا قَالَتْ بَيْنَا حَنْ جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي حَرِّ الظَّهْرِ قَالَ قَائِلٌ
لِإِنِّي بَكَرْتُ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَرِّعًا وَآهًا

ان دونوں میں قبض کی گئی ہے (مسلم بخاری) روایت ہے کہ جناب عائشہ سے فرمائی ہیں کہ رسول اللہ
سے اللہ علیہ وسلم کا وہ بستر جس پر آپ سوتے تھے چترہ کا تھا جس کا بھراؤ کھجور کا لیف تھا اللہ علیہ وسلم پر
روایت ہے کہ ان ہی سے نسر مائی ہیں کہ رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم کا وہ تکیہ جس پر آپ ٹیکے لگاتے
تھے چترہ کا تھا جس کا بھراؤ لیف کا تھا (مسلم) روایت ہے کہ ان سے فرمائی ہیں اس حال میں کہ
ہم میٹھے تھے اپنے گھر میں دوپہر کی گڑی میں کہ کسی کسے دے۔ نے جناب ابو بکر سے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اگر سبتہ ہیں سر شریف ڈھانپنے ہوئے تھے دعا کرتے

کرتے یا کرتے تھے اور آپ انہیں یاد کرتے تھے کہ جس لمحہ کے معنی ہیں مبارک یا بڑا معنی بیوقوف پر پورے گتے گتے غصہ کے لباس کی طرح موٹا ہو چکا تھا۔
سے یہ اس دنیا کا اثر ہے کہ اللہم ارحمہ فی مسکین وافتق مسکینا کہ میری زندگی و موت مسکین ہو کر ہو۔ شعر
بوریا مسوں خواب ز منشن : تاج کسری زریا نے اتمشش

ہم جیسے کہنے غلام ان سے نام پر پیش کر رہے ہیں اللہ و حورس حالت میں دیا ہے پروردہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ خیال رہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ و عمدہ لباس بھی پہنے ہیں مگر ان کی عادت نہ تھی کہ ترنم لباس پہنے لکھن پکے تھے آخر وقت یہ لباس جسم طہر
تھا۔ لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ سہری اثر فحشہ و بلف حلیہ کا ہے جس لوگوں نے لیف کے معنی کئے ہیں کھجور کا چھال۔
یہ غلط ہے چھال سب سے بہتر ہوتا ہے۔ لیف کھجور کے درخت کا گودا جوڑ ہوتا ہے۔ عرب شریف میں کہ چوڑے سب سے گھٹتے تکیہ نما ہوتے
تھے ان پر سو جاتا ہے۔ یہاں دی راوی ہے یعنی حضور کے سوسے کا ستر یہ سنگریٹ تھے۔ سہری میں یہ ستر تھا اور سہری میں طائے لہذا یہ حدیث ثابت
دان حدیث کے خلاف نہیں بلکہ یہاں تکیہ سے مراد جوئے حد تک لگانے کا ہے تاہم تکیہ میں یعنی حضور کے تکیہ میں سے آپ ٹیک لگاتے تھے وہ بھی چھو کے تھے
جس کے بھراؤ میں کھجور کا گودہ تھا۔ غرضیکہ ہر چیز میں سادگی تھی بلکہ وہ واقعہ محبت کے دن کا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو
جہود سے دی تھی کہ مجھے عنقریب ہجرت کا حکم ملے والا ہے تم کہہ مصلیٰ رسول تم محبت میں ہمارے ساتھ ہو گے۔ حضرت صدیق اکبر

روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ایک بستر مرد و عورت کے لئے
ایک کیلچوں کا اور دوسرا سمان کا ہے اور چوتھا بیٹان کا ہوگا جسے مسلمین روایت ہے حضرت
ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ اس کی طرف نظر کرے گا۔
جو اپنا تیسرا گھیسٹے مسلمان ہو جائے یا ثابت بن ابی عمر سے زنی بعد از شادی سلم نے فرمایا
جو اپنا کپڑا اٹھ کر سے گھیسٹے قیامت کے دن اللہ اس کی طرف نظر کرے گا۔ مسلمان

نظر سے آن بھر کا مکمل پیر کے وقت صورت صاف کر کے گھونتر پہ لائے اس طرح کہ ہاڑ سر پہ اور چہرے کے ہونے سے اور چہرہ کا ایک ٹکڑے ٹکڑے
کھینچ کر اوپر بٹھا جس سے چہرہ صاف نظر آتا تھا تو رگ کی وجہ سے یہ عمل تھا یا تاکہ کوئی منہ کو نہ کہہ سکتا یہ ساری چیزیں ایسے راز میں کہیں
بعض صوفیاء خصوصاً حضرات نقشبندیہ چادر کا گھونٹ ملتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے حضرت ابو موسیٰ نے اس کو ناجائز کہا ہے بعض نے طاعت و نماز
کہا مگر حق یہ ہے کہ سطح نماز ہے یا کچھ شیخ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے تعلق ایک حدیث کا نقل کیا ہے اعلیٰ حضرت میں اس متعادی
اس حال کی ایک روایت دوسرے توفیق پر بھی حضور ﷺ علیہ السلام سے بیان ثابت ہے حضرت محمد کریم تاجین صدام سے بھی ثابت ہے حضور غوث نقشبندی
عقب الگوئی سے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بھی یہ بیان ثابت ہے (اشعاع الصالحات) اہل رتبہ فقیر علی گیت سے لے کر شائے اورین
سے لے کر ہر تھے جیسے پنجاب کے اہل دیانت مست زین پرستوں سے لے کر سائے اس پر کرتے ہیں اسی حدیث کا مقصد ہے کہ حرف میں اس کے سر رکھو
پہننے کے بیوی بچوں کے یہ اور فقر و محرومت مہمانوں کے یہ یہاں بستر کی قمیص مزایہ یہ کہ تعذر و دراجی کے دو چار کچے ہوں اور چار چھان و دھڑ
تے دے ہوں تو وہ انہیں کے مطابق بستر کے گلہ جو تھے سے راجھ جی تمہارا بستر ہے محمد لا مروت محض فقر و اندر پائی بڑائی کے طلبا کے یہ لکھا جائے خواہ
ایکس ہزار بار اور چار اس تم کا بستر گھونٹنی کے لئے ہوتا ہے اس کا فکر متبطل ہو تا ہے اس لئے اسے شیطان کی عرب نسبت دی گئی۔ بعض تیار ہیں
نے اس حدیث کی بنا پر فرمایا کہ مرد کو اسی بیوی سے علیحدہ ہونا چاہیے۔ ساتھ سونا منور ہے یہ نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کا بستر بیوی سے

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتًا رَجُلٌ يَجُرُّ
إِزَارَهُ مِنَ الْخَيْلَاءِ خُسْفًا بِهِ فَهُوَ يَجْلُجُلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
رَوَاهُ أَبُو حَارِثٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا اسْتَفَلَّ مِنَ الْكُفَّيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ رَوَاهُ أَبُو حَارِثٍ عَنْ
جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ
أَوْ يَمِينِهِ فِي تَعْمَا، وَاحِدَةً وَأَنْ يَتَنَاقَلَ الصَّهَاءُ أَوْ يَجْتَبِي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

ترجمہ: ہم نے بھی سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل میں ایک شخص کو جبر سے پناہ دینا کہ جس نے
مثلاً کراڑے سے دھنوا کر لیا تو وہ لباس کے دونوں کپڑے کاٹ دے۔ بخاری ۱ روایت ہے
حضرت ابو ہریرہ سے کہ سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تہنہ کا جو حصہ ٹخنوں سے
نیچا ہو گا وہ آگ میں جا۔ نے کاٹ دے۔ بخاری ۱ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے دائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک بوتل میں
پھلے شے اور اس سے کر پڑے۔ میں پسٹ جائے یا ایک کپڑے میں اوکروں بیٹھے اپنی ٹانگہ

علیہ وسلم فرمایا کہ یہ ضعیف ہے بعض حدیث میں بھی مذکور ہے۔ اس سے علیہ وسلم کی جانت دی گئی۔ خاورندوی کا یہ بہتر
پر سزا حدیث ہے ثابت ہے اس کے متعلق سنت احادیث میں درمیان میں عرب کے میں لوگ شعلی میں تہنہ بہت نیچا کھتے تھے جیسے
جہاد کے ہاں گاؤں کے چودہری بہت نیچے ہاتھ میں جوڑی پر گھسے ہی گھسے پر جاتے ہیں۔ ان کے متعلق یہ حدیث ہے اسی نے عمر کی فوج لگائی
انہی کے تہنہ نیچا ہوتے۔ وہ حدیث میں ہے کہ مروا کہ تہنہ یا ہاتھ کے اوپر سے کھ پڑے ہیں تہنہ یا ہاتھ کے نیچے
سب ہی داخل ہیں۔ ان میں سے جو بہت زیادہ ہمارے گزری پر گھسے وہ ہونے چھٹی کے طور پر اس پر یہ حدیث ہے ان جیسے فرماؤں
میں نہ سہلے سے سزا ہونا سے حیرانی و کرم کی نظر سے دیکھا۔

ملک ظاہر ہے کہ یہ مردانہ رامتوں میں کوئی تھا۔ اس سے امام بخاری نے یہ حدیث ذکر ہی اسرائیل کے باب میں نقل فرمائی بعض نے
فرمایا کہ یہ محض قرین قیاس سے ہے۔ یعنی حتیٰ کہ بل سلطان اگر توں اول قوی ہے (اشہد) کہ تجلجل بلبہ جملہ سے
جس کے معنی میں حرکت کرنے کی آواز معنی وہ بڑے نیچے کو جا رہا ہے اس کے جانے کی۔ واز اللہ سے ہی رہے ہیں یہ شخص قلندر کے علاوہ
کو نہ اور شخص سے۔ قلندر، کہ جسے کچھ اس کا بخل اور کسی کی نے عربی بھی درمیان میں اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ جسے نیچے تہنہ یا ہاتھ
کاٹ دے یا یہ مطلب ہے کہ نہ تہنہ کا دوزخ میں جانے کا اس شخص کو ساتھ لے کر یہ مطلب نہیں کہ تہنہ کا دوزخ میں جا رہے اور یہ شکر سید

كَاشِفًا عَنْ قَرْنِهِ رِقًا مُسْلِمًا، وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْكَافِرِ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَابْنِ
 أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي
 الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا
 خَلَائِكَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ لَمَّا نَارُ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ تَشْرَبَ فِي رَيْنَةِ الْفِطْرَةِ وَالْأَهْبِ وَأَنَّ

کوہنے ہوئے نے مسلم، روایت ہے حضرت عمرؓ فرمائی کہ ابن زبیر، ابوہریرہؓ سے نبی سے شہید دوسرے
 دہائی فرما۔ تھے ہیں کہ جو وہاں میں ریشم پہنے گا وہ آخرت میں شہید ہوگا۔ مسلم بخاری، +
 روایت ہے حضرت ابن عمرؓ سے فرما تھے یہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہاں
 ریشم وہ ہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی عیب نہیں ہے۔ مسلم بخاری، + روایت
 ہے حضرت حذیفہؓ سے فرما۔ تھے ہیں کہ نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ ہم
 سے نہ جانے کی کہہ رہے ہیں اور ان میں کھائیں گے

جنہ میں یہاں بھی کچھ بھی ہوتی ہے کہ وہ تہذیب کا کھمبہ ہے۔ گوشتہ حدیث اس حدیث کی تشریح میں اور یہ علم مردان کے ہے۔ یہ عورتوں کو ٹھہرے
 نیچے تہذیب رکھنا چاہئے تاکہ ان کی پشت، لاکوئی، منہ کی ٹھنڈی کہ ٹھنڈی بھی نہ تھکے کہ یہ سڑکوں پر تھکے بلا مجبوری یا میں اللہ کے کھانا یا کھانا
 تنزیہی۔ بعض علماء کے نزدیک کھانا کھانا ہے۔ ظاہر ہے کہ کھانا کھانا ہے کہ اس سے کھانا کھانا ہے۔ ایک پڑا ہوا جو ایک
 پاؤں نہ لگا، اس طرح چلنا کھڑا تنزیہی ہے۔ بعد سے ہو تو منوع نہیں مایہ چنانچہ ادا تار کے بھی حلال ہے اللہ اس طرح چلے میں کچھ دوسری
 بھی ہوتی ہے کہ جو ادا پاؤں اور پنجاہ بڑا ہے لگا پاؤں نیچا۔ ہر حال میں ریشم میں جڑی مکتیں ہیں لہذا اشتعال صحابہ سے کہ ایک چاند جسم پر اس طرح
 لپیٹے کہ جسم سارا بندھ جائے۔ ایک اتھ بھی کھل ہو نہ کہ یہ منوع ایک عرصہ ہو جائے کہ یہ بھی کھڑا تنزیہی ہے۔ اعتبار کی صورت یہ ہے
 کہ کوئی شخص بغیر تہذیب صرف چاند ڈھے ہو اور لوگوں کے پیشے تکیہ لگا کر اس طرح کہ شرمگاہ کھل جائے کہ اس میں جہیز ہے۔ ایک کاسہ افرو
 کی تہذیب لگنی۔ اگر ستر نہ کھلے تو ریشم نہیں ہے جو مسلمان ہونا چاہئے کہ وہ اس میں جہیز ہے۔ ایک کاسہ افرو
 وہاں پہن کر رب تعالیٰ فرماتا ہے ویسا ہم یہاں دیکھ رہے ہیں کہ وہاں ریشم مردان میں ان کے پہنے پر اس میں جہیز ہے کہ اگر کسی کا
 ریشم مردان میں ہے۔ وہاں ریشم اس سے باہر اقل ریشم حلال ہے کہ وہ ریشم نہیں ہے اس کی صورت بھی وہ ہے جو ہم گزری، مسلمان مرد کو کھڑا
 بلا عذر شرعی منع ہے۔ اگر اس کا وہاں ریشم کا حلال ہے۔ یہ بھی ہو گا کہ اس کی ہوائی اور اسوت وغیرہ کا تو یہ حلال ہے۔ کہ

تَا كُلَّ فِيْهَا وَعَنْ لَبِيسِ الْحَرِيْرِ الَّذِي يَبَاسِ وَأَنْ تَجْلِسَ عَلَيْهِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سَبْرَاءُ
فَبَعَثَ بِهَا إِيَّيَ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ إِيَّيَ لَمْ أَبْعَثْ
بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَشْفِقَ بِهَا خَيْرًا بَيْنَ
النِّسَاءِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عُمَرَ أْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ ثُمَّ عَنْ لَبِيسِ الْحَرِيْرِ الْكَهْنَاءُ وَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور موسے باریک ریشم کے پٹنے سے اور اس پر بیٹھنے سے نہ اسلم ناک، اور یہاں ہے حضرت
عل سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشمی عورت پر شیعہ میں کیا گیا اسے آپ نے د
وہ بچے پر بھی دیا اس میں سے پہن لیا پھر میں نے آپ کے چہرہ اندر میں ناراضی معلوم کی اسے پھر فرمایا کہ میں
نے تمہیں اس لیے نہ بھیجا تھا کہ تم خود پہن لو تو میں نے تو اس لیے بھیجا تھا کہ تم عورتوں کو اس کے پہننے پر
دور سے اسلم ناک، اور طہارت ہے حضرت عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا
سواء اس قسم کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تفصیل کتب میں لا مطر و نہ موٹے پانچ کھکھریں ہیں کھانا چار مردوں کی سب کو حرام ہے عورتوں کو سوسے چاندی کا زیور پہننا حلال ہے مرد کو حرام ہے
سے مردوں کو ریشم پہننا بھی حرام ہے اور ریشمی بستر پر سونا ریشمی ٹھکانا اور معانی حرام ہے عورتوں کو یہ سب بدعت ہے حتیٰ کہ ریشم کی ٹڈی لکڑی میں
باوجود ریشم کا کھنڈ استعمال کرنا یہ سب مردوں کو منع عورتوں کو حلال ہے اسے بعض تار میں نے فرمایا سیراؤ کپڑا ہے جو ریشم صحت سے مخلوط کر کے
بنا جاتا ہے مگر حق ہے کہ سیرا خاص ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں (مرکات) اشخاص حکمران و بادشاہ کے جو وہ کو کہتے ہیں یعنی جوڑا یہ پتہ نہ لگا دیکھنے والا
کو کہ تھا غالباً کوئی کافر بادشاہ ہو گا حضور نور نے یہ بدعتوں فرمایا حضور نے کفار بدعتوں کے بدعتوں بھی کئے انہیں بدعت عطا بھی کئے اس لیے نبی و
اربعینی جوڑا حضور نور نے مجھے بدعت فرمایا معلوم ہوا کہ جو چیز مرد کیلئے حرام عورتوں کیلئے حلال ہے وہ مرد کو بدعت کی جاسکتی ہے اسے مرد سے خرید و
فروخت کیا جاسکتا ہے جسکا استعمال کسی مسلمان کیلئے کسی طرح حلال ہے جو اس کا بدعت یا بدعت نہ ہو اس کی تجارت مسلمان کیلئے حرام ہے ایسے شراب اور سورہ
مسلمان، فیون مسلمان کی خرید و فروخت کر سکتا ہے شراب کی نہیں کر سکتا کہ فیون و سنگ کا دواقت۔ بیپ میں استعمال حلال ہے شراب
کا استعمال مطلقاً حرام اسلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اگر میرے لئے یہ حرام ہوتا تو آپ مجھے کیوں عطا فرماتے اس لئے یہیں لیا
اگر غور فرماتے تو معلوم کر لیتے کہ یہ مجھے پسے کیلئے عطا نہیں ہوا بلکہ عورتوں کو پہنانے کے لئے عطا ہوا ہے اس غور نہ کرنے پر حضور
انور نے ناراضگی فرمائی ہے بعض روایات میں سبائے نسا کے فواطم آیا ہے، تب ان سے مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں یعنی زوجہ

[illegible]

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِسُهَا فَتَحْنُ نَغْسِلُهَا لِمَرْضَى نَسْتَسْقِي
بِهَارِوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فِي لُبْسِ لَحْرِيٍّ لِحْجَةٍ بِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَفِي رَوَايَةٍ مُسْلِمٍ قَالَ لَامَهُمَا شَكْوَا الْفَقْلِ فَرَخَّصَ لَهَا فِي ثَوْبِ الْحَرِيرِ
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَكْرُومٍ وَبْنِ الْعَاصِ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنا کرتے تھے تب ہم اسے بیماریوں کے لیے دھو دیتے ہیں اس سے شفا حاصل
کرتے ہیں مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی
زبیر اور عبدالرحمن ابن عوف کو ریشم پہننے کی اجازت دی اس کی تار شیش کی دھبہ سے تھی مسلم بخاری
مسلم کی روایت میں ہے کہ ان دونوں نے خود کی شکایت کی تو ان کو ریشم قیض کی اجازت دی تھی ۴ روایت
ہے حضرت جہاد بن عمرو بن عامر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر دو کوسی

کافہ کا کسرہ سے تڑو کے پلے کو کھینچ کر لیا کیا ہے ۵ جسے صورتیات شریف میں پہنا کرتے تھے وہ اس کی زیارت کرنے آتے تھے آپ
یہ فرما کر زیارت کرتے تھے معلوم ہوا کہ حضرت کے پاس کی زیارت کرنا مسنت صحابہ سے بھیجے آج ان تریف کی زیارت کرنا جاتی ہے اس کا اخذ یہ حدیث ہے
۶ حضور فرماتے یہ جبہ جناب عائشہ صدیقہ کو پہننا شریف میں یہ فرمایا تھا حضرت اسماء نے یہ جبہ حضرت عائشہ صدیقہ کی میراث میں لیا کہ آپ کی
ان کی وراثت تھیں کیونکہ عائشہ صدیقہ کی حیات شریف میں یہ جبہ صدیقہ کی ساری ملازمت پہننا تھی سو حضرت اسماء کے اس خط آپ نے ہی
بہن ہونے کی وجہ سے بطور میراث یہ جبہ لیا (اشعد مرقات) ۷ یعنی یہ جبہ دھو کر تبرک کے لیے پہنے جاتے ہیں ۸ اس جملہ کے مطلب
ہو سکتے ہیں ایک یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیض کے سالہ دھو دینا ہے بیماروں کی شفا حاصل کرتے تھے کہ اس سے ان پلٹتے تھے اس سے
چھینٹا دیتے تھے۔ دوسرے یہ کہ ہم سے دھو دیتے تھے برکت کے طور پر پہنے کے لیے اس قیض کو باندھ کر دکھا کر سینہ پر رکھ کر بیماروں
کی شفا حاصل کرتے تھے۔ یعنی شفا حاصل کرنا کئی طریق سے تھا (مرقات) ۹ جسے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میری قیض والد کے
چہرے پر لگا دو وہ اٹھ کھڑے ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوار کے تبرکات کی زیارت کرنا ان کا پاس رکھ کر بیماروں کو بیکار مسنت صحابہ
ہے ان میں شفاء ہے۔ آپ زمرہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جڑی سے پیدا ہوا تمام بیماریوں کی شفا ہے حضرت یوسف علیہ السلام سے
فرمایا گیا کہ جسے ہر جگہ ہذا مغتسل باروشو آب اپنا پاؤں لگو اس سے پانی کے چشمے بہا دیں گے۔ اس کا پینا شفا ہے
مرقات نے یہاں فرمایا کہ اس جبہ شریف کو سر پر رکھنا، آنکھوں سے لگانا، بوٹوں سے چومنا اس پر لٹکنا پھرنا شفا ہے (مرقات) ۱۰ معلوم ہوا
کہ جبہ پہنا بھی سنت ہے اور گرہاں یا جوں اگر ریشم کی ہو تو جادو انگلی مبارک سے گھر ریشم کا کپڑا خارش اور جوں کیسے معید ہے اس محبوبی

وَسَلَّمَ عَلَى ثَوْبَيْنِ مُعْصَرَيْنِ فَقَالَ إِنَّ هَذَا مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ قُلْتُ اغْسِلْهُمَا قَالَ بَلْ أَحْرِقْهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَسَنَدُ كُرْحَدِيثَ عَائِشَةَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ
غَدَاةٍ فِي بَابِ مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَصَلُ
الثَّانِي عَنْ أُمِّ سَامَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

رنگے پٹڑے دیکھے سب تو فرمایا کہ یہ کفار کے لباس میں سے ہیں تم انہیں نہ پہنو سب دھوا کہ روایت میں
ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میں انہیں دھو دوں فرمایا کہ انہیں جو دوسرے دھو، ہم حضرت عائشہ کی حدیث
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میں کو تشریف لائے اب مَنَاقِبِ اہل بیت انہی صلی اللہ علیہ وسلم
میں ذکر کریں گے یہ دوسری فصل روایت ہے حضرت ام سلمہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو تم پھر ملے

مرد کے بے زنی کپڑا پہنا جائز ہے سب روایتیں پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے جو سب رنگ دیتا ہے وہ خاص مرد رنگ
مرد کے لئے منع ہے جو عورتوں کیلئے جائز ہے بعض شمار میں ہے فرمایا کہ اگر بنا کہ کپڑا سرخ رنگ دیا جائے تو موسوع ہے اور اگر سرخ سورت سے بنا
جائے تو جائز ہے بعض کے نزدیک مطلقاً منع ہے یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے جو یہ تفصیل کرتے ہیں اسکی تحقیق کتب فقہ میں ملاحظہ
کر دے یعنی کفار حرام و حلال لباس میں یوں ہی مرد و زنانہ لباس میں فرق نہیں کرتے جیسا کپڑا چاہتے ہیں پہن لیتے ہیں چنانچہ سرخ کپڑا عورتوں
کا لباس ہے مگر ان کے مرد بھی پہنتے پھرتے ہیں تم ایسا نہ کرو نہ مردانہ نہ زنانہ چیز سے میں فرق کرو اور فرماتے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کفار کے
باس سے اور مردوں کو عورتوں کے لباس سے پہننا چاہئے سب یہی چونکہ اس کا رنگ پاک ہے اور اس میں خوشبو بھی ہے اس لئے دھونے سے رنگ
اترے گا نہ پوچھنے کی نیگز رنگ دیتا جاتی ہے تو اس میں ناں صابج کر لے کہ کنگ قیمتی چیز ہے اسے دھو کر کیوں پھینکو۔ لہذا اسے آگ میں
ڈالو یعنی پھینک دے، آگ کر دھو عورتوں کو دے دو وہ پہن لیں گی، جلنے کا مطلب یہ ہی ہے جیسے مرد میں کہا جاتا ہے بھڑک میں پھینکو چنانچہ
حضرت یہ مقدمہ سمجھ کر گھڑنے سے گھر میں رہا تھا یہ کپڑا اس میں ڈال دیا دھو کر وہ حاضر ہوئے، حضور نے پوچھا عہد اللہ تم سب
اسی پڑے کا لباس عرض کیا، تنور میں جل دیا۔ فرمایا ہے گھر کی کسی عورت کو دے دیا ہوتا وہ پہن لیتی جو عورتوں کیلئے سرخ لباس حلال ہے
درمقات، ام اعظم کے اہل خالص سرخ کپڑا مرد کیلئے ہر حال کر دے بغیر وہ سرخ سورت سے بایا گیا ہو یا جلنے کے بعد رنگا یا ہو یوں ہی
زعفرانی رنگ کا کپڑا مرد کو کر دے عورتوں کے لباس میں نہ ہوگی اور بھی شریعت میں گھر سے شریعت قوی ہے سب یہی حدیث صحیح میں آیا ہے
یعنی چونکہ میں حضرت جعفرین کریمین کے فصاحت کا ذکر ہے حضور پورے دو دنوں کو اپنے مختلط کپڑے میں لے آیا اسلئے ہم اسے مَنَاقِبِ اہل

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَقْبِصُ رَوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ
يَزِيدَ قَالَتْ كَانَ كُمُ قَبِصَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّسْمِ
رَوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَسَّ
قَبِصًا بَدَأَ بِمِثْلِهِ رَوَاةُ التِّرْمِذِيِّ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ رِزْقَ الْمُؤْمِنِ

زیادہ پسند نہیں ملتا (ترمذی - ابوداؤد) روایت ہے حضرت سہادت یزید سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ
میں اللہ عید وسلم کی قبص کی استینیں کوئی ایک تیس ہے ترمذی - ابوداؤد اللہ ترمذی نے کہا یہ حدیث
حسن غریب ہے روایت ہے حضرت ابوبکر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب قبص پہنتے تو راہنی طرف سے شروع فرماتے تھے ترمذی - روایت ہے حضرت ابویہ
خدی سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ
مسلمان کے تہیند

بیت میں ذکر کی گئی ہے قیاب جمع ہے قرب کی پسے کے پیرے کو قرب کہتا ہے خواہ سلا ہو یا غیر سلا ہذا ہے قیاب جمع ہے تو ہے اور
سلا ہوا یا نہ ہو یا بھی قرب ملے قبص سے مراد سوتی قبص ہے حریر پریشم تو رکھ کر توڑ ہے اور حضور نے بھی ان قبص نہیں پہنی کہ یہ دنیا میں
چھتی ہے اور پسند ہی بودتی ہے قبص کے پسند ہونے کی نہ بظاہر ہے کہ یہ بدن سے بیٹھ رہتی ہے بدن سے سری نہیں نہ میں اسے بار بار
چروانا نہیں پھر اجیسا کہ پارہ اوڑھنے کی حالت میں ہوتا ہے حضور نے بھی تریان نہ ہوتا تھا بلکہ روز ہر رکھوں پر چاک لیا ہوتے تھے جیسے
کہ عادت میں وار ہے سلا ہذا صفت یہ ہے کہ قبص کی استینیں نہ تو کھڑے سے اوپر سے نیچے بھی تھیں یا انگوٹھ تک جس دوا لب
میں ہے کہ حضور انور کی استینیں انگوٹھوں تک ہوتی تھیں وہاں جبہ کی استینیں مرد میں نہ داخلیت میں تعارض نہیں جبہ کی استینیں دراز
ہوتی تھیں قبص کی استینیں چھوٹی تھیں کلا قبص کی استینیں کمری کلائی تک بعض لوگ رخص ہیں یہ صفت کے خلاف ہے سلا کے یا واسکے
کی استینیں ہذا تک ہوتی ہیں یا بالکل نہیں ہوتی یہ بھی حار ہے

سلا یعنی جب قبص پہنتے تو قبص کا دھڑلہ صاف پہنتے یا اس دھڑلہ میں اس طرح کہ اندر ہاتھ لپک دیتی تھیں میں ڈرتے پھریاں اور تانہیں
اس کے برعکس میاں میں جمع ہے مینہ کی جس کی طرف میں یا میں ہے قبص کا ہر دھڑلہ میں ہے استین - اس کی دھڑلہ میں میاں میں جو ارشاد ہوا "اور
ہے کہ میاں کی غیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میں ہو یعنی اپنے بائیں طرف سے شروع فرماتے تھے تب میاں کو جمع فرما تعظیم کے حصہ ہے -

إِلَى أَنْصَافِ سَاقِيهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا
أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ تَارِقُ قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ الزَّارَةَ بَطَرًا وَلَا أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ
أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
زَّارَةَ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقِيهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ
الْكَعْبَيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ تَارِقُ قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا

اس کے آدمی پنڈیوں تک جوں سے اس پر پٹنڈل احمد غنوں کے درمیان میں گناہ نہیں تھ جو اس سے زیادہ نچا ہو
مکا وہ آگ میں ہو گا تھ یہ تین مار فرمایا اللہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت ڈکے گا جو اپنا تہ بندہ فر زیادہ
نیچا رکھے (دیکھئے) تھ (ابراہیم، ابن ماجہ، عیالیت۔) ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے
میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مومن کے تہ بندہ اس کی آدمی پنڈیوں تک
جوں سے اس پر پٹنڈل احمد غنوں کے درمیان میں گناہ ہیں تھ جو اس سے نچا ہو گا وہ آگ میں
ہو گا تھ یہ تین مار فرمایا تھ اللہ

[illegible]

يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ أَرَاةَ بَطْرَارًا وَأَرَاةَ أَبُودَاوَدَ وَابْنِ فَالَجَةَ
وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا شَبَابَ
فِي الْأَرَاةِ وَالْقَبِيصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّمَهُمَا شَيْئًا خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ
إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ فَالَجَةَ، وَعَنْ أَبِي
كَبْشَةَ قَالَ كَانَ كِنَانُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْحَرُونَ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ

اللہ اس کی طرف نظر برکت نہ کرے گا جو فریہ طور پر اپنا تہبند نیچا رکھے (لہذا گھسیٹیں) داہود اور داود ابن ماجہ اور ترمذی
سہیہ حضرت سالم علیہ السلام سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عظیم و عظیم سے روایت فرمایا ہے چوڑا تہبند اور تیس
اور حمامہ میں ہے کہ جہنم میں سے کوئی چیز زیادہ نیچی رکھے بجز تہبند تو قیامت کے دن اللہ اس کی طرف نظر
رحمت نہ کرے گا (ابو داؤد و ترمذی) ابن ماجہ، روایت ہے حضرت ابو کبشہ سے کہ فرماتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ٹوہیاں چوٹی بول قیامت تک (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث منکر
ہے روایت ہے حضرت ام سلمہ سے انہوں نے

بہت ہی درمیں و باریک کی نشانی ہے۔ اسلئے ٹھنکے، دیر تہبند کے۔ یعنی اس جائز کام پر عمل کوئے۔ سر نہ منڈائے۔ داڑھی صرف ایک
مشق رکھ۔ زیادہ بھی نہ رکھے تاکہ ان کی مشابہت سے بچے من تشبہ بقوم فہو منهم۔ کہ اس کی طرح ابھی گزری کہ
صرف نیچا تہبند ہی درست ہے نہ جانے گا بلکہ اپنے پیسے نہ لے کر بھی ساتھ لے جائے گا شہید پوری حدیث تین بار فرمائی یا صرف یہ آخری کلمہ
اسفل الا تین بار فرمایا اسلئے اس فرامی حالی نے ساری حدیث کو حقیقہ کر دیا یعنی فرمایا ہر یا بیشی یا یس و نصاریٰ کی نقل کیلئے نیچے
پانچاے پندرہ روز کا فدیہ ہے۔ اسلئے فقہاء فرماتے ہیں کہ خنجر یا تہبند کیلئے نیچے پانچاے پندرہ روز کا فدیہ تحریر ہے۔ اس کے بغیر کردہ تحریر
یا خلاف مستحب علیہ حضرت مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابن عمر کے بیٹے میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے آپ ہم باہمی
تھے۔ دین و تقویٰ صحیح و مسلم رکھتے حق بات کہنے میں بہت جری اور بے باک تھے۔ حجاج ابن یوسف جیسے ظالم حاکم کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے
سلاسل ایک سو چوبیس ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی بڑے پایہ کے تابعین میں علیہ السلام یعنی صرف یہاں تہبند ہی کردہ و ممنوع نہیں بلکہ حمامہ
کا شلہ کرتے کا دامن بھی اگر ضرورت سے زیادہ نیچا ہو تو وہ بھی ممنوع ہے اس پر بھی یہی حدیث ہے۔

علیہ السلام چنانچہ حمامہ کا شلہ نصف بیٹھ تک چاہیے۔ بعض چوتھوں تک رکھتے ہیں ممنوع ہے اور قیض کا دامن بعضے غریبوں کے نیچے
رکھتے ہیں ممنوع ہے علیہ السلام کا نام عمرو بن سعید انصاری ہے۔ کنیت ابو کبشہ۔ تمام میں قیام رہا علیہ السلام کا صحیح کہنے کی کاف کے

لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ ذَكَرَ الْأَزْوَاقَ لِمَرْأَةٍ يَارَسُولَ
 اللَّهُ قَالَ تُرِخْنِي شَبْرًا فَقَالَتْ إِذَا تَنَكَّشْتَ عَنْهَا قَالَ لَقَدْ رَاعَا لَا
 تَزِيدُ عَلَيْهِ رِقًا لَا فَايِلُكَ وَأَبُودَا لَوْ ذَاكَ وَالنِّسَاءُ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي رِوَايَةٍ
 التِّرْمِذِيُّ وَالنِّسَاءُ عَنْ ابْنِ عُمرٍ فَقَالَتْ إِذَا تَنَكَّشْتَ أَقْدَامَهُنَّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا جب کہ صنف نے تہبند کا ذکر کیا تہ باصل اللہ ترمذی نے
 فرمایا ایک باشت شکائے تہ بولیں تب تو اس سے کہیں جائے گی تہ فرمایا تو ایک گراسس پر زیادہ نہ
 کرے تہ (امک۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ) اور ترمذی نسائی کی روایت میں جو حضرت ابن عمر سے
 ہے یہاں ہے کہ بولیں تب تو ان کے قدم کھ جائیں گے ۳۵

پیش سے پیسے تہ کی جمع ہے تہاب کرا کی، سل ہے کہ معی ڈھکنا اب اسطرح میں ٹوپی کو مکہ کہا جاتا ہے کہ وہ
 سر کو گھیرنے سے ڈھکتی ہے اور اسطرح جمع ہے اسطرح کی بمعنی فرخ اور چوڑی اسطرح زمین مدینہ کو اسطرح بھی کہا جاتا ہے کہ وہ وسیع و
 فراخ ہے۔ یہاں بطحا سے مراد ہے چوڑی ٹون چوڑی ہو اور فرخ کہ سر سے اسطرح نہ رہے بلکہ ساری کھو چڑی پر چڑی رہے حضرات
 صحابہ کی ٹوپیاں ایسی ہی ہوتی تھیں۔ بعض شاعریں نے کام کو تہ معنی آستین کی جمع فرمایا اور حدیث کے معنی یہ کہنے کہ صحابہ کرام
 کی آستینیں فرخ و چوڑی ہوتی تھیں مگر پہلے معنی قوی ہی کیونکہ کہہ کی جمع کام آتی ہے نہ کہ کام مرقاٹ نے فرمایا کہ حضرت صحابہ کی ٹوپوں
 کی چوڑائی ایک باشت ہوتی تھی۔ سارے سر پہ چڑی ہوتی تھیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت صحابہ ٹوپیاں بھی اٹھتے تھے۔ علیحدہ لازم بھی تھے
 بلکہ عامہ بھی ٹوپوں پر ہی، ہاتھ تھے سارے یعنی یہ فرمایا کہ سر سے تہبند آجی پٹنی تک رہنے چاہئیں۔ تب حضرت ام سلمہ نے یہ سوال
 پیش کیا سارے یعنی مومن توحید بھی ہے اگر اس کا تہبند آجی پٹنی تک رہے تو اس کی مدد کیسے درست ہوگی اور اس کی پٹنی ستر ہے
 اس کا کھلا رکھنا آستے منوع ہے سارے معنی مقابلہ مرد کے ایک باشت اپنا تہبند زیادہ سکھ مطلب یہ ہے کہ نصف پٹنی سے ایک
 باشت زیادہ شکائے تاکہ ٹخنے بھی ڈھکے رہیں سکھ یعنی ایک باشت زیادہ سکھ میں اگرچہ پیٹنے کی حالت میں تو اس کا ستر چھپا رہے
 گا، مگر چھٹنے کی حالت میں اس کے قدم ضرور کھیں گے۔ یا بے احتیاطی میں پٹنی بھی کھل جائے گی۔ لہذا ایک باشت زیادہ ہونے سے
 بھی ستر حاصل نہ ہوگا سکھ گز سے شرٹ گز مراد ہے۔ یعنی ایک ہاتھ یا دو باشت جو کڑی ڈھکے یا شہدہ، خچ ہوتے ہیں۔ شریعت میں اس
 گز کا اعتبار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دو باشت زیادہ رکھے۔ اس سے زیادہ ذکر و حذر میں پر گھبے گا اور شخص ہوتا ہے گا ۳۶ یہ
 صہمت پہلے حملہ کی تفسیر ہے وہاں فرمایا تھا تَنَكَّشْتَ عَنْهَا اس کا مطلب یہ بتا کہ عورتوں کے قدم کھ جائیں گے۔ اس سے اشارہ
 معلوم ہوا کہ اگرچہ عورت کے قدم ستر نہیں مگر انہیں بھی چھپا کے رکھنا بہتر ہے۔ جیسے عورت کا چہرہ کسا اگرچہ ستر میں مگر انہیں مرد سے
 اس کا چھپانا بہتر ہے۔ اب تو یہ باتیں بڑی پرکائی معلوم ہوتی ہیں ۳۷

مرا۔ تمہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمار باندھتے تو اسے اپنی کدھوں کے درمیان شکستے
 خیمہ زد فرمادی اور فرمایا یہ حدیث، مکن غریب ہے۔ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر
 سے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے عمار باندھا تو اسے میرے آگے اور
 میرے پیچھے لٹکا دیا۔ (ابو داؤد) روایت ہے حضرت رکانہ سے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے روایت فرماتے ہیں کہ ہمارے ہر مشرکین کے درمیان حرق ٹوہیوں پر عمارتیں تھیں (ترندی)
 اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ اللہ

رنگ دھوا جائے۔ حلقہ بڑا ہے۔ سفید کپڑے میں باندھ کر منی۔ سفید کپڑے پر سیاہ رنگ پر سیاہی پڑے کا ۲۰ عمارتیں الطیب کے منی
میں رہے۔ ماحول میں وزیہ نش سفید کپڑے میں ہے۔ آواز دوسری میں۔ وہ جو درود بولے جو صواب دے گا۔ یہ سیاہ علمہ بانٹھا۔ سرخ موز
یعنی سبز دھاری اور ڈیڑھ پھیلا۔ حور کا کپڑا رنگین بودہ سب بیان جو کے لئے ہے۔ یہ فرماں ملایا۔ استجاب کیے۔ بعض طلبہ صوفیا رنگین
کپڑے پہنتے ہیں وہ بعض پہلے کہ جلد ملے و حور نہ پڑی۔ ورنہ مسئلہ ہے۔ سفید کپڑا بہت ہی بہتر ہے۔ بعض لوگوں میں متصور ہے کہ حور کا
رنگین کفن وہ غلط ہے۔ ہر وہ کو سفید کفن دینا بہتر ہے۔ کہ اب اسکی گفتگو اور ملاقات فرشتوں سے ہوئے رہا ہے تو اچھے کپڑوں میں ہونی چاہیے۔ اچھے
کپڑے سفید ہوں۔ یہاں مرقعات سے سفید رنگت پرست اعلیٰ گفتگو کا ہے۔ سالہ جی علمہ ترین کا کنارہ مبارک ہے۔ فارسی میں علمہ اور عربی میں علمہ
کہتے ہیں نصف پیٹھ تک ہوتا تھا۔ وہ دونوں کہ حور کے درمیان شکار بتاتا تھا۔ وہ پیٹھ پر یا سینہ پر گر سید رہتا۔ اصل سے یعنی سانس و مرقعات
اس سے معلوم ہوا کہ بغیر شلہ کے علمہ باخوشا ممنوع ہے۔ مسئلہ کا علمہ ٹوپی اور شلہ سے ہوتا ہے۔ کھانسی کھڑا بغیر ٹوپی اور بغیر شلہ کے ہونا
شلہ جی میرے سر پر خود اپنے دست مبارک سے علمہ پڑتا۔ آج کل قاضی تحصیل طلبہ کے سوا پر علمہ علمے پیٹتے ہیں جسے رسم و ستارہ نہ کہہ جاتا ہے۔ اس
اصل یہ حدیث ہے۔ شلہ اس طرح کہ نہ کہ کاپلا شلہ تو سید پڑا اور آخری شلہ شیخ پڑا۔ یہی سنت ہے۔ جس لوگ آخری شلہ اوٹھا رکھتے ہیں جسے
طلحہ کہتے ہیں یہ علمہ سنت ہے۔ وہاں یہاں مرقعات نے فرمایا کہ یہ دوسرے شلہ کہہ دیا گیا ہے کہ یہی خیال رہے کہ نہ کہ گانہ کے لئے سنت۔ ہاتھ اور

تَأْصِيعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ
أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ أَيْسَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ أَكَلَ طَعَامًا ثَمَرًا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَ
رَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ غُفْرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ أَبُو دَاوُدَ وَمَنْ لَيْسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
كَسَانِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ غُفْرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَكَانَ عَائِشَةُ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

۱۰۰ کے یہ بھی پر بنایا گیا اس کی غرامت جو اس کی اور بھی کے یہ پر بنایا گیا اس کی ترس سے تیری پند آگتا ہوں ۔ سد
در تندی ماہود اود۔ ۱۱ : روایت ہے حضرت مساد ابن انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھا
کھائے پھر کے شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری بغیر قوت و طاقت کے مجھے یہ صلہ
نہرایا تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دینے جاتے ہیں گناہ (ترمذی) اور ابو داؤد نے یہ زیادتی کی
کہ جو کوئی کھڑا اپنے تو کے شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری طاقت و قوت کے
مجھے یہ عطا فرمایا تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دینے جاتے ہیں غلہ : روایت ہے حضرت عائشہ
سے فرمائی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ أَرَدْتَ الْحَقَّ فِي قَلْبِكَ مِنَ الدُّنْيَا كَرَاهِي
الزَّالِيهِ وَبَيَّاتِكَ وَجَالِسَةَ الْأَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَعْلِفِي ثَوْبًا حَتَّى تُرْفِعِيهِ رَوَاكَ
الْإِمْرِيُّ قَالَتْ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَالِحِ
ابْنِ حَسَّانٍ قَالَ فَقَالَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ صَالِحُ بْنُ حَسَّانٍ مُتَكْرِرًا حَدِيثٌ
وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَأْسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْمَعُونَ إِلَّا تَسْمَعُونَ إِنَّ الْبَدَأَ أَدَاةَ

نے فرمایا اسے ماٹھ اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو تم کو دنیا سے اتنا کال ہو جیسے سوار سفر کا تو شرعاً اور
امیروں کی مجلس سے اپنے کو پہاڑ سے اور کسی کپڑے کو پرانہ نہ سمجھو حتیٰ کہ اسے پیوند کا لکھ (ترمذی، المعجم
یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے صالح بن یسار کی ہی حدیث سے پہچانتے ہیں، محمد بن اسماعیل
نے کہا کہ صالح بن حسان مکرر الحدیث ہے وہ روایت ہے حضرت ابوالاعور ابن عباس ابن ثعلبہ
سے روایت ہے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم نہیں سنتے کیا تم نہیں سنتے بے شک
پرانے کپڑے پہنا

حضرت ابوالاعور عدیث کی، لکھ فرقہ کے سامنے، دنیا و آخرت میں اچھی طرح ملنا، کال عمر پر میرے ساتھ رہنا جس کی وجہ سے میں تم سے بہت خوش
رہوں تو یہ عمل کرنا اسلئے یعنی حضورؐ، دنیا پر فحاشی کر دینے سے مسافر سے ملنے ہوئے حضورؐ، ملنا رکھنا۔ سنت ملنا کو جو جو وہاں لکھا ہے
اسلئے میں خود تو اللہ ربہ کی کوشش کرنا بہت دیر ہے۔ اللہ کی مجلس سے بھی پر کر کر اللہ کے فاعل اور منکر اللہ و مردی، یاد و صورت مرد
ہے جب اللہ کے پاس بیٹھے سے ناشکری کا جذبہ پیدا ہو کر یہ ترانا چلا رہا ہے میں غریب ہو رہا ہوں حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عثمان غنی
اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کے دولت مند تھے ان کی صحبت کیا تھی اسلئے یہ انتہائی قناعت کی تعلیم ہے کہ یہ زبردستی کپڑے پہنے میں عار نہ ہو حضرت
انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ جبکہ آپؐ خلافت المسلمین کے کہ آپ کے کپڑوں میں اوپر تھے میں پیوند کا یکساں لکھ لکھے تھے کہ
پیوند لکھ لکھا تو اللہ کا یا حضرت عمرؓ بن خطابؓ کے زمانہ میں خطیب ابوالاس وقت آپ کے تند شریف میں مار پیوند تھے و مرقا، مقصد یہ ہے
کہ یہ زبردستی کپڑے کے پیسے میں عار نہ ہو، چاہئے۔ بعد از حدیث اس حدیث کے خلاف ہے، چنانچہ ہر شارب جبکہ آپ کی حیات کا اتر تم پر عار ہو یا ہر
کسیا کپڑا تو زبردستی غیرت کر دے۔ ابی حسان نے حضرت ابوالیوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کی سواری لرا لیتے تھے۔ اپنا اعلیٰ
پال عمر کی لیتے تھے۔ چہ فیض میں پیوند لگا لیتے تھے اللہ پس لیتے تھے اور فرماتے تھے نہ جو میری سب سے لغز، لکھ لکھ لکھ لکھ
سنت سے یہ (مرقات) اسلئے اسلئے حضرت منکر کے معنی اس کی تعریف اور اعلا سے کے اسامہ و اسامہ کتاب میں عرض کیجیے

مِنَ الْإِيمَانِ إِنَّ الْبَدَأَةَ مِنَ الْإِيمَانِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَوَعْنُ بْنُ عُزْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَسْ ثَوْبَ شَهْرَةٍ
فِي الدُّنْيَا كَبَسَهُ اللَّهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو دَاوُدَ وَ
إِبْنُ مَاجَةَ وَوَعْنُهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو دَاوُدَ وَوَعْنُ بْنُ عُزْرَةَ

پہنا ایمان سے ہے۔ بے شک پہلے پڑے پہنا ایمان سے ہے (ابو داؤد) : روایت
ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو دنیا میں شہرت کا
لباس پہنے گا اللہ اُسے اذیت دے گا قیامت کے دن وقت کا لباس پہنے گا ۔
(احمد ابو داؤد ابن ماجہ) : روایت ہے ان ہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جو کسی قوم سے مشابہت کرے گا تو وہ ان ہی میں سے ہو گا ۔ (احمد ابوداؤد)
روایت ہے حضرت ابوہریرہ

کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ایک اور لباس جو پہننا ہی چاہیے وہ ہے جس سے اللہ کا نام ایسا ہی ہے جس سے اللہ کا نام ایسا ہی ہے۔ یہ نصیحتیں ہیں۔ یہاں پر
دوسرے ہر نامہ مراد میں آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ جس نے اللہ جنم میں اس کا مطلب بھی وہی ہے جو ہم بیان کرنا کہ معمولی
لباس پہنے پہلے پڑے سے سر و عذر نہ ہو کہ بھی ہیں یہاں سے متنی کی علامت ہے۔ ہمیں اعلیٰ حد کے لباس پہنے کا عذر ہی چاہنا
کہ معمولی لباس پہنتے شرم آئے طریقہ تکبر کا ہے۔ یہاں ایمان سے ملو کہ ایمان ہے۔ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے۔ ان کے یہاں ایسا لباس پہنے جس سے لوگ اُسے ایمان میں دیکھیں۔ یہاں سے آئے لوگ بڑا ملک اللہ را فقیر صوفی دلی گھیریں۔
قسم کے لباس شہرت کے لباس ہیں۔ بعض لوگ کوٹا کا لباس پہنے دیکھا گیا یہ بھی شہرت کا لباس ہے۔ غرض کہ جس لباس میں یہ ہمت ہو کہ اس کی طرف لوگوں
کی انگلیاں اٹھیں، لوگ اس کی عزت کریں جو ابیرہ خواہ ولی کہہ کر دہ اس کی شہرت ہو۔ عزت اللہ ہو سکتی ہے جسے ہاں دیں عزت نے فرمایا نہ
مسخرہ ہاں کا لباس پہنتا جس سے لوگ ہنسیں۔ یہ بھی لباس شہرت ہے۔ مسئلہ قیامت میں سب لوگ نگاہیں گے۔ پھر میدان عشرت میں سب کی تہ پٹنی کی جائے گی۔
شہرت کا لباس پہنے والوں کو وہ لباس ملے گا جس سے اسی ذات ظاہر کے عکس ہو گا۔ جس کی ہوا کہہ کر جس کا لباس پہنے باوجود قوت کے لباس داخرو
نہ پہنے۔ فتنہ شہرت میں لباس عزت ملے گا۔ بشرطیکہ نیت صلاحت ہو کہ جس میں جو شخص دنیا میں کفار فاسد و عمار کے لباس پہنے، اس کی شکل بنائے کل
قیامت میں ان کے ساتھ ملے گا۔ اور جو متقی مسلمانوں کی شکل بنائے ان کا لباس پہنے۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے فراموشی کا لباس پہنے لگیں۔

[illegible]

وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَتْرَعْتَهُ عَلَى عَبْدِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرًا لِنُغْرَايَ
رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فَقَالَ مَا كَانَ يَحْدُ هَذَا مَا يُسْكِنُ
بِهِ رَأْسَهُ وَرَأَى رَجُلًا عَلَيْهِ شِيَابٌ وَشِخْهٌ فَقَالَ مَا كَانَ يَحْدُ هَذَا
مَا يُغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَعَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ
عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى ثَوْبٍ
دُونُ فَقَالَ لِي أَلَيْكَ مَا قُلْتَ نَعَمْ قَالَ مِنْ آتِي الْمَالِ قُلْتَ مِنْ كُلِّ

کہ اللہ پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر دیکھا جائے نہ درندی + روایت ہے حضرت
جابر سے فرماتے ہیں۔ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کے لیے تشریف لائے تھے تو ایک
شخص کو برگندہ بال دیکھ کر اس کے بال بکھرے ہوئے تھے تھے تو فرمایا کہ یہ شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے
اپنے سر کو جمع کرے تھے اور ایک شخص کو دیکھی جس پر بے کپڑے تھے تو فرمایا یہ شخص وہ چیز نہیں پاتا جس
سے اپنے کپڑے دھوئے تھے (احمد، نسائی) + روایت ہے ابو الاحوص سے وہ اپنے والد سے ملائے
فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا مجھ پر عمری کپڑے تھے کہ تو فرمایا کیا تمہارے پاس
کچھ مال ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کونسا مال ہے میں نے کہا کہ اللہ نے مجھے ہر قسم کے

سہا بھی جسے اللہ تعالیٰ نے مل دیا ہے تو وہ ہر کی ہر چیز سے بڑھ چکا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی سب کا اجر ہو اور فقرہ سے غنی سمجھ کر
اس سے کچھ مانگا بھی سکیں اگر اللہ نے عالم دیں بنایا ہے تو عالمہ دیں سے تاکہ حاجت مند لوگ اس سے منسلک ہو کر ہر شے کی سب کا اجر بھی سکھیں اس کی
نعمت چھپا کر نہیں ہے یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ عمری کپڑے پہنا ایمان سے ہے وہ بیکر تکلیف کی راحت میں ہیں مگر اور ظلمت میں ہیں مگر
ایکس ہی چیز تک نیت سے بڑی ہوتی ہے۔ دوسری نیت سے اسی سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں خادموں سے ملاقات کیلئے ان کے گھروں پر بھی
تشریف لے جاتے تھے اسی میں ان کی عزت افزائی ہوتی تھی۔ اور ان فرما کر یہ سنا کہ یہ تشریف کسی کی مہار پر کسی یا تندر وغیرہ کی تقریب کے سلسلہ میں
تھی صرف ہم کو نونہ کے لئے تھی سلسلہ یا ہمارے گھر میں یا راستہ میں ایسے شخص کو دیکھا سلسلہ یعنی کہ جس کے پاس تو سونہ تیل بھی نہیں کہ بالوں
میں مٹا کر لگائی کرے اس سے اس کے بال بکھر کر نہیں مگر جمع ہو جائیں سلسلہ میں کیا اسے تھوڑا سا حای میتر نی میں سے کپڑے صاف کرے۔
خیال ہے کہ عزت اور بکری میں فرق ہے بیکر کے لئے اچھا لباس پہننا ممنوع ہے اس کے لئے ارشاد ہوا اَلْبِطَقُ اِذَا قَامَ اِلَیْهِمْ اَوْ عَرَسَتْ کَیْفَہِ
اَعْلٰی بَاسٍ پھنسا اچھا ہے جس کے متعلق یہاں ارشاد ہوا اَلْبِطَقُ اِذَا قَامَ اِلَیْهِمْ اَوْ عَرَسَتْ کَیْفَہِ اَعْلٰی بَاسٍ پھنسا اچھا ہے جس کے متعلق یہاں ارشاد ہوا اَلْبِطَقُ اِذَا قَامَ اِلَیْهِمْ اَوْ عَرَسَتْ کَیْفَہِ

الْمَالِ قَدْ أَعْطَانِي اللَّهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالزَّيْتِ قَالَ
 فَإِذَا آتَاكَ اللَّهُ مَالًا فَلْيُرِي أَثَرِيْعَةَ اللَّهِ عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ
 وَالْبُسَاتِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَنِ بِلَفْظِ الْمُحَايِجِ + وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 عَمْرٍو قَالَ قَالَ مَرْجُلٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَحْمَرَانِ فَسَمِعَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَامَ يَرُدُّ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ + وَعَنْ عُمَرَ بْنِ
 ابْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا أَرْكَبُ الدُّرَجُونَ

مال سے دیا ہے لے اونٹ گھنے اور بکری اور گھوڑے اور غنم فرمایا تو جب تجھے اللہ نے مال دیا ہے تو
 پائینے کے لئے کہ نعمت اس کی بخشش کا اثر تجھ پر دیکھا جائے (امام نسائی) اور شرح مسند میں
 صحابہ کے الفاظ سے ہے کہ : روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص گدا
 جس پر دو سرخ کپڑے تھے تو اس نے نبی سے اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کیا۔ حضور نے اس کا
 جواب فرمایا کہ (ترمذی ماہور اور) : روایت ہے حضرت عمران بن حصین سے کہ نبی سے اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ تو میں کوئی گدا نہ ہو کہ اس سے پرہیز ہو گا کہ

آپ نے اپنے والد ابن مسعود اور ابن عمر کی تسبیح سے ملاقات کی۔ آپ سے خواجہ حسن بھری جو اسحاق اور عطاء بن مسدود سے احادیث
 روایت کیں۔ آپ کے والد ملک اس پر صحت میں ہے جو میری ملکیت ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مسند میں کیا جو تھا کہ کپڑے چھٹے پرنے کم
 قیمت پر تھے کہ ہونے والے میں عرب میں جس ملک کی بہت قدر ہوں ہے جانور غلام، ان میں سے اللہ نے مجھے ہلال دیا ہے عرب میں جانور،
 کی ملکیت کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا جیسے آج کل رب اور شہری یا دارو کے کی بڑی عزت ہوتی ہے سہ یعنی قیمتی درمیان چڑھنے
 پہنونا کہ لوگ سمجھیں کہ تم پر اللہ کا فضل ہے۔ یہ بھی اللہ کا شکر ہے۔ مطلب وہی ہے کہ شکر کیے اچھا لباس پہنے، فخر کے لئے نہ پہنے کبھی اچھا لباس
 پہنے شکر کے لئے کبھی معجز، پہنے انک کے طور پر اپنے کو چھ کھانے، اچھے لباس کا علوی نہ بنے کہ کبھی معجز کھانے نہ سکے سہ یعنی ان روایتوں
 روایتوں کے الفاظ مختلف ہیں۔ مضمون ایک ہی ہے۔

سہ خاص سرخ، کیونکہ مخطوط سرخ سر کو بلا کر اہمیت جانتے۔ یہ حضرت اس وقت مسند بھی سرخ پہنے تھے اور قبض بھی سرخ سہ اس حدیث
 کی بنا پر بعض علماء نے مرد کیلئے سرخ کپڑے پہنا کر اہم فرمایا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ کرنے کی حالت میں خدائے سلام کے لباس کا
 مستحق نہیں ہوتا۔ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا سہ طریق نے بروایت عمران ابن حصین روایت کی
 کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سرخ رنگ سے بچو کہ یہ شیطانی رنگ ہے (ملاقات) کے آخر میں ان سے

[illegible]

مِثْلَ الْأَعَاصِمِ عَنْ رَكُوبِ الْمُمْرُورِ وَلَبُوسِ الْخَاتِمِ إِلَّا لِمَنْ سُلْطَانٌ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَانِيُّ عَنْ عِيٍّ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْ خَاتِمِ الدَّاهِبِ وَهَنْ لُبْسِ الْقَيْسِي وَالْمِيَاثِرِ الْأَرْجَوِي وَعَنْ
مَعَاذِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْكَبُوا الْخَزَا
وَلَا الْيَمَارَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَانِيُّ عَنْ عَيْنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَارِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمِيَاثِرِ وَالْحُمْرَاءِ لَدَا كُفً

میسوں کی طرح ہے اور پیتے کی کھال پر سوار ہوئے سے اور انگوٹھی پہنتے سے سارکومت دے کے سٹ
(ابوداؤد، سنن) ۱۶ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سوسے کی انگوٹھی اور قس کی کڑے اور اونٹنی کے گدیوں سے منع فرمایا تھا + روایت
حضرت معاویہ سے ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہ تو ریشم پر سوار ہو اور نہ
پیتے کی کھال پر سوار ہو + روایت ہے حضرت براء بن عازب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع فرمایا تھا

پہنتے کر پیتے ہیں۔ یہ حرام بھی ہے اور سخت نقصان دہ بھی، بعض مرد اور عورتیں اپنی کلاں اور دھاروں میں سونے کے ذریعہ سر و دھیرہ بھر دیتے
ہیں، جیسے نیکو گونا گونا گے یہ بھی سخت منکر ہے یوں مرد کا سنگے بوزر ایک ساتھ سوار اور عورت کا ہر ہنہ ایک ساتھ سوار حرام ہے کڑے پہننے
ہوں تو جائز ہے اگر عورت پر ہونے لگے ایک بستر میں سونے تو سونے میں نہ کہ چار دھیرے ڈھکیے ہوئے ہوں۔ بالکل ننگے رہنا سونا مس ہے اکیس آری کا
بھی سرا اور اسی میں سے سفید بال بونچ کر لنگ کر دیا مس کیلئے تو منکر ہے + یعنی دھیرے کا کڑے بھی بے سود اور ام سے جو کسی کو نظر میں آتا تو اس پر
کا کڑے ریشمی ہو تو سخت حرام کہ وہ تو مس بھی آتا ہے یہ حکم مرد کیلئے ہے سنا یہ نہایت صحت سے حکم ہے چار لنگ سے زیادہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ انگوٹھی کاٹنا
سے مستحب ہے مسلمانوں کے لئے سونا ہے احکام، فرماتے ہیں کہ ہندوؤں کی سی وصیت انہوں نے کرنا چاہنا شروع سے اس کا خاتمہ حدیث بھی ہو سکتی ہے۔
سٹ حکومت سے مرد عام حکومت ہے دینی جو یا دنیاوی مسد مفتی، قاضی، محکم سب سے اس میں داخل ہیں کہ ہر دانی انگوٹھی پہننے لگا، اپنے حقوق اور فیصلوں
پر اس انگوٹھی سے دھیر لگا یا کریں۔ گروہ بھی چاندی کی ہو سوا چاندی تک غلام ہے کہ عام مسلمان مرد کو انگوٹھی نہ پہننا بستر علیا و حکام کو چاندی کی
انگوٹھی پہننا بالکل درست ہے سونے کی انگوٹھی عورتوں کو حلال ہے مرد کو حرام، نو بابر شاہ - انہی کی انگوٹھی جتنا مرد و عورت دونوں کو حرام ہے مسئلہ قس
وہ کپڑا ہے جو شرف میں بایا جا کا ہے قس مصر کا ایک شہر ہے وہاں سے ریشمی کپڑا بنانا عوامی شرف ہے جس سے سفیر کی مشرودہ گدیہ جو زمین بڑا
ر اس پر سوار ہوا حاکم ہے۔ سٹ معلوم یہ نام کے بہت صحابہ ہیں مگر جب مطلقاً معلوم یہ یوں عارضے تو اس سے مراد حضرت امیر معاویہ رضی

شری سسہ ۹ روایت ہے حضرت ابو دھر نے بھی کھدہ کرتے ہیں کہ میں ہی سے ہندو عید کے کی مار گاہ میں حاضر ہوا، آپ پروردگار کے لئے کھدہ کرتے ہیں کہ بال ہندو پروردگار طلب تھا کھدہ اور سفید بال سرخ تھے کھدہ ترخی اور بود بود کی طاعت میں سے کہ آپ دھرم داسے سے کھدہ جن میں ہندی کا تر تھا کھدہ طاعت ہے حضرت انس کے کہ ہی سے ہندو عید کے بیمار تھے کھدہ تو حضرت عباس پر تکیہ لگائے تشریف لائے

ابو سفیان کو نے ہی وہی یہاں مراد میں ہے یعنی کھڑے نہ کاخ پر رہتا تھا کہ یہ بات یہ کہ گھڑا تھا کہ اس پر سو رہا ہو وہ جانو کہ اس کی کھاد کو کہنے
یا کھانے سے وہاں تک پہنچا دیتا ہے جیسے بہت کھانہ پر بیٹھتے یا کھاتے ہوتے ہیں وہاں سے کھاد یا کھانہ کے ذریعہ پہنچا دیتا ہے
وہاں کی درگاہی اگر یہ قوی نہیں ہو کہ وہاں سے کھانہ یا کھاد پہنچا دیتا ہے نہیں نیز اس کی معنی ہے کہ وہاں سے کھانہ یا کھاد پہنچا دیتا ہے
یعنی خدا کی کھانہ سے ملنے فرما یا اور تاباں ہے اس کی شرح اور وہاں سے کھانہ یا کھاد پہنچا دیتا ہے اس کا کھانہ یا کھاد پہنچا دیتا ہے
مگر یہ نہایت سچا ہے کہ اس کا پسند یا وہاں سے کھانہ یا کھاد پہنچا دیتا ہے کہ ہم میں اختلاف ہے یا تو یہاں سے کھانہ یا کھاد پہنچا دیتا ہے
قبیلہ تمیم اب سے ہی کہ کہ تمیم تمیم ہے۔ جس کو کہ کہتے ہیں کہ تمیم میں اپنے والد کے ساتھ کہنے اور دونوں مسلمان ہو گئے۔ بعد میں کوفہ میں
قیام اور معات و مرثات (اشعہ المعات) اس کے قیام اور تبند شریف یا تو اس کے معنی تھے یا اس میں مسزطرباں تھیں پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں۔

جنتیوں کا لباس منبر ہوگا۔ رہتہ تعاقی فرما کہ عالمہ تیاب سب سے خاصہ اس سے معلوم رکھو کہ وہ کس طرح پہنتا جائے گا۔
اس محل شریف کی اتباع میں ہو تو مستحب ہے کہ یہی سرسبز کپڑے، ایک آدھ بال شریف سفید مقدس شرعی تنگیر کی بیان کر سکتے ہیں جو حضور
اقدس کے سفید ہاتھوں کے متعلق یہ روایات ہیں جو وہ بال شریف سفید تھے۔ سترہ تھے۔ میں تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اولاً چودہ بال شریف سفید
ہوئے ہوں پھر آخر میں سترہ مبدل میں اور تین راضی شریف میں۔ کل بیس۔ لہذا تینوں روایات درست ہیں۔ سترہ اس عبارت کے
میں مطلب ہو سکتے ہیں ایک ایک وہ سفید بال ہندی سے سرخ کئے گئے تھے۔ دوسرے یہ کہ قطر یا خوشبو دار تیل کے رنگ سے سرخ تھے
یا یہ کہ وہ خاص سفید نہ تھے بلکہ بالی، سرخی تھے جب بال سفید ہونے والا ہوتا ہے تو پہلے سرخ ہوتا ہے۔ پھر سفید یا اور جلدی طرف
سے سفید ہوتا ہے نوک کی طرف سے سرخ ہے سرخ کر کے بال جو کان کی گند یا کبھی دفرہ کہلاتے ہیں اور جو کان و گندھوں کے درمیان ہوتا
انہیں حجبہ کہلاتا ہے۔ اور اگر گندھوں تک پہنچ جائے تو نثر میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف کبھی دفرہ ہوتے تھے کبھی جبہ کبھی
گندھوں سے یکے باہر مردوں کے سے بہتر نہیں۔ اس کی تہذیب انشاء اللہ علیہ ترقی کی عادت میں ہوگی۔ لہذا یہی اس چند سفید ہاتھوں کو

عَلَى سَامَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَطِرٌ قَدْ تَوَشَّحَ بِهِ فَتَلَّى بِهِمْ رَوَاكُ فِي شَرْجِ
الْشَّيْءِ وَوَعَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَانِ
قَطِرَتَانِ غَبِطَانِ وَكَانَ إِذَا قَعَدَ فَعَرِقَ ثِقْلًا عَلَيْهِ فَقَدِمَ مَبْزُومِ الشَّامِ
بِقُرْنِ الْيَهُودِ فَقُلْتُ لَوْ بَعِثْتَ إِلَيَّ فَأَشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ إِلَى
الْمَيْسَرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا تُرِيدُ إِنَّمَا تُرِيدُ أَنْ تَدَّ هَبَ
بِمَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذِبٌ قَدْ عَلِمْتُ أَنِي مِمَّنْ

آپ پر ظری کپڑا تھا جس سے آپ پہنے ہوئے تھے مگر انہیں نماز پر زمانہ (شرح سنن) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دو قطری موٹے کپڑے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو پسینہ آجاتا آپ پر بوجہ رک دہرے سے تھے پھر فرما رہے تھے کہ یہودی کا کپڑا آیا ہے میں نے عرض کیا کہ کاش آپ اس کے پاس کسی کو بھیجتے اس سے دو کپڑے روپیہ آنے تک خرید لیتے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس بیٹھا دو بول میں جاتا ہوں کہ آپ کیا چاہتے ہیں آپ چاہتے ہیں کہ میرا مال دلائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھٹا ہے وہ ہوتا ہے کہ میں ان سب میں زیادہ

مہندی سے سونے کیا گیا تھا مگر بیان کا اہم اہم ہے۔ حق یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہ اس طرح نہ کسی اور رنگ کا آپ کے ہاں شریف خضاب کا ہر رنگ سفید ہوئے ہی نہیں جب سرکار رسولی میں ڈالتے تو وہ سفید یا بظاہر سوت تھے وہ نہیں چند سفید مال ظاہر نہیں ہوتے۔ اس میں ثابت ہے کہ نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک کیلئے شریف میں مہندی لگائی ہے رشتہ خیر و اخی شریف بھی مہندی سے دھوئی ہے۔ یعنی صلائی کیلئے مہندی لگا کر دھوواں ہے کہ ظاہر میں وفات مراد ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قطری یعنی مٹی درجہ کا کپڑا ہوتا ہے جو موتی ہوتا ہے مٹی پر سہی حاشیہ پر مٹی درجہ کا کام ہوتا ہے قطری کہ بتی کا ہر جہ میں بحر میں دریاں کا تیار کرنا ہوتا ہے جیسے ہاں ٹھکانہ کی ٹھکانہ جیسے قوم ہر ایک چادر میں پٹا ہوتا ہے کہ چادر کے دونوں کنارے کندھوں پر چڑھے تھے تو توجہ نہ توجہ سے کسی کٹنگی چونکہ کٹنگی کل لے کے پٹا ہوتا ہے اس سے کپڑے میں پٹے کو شیشے کی سی مٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آخری نماز پر زمانہ تھی اس کا تفصیلی بیان انشاء اللہ وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں آئے گا۔ یعنی کہ میوہ میں ان کپڑوں میں پسینہ آجاتا تھا بعض لوگوں نے تفصیلی معلق کا تشبیہ پڑا ہے۔

۵۔ اس دوری فاجر کا نام مظلوم ہو سکا۔ برکتیں ہی میرے کپڑے کو برکت کے تاج کو دے رہا تھا۔ اب تاج بعض نے بڑا اور خرم میں فرق کیا ہے سوئی کپڑ پر اور نہ کپڑ خرم ورتاب پٹہ آنے سے مراد ہے تو کپڑے کے پاس مہندی کے پاس مٹا یعنی اس وقت حضور کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اور حار خرم میں اس سے وعدہ فرمائی کہ فلاں تاجی ملن دن تک تم کو رقم دے دی جائے گی حیاں۔ سے کہ لادہ بغیر داری میں

میں نے حالاکہ مرد کو گلاں پٹڑے پہنے ٹھونڈی میں میں نے بے خبر میں پس لے تھے سہ کیونکہ حضور انوکا یہ کیا فرمایا سو اس کے سے نہیں ٹیکہ اظہار
عجب اور نکار کے لئے بے کرم نے میرے صحابی کو یہ کیا کیا، مجھ کو بی مرض پٹڑے کیونکہ پس لے سہ یہ ہے صحابہ کرام کا عشق رسول اور اس
عشق کا جذبہ جس پٹڑے سے اپنا پیارا ناراض ہو داپسے گھری بھی نہ رکھا چہ جائیکہ بدن پر رکھتے۔ یہ نہ غور کیا کہ یہ ماں کا بہرہ دکرنا ہے،
اسراف یا تعذر ہے۔ یہ تو وہ سوچ جو عقل کو حاکم بنائے عشق آیا عقل و حمت مریگی۔ شعر

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْنَى يَخْطُبُ عَلَى بَعْلِهِ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ أَحْمَرٌ وَعَلَى أَمَامِهِ
يُعْبَرُ عَنْهُ رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ، وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدًا سُودًا عَفْلَسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ فِيهَا وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ
فَقَذَاهَا رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ، وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَيْتُكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ قَدْ وَقَعَ هَدْيُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ
وَعَنْ دُحْيَةَ بْنِ خَلِيفَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبَابٍ

کلی اندر میرے دم کو مٹی میں اپنے ہر ہر معبودیت دیکھا آپ پر سرخ چادر تھی لہذا علی آپ کے سامنے تھے
آپ سے لوگوں کو پہنایا۔ تھے وہ ابو داود روایت۔ نے مسند عائشہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے کالی پادری رک کئی حضور نے وہ پہن لی قریب اس میں پسینہ یا اس سے ان کو دوسروں کی قرآن سے الگ
فرمایا تھے ابو داود روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا آپ ایک چادر سے پوشے ہوئے تھے تھے جس کا چھٹنا آپ کے قدموں پر پڑا تھا ابو داود روایت
روایت ہے حضرت دحیہ ابن علیہ سے کہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبایلی کپڑے لائے گئے تھے

اس کی روایت کا سجدہ ہو کہ طواف

بوشی میں جو نہ ہو تو کیا نہ کرے

تھے اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام پر اسے حجاب دفرایا معتمد نے کہا یہ وہاں کیسے مسند مبارک اور تو کو سوچو دیکھنی بزرگ کے کپڑے
پہنا باہل جائز ہے مرد کو دوسرے میں اس کی بحث پس ہو چکی ہے لہذا جیسی تھا روایات میں رخ سے مراد لیں دہادی در کپڑے میں خاص بہ مرد
نہیں ہوتا۔ نہ یہ حدیث سرخ یا کسی کی حرمت کی حدیث کے خلاف میں تمام حدیث کا اتفاق ہے کہ یعنی جمع و مجموعہ مسند تھلا حضور کی اولاد سب
نکاح پنج نہیں کہتی تھی۔ اسے حضرت صاحب حضور کے کچھ روایت حضور کے فرماں عالی بلند آواز سے تو ان تک پہنچا رہے تھے۔ یہاں بعد مرد توجہ کرنا ہیں مگر
اشنعہ الاممات نے فرمایا کہ حضور خود کہ از قریب تک بطور معجزہ پہنچ رہی تھی حضرت میں مطلب بھلا رہے تھے۔ یہ معنی بعد کے بہت ہی مورد میں
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرہ بہت ہی ناپسند تھی، کپڑے کی ہو یا مسک، پہنی یا کسی اور چیز کی طبیعت پاک بہت ہی طیب و عطر و لطیف تھی اس
لئے کہ میں حضور نے یہ ہونی چاہی ہو کر وہی عباد کو مانے کہ دھنا طہر کی صورتی کے وقت معطر ہو کر حاضر ہوا کریں بدو بدو کپڑے یا بدو دار منہ
سے محبت میں نہ عباد کریں جو ناخوش کا استعمال کریں گے تھلا کپڑے جس پر فساد مشتمل ہے یا پٹا سیاہ جو وہ پادری ہوا اکیل۔ محتسب ہے حجاب سے جس
کے معنی ہیں اگر وہ ہٹنا یعنی حضور اور اگر وہ بیٹھے ہونے پر شریف ہے بیٹھے ہونے تھے حضرت صاحب کہ حضور کی ہر وضع قطع کی روایت فرماتے ہیں تاکہ ان کی ہر
کیفیت مسلمانوں کے رہنمائی ہو جائے۔ محبوب کی مرد ہی محبوب ہے لہذا اب بھی اہل عرب یا تو کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں

فَاعْطَانِي مِنْهَا قُبْحِيَّةً فَقَالَ رَسَدَا عَنْهَا مَدْعَيْنِ فَأَقْلَعَهُ أَحَدَهُمَا
قُبْحِيَّةً وَأَعْطَى الْآخَرَ امْرَأَتَكَ تَحْتَمِرُ بِهِ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ وَأَمْرُ
امْرَأَتِكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَحْتَمِرُ فَقَالَ لَيْتَ لَوِ ابْنَتَيْنِ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ ابْنِ عُمر قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي إِزَارِي اسْتِرْحَاءً فَقَالَ ارْفَعْ إِزَارَكَ

تو حضور نے جیسے جیسے اس سے ایک قبل مخاطب فرمایا۔ پھر فرمایا اس کے دو کھڑے کرو۔ میں سے ایک کی نیس توڑا۔ دوسرے
اپنی من کو دے دو وہ اس کا دوپٹہ بنا لیں۔ پھر تین انہوں نے بیٹھ پھیری تو فرمایا اپنی بھئی سے کہہ دو کہ اس
کے پیچھے اور چار کہیں بڑا برہم ہونے دے۔ تہ دابو دانو۔ ۹۔ ہدایت ہے حضرت ام سلمہ سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے حالانکہ دو چہرہ اور وہی تھیں تو فرمایا ایکسہ پہنچ دو نہ کہ دوز پنج سن
دابو دانو۔ ۱۰۔ تیسری فصل باریک ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پرگزرد حالانکہ میرے تین ہند میں دراری تھی تو فرمایا اپنا تہبند اُونٹیا کر دو

کر ٹیک کا سوانہ سے لپٹے مذکر یا مادہ ٹیک کر کے ٹیک کا کام پختے ہیں اس وقت حضورؐ کے یہ وضع تھی کہ آپ وہی حجرہ کبھی مشہور و محال ہیں
 جن کی شکل اکثر حضرت جبریلؑ میں یا کرتے تھے۔ انہی کا حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحکم پجری میں قیصر دم کی تبلیغ کیے بھیجا تھا۔ اعداد اور اسکے
 بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ شام میں قیام رکھا، حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی حجرہ وال کے کسوے سے بے شک قبائلی جمع
 ہے قبیلہ بنی امیہ ایک خاص قسم کے کپڑے کا نام ہے جو بدیکہ سفید ہوتا ہے۔ معرکہ فتابہ۔ اگرچہ قبطنہ کے کسوے سے ہے مگر قبلی کپڑے کی شکل
 ہے۔ غالباً انیس سے مرثیہ کے تھے خریدے نہ گئے تھے بلکہ معلوم ہوا کہ یہ کپڑے ریثتی نہ تھے سوتلے تھے درندہ مرد کو اس کا پسینا سطلہ ہوتا تھا۔ م
 نمونہ ہے کہ اس نام شریف میں بھی ایسے بڑے کپڑے کا ذکر ہے تھے جن سے ترس میں نہ رہتا تھا۔ فی زمین علی سے دو سٹے سطلی ہونے کی یہ کھدوت کو بدیکہ کپڑے کا رو
 اور حضورؐ سے ہے حد مرے سدا یہ باریک کپڑے کیے تھے کون موٹا کپڑا مرد سر پہے تاکہ ہل دیا جائے نہ ہو۔ نہ نماز درست نہ ہوگی اور نہ ہر گ بھی ہوگی
 خاندان کے دست تھلا میں ویسے بھی اور کھسکتی ہے سٹہ سی۔ عدم ملو روپہ اسی طرح اور کھسکتی ہے کہ ٹھوڑی کے نیچے تک کا حد نہ تک جانے لگے صرف ایک پیچ سے
 ٹھیک دو پیچ نہ پیر تاکہ مردوں کے علمہ کھتا سار نہ ہو جائے اور نہ اور چاروں طرف نہ اور چاروں طرف نہ کہ کسی میں سرف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ باوجود بہت دراز
 کپڑا پسینا حضورؐ ہے۔ جو ہی مردوں کو کپڑوں کے مشابہہ اور عورتوں کو عورتوں کے مشابہہ کپڑا پسینا بھی حضورؐ عورتیں مرد لباس وضع قطع میں ممتاز
 چاہیں سٹہ اس طرح کہ ٹخنوں سے نیچے دکھا ہوا تھا جو کہ مرد کے لئے منع ہے۔

فَرَفَعْنَاهُ ثُمَّ قَالَ زِدْ قِرْدُتُ فَمَا زِلْتُ اَنْحَرَاَهَا بَعْدَ فَقَالَ بَعْضُ
الْقَوْمِ اِلَى اَيْنَ قَالَ اِلَى اَنْصَابِ السَّاقِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْهُ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَزَّ ثَوْبُهُ خَيْلًا لَمْ يَنْكُرِ اللهُ
اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَقَالَ ابُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللهِ اِذَا رَأَيْتُ يَسْتَرْخِي اِلَّا اَنْ
اَتَعَاهِدَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَسْتَ
مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خَيْلًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ عِكْرَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ
عَبَّاسٍ بَا تَزُرُّ فَيَضَعُ حَاشِيَةَ اِزَارِهِ مِنْ مُقَدِّمِهِ عَلَى ظَهْرِ قَدِّمِهِ

میں نے اُدھپا کر بیاڑ دیا، دس بارہ میں سے اندر زیادہ کر لیا تھے چھوڑیں اس کا خیال رکھتا رہا بعد تو بعض قوم نے کہا کہ
کہاں تک رہے۔ بتا دیا کہ آدمی پنڈرہوں تک سدا وسلم : ہدایت ہے اُن ہی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے مزید کہ جو کون اپنے کپڑے بچھڑا دینا چاہے اس سے سدا تو تباہی کے دن اللہ اس کی طرف نظر نہ فرمائے گا۔
حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا تہبند ہلک باتا ہے نہ مگر یہ کہ اس کا بست ہی نیل رکھوں ان
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان لوگوں سے نہیں جو یہ کام بھگڑا کریں سدا (بخاری) :
ہدایت ہے حضرت مکرر سے شہ فراتے ہیں میں نے جناب ابن عباس کو دیکھا کہ وہ تہبند باندھتے
تو اپنے تہبند کا اگلا کدہ اپنے قدم کی پشت پر ڈالتے تھے

سے حتی کہ آدمی پنڈن تک باندھ گیا۔ مہیا کہ گلے مضمون سے ظاہر ہے۔

سدا یعنی اس فرقہ عالی کے بعد میں نے جب بھی تہبند باندھا آدمی پنڈن تک باندھا سدا یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے بہتر یہی ہے
کہ مرد آدمی پنڈن تک تہبند رکھے مگر چھٹنوں کے اوپر تک بھی جائز ہے کچھ پرے سے مروی تہبند یا پانچواں ہے اور نیچے سے مرد چھٹنوں کے نیچے تک باندھ لیا
کہ اشارہ کیا گیا کہ غشی یا فرس کے لئے یہ حرکت کردہ تحریر ہے خیال میں نیچے ہوا انا مساحت منور میں جس کا اشارہ مضمون سے معلوم ہوا ہے غرض کہ ان
قبود سے بہت مسائل معلوم ہوئے تھے یعنی نظر رحمت، مکرر، حیات و فنا کے گانہ کی شوق پچھ کر کہانی میں تو نہیں دکھاتا بلکہ تہبند خود ہی دکھاتا
ہے شکر کسی قدر بھاری ہے ایسے بہت سے مرکب جاکے۔ مزارا ہے نہ غور شہ یعنی ہم نے مکرر غور سے تہبند باندھنے کے ممانعت کی ہے تم کو غور سے
دور کا بھی تعلق نہیں اور پھر قصداً لکھتے ہیں نہیں بذا تمہاں حکم کی زد میں نہیں آتے شہ آپ عکرمہ ابن ابو جہل نہیں ہیں وہ تو صحابی ہیں۔ بلکہ آپ
عکرمہ تابعی ہیں حضرت ابن عباس کے کاتب اور ذکر کردہ غلام فقہاء مکرر مکرر سے ہیں۔ اسی سال عمر یانی شمس ایک سوسات میں وفات پائی
شہ تہبند باندھنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہوتا ہے کہ اگلے حصہ کا کدہ تریا دینا جو مضمون کہ قدم پر چڑھنے اور پچھلے حصہ اور پچھلے حصہ کا اعتبار ہے۔

يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْحَيْضَ لَنْ يُصْلِحَ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا
وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي صَافِيَةَ
إِنَّ عُبَيْدًا اشْتَرَى ثَوْبًا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ فَلَمَّا لَبَسَهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ
الَّذِي رَزَقَنِي مِنَ الرِّيشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ وَأُوَارِي بِهِ
عَوْرَتِي ثُمَّ قَالَ هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنْ أَبِي أَنَسَةَ قَالَ لَيْسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

اسے اس عورت جب بلوغ کر پہنچ جائے نہ تو بائیں سر سے نہ آگے نہ پیچھے دیکھا جائے نہ سراسر اس کے بدن کے
اور نہ نہ فرمایا اپنے چہرے اور ہاتھوں کی طرف نہ (ابو داؤد) روایت ہے حضرت ابو مسرور سے کہ فرماتے
میں کہ جناب علی نے ایک کپڑے میں درجہ بالا آٹھ کا خرید لیا پھر سب اسے پہنا تو فرمایا اس میں آٹھ کا ٹکڑا
جس نے مجھے ریشہ کے لباس میں سے وہ عافیت جس سے میں لوگوں میں ریشہ حاصل کروں گا اور اس کے
اپنا سروٹو چوں پھر فرمایا کہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کہنے سنا ہے (احمد) ۲
روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب

سے اس طرح کہ تیرے بلوغ ہو جائے اس قدر مسند ہونے کی عمری ختم ہو جاتی ہے جلد اور زور و رکب و دیر سے اس حد تک پہنچتی ہیں۔ اس لئے اگر
کے بلوغ کی عمر نو برس سے پندرہ برس تک کی عمر ہے اور اگر کے کہنے بارہ برس سے پندرہ برس تک جیسی متعدد سی رحمت و یسعی بلوغ خیال رہے کہ بعض
کے معنی میں جیسا کہ اس سے مراد ہے بلوغ کیونکہ اگر کسی کا بلوغ اکثر اس سے ظاہر ہوتا ہے اگرچہ زیر ناف بلوغ میں بلوغ کی علامت ہے۔ پسنان کا اجماع
اس کی خاص علامت نہیں بلکہ اس سے دو مسئلے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر ایک کپڑے میں سے ہم نظر آ رہا ہو تو وہ ننگے جسم کے حکم میں ہے اس کو پس کر
نہایت ہوگی دوسرے یہ کہ عورت کے ہاتھ کلاں نہیں لگے اور چہرہ سر نہ لگے جو کہ اس کا دیکھنا حرام ہے یہ فرہن مال پر چھ فرض ہونے سے پہلے کا ہے
بلکہ ابو مسرور تابعی میں مکران کا نام و ملاقات معلوم نہ ہو سکے تقریب میں فرمایا کہ آپ کی ملاقات حضرت علی سے ثابت نہیں بلکہ یہ حدیث منقطع ہے
یعنی درمیان سے ایک لڑکی تھوڑے گیا ہے۔ حجاج ابن ابرطاس نے کہا کہ آپ تقدیم ریشہ کے لغوی معنی میں چوڑا کے چونکہ ہر اس کیسے ریشہ
میں اس لئے اب معنی ریشہ آتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے چواری سو انکھ و ریشہ یہ ہے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا شکر کہ صرف تین درہم یعنی بارہ
تیرہ تانے کا معمولی لباس میں کراہیا شکر یہ ادا کر رہے ہیں شہ اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے میں بھی یہ کیا ہوا مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی برکت پر
شکر یہ ادا کرے اعلیٰ ابو ہریرہ سے آپ کا نام سعد بن حنیف ہے انصاری اسی میں اپنی کنیت میں مشہور ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے تھے آپ کو جیسی میں سے ایک سالہ میں وفات پائی انو سے ملا کر علی رضی اللہ عنہ کے عہد سے تھے رضی اللہ عنہ ۲

رَفِيَّ اللَّهُ عَنْهُ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَآ
أَوَارِيهِ بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ لَبَسَ ثَوْبًا جَدِيدًا فَقَالَ الْحَمْدُ
لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي مَآ أَوَارِيهِ بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ثُمَّ عَمِدَ
إِلَى الثَّوْبِ الَّذِي أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانِ فِي كَتَفَيْهِ، اللَّهُ وَفِي حِفْظِهِ اللَّهُ
وَفِي سَمِيرِ اللَّهِ حَيًّا وَمَيِّتًا وَإِذَا أَحْمَدُ وَالْثَرْمِذِيُّ وَإِبْنُ مَسَاجِدَ
وَقَالَ الثَّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَنْ عُلُقَمَةَ بْنِ

رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہنا تو فرمایا الحمد للہ اس اللہ کا جس نے مجھے وہ پہنایا جس سے میں اپنا سرو و جانوں
اس سے اپنی زندگی میں زینت حاصل کروں پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے
کہ جو کوئی نیا لباس پہنے پھر کہے شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے وہ پہنایا جس سے میں اپنا سر و چہرہ
لوں اور اپنی زندگی میں اس سے زینت حاصل کروں نہ پھر پرانے کپڑے کی طرف توجہ کرے اُسے
خیرات کرے سب تو وہ اللہ کی پناہ اور اللہ کی حفاظت اور اللہ کی پروردہ پوشی پر ہر گاہ جیتے مرتے
سے داعمہ ترمذی، ابن ماجہ، ترمذی نے منسب فرمایا یہ حدیث غریب ہے + روایت
ہے حضرت علقمہ ابن

سے یعنی لباس میں بہت سی خوبیاں ہیں سر پوشی، زینت، سردی گرنے سے بچاؤ، نمکدان لگی، بدن پر عظیم الشان نعمتوں سے ہے سب اس سے معلوم
ہو کہ نیا کپڑا، نیا جوتا، نئی ٹوپی وغیرہ نیا لباس پہنے پر پانہ خیرات کر دینا بہت ہی ثواب کا باعث ہے پرانی چیز کو یوں پھینک کر پرانہ کر دے
کسی غریب کو دے اس کے کام آجائے گا اگر ہمیشہ پرانی ہی چیز خیرات کرے کبھی نئی اور دل پسند چیز بھی خیرات کرے تو تامل و اندیشہ نہ
سمو اما تھوہ اور پرانا کپڑا ہمیشہ خیرات ہی کر دے کبھی خود بھی پہنے بدن پر یہ حدیث نہ تو اس آیت مذکورہ کے خلاف ہے اور اس
حدیث کا مخالف حدیث کے، بغیر ہونے کے کپڑے کو پرانا نہ سمجھو کہ میں سخاوت کی تعلیم ہے وہاں تو واضح کی سب سے سمجھان اللہ یہ
رب تعالیٰ کا کرم و بندہ نوازی ہے کہ ہم معمولی پہنے پرانے کپڑے خیرات کرے اور وہ اس کی ایسی بہترین جزا میں عمل
فرمائے۔ جب پہنے پرانے کپڑوں کی خیرات پر یہ ثواب ہے تو نئے کپڑوں کی خیرات پر کتنا ثواب ہو گا۔ جیتے
مرتے پروردہ پوشی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے زندگی میں اور بعد موت رسوا نہ ہونے دے گا۔ اُس کے عیب
چھپا بھی لے گا بخش بھی دے گا +

ابنِ علقمہ عن اُمّہ قالت دخلت حَفَصَةَ بِنتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَلَى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ رَقِيقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيفًا
رَوَاهُ مَالِكٌ وَعَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْتُ
عَلَى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا دُرٌّ قَطْرِيٌّ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمٍ فَقَالَتْ اذْفَعْ
بَهْرَكَ إِلَى جَارِيَتِي أَنْظُرِي لَهَا فَإِنَّهَا تَرَاهِي أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ
كَانَ لِي مِنْهَا دُرٌّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتْ
أَمْرًا لَا تَقْبَلُ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا أُرْسِلَتْ إِلَى تَسْتَعِيرُ وَلَا لَأَبْخَدُ مَرَّحِي

مقرر سے لے (وہ اپنی والدہ سے روایت فرماتی ہیں کہ حفصہ بنت عبد الرحمن نے حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں حالانکہ ان پر باریک و درپہ صاف مسرت مائشہ نے اُسے پھاڑ دیا تھے اور انہیں اڑھا دینا
نہ نہ دیا گھ (مالک) و روایت سب سے حضرت عبداللہ ابن ابی۔ سے وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں
کہ میں جناب عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں پر قطری نہیں تھی پاؤں درپردہ وال تھے آپ بولیں نہ ہی نظر اس میری
ڑک کی طرف تو اٹھاؤ اسے دیکھو کہ یہ اس کو تھریں پسینے سے مسرت کرنی۔ بت عہ اور اس کپڑے کی ایک
تیس میرے پاس رسول اللہ۔ اپنے اشد علیہ سلم کے زمانہ پاک میں تھی تو مدینہ میں کوئی راک دس نہ بنائی
باقی تھی کہ وہ میرے پاس بھیج کر کہ۔ سے لگائی میں شہ ہمارے

یہ علقمہ ابن تیس مضر جو کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود کے حامی ساتھیوں میں سے ہیں بلکہ علقمہ ابن ابی علقمہ ہیں ان کے باپ کا نام بلال ہے حضرت عائشہ سے
کے آزاد کردہ غلام کنیت ابو علقمہ آپ خود بھی تابعی ہیں اور ان کے والد ابو علقمہ بھی تابعی۔ ان کی ماں کا نام معلوم نہ ہو سکا ہے یہ عبد الرحمن ابن ابی بکر
حدیق ہیں اور یہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کی بھتیجی ہیں اور صفہ ابی زبیر بن عوام کی بیوی تھیں اس درپردہ کو پھاڑ کر درپردہ وال بنادے تاکہ
اڑھنے کے قابل نہ رہے اور مال کے کام آوے لہذا اس پر یہ اعتراض میں کہ یہ نے یہاں صانع کیوں فرمایا تاکہ یہ علی تبلیغ اور بچوں کی صحیح تربیت و تسمیہ
اس درپردہ سے سرکے بال چمک دے تھے ہر حال نہ تھا ایسے میل فرود تھے۔ آپ تابعی سے اس آپ کی کنیت ابو علقمہ ہے۔ قاسم ابن عبد اللہ کے والد ہیں
قبیلہ بنی مخزوم سے ہیں۔ آپ نے بہت تابعی سے روایات لیں آپ کے والدین بھی تابعی ہیں بلکہ ابی عمرو کے آزاد کردہ غلام ہیں تاکہ اسے عرض کیا گیا
کہ قطری مضر کپڑے کا نام تھا کہ یعنی یہ بڑی اونٹنی ہونے کے باوجود اسے گھریں میں پہنتی اس سے نفرت کرتی ہے۔ اس میں ابی ذلت سمجھتی ہے
تاکہ یعنی زمانہ اس قدر جس چکا کہ چند سال پہلے یہ کپڑا اتنی دنوں کو خدمت کرتے وقت پہنا جاتا تھا اور اب ہونٹیں روزانہ کے کام کا ج کے وقت
میں اسے گھریں نہیں پہنتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہیں کیسے کپڑے عاریتہ مانگ لینا جا رہے۔ بخاری احمد نسائی نے حضرت انس سے مرفوعاً

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَبَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا ثِيَابًا جَدِيدًا
أَهْدَى لَهُ ثُمَّ أَوْشَكَ أَنْ تَرَعَهُ فَأَرْسَلَ بِهِ إِلَى عُمَرَ فَقِيلَ قَدْ
أَوْشَكَ مَا أَنْتَزَعْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ تَهَاوَنِي عَنْهُ جَابِرٌ فَجَاءَ
عُمَرُ بِكِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَرِهْتَ امْرَأَةً أَعْطَيْتَنِيهَا فَمَا لِي فَقَالَ إِنِّي
لَمْ أُعْطِلْهُ ثَلَاثَةً إِنَّمَا أُعْطِيتُكَ تَبِيعَةً قَبَاغَةً بِأَلْفِي دِرْهَمٍ وَرَأَاكَ
مُسْلِمًا وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا لَبِى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الثَّوْبِ الْمُصَحِّتِ مِنَ الْخَرِيرِ قَامَا الْعَلَمُ وَسَدَّ الشُّوْبُ

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نئی سیاح کتیا پہنی جو آپ کو دیتے
پیش کی گئی تھی پہلے پہر جلد ہی اس سے تیار دیا پھر وہ بناب حر کے پاس بیٹھ کر گیا یا رسول اللہ کس قدر
جلد حضور نے اتار دیا تو فرمایا کہ مجھے اس سے بہتر ہے۔ نے مسیح کر دیا تب حضرت عمر دے ہوئے
ماضی ہونے عرض کیا یا رسول اللہ ایک چیز حضور نے ناپسند کی اور مجھے مظاہرانی تھے تو میرا کیا
مال ہے فرمایا ہم نے تم کو اس سے لے کر دیا کہ تم اس سے پہلو اس لیے دیا کہ اس سے بڑا ہو تو حضرت عمر
عمر نے وہ دھنڑا اور ہم میں بیچا لکھ دے۔ تب ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے سے مس فرمایا جو خالص ریشمی ہو۔ لیکن خزانہ اللہ کے لئے کاتا اس میں

روایت فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہر ایک سال پچھلے سال سے بدتر روزے گا۔ اسکی وجہ ظاہر ہے کہ ماہ کو جس قدر نور نبوت سے دوری ہوگی اسی قدر
تکلف برعین کے نورانیت ٹھٹھے گی درمات اللہ تعالیٰ حسن نامہ نصیب فرماوے۔ دنیاوی تکلفات سے بچائے جب اس نامہ میں ہی اس قدر فرق ہو
چکا تھا تو اب اس زمانہ کا یہ پوچھنا ہے کہ اس وقت ریشم مردوں کیلئے ممنوع نہ ہوا تھا اور پس لینے سے حرج نہ لائے واسے کا دل خوش ہوتا اسلئے حضور
انور نے پس لینا سب سے پہلے ہی جبریل امین رب العالمین کی طرف سے اس کے حرام ہونے کا حکم لائے اور اب سے مردوں کو ریشم پہننا
حرام کر دیا گیا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ حضور کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا حضرت جبریل نے بتایا یہ مطلب ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور پر حرام فرما دیا۔
ہندو حدیث واضح ہے کہ یعنی کیا میں حضور کی نظر کا مسلمان نہیں ہوں۔ اسلئے حضور نے مجھے وہ لباس عطا فرمایا جو مسلمان کو پہننا ممنوع ہے۔ یہ حضرت
عمر کا استغاثی خوف الہی ہے۔ کہ نہ تو حضور انور نے خود فروخت کر کے اس کی قیمت استعمال فرمائی نہ حضرت عمر کو یہ حکم دیا کہ یہ کپڑا ہی
عورتوں کو پہنا دو۔ بلکہ حکم دیا کہ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے کام میں لاؤ کیونکہ یہ کپڑا بہت ہی قیمتی تھا اور جناب عمر کو اس وقت پیسہ
کی ضرورت تھی حدیث کی کرم نوازی بندہ پروری کی نظر سرخا دم پر رہتی تھی۔ حضور تو اب بھی ہم غلاموں پر نظر پڑتے رکھتے ہیں۔ یہ باری تعالیٰ

قَدْ بَاسَ بِهِ رَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي رَجَاءَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا عُمَرَانُ
ابْنُ حُصَيْنٍ وَعَلَيْهِ مِطْرٌ مِنْ خَرٍ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أُنْعِمَ اللَّهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يُرْسِيَ أَثَرُ
نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُلُّ مَا شِئْتَ

مرقا میں لے (ابو داؤد) حدیث سے روایا ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس عمران بن
حسین نسیب لے لے مالا کہ آپ پر ریشمی نقشبندی چادر تھی جبکہ اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جس پر اللہ انعام کرے تو اللہ پسند کرتا ہے کہ اس کی نعمت کا اثر اس کے بندے پر
دیکھ جائے کہ (احمد) حدیث ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا جو ہر کمال

پوری فرماتے ہیں اذن اللہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے۔ میں بھی بڑے قیمتی کپڑے تیار ہونے لگے تھے سبک تہن کی قیمت دو ہزار روپیہ یعنی پانچ سو روپیہ تھی
کیا شاندار کپڑا ہوگا؟ اس طرح کہ اس کا تانا بانا دونوں ریشم یا جو بصحت کے لغوی معنی میں شمس اس کا مقابل ہے کھل کر اس طرح میں مباحث
کو بصحت کہا جاتا ہے۔ وہ ہی میں مراد ہے۔ ریشم سے مراد اصل میں کپڑے کا ریشم کیونکہ اس کا ریشم اور دوسری ریشم مرد کو حلال ہے کہ وہ ریشم میں ہے
ریشم اصل کی پہچان یہ ہے کہ اس کو ملے تو اس سے گوشت کے ٹکے کسی تو آتی ہے مثلاً مینی سوئی کپڑے پر نمبر کا کاغذ کا نام یا کوئی علامت یہ بھی مل
ہوگا اگر ریشم کا ہو تو ہمارے بشرطیکہ چار مل سے زائد نہ ہو مثلاً اس طرح کپڑے کا نام سوت یا اون کا ہو اور تانا ریشم کا تو مرد کے لئے حلال ہے کیونکہ
کپڑا تانے دانے کی کام ہے وہی بنا جاتا ہے لہذا کرنا ناگہنا ہے چوڑائی و لاتا جونا جاتا ہے اسے مانا کہتے ہیں۔ مانے کا اعتبار ہے تانے کا نہیں
مثلاً آپ کا نام حضرت ابن تیمیہ ہے خطاری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف میں آیا ہوا ہے مگر درجہ نہ کر سکے۔ اس لئے تاہم میں۔
حضرت محمد علی دیرم بہت صحابہ سے ملاقات کی بہت عمر رسیدہ ہوئے۔ تہم عالم تھے۔ مثلاً ایک موسات میں وفات پائی مثلاً مطرف ہونوں کو
بنا ہے طرف سے۔ یعنی کہ وہ۔ مطرف وہ چادر کہلاتی ہے جس کے مٹھیوں پر نقش و نگار ہوں یا ٹکے ہیں انیز وہ چادر بھی مطرف ہے جو ریشم و سوت
مخلوط سے بنی چادر ہے۔ یہاں دونوں میں بن سکتے ہیں یا تو سوت یا اون چادر تھی جس کے چاروں طرف مٹھیوں پر نقش و نگار ہوں یا ٹکے تھے۔
چار انگلی یعنی ہمارے ایک ہشت سے کم چوڑے یا وہ چادر تھی دریشم سے مخلوط تھی کہ تانا ریشم کا تھا یا تانا سوتی و مرقا بہت
نقصی چادر تھی مثلاً مینی میں سے ایسی قیمتی چادر مثال ایسے پسینی ہے کہ مجھے اللہ نے بہت دولت دی ہے تو اسے غلام کرنا ہوتا ہے۔ کیسے
لطیفہ و مناج "ماہر" میں ہے کہ فرقہ سنی ایک موٹا کبیل اپنے بونے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نہایت ہی شاندار چوڑا
پہنے ہوئے تھے تو فرقہ بطور احترام آپ کے کپڑے ٹوٹنے لگا۔ امام حسن نے فرمایا کیا دیکھتا ہے میرے کپڑے جنتوں کے سے ہیں۔ تیرے
کپڑے دوزخوں کے سے۔ مجھے حدیث بھی ہے کہ اگر دوزخ میں کو موٹے کبیل پہنانے جائیں گے۔ پھر فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے کہ ان کے
کپڑوں میں زرد ہے دلوں میں نگر و مرقا، ۛ

وَأَلَيْسَ مَا شِئْتُمْ مَا أَخْطَأْتُمْ أَشْتَاتَيْنِ سَرَتْ وَخَيْلُهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
 فِي تَرْجُمَةِ بَابٍ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلُّوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا
 الْبَسُّوْا مَا لَمْ يُخَالِطِ إِسْرَافٌ وَلَا مَخِيلَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَاللِّسَانِيُّ
 وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِنَّ أَحْسَنَ مَا دُرْتُمْ اللَّهُ فِي قُبُورِكُمْ وَمَسَاجِدِكُمْ أَلْبِيَانُ

اور جو چاہو پیو سونے جب کہ در پہرزی تم سے اگدر میں نفوس خرمی سے اور تاجر بخاری ترجمہ باب ۱
 روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے
 ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ کھاؤ پیو اور خیرات کرو اور پیو کہ جب تک
 نفوس خرمی اور تاجر نہ ملے سے احمد۔ نسائی ابن ماجہ ۱۱ روایت ہے حضرت عبد اللہ
 سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ستر میں وہ لباس جس میں تم اپنی قبروں اور
 اپنی مسجدوں میں اللہ سے خوشی دیکھو گے میں سے

سٹہ یعنی اعلیٰ سے اعلیٰ مباح کھا کھاؤ اور بڑھیا بڑھیا مباح پیو اللہ تعالیٰ اعلیٰ لباس اور اللہ کھا کھا ہے یہی جہان ہے۔
 حلال کھانے چھوڑنے کا نام تقویٰ نہیں حرم حاصلتیں چھوڑنے کا نام تقویٰ ہے۔ بعض لوگ گوشت نہیں کھاتے مگر بھنگ چرس پینے میں نماز کے
 قریب نہیں آتے اور اپنے کو پشیمان کہتے ہیں واقعی وہ شیطان تک پہنچے ہیں سٹہ کھانے پینے کی مقدار میں حد سے بڑھ جانا اسراف و نفوس خرمی
 ہے۔ کیفیت میں حد سے بڑھ جانا مخملاً یا کجمر ہے اسی لئے علماء فرماتے ہیں لا خیر فی اسرف ولا سوف فی الخیر یعنی اسراف میں حلال نہیں ہے
 بطلان میں اسراف نہیں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دل و نفس کی خوشامبش پوری کرنا اسراف ہے کچھوں پہلے وہی کھانے پے اور فقر کی نیت سے اچھا
 کھانا خیلہ ہے سٹہ اس کا مطلب بھی وہی ہے کہ ہر طیب و حلال چیز کھاؤ، پیو، ستر طیکہ تکلف اور تکبر سے خالی ہو ورنہ ٹھیک
 رکھو۔ مصرعہ ۱۔ درویش صفت باش کلاہ تترخی دار

سٹہ یعنی مسجدوں میں نماز کیلئے سفید کپڑے پہن کر آؤ اور قبروں میں سفید نفی لے کر جاؤ کہ رب تعالیٰ سفید لباس پسند فرماتا ہے۔
 موصیٰ سر کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے تو چاہئے کہ سفید کفن میں ملاقات کرے اور قاتل نیز مرتے ہی حضور کا دیدار بھی ہوتا ہے
 دوسرے مسلمانوں کی ملاقاتیں بھی تو چاہئے کہ یہ سب کچھ سفید کفن میں ہو۔ اسی لئے کئی ہی خوشبو ختنے ہیں کہ مدینہ کے دولہا سے ملنے کے وقت
 ملاقات ہو۔ بعض لوگ شب کو وضو کر کے خوشبو لی کر سوتے ہیں کہ دیدار یا خواب میں نصیب ہو تو اچھی حالت میں ہوتا

رَوَاكَ ابْنُ مَاجَةَ بَابُ الْخَاتِمِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
قَالَ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَفِي رِوَايَةٍ
وَجَعَلَهُ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ أَلْقَاهُ ثُمَّ أَخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرَى نُقِشَ
فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ لَا يُنْقِشُ أَحَدٌ عَلَى نُقِشِ خَاتَمِي هَذَا
وَكَانَ إِذَا لَيْسَ جَعَلَ قِصَّةً مِمَّا يَلِي بَطْنِ كَفِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبِّسِ الْقِسِيِّ

ابن ماجہ ۱۰ انگوٹھی کا بیان ہے پہلی فصل روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ
میدرہم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے داہنے
ہاتھ میں پہنی تھی پھر اسے میٹھا کر دیا تھی پھر بائیں کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں نقش کی
محمد رسول اللہ ﷺ اور فرمایا کہ کوئی اس انگوٹھی کے نقش پر نقش نہ کرے اسے اور وہ پہنتے
تھے اس کا گینہ اپنی پستیل سے متصل رکھتے تھے دسلم بناری ۱۰ روایت ہے حضرت علی سے
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میدرہم نے ریشمی اور نمرنج لباس پہنتے

سہ خاتم کے تھوڑے صفت مشبہ یا کہ بے ختم سے یعنی ہر تھوڑے انگوٹھی کے گینہ میں اپنا نام ہوتا ہے جس سے ہر گمان جاتی ہے۔ ایسے انگوٹھی
کو خاتم کہتے ہیں یعنی ہر گمان کے کا کہ یا ہر گمان والی چیز تمام ہو جانے کو ختم کہتے ہیں کیونکہ اس وقت ہر گمان ہے خاتم القلیب کے معنی میں آخری نبی آپ
کی آمد سے نبوت پر مبرور گئی۔ اب کوئی نبی نہیں آسکتا حضرت مسیح پہلے کہنے ہی میں تھے یہ وقت اس وقت ہوا تھا جبکہ سونا پستاندار کو حرام نہ تھا اور ہم
جانتے ہیں یہ عمل منسوخ ہو گیا خیال ہے کہ کھوڑوں کو جامی سونے کی انگوٹھی جائز ہے مگر کوئی چھاپا ہوا حکم چاند کی انگوٹھی جائز ہے جس میں دیگر صرف
ایک ہو تانبہ پتلہ دو یا دیگر کی انگوٹھی چھاپا ہو اور تانبہ دونوں کو حرام ہے اس کی چوری بحث کتب فقہ میں ملاحظہ کرو سہ یہ حکم منسوخ ہے حضرت کا تری
عمل یہ ہے کہ صورت بانی ہاتھ میں انگوٹھی پہنی ہے۔ اب یہی صفت ہے اگر یہ سب سے بہتر میں پستاندار بھی جائز ہے تھے کیونکہ سونا پستانداروں کیلئے اب حرام
ہو گیا تھے اس لئے کہ محمد ایک مسطور رسول دوسری مسطور تھیں یہی مسطور ہے اس طرح محمد رسول اللہ ﷺ یہ انگوٹھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ
شریف تک خلفاء کی انگلیوں میں رہی حضرت عثمان کے ہاتھ سے میرا میں گزرتی تھی ہر خاتم میں کہتے ہیں۔ مسجد قبا کے سامنے ہے تھے یعنی آپ لوگ اپنی انگوٹھی
ہو اگر پہن سکتے ہر گز گینہ میں یہ نقش نہیں کھود سکتے کیونکہ بادشاہوں کے فروغ نامے اور حکام نوی اس ہر سے مزید کہ کہ بھیجے جاتے ہیں اگر دوسروں
کی انگوٹھی پر بھی یہ نقش ہو تو بڑے فساد پھیلے گئے۔ معنی تھا کہ جو کسی اپنی ہر والی انگوٹھی بڑی احتیاط سے رکھتے ہیں کہ ان کو کوئی شخص ان کے نام کی ہر سے
غفلت نہ ہو یا فیصلہ صادر نہ کر دے حکومت کی ہر یہی بڑی محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ یہی سب کی اصل یہی حدیث ہے یہ حدیث اس زمانہ میں تھی۔ اب اگر

وَالْمُعْصِرِ وَعَنْ تَحْتِ الْمَذْهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرَّكُوعِ
رَأَاكَ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَأَى خَاتِمًا قَدْ ذَهَبَ فِي يَدِ رَجُلٍ فَتَرَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ
يَعْبُدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جُمُعَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ فَيُقِيلُ
لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ
خَاتِمَكَ اتَّقِ بِهِ قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أُخْذُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ

۱۔ سونے کی انگوشی پہننے سے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے (مسلم)۔
روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ
میں سونے کی انگوشی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا ہے پھر فرمایا کیا تم میں سے کوئی آگ کی پگھلا رہی
لیتا ہے۔ اُسے اپنے ہاتھ میں ڈال لیتا ہے کہ اس شخص سے کہا گیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد کہ اپنی انگوشی لے لو اس سے کوئی اللہ
نفع اٹھا رہا ہے وہ جو اللہ کی قسم میں اسے کہیں نہ لوں گا جب کہ اسے

کوئی یہ نقش اپنی انگوشی میں کندہ کرے اور ترک کیلئے اپنے پاس رکھے تو بالکل جائز ہے کہ وہ نہایت ہی باقی نہیں رہے اس حدیث کے مدد و مطلب ہو سکتے
ہیں۔ ایک ایک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ انگوشی نہ پہنتے تھے جب پہنتے تو نگینہ تھیلی سے متصل رکھتے۔ دوسرے یہ کہ پہنتے تو ہمیشہ نئے مگر بعض اوقات
استغناء وغیرہ کے وقت اتار دیتے تھے۔ پھر وہ پہنتے تو اس طرح پہنتے۔ خیال رکھنا سونے سے معلوم ہو کہ حضور زینت کیلئے نہیں بلکہ ضرورت کیلئے
پہنتے نہ زینت کیلئے نہ نگینہ ہے وہ ہر چیز یا ہر شے اس وجہ سے ملتا فرماتے ہیں کہ سوا بلا شایہ تاحضیوں، ہفتیوں کے اور لوگ انگوشی نہ پہنتے تو
اچھا ہے کہ انگوشی کی ضرورت ان ہی لوگوں کو رہتی ہے دوسروں کو ضرورت نہیں بلکہ ان میں چیزوں سے صرف مسلمان مردوں کو منع فرمایا گیا ہے عورتوں کیلئے
یہ چیزیں جائز ہیں بلکہ یہ نہایت مرد و عورت دونوں کیلئے ہے رکوع و سجود دونوں میں تلاوت قرآن سب کو منوع ہے۔ ان میں تسبیح یا ہرج
ہاتھیں نماز میں تلاوت قرآن صرف قیام کی حالت میں چاہئے کہ یہ ہاتھیں تبلیغ کر برائی کو بجز روک دیا فرماتے ہیں کہ کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ
سے روکے نہ کہے تو زبان سے روکے بھی نہ ہو سکے تو دل سے بڑا جانے کہ اسے بھانے کیلئے یہ فرمایا کہ مسلمان مرد کیلئے سونا پہنا گویا روزی کا
چنگا کی اپنے ہاتھ میں لینا ہے کیونکہ یہ اس کا سبب ہے کہ وہ یعنی حضور انور نے تم کو اس کے پہننے سے منع فرمایا نہ کہ دوسرے نفع سے۔
تم اسے اٹھا لو اسے فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے کام میں ملاؤ یا اگر میں کسی عورت کو دیدو وہ استعمال کرے۔ یہ تھا شریعت
کا فتویٰ جو حضرات صحابہ نے اسے دیا اللہ بالکل درست تھا۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى كَسْرَى وَفِيصَرُ وَالتَّجَاشِي
فَقِيلَ إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلَّا بِالْخَارِجَةِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتِمًا حَلَقَةً فِيضَةً نَفْثَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ كَانَ نَفْثَ الْخَاتِمِ ثَلَاثَةَ أَصْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ
وَرَسُولٌ سَطْرٌ وَاللَّهُ سَطْرٌ وَعَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ خَاتِمَهُ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فِضَّةً مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چینک دیا۔ ہے کہ (اسلم) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کسری۔ قیصر اور بخاشی کو کچھ لکھنا پڑا ہے تو عرض کیا گیا کہ وہ لوگ مگر کے بغیر کوئی تحریر
قبول نہیں کرتے تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی ڈھولائی سلقہ چاندی کا تھا
جس میں محمد رسول اللہ کندہ کیا گیا ہے (اسلم) اور بخاشی کی روایت میں ہے کہ انگوٹھی
کا نقش تین سطریں تھیں۔ محمد ایک سطر رسول اللہ ایک سطر اللہ ایک سطر ۵۵
روایت ہے اُنہی سے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا
نچر بھی اس کا تھا ۵۵ روایت ہے

سہ یہ ہے مفتی عشق کا فتویٰ کتاب میں ہے ہاتھ نہ لگاؤں گا کوئی غیر اسے اٹھائے تاکہ یہ حد میرے اس قصور کا کفار ہی جانتے جو میں نے پہلے بے
خبری میں کیا کہ سوزنا پسند اس میں الکی برائی نہیں بلکہ پنا کفارہ داکرنا ہے (۱) اشعہ ہجمات ۵۵ دعوت اسلام دینے کیلئے فریق عالیہ کسری عقب
تھا شاہ فارس کا اور قیصر لقب تھا شاہ روم کا اور بخاشی شاہ جہان کا بخاشی جو پہلی اسلام لایا پکا تھا اس کا نام آگہ تھا یہ سلسلہ میں اسلام
لائے اور شہر میں ان کی وفات ہوئی حضور انور نے مرید حضور میں ان کا جواز دے دیا۔ ان کے بعد جو بخاشی تخت پر بیٹھا اسے حضور انور نے دعوت
اسلام دی اس کا نام اسکا اسلام نام معلوم ہو سکا۔ آگہ بخاشی کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ کے ساتھ اپنے نکاح کی قبولیت کا فرمان لکھ
تھا۔ انہیں دعوت اسلام نہ دی گئی تھی (۲) مکتات ۵۵ یعنی ان بلو شاہوں کا قانون یہ ہے کہ جس خط پر بھیجنے والے کے نام کی جہز ہو اُسے نہ
قبول کرتے ہیں نہ سنتے ہیں وہ لوگ دنیاوی وجاہت والوں کے خطوط ہی پڑھتے سنتے ہیں جو ہم کے نہیں اور ان کے ہاں وجاہت کی علامت
مہر ہے ۵۵ ان علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس انگوٹھی شریفیت کا صرف حلقہ چاندی کا تھا گیند کسی اور چیز کا تھا مگر حضور نے ایسی انگوٹھی
بھی پہنی ہے جس کا حلقہ بھی چاندی کا تھا ۵۵ اس انگوٹھی کا گیند جیسی تھیں پھر کا تھا جس پر صرف یہی عبارت لکھی تھی اس سے یاد دہ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبَسَ خَاتَمَ فَصَّةٍ فِي يَمِينِهِ
فِيهِ قَصٌّ حَبِشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّةً مِمَّا يَلِي كَفَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهُ
قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ وَأَشَارَ إِلَى
الْخُصْرِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَخَتَّمُ فِي إِصْبَعِي هَذِهِ أَوْ هَذِهِ
قَالَ فَأَوَّاهُ إِلَى الْوُسْطَى وَالنَّبِيُّ تَلِيهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ **الفصل الثاني**
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انہی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی جس میں حشی لگینے
منازلہ آپ اس کا لگینے جھیل شریف سے سن رکھتے تھے مسلم بخاری و روایت ہے انہی سے
نہاتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس میں تھی اور اپنے ہاتھ کی چنگی کی طرف اشارہ
کیا ہے (مسلم) و روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے اس سے منع کیا کہ میں اپنی اس انگوٹھی میں یا اس میں انگوٹھی پہنوں لہذا کہ یہ صحیح روایت
ہے اس کی بارروائی کی طرف اشارہ فرمایا ہے (مسلم) و دوسری فصل روایت ہے حضرت عبد اللہ
بن جعفر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عہدات نہ تھی جن روایات میں ہے کہ حضور کی انگوٹھی کا نقش پر راکھ طبرستان و حیدرہ میں ملے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھیاں مختلف
ہیں ہیں کبھی ایسی انگوٹھی پہنی ہے جس کا لگینہ حشی تھیں اور کبھی ایسی کہ اس کا لگینہ بھی چاندی یا کا تھا یہ اس دوسری قسم کی انگوٹھی کا ذکر ہے
حق یہ ہے کہ یہ انگوٹھی خاص چاندی کی تھی بعض لوگوں نے کہا ہے کہ انگوٹھی وہ ہے کی تھی اس پر چاندی کا خول تھا اس کا ثبوت نہیں ہے یہ روایت مرسل ہے
مخول اور ہر ایک حشی سے روایت کی اور کہیں نہیں مٹی واللہ اعلم حق یہ ہے کہ وہ ہے کی انگوٹھی بھی نہیں پہنی سہ پہلی مرقات میں ہے کہ اس انگوٹھی
کا لگینہ حقیق کا تھا جس کا رنگ نخل بہ سیاہی تھا یعنی سرخ نخل بہ سیاہی، یہ عقیق تو یہی تھا مگر اس کو بنایا گیا تھا ہوش میں، اسلئے اسے حشی کہا گیا
پیدا ہو یہی صنعت حشی حقیق کا لگینہ بہت مبارک ہے حدیث تریب میں ہے فتح مدینہ العتیق حادہ مبارک چاندی کی
انگوٹھی حقیق سیاہ کا لگینہ بہت اعلیٰ ہے (مرقات) بعض روایات میں ہے کہ پہلے یا قوت کی انگوٹھی
طاہرین سے محفوظ رکھتی ہے۔ جس میں ہے کہ عقیق کی انگوٹھی فقیری دور کرتی ہے۔ یہ احادیث بہت سی
اسنادوں سے مروی ہیں۔ لہذا قوی ہیں۔

يَتَخْتَمُ فِي يَمِينِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ
عَلَى عَنِّي وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخْتَمُ
فِي بَيْتَارِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ فَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ
قَالَ إِنَّ هَذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ
وَعَنْ مَعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ

رَكُوبِ الْيَمُورِ وَعَنْ لُبْسِ الدَّهَبِ إِلَّا مُقَطَّعًا وَآلَا أَبُودَاوُدَ وَالنَّسَائِيَّ
وَعَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرَجُلُ عَلَيْهِ خَاتَمٌ
مِنْ شَبَبِهِ مَا بِي أَحَدٌ مِثْلَ رِيحِ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَ
وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ مَا بِي أَرَى هَلِيكَ جَلِيَّةٌ أَقِلِ
النَّارَ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ آتِي شَيْءٌ يَأْخُذُكَ قَالَ مَنْ
وَرَقِي وَلَا تُكْتَمَهُ مُثْقَلًا وَلَا آةَ التَّرْمِيذِيَّ وَآبُودَاوُدَ وَالنَّسَائِيَّ

اور سنا پٹنے سے منع فرمایا مگر ریزہ ریزہ سہ (ابوداؤد۔ مسألۃ) ہدایت ہے حضرت
بریدہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص سے فرمایا جس پر تانبہ کی انگوٹھی تھی وہ
بجے کیا ہوا کہ میں تم سے تجوں کی بُرا باتا ہوں تمہ سے اس نے وہ چیک دی پھر آیا تو اس پر لوہے کی
انگوٹھی تھی تو فرمایا بجے کیا ہوا کہ تم پر دفعہ یوں کا زیور دیکھتا ہوں سہ اُس نے وہ
چیک دی سہ پھر عرض کیا یا رسول اللہ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں فرمایا چاندی کی اور اس کی
ایک مثال ہمیں مذکور ہے (ترمذی۔ ہر داؤد۔ سنائی) ۴

کیلئے ہے سہ یعنی مسلمان مرد کیلئے سونے کے بڑے حلال ہیں جیسے تودہ یا چاندی کی انگوٹھی میں سونے کے ریزے ہوں تو انکا استعمال مرد کیلئے بھی
حلال ہے۔ اس حدیث سے بہت سے مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں کتب فقہ میں مردانہ کیلئے سونے کے یہاں مقام کچھ ہی کلن مقامات میں مرد کو سونے
کا استعمال حلال ہے۔ جیسے بچے و انت کو سونے کی زنجیر سے باندھا کئی ناک کی جگہ سونے کی نگینا یا نگیناں یا ہاتھ کے دستبند میں سونے کے بڑے وغیرہ انکی
پوری تفصیل شامی اور عالمگیری میں دیکھو سہ یعنی وہ تانبے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے۔ سہ اس زمانہ میں بھی وہاں بھی عورتاں بچوں کے
پہنتے تھے۔ ایسے اسلام نے پہلی کنڈیور پر مسلمان کیلئے منع فرمائے خواہ مرد یا عورت یا انگوٹھی چھلہ بھی نہ نہت کیلئے ہے یہ بھی بتل کا مندرج ہے
سہ دوسری لوگ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے جانی گے یہاں تک زنجیر کو زیور فرمائے ان کی ہانت کیلئے ہے۔ جیسے تیری کی ہتھکڑی اور پٹری کو اُس کا زیور
کہہ دیا جائے سہ اگر نہ اپنے آپ استعمال کی شایہ بیوی کو استعمال کیلئے دے کہیو کہ چیل کو بے کار زیور مرد و عورت سب کو ہی حرام ہے غیال رہے
کہ سونے چاندی کا استعمال مطلقاً حرام ہے کہ مسلمان مرد یا عورت سونے کی کسی اور طرح استعمال کرے عورتوں کو ان کے زیوروں کی بھارت
ہے۔ دوسری طرح استعمال کرنا انہیں بھی حرام ہے۔ لہذا سونے چاندی کے تری میں کھانا یا پینا یوں ہی ان کی گھڑی میں وقت دیکھنا ان کی مسلائی
سے سرمہ لگانا یا حرام ہے۔ ہاں ان کا کشت کھانا یا علاج کیلئے سونے کی مسلائی انکھ میں پھیرنا حلال ہے کہ یہ علاج ہے۔ ان کے علاوہ دیگر
دواؤں کا زیور حرام ہے۔ ان کا استعمال دوسری طرح درست ہے۔ لہذا تانبہ، پتیل، لوہے وغیرہ کبھی کبھار یا وغیرہ تمام کا استعمال درست

قَالَ مُحَمَّدٌ السُّنَّةُ رَحِمَهُ اللَّهُ وَقَدْ صَدَّقَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي الصَّدَاقِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ التَّمَسُّ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَشْرَ خِلَالٍ الصَّفْرَةَ يَعْنِي الْخُلُقَ وَتَغْيِيرَ الشَّيْبِ وَجَرَّ الْأَزَارِ وَالتَّخْتَمَ بِالذَّهَبِ وَالتَّبْرَصَ بِالزَّيْنَةِ يَغْيِرُ مَحَلَّهَا وَالْمَقَابَ

کی اسناد محمد راشد نے فرمایا کہ سهل ابن سعد سے روایت صحیح ثابت ہے مہر کے متعلق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ کچھ ڈھونڈ سو اگر پر لوہے کی انگوٹھی ہو ملے تو روایت ہے حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس نصلیتیں ناپسند فرماتے تھے مثلاً نردی یعنی مخلوق سے سفید بالوں کی تبدیلی سے اور تہبند گھسٹنا سے اور سونے کی انگوٹھی پہننا اور غیر محل پر زینت ظاہر کرنا اور پانسے مارنا سے

غرضیکہ ان کے استعمال میں کئی طرح فرق ہے مثلاً ہذا مرد کیلئے چاندی کی انگوٹھی سوا چار ماشہ تک کی درست ہے مثلاً شاید اس فرمان عالی کے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوہے کی انگوٹھی بھی پہننا جائز ہے مگر نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بھی یہ کیوں روایت کرتے کہ اپنی ہننے والی عورت کے ہر کیلئے لوہے کی انگوٹھی ہی تلاش کریو۔ مگر یہ استدلال بہت کمزور ہے۔ اولاً تو ایسے کہ اس فرمان عالی کے وقت لوہے کی پیش کی عورت کے احکام اسلام میں نہیں تھے اور اگر ان میں جائے کہ وہ کام آچکنے کے بعد کی حدیث ہے۔ تب بھی اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ کوئی شایعہ مولیٰ چیز نہ لے آئے۔ جیسے کہ ہمارے کہ تم مجھے دو مٹھی بھر خاک ہی دیدو۔ اس کا مقصد یہ ہیں کہ خاک پھاگنا درست ہے۔ نیز وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور کی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا خلی یا پانی تھا وہ انگوٹھی صرف ہر گانے کی تھی پیٹنے کی نہ تھی۔ اگر پیٹنے کی تھی تو لوہے کی عورت سے پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ یہ حدیث میں سب کی نسخ ہے۔ دیکھو اس کی تفصیل کیلئے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہی مقام سے غلال بکسرخ جمع ہے غلہ کی یعنی خصلت و عمارت خصلت کی جمع ہے خصال اور خلعت کی جمع ہے غلال مثلاً خلق ایک خوشبو خاص کا نام ہے جس میں نہ عطر نہ پڑا ہے یہ پیلا رنگ دیتی ہے ایسے اسکا استعمال مردوں کیلئے منع ہے مگر وہ کیلئے جائز بعض حدیث میں خلوق کی اجازت ہے مگر وہ سب اولاد منوع ہیں مثلاً یا اس طرح کہ سفید مال کا پڑنے جائیں یا اس طرح کہ ان میں سیلا خضاب کیا جائے وہ دونوں کام منوع ہیں مگر وہ عورت کو بھی سے یعنی تہبند تا نیچا رکھنا کہ زمین پر گھسٹے وہ چل مرد و عورت سب کیلئے منوع ہے مگر وہ تہبند ٹخنہ سے اوپر ہے عورت کا ٹخنہ سے نیچے سے یعنی عورت کا اپنی زینت نامحرم مردوں پر ظاہر کرنا حرام ہے۔ یہ فرمان بہت ہی جامع ہے اس سے پردہ کے متعلق بہت احکام منسبط ہو سکتے ہیں مثلاً کعبہ جمع ہے کعب کی کعب نرد شیر کعب کے پانسوں کو کہتے ہیں یہ کعبل کہلنے وقت پانسے پھینکے جاتے ہیں حتیٰ کہ نرد شیر کعبل

بِالْكَعَابِ وَالرُّثَى إِلَّا بِالْمَعْوَذَاتِ وَعَقْدَ التَّمَائِمِ وَعَرْلَ الْمَاءِ لِيُغَيِّرَ
 حَالَهُ وَقَسَادَ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرَّمٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ وَعَنْ ابْنِ
 الزُّبَيْرِ أَنَّ مَوْلَاهُ لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ إِلَى عُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ
 وَفِي رَجُلَيْهَا أَجْرَ اسِّ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ
 بُنَانَةَ مَوْلَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَيَّانَ الْأَنْصَارِيُّ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ

اور دم کرنا سوا معوذات کے نہ اور تعویذ باندھنا لے اندھانی غیر محل میں نہ ان سے اللہ بچہ کو بگاڑنا
 اسے سلام نہ فرمایا لے (ابوداؤد، نسائی، ۱) روایت ہے حضرت ابن زبیر سے کہ ان کی
 ایک آنکھ مشدہ لڑکھی زبیر کی بیٹی کو عمر ابن خطاب کے پاس سے گئی حالانکہ ان کے پاؤں
 میں جہانجی تھے وہ تو، نہیں حضرت عمر نے توڑ دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو فرماتے سنا کہ ہر جہانجہ کے ساتھ شیطان ہے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت بنانہ
 سے جو عبدالرحمن ابن حیان انصاری کی لڑکھی ہیں لے وہ جناب عائشہ کے پاس تھیں

مطلقاً منوع ہے خواہ اس میں جوا ہو یا نہ ہو اگر اس پر طہ یا ریت ہو تب تو بہت ہی منوع ہے کہ کھیل ہے اور خواہی اور نہ کھیل ہونے کی وجہ سے
 منوع۔ غیر معتبر کھیل فعل حبث ہونے کی وجہ سے منوع بھی سب معوذات سے مراد سورۃ فلق اور سورۃ ناس ہیں۔ سورۃ مرسلہ معتبر نہیں
 میں شریکۃ الفاظ ہیں شریکۃ الفاظ سے جہاں پہنچ کر حرام ہے آیات قرآن اور ثورہ و عاقلہ سے دم و دوجاں بلکہ بہتر ہے اور عاقلی میں
 توں وغیرہ کا نام نہ ہو شریکۃ کلمات نہ ہوں ان سے دم بھی جائز ہے باقی سے حرام لے یہاں تو روز سے مراد مشرکین کے تعویذ و گنتے ہیں جن میں کفر
 یہ الفاظ تہوں کے نام وغیرہ ہوں یہ حرام ہے آیات قرآن و عاقلہ و سورۃ سے تعویذ باندھنا حضرات صحابہ کرام سے ثابت ہے جیسا کہ باب الطہارت
 میں گزر گیا۔ تمام جمع ہے تیمم کی تیسرے کے بہت مسافری ہیں۔ حاد۔ منتر، ثورہ جانوروں کی بکریں و گائے کھینچے باندھنا اور تعویذ و اشقۃ اللہ
 سب سے حرام بلکہ منکر، زنا کرنا، موافقت کرنا، حلق سے منی نکالنا، عورت کی دہریں دلی کرنا، سب کام حرام ہیں لے یعنی جب بچہ دودھ پیتا ہو تو
 سے صحبت کرنا اگر اس میں انشرش ہو کہ اس سے دودھ پھلے ہو کر بچہ کھینچے مضر ہوگا تو اس سے بچے۔ یہ کام حرام نہیں اس سے احتیاط بہتر ہے
 ایسے فرمایا کہ اسے حرام نہ کیا۔ محرمہ میں کام جمع یہ آخری عمل ہے۔

۱۳۵ یعنی حضرت عبداللہ ابن زبیر کی آزاد کردہ لڑکھی ان کی لڑکی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائیں۔ اس بچی کے پاؤں میں بچنے
 والے جہانجی تھے۔ اگر اس جمع جرس کی بھٹی جلا علی یعنی گنگر و اور اس جیسے آواز دینے والی چیز اونٹ کے گلے کے گھٹروں اور بازو کے

اِذْ دَخَلَتْ عَلَيْهَا جَارِيَةٌ وَعَلَيْهَا جَلَدٌ يُمَوِّجُنَ فَقَالَتْ لَا
تَدْخُلْنِي عَلَىَّ اِلَّا تَقَطِّعَنَّ جَلَدًا جَلَهَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ رَوَاهُ
ابُو دَاوُدَ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حُرْفَةَ أَنَّ جَدًّا لَ عَرْفَجَةَ بْنِ
أَسْعَدَ قُطْعَةَ اللَّحْمِ يَوْمَ الْكُلابِ فَأَتَتْهَا أَنْثَامٌ وَرَقِي فَأَثْنَتْ
عَلَيْهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَّخِذَ أَنْثَامٌ

کہ آپ کی خدمت میں ایک بچی وانی گئی جس پر جاجن تھے جو آواز کر رہے تھے لہ آپ بوس کر اسے
میرے پاس ہر روز لاؤ گراس صدمت میں کہ اس کے جاجن توڑ دیئے جائیں گے میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اس گھر میں فرشتے نہیں آتے جس میں جاجن ہر گز نہ (ابوداؤد) روایت
ہے حضرت عبدالرحمن بن حنفیہ سے کہ ان کے دادا عرفہ ابن سعد کی گلاب کے دن
ناک ٹوٹ گئی تو آپ نے چاندی کی ناک خوال وہ آپ پر بد بودینے لگے تو انہیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ سونے کی ناک بنائیں گے

پاؤں کے چھتوں کو بھی اجراس یا جلد مل کہتے ہیں۔ مہارے ہندوستان میں بھی پہلے عورتوں میں جاجن کا رواج تھا کیونکہ جاجن ایک قسم
کا جاج ہے اور جاج یا جاسور وہاں فرشتہ رحمت نہیں ہوتا۔ شیطان ہوتا ہے شیطان سے مراد وہ شیطان ہے جو کھیل تماشوں پر مقرر ہے۔ قرین
شیطان تو بہ انسان کے ساتھ رہتا ہے انگوشتی کے باب میں یہ حدیث لا تا نہایت ہی موزوں ہے کہ انگوشتی ایک قسم کا زیور ہے جسے بنانہ ب کے
پیش سے ہے آپ تابعی میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت یعنی میں اور آپ سے جاجن کے متعلق ہی روایات آتی ہیں لکھا اسلئے اس طرح کہ
چھتوں کی حالت میں جگتے تھے جیسا کہ مرد و عورت جاجن میں دیکھا جاتا ہے جیسا کہ مراد ہے ان کے پاؤں میں جاجن تھے کیونکہ یہ زیور پاؤں میں پہنا جاتا ہے۔
اسلئے اس طرح کہ ان کے اندر کے ٹکڑے نکال دیئے جائیں یا اس طرح کہ ان کے گنگر نہ کر دیئے جائیں یا اس طرح کہ خود جاجن ہی توڑ دیئے جائیں غرض کہ ان میں
آواز نہ رہے اسلئے فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جو خصوصی طور پر مسلمانوں کے گھر میں آتے جاتے رہتے رہتے ہیں یا وہاں ہی مقیم ہوتے
ہیں۔ خصوصاً ان گھروں میں جہاں تلاوت قرآن کا ذکر فرماتا ہے۔ جس سے مراد مطلقاً کچھ والا زیور ہے۔ خواہ پچوں کے پاؤں یا جالوں کے گلے
یا ہاتھ میں ہو یا کسی بنا پر فقہا فرماتے ہیں کہ دوسرے بڑے حرام ہیں۔ بعض حالات میں جائز ہو جاتے ہیں۔ جیسے شادی نکاح پر اعلیٰ کیلئے
نوبت تعداد اعلانات کیلئے مگر عجم حرام لیسہ بکچھ ملک نہیں ہوتی اسلئے حق یہ ہے کہ عجم حرام ہو مگر فرج حلال ہیں۔ گلاب کا نہ کہ پیش
ہے جملہ اور شام کے درمیان ایک گلاب کا نام ہے اور جیلہ و شام دونوں پہاڑوں کے نام ہیں۔ یہاں دو دفعہ جہاد ہونے میں ہیں

مِنْ ذَهَبٍ رَوَاكَ الْيَزِيدِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَعَنْ أَبِي مُرَيْرَةَ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُحَلَّقَ حَبِيبُهُ
 حَلَقَةً مِنْ تَارٍ فَلْيُحَلِّقْهُ حَلَقَةً مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطَوَّقَ
 حَبِيبُهُ طَوْقًا مِنْ تَارٍ فَلْيُطَوِّقْهُ طَوْقًا مِنْ ذَهَبٍ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ
 يُسَوَّيَ رَجَبِيَّتَهُ سَوَاءً مِنْ تَارٍ فَلْيُسَوِّرْهُ سَوَاءً مِنْ ذَهَبٍ وَلَكِنْ
 عَلَيْكُمْ بِأَفْضَلِهِ فَالْعَبُّوْا بِهَارِوَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ
 يَزِيدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ

(ترمذی - ابوداؤد - نسائی) روایت ہے حضرت ابو مریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے پیارے کو آگ کا حلقہ پہنانا چاہے وہ اُسے سونے کی بالی پہنا دے گا اور جو اپنے پیارے کو آگ کا طوق ڈالنا چاہے وہ اُسے سونے کا طوق پہنا دے گا اور جو چاہے کہ اپنے پیارے کو آگ کے گلے پہنانا چاہے وہ اُسے سونے کے گلے پہنائے گا لیکن تم ہاندی کو پکڑو اس سے کہلو کہ وہ (ابوداؤد) +
 روایت ہے حضرت اسماء بنت یزید سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت سونے کا ہار پہنے گی

کلاب اور کلاب ثانی کہا جاتا ہے وہ اسی حدیث کی بنا پر فقہاء فرماتے ہیں کہ مرد کو سونے کی ٹنگ لگانا جائز ہے لیکن ہی جلتے داشت کو سونے کے تار سے باندھ دینا مباح ہے کہ سونے میں ہل سے بہرہ پیدا نہیں ہوتا ہم پہلے جو اللہ شامی عرض کر چکے ہیں کہ پیس جگہ مرد کو سونے کا استعمال درست ہے سہ حبیب سے مراد بیار یا بیابا یا غیرہ طوکے ہیں کیونکہ روکیوں کے لئے سونے کے زیور جائز ہیں حلقہ میں تالی چھلانگو ٹی طوق ہار نیگل وغیرہ سب ہی شامل ہیں بلکہ اس میں چوڑی کنگی وغیرہ بھی داخل ہیں مگر یہ گنگے کے زیور مرد نہیں کہیں گا کہ تو آگے آ رہا ہے سہ طوق سے مراد گنگے کا ہر دو گونہ وغیرہ ہیں سہ ہذا اپنے پیارے کو سونے کا ہار نہ پہناؤ سہ خیال رہے کہ گنگی کو سونے کے زیور پہنانے کا یہ عذاب جب ہے جبکہ پہننے والا اس سے رضی و خوش ہو چھوٹے نامی بچوں کو اگر زیور پہنانے لگے تو اس کا عذاب پہنانے والوں کو ہو گا نہ کہ بچوں کو کہ وہ تو بالکل بے قصور ہیں رب تعالیٰ بے قصور دل کو نہیں پکڑتا سہ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں بھی سونا نہ پہنیں، صرف چاندی پہنیں تب یہ حدیث منسوخ ہے ان احادیث سے جس میں عورتوں کو سونا پہننے کی اجازت دی گئی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مرد صرف چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہو تو یہ حدیث حکم ہے اسے بھی کھیل فرمانے سے اشارة بتایا کہ چاندی کی انگوٹھی بھی مرد کے لئے بہترین ہے بھی کھیل کو دی ہے +

تَقْلَدَتْ قِلَادَةً مِنْ ذَهَبٍ قُلْدَتُ فِي عُنُقِهَا مِثْلَهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ وَإِيْمَا امْرَأَةٍ جَعَلَتْ فِي أُذُنِهَا خُرْمًا مِنْ ذَهَبٍ جَعَلَ اللَّهُ
فِي أُذُنِهَا مِثْلَهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ
وَعَنْ أُخْتِ ابْنِ أَبِي قَتَاتَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا
مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِطْرَةِ فَأُخْلِلْنَ بِهِ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُمْ
إِثْرَاءٌ تُحْلِي ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عَذَابَتْ بِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

اس کی گردن میں اس طرح کا آگ کا ہار ڈالا جائے گا قیامت کے دن اور جو عورت اپنے کان
میں سونے کی بال ڈالے گی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کان میں اس طرح
کی آگ کی بال ڈالے گا مثلاً (ابو داؤد۔ سنن) ۱۔ ولایت ہے حضرت حفصہ کی ہیں سے
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عورتوں کی جماعت کیا تمہارے پاس
پانڈی نہیں ہے جس کے زبور پہنوں سے خیاں رکھو کہ تم میں کوئی عورت نہیں جو سونے کا زیور
پہنے جسے ظاہر کرے گا اس سے عذاب دی جائے گی مثلاً (ابو داؤد۔ سنن) ۲

مثلاً یہ حدیث یا تو مفسوخ ہے۔ اسلام میں طلا سونا پہننا عورتوں کو بھی ممنوع تھا یہ حدیث اس وقت کی ہے جس میں اجازت نہ تھی۔ یا اس سے مراد
سونے کا زیور ہے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی۔ اگرچہ زکوٰۃ چاندی کے زیور پر بھی ہے مگر اکثر چاندی کا زیور نصاب کو نہیں پہنچتا۔ اور حضرت زینب
چاندی کو عورت پہن سکتی ہے۔ سونا تو مرد سے سلت تہہ بہ تہہ بھی مکوث لازم ہوتا ہے۔ اس لیے خصوصیت سے سونے کا ذکر فرمایا گیا خیال رہے کہ
مذہب حنفی میں پہنے کے زیوروں پر زکوٰۃ فرض ہے۔ عام شافعی کے ہیں اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اس لیے شوافع حضرات اس حدیث کو کرامت تفسیری پر محمول کرتے
ہیں۔ مگر یہ درست نہیں۔ اقد تو اس سے کہ عورتوں کو سونے کا زیور مکوث تفسیری بھی نہیں ہے۔ دوسرے اس سے کہ مکوث تفسیری پر بھی حنفی نہیں ہوتی۔
بہتر اس حدیث کی وہی تفسیر تھی جو ہم نے عرض کی ہے کہ اس میں صاحب کا نام اور عداوت معلوم ہو سکے۔ مگر وہ صاحب ہیں۔ اس لیے یہ معلوم نہ ہونا
مفسر نہیں۔ تمام صاحب عادل ہیں مثلاً یعنی بنے تکلف سونے کا زیور نہ پہننا کہ خشیت نہ ہو مگر فرض اور بات کی برداشت کر کے سونا ہی پہننا جائز ہے۔
چاندی کے زیور کو حقیقہ سمجھا جانے سے نہ کرو۔ لہذا حدیث بالکل واضح ہے۔ اس حتم کی تاکید اگلا مضمون کر رہا ہے مثلاً اپنی مردوں پر ظاہر کر کے کہ
ایسا حسی اور زیور دوسروں کو دکھائے۔ یا نور و فرو کے لئے دکھاؤ مگر یہ باغریب عورتوں کو فرض ہے دکھا کر نہیں دکھ سچا ہے۔ آخری دو معنی زیادہ
مساہب ہیں۔ کیونکہ حنفی مردوں کو چاندی کا زیور دکھانا بھی حرام ہے۔ عورتیں سونے کا زیور اپنی مسیلیوں کو فرض ہے دکھایا کرتی ہیں۔ انہیں
حضور ایل کر۔ کے لئے وہ یہاں مراد ہے مثلاً اس فقرہ کا ظہور پر مدبر سچا ہے کی نہ کہ صرف زیور پہننے پر۔ لہذا حدیث حکم سے مفسوخ نہیں۔

الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عُثْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْنَعُ أَهْلَ الْحِلْيَةِ وَالْحَرِيرِ وَيَقُولُ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيرَهَا فَلَا تَلْبَسُوا فِي الدُّنْيَا رَوَاكَا النِّسَائِيِّ وَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ خَاتِمًا فَلَبِسَهُ قَالَ شَغَلَنِي هَذَا عَنْكُمْ مُنْذُ الْيَوْمِ إِلَيْهِ نَظَرَةٌ وَإِلَيْكُمْ نَظَرَةٌ ثُمَّ أَلْقَاهُ رَوَاكَا النِّسَائِيِّ

تیسری فصل روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیور اور ریشم والوں کو ملے منع فرماتے تھے کہ اور فرماتے تھے کہ اگر تم بہشت کا زیور اور وہاں کا ریشم پسند کرتے ہو تو اُسے دنیا میں نہ پہنو گے۔ (نسائی) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بڑائی تھی پھر اُسے پہنا فرمایا کہ اس نے آج مجھ کو مشغول کر دیا ہے ایک نظر اس کی طرف رہی ایک نظر تمہاری طرف رہی پھر اُسے مینڈھ کر دیا ہے (نسائی)۔

ملے یعنی ایسوں کو جو ہمیشہ ریشم اور سونے کے زیور پہنا سکیں ملے ہمیشہ ریشم و زیور پہننے سے منع فرماتے تھے کہ نفس اچھے زیور پہننے کا علی نہ ہو جائے۔ بلکہ چاہیے کہ امیر آدمی بھی کبھی موٹا معمولی لباس پہن لیا کریں۔ یہ نزدیک تعلیم ہے (ملاقات)۔ ملے اس مطلب بھی وہی ہے کہ یہ چیزیں ہمیشہ نہ پہنوا یا یہ مخالفت استجاب کی ہے، یعنی ریشم و زیور عورتوں کو نہ پہننا بہتر ہے۔ عورت کا اصلی زیور ایمان تقویٰ پاکدامنی عفت ہے۔ اس سے دائمی عزت ہے۔ امام انہوی نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے اس کی ناسخ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے اصل المذهب والحدیث مولانا صاحب احسنی میں اپنی امت کی عورتوں کے لئے سونا اور ریشم حلال کرتا ہوں واللہ اعلم ملے چاندی کی انگوٹھی بنوائی یا سونے کی اس کی تحقیق انشاء اللہ آگے بھی آوے گی۔ یعنی آج یہ واقعہ ہوا کہ اس انگوٹھی نے مجھے اپنی طرف مائل اور متوجہ کر لیا جس کی وجہ سے تمہاری اور تمہارے حالات کی طرف توجہ پوری نہ رہی۔ یہ منہ پوری مدت کے معنی میں ہے۔ ملے یہ اس توجہ کا بیان ہے۔ یعنی میں کبھی تو اس انگوٹھی کو دیکھتا ہوں اور کبھی تم کو ملا کر دل میں چاہتا ہے کہ میں بروقت تم کو ہی دیکھا کروں تمہاری ہی اصلاح کیا کروں۔ معلوم ہوا کہ حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت جڑی پیاری ہے اور اسکی اصلاح بروقت مد نظر ہے حضور جانتے ہیں کہ بروقت امت پر نظر کر رہے ہیں کہ نظر کر رہے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ یہ انگوٹھی چاندی کی تھی یا سونے کی۔ ابو داؤد نے بروایت حضرت انس بیان فرمایا کہ یہ انگوٹھی چاندی کی تھی اس کے علیہ رو کر دینے کے معنی یہ بھی کہ اسے جبرگنا تے کیلئے رکھا تو اپنے پاس ہی مگر اُسے پہنا

وَعَنْ مَا يَكُ قَالَ أَنَا أَكْرَهُ أَنْ يَلْبَسَ الْعِلْمَانُ شَيْئًا مِنَ الذَّهَبِ
لَدَنَّهُ بَلَعْنِي أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّخَنُّمِ
بِالذَّهَبِ قَانَا أَكْرَهُ لِلرَّجَالِ الْكَبِيرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيرِ رَوَاهُ فِي الْمَوْطَأِ

طاہریت ہے حضرت امک سے فرمایا کہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ بزرگوں کو کچھ سونا پہنایا جائے نہ
کیونکہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا تھے
تو میں اسے بڑے چھوٹے مردوں کے لیے ناپسند کرتا ہوں تھے (موطأ) ۱۱

اور پہننے کی بھی ہمیشگی کی ہے۔ یعنی بہتر نہ پہنا، کبھی کبھی پہنا، مگر اپنے قبضہ میں رکھا ہمیشہ۔ باقی محدثین نے فرمایا کہ یہ انگوٹھی
سونے کی تھی اور الگ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ نہ اسے پہنا نہ اپنے پاس رکھ بلکہ اسے ٹھوڑا دیا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ
انگوٹھی چاندی کی تھی بغیر نقش کی جو زینت کے لئے پہنی گئی تھی۔ حضور انور نے ایسے الگ کر دیا۔ پھر بعد میں نقش والی
انگوٹھی مہر لگانے کے لئے پہنی، ضرورت کی بنا پر نہ کہ زینت کے لئے۔ لہذا یہ حدیث دوسری احادیث کے خلاف نہیں
فقہاء فرماتے ہیں کہ مرد کو بلا ضرورت چاندی کی انگوٹھی بھی پہنا بستر نہیں۔ اس کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔ قاضی، بادشاہ مفتی
مہر لگانے کے لئے نقشینی انگوٹھی نہیں، جس کے نگینہ میں اپنا نام کندہ ہو۔

سلسلہ یوں ہی چاندی بھی چھوٹے بچوں بزرگوں کو نہ پہنائی جائے، سو اسواچار ماشد کی انگوٹھی کے اخلاص یہ ہے کہ
سونے چاندی کا زیور یا نغ مردوں کی طرح نابالغ بزرگوں کو پہنا حرام ہے۔ مگر اس کا جرم پہنانے والے عزیزوں پر ہو گا کہنا بھی
بچے شرعی احکام کے مکلف نہیں۔ مسئلہ اور حجب سونے کی انگوٹھی ہی مردوں کے لئے حرام ہے تو دوسرے زیور بدعت اولیٰ
حرام ہیں مسئلہ یہ ہی مذہب ہے دوسرے ماموں کا بھی کہ سونے کا زیور نابالغ بزرگوں کو بھی نہ پہنایا جائے ۱۲

بَابُ النَّعَالِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ ابْنِ عُمرَ قَالَ رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِسُ النَّعَالَ النَّبِيَّ لَيْسَ
فِيهَا شَعْرٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قَبَالَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ عَنْ جَابِرٍ
قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَرَاهَا
يَنْظُرُونَ اسْتَكْثَرُوا مِنَ النَّعَالِ فَكَانَ الرَّجُلُ
لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا اجْتَمَعَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

باب جوئے کا بیان نہ پہل صل ہدایت ہے حضرت ابن عمر سے لے فرمایا انہوں
نے کہ دنیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنے ہوئے وہ جوئے جس میں بال نہ تھے
(بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرمایا انہوں نے کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
نعلین یا کوس دو دھتے تھے (بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرمایا انہوں نے میں نے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو کسی عرصے میں جوئے میں خود شرکت فرمائی فرماتے سنا کہ زیادہ استعمال کرو جوئیوں کو کیونکہ
مرد جب جوئیں پہنتا ہے سوار کی مثل دہتا ہے (مسلم)

سلا نعل نون کے برابر ہر چیز جو پیر کوئی سے بچائے اصطلاح میں ہر قسم کی جوئی کو سال کہتے ہیں جوئی انسان کا زیور ہے۔ اسی لیے یہ لباس
میں شامل ہے۔ جوئی سنتِ انبیاء ہے اور حکمِ اسلامی ہے۔ جب حضرت آدم کو باس دنیا عطا ہوا تو اس کے ہمراہ کھجور کے پتوں کا نعلین پاک
میں تھلا ہوا کشتی یعنی بحری جہاز اور چتر سے کا جوئی حضرت نوح علیہ السلام کی ایجاد ہے۔ سہ آپ صحابی ہیں آپ کا نام عبد اللہ
ہے قدامت صحابہ میں سے ہیں عبادہ ثلاثہ میں سے ایک ہیں سہ یعنی کمال چھی طرح صاف کر کے سب بال اندر دیئے ہوں
جس طرز ہمارے ملک میں رواج ہے اسی طرح بہت خوبصورت جوئی بنتا ہے ایسا جوئی بھی ریشہ انسانی میں شامل ہے۔
اس سے ثابت ہوا اگر مرد کو زینت کرنی جائز ہے جبکہ اس میں شرعی ممانعت نہ ہو نہ اس میں کفر سے مشابہت ہو نہ عورتوں سے ملکہ یعنی نہی کریم
سے لاشعیرہ حکم کی جوئی پاک مثل چٹائی کے تھی اور اس کے دونوں اطراف کے نیچے کپ کے انگوٹھے اور انکی کے درمیان سے جوئے مبارک کے دائیں بائیں
ترسے ہوئے تھے صطرح نقشہ نعلین پاک میں ہے وہ شکل نہیں بلکہ صطرح آجکل پہننے کی چیل بناتے ہیں نقشہ پاک والی چیل نبی کریم نے
ترسہ ہی ہے کہ چیل کبھی شہ یعنی چلنے کی مشقت سے بچ جائے جس طرح سوار و سوار پھر اور کاٹے سے بچ جاتا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنَى وَإِذَا اقْتَرَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ
 يَتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهَا تُنْعَلُ وَآخِرُهَا تُنْزَعُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهُ
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْشِي
 أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُخَفِّفَ بِهَا أَوْ لِيَنْعَلُ مَا جِئَ مُتَّفَقٌ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
 جب تم میں سے کوئی جوتہ پہنے تو داہے سے ستر دھ کرے لے اور جب اتارے تو بائیں
 سے نزع کرے تاکہ داہا پاؤں میں پہلے پہنا جاوے اور آخر میں اتاراجاوے لے
 (مسلم بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی
 ایک جوتہ میں چلے یا تو دونوں پاؤں ننگے کرے یا دونوں میں جوتے پہنے لے لے (مسلم بخاری)

لے یہ حکم استجابی ہے اس کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ چھ لائنیں بائیں طرف سے سر پہ لیا جاوے اور دائیں اور گھٹیا کام بائیں طرف سے
 مسجد میں داخل ہو کر داہنا پاؤں پہلے داخل کرے بائیں پاؤں پہلے نہ کرے بلکہ ننگے نواکے نگیں کرے کہ بائیں پاؤں پہنا نکلے داہنا پاؤں پہنچے
 اور پھر اٹھ جائے وقت بائیں پاؤں پہنا کر بائیں رخ کرے بعد میں داہنا پاؤں سے بقیہ وقت اس کے برعکس جوتا پہنا اعلیٰ کام ہے اور اگر نا
 اولیٰ کام لہذا یہ حکم دیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ دونوں جوتے نکلے اور اگر بائیں پہنا ہی رہا ہے اس کے خلاف ہے اولاً داہے پاؤں میں پہنے پھر بائیں میں
 لے اسلام میں داہنا حصہ بائیں سے انصل ہے اسلئے یہ مارا گیا جتنی کہ دوسری داہے ہاتھ پاؤں پہلے دھو لینے جاؤں بائیں بعد میں
 یہ ترتیب بہت جگہ ہے لے یہ ممانعت کر ہر نہ تنزیہی کی ہے اسی عالم میں اگرچہ چپ و خیرو کا پہنا ہے کہ کھوتے اچکن کی تک آستین ہیں لینا و نزع
 یوں ہی کھتی رکھنا ممنوع ہے میاں سرقاۃ میں اس حکم کی بہت سی عظیمیں ملان فرماں ایک یہ ہے کہ یہ طریقہ شیطاں کا ہے کہ وہ ایک جوتہ
 پہن کر چلتا ہے نیز اس طرح چلنا کچھ رشور بھی ہوا ہے جسے وضاحت کہ جوتی کچھ اونچی ہو اور جگہ ناموزن ہو نیز یہ طریقہ
 شرفدار کا نہیں اور یہ کم عقلی کی علامت ہے ۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت میں جو آتا ہے کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ایک جوتہ نزع میں ملنے دیکھا وہ یا تو اس حکم سے منسوخ ہے یا وہ عمل شریف
 گھر کے اندر کا ہے اور یہ حکم تشریف یا بر عزت کا بارہ حکم ہاں جو ان کے لئے ہے اور یہ حکم میاں استحباب کے
 لئے یا وہ اتفاقاً اور تقاضیہ ممانعت پیشگی اور عادت ڈال لینے سے ہے لہذا احادیث میں تضاد نہیں اس کی پوری
 تحقیق کتب فقہ میں ملاحظہ کرو

عَلَيْهِ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْقَطَعَ
شِسْمُ نَعْلَيْهِ فَلَا يَمْشِي فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِمَ شِسْمَهُ وَلَا
يَمْشِي فِي خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا يَأْكُلُ رِيشَةً مَالِهِ وَلَا يَجْتَنِبِي بِالتَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا
يَلْبِسُ الْقَمَاءَ وَلَا مَسِيْمَ الْفَصْلِ ثَانِي عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ يَنْعُرُ رَسُولَ

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کسی کے جوسے کا
شسم لٹ جائے تو ایک جوتہ میں نہ چلے گی کہ اس کا تہہ درست کر لے لے اور نہ ایک جوتہ میں چلے
اور نہ اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے گے اور نہ ایک کپڑے میں بیٹے گے اور نہ سخت طریقہ سے کپڑا
بیٹھے نہ مسلم اور نہ فصل روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے کہ رسول اللہ

ﷺ پاؤں ہی میٹھ کر درست کر لے یا گھر کا دونوں پاؤں سے ننگے جاوے اور وہاں رہے کہ بھر سو
مقصد یہ ہے کہ ضرورت پڑ جانے پر بھی ایک جوتہ میں نہ چلو چہ جائیکہ بلا ضرورت اس کی عادت
ڈال لینا یہ تو بہت ہی بُرا ہے۔

ﷺ عربی میں خف چمڑے کے جوتے کو کہتے ہیں جس پر مسج ہو سکے اور جو رب سونے اور تسمی جوتے
کو کہا جاتا ہے۔ جو تابی مسج نہیں اہل عرب کبھی چمڑے کے جوتے کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ صرف
ایک جوتہ پہنا کہ دوسرا پاؤں کھلا رہے مسوع ہے۔ خواہ مورہ چمڑے کا ہو یا سونے والی۔

ﷺ کہو کہ دابنا ہاتھ افضل ہے اور کھانا اعلیٰ کام ہے تو اعلیٰ کام اصل ہاتھ سے کرنا بہتر ہے
عرب میں بالذکر سردار لوگ احبار و فخر کے بیٹے بائیں ہاتھ سے کھاتے تھے اور غراء مساکین داہے
ہاتھ سے اسلام نے سب کے لئے دابنا ہاتھ معین فرمایا کہ اس سے کھا با پیا جاوے۔

ﷺ ایک کپڑے میں پٹھا اک وقت ممنوع ہے جب کہ اس سے شرمگا، کھل جائے ہو اگر شرمگا
ڈھکی رہے تو مضائقہ نہیں ﷺ اس کی شرح جیسے گر گئی کہ اس طرح

کپڑا اپنے جسم پر پٹھا کہ ہاتھ بائیں اندر جاویں

ہر تکلف کھل سکیں یہ ممنوع ہے

ورنہ ممنوع

نہیں

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبالین مثنیٰ یشرکھما رواہ الترمذی
وعن جابر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن
یتنعل الرجل قایما رواہ أبو داود ورواہ الترمذی وابن
ماجہ عن ابی ہریرۃ و عن القاسم بن حماد عن عائشۃ قالت
رؤما مشی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تعلی واحدۃ وینے

صلی اللہ علیہ وسلم کے جوہر ستریف کے دو تھے نئے جوہر دو قسموں سے بٹے
ہوئے تھے لہ (ترمذی) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سے مسح فرمایا کہ کوئی شخص کھڑے کھڑے کھڑے کھڑے کھڑے
ابو داؤد اور ترمذی و ابن ماجہ سے ابو ہریرہ سے روایت کہ روایت ہے قاسم بن حماد سے کہ وہ حضرت
عائشہ سے روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت دفعہ ایک جوہر میں چلے گئے اور ایک روایت

سلف قبال اور شرکاء دونوں کے معنی ہیں قسم گھر شرکاء کبرے قسم کو کہنے میں قبال بٹے ہوئے کو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک
جوہر شریف میں دو قسم ہوتے تھے ہر قسم بٹا ہوا اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق کے نعلین پاک کا محل تھا ایک
قسم کا جو با سب سے پہلے حضرت عثمان غنی نے پہنا بیان جواز کے لئے اب مرد جوہر میں قسموں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس
نہایت میں چپل کا رواج عام تھا۔ وہ بھی قسموں کے یہ مناسبت ان جوتوں میں ہے جو کہ پہننے میں اتھکا نا پڑتا ہے۔ جیسے آج کل
فل بوٹ سے واسے یا چمڑے کے مونہ کے انہیں کھڑے کھڑے پہنے ان کے تھے باندھنے میں گر جانے کا اندیشہ ہے
عام معمولی جوتے جو آسانی بغیر اتھکا گئے بہن لئے جاتے ہیں وہ کھڑے کھڑے پہنا بالکل جائز
ہے جیسے درسی اور گرگاں جوتے (مرقات معات واشتہ اللغات) مسئلہ آپ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ آپ حضرت
ابو بکر صدیق کے پوتے میں تاجی ہیں۔ حجتہ اوداع میں مقام ذوالحلیفہ پیدا ہوئے بڑے فقیر عالم اور بڑے قاری تھے۔
(مرقات) اشعر اسکا اگر حدیث صحیح ہو تو اس کے معنی وہی ہیں جو پہلے عرض کیے گئے کہ مرد گھر کے صحن میں ایک قدم
اس طرح چلے متہ دووں جوئے شریف دور دور پر سے گئے ایک پاؤں مبارک میں جوتہ پہن لیا پھر وہ ایک قدم چل کر دوسرے جوتہ
تک پہنچے اور وہ پہن لیا اور مناسبت کی احادیث میں مابین شرکاء پر اس طرح چلنے کی مناسبت ہے لہذا احادیث میں تعارض نہیں یا وہ احادیث
اس حدیث کی نسخ میں یا یہ حدیث بیان جواز کے لئے ہے گذشتہ مناسبت کی حدیث بیان استحب کے لئے خصال وہی
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض ایسے کام کرنا جو امت کے لئے مکروہ یا منوع میں بیان جواز کے لئے ہوتا ہے

رَوَايَةُ أَنَّهُمَا شَتَّ يَتَعَلَّ وَاحِدَةً رَوَاهُ الْيَرْمُذِيُّ وَقَالَ هَذَا أَصَحُّ
وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَنِ إِذَا اجْلَسَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْلَعَ
نَعْلَيْهِ فَيَضَعُهُمَا بِجَنْبِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَوَعَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حُلْفَيْنِ اسْوَدَيْنِ سَادَجَيْنِ فَلْيَسَّهُمَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ الْيَرْمُذِيُّ

روایت میں ہے کہ خود آپ ایک جوتہ میں بیٹھیں (ترمذی) اور فرمایا یہ نعلون
میچ ہے لہ رویت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا یہ بات سنت سے ہے کہ جب آدمی
بیٹھ کر اپنے جوتہ اتارے انہیں اپنی برابر رکھ لے گا (ابوداؤد) روایت ہے ابن
بریدہ سے وہ اپنے والد سے راوی ہے کہ نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں دو سیاہ سادہ جوتے پیش کیے حضور نے انہیں پہنا گئے (ابن ماجہ اور ترمذی نے

یہ عمل آپ کے لیے مسوع نہیں ملکہ آپ کو اس پر بھی ثواب ملے گا کیونکہ یہ عمل تبلیغ ہے جیسا کہ حضور انور کا کھڑے ہو کر پانی پینا بیان
جواز کے لیے تھا ہمارے واسطے مکرر ہے۔ حضور نے یہ عمل تبلیغ مسئلہ کے لئے کیا (اشعۃ اللمعات)
سہ یعنی ترمذی نے حدیث مریض و معقوف دونوں کی روایت کی مگر حدیث موقوف کو اسناد صحیح ترک کیا کہ یہ عمل حضرت
عائشہ صدیقہ کا ہے۔ سہ یعنی ہنس میں نہ توجہ نہ ہیں کر بیٹھے کہ یہ بد تمیزی ہے اور نہ جوتے اپنے آگے رکھے کہ
یہ قبلہ معظمہ کی ہے اربی ہے نہ اپنی و اپنی طرف رکھے داہنا حصہ عظمت والا ہے نہ پیچھے کہ اس میں جوتہ چوری ہو جانے
کا خطرہ ہے لہذا اپنی بائیں طرف رکھے (مرقات و لمعات) اب توفیق پرست ملای مع جوتہ فرش پر بیٹھ کر مدنی
کھاتے ہیں سہ بعض نسخوں میں ابو ہریرہ ہے مگر غلط ہے حنفی شارحین نے فرمایا کہ ابو ہریرہ کفایت ہے۔ عبداللہ
ابن مریدہ کی بریدہ ابن خضیب اسلمی صحابی ہیں۔ عبداللہ ایہ بریدہ مرد کے حاکم تھے سلیمان ابن بریدہ کے بھائی
ہیں دونوں بھائی ثقہ ہیں مگر حضرت عبداللہ بہت شاندار ہیں (اشعۃ اللمعات)۔

سہ اصمعی یعنی نجاشی جو شاہ جندہ تھے پہلے عیسائی تھے پھر حضرت عبداللہ ابن جعفر وغیرہم صحابہ کرم کی تبلیغ پر
مسلمان ہوئے انھوں نے خالص سیاہ رنگ کے چمڑے کے مورے حضور انور کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجے
حضور نے پہنے بعض علماء فرماتے ہیں کہ مورے سیاہ رنگ کے بہتر ہیں اور جوتے پہلے رنگ کے افضل بہتر
یہ ہے کہ مورے سادہ ہوں ان پر دھاگے وغیرہ کے نقش و نگار نہ ہوں ۛ

عَنْ ابْنِ بَرِيدَةَ عَنْ أَبِيهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَنَسَمَ عَلَيْهِمَا بِ: بَابِ
الرَّجُلِ الْقَصَلِ الْأَوَّلِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُرْجِلُ رَأْسَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفُصْرَةُ نَشْ

اسی پر پردہ مل گیا ابھی سے یہ زیادتی کی کہ پھر حضور نے وضو کیا اور اس پر مسح کیا یہ کنگلی کرنے کا
بہل ہے پہل اصل روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سر پر کنگلی کرتی تھی حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی یہ (مسلم بخاری) روایت ہے
روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پاؤں پہرے فطرت سے ہیں لہ
سے یہاں مرقاۃ نے فرمایا کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور کی مدد میں ایک خط بھیجا اور میں نے پاجامہ چاروں
موزوں کا جوڑ بھیجا خط میں لکھا تھا کہ میں نے آپ کا نکاح بدین ام حبیبہ سے کر دیا ہے آپ کی قوم سے ہیں
میرے ملک میں ہیں حضور قبول فرمائیں اور یہ حقیر سے ہدایا تحفے میں منظور کریں سرکار نے منظور فرمائے اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ کپڑے یا جوتے اگرچہ کفار نے بنائے ہوں بغیر تحقیق کیے پہنے جاسکتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ وہ پاک ہونگے بلا
وجہ ناپاک نہ سمجھو مرقاۃ معلوم ہوا کہ حضور اللہ نے پاجامہ کا پردہ قبول کیا ہے مگر پہننا ثابت نہیں۔
سے جس کے سر پر بال ہوں وہ انھیں پریشان نہ رکھے ان میں کنگلی وغیرہ کرتا رہے اس باب میں کنگلی کے
علاوہ اور چیزوں کا ذکر بھی ہوگا جیسے خضاب وغیرہ۔

۳۵ جب حضور انور اعتکاف میں ہوتے تو اپنا سر مبارک گھر کی کھڑکی میں داخل فرمادیتے تھے۔ اُم
المومنین حضور کا سر دھو بھی دیتی تھیں تیل کنگلی بھی کر دیتی تھیں معلوم ہوا کہ بھالت حیض عورت کا جسم پاک ہوتا
ہے۔ وہ ناپاکی حکمی ہے اور بھالت اعتکاف اپنے بعض اعضاء مسجد سے باہر

نکال دینا جائز ہے ۳۶ سنت قدیمہ جو گزشتہ
انبیاء کرام کا بھی طریقہ رہا ہوا ہے فطرت کہتے ہیں
گویا وہ انسان کی پیدائشی عادت ہے
یہاں پانچ کا ذکر حد کے نیچے ہیں ہے اس کے
علاوہ اور بھی سنتیں انبیاء میں جو دوسری
احادیث میں مذکور ہیں

الْجَنَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَتَمْتُّ
الْإِبْطِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ ابْنِ مَرْقَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاهَهُ اسْتِرَاحَةً لِمَا لَمْ يَرَوْا فِيهِ نَاحِيَةً تَرَاهُ فِيهِ رُغْصَةً كَالْبَالِ
أَوْ كَبُرَ نَاحِيَةً (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم امام اعظم کے ہاں سنت ہے امام شافعی کے ہاں فرض (مرقات) سات سال کی عمر تک ختنہ کر
دینا چاہیئے نو مسلم جوں آدمی کا لکاح ایسی عورت سے کر دیا جائے جو ختنہ کرنا جانتی ہو پھر ختنہ کے بعد چاہئے
نوطلاق دے جو پھر ختنہ شدہ ہو اس کے ختنہ کی ضرورت نہیں جہاں رہے کہ چودہ انبیاء کرام ختنہ شدہ
پیدا ہوئے حضرت آدم - شیت - نوح - صالح - شعیب - یوسف - موسیٰ - زکریا - سلیمان - عیسیٰ - یحییٰ بن مفلح
جو اصحابِ رسول کے بی بی میں ابو ذر غفاری علیہ السلام یہ حضرات ختنہ شدہ ماب بریہ پیدائش کے عورتوں کا ختنہ ہمارے ہاں کوہ
سے یعنی ناب کے پچے اور پاخانہ کے مقام کے بال استرہ سے صاف کرنا سنت ہے مرد کے بننے اور کسی دراز سے صاف
کر دینا مرد کے لئے خلاف سنت ہے قصی سے یہ بال نکالت دینا مرد و عورت دونوں کے لئے خلاف
سنت ہے بحالت جنابت کوئی بال کاٹنا مؤثر صائب میں (مرقات)

سے اوپری ہونٹ کے باؤں کو مونچہ کہا جاتا ہے یہ اتنے کاٹے جائیں کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ خوب کھل
جائے پانی پیتے وقت یہ بال پانی میں نہ ڈوب سکیں مونچیں مونچا یا بہت زیادہ پست کر دینا خلاف سنت
ہے۔ محیط میں ہے کہ مردوں کو سر منڈانا عام حالات میں اچھا نہیں احرام کھوتے وقت سنت ہے حلق کے
بال نہ منڈانے بھوئی اور چہرے کے کچھ کچھ بال نکال کر دینا جائز ہے جبکہ جھڑوں سے نشہ نہ ہو۔ سینہ اور پیٹ کے
بال مونڈنا یا کترنا مستحب نہیں (مرقات)

سکھ اس طرح ناخن تراشنے کہ انھوں کے پچے پورے کے بعد میں داہنے ہاتھ کی کھڑکی انگلی شروع کرے چھنگلی تک کاٹ
دے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کرے انگوٹھے تک کاٹ دے پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن
کاٹ دے جو کوئی جھڑب کے دن ناخن تراسا کرے انشاء اللہ فقیر نہ ہو گا۔ جماعت جمعرات کو چاہیئے اور غسل
تبعی علی لباسِ شریف جمعہ کو غسل ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم پر ناخن کا لباس تھا جنت سے باہر آ
کر یہ کپڑوں کا لباس عطا ہوا آپ کا جسم ساتھ ہاتھ تھار مرقات

سے بغل کے بال اوکھڑنا سنت ہے منڈانا جائز امام شافعی منڈا کرتے تھے ناک کے بال اکھڑنا ممنوع ہے اس
سے بیماری پیدا ہوتی ہے (مرقات)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَوْفِرُوا لِلْحَيِّ وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِي
رَوَايَةٍ أَتَاهُ الشَّوَارِبُ وَأَعْفُوا لِلْحَيِّ مُشْفِقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ آتِي
قَالَ وَقَدْ تَنَاقَى قِصَصُ الشَّارِبِ وَتَقْيِيمُ الْأَطْفَارِ وَنُطِفَ
أَلْبِطٌ وَخَلِقَ الْعَاثَةُ أَنَّ لَا تَنْزُكَ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِينَ

علیہ وسلم نے کہ مخالفت کر دشرکین کی نہ ڈاڑھی بڑا ہار نہ اور مونچھیں پست کر نہ اور
ایک روایت میں ہے کہ مونچھیں نیچی کر نہ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ نہ (مسلم بخاری روایت
ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے مونچھیں کاٹنے اور ناخن کترنے اور بغل
ادھیرنے اور زبردناف کے بال مونڈنے کے متعلق وقت یہ مقرر کیا گیا کہ ہم جاہل شب

سے مشرکین سے مراد کفار ہیں خواہ بت پرست ہوں یا اہل کتاب مخالفت سے مراد شکل لباس وضع قطع سب میں مخالفت
ہو سکتی ہے مگر یہاں شکل میں مخالفت مراد ہے جیسا کہ اگلی تفسیر سے ظاہر ہے یہ امر وجوب کے ہے کہ مسلمان
کو کفار کی سی شکل بنانا حرام ہے۔

سے اوفر دانا ہے وافر سے بمعنی بڑا نازبان کلامی جمع ہے لیختہ کی بمعنی ڈاڑھی رخسار اور ٹھوڑی پر جو بال ہیں انھیں
لجید بمعنی ڈاڑھی کہا جاتا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ ڈاڑھی کو ہاتھ نہ لگاؤ اسے بڑھنے دو اس بڑھنے کی حد درجہ حدیث
شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کی لمبائی چوڑائی سے کچھ کترتے تھے اسے حضرت عبداللہ بن عمر کے
فعل شریف نے واضح کیا کہ آپ چار انگلی یعنی مٹھی بھر سے زیادہ کو کٹوا دیتے تھے دیکھو بخاری کتب الحج اور شامی وغیرہ
اگر صورت کے ڈاڑھی نکل آئے تو اس کا اکیر طرہ بنا ضروری ہے کہ وہ ڈاڑھی نہیں ہے بلکہ بیماری ہے ڈاڑھی مشمت
سے کم کرنا بھی منع ہے اور اس سے زیادہ کرنا بھی منع اور ہر دو کے پیچھے نماز مکروہ و مرقعات و تنانی۔

سے احفاء اور اعضا دونوں کے معنی ہیں بڑا ناکہر کی مخالفت کو حضور انور نے مقرر فرمایا کہ ڈاڑھی بڑھا ران کی مخالفت
کر اگر کسی جگہ کے کفار ڈاڑھی رکھتے ہوں، جیسے ہمارے ہاں کے سکھ تو ان کی مخالفت میں ڈاڑھی مونڈنا حرام ہے
کہ مخالفت کو حضور نے مقرر فرمایا یہ بھی خیال رہے کہ ایک مشمت ڈاڑھی قرآن مجید سے بھی تاب سے حضرت
بارون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ لا تأخذ مسلحی میری ڈاڑھی نہ پکڑو معلوم ہو کہ آپ کی ڈاڑھی اتنی تھی کہ
پکڑنے میں آجائے وہ مٹھی بھر کا ہے انبیاء کرم کے متعلق احادیث میں ہے کہ وہ عیسوی یعنی مہری ڈاڑھی والے
تھے مہری ڈاڑھی مشمت سے کم نہیں ہو سکتی لہذا فریج یا خشن مشی یا مشمت سے کم ڈاڑھی رکھنا حرام ہے کہ
یہ منڈانے کے حکم میں ہے اس کی بحث شامی کتاب الصوم میں دیکھو۔

لَبَّيْكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ إِلَهُهُوَ وَأَنْتَ صَارِي لَا يَصْبِغُونَ فَخَالِفُوهُمْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أُنِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ يَوْمَ نَحْنُ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَّامًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ وَاهَذَا شَيْءٌ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ مَا ذَاكَ مُسْلِمٌ

مے زیادہ نہ بھولیں کہ (مسلم) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ یہود اور عیسائی نہیں رنگتے تو تم ان کی مخالفت کرو بلکہ (مسلم) بخاری، روایت ہے حضرت جابر سے کہ فرماتے ہیں کہ ابو قحافہ فتح مکہ کے دن لائے گئے تھے حالانکہ ان کا سر اور ڈاڑھی سفیدی میں لٹاسہ کی طرح تھی بلکہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کسی چیز سے بدل دو اور سیاہی سے بیخوش (مسلم)

سلہ یعنی چالیس سے زیادہ دیر لگانا ممنوع ہے سنت یہ ہے کہ موچیں و ناخن بر جو کو کاٹنے پر زناہ کے مال بیس دن میں لے لہذا ہفتہ افضل ہے چند دن دریا سے ناہ، دن اتھارن مدت۔ و زنا ناخن سے روزی کھٹتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ جمعہ کے دن نامی رہتے تو ہمارا دوسرا دن تک بلا قلا سے محفوظ رہے گا۔ (مرقات) سلہ لہذا پنے سر کے بال اور ڈاڑھی، جب سفید ہو جاویں تو سفیدی یہ خضاب لگا کر دیکھنا چاہیے چھبندی سے خضاب کڑھنا بہتر ہے سلہ ابو قحافہ کا۔ عثمان ابن عامر نے فرمایا میں فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور خلافت فاروقی تک زندہ رہے تا کہ سال عمر پائی تکتہ چورہ میں وفات ہوئی حضرت ابو بکر صدیق کے والد میں آپ سے کچھ احادیث حضرت ابو بکر صدیق اور اس سال جنت ابو بکر نے روایت کیں (مرقات) حسب آپ کو حضور کی خدمت اقدس میں لایا گیا تاکہ ایمان قبول کریں تو حضور انور نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ابو قحافہ کو یہاں آئے کی تکلیف کیوں دی یہ جو ان کے پاس حاکم نہیں سلطان کرتے (اشعۃ) سلہ ثنائیہ ایک گھاس کا نام ہے جو ست سفید ہوتی ہے بڑی حرج فارسی میں اسے درمنہ سفید کہتے ہیں یعنی حضرت ابو قحافہ کے سر و ڈاڑھی کے بال ایسے سفید تھے جیسے ثنائیہ گھاس حضرت ابو بکر صدیق انھیں اٹھا کر حضور کی خدمت میں لائے تھے۔ (مرقات) شہ یعنی ان سر اور ڈاڑھی میں سیاہی کے سوا کسی رنگ کا خضاب کر دو چنانچہ سفیدی سے سرخ خضاب کر دیا گیا۔ حتیٰ یہ ہے کہ سیاہ خضاب مردوں و دونوں کے لیے مسوع سے۔ حضرت عثمان غنی و امام حسن و حسین نے سیاہ خضاب لگایا اسے گزیت کے لیے ہیں بلکہ غزوات میں نثار بر سر عبد

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ
مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ
يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكِينَ يُفْرِقُونَ رُؤُوسَهُمْ
فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَّتَهُ ثُمَّ قَرَّقَ بَعْدَ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کاموں میں
جس میں خاص حکم نہ دیا گیا ہو اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے ہیں لہٰذا اہل کتاب
اپنے بالوں کو کھینے رکھتے تھے لہٰذا اور مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے تو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی کے بال کھینے چھوڑ دیے پھر بعد میں مانگ نکال دیے
مسلم بخاری روایت سے نافع سے وہ حضرت ابن عمر سے راوی فرماتے ہیں میں نے نبی صلی

طہاری کرنے کے لئے کہ وہ لوگ آپ کو بوڑھا نہ سمجھ سکیں اور آپ پر دیر نہ ہو جائیں اب بھی بھانسن
جہاد غازی کو سیاہ خضاب درست ہے (مرقاۃ) حضور انور نے دائرہ صریف میں کبھی خضاب نہ کیا۔ کہ
حضور کے بال خضاب کی حد تک سفید نہ ہوئے صرف چند بال شریف سفید تھے۔ چند بار سر شریف میں
چند لکڑی لگاؤ تھی حد سر کی وجہ سے (مرقاۃ) حضرت ابو بکر صدیق نے ہندی اور دوسرے کا خضاب کیا
ہے مگر دوسرے اتنا ہوتا تھا۔ جس سے سیاہ رنگت نہ ہوتی تھی۔ بلکہ مخمض سرخ رنگ ہوتا تھا۔ اسی طرح
اور صی بہ سے بھی خضاب منقول ہے (اشعہ) :

سہ موافقت اور مشابہت میں بڑا فرق ہے کھار سے مشابہت ہر حال حرام ہے موافقت جائز ہے مگر
جائز چیزوں میں مطلب یہ ہے کہ جس چیزوں سے حضور انور کو منع نہیں فرمایا گیا ان میں ایسے
کام اختیار فرماتے تھے جو مشرکین کے مخالف جنوں اہل کتاب کے موافق سہ یعنی سر کے
بالوں میں مانگ نہ نکالتے تھے یوں ہی کھینے ہوئے چھوڑ دیتے تھے سہ پیشانی سے

مراد سہ بعض روایات میں راسہ ہے یعنی حضور انور نے مانگ نہ

نکالی بلکہ بال شریف کھینے رکھے سہ کیونکہ

جبریل امین نے حضور انور سے یہی عرض کیا کہ مانگ نکالا کریں چنانچہ اب مسلمانوں کو یہی سنت ہے :

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَهَى عَنِ الْقَزَعِ قِيلَ لِنَافِعٍ مَا الْقَزَعُ
قَالَ يُحْلِقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَيَتْرَكَ الْبَعْضَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَالْحَقُّ بَعْضُهُمُ التَّفْسِيرُ بِالْحَدِيثِ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى صَبِيًّا قَدْ حَلَقَ بَعْضَ رَأْسِهِ
وَتَرِكَ بَعْضَهُ فَتَنَاهَا هُمُ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ إِحْلِقُوا كُلَّهُ أَوْ
اسْرُكُوا كُلَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ

اللہ علیہ وسلم کہ سنا کہ آپ قزع سے منع فرماتے تھے لہٰذا نافع سے کہا گیا کہ قزع کیا ہے فرمایا کہ
بچے کے سر کا کچھ حصہ مونڈ دیا جاوے اور کچھ حصہ چھوڑ دیا جاوے لہٰذا (مسلم بخاری) اور بعض محدثین
نے اس تعبیر کو حدیث سے ملا یا یہ لکھ روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک بچہ دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ مونڈ دیا گیا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا تو انہیں اس سے منع فرمایا اور
فرمایا یا کل سر مونڈ دیا کل چھوڑ دے (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ

اس قزع کاف کے فقرہ سے یعنی بادل کے ٹکڑے اب اصطلاح میں سر کا بعض حصہ منڈوانے یا کترانے اور بعض رکھنے کو
قزع کہتے ہیں اسے بادل کے ٹکڑوں سے تشبیہ دیتے ہوئے یہ ممانعت بچوں بڑوں سب کے لئے ہے جبوری
کے حالات اس سے علحدہ ہیں جیسے کہی سر عام میں بیمار کاٹا لو کھول دیا جاتا ہے یعنی صرف بچ کو پڑی کے بال مونڈ دیئے
جاتے ہیں ویسے بلا ضرورت ممنوع ہے کہ اگر بہتہ تنزیہی ہے اگر بڑی حماقت بھی قزع ہے لہٰذا بچوں کا ذکر اتفاقاً ہے
کہ عرب میں بچوں ہی کی حماقت اس طرح کی جاتی ہے ورنہ یہ ممانعت چھوٹے بڑوں سب کے لئے ہے لہٰذا یعنی اس
روایت میں اس طرح مروی ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ تفسیر ارشاد فرمائی کہ خیال رہے کہ کل سر منڈانا
جائز ہے مگر بہتر نہیں سوا احرام سے کھلنے کیوقت کہ وہاں سر منڈانا بہتر ہے باقی حالات میں منڈانا بہتر نہیں کہ سوا حضرت
علی رضی اللہ عنہ کے کسی صحابی نے سر نہ منڈایا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مرقات) حضرت علی کے سر منڈانے کی حکمت
تشریح کتاب میں عرض کی گئی اس زمانہ میں تو سر منڈانا بہت ہی بُرا ہے کہ وہابیوں کی علامت ہے حضور نے وہابیوں
کے متعلق ارشاد فرمایا سیما ہم التحلیق ان کی علامت سر منڈانا ہوگی۔ اس حدیث سے معلوم ہو کہ انگریزی
بال رکھنا یا علمیں بنوانا سب ممنوع ہے کہ اس میں قزع ہے :

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخْتَلِثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللَّهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختل مردوں پر لعنہ اور مرد سے وال عورتوں پر لعنت کی تھ اور فرمایا کہ انہیں اپنے گھروں سے نکال دو (بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتر لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی ہم شکل نسین اور

سے مختل بنا ہے مختل بمعنی نرم یا پچیدگ مختل وہ لوگ جو ہوں تو مرد گران کی آواز وضع قطع عورتوں کی سی ہو مختل دو قسم کے ہیں ایک پیدائشی دوسرے بناوٹی یہاں ساوٹی مختل کا ذکر ہے انہیں پر لعنت ہے کہ پیدائشی مختل تو مجبور ہے معلوم ہوا کہ مرد کا عورتوں کی طرح لباس پہنانا یا تختہ پاؤں میں جمدی لگانا عورتوں کی طرح ہون ان کی سرکات و مسکنات اختیار کرنا سب حرام ہے کہ اس میں عورتوں سے تشبیح ہے اس پر لعنت کی گئی بلکہ ڈرا بھی موعظہ مستدنا حرام ہے کہ اس میں بھی عورتوں سے مشابہت اور عورتوں کے سے لیے بال رکھنا ان میں مانگ چوٹی کرنا حرام ہے کہ ان سب میں عورتوں سے مشابہت ہے عورتوں کی طرح تابیایں بھانا مسکنات کو سے بلا سب حرام ہے اسی وجہ سے ۔

سے یعنی عورتوں کا مردوں کی سی شکل بنانا ان کا لباس پہنانا ان کی طرح بے پردہ پہنا حرام ہے لہذا عورتیں عمامہ نہ باندھیں کرتے پاشما مہ میں فرق کریں حتیٰ کہ جو تہ بھی مردوں سے ممتاز رکھیں اس کی بھی بہت تفصیل ہے حتیٰ کہ عورتیں بادشاہ یا حاکم نہ بنیں کہ یہ کام مردوں کے ہیں

سے یعنی مختل کو اپنے گھروں میں نہ آنے دو تمبیدی عورتیں اس سے پردہ کریں کہ یہ جڑ سے بدرمعاش ہوتے ہیں پردہ نشین عورتوں کا ذکر غیر مردوں سے کرتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ مختل اور مردوں کی ہم شکل بننے والی عورتیں دونوں کو گھروں سے نکال دو اپنی عورتوں کو اس سے پردہ کراؤ کہ ایسی عورتیں آوارہ ہیں ان سے پردہ واجب راجع فقہاء فرماتے ہیں کہ آوارہ عورتوں سے شریف عورتوں کا اسی طرح پردہ کرنا فرض ہے جیسے مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے کہ آوارہ عورتیں مردوں سے زیادہ خطرناک ہیں ۔ ایسی آوارہ عورتوں نے شریفوں کے بہت گھر اچھاڑ دیئے ۔

الْمُسْتَوِصَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ رَوَاكُ الْبُخَارِيِّ، وَعَنْ ابْنِ
عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاِصِلَةَ
وَالْمُسْتَوِصِلَةَ وَالْوَاِشِمَةَ وَالْمُسْتَوِشِمَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَاِشِمَاتِ وَالْمُسْتَوِشِمَاتِ
وَالْمُسْتَوِصِمَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ

ان عورتوں پر جو مردوں کی ہم شکل بنیں (بسماری) روایت ہے حضرت ابن
مسعود سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اللہ لعنت کرے بال ملائے
والی اور موانے والی پر اور گودنے والی اور گودا لے والی پر (مسلم بخاری) روایت ہے
حضرت عبداللہ بن مسعود سے فرماتے ہیں کہ لعنت کرے اللہ گودنے والیوں پر اور گودا لے والیوں پر
اور بال اکھیڑنے والیوں پر اور حسن کے لئے کھراں کرانے والیوں پر (مسلم بخاری) روایت ہے

سہ معلوم ہو کہ یہ حرکت گناہ کبیرہ ہے۔ گناہ صغیرہ بھی اگر سمیٹہ کیا جاوے تو کبیرہ بن
جاتا ہے۔

سہ ان دونوں چیزوں کی شرح پہلے گزر گئی واصلہ وہ عورت جو اپنے سر کے بالوں میں دوسری عورت کے
بال ملا کر راز کرے مستوصلہ وہ عورت جو دوسری کے سر میں یہ بال جوڑے یا جو اپنے سر کے بال کاٹ کر اسے
دوسے ملائے کہے یعنی یہ دونوں کام حرام ہیں جن پر لعنت فرمائی گئی۔ واشمہ وہ عورت جو سوئی وغیرہ کے ذریعہ
اپنے اعضاء میں، سرمہ یا نیل گودا لے جیسا کہ چند عورتیں بعض ہندو مرد کرتے ہیں مستوشمہ وہ جو دوسری عورت کے
گودے دونوں پر لعنت فرمائی حرام فاعل و مفعول دونوں کی لعنت کا باعث ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ اگر بالوں میں رنگ
لگا کر انہیں دراز کر رہا جاوے تو جائز ہے جسے موافق کہتے ہیں۔ (مرآت) سہ یہ لفظ بنا ہے نماں سے
نماں بال اکھیڑنے کے آکر کو کہتے ہیں جسے خضاب میں مویا کہا جاتا ہے یہاں حیرے کا رنگ لکھا اکھیڑ نامراد
ہے یہ حرام ہے دراز اگر عورت کے ڈاڑھی یا مونچھیں نکل آئیں تو انہیں ضرور اکھیڑ دے (مرآت)

سہ متفلیجات بنا ہے قلع سے قلع اس کھر کی یا کشادگی کو کہتے ہیں جو دو دانتوں کے درمیان ہوتی ہے بعض عورتیں مسید کے
ذریعہ اپنے دانت پٹے کر کر درمیان میں جھریاں کر لیتی ہیں اسے اپنے لئے حسن و خوبصورتی تصور کرتی ہیں یہ حرام ہے اس
کا تہ بھی شراب ہو جاتے ہیں پھر ٹھنڈا پانی گرم چادر یا دودھ نہیں پنی سکتیں دانتوں میں لگتا ہے۔

فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِيَ إِنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ
فَقَالَ مَا بِي لَا الْعَنْ مَنِ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ الْوَحْيَيْنِ
فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ لَنْ كُنْتُ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ
وَجَدْتِيهِ مَا قَرَأْتَ مَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا

کہہ دینے والی ہیں اسے تو ایک عورت آپ کے پاس آئی بولی کہ مجھے خبر ہو چکی ہے کہ تم نے ملاں عدل
پر لعنت کی ہے مگر فرمایا میں کیوں لعنت نہ کروں اس پر جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے لعنت کی اور اس پر جو اللہ کی کتاب میں ہے کہ وہ بولی کہ میں نے تو دو تختوں کے
درمیان میں بڑھا ہے جو تم کہتے ہو وہ میں نے اس میں نہ پانی گھر دیا اگر تم نے اسے بڑھا دیا
تو تم اسے پابندیں گے کیا تم نے نہ پڑھا کہ جو تم کو رسول دیں اسے لے اور جس سے

اللہ کے تعلق یا تو صرف متعلقات سے ہے یا اولیائے اور مقدمات اور مقدمات تینوں سے ہے یعنی جو عورتیں یہ تینوں
کام خوب صورتی کے لئے کریں وہ لعنتی ہیں جو مجبور کسی مرض کی وجہ سے کریں انہیں معافی ہے :-
اسے خیال رہے کہ تبدیلی خلق اللہ دو طرح کی ہے ایک شرعاً جائز دوسری حرام چنانچہ غنہ کرنا انہیں کھانا ہونگے نہیں
نوشوانا جو امت کرانا ان میں بھی تبدیلی خلق اللہ تو ہے مگر اس کا حکم ہے۔ اور یہ مذکورہ چیزیں دانستہ پختہ
کرانا وغیرہ تبدیلی خلق اللہ ہے مگر حرام یہاں حرام تبدیلی مراد ہے یعنی چونکہ اس حرکت میں حرام
تبدیلی ہے لہذا یہ ممنوع ہے (راشد المصنفات)

سہ یعنی کسی مسلمان پر لعنت جائز نہیں تو ہم نے ان مسلمان عورتوں پر لعنت کیوں کی تم نے صحابی رسول ہو کر ایسی جرأت
کس بنا پر کی سہ یعنی میں نے خود اپنی طرف سے ان پر لعنت نہیں کی بلکہ اللہ رسول نے لعنت کی ہے میں تو ان لعنتوں
کا ناقل ہوں لعنت رسول تو میں نے خود ہی ہے لعنت اللہ قرآن مجید سے معلوم کی ہے لہذا میری یہ لعنت برحق ہے
لہذا یہ حدیث مرفوعہ سہ یعنی اس کے متعلق حدیث حدیث تو ہو گئی جو میں نے نہ سنی ہو آپ نے سنی ہو کہ آپ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس بہت زیادہ حاضر رہتے تھے مگر قرآن کریم تو مقرر و معین ہے میں اسے دن رات پڑھتی ہوں میں نے کسی امت
میں ان عورتوں اور ان پر لعنت کا ذکر نہ دیکھا میں اس میں آپ کو سچا کیسے مان لوں لوہین سے مراد قرآن مجید کی
جلد کے دو گتے ہیں جن کے بیچ میں قرآن مجید ہوتا ہے مراد ہے سارا قرآن مجید یہ مطلب یہ ہے کہ

تَهَكُمُ عَنْهُ فَأَنْتَهُوَ قَالَتْ بَلَى كَأَلِ فَرَاتَهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ وَالْإِثْمِ
الْجَارِي. وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ كَانَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ

تم کو رسول صبح کریں اس سے باز رہو یہ ہیں ان فرمایا کہ حضور نے اس سے منع فرمایا ہے کہ مسلم ہماری
روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نظر حق ہے تلہ اور
گودنے سے منع فرمایا کہ بخاری روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول

مگر تم قرآن مجید غور سے پڑھتیں مجھ بوجہ کہ تو تم کو اس میں یہ لعنت مل جاتی اور تم میری تصدیق کر رہی تیں :-
سبحان اللہ کیسا ایمان افروز شاندار استنباط ہے اس آیت سے یہ ثابت فرمایا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی تمام منع فرمائی ہوئی چیزیں قرآن مجید کی ممانعت میں داخل ہیں اور حضور نے تو ان سے منع
فرمایا ہے لہذا قرآن نے بھی انہیں منع فرمایا حضور کی لعنت خدا تعالیٰ کی لعنت ہے (مرقات) لہذا
حضور کی رحمت و کرم رب تعالیٰ کی رحمت ہے۔

۱۵ اس حدیث کو احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی نے بھی روایت کیا (مرقات) اس فرمان عالی
سے معلوم ہوا کہ حدیث کے احکام کو قرآن کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کہ کتاب قرآن خاموش قرآن ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم بولتے ہوئے قرآن میں لہذا کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے تعداد و مقدار زکوٰۃ کی مقدار میں
وغیرہ سب کچھ قرآن میں ہے کیونکہ یہ حضور نے بتا دیئے۔

۱۶ یعنی نظر بد کا اثر حق ہے اس سے دل بدن پر اثر پڑتا ہے باز اللہ جیسے اللہ تعالیٰ نے سانپ کے
منہ میں بچھو کے ڈنگ میں زہر رکھا ہے یوں ہی اس نے انسان کی نظریں بھی اثر رکھا ہے جس سے انسان
بیمار یا چیز ضائع ہو جاتی ہے استاد اللہ اس کی تحقیق کتاب الطب والرقی میں آدئے گی۔ جاوہر نظر وغیرہ
سب برحق ہے جب گالی کے لفظوں میں اثر ہے کہ اس سے دل مغموم ہو جاتا ہے تو جادو کے
الفاظ میں بھی اثر ہو سکتا ہے یوں ہی دعاؤں و ظیفوں و دم درود میں شفاء کا اثر برحق ہے۔

۱۷ اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ گودنے سے نظر نہیں لگتی اور لگی ہوئی نظر دفع ہو جاتی ہے اس لیے حضور
انور نے اس سے منع فرمایا کہ یہ خلاف عقل اور عقیدہ باطل سے :-

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُلَبَّدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَعَنْ أَنَسٍ
قَالَ لَهِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعَفَ الرَّجُلُ
مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَطِيبُ لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطِيبٍ مَا يَجِدُ حَتَّى أَجِدَ وَبِئْسَ
الطِّيبُ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ نَافِعٍ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاں چمکائے ہوئے دیکھا ہے (بخاری) روایت ہے حضرت
انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ مسرایا کہ مرد زعفران
رنگ استعمال کرے لے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتے ہیں کہ میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجود بہترین خوشبو لیا کرتی تھی لے حتیٰ کہ خوشبو کی چمک
آپ کے سر اور آپ کی ٹاٹھی میں پائی تھی لے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت نافع سے

لے صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں چمکانا۔ اہل عرب کوئی خاص گوند لہکا سا سر میں لکڑی کر ہاں چمکا لیتے تھے تاکہ ہاں پر گندہ
نہ ہو۔ اسے صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں یہ بحالت احرام اور غیر احرام سب میں جائز ہے یہاں غالباً غیر احرام کی حالت میں صلی اللہ علیہ وسلم
سے یعنی اپنے کپڑے یا بدن میں زعفرانی رنگ استعمال کرنا مرد کے لئے ممنوع قرار دیا عورتوں کو یہ سب کچھ
جائز ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ تھوڑا سا زعفرانی رنگ لگا لیا مرد کو جائز ہے زیادہ ممنوع ہے مگر
حق یہ ہے کہ مطلقاً ممنوع ہے جن احادیث سے اس جواز کا دھوکا ہوتا ہے ان میں رنگ لگ
جانا لگانا نہیں لہذا یہ حدیث اپنے اطلاق پر ہے۔

لے اطیب کے دو معنی ہو سکتے ہیں میں خوشبو لیا کرتی تھی یا خوشبو لگاتی تھی حضور سر کا صلی اللہ علیہ وسلم کو
خوشبو بہت ہی پسند تھی اس لئے ارواح مطہرات خصوصاً ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور انور کیلئے
خوشبو تیار کیا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ احرام کھوتے وقت بھی خوشبو لیا کر لگتی تھی۔

لے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اور ٹاٹھی شریف میں خوشبو لگاتے تھے اور وہ خوشبو اس قدر
زیادہ ہوتی تھی کہ بالوں میں اس کی جھلک دکھائی دیتی تھی یہ جھلک خوشبو کا رنگ نہ تھا جھلک تھی چمک تو پانی
کی بھی محسوس ہوجاتی ہے لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ مردوں کی خوشبو بغیر رنگ والی چاہیئے کہ وہاں
رنگ سے مراد زینت والا رنگ ہے اس کی ممانعت سے ہے

قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اسْتَجَرَا سَجْمَرِيًّا لَوْ لَا غَيْرُ مَطْرَاةٍ وَكَافُورٍ
يَطْرَحُهُ مَعَ الْاَلْوَةِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ **الفصل الثاني**
عن ابن عباس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم
يَقْضِي أَوْ يَأْخُذُ مِنْ شَارِبِهِ وَكَانَ اِبْرَاهِيمُ
خَلِيلُ الرَّحْمَنِ يَفْعَلُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَعَنْ زَيْدِ

فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر جب دھول پٹے تو زمان سے دھول پٹتے غیر مخلوط نہ
یا کافور سے پٹتے تھے وہ لوہان کے ساتھ ڈالتے تھے پھر سرمائے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دھول پٹتے تھے سلم دوسری نص
روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم اپنی مونچھوں سے کچھ کترتے یا پٹتے تھے اور اللہ کے خلیل جناب
ابراہیم بھی یہ کام کرتے تھے سلم (ترمذی) روایت ہے حضرت زید

سلم استعمار وہ خوشبو لینا جو جڑو یعنی آگ کے انگاروں پر رکھ کر حاصل کی جاوے یعنی بخور یا دھولنی اسی پٹے لگیشی
کہ بھرہ کہتے ہیں یہ جڑو سے ہے نہ ہمارے جہاز سے جو استہوار آتا ہے اس کے معنی ہوتے ہیں ٹھیسے
سے استنجا کرنا اسی سے ہے جہاز جن کی رمی حج میں کی جاتی ہے لوہان مستہور خوشبو سے جو پہلے سنت
مروج تھی اب اگر بقیوں کی وجہ سے اس کا رواج کم ہو گیا۔

سلم یعنی کبھی تو خالص لوہان سے دھولنی پٹنے کبھی لوہان کے ساتھ کافور بھی شامل فرماتے تھے دو لوہان ملا کر دھولنی پٹتے تھے۔
سلم یعنی مضمحل اللہ علیہ وسلم کبھی صرف لوہان سے اور کبھی لوہان و کافور کے مجموعہ سے دھولنی لیا کرے
تھے میں بھی اس سنت پر عمل کرتا ہوں حضور نے بطور عادت کریمہ جو کام کیئے وہ سب نہ کہہ کلمات میں
سلم راوی کو شک ہے کہ حضرت ابن عباس نے یا اخذ کہا یا یَقْضِي معنی دونوں کے یک ہی میں۔

سلم غالباً حضرت ابراہیم پہلے وہ نبی میں جنہوں نے مونچھیں تراشیں آپ کے بعد تمام میں سے یہ عمل
کیا اور ہمارے حضور نے یہ سنت خلیل جاری فرمائی۔ لہذا یہ عمل فطرت ہے اس پر بڑا ثواب ہے مونچھیں
بہر ہفتہ یا پندرہ دن میں ضرور تراشنا چاہئیں :-

ابن اَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ
لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ بِتَارٍ وَلَا أَكْأَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ
النَّسَائِيُّ ۖ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّ ۖ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُ مَنْ لِحْيَتِهِ مِنْ
عَرَضِهَا وَطُولِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ
غَرِيبٌ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ابن ارقم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنی مونچھوں میں سے کچھ نہ لے وہ
ہم میں سے نہیں ہے (احمد، ترمذی، نسائی، روایت ہے حضرت عمر و ابن شعیب سے وہ اپنے
دندے وہ اپنے دادا سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لڑائی شریف سے طول
و عرص سے کچھ یا کرتے تھے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب
ہے روایت ہے حضرت یعلیٰ بن مرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ خارج ہے یا بڑی مونچھیں رکھنے والے کے لیے خطرہ ہے کہ اس کا خاتمہ اسلام پزیر ہو
معاذ اللہ (امرات) سئلہ اس طرح کہ لمباؤں میں مٹھی بھر یعنی چار انگلی سے زیادہ ہوں کو کاٹ دیتے تھے اور
جوڑائی میں اس دائرے کے حد میں جو بال آتے باقی رکھے جاتے اس سے بڑھتے ہوئے کاٹ دیئے جاتے۔
چار انگلی تک ڈاڑھی رکھنا واجب ہے ڈاڑھی مٹانا یا کتر دانا سق ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ
عنه اپنی ڈاڑھی مٹھی میں پکڑتے جو مٹھی سے باہر باں ہونے انہیں کاٹ دیتے تھے وہ عمل اس حدیث کی
شرح ہے۔ یہاں حضرت سیح نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے بہت عرصہ تک ڈاڑھی نہ کٹوائی
تھی کہ ڈاڑھی بہت بڑی ہو گئی تو اب اسے نہ کٹوائے بلکہ ویسی ہی رہنے دے (اشعری)
جن بزرگوں کی ڈاڑھیاں بہت لمبی دیکھی گئیں ہیں وہاں یہ ہی وجہ ہوتی ہو گئی غرض کہ چار انگلی
سے ہرگز کم نہ کرے مگر اس سے زیادتی اس کی دو صورتیں ہیں کوشش کرتا رہے کہ نہ زیادہ
نہ ہونے پائے اگر بہت زیادہ کر لی تو پھر ویسے ہی رہنے دے سئلہ آپ مشہور صحابی ہیں اہل کوفہ میں
آپ کا شمار ہے صلح حدیبیہ غزوہ خیبر غزوہ خنین میں شریک رہے ۛ

۳۹۔ رجل فرما کر اشارۃً بتلایا کہ عورت کا یہ حکم نہیں اسے خلوق استعمال کرنا جائز ہے اور شئی فرما کر بتلایا کہ خلوق تھوڑی سی چیز ہے زیادہ ضرورت کے لئے ممنوع ہے اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ تھوڑی سی خلوق جائز ہے زیادہ ممنوع اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کا استعمال ممنوع ہے ان کے ساتھ نماز مکروہ ہے لہذا مرد اگر ریشمی لباس پہنا کر سوئے گا زیور پہن کر نماز پڑھے تو اس کی نماز سخت مکروہ واجب الدعا و ہوگی۔

بِرَّعَفْرَانٍ فَعَدَّوْهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ إِذْ هَبْ فَأَغْسِلْ هَذَا
عَنْكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَهَنَّابِيُّ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طِيبُ الرَّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ
وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ رَوَاهُ

زعفران والی خلق میرے نکاحی بھری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا میں نے آپ پر سلام عرض کیا
تو مجھے جواب نہ دیا اور فرمایا جاؤ اسے اپنے جسم سے دھو دو (ابوداؤد، سنن ابی داؤد، حدیث ۵۰۸۰)
حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی ہلکے ظاہر ہو رنگ چھپی ہو
تھوڑے اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ ظاہر ہو ہلکے چھپی ہوئی تھوڑے

سے خلق بزرگ عفران کی بھی ہوتی ہے اور زعفران والی اور یہ زخم کا علاج ہے جیسے آج کل دیکھیں کہ اس میں خوشبو بھی
ہوتی ہے اور یہ زخموں وغیرہ کا علاج بھی ہے ان کے زخم پر زعفرانی خلوق لگائی گئی تھی علاج کیلئے سب غائب اسی
چھٹی کا علاج خلوق کے سوا اور بھی ہوگا جیسے موم و تیل وغیرہ یا اس پر ناراضی ہے کہ تم اسے لگائے ہو تمہارے باہر کیوں لگائے
یا اس پر کہ تم نے خلوق پر پانی بہا کر اس کا رنگ کیوں زائل نہ کر دیا اور مجبوری و معذوری میں معافی ہوتی ہے درجہ و اشرف اس سے
معلوم ہوا کہ اعلانیہ ناجائز کا ارتکاب کرنے والے کے سلام کا جواب نہ دینا تاکہ وہ اس گناہ سے توبہ کرے درست ہے
اور ممکن ہے کہ حضور نے آہستہ جواب دیا ہو تو انھوں سے سنا نہ گیا ہو لہذا حدیث پر یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ سلام
کا جواب دینا فرض ہے پھر حضور نے جواب کیوں نہ دیا جبکہ بزرگ سنی کے جواب سلام نہ دینے سے اس کے گناہ چھوڑ
دینے کی امید تو تب یہ جواب نہ دینا ایک قسم کی تبلیغ ہے یہ توجیہ خیال میں رہے سب جیسے گلاب مشک جعفر اور کافور وغیرہ
مرد کیلئے یہ خوشبو بھی بہترین کہ ان میں رنگت نہیں جبکہ سب سے خیال رہے کہ عورت جبک والی چیز استعمال کر
کے باہر نہ جائے اپنے خاوند کے پاس خوشبو مل سکتی ہے یہاں کوئی پابندی نہیں جیسا کہ دوسری روایت
میں ہے کہ جو عورت خوشبو مل کر باہر نکلے وہ ایسی ایسی ہے دوسری روایت میں ہے کہ عورت بخور لگا
کر ہماری مسجد میں عشاء کے لئے نہ آئے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ عورت جندی لگائے ہوئے باہر نہ
پھرے کہ جندی میں ہلکے ہے اور عورت کو ہلکے لگا کر نکالنا ممنوع ہے ۛ

الْبَرْمِذِيُّ وَ لَيْسَانِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَنَةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْثُرُ دُهْنُ رَأْسِهِ وَ تَسْرِيحُ كَيْصِيَّتِهِ وَ يَكْثُرُ الْقِنَاعُ كَأَنَّهُ ثَوْبُهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السَّنَةِ وَ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ قَدِمَ

انندی۔ نسائی ۱۰ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کپڑی تھی جس سے آپ خوشبو لگاتے تھے لہ (ابو داؤد) روایت ہے انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر میں تیل اور ڈارمی میں کنگھی بہت استعمال فرماتے تھے قناع کا استعمال زیادہ کرتے تھے گویا آپ کا کپڑا تیل والوں کا کپڑا ہی تھا لہذا شرح سنہ روایت ہے حضرت ام ہانی سے فرماتی ہیں کہ

لہ مکہ میں کے پیش۔ کاف کے شہر سے عرب کی ایک مشہور خوشبو میں ہے جس میں بہت خوشبوئیں شامل کی جاتی ہیں۔ مگر یہاں مراد وہ ڈھلی یا کپڑی ہے۔ جس میں یہ خوشبو رکھی جاوے اس لیے منہا ارشاد مبہرا۔ جس میں من استدامیہ ہے (مرقات)

۱۰ حضرت انس سے روایت ہے کہ رات کو حضور کے سر پرانے مسواک اور کنگھی رکھی جاتی تھی۔ جب شب اٹھتے تو یہ دونوں چیزیں استعمال فرماتے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سات چیزیں سفر و حضر میں نہ چھوڑتے تھے۔ پیشاب کا برتن۔ آئینہ سرمہ دانی۔ مسواک۔ چٹنی۔ سرمہ کی سلاخی۔ (مرقات)۔

۱۰ قناع کے کسرو سے وہ کپڑا جو ٹوپی کے نیچے پہنا جاوے تاکہ تیل ٹوپی و ہمامہ میں نہ لگے وہ کپڑا ہی تیل میں تر رہے یعنی چونکہ آپ سر میں تیل زیادہ استعمال کرتے تھے اس لیے ٹوپی شریف کے نیچے ایک کپڑا تیل سے بچلا کے لیے استعمال فرماتے تھے۔

۱۰ یعنی یہ قناع تیل میں ایسا بھیگا رہتا تھا جیسے تیل والے کے کپڑے تیل میں تر رہتے ہیں دوسرے کپڑے مراد نہیں کیونکہ حضور کے کپڑے بہت صاف اور چمٹے رہتے تھے آپ سفید کپڑے پہنڈ فرماتے تھے۔ جو صاف ہوں۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا بِمَكَّةَ قَدَمَهُ وَلَهُ أَمْرٌ بَعْدَهُ
عَدَايَرُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالْإِسْمَاعِيلِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ إِذَا فُرِقْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَأْسَهُ صَدَعْتُ فِرْقَةً عَنْ يَاقُوتِهِ وَأَرْسَلْتُ نَاصِيَتَهُ
بَيْنَ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس میں تشریف آوری فرمائی تھی اس میں لٹکا پ کے
پار گھیسو۔ تھے تھے رات۔ برادر۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ طبرانی۔ حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں
کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں مانگ نکالیں تھی تو آپ نے مانگ
آپ کے درمیان سر سے چھری تھی تھی اور آپ کی پیشانی کے بال دو انگلیوں کے درمیان
چھوٹی تھی تھی رایت ہے سرت مسند احمد ابن

لے غائب کلمہ کے دن کی تشریف آوری مراد ہے جب حضور نے حضرت ام بانی کے گھر میں غسل بھی کیا اور نماز
چاشت بھی پڑھی تھی بعد ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار بار کہ معظمہ تشریف لے گئے عمرہ فضا کیلئے فتح مکہ
کیلئے عمرہ حجاز کے لئے اور حجة الوداع کے لئے حضور انور نے چار عمرے کیئے ہیں اور ایک حج مبین عمرے
زیر قعدہ ہی ہیں ایک عمرہ حج الوداع کے ساتھ کیا وہ ذی الحجہ میں یہ واقعہ جو آپ بیان فرمائی ہیں وہ فتح مکہ کے دن کا ہے۔
سٹہ بٹے ہوئے بالوں کو عذیرہ یا ضغیرہ کہا جاتا ہے جس کی جمع غذا نر اور ضغائر ہے یعنی اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے بالوں مبارک کو چار حصوں میں کیا ہوا تھا دو حصے بٹ کر رہنے بائیں طرف ٹکے ہوئے تھے اور دو حصے بائیں
جانب۔ سٹہ یہ ہی سنت ہے کہ سر کے بال بکھرے غریبوں میں بان میں لگھکی کی جاوے بالوں کے دو حصے کیئے
جاوے اور مانگ بیچ سر میں ناک کے اوپر سے سیدھی نکال جاوے اب فیشن پرست مرد و عورتیں
ایک طرف سے مانگ نکالتے ہیں یعنی ٹیڈھی مانگ خلاف سنت ہے۔

سٹہ اس جملہ کے شارحین سے کئی معنی کیئے ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام پہلے کلام کا تتمہ ہے یا فوخ کہتے ہیں
وسط سر یعنی کھوپڑی کو مطلب یہ ہے کہ میں حضور انور کی بال شریف کے دو حصے کرتی تھی ایک حصہ راستہ
جانب دوسرا حصہ بائیں جانب اور پیشانی کے اوپر سے یہ مانگ شروع کرتی تھی اور کھوپڑی شریف سے اسے
گزر آتی تھی پوری مانگ بیچ سر میں ہوتی تھی سیدھی جاتی تھی یہ ہی معنی بہت موزوں ہیں (مرقات و اشعار)

مُغْفَلٍ قَالَ تَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ
الْأَعْيَنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَانِيُّ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ بَرِيْدَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَفْضُلُ بَيْنَ عُبَيْدٍ مَالِي
أَرَأَيْتَ شَيْئًا قَالَ إِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مثلاً سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا مگر وہ ہے
ع۔ جے سے (ترمذی۔ ابو داؤد۔ تسانی) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بربہ سے
تہ فرماتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص نے فضالہ ابن جید سے کہا کہ مجھے کیا بھاکہ میں آپ کو
نکندہ بال و بکت ہوں تہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سہ یہ حکم مرد کے بیٹے سر کے بالوں میں کنگھی کرنے کے متعلق سے یعنی جس مرد کے سر پر بال ہوں وہ روزانہ انسان
میں تیل و کنگھی نہ کرے کہ اسی میں لگا رہے بلکہ کبھی کرے کبھی نہ کرے ایک دن کرے ایک دن نہ کرے خواہ
جس بصری فرماتے ہیں کہ ہفتہ میں ایک دن کرے غیب بھل کے کسرہ سے ب کے شد سے اس کے
معنی میں اونٹ کو ایک دن پانی پلا نا ایک دن غاغہ کرنا بھارت کو بھی غیب کہا جاتا ہے اس ممانعت کا
مقصد یہ ہے کہ انسان غامری آرائش میں مشغول ہو کر رب کو نہ بھول جائے اس حکم سے عورتیں
مستثنیٰ ہیں وہ چاہیں تو روزانہ مانگ چوٹی کریں یوں ہی اگر مرد ڈاڑھی میں روزانہ کنگھی کرے تو مضائقہ نہیں
دیکھو مرقات۔ اشعۃ اللمعات سے فرمایا کہ وضو کے بعد ڈاڑھی میں کنگھی کرنا فقیری کو دور کرتا ہے۔ امام
غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روز ڈاڑھی شریف میں دوبار کنگھی کرتے تھے
(اشعہ)

سہ آپ عبداللہ ابن بربہ ابن حصیب اسلمی میں تابعی میں اپنے والد بربہ سے جو کہ صحابی ہیں۔
روایات لیتے ہیں۔ آپ کے بیٹے سہل آپ سے روایات لیتے ہیں۔ مرد کے قاضی رہے وہاں
ہی وفات پائی۔

سہ فضالہ ابن عبید صحابی ہیں انصاری میں وہی ہیں غزوہ احد وغیرہ میں شامل رہے۔ پھر دمشق میں
قاضی رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں وہاں ہی وفات پائی (مرقات)

سہ یعنی میں آپ کو کبھی سر و بال کے پرانندہ بال والا دیکھتا ہوں اس کی کیا وجہ ہے آپ روزانہ
بال عمدہ کنگھی دے کیوں نہیں رکھتے ؟

وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيرٍ مِّنَ الْإِرْقَاةِ قَالَ مَا لِي لَا أَرَىٰ عَيْتَكَ
 حَذَاءُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا
 أَنْ نَعْتَفِي أَحْيَانًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَوَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ
 لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَوَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحْسَنَ

دلم ہم کو بہت بیش پسندی سے منع فرماتے تھے۔ جسے لبے کیا ہوا، تہا سے پاؤں میں
 جوتے نہیں دیکھتے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے
 پاؤں رہا کریں۔ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ جس کے بال ہوں وہ ان کا احترام کرے۔ (ابوداؤد) روایت
 ہے حضرت ابو ذر سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ احسن
 نے کہ بہترین

۱۷ یعنی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پر تکلف رہنے بناؤ سنگھاریے رہنے
 سے منع فرمایا ہے اس ممانعت میں صدمہ ہا حکمتیں ہیں۔ ہمیشہ بنے کھٹے رہنے سے صدمہ ہا گناہ کا
 دروازہ کھل جاتا ہے اور نفس عیاش ہو جاتا ہے اگر کبھی فقیر آجائے اور یہ تکلیف ممکن نہ رہے
 تو بہت تکلیف ہوتی ہے لہذا چاہیے کہ کبھی کبھی معمولی حالت میں بھی رہا جاوے۔
 ۱۸ اس میں تقویٰ طہارت کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے کہ کبھی کبھی انسان اپنے گھر اپنی گلی کوچہ
 میں ننگے پاؤں بھی پھر لیا کرے تاکہ اگر کبھی جوتی میسر نہ ہو تو اسے برداشت کر سکے غرض کہ
 اپنے کو کسی چیز کا عادی نہ بنائے بھوک پیاس کی برداشت پیدا کرنے کے لیے روزہ
 فرض کیا گیا بر حالت کی برداشت کے لیے یہ تعلیم دی گئی۔

۱۹ یعنی جس نے سر کے بال رکھے ہوں وہ انہیں ہمیشہ پر اگندہ نہ رکھے بلکہ کبھی کبھی ان میں
 تسیل لگائے کنکھی کرے مگر دائمی نہیں لہذا یہ حدیث گزشتہ احادیث کے
 خلاف نہیں۔

مَا عَزَّيْبُ لِّلشَّيْبِ الْخِثَاءِ وَالْكُتْمُ رَوَاهُ الْيَرْمُذِيُّ وَابُو
دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَكُّ بْنُ عُبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُونَ بِهَذِهِ السَّوَادِ
لِكَوَايِلِ الْحِمَامِ لَا يَجِدُونَ لَهَا حُسَّةَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ

وہ چیز جس سے تم بڑھا۔ پنے کی عادت بدلو ہندی اور دسمہ ہے ملے (ترمذی۔ ابو داؤد۔ ترمذی)۔
روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے فرمایا آخری
زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو اس سیاہی سے عصاب کیا کرے گی کبوتروں کے
پروں کی طرح ملے وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائیں گے ملے (ابو داؤد۔ ترمذی)۔

اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات نے سیاہ خضاب جائز کہا وہ کہتے ہیں کہ ہندی اور دسمہ ملکر سیاہ رنگ
دیتے ہیں اور ان کے ملا کر لگاے کی اجازت دی گئی ہے مگر یہ دلیل بہت ہی ضعیف ہے کیونکہ سیاہ
خضاب کی ہر جہت ممانعت کی گئی جیسے کہ تقوا السواد وغیرہ مگر سیاہ خضاب کی ہر جہت اجازت کہیں نہیں دی
گئی ان جیسی احادیث سے سیاہ خضاب کی اجازت نہیں نکلتی اولاً تو یہاں ہندی و دسمہ ملائے کی اجازت
ہے ہی نہیں حدیث کے معنی یہ ہیں کہ بہترین رنگ سفیدی بدلنے کے لئے ہندی ہے اور دسمہ ہے کہ کبھی ہندی
سے رنگ کرے کبھی دسمہ سے جنت کا رنگ سرخ ہوتا ہے دسمہ کا رنگ سبز جیسے کہا جاتا ہے کلمہ اسم ہے اور فعل
ہے اور حرف ہے ایسے ہی یہ ہے اور اگر ملا نامی مراد ہو تب بھی خیال رہے کہ اگر دسمہ ہندی کے ساتھ آجوں
آدھ یا زیادہ ملا یا جاوے تب سیاہ رنگ دینا ہے اور اگر کم ملا یا جاوے تو پختہ سرخ کرتا ہے سیاہ نہیں کرتا
سرخ نال بہ سبزی رنگ ہو جاتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے سیاہ خضاب کی سنت، ممانعت احادیث میں وارد ہے
یہ حدیث ان احادیث سے متعارض نہیں اگر یہاں سیاہ رنگ مراد ہو تو احادیث میں تعارض ہو گا مرقاۃ و شتر
(ملعات) ملے یعنی اپنے سر اور ڈاڑھی کے بال خالص سیاہ کیا کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے خاص
سیاہ ہوتے ہیں جو اصل جمع ہے حوصلہ کہ معنی یہاں مینہ مراد ہے بعض کبوتروں کے سینے سیاہ ہوتے ہیں
ملے حالانکہ جنت کی مہک پانچ سو سال کی راہ سے محسوس ہوتی ہے یعنی سیاہ خضاب کرنے والے جنت
میں جاتا تو کیا اس کے قریب بھی نہ پہنچنے کے معنی اولاً۔ بعد میں معافی ہو کر پہنچ جاویں تو دوسری بات
ہے (مرقات) یا یہ مطلب ہے کہ میدان عشر میں جنت کی خوشبو آتی ہو جو مسکنوں کو محسوس ہو
گی اس مہک سے مسکن ہو کر عشر کی شدت بھول جائیں گے مگر یہ سیاہ خضاب کرنے والے عشر میں یہ

ابوہ اود والنسائی: وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس النعال السیئة ویصفہ بحیثہ یا نورس والزعفران وكان ابن عمر یفعل ذلک ما والا النسائی

(ابوہ اود والنسائی) : روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ ہی سے اللہ علیہ وسلم سبقت جوتے پہنتے تھے۔ لہٰذا ابن عمر ہی شریف کو نہ اس سے اللہ زعفران سے پہنتے تھے۔ لہٰذا حضرت ابن عمر بھی یہ کرتے تھے کہ وہ والنسائی :

مخوشبو محسوس نہ کر سکیں گے اور وہاں کی تکلیف محسوس کریں گے جیسے حوض کوثر کی ایک نہر مختصر میں ہوگی جس سے مومین پانی پیتے رہیں گے منافق روک دیئے جائیں گے (راشدہ اللغات) اس حدیث سے مراد معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب حرام ہے خواہ سر میں لگائے یا ڈاڑھی میں مرد لگائے یا عورت اس سے معذوری کی حالت مستثنیٰ سے علاج کے لئے یا غزوہ کے لئے سیاہ خضاب جائز ہے (مرقات) بعض لوگ مطلقاً سیاہ خضاب جائز کہتے ہیں بعض لوگ عورتوں کے لئے جائز کہتے ہیں بعض مردوں کے سر کے لئے جائز کہتے ہیں ڈاڑھی کے لئے ممنوع مانتے ہیں بعض لوگ اسے مکروہ تنزیہی کہتے ہیں یہ کل ضعیف ہیں۔ صحیح وہ ہی ہے کہ سیاہ خضاب مطلقاً مکروہ تحریمی ہے مرد عورت سر ڈاڑھی سب اسی حمانعت میں داخل ہیں (مرقات) ہاتھ پاؤں میں مہندی وغیرہ سے خضاب عورتوں کو جائز مردوں کے لئے ممنوع (الایمان) (مرقات) : لہٰذا جس کی کھال کے بال اوڑا دیئے گئے ہوں۔ سبب بمعنی حلق (مثلاً نا) عام عرب بال واسے جوتے پہنتے تھے۔ اب عموماً بے بال کے جوتے پہنتے ہیں۔

۲۷ درس ایک گھاس ہے جو یمن میں پیدا ہوتی ہے۔ پیلا رنگ دیتی ہے۔

۲۸ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کے لئے یہ گھاس یا زعفران ڈاڑھی شریف میں ملتے تھے جس سے ان کا رنگ سیاہ بالوں میں نمودار ہو جاتا تھا۔ خضاب کے لئے نہیں کیونکہ حضور کی ڈاڑھی شریف سفید مہوئی نہیں پھر خضاب کیسا لہذا یہ حدیث حضرت انس کی حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور انور نے خضاب نہ کیا آپ کے کل بیس بال سفید تھے (راشدہ اللغات) مرقات نے کچھ اور توجیہ کی ہے مگر یہ توجیہ قوی ہے اور اس سے احادیث کا اجتماع ہو جاتا ہے۔

۲۹ معلوم ہوا کہ زرد خضاب جائز ہے صرف سیاہ منع ہے :

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا قَدْ خَضَبَ بِالْحِجَاءِ فَقَالَ مَا أَحْسَنَ هَذَا قَالَ فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالْحِجَاءِ وَالْكَتَمِ فَقَالَ هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا ثُمَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرِ فَقَالَ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا لَيْسَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ الشَّيْبِ وَلَا تَشَبَهُوا بِالْيَهُودِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ الْإِسْنَادُ

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص گذرا جس نے ہندی کا خضاب لگایا ہوا تھا تو فرمایا یہ کیا ہے اچھا ہے فرماتے ہیں پھر دوسرا گذرا جس نے ہندی اور سرمہ سے خضاب کیا تھا لے تو فرمایا یہ اسل سے اچھا ہے، پھر دوسرا آدمی گذرا جس نے زردی سے خضاب کیا تھا تو فرمایا یہ ان سب سے اچھا ہے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر صاحبے کی نشانی بدلتی ہے اور یہود سے مشابہت نہ کرو (ترمذی اور نسائی نے حضرت

سے اسی طرح کہ ہندی میں محو سادہ تھا جس سے خضاب کا رنگ پختہ ہو گیا تھا۔ سیاہ کی حد کو نہ پہنچا تھا (مرقات) لہذا اس سے سیاہ خضاب کی حلت ثابت نہیں ہوتی سیاہ خضاب کی حلت کی ایک حدیث بھی نہیں حرمت کی بہت احادیث ہیں۔ سب سے معلوم ہوا کہ زرد خضاب حضور نے بہت پسند فرمایا۔

سب سے حکم مجاہدین کے لئے ہے کہ وہ سفید بال لیکر جہاد میں نہ جائیں یا ان کے لئے جو سفید بالوں کی حالت میں مسلمان ہوں دوسرے مسلمانوں کے لئے اختیار ہے کہ بال سفید رکھیں یا سیاہ کے علاوہ کوئی اور خضاب لگا لیں اس کی اور توجہیں بھی ہیں (مرقات وغیرہ) سب سے بدیہی یہودی اپنے سر ڈھری کے بال چٹے پیسے سفید رکھتے ہیں تم سرخ یا پیسے کر یا کہ و تاکہ اول کی مشابہت سے بچو اس میں مشابہت نہ لگایا کہ مسلمان یہود کی مخالفت کے لیے ڈھریاں مشابہت میں بلکہ انہیں سونا کہ کے لون کی مخالفت کریں یہاں مرقات نے فرمایا کہ جو سفید ڈھری والا کہ مسلمان ہو وہ ضرور خضاب کرے تاکہ کفر و اسلام کے رنگوں میں فرق ہو جائے مگر جو یہ مسلمان ہو اس کے لئے سفید ڈھری رکھنا بھی درست ہے :

عَنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ رَبِيعٍ وَكَعْنُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْتَقُوا
الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ
كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً وَرَفَعَهُ
بِهَا دَرَجَةً رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَكَعْنُ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ

ابن عمر از زبیر سے روایت کی ہے لہذا روایت ہے حضرت عمر ابی شعیب سے وہ اپنے والد
سے وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگوار کی نشانی
نہ اوکھڑ کر وہ مسلمان کا نور ہے اللہ جو اس میں بڑھتا ہو تو اللہ اس کے لیے ایک
نیک لکھتا ہے اور اس سے اس کی برکت سے ایک گناہ مٹاتا ہے اور اس کی وجہ سے
اس سے کا درجہ بلند کرتا ہے لہذا ابو داؤد (۱۰۰۰) روایت ہے حضرت کعب ابن مرہ سے

اسے یہ حدیث احمد نے حضرت زبیر سے روایت کی احمد نے حضرت انس سے یوں روایت کی بالوں کا سفید رنگ ہر بزرگوار
خضاب سے بچو کیونکہ سیاہ خضاب کفار کا ہے مشہور ہے کہ سب سے پہلے سیاہ خضاب لگانے والا فرعون تھا۔ (مرقات)
اسلہ یعنی جب سر یا ڈاڑھی میں چٹے بال شروع ہو جائیں تو انہیں مت اکھیڑو ان چٹے بالوں سے نفس کمزور ہوتا ہے وہ
سمجھتا ہے کہ اب میں بوڑھا ہو چلا ہوں آخرت کی تیاری کرو یا یہ بال اکھیڑ دینے سے وہ اپنے کو جوان ہی سمجھے گا یہ
فرق ہے خضاب اور سفید بال اکھیڑنے میں اس لیے خضاب کا حکم دیا اکھیڑنے سے منع فرمایا سفید بال خواہ سفید یا
ریسی یا سرخ کر دیئے جاویں تو زیادہ دلائے گی کہ تیاری کر چلنے کا وقت قریب آگیا سو برا ہو گیا۔ اب جاگ جاؤ۔ شعر
اٹھ جاگ مسافر مجبور ہوئی اب رات کہیں جو سووت ہے جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سووت ہے وہ کھوت ہے
اٹھ نہ دے اکھیاں کھول ڈرا اور رب سے اپنے دھیان لگا یہ پریٹ کر نہ دیت نہیں رب جاگت ہے تو سووت ہے
اسلہ امام مالک نے بروایت سعید ابن مسیب نقل فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال سفید ہوئے
آپ نے پوچھا یا رب یہ کیا فرمایا یہ وقار اور نور ہے فرمایا انبی میرا وقار اور نور اور زیادہ کر دے جو حکم و ابن سعد
نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ رب تعالیٰ نے حضور کو چٹے بالوں سے بگاڑا نہیں (حاشا شافعیہ) بعض
وہاں منفی یہ ہیں کہ حضور کے کچھ بال سفید ہوئے تو اس سے حضور کا حسن اور بھی زیادہ ہو گیا کچھ کسی نہ آئی
علماء فرماتے ہیں کہ سفید بال اکھیڑنا زینت کے لیے ہو تو منع ہے (مرقات) :-

اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي
الْإِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَا وَادَّ الثَّرِيدُ دِيَّ وَ
النِّسَاءُ، وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ لَنَا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں بڑھا ہو تو وہ اس کے لیے
قیامت کے دن نور ہوگا۔ (ترمذی - حنفی) روایت ہے حضرت عائشہ سے
نسر مال ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے غسل کیا کرتے
تھے۔ اور آپ کے

سلہ یعنی سفید ریش داڑھیوں کے لیے قیامت میں نور ہوگا کہ اس کی سفید ڈاڑھی نورانی ہوگی یا نور کا باعث ہوگی
اس دن سواد ابراہیم علیہ السلام کے ڈاڑھی کسی کے نہ ہوگی مگر یہ سفید ڈاڑھی چہرہ کے نور کا باعث ہوگی
ان دونوں حدیثوں کی بنا پر حضرت علی - سلمہ ابن اکوع - ابی ابن کعب اور بہت صحابہ کرام نے کبھی خضاب
نہ لگایا اپنی ڈاڑھی اور سر سفید رکھے وہ فرماتے تھے کہ چلی ڈاڑھی نور اور درجات کا باعث ہوگی۔
بعض صحابہ کرام اور حضرت حسن و حسین نے خضاب لگایا گذشتہ احادیث کی بنا پر بہت دونوں عمل جائز
ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اگر اپنے شہر میں خضاب کا رواج عام ہو تو خضاب کرنا بہتر ہے اگر
سفید ڈاڑھی کا رواج عام ہو تو سفید رکھنا بہتر اور جہاد کے مواقع پر خضاب افضل (مرقات)
یوں ہی اگر ہمارے شہر یا ملک میں یہودی - سکھ عام ہوں جو خضاب نہیں کرتے تو خضاب کرنا افضل ہے
سلہ ایک برتن سے اور ایک ساتھ غسل کرتے تھے پر وہ سے کہ دونوں حضرت تہجد باندھے ہوتے
تھے اس کی مثل کتب الغسل میں گزر چکی ہے وہ حضرات برہنہ ہو کر کبھی غسل نہ کرتے تھے مستحب
بھی یہ ہی ہے کہ غسل خانہ میں بھی تہجد باندھ کر غسل کرے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں
نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا ستر سے
مراد ناف سے گھٹنے تک کا بدن ہے یہ دونوں ہستیاں پہلے اپنے ہاتھ دھو لیتے تھے۔
پھر بڑے برتن سے چلو لیتے تھے تاکہ پانی مستعمل نہ ہو جائے اور اس طرح غسل فرماتے
تھے کہ بدن کا غسل برتن میں نہیں

شَعْرَتُوکِ الْجَمَّةِ وَذُوْنَ الْوَفَرَةِ رَوَاكَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ
وَعَنِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ
الرَّجُلُ خُرَيْمُ الْأَسَدِيِّ لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَرِشْبَالُ إِزَارِهِ
فَبَلَغَ ذَلِكَ خُرَيْمًا فَأَخَذَ شَفْرًا فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِنْ

ہاں شریف مجھ سے زیادہ اور دُور سے کم تھے سہ (ترمذی۔ نسائی) ، روایت ہے ابنِ حنظلیہ
سے سہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب ہیں فرماتے ہیں فرمایا
ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خیرم اسدی سہ اپنے آدمی ہیں، اگر ان کے جگر کی درازی
دن کے تہبند کا گھٹنا نہ ہوتا سہ یہ خبر جناب خیرم کو پہنچی تو انہوں نے پھر لی
تو اس سے اپنے گھر اپنے

سہ بگوش بالوں کو دُور کہا جاتا ہے اور تابردوش کو لمہ ان دونوں کے درمیان کو جُمہ یعنی
حضور کے ہاں شریف کندھوں تک نہ ہوتے تھے کندھوں سے قریب ہوتے تھے کان
کی گھریوں سے نیچے اور کندھوں سے اوپر یہ اکثری حالت کا ذکر ہے ۔

سہ آپ کا نام سہیل ابن ربیع ابن عمرو ہے حنظلیہ آپ کی ماں کا نام ہے سہیل صحابی ہیں بیعت
الرضوان میں شریک ہوئے بڑے گونہ نشین تارک الدنیا عالم و عامل بزرگ تھے ۔ لا ولد
تھے شام میں قیام رہا دمشق میں وفات ہوئی ۔ امارت امیر معاویہ کے شروع میں وفات پائی ۔
سہ آپ کا نام خیرم ابن اہرم ابن شداد ابن عمرو ابن قاتک ہے شام میں قیام رہا ۔ صحابی
ہیں قلبیہ بن اسد سے ہیں ۔ جو یمن کا مشہور قبیلہ ہے ۔

سہ یہ فرمان عالی حضرت خیرم کی غیر موجودگی میں ہوا معلوم ہوا کہ کسی کی پس پشت اس کی برائی بیان
کرنا درست ہے جب کہ اس کی اصلاح مقصود ہو ۔ اگرچہ سر کے بالوں کا کچھ دراز ہونا
ممنوع نہیں مگر چونکہ ان کی نیت اظہارِ غمز کی تھی اس لیے اس سے منع فرما دیا گیا اس لیے
بالوں کے ساتھ درازی تہبند کا ذکر فرمایا اور نہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہاں شریف کبھی دراز ہوئے تھے ۔

أَذْنِيهِ وَرَفَعَهَا إِلَى الْأَصَابِ سَاقِيهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ
 أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِي ذُوَايَةٌ فَقَالَتْ لِي أَقْبَىٰ لَدَا جُرْهُمَا كَانَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْدُهَا وَيَأْخُذُهَا
 رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ

کاٹوں تک کاٹ دینے اور اپنا تہبند چنی آدمی پنڈلیوں تک لٹخا کر یا سٹہ (ابوداؤد) روایت ہے
 حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میرے گیسو تھے تو میری والدہ نے فرمایا کریں انہیں نہ کاٹوں گی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کھینچتے اور انہیں پکڑتے تھے سٹہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت
 عبداللہ ابن جعفر سے سٹہ کہ نبی صلی اللہ

سٹہ خیال رہے کہ مردوں کے لیے دونوں حکم ہیں یعنی سر کے بال کٹوانا تہبند اور کھپنا عورتوں کو یہ
 دونوں کام حرام ہیں عورتیں اپنے سر کے بال خود دراز رکھیں ہرگز نہ کٹوائیں تہبند نیچا باندھیں ہاں
 احرام سے فارغ ہونے پر عورتیں بالوں کی نوکیں ایک پورے کٹوادیں (مرقات) یہ بھی خیال رہے کہ مرد
 کو لمبے بال رکھنا ان میں عورتوں کی سی مانگ چوٹی کرنا احرام ہے۔

سٹہ چنانچہ حضرت انس نے اپنے اگلے سر کے بال کبھی نہ کٹوائے انہیں قبر میں ساتھ لے گئے کیونکہ
 ان بالوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک لگا کرتے تھے حالانکہ سر کے بعض بال
 رکھنا بعض کٹوانا ممنوع ہے مگر اس خصوصیت نے یہ ممانعت دور کر دی اس سے معلوم ہوا
 کہ بزرگوں کی مس کی ہوئی چیزوں سے تبرک حاصل کرنا سنت صحابہ ہے مدینہ منورہ کی زمین پاک
 کی خاک بھی تبرک ہے کہ اسے کبھی وہ تلوے لگے ہیں جو عرش اعظم پر گئے تھے شعر
 کہیں یہ مرتبہ اللہ اکبر سنگ اسود کے

میں ان کے پتھروں نے پاؤں چوسے ہیں محمد کے

اس حدیث سے تصوف کے بہت مسائل حاصل ہو سکتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت انس سے ان کے پیچھے سے ہی
 بڑی محبت تھی حضور پیار میں ان کے سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ شریف رکھتے بالوں کو جلتے تھے آپ اس واقعہ کی طرف
 اشارہ فرما رہی ہیں سٹہ حضرت جعفر بھی صحابی ہیں اور ان کے بیٹے عبداللہ ابن جعفر بھی حضرت جعفر جناب
 علی مرتضیٰ کے بھائی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد کیونکہ جعفر ابن ابی طالب ہیں حضرت جعفر
 غزوہ موتہ میں شہید ہوئے یہاں اسی کا ذکر ہے :

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْجَعْفَرِ ثَلَاثًا ثُمَّ أَتَاهُمْ
فَقَالَ لَا تَبْكُوا عَلَيَّ أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ ثُمَّ قَالَ اذْعُوبَا لِي
بِهِنَّ أَخِي فَجِيءَ بِتَاكَاثَا فَرُخْ فَقَالَ اذْعُوبَا لِي الْحَلَاقَ
فَأَمَرَ أَنْ تَحْلَقَ رَأْسُهُ سَتَامًا وَلَا أَبُودَاؤُدَ وَالنَّسَائِيَّ
وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ إِمْرَأَةً

صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر کے گھر والوں کو تین دن کی مہلت دی اسلئے پھر ان کے پاس تشریف
لائے فرمایا آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا اسلئے پھر فرمایا کہ میرے بھتیجوں کو میرے
پاس جاؤ اسلئے چنانچہ ہم کوہ یا گیا گویا کہ ہم چڑے تھے تو فرمایا کہ نالی کو میرے پاس بلاؤ اسلئے
حکم دیا اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے اسلئے (ابوداؤد و سنن) ۴ روایت سب سے حضرت
ام عطیہ انصاریہ سے اسلئے کہ ایک عورت

اس تعزیت کے پلے بیٹھنے اور عزیز و اقرباء کے تسلی دینے کیلئے آنے کی مہلت تین دن تک دی جیسے ابکل میت
والے تین دن تک چٹائی ڈالتے ہیں یہ سنت سے ثابت ہے اس کا یہاں ذکر ہے بعض لوگ ان دنوں میں میت
کے پلے فاشم پڑھتے رہتے ہیں یہ بھی بہت اچھا ہے۔

۳۰ یہاں روئے سے مراد آنکھ کے مسو نہیں بلکہ تعزیت کیلئے بیٹھنا اور جبرے سے غم کے آثار کا ظاہر ہونا ہے کسی میت
پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے سوا حاضر کے کہ اس کی بیوی بیوی چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

۳۱ یعنی حضرت جعفر کے بچوں کو جواب ختم ہو چکے تھے یہ واقعہ غزوہ موتہ کے بعد کا ہے جس میں حرب جعفر شہید ہوئے تھے
ان کے بچوں کے بال بڑھے ہوئے تھے اس لئے چڑیا کے بچوں سے تشبیہ دی گئی اسلئے اس سے معلوم ہوا کہ ختم عزیز
کی خبر گیری کرنا ان کی ضروریات پوری کرنا سنت ہے اور یہاں بال منڈوانا علامت تھی عدت تعزیت ختم ہو جانے
کی بحال رہے کہ احرام سے کہتے وقت کے سوا اور موتوں پر بال منڈوانا اچھا نہیں مگر حضور انور نے خیال فرمایا کہ
اب اس کی والدہ حضرت سماء بنت عمیس ان کی بالوں کی نگرانی و خدمت نہ کر سکیں گی اپنی عدت و غم میں گرفتار رہیں
گی اس لئے حضور نے انکے سر منڈوا دیئے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یتیموں کا والی تصرف کر سکتا ہے جیسے حجامت اور
ختم و غیرہ و مرقات، آپ کا نام شہید بنت کعب ہے کنیت ام عطیہ عظیم الشان صحابیہ ہیں قریناً تمام غزوات میں
حضور کے ساتھ رہیں غازیوں کی خدمت و رحیموں کی مرہم بن کر تھیں :

كَانَتْ تَخْتَنُ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْهَكِي فَإِنَّ ذَلِكَ أَحْطَى لِلْمَرْأَةِ وَأَحَبُّ إِلَى الْبَعْلِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ هَذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ وَرَأَوْهُ مَجْمُوعٌ وَهَكَذَا كَرِّبَةُ بَدَلَتْ هَتَامًا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ خُضَابِ الْجَنَاءِ فَقَالَتْ لَا بَأْسَ وَلَكِنِّي أَسْرَهُ كَانَ

مرتبہ میں تختہ کرتی تھی اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مبالغہ کرو کیونکہ یہ عورت کے لیے زیادہ نافی ہے اور خداوند کو زیادہ پسند ہے (ابوداؤد) + اور فرمایا یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا راوی مجہول ہے + نہایت ہے کریم بنت حمام سے ہے کہ ایک عورت نے جناب عائشہ سے ہندی کے خضاب کے شعلے پر چھاتے آپ بولیں کوئی حرج نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں +

اس زمانہ میں قاعدہ یہ تھا کہ بچیوں کی پیدائش کے وقت دائی یا کوئی اور عورت بچی کے نال کے ساتھ کچھ پارہ گوشت پیشاب کی جگہ کا بھی کاٹ دیا جاتا تھا اسے لڑکیوں کا ختنہ کہتے تھے اس کے متعلق فرمایا کہ یہ پارہ گوشت زیادہ نیچے سے نہ کاٹے اور نہ حدیث صحیح نہیں اگرچہ صحیح ہو تو صرف جواز ثابت کرے گی احناف کے ہاں لڑکی کا ختنہ مکروہ ہے۔

اس جیسے بچہ کے ختنہ سے صفائی اچھی رہتی ہے ایسے ہی اس ختنہ سے صفائی زیادہ نصیب ہوتی ہے اس سے صحبت میں زیادہ لذت ہوتی ہے مرد کے ختنہ سے عورت کو لذت زیادہ اور عورت کے ختنہ سے مرد کو لذت زیادہ اب اس کا دنیا میں غالباً کہیں رواج نہیں۔

اسے آپ تابعیہ میں آپ کے والد کا نام ابراہیم ابن محمد ابن ابراہیم ابن ہمام ہے (مرقات) اسے کہ عورتوں کو اس کا خضاب ہاتھ پاؤں اور سر میں لگا، کیسا ہے مگر غالب یہ ہے کہ حسان سر میں ہندی لگا تا مراد ہے مگر یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہ ہو جس میں عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں ہندی لگانے کا حکم دیا گیا ہے لہذا حدیث واضح ہے (مرقات)

شاید سائل نے حضرت ام المومنین سے پوچھا ہو گا کہ آپ ہندی کیوں نہیں لگاتیں تھیں آپ نے یہ جواب دیا کہ اس میرے فعل کی وجہ یہ ہے +

حَبِيبِي يُكْرَهُ رِيحُهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَالِي؛ وَعَنْ
عَائِشَةَ أَنَّ هَذَا ابْنُ عُبَيْدَةَ قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَقَالَ
لَا أَبَا يَعْلُكَ حَتَّى تَغَيِّرَنِي كَفَيْكَ فَكَأْتَهُمَا كَمَا سَبَّحَ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْهَا تَالَتْ أَوَمَتِ امْرَأَةً مِنْ ذُرِّيَةِ

میرے محبوب اس کی ہلک ناپسند کرتے تھے لہذا ابو داؤد نے اسے روایت کیا ہے حضرت عائشہ
سے کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بیعت فرمائیے میں نے تو فرمایا ہم تم کو
بیعت نہ کریں گے حتیٰ کہ تم اپنے باپ سے بدلتی ہو کر میرا بھتیجا بنو گے تو گویا درندے کے ہاتھ میں
(ابو داؤد) روایت ہے ان ہی سے مروی ہیں کہ ایک عورت نے جس کے ہاتھ میں کوئل

اس حدیث کی بشارت شوافع کہتے ہیں کہ حبندی میں خوشبو پسند لہذا بحالت احرام اس کا خضاب درست ہے کیونکہ حضور
انور کو خوشبو پسند تھی اور حبندی کی بولیسندہ تھی اگر حبندی میں بھی خوشبو ہوتی تو آپ کو پسند ہوتی امام اعظم فرماتے
ہیں کہ حبندی ہے تو خوشبو اس کا خضاب احرام میں جائز نہیں مگر حضور انور کو جس خوشبو پسند تھی نہ کہ ہر فرد خوشبو
یا بعض خوشبو پسند نہیں زیادہ پسند تھیں بعض کم جیسے حضور انور کو گوشت پسند تھا مگر بعض جانوروں کے گوشت ناپسند
تھے تو اس سے لازم یہ نہیں کہ وہ گوشت گوشت ہی نہیں فقیر لکھتا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور
کی ازواج پاکہ ہاتھ پاؤں کی حبندی بھی بہتر نہ تھی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاکہ سر میں تو حبندی
لگاتی ہی نہ تھیں ان کے بال سفید تھے ہی نہیں ہاتھ پاؤں میں لگاتی تھیں اسے ناپسند فرمایا اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ حضور انور کے پردہ فرمانے کے بعد بھی ازواج پاکہ حضور کی ناپسند چیزیں استعمال نہ فرماتی
تھیں حضور حیات میں اپنے انداز پاک کو بعد وفات ملاحظہ فرما رہے ہیں ان کے حالات سے خوش ہوتے
ہیں یہ ناپسندیدگی صرف ازواج پاک کے لئے ہے۔ دوسری عورتوں کے لئے حرج نہیں۔

سگہ آپ ہند بنت عتبہ ابن ربیعہ میں ابوسفیان کی بیوی جناب امیر معاویہ کی والدہ فح مکہ کے دن ابوسفیان
کے اسلام کے بعد آپ اسلام لائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نکاح قائم رکھا بڑی عاقلہ لہجہ تھیں
کبھی زنا کے قریب نہ لگیں جب حضور نے بیعت کے وقت فرمایا کہ زنا نہ کرنا تو آپ بولیں کیا کوئی خسرین
عورت بھی زنا کر سکتی ہے حضرت عمر کی خلافت میں عین ابوتما فہ کے وفات کے دن فوت ہوئیں حضرت
عائشہ نے آپ سے روایات لیں رضی اللہ عنہا (مترقات) عہد فاروقی میں غزوہ قادسیہ ویرموک میں بڑی
مجاہدانہ شان سے شریک رہیں بڑی خدمت اسلام کی سگہ یہ بیعت علاؤد بیعت اسلام کے کوئی اور

سُئِرَ بِمِیْدِهَا كِتَابٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِیْدِهَا فَقَالَ مَا اَذْرَجْتِ
اَيُّ رَجُلٍ اَمْرِيْدُ اِمْرَاةً قَالَتْ بَلْ اَيُّ اِمْرَاةً قَالَتْ لَوْ كُنْتُ
اِمْرَاةً لَغَيَّرْتُ اَظْفَارَكَ يَعْنِي بِاَلْحِجَاءِ رَوَاهُ الْاَبُوْدَاوُدُ
وَالنَّسَائِيُّ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَتْ لُعِنَتْ الْوَاحِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ
وَالْمُسْتَوْصِلَةُ وَالْمُتَمَصِّصَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ
الْمُسْتَوْصِلَةُ مِنْ غَيْرِ دَاوُدَ رَوَاهُ الْاَبُوْدَاوُدُ وَعَنِ ابْنِ

کونئی حویرتی ہوتے کے پچھے سے رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا تو نبی سے اللہ
علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ روک لیا اس نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ مرد کا ہاتھ سے یا عورت
کا ہاتھ سے وہ لڑل بلکہ عورت کا ہاتھ سے ہے فرمایا اگر تو عورت ہوئی تو اپنے ناخن میں
تبدیل کر لیتی یعنی مندی سے سٹھ (ابوداؤد۔ نسائی) روایت ہے حضرت ابی ہاشم
سے فرماتے ہیں کہ بال طسنے والے اور حواسنے والے اور بال اوکھڑے والے اور کھڑوانے والے گونے
والے اور گودوانے والے پر لعنت کی گئی سٹھ (ابوداؤد) روایت ہے کہ

حضرت ابو ہریرہ

محقق کسی خاص معاہدہ پر بیعت اسلام فتح مکہ کے دن کی گئی تھی۔

سٹھ یعنی تمہارے ہاتھ مردوں کی طرح سفید ہیں ان میں مندی سے رنگ کو پھر بیعت کروا کر اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو
مردوں کی طرح چٹے ہاتھ رکھنا مکروہ ہیں اور مردوں کو عورتوں کی طرح ہاتھ پالنا بھی مکروہ لگا، مکروہ ہے حتیٰ کہ عورت
کو چاندی کی انگوٹھی بہتر نہیں اگر پہنتے تو اسے رنگ کر لے تاکہ مردوں کی مشابہت نہ رہے (اشعۃ اللمعات) سٹھ یعنی پاپنا
ہاتھ شریف روک لیا اس کے ہاتھ سے خط نہ لیا اظہار ناراضی کے لئے حضور انور نے کسی اجنبی عورت کو ہاتھ نہ لگایا
حتیٰ کہ ان کو زبان سے بیعت فرمایا سٹھ یہ سوال جواب بھی اظہار ناراضی کے لئے ہیں ورنہ حضور کو خبر تھی کہ یہ عورت
کا ہاتھ سے عورت کا ہاتھ چھپا نہیں رہتا پھر اس کی آواز پہچانی جاتی ہے سٹھ معلوم ہوا کہ عورت ہندی وغیرہ سے
سے اپنے ناخن رنگ کرے یہ بھی کافی ہے یا ہندی سے تھیلیاں رنگے یا مرنّاخن کچل ناخن پر پالش لگانے کا رواج ہے مگر
پالش میں ہر صامت ہوتا ہے اس لئے اگر ناخنوں پر لگی ہو تو عورت کا دھوا یا غسل نہ ہوگا کہ پالش کے نیچے پانی نہ پہنچے گا غرض اللہ

هَرِيرَةٌ قَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ
يَلْبِسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبِسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ
مَرَاةُ أَبِي ذُو أُوْدَةَ وَعَبْنُ ابْنِ مُلَيْكَةَ قَالَتَا قِيلَ لِعَائِشَةَ
إِنَّ الْمَرْأَةَ تَلْبِسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ مِنَ الْمَسَاكِينِ مَرَاةُ أَبِي ذُو أُوْدَةَ

سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی جو عورتوں کا لباس
پہنے اور اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنے۔ اے ابو ذؤاد! روایت ہے
حضرت ابن ابی بکر سے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے کہا گیا کہ ایک عورت
نعین پہنتی ہے۔ اے آپ! بولیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سے مرد پر لعنت فرمائی ہے
ابو ذؤاد!

چیز لگائی جاوے جو مردانہ دے اس میں جسامت نہ ہو ابھی جو حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت میں گرا کہ حضور انور کو عہدی پسند
نہ تھی یہ اپنی انداز پاک کے متعلق تھا کہ حضور انور کا انداز مطہرات کیلئے عہدی بہتر تھی عام عورتوں کیلئے عہدی بہتر ہے
اے ان چاروں فقہوں کی شرح ابھی کچھ پہلے ہو چکی واصل و عورت جو دوسری عورت کے بال اپنے سر کے بالوں سے ملائے جس کیلئے
ملائے والی واصل ہوانے والی مستوصلہ نامہ وہ عورت جو اپنے جبر سے کے رنگئے اکیڑے جس کیلئے اکیڑے والی نامہ اکیڑے والی
والی مستوصلہ اپنے جسم میں جس کیلئے گود و اگر نیل وغیرہ بھر دینے والی وائندہ اور متوشمہ ہے یعنی جو عورت مردوں کا لباس
پہنے اس پر لعنت ہے اور جو مرد عورتوں کا لباس پہنے اس پر لعنت ہے چاہئے یہ کہ مرد عورتیں لباس میں متماثل ہیں عورت
کچھ نہ باندھے مرد پر نہ پہنے یوں ہی قیض شلوار میں زنانہ مردانہ میں فرق رہے کہ آپ کا نام عبد اللہ ابن عبد اللہ ابن
ابی بلکیتہ ہے تھی قریش میں مشہور حلیل القدر تابعی میں سیدنا عبد اللہ ابن زبیر کے زمانے میں قاضی کہہ رہے تیس صحابہ سے ابھی
ملقات۔ یہ آپ حضرت عائشہ سیدنا عبد اللہ ابن عباس اور ابن زبیر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں رضی اللہ عنہم کہ یعنی
مرد۔ کہ سے جو نے پہنتی ہے۔ نعین عموماً وہ جو تے کہلاتے ہیں جو مردانہ پوش پہنتے ہیں عورتوں کے جو توں میں
بھی فرق چاہئے۔ صورت۔ لباس۔ جو تہ۔ وضع قطع سب ہی عورت مردوں سے متماثل رہے ہاں علم و فضل تقویٰ طہارت میں
مردوں سے مجاہد جائے کی کوشش کرے حضرت عائشہ صدیقہ کے متعلق کہا جاتا ہے رجلة الراي آب مردوں کی سی رائے
رکھتی تھیں اسلام سے تو نماز و حج و عمرہ جہاد جیسی عبادات میں بھی عورت و مرد میں امتیاز رکھا ہے

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
سَافَرَ كَانَ إِخْرَعُهُ بِإِثْنَيْنِ مِنْ أَهْلِهِ فَاطِمَةُ وَأَوَّلُ مَنْ
يَدْخُلُ عَلَيْهَا فَاطِمَةُ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ وَقَدْ عَثَقَتْ مِسْحًا
أَوْ سِثْرًا عَلَى بَازِيهَا وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قَلْبَيْنِ مِنْ
فِطْنَةٍ فَقَدِمَ فَلَمْ يَدْخُلْ فَظَنَّتْ أَنَّ مَا مَنَعَهُ أَنْ يَدْخُلَ
مَا رَأَى فَهَتَكَتِ السِّثْرَ وَكَلَّتِ الْقَلْبَيْنِ عَنِ الصَّبِيَّيْنِ

روایت ہے حضرت ثوبان سے ملہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو آپ
کے گھروالوں میں سے کسی شخص سے آپ کی آخری دعوات ہمہلہ و فاطمہ تھیں اور پہلے جن کے پاس
تشریف لاتے فاطمہ ہوتیں تھیں چنانچہ آپ ایک غزوة سے تشریف لائے آپ نے اپنے دروازے
پر ٹاٹ یا پردہ ڈالا ہوا تھا اور حضرت حسن و حسین کو چاندی کے دو گنگن پہنائے ہوئے تھے
تو آپ تشریف لائے مگر اندر آئے تھے آپ بھر گئیں کہ حضور کو تشریف اکسی سے اس نے دعا
جو آپ نے دیکھا ہے چنانچہ انہوں نے پردہ ہٹا دیا اور دونوں گنگن ہاتھوں سے اٹک کر دیئے

۱۷ حضرت ثوبان حضور کے آکر اور وہ مشہور علام ہیں جو حضور انور کے ساتھ سفر و حضر میں ملزم بارگاہ رہتے تھے آپ
کے حالات بیان ہو چکے ہیں کہ آپ کا نام تشریف ثوبان ابن جعد ہے کنیت ابو عبد اللہ حضور کی وفات کے بعد آپ شام
چلے گئے مقام رملہ میں محض میں مقیم رہے تشریف جن میں وفات پائی ۱۷ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تشریف
لے جاتے تو پہلے سارے گھروالوں سے رخصت ہوتے سب سے آخر میں حضرت فاطمہ زہرا سے رخصت ہوتے اور
جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے جناب فاطمہ کے گھر تشریف لاتے پھر دو سرور اہل بیعت کے پاس فرما کر
جاتا بھی اس گھر سے ہوتا اور آتا بھی اسی گھر میں اس گھر کی عزت پر لاکھوں سلام سکھ دیا ورنہ کا یہ پردہ غالباً تصاویر
والا تھا اور چاندی کے گنگن ہاتھوں کے لئے تصاویر والا پردہ یہ دونوں حرام ہیں جناب فاطمہ کو ان کی حرمت کی بھی
تک خبر نہ تھی اسی لئے آپ نے یہ دونوں کام کیے ہوئے تھے ورنہ اہل بیت نبوت دانستہ طور پر ناجائز کام نہیں
کر سکتے تھے اظہار ناراضگی کے لئے یہ ایک طریقہ تبلیغ ہے یہ تبلیغ علی ہے جو قوی تبلیغ سے زیادہ موثر ہوتی
ہے یعنی اظہار ناراضگی ہے آپ نے نور ایمانی فراست ولایت سے معلوم کر لیا کہ اندر تشریف نہ لانے کی
وجہ صرف یہ دو کام ہی ہو سکتے ہیں :

وَقَطَعْتُهُ مِنْهُمَا فَأَنْطَلَقَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَكِيَانِ فَأَخَذَهُ مِنْهُمَا فَقَالَ يَا ثَوْبَانُ إِذْ هَبْ بِهَذَا إِلَى آلِ
فُلَانٍ إِنَّ هُوَ لَأَهْلِي أَكْرَهُ أَنْ يَأْكُلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي حَيَاتِهِمْ
الَّذِي يَا ثَوْبَانُ اشْتَرِ لِفَا طِبَّةً قَلَدًا مِنْ عَصَبِ

اور دونوں سے کاسٹ دینے سے پس دونوں بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئے
ہوئے پہلے سٹہ حضور نے ان دونوں سے وہ لے لیے پھر فرمایا اسے ثوبان اسے فلاں کے پاس
سے جاؤ سٹہ یہ لوگ میرے گھر طے ہی میں بھیج دیا پسند کرنا ہوں کہ یہ اپنی طیب چیزیں اپنی دنیاوی
زندگی میں کھائیں سٹہ لے ثوبان ناظرہ کے لیے عصب کا مار سٹہ

سٹہ یا تو قلعیت تعمیر ہے تب تو دونوں کے معنی میں علیحدہ کر دیئے یا ف عطف کی جے یعنی کنگن دونوں
صاحبزادوں سے اتاریئے اور توڑ دیئے تاکہ آئندہ یہ بچے انہیں نہ پہن سکیں بہر حال حضور کی صرف
ناراضگی ملاحظہ فرما کر یہ دونوں چیزیں ختم کر دیں۔

سٹہ اسی طرح کہ کنگن کے ٹکڑے ان کے ہاتھوں میں تھے جناب فاطمہ نے یہ ٹکڑے ان دونوں کے ہاتھ
حضور کی خدمت میں بھیجے تاکہ حضور انہیں اپنے ہاتھ سے خیرات کر دیں اور حضور انور کو اس عمل پر اطلاع
ہو جاوے اور حضور گھر میں تشریف لادیں۔

سٹہ وہ لوگ فقرا ہیں انہیں صدقہ کر کے دے تو ان کا کام چل جاوے گا جناب فاطمہ زہرا کا یہ ہی منش تھا۔
سٹہ یعنی حضرت فاطمہ زہرا بھی ان کنگنوں کو نہ پہنیں کہ اگرچہ ان کیلئے ان کا پہننا جائز ہے مگر میں چاہتا ہوں
کہ میرے اہل بیت جائز ار المستن ثیب ٹاپ بھی نہ کریں تاکہ ان کے دل دنیا میں نہ لگیں اور آخرت
میں ان کے درجات اور بلند ہوں وہ دنیا میں فقر و ریاضت کی زندگی گزاریں چونکہ فاطمہ زہرا کو گذشتہ
واقعہ سے غم ہوا تھا اس لیے حضور اکرم نے ان کا غم غلط فرمانے کے لیے اگلا حکم صادر
فرمایا تاکہ تسلی ہو۔

سٹہ ایک یعنی کپڑے کا نام بھی عصب ہے جو دہاری دار ہوتا ہے اور ایک دریائی جانور کی
بڑی ہے جو کوڑیوں کے مشابہہ ہوتی ہے اسے سکھا کر بار کے منکے بنائے جاتے ہیں وہ
ہی یہاں مراد ہے بعض نے کہا کہ عصب ایک دریائی جانور
کے دانت ہیں جسے فرعون کہتے ہیں راشعہ

وَسَوَارِثٍ مِّنْ عَاجِ رِوَاكَ أَتَّخَذْتُ وَأُودُۥ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اكْتَحِلُوا بِالْإِثْمِدِ فَإِنَّهُ
يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُثَبِّتُ الشَّعْرَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ مَكْحَلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ
ثَلَاثَةً فِي هَذِهِ وَثَلَاثَةً فِي هَذِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

اور باقی دانت کے دو کنگھی خرید لاؤ ملے (احمد۔ ابو داؤد) نہ ملایت ہے حضرت ابن عباس
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اٹھد سرمہ لگایا کرو کہ وہ نگاہ میں جلا
دیتا ہے اور بال اگاتا ہے کہ انہوں نے گمان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرمہ لانی
حق جس میں سے ہر رات سرمہ لگاتے تھے نہیں ملایا اس آکھ میں اور تین اوس
میں تھے (ترمذی) ۴

۱۔ اکثر شارحین نے عاچ کے معنی ہاتھی دانت کیے ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ یہ بھی ایک دریاں جالور کے دانت ہیں
سوار اور انسان کے باقی تمام حرام جانوروں کی ہڈی جو خشک ہو پاک ہے سکہ یعنی ہمیشہ اٹھد سرمہ لگایا
کر و اٹھد الف اور میم کے کسرو ف کے سکون سے ایک خاص سرمہ کا نام ہے جسے اصغہانی سرمہ
کہا جاتا ہے یہ پلکے سوخے رنگ کا سرمہ ہوتا ہے اس بار حج کے موقع پر یہ سرمہ مجھے مدینہ منورہ اور مکہ
مظفرہ سے ملا۔ بعض شارحین کا قول ہے کہ عام سیاہ سرمہ کو ہی اٹھد کہتے ہیں بعض نے کہا کہ تیرہ کا نام اٹھد ہے
بعض نے کہا کہ جس سرمہ میں بخور مشک حل کر لیا جاوے وہ اٹھد ہے مگر میرا قول زیادہ قوی ہے عرب میں اب
بھی اسی خاص لؤل سرمہ کو اٹھد کہا جاتا ہے۔ سکہ یعنی اٹھد سرمہ آنکھوں کی روشنی زیادہ کرتا ہے پلک کے بال و راز
کرتا ہے اگر نہ ہو تو اگاتا ہے مرقات میں ہے کہ یہ آکھ کا پانی خشک کرتا ہے آکھ کے خضم اچھے کرتا ہے نگاہ قائم رکھتا ہے غرض کہ
اس میں بہت فائدہ ہے مگر اس کیلئے جسے موافق آجادیے بعض لوگوں کو موافق نہیں آتا۔ غرض کہ طبیب کی رائے سے
اسے استعمال کرنا چاہئے سکہ اس طرح کہ پہلے دایں آکھ میں دو سلاٹیاں پھر بائیں آکھ میں تین پھر دایں میں ایک سلاط
کہ ابتدا بھی دایں سے ہوتا ہے دایں پر ہمیشہ دانت کو سوتے وقت اس طرح سرمہ لگانا فقیر کی پوزیٹ ہے کہ وہ دانت کو
بعض روایات میں ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سوتے وقت دایں آکھ میں تین سلاٹیاں اور بائیں میں دو
لگایا کرتے تھے ہو سکتا ہے کہ کبھی یہ عمل ہو کبھی وہ لہذا احادیث میں تعارض نہیں میرا ترجمہ کا فاعل

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ قَبْلَ أَنْ
يَنَامَ بِالدُّمْدَمِ ثَلَاثًا فِي كُلِّ عَيْنٍ قَالَ وَقَالَ إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ
بِهِ الْبُخَارُ وَالسَّعُوطُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمِشْيُ وَخَيْرُ مَا اسْتَحْلَمْتُمْ
بِهِ الْإِثْبُدُ فَإِنَّهُ يَجْلُوا الْبَصَرَ وَيُنِيبُ الشَّعْرَ

حدیث ہے ان ہی سے فرماتے ہیں کہ نبی سے الحمد علیہ وسلم سورہ نے پئے الحمد سرمد لگاتے تھے
ہر آنکھ میں تین سائیاں لے فرماتے ہیں کہ حضور فرماتے تھے کہ بہترین دوا جو تم کو وہ
لیپ ہے وہ انسوار سے اور پچھنے اور جلاب سے اور بہترین دوا سرمد جو تم کو داند ہے کہ
کہ وہ نگاہ میں بلا دیتا ہے اور بال اوگاتا ہے وہ

حضرت ابی عباس ہیں اور زعم یعنی قول ہے نہ کہ بمعنی دسم عربی میں بہت دفعہ زعم بعض قول استعمال ہوتا ہے بعض
شاعرین نے کہا کہ زعم کا فاعل محمد ابی حمید ہیں جو امام ترمذی کے شیخ ہیں مگر یہ بلا احتمال قوی ہے
سہ یعنی رات کو سوتے وقت سرمد لگاتے تھے۔ دو پہری میں سوتے وقت نہیں سنت یہی ہے کہ رات کو سوتے وقت
سرمد لگاتے دن میں سرمد لگانا جمعہ کی نماز کیلئے عیدین کیلئے سنت ہے یوں ہی عاشورہ کے دن اور روزانہ شب
کو سنت ہے۔ سہ ہر لیپ کو لدود نہیں کہتے بلکہ جو لیپ منہ کے اندر دینی حقہ میں کیا جاوے ایک طرف
یا دوطرفہ جیسے لگے آجانے کی صورت میں کیا جاتا ہے۔
سہ ناک میں دوا چڑھانا سوط ہے خواہ پتلی دوا چڑھائی جاوے یا خشک دوا اکثر دماغی امراض میں
انسوار مفید ہوتی ہے۔

سہ ہیٹ کے امراض کے لیے جلاب بہترین علاج ہے خصوصاً سنار کی کا جلاب عرب شریف میں موٹا سنار کا
جلاب لیا جاتا ہے۔ دھوی امراض میں قصد یا پچھنے بہترین علاج میں گراں لوگوں کے لیے جن کے
جسم میں خون زیادہ ہو یا خون میں جوش یا فساد آگیا ہو جلاب اور قصد ہمیشہ طبیب حاذق کی رائے سے کرنا
چاہیے بعض شارحین نے فرمایا کہ جحامت۔ قصد میں فرق ہے سنگی کے ذریعہ خون نکالنا جحامت ہے
اور پچھنے سے خون نکالنا قصد۔

سہ اس کی شرح ابھی ہو چکی کہ بال سے مراد پلک کے بال ہیں یہ فادر سے ان لوگوں کیلئے ہیں جنہیں اشمد
سرمد موافق آجاوے ناموافق ہونے کی صورت میں نقصان کرتا ہے اس لیے آنکھ کی بیماری والے
طبیب کے مشورہ سے یہ سرمد استعمال کریں

وَأَنَّ خَيْرَ مَا كُتِبَ فِيهِ سَبْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ تِسْعَ عَشْرَةَ
وَيَوْمَ إِحْدَى وَعَشْرِينَ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَيْثُ عُرِجَ بِهِ مَا مَرَّ عَلَى مَلَأَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
إِلَّا قَالُوا عَلَيْكَ بِالْحِمَامَةِ رَوَاهُ الْإِسْرَمِي حَيْثُ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ
حَسَنٌ شَرِيفٌ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنْ دُخُولِ الْحِمَامَاتِ ثَلَاثًا

اور تین دن میں تم قصد کو متروک تاریخ ہے اور ایس تاریخ اور اکسوں دن لے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معراج کرائی گئی تو آپ فرشتوں
کی کس جماعت پر دو گزرے مگر انہوں نے یہ ہی عرض کیا کہ قصد اختیار
کر لے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے + روایت ہے
حضرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کو حمام
میں جانے سے منع فرمایا تھ چھ

لے ان تاریخوں کی ترجیح کی پوری وجہ انشاء اللہ کتاب الطب والرقی میں ہوگی۔ یہاں اتنا سمجھ لو کہ چاند کی شروع تاریخوں
میں خون میں جوش ہوتا ہے اور آخری تاریخوں میں سکون لہذا درمیانی تاریخیں اختیار کی گئیں جبکہ نہ پورا جوش نہ
الکل سکون یہ تاریخیں چاند کی معتبر ہیں۔ ذکر انگریزی اور تاریخیں طاق چائیں جفت نہ ہوں۔

سے قصد میں جسمانی روحانی بہت فوائد ہیں حدیث شریف میں ہے کہ سر میں قصد کرانے میں جنوں جزام۔ برص
نہ پاؤں نیند۔ دانتوں کی تکالیف دور ہوتی ہیں دوسری روایت میں ہے کہ قصد درد سر۔ آنکھ کی دھند کو
دفع کرتی ہے۔ اس سے قوت حافظہ زیادہ ہوتی ہے۔ قصد کے لئے بہترین دن جمعرات۔ دوشنبہ
منگل کے دن ہیں۔ جمعہ۔ ہفتہ اولیٰ کے دن قصد نہ کرائے۔ بدھ کے دن قصد کرانے سے کوٹھ پیدا
ہونے کا اندیشہ ہے۔ منگل کے دن حضرت ایوب علیہ السلام کو شفا ہوئی تھی اس قصد بہتر
ہے۔ (مرقات)

سے کیونکہ حمام میں بہت بے پروگی ہوتی ہے وہاں کے کام کاج والے لوگ بے پردہ نہانے والوں کے سامنے
آتے انہیں مالش کرتے۔ ننگے نہلاتے ہیں جیسا کہ دیکھا گیا ہے +

لَتَحْصَنَّ لِرَجَالٍ أَنْ يَدْخُلُوا بِأَمْلِيَانِ رَوَاكُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ
وَعَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ عَائِشَةُ يَسُودَةً مِّنْ أَهْلِ
حِمْصَ فَقَالَتْ مِمَّنْ أَتَيْتُ قُلْنَ مِمَّنْ الشَّامِ وَقَالَتْ
فَلَعَلَّكَ مِمَّنْ الْكُورَةِ الَّتِي تَدْخُلُ نِسَاءُهَا الْحِمَامَاتِ
قُلْنَ بَلَىٰ قَالَتْ فَزَارِقِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَخْلَعُ امْرَأَةٌ شَيْئًا بِهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ

مردوں کو جائز است دی کردہ تہبندہ کے ساتھ نہاں برائیں سے (ترمذی، ابو داؤد)؛
روایت ہے حضرت ابوالمح سے عد فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ کے پاس میں کی
کچھ عورتیں آئیں تھ آپ نے کہ تم کہاں کی جو وہ بولیں شام کی آپ نے فرمایا شاید
تم اس جہان کی عورتیں ہو جو مہاموں میں جاتی ہیں۔ وہ بولیں ہاں تھ آپ نے
فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی عورت
اپنے خاندان کے گھر کے طور اپنے کپڑے

سے عورتوں کو تہبندہ کے ساتھ بھی حمام میں جانے کی اجازت نہیں کیونکہ ان کا تمام جسم عورت ہے از ستر تا قدم ان
میں سے کسی عضو کا غیروں کے سامنے کھولنا جائز نہیں الا عند الضرورة لہذا اگر یہ حمام میں تہبندہ باندھ کر بھی غسل
کریں تب بھی باقی جسم کھلا ہے گا اور وہاں کے نوکر چاکران کو بے پردہ دیکھیں گے مرد تہبندہ باندھ کر نہا میں تو کوئی
مضائق نہیں کہ ان کا جسم ستر نہیں خیال رہے کہ عورتوں کی عورت غلیظ یعنی ناف سے گھٹنے تک غیر محرم عورتوں کو بھی
دیکھنا حرام ہے الا بالضرورة حمام میں عورتوں کو اگرچہ عورتیں غسل کر لیں مگر یہ بے پردگی ان سے بھی حرام ہے
اور عورتیں اس کی احتیاط ہرگز نہیں کرتیں جیسا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے

سکہ آپ کا نام عامر ابن اسامہ ہے بقری میں تابی ہیں ان کے والد حضرت اسامہ صحابی ہیں بصرہ کے رہنے
والے ہیں مسئلہ ایک سو بائیس میں وراثت پانی سکھ حمص شام کا مشہور شہر ہے دمشق اور حلب کے درمیان ہے
یہاں ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس ہے دمشق سے حلب کے دس میسرے (شاہی روپے) مگر یہ ہے درمیان
میں عموماً کہتا ہے حلب میں مذکور علیہ السلام کا مزار ہے سکھ یعنی ہاں واقعی ہمارے علاقہ میں حمام بہت ہیں اور ہمارے ہاں کے مرد عورتیں
۴۔ یوں میں غسل کے عادی ہیں معلوم ہوا کہ لفظ ثبات کے جواب میں بھی استعمال ہوتا ہے؛

رَوَّاجَهَا لِأَهْتَكَّتِ السَّيْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَيْهَا وَفِي رَوَايَةٍ فِي غَيْرِ
بَيْتِهَا لِأَهْتَكَّتْ سَيْرَهَا فِيمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
رَوَّاهُ ابْنُ مَيْمُونٍ وَأَبُو دَاوُدَ : وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلَفْتُمْ لَكُمْ أَرْضُ
الْعَجَمِ وَسَيِّدُونَ فِيهَا يُبَوِّتُونَ لَهَا الْحُمَامَاتِ فَلَا يَدُ
خُلَّتْهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِأَلَانٍ رَوَّاهُ مَتَّعُوهَا السَّيْرَ إِلَّا

نہیں اتارتی مگر وہ اپنے اور رب تعالیٰ کے درمیان پردہ پہاڑ دیتی ہے لہٰذا ایک روایت میں
ہے کہ اپنے گھر کے علاوہ میں مگر وہ اپنا پردہ اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان پہاڑ دیتی
ہے لہٰذا (ترمذی، ابو داؤد) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے کہ رسول اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہارے لیے جہنم کی زمین فتح کی جاوے گی سنو اور تم
اس میں ایسے گھر پاؤ گے جنہیں مامات کہا جاوے گا تو اس میں مرد نہ جائیں
مگر تہنوں کے ساتھ اور وہاں سے عورتوں کو منع کر دو اور

لہٰذا یعنی عورت اپنے غار کے گھر میں غلام کے پاس تو اپنے کپڑے اتار سکتی ہے اسی کے علاوہ کسی کے گھر میں کسی کے
سامنے ننگی نہیں ہو سکتی اگرچہ اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ ہو حتیٰ کہ اکیلے میں بھی بلا ضرورت ننگی نہ ہے لہٰذا عورتوں
کا حمام میں ننگے ہونا بھی ممنوع ہوا کہ حمام بھی اسی قاعدے میں داخل ہیں (مرقات) پردہ پہانے سے مراد حیا و
غیرت کا پردہ چاک کرنا ہے یعنی ایسی عورت رب تعالیٰ کے ہاں بے حیاؤں میں شمار ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے لباس
بنایا ہی اس لیے ہے کہ اس کے ذریعہ ستر و پردہ پوشی کی جاوے۔

لہٰذا ان دونوں روایتوں کے الفاظ میں قدرے فرق ہے معنی بالکل ایک ہیں وہاں السَّيْرُ تھا۔ یہاں سَيْرٌ ہے
وہاں فِيمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ تھا یہاں ابھی اللہ عزوجل ہے چونکہ حدیث میں حضور کے الفاظ لیں
نقل کرتے ہیں اس لیے یہ فرق روایت بھی دکھا دیا۔

سنو عرب کے پانچ صوبوں کے سوا باقی کو عجم کہتے ہیں اس فتح عجم کی ابتداء زمانہ صدیقی سے ہی ہو چکی تھی پھر
خلافت فاروقی و عثمانی میں تو سبھاں اللہ مشرق و مغرب فتح ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ
پیش گوئی ہو بہو درست ہوئی :

مَرِيضَةً أَوْ نَفْسًا رَوَاكَ الْبُودَاوْدِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَتْ يَوْمًا بِاللهِ وَلْيَوْمِهِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ الْجَمَّاءَ بَعِيْرَ الزَّارِ وَمَنْ كَانَتْ يَوْمًا بِاللهِ وَلْيَوْمِهِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ حَيْثُ الْجَمَّاءُ وَمَنْ كَانَتْ يَوْمًا

بیمار کے یا نفاس دل کے لئے (ابوداؤد) : طہایت ہے معصرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہو اللہ تو بغیر تہبند حماموں میں نہ جائے گا اور جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنی بیوی کو حمام میں نہ جائے گا اور جو اللہ اور آخری دن

سلا یعنی عورت میں سوا ضرورت کے حمام میں ہرگز نہ نہائیں مرد بلا ضرورت بھی وہاں نہا سکتے ہیں مگر تہبند سے وجہ فرق ابھی کچھ پہلے عرض کی جا چکی حضرت جبرائیل فرماتے ہیں کہ بیمار سے پاس حضرت عمر کا فرمان آیا اس میں تھا کہ حمام میں مرد بغیر تہبند اور عورتیں بغیر بیماری کے نہ جائیں کیلئے صرف تین قسم کے جائز ہیں گھوڑا۔ بیوی۔ بستر۔ حضرت ابوالدرداء حمام میں نہاتے اور اس کی بہت تعریف فرماتے تھے فرماتے تھے کہ حمام دوزخ کو یاد دلاتا ہے اور بدن کو صاف کرتا ہے یعنی وہاں مکر سے کی بھڑک سے دوزخ کی بھڑک یاد آتی ہے (مرقات) بعض بیماریوں میں حمام میں نہانا بہت مفید ہے نفاس والی عورت کو حمام سے بہت فائدہ ہوتا ہے اس لئے مریض اور نفاس کا ذکر فرمایا گیا۔ یہ عورتیں بھی حتی الامکان پردہ سے وہاں نہائیں۔

سلا یعنی توحید سے لے کر قیامت تک تمام ایمانیات پر ایمان رکھنا ہوا ایمانیات کے دو کناہوں کا ذکر فرما کر تمام عقائد مراویئے گئے ہیں ایمان سے مراد کامل ایمان ہے۔ سلا کیونکہ وہاں حمام کے ملازمین غنے و لٹے اور نہانے والے نالی موجود ہوتے ہیں ان کے سامنے تنگنا نہ ہو ہاں اگر تنہائی کی جگہ وہاں مل جاؤ گے تو جائز ہے۔

سلا یعنی اسے وہاں نہ نہانے سے نہ تہبند سے نہ بغیر تہبند وجہ فرق معلوم ہو چکی کہ عورت کا جسم سر سے پاؤں تک ستر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی حمام میں غسل نہ فرمایا کہ کمرہ میں مولد البنی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جو حمام ہے جسے حمام النبی کہتے ہیں یا تو اس لئے کہ وہ حضور کی ولادت کا گاہ کے قریب ہے یا اس لئے کہ اُس جگہ کبھی حضور انور نے غسل کیا ہو گا وہاں حمام بنا دیا گیا یہ مطلب نہیں کہ اس حمام میں حضور نے غسل کیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ حمام میں ولادت قرآن ممنوع ہے :

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسُ عَلَى مَا يَشِدُّ تَدَامُّ عَلَيْهَا
 الشَّجَرُ وَكَأَنَّ التَّرْمِيذِيَّ وَالنَّيْسَابُورِيَّ فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ عَنْ
 ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ خُضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُعَدَّ شَمَطَاتِي كُنْتُ فِي سَرَّاسِهِمْ فَعَلْتُ
 قَالَ وَلَمْ يَخْتَضِبْ وَلَا دَفِي رَوَايَةٍ وَقَدْ اخْتَضَبَ
 أَبُو بَكْرٍ بِالْحِجَاءِ وَالْكَلْبُورِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِجَاءِ بَعَثَا
 مُتَقِنَ عَلَيْهِ بِهِ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّكَ كَانَ يُصْفِرُ لِحْيَتَهُ

پر ایمان رکھتا ہوتا، ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جہاں شراب کا بندھل رہا ہو (ترمذی، نسائی،
 تیسری فصل روایت ہے حضرت ثابت سے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس سے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اگر میں چاہتا کہ
 وہ سفید بال گوں جو آپ کے سر میں تھے تو کریتا تو فرمایا کہ خضاب نہ کیا
 ایک روایت میں یہ زیادہ ہے کہ حضرت ابو بکر نے مندی اور دسمہ سے خضاب
 کیا لہذا حضرت عمر نے خاص مندی سے خضاب کیا (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت
 ابن عمر سے کہ آپ اپنی ڈاڑھی زردی سے بیل

لے فقہاء فرماتے ہیں کہ جس دسترخوان پر فسق و فجور ہو وہاں کھانا ممنوع ہے اس کا ماخذ یہ حدیث ہے
 لہذا اگر شادی میں خاص دسترخوان پر ناچ گانا ہے تو وہاں کھانا نہ کھائے اور اگر اس کے قریب یہ کام ہے
 خاص دسترخوان پر نہیں تو مشہور متقی نہ کھائے عام مسلمان کھا سکتے ہیں۔

۱۸۵ آپ کا نام ثنات ابن اسلم بنانی ہے کنیت ابو محمد بصری کے مشہور بڑے عابد تابعی ہیں حضرت انس کے ساتھ چالیس
 سال تک معہ چھیالیس سال عمر پائی ۱۸۵ ایک ترویج میں وفات ہوئی آپ اکثر حضرت انس سے روایات لیتے ہیں۔

۱۸۶ یعنی سر شریف اور ڈاڑھی مبارک میں چند گنتی کے بال سفید تھے جو شمار میں آتے تھے خضاب کیسے ہوتا۔
 ۱۸۷ یعنی حضرت ابو بکر صدیق نے پکا لال رنگ کا خضاب کیا جو مندی اور تھوڑے دسمہ سے حاصل ہوتا
 ہے اتنا دسمہ شامل نہ کیا کہ سیاہ ہو جاوے کہ سیاہ خضاب مطلقاً ممنوع ہے اور حضرت عمر نے خالص مندی
 کا سرخ خضاب کیا لہذا خضاب سنت صحابہ ہے :

بِالصُّفْرِ حَتَّى يَمْتَلِئَ ثِيَابُهُ مِنَ الصُّفْرِ فَقِيلَ لَهُ لِمَ
تَصْبِغُ بِالصُّفْرِ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَصْبِغُ بِهَا وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهَا وَ
قَدْ كَانَ يَصْبِغُ بِهَا ثِيَابَهُ كُلَّهَا حَتَّى عَمَامَتُهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَالنَّسَائِيُّ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا

کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے کپڑے زردی سے بھر جاتے تھے ملہ ان سے کہا گیا کہ آپ زرد
غضاب کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے غضاب
کرتے دیکھا تھے اور کوئی چیز آپ کو اس سے پیاری نہ تھی اور اس سے اپنے
کپڑے سارے رنگ لیا کرتے تھے حتیٰ کہ اپنے عمامہ کو بھی تھ (ابو داؤد سن ۶۱)
روایت ہے حضرت عثمان ابن عبد اللہ سے ابن مویہ سے تھ فرماتے کہ میں
غضاب ہم سلسلہ کے خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ہمارے

ملہ یعنی درس غضاب کرتے تھے یہ ایک گھاس ہے جو زعفرانی رنگ دیتی ہے کبھی صرف اس سے غضاب کرتے ہیں
کبھی ہندی میں لاکر کپڑے سے مراد سر سے بانہ جتنے والا کپڑا ہے یا وہ جو غضاب رنگا کر واسی پڑھ لیا جاتا ہے نہ کہ قیص و ہند
ملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ڈھری شریف میں خوشبو لگاتے تھے جس کا رنگ واسی پر اور اس کپڑے پر ظاہر ہو جاتا تھا یہ
رنگ غضاب کا نہ تھا یا غسل کے وقت سر واسی شریف میں کوئی چیز مل کر غسل فرماتے تھے صفائی کیلئے یہ رنگ اس کا
ہوتا تھا لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضور نے غضاب کبھی لگایا۔

ملہ یہ ہے سنت کی اتباع کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کسی اور وجہ سے بھی کیا تب بھی حضرت ابن
عمر نے اس کام میں اتباع کی دیکھو حضور کا یہ عمل خوشبو استعمال کرنے کی حیثیت سے تھا حضرت ابن عمر نے
رنگ ہی کر لیا ان کا دل اتباع رسول کے رنگ میں رنگا ہوا تھا

ملہ آپ تابعی ہیں تمہی میں ان میں ان کے والد یعنی عبد اللہ ابن مویہ فلسطینی ہیں وہاں کے
قاضی تھے یہ عثمان ثقہ ہیں حضرت ابو ہریرہ - ابن عمر - جابر ابن سمرہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم
سے احادیث روایت کرتے ہیں :

شَعْرًا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْفَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَخْضُوبٍ قَدْ خَضِبَ يَدَيْهِ وَ
رَجَلَيْهِ يَأْتِيَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا
بَالُ هَذَا أَقَالُوا يَتَشَبَّهُ بِالْإِسَاءِ فَأَمَرَهُ فَنُفِيَ إِلَى التَّقْبِيعِ
فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَفْعَلْهُ فَقَالَ إِنِّي نَهَيْتُ

مسلخے حضور کے بالوں میں سے ایک ہاں نکالا خضاب کیا ہوا ہے (بخاری) ۱۰ طابت ہے
حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھدست میں
ایک منبت لایا گیا ہے جس نے اپنے ہاتھ پاؤں مندی سے رنگے ہوئے ہتھے سے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسس کا کیا حال ہے لوگوں نے عرض کیا کہ عورتوں
کی شکل بنا ہے تو حکم دیا اُسے نقیق کی طرف نکال دیا گیا ہے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اسے
قتل نہ کر دیں فرمایا مجھے مسازدوں کے

سلسلہ بعض روایات میں ہے کہ سرخ رنگ کا خضاب تھا یا تو حضرت ام سلمہ نے اس بال شریف کو خوشبو میں رکھا تھا یا یہ رنگ اس
خوشبو کا تھا یا حضور نے خوشبو لی تھی یہ رنگ اس کا تھا حضور نے سر شریف میں ٹھنڈا کیلے ہندی لگا لی تھی یہ رنگت
اس کی تھی لہذا یہ حدیث خضاب نہ لگانے کی اجازت کے خلاف نہیں حضرت ام سلمہ نے حضور کی ڈالھی کا بال اپنے
پاس زبر کا رکھا ہوا تھا (مرقات) نہ معلوم یہ وہ بال شریف تھا یا دوسرا بہر حال حضور کا بال شریف تبرک کیلے رکھنا اس
کی زیارت کثرت صحابہ سے ۲۵ منعت کا بیان کتاب النکاح میں گندہ چکا کہ پیدا ہونے کی منعت ہونا فسق نہیں وہ تو قدرتی
چیز ہے ہاں یہ تکلف منعت بننا اپنی آواز بہاس وضع قطع عورتوں کی رکھنا فسق ہے۔
۲۵ عورتوں کی کسی شکل بنانے کیلئے یہ حرکات کرتا تھا جیسا آج کل بیچڑوں میں دیکھا جاتا ہے معلوم ہوتا
ہے کہ یہ بیماری بڑی پرانی ہے۔

۲۵ نقیق مدینہ منورہ کے باہر ایک جنگل ہے جہاں اہل مدینہ کے جانور چرا کرتے تھے اس منعت کو اس نے
نکال دیا تاکہ اہل مدینہ اس کی صحبت سے بچیں اور اسے عبرت ہو اور توبہ کرے اور پھر واپس آجائے یہ
مطلب نہیں کہ اسے اس حرکت سے منع نہیں فرمایا گیا یہ نکالنا عملی ممانعت ہے۔

عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّينَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ۖ وَعَنْ الْوَلِيدِ بْنِ
عُقَيْبَةَ قَالَ لَهَا فَتَمَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ
جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُونَ بِصَبِيَّائِهِمْ فَيَدْعُو لَهُمْ بِالْبِرْكَاتِ
وَيَسْتَسْمِرُونَ سَهْمَ فَيْحَى بْنِ إِلْيَهِ وَأَنَا مَخْلُوقٌ فَلَمْ يَمَسْنِي مِنْ
أَجْلِ الْخُلُقِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ۖ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ

قتل سے منع کیا گیا ہے (ابوداؤد) روایت حضرت ولید بن عقبہ سے ہے کہ نبی کریم
مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو مکہ والے حضور کے
پاس اپنے بچے لانے لگے حضور ان کے لیے دعا برکت فرماتے اور ان کے سونے
پر ہاتھ پھیرتے تھے آپ کے پاس لایا گیا میں مخلوق والا تھا تو خلق کی وجہ سے مجھے
مس نہ فرمایا (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابو قتادہ سے کہ انہوں نے

مس یعنی اس شخص کا نمازیں پڑھنا اس کے سونے ہونے کی علامت ہے اور اس نے کوئی ایسا جرم کیا نہیں جس کی سزا
قتل ہو جیسے زنا یا ظلم قتل لہذا اسے قتل نہیں کیا جاسکتا اس فرمان عالی کا یہ مطلب نہیں کہ نمازی آدمی خواہ
کبسا ہی جرم کرے اسے قتل نہیں کیا جاسکتا۔ خیال رہے کہ یہ شخص اگر منافی تھا تب تو کوئی اعتراض نہیں
اور اگر غلطی مومن تھا تو اس نے یقیناً توبہ کر لی ہوگی توبہ کر کے مبرا ہوگا کیونکہ اس صورت میں وہ صحابی ہے
اور صحابہ تمام عادل ہیں کوئی فاسق نہیں۔ یعنی کوئی صاف گناہ پر قائم نہیں رہے ان کی عدالت کی گواہی قرآن کریم
دے رہا ہے دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کی کنیت ابو وہب ہے قریشی ہیں حضرت عثمان غنی کے
ماں شریکے بھائی ہیں یعنی اموی کے لشکر سے وہ بھی پیدا ہوئے فتح مکہ کے دن اسلام لائے بڑے شاعر تھے
حضرت عثمان غنی کی خلافت میں کوفہ کے حاکم رہے مقام رقعہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

مس سبحان اللہ حضور انور نے فتح مکہ فرماتے پر اہل مکہ کے دل بھی جیت گئے کہ یہ لوگ آج ہی مسلمان ہوئے
اور آج ہی حضور انور کے ایسے معتقد ہو گئے کہ اپنے بچوں کو حضور پر پیش کرنے لگے۔ حضور اکرم کریم
ہے کہ ان کے بچوں پر بھی حضور کرم نوازی فرماتے لگے۔

مس یعنی میرے سر پر ہاتھ تو نہ پھرا مگر دعا فرمائی ہاتھ اس لیے نہ پھیرا تاکہ حضور انور کے ہاتھ میں وہ
مرگت والی خوشبو نہ لگ جاوے ۝

لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِي جُمَّةً أَقْرَبَ جِلْهًا
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَكْرَمَهَا ثَلَاثًا
فَكَانَ أَبُو ثَمَادَةَ رُبَّمَا دَهْنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ مِنْ
أَجْلِ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَكْرَمَهَا
رَوَاهُ مَالِكٌ وَعَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ
ابْنِ مَالِكٍ فَحَدَّثَنِي أَخْتِي الْمُغِيرَةُ قَالَتْ وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ

رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے ہاں جتہ ہیں لہ تو کیا میں ان میں کلمی کروں
رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور ان کی خدمت میں لے کر گئے تو فرماتے ہیں کہ
ابو ثمرہ بہت دفعہ ان میں ایک دن میں دو بار میل لگاتے تھے رسول اللہ سے اللہ علیہ وسلم کے
سب فرماں کی وجہ سے کہ ہاں اور ان کی خدمت میں لے کر گئے (مالک) + عایت ہے
حضرت عجاج ابن صفا سے لے کر آتے ہیں کہ برانس ابن مالک کے پاس گئے تو بچے
میری بہن مغیرہ نے بتایا بولیں کہ تم اس دن چکے سے لے کر

لے جتہ وہ ہاں میں جو کندہ ہوں اور کان کے درمیان ہوں سر کے بالوں کی بین حدیں ہیں وقفہ جتہ لکھ کندھوں سے نیچے
مرد کے بال نہ چاہئیں۔ لکھ یعنی جو شخص اپنے سر پر بال رکھے تو انہیں پریشان نہ رکھے بال کچھ سے نہ سہے مبعوث
بنامو نہ سہے سر ہونا تیل ڈالنا کلمی کرنا یہ کام کتابچہ پھر اس مانگ پٹی میں اتنا بھی مشغول نہ ہو کہ روز نماز میں بھول جاوے۔
لکھ اگرچہ اتنا زیادہ مانگ پٹی کرنا بہتر نہیں مگر انہوں نے سمجھا کہ میرے لیے سہرے کے حضور اقدس نے فرمایا
بالوں کی خدمت کرو لہذا میرا اور حکم ہے دو سروں کا اور حکم جیسے حضرت انس کی والدہ نے جناب انس کے سر کے
اگلے بال نہ ترشواے خصوصیت کی بنا پر (اشعہ الامعات)

لکھ تابعی ہیں بصری ہیں امام احمد ابن حنبل نے ایک بار کہا کہ ثقہ ہیں دوسری بار کہا کہ ان سے حدیث لیتے ہیں
خرج نہیں۔ یعنی ابن معین کہتے ہیں کہ وہ صالح الحدیث ہیں۔

لکھ یعنی حضرت انس کے پاس جانے کے واقعہ کی تفصیل مجھے یاد نہیں میری بہن مغیرہ نے مجھے یہ تفصیل سنائی
وہ بھی ہم سب کے ساتھ اس دن جناب انس کے پاس گئی تھیں۔ مغیرہ بدل یا عطف بیان ہے اختی سے اور
لفظ مغیرہ مشترک ہے عورت و مرد کے درمیان کہ مغیرہ مردوں کے نام بھی ہوتے ہیں عورتوں کے نام بھی۔

عَلَامٌ وَلَكَ قُرْنَانِ اَوْ قُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَاسَكَ وَبَرَكَ عَلَيْكَ
وَقَالَ اَحْلِقُوا هَذَيْنِ اَوْ قَصُّوهُمَا فَإِنَّ هَذَا رِجْلُ
الْيَهُودِ رَوَاهُ الْبُؤْدَاؤُ وَوَعْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَخْلُقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ
وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اور تھارے دو گیسو یا پیشانی پر دو جوڑے تھے لہ تو تھارے سر پر ہاتھ پیرا اور تھیں
دو ماٹے برکت دی اور فرمایا کہ ان دونوں کو منڈوا دیا اور کترا دیا کرو کیونکہ یہ یہود کا طریقہ ہے نہ
(ابوداؤد) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس سے منع فرمایا کہ عورت اپنا سر منڈائے لہ (نسائی) روایت ہے حضرت
عطاء ابن یسار سے لکھ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے دو قرن تثنیہ ہے قرن کا معنی لٹ یا گیسو اور قصتان تثنیہ ہے قصہ کا قصہ حق کے پیش صلی اللہ کے شد سے بعضی جوڑا
یعنی پیشانی کے بال جمع کر کے دھاگہ سے باندھ لینے ہادیں۔ لہ یعنی حضرت نے تھارے سر پر ہاتھ بھی پیرا اور
تھارے پٹے دعا و برکت بھی کی اور یہ حکم بھی دیا پہلے گز چکا ہے کہ قزع سے حضور انور نے ممانعت فرمائی یہ ہی
آپ فرما رہے ہیں کہ یا تو کل بال رکھاؤ یا کل کتراؤ یا منڈاؤ و بعض بال کتر دینا بعض رکھنا درست نہیں یہ طریقہ یہود ہے۔
آج کل سکھ سر کے بال بہت دلاڑ رکھتے ہیں اور انہیں سر کے وسط جوڑا بنا لیتے ہیں مسلمان کے لٹے یہ بھی ممنوع ہے۔
لہ جیسے مرد کو ڈاڑھی منڈانا حرام ہے ایسے ہی عورت کو سر کے گیسو منڈانا یا کترانا حرام ہے مرد کی زیرت داڑھی
سے ہے عورت کی زیرت سر کے گیسوں سے اس میں گفتگو ہے کہ مرد کو سر منڈانا سنت ہے یا رخصت حق یہ ہے کہ
رخصت ہے سنت نہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے صحابہ نے سوا احرام سے کھلنے کے کبھی سر
نہیں منڈایا حضرت علی ضرورت منڈایا کرتے تھے (مرقات) فقیر کہتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ
عنه کا سر منڈانا ثابت نہیں کستہرایا کرتے تھے۔

لکھ آپ کی کیفیت ابو محمد ہے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں مشہور تابعی ہیں مدینہ
منورہ میں قیام رہا چوراسی سال عمر پائی ستر ستانوں سے ہجری میں وفات پائی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت
البقیع میں دفن ہوئے اکثر روایات حضرت ابن عباس سے لیتے ہیں۔ یہ حدیث برسل ہے :

حدیث میں
حضرت علی
فرمایا کہ
مرد کی زیرت

وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ قَدْ خَلَّ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّاسِ وَاللَّحْيَةِ
فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ
كَأَنَّهُ يَأْمُرُهُ بِإِمْلَاحِ شَعْرِهِ وَلِيَحْيِيَّتِهِ فَفَعَلَ ثُمَّ رَجَعَ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ هَذَا
خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ثَائِرُ الرَّاسِ كَأَنَّهُ
شَيْطَانٌ رَوَاكَ مَالِكٌ، وَعَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ
يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ

دلم مسجد میں تھے تو ایک شخص سر اور ڈاڑھی بکھرے آیا یہ تو اس کی طرف رسول اللہ سے اللہ
میں دلم۔ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا گویا آپ اُسے اپنے بال اپنی ڈاڑھی کی
درستی کا حکم دے رہے تھے کہ چنانچہ اس نے کریم پھر واپس آیا کہ تو
رسول اللہ سے اللہ میں دلم نے فرمایا کہ کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ تم میں
سے کوئی سفیحاں کی طرح سر بکھرے ہوئے آئے کہ (مالک) روایت ہے
ابن مسیب سے کہ انہیں یہ کہتے سنا گیا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک پسند فرماتا
ہے ظاہر باطن ستر ہے ستر باطن

سلا اس طرح کہ سر میں تل لکھی نہ واسطی میں دونوں کے بال بکھرے ہوئے تھے جس کے شکل بگڑ گئی تھی بری معلوم ہوتی تھی۔
سلا یعنی آپ نے زبان سے کچھ نہ فرمایا بلکہ ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو ٹھیک کرے حضور کا ہر عضو مبالغہ ہے۔
سلا یعنی مجلس شریف سے باہر گیا وہاں درست کر کے پھر حاضر ہوا۔
سلا شیطان سے مراد مرد و جن ہیں یعنی بھوت یہ اپنی بدشکلی میں مشہور ہیں ان کی شکل ڈراؤنی ہوتی ہے۔ جیسے
فرشتے اچھی صورت سیرت میں مشہور ہیں۔

شہ آپ کا نام سعید ابن مسیب ہے مشہور تابعی ہیں خلافت فداوتی کے دوسرے سال میں پیدا ہوئے آپ کی
کنیت ابو محمد ہے قرشی۔ مخزومی۔ مدنی ہیں بڑے محدث۔ فقیہ۔ متقی۔ پرہیزگار تھے حضرت کھول کہتے ہیں کہ
میں طلب علم میں دنیا میں گھوما۔ میں نے چالیس حج کیے مگر سعید ابن مسیب سے بڑا عالم نہ پایا اس کے ترانوے
ہجرت میں وفات پائی۔ (مرقات) ۱۰

اشاہ
اشکار
سنہ ۴۰

اشاہ
اشکار
سنہ ۴۰

ہے۔ (مرقات) :

إِنَّهُ قَالَ تَطْفُؤُوا أَفْنِيَّتَكُمْ رَأَوْا الْوَرْمِذِي وَعَنْ يَحْيَى
ابْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ كَانَ إِبْرَاهِيمُ
خَلِيلُ الرَّحْمَنِ أَقْوَلُ النَّاسِ ضَيْفَ الضَّيْفِ وَأَقْوَلُ النَّاسِ
إِحْتَتَنَ وَأَقْوَلُ النَّاسِ قَصَّ شَارِبَهُ وَأَقْوَلُ النَّاسِ رَأَى
الشَّيْبَ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هَذَا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

انہوں نے کہا کہ اپنے منہوں کو صاف رکھو (ترغی) یہ روایت ہے حضرت یحییٰ بن سعید سے انہوں نے
سعید بن مسیب کو فرماتے سن کر مٹی کے میل ابراہیم دگر میں پہلے وہ ہیں جنہوں نے مہمانوں کو سال
کی تکہ اور لوگوں میں پہلے آپ نے ختنہ کیا تکہ اور لوگوں میں پہلے آپ نے اپنی مونچھ تراشی تکہ
لوگوں میں پہلے آپ نے بڑھا پاؤں کا شہ تو عرض کیا یا رب کیا سب تلنے نے لرایا یہ وقار سے تکہ

سہ ہذا یہ حدیث متوفی بھی ہے مرفوع بھی سعید بن مسیب کی روایت میں متوفی ہے اور عمر ابن سعد کی روایت میں مرفوع
سہ اس طرح کہ آپ سے پہلے کسی مہمان نوازی کا اتنا اہتمام نہ کیا جتنا آپ نے کیا آپ تو بغیر مہمان
کھانا ہی نہ کھاتے تھے۔

سہ آپ سے پہلے انبیاء کرام ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور ان کی امتوں نے ختنہ کیا نہیں۔ کیونکہ اس زمانہ
میں ختنہ کا شرعی حکم نہ تھا سب سے پہلے آپ کے دین میں ختنہ حکم شرعی بنا اور آپ کی وجہ سے
ختنہ سنت ابراہیمی ہوا۔

سہ آپ سے پہلے کسی نبی کی یا مونچھیں بڑھی نہیں یا بڑھیں اور انہوں نے تراشیں گران کے دینوں
میں مونچھ کا ٹٹا حکم شرعی نہ تھا اب آپ کی وجہ سے یہ عمل سنت ابراہیمی ہوا۔

سہ آپ سے پہلے کسی کے بال سفید نہ ہوتے تھے اگرچہ ان کی عمریں صد ہا سال ہوتیں سب سے
پہلے آپ کے بال سفید ہوئے۔ آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال ہوئی نوح علیہ السلام
کی عمر ڈیڑھ ہزار سال مگر بال کسی کے سفید نہ ہوئے۔

سہ مینی بال کی سفیدی وقار کا سبب ہے اس سے علم صبر۔ عفو اور بڑی اعلیٰ

صفات انسان میں پیدا ہو جاتی ہیں

وَقَارِئًا بِرَاهِمُ قَالَ رَبِّ زِدْنِي وَقَارًا وَكَأَنَّكَ مَا لَكَ بِأَبِ
التَّمَاوِيرِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَدَائِكُ بَيْتًا فِيهِ
كُتُبٌ وَلَا تَمَّاوِيرٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهَا وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

اسے ابراہیم عریض کیا یا رب میرے وقار کو بڑھا دے (مالک) ۴ تصویروں کا باب ۱۷ پہل
فصل ۱۷ سے ہے حضرت ابو طلحہ سے کہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس گھر میں فرشتے نہیں آتے
جس میں کتاب ہو نہ اس گھر میں جس میں تصویریں ہوں (مسلم بخاری ۹۱) روایت ہے حضرت ابن عباس سے

۱۷ یعنی مجھے علم وقار عطا فرما خواہ اس طرح کہ ہاں کی سفیدی بڑھ جاوے جس سے وقار بڑھے یا اس طرح
کہ ہاں ایسے ہی رہیں صرف وقار بڑھے یہ تو رب تعالیٰ کی دین ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہاں شریف سیاہ رہے وقار سب سے زیادہ عطا ہو۔

۱۸ تصاویر جمع ہے تصویر کی بمعنی صورت بنانا یہ جاندار کی حرام ہے بے جان کی جائز ہے تصویر
میں مرد و جانور۔ قلم کی تصویریں۔ مجھے سب ہی داخل ہیں کہ غیر جاندار کے حلال ہیں جاندار کے حرام حضرت
سلمان علیہ السلام کی شریعت میں تصاویر حرام نہ تھیں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعملون لہ ما یشاءون
محاریم و تمایشیل۔

۱۹ آپ کا نام سہل ابن زید ہے انصاری ہیں حضرت انس کے سوتیلے والد مگر اپنی کنیت میں مشہور ہیں
آپ کا مزار بصرہ میں ہے فقیر نے زیارت کی ہے۔

۲۰ ملائکہ سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں۔ حافظین۔ کاتبین اور عذاب کے فرشتے تو ہر جگہ پہنچ جاتے
ہیں کہتے سے مراد غیر ضروری کتاب ہے اور تصاویر سے مراد جاندار کی تصویریں ہیں جو شوقیہ بلا ضرورت
ہو اور احترام سے رکھی جاویں یہ قیدی ضروری یاد دہانی لہذا نوٹ روپیہ پیسہ کی تصاویر جو ضروری
ہیں۔ اور فرش و بستر پر تصاویر جو پاؤں سے دھندھی جاویں جائز ہیں ان کی وجہ سے فرشتے آئے سے نہیں
رکتے۔ بچوں کی گڑیاں ان سے کھیلنا بچوں کے لئے جائز ہے مگر اس کی تجارت ممنوع ہے۔ مذہب امام
مالک۔ بعض نے فرمایا کہ گڑیاں سازی کی احادیث منسوخ ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ غیر منسوخ ہیں۔ (مرقات)
اور بچوں کا گڑیاں بنانا ان سے کھیلنا درست ہے۔

ملائکہ
کے لیے نہیں

عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَ
يَوْمًا وَاجِمًا وَقَالَ إِنَّ جِبْرِئِيلَ كَانَ وَعْدَانِي أَنْ يَلْقَا
الْبَيْتَةَ فَلَمْ يَلْقِنِي أَمْرًا وَاللَّهُ مَا أَخْلَفَنِي ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ
جَرُّ وَكَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَهُ فَأَمْرَبَهُ فَأُخْرِجَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ
مَاءً فَنَضَحَ مَكَانَهُ فَلَمَّا أَمْسَى لَقِيَهُ جِبْرِئِيلُ فَقَالَ لَقَدْ كُنْتَ
وَعْدَتَنِي أَنْ تَلْقَانِي الْبَارِحَةَ قَالَ أَجَلٌ وَلَكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا

وہ جناب میمونہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن غمگین سر رکھا اور فرمایا کہ
جبریل نے مجھ سے آج رات ملنے کا وعدہ کیا مگر مجھے ملے نہیں اور اللہ انہوں نے کہیں وعدہ خلافی نہیں
کی تھی پھر آپ کے خیال میں ایک کتے کا بچہ آیا جو آپ کے تحت کے نیچے تھا اسے حکم دیا کہ نکال
جا گیا پھر اپنے ہاتھ شریف میں پانی لیا اسے اس کی جگہ چمڑک دیا تاکہ جب شام ہوئی تو حضرت جبریل
آپ کو ملے تو فرمایا کہ تم نے مجھ سے آج رات ملنے کا وعدہ کیا تھا مگر میں اس گھر میں نہیں جلتے تھے

۱۷ یعنی آپ صبح کے وقت بہت غمگین اٹھے واجم بنا ہے وجم سے بمعنی خاموشی اور غم غصہ واجم لاجم کی وجہ
سے خاموش ہو۔

۱۸ یعنی حضرت جبریل صادق الوعدہ ہیں ناممکن ہے کہ وہ وعدہ خلافی کریں
۱۹ فسطاط ف ج پیش سے خیمہ کو کہتے ہیں یہاں مگر تخت ہے (مرقات) کیونکہ خیمہ سفر میں ہوتا ہے نہ کہ گھر میں۔
۲۰ کتے کی جگہ پر پانی چھڑکنا تقویٰ احتیاط کی تعلیم کیلئے ہے ورنہ کتے کا جسم ناپاک نہیں اس کے منہ کا لعاب ناپاک
ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر دل میں تکبر ہو جاوے تو اس کی وجہ معلوم کر کے بدلہ کر دے اس میں غور و فکر کرنا بھی عبادت
ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ان الذين اتقوا اذا استمعوا لحديث من الشيطان فذكروا ہمارے متقی بندے
وہ ہیں کہ جب انھیں شیطان چھو بھی جاوے تو وہ لوگ سوچ لیتے ہیں۔

۲۱ یعنی ہم تو حسب وعدہ حاضر ہونے کو تیار تھے مگر آپ کے گھر میں رکاوٹ تھی اس سے معلوم ہوا کہ اگر اپنے
گھر میں کتا نہ بھی پالا گیا ہو دوسری جگہ سے سی اگر گھر میں بیٹھ جاوے تب بھی ملائکہ کی تشریف آوری
سے رکاوٹ ہے اس لیے باہر کا کتا بھی نہ آنے دیا جاوے گا

فِيهِ وَلَا صُورَةً فَاصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَئِذٍ قَامَرٍ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى آتَاهُ يَأْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ
الْحَائِطِ الصَّغِيرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ رَأَى الْكَافِرُ مُسْلِمًا
وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي
بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَايِبٌ إِلَّا تَقْضَاهُ رَأَى الْكَلْبَ الْجَارِيَّ وَعَثَرَهَا
أَنَّهَا اشْتَرَتْ نَمْرَاقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ

جہاں کہ ہوں وہاں جہاں تصویر ہوا اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح اٹھ کر کتوں کے قتل کا
حکم دے دیا حتیٰ کہ حضور چھوٹے بانغ کے کتے کے قتل کا حکم دیتے تھے بڑے بانغ کے
کتے کو چھوڑ دیتے تھے سلمہ وسلم! عداوت ہے معرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے گھر کوئی ایسی چیز نہ چھوڑتے۔ جس میں تصویریں ہوں گرسے توڑ دیتے تھے سلمہ (بخاری) ۴
عداوت ہے ان ہی سے کہ انہوں نے ایک پردہ خریداجس میں تصویریں تھیں پھر سب سے رسول

سلمہ چونکہ بڑے بانگوں کی حفاظت بغیر کتے کے مشکل ہے اور چھوٹے بانغ کی حفاظت صرف ملک کر لیتا ہے اس لیے یہ
فرق رکھا گیا یہ سی فرق اس زمانہ میں جانوروں کے چھوٹے بڑے ریوڑوں میں فرق رکھا گیا ہوگا کہ بڑے ریوڑوں کی حفاظت
کے کتے باقی رکھے گئے ہونگے مگر اب یہ حدیث منسوخ ہو چکی اب شکار اور گھر بار اور جانوروں کی حفاظت کے پئے کتے
پالنا جائز ہے سلمہ تصایب جمع ہے تصایب کی اس کے معنی ہیں صلیب کی شکل بنانا سمجھو خود صلیب کو تصایب کہنے لگے
اب یہ لفظ بمعنی تصویر استعمال ہوتا ہے یہاں یہ ہی تیسرے معنی مراد ہیں صلیب ٹی کی شکل کی دو لکڑیاں اس طرح T
جیسا نیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسی لکڑیوں کی شکل پر سولی دی گئی لہذا یہ لوگ اس کی بہت
تعظیم بلکہ اسکی پرستش کرتے ہیں اکثر جگہ صلیبی نشان لگاتے ہیں اور اپنے سینہ پر اسی کے نشان رکھتے ہیں یعنی حضور
صلی اللہ علیہ وسلم گھر کی کسی چیز پر تصویر باقی نہ چھوڑتے تھے اُسے پھاڑ دیتے یا توڑ دیتے تھے اس تصویر میں وہ تمام
قیدیوں میں جو شروع باب میں عرض کی گئیں یعنی جاندار کی تصویر غیر ضروری اور محترم لہذا احادیث میں تدارض نہیں سلمہ
نمرقہ ان اور ر کے کسر سے بھی آتا ہے اور ان دونوں کے پیش سے بھی تکیہ۔ پردہ۔ زین پر ڈالنے کی چادر ان سب کو
نمرقہ کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ پردہ تھا جو دروازہ پر لٹکا یا گیا تھا اس میں جاندار چیزوں کی تصویریں تھیں ۵

مکتوبات
کا ترجمہ

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَی الْبَابِ فَلَمْ یَدْخُلْ
فَعَرَفْتُ فِی وَجْهِهِ الْکَرَامِیَّةَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَتُوبُ اِلَی اللّٰهِ وَ اِلَی رَسُوْلِهِ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور نہ آئے تو میں نے آپ کے چہرے پر پسینہ دیکھا کہ میں نے
کی تہ نزلتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو یہ کرتی ہوں جس کی گناہ کیا ہے تو نہ سہرا یا

سہرا اظہار ناراضی کے لئے یہ عمل تبلیغ ہے فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر نہ اثر عالم یا شیخ کسی فسق کی جگہ نہ جائے
تو فسق بند ہو جائے ایسی صورت میں ہرگز نہ جائے اور اگر اس کے نہ جانے سے اثر نہ پڑے تو جاسکتا
ہے اس مسئلہ کا حذیبہ حدیث ہے۔

سہرا آپ میں مزاج نسائی رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ شریف سے کچھ نہ فرمایا مگر آپ نے چہرہ
انور پر ناپسندیدگی کے آثار معلوم کر لئے۔

سہرا سبحان اللہ کیسا ایمان افروز کلمہ ہے اس عرض معروض سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے ساتھ
حضور کا نام لینا بغیر فاصلہ کے بالکل جائز ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ مِنْ فَصْلِهِ
لہذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول مجھلا کر سے اللہ رسول کی بڑی جہربانی ہے دوسرے یہ کہ توبہ اور دوسری عبادت
ہیں اللہ کے ساتھ حضور کو راضی کرنے کی نیت کرنا بالکل جائز ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَحَقُّ

اَنْ یَّسْبُحُوْا اَوْ یُذَمِّرُوْا اَوْ یُکْفِرُوْا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ صَوْفِیَا
فرماتے ہیں کہ ہر گناہ میں اللہ تعالیٰ کی بھی ناراضی ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عزیز علیہ
صاحبتہم ہر گناہ سے دو حق تلخیاں ہوتی ہیں لہذا ہر گناہ کی توبہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی کرے اور حضور کی
بارگاہ میں بھی دونوں ذاتوں سے معافی چاہیے یہاں مرقات نے فرمایا کہ دوبارہ الی فرماتے سے معلوم ہوا کہ
دونوں ذاتوں کی طرف رجوع کرنا مستقل ہے کوئی کسی کے تابع نہیں۔

سہرا سبحان اللہ گناہ کے علم سے پہلے توبہ کر لی حضور کو راضی کرنے کے لئے رب فرماتا ہے
عَمَّا لَللّٰهِ مِنْ الْعَاقِبَاتِ لَعَنَ خَطَاۃَکَ ذَکَرِی

پہلے معافی کا

اعلان

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هَذِهِ الْمَرْكَةِ
قُلْتُ اشْتَرَيْتَهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسِّدَ هَا فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ
الصُّورِ يُعَذِّبُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا
خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّورَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اس پر وہ کا کیا مال ہے میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے آپ کے لیے
خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور آپ اس سے نیک رہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
ان تصویروں والے لوگ قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے یہ ان سے کہا جاوے گا کہ جو تم
نے بنایا ہے ایسے زندہ کرو اللہ اور فرمایا کہ وہ گھر جس میں تصویر ہو اس میں

سکھ یعنی میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ کپڑا یا کیکہ آپ کی خاطر خریدا ہے اپنے : میں نے نہیں خریدا مجھے خبر نہ تھی
کہ حضور اس سے ناراض ہونگے۔

سکھ اس فرمان سے معلوم ہو رہا ہے کہ تصویر بنانے والے اور ان کو شوقیہ رکھنے والے دونوں ہی اس مذکور
سزا کے مستحق ہیں کیونکہ اہل المؤمنین نے یہ تصاویر بنانی نہ تھیں صرف رکھی تھیں اور حضور نے یہ ارشاد فرمایا
(مرقات) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شوقیہ تصویر کھوانا بھی حرام ہے کہ تصویر کھوانے اور تصویر رکھنے میں
تصویر بنانے والوں کی امداد ہے گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے

سکھ یہاں مرقات نے فرمایا کہ اس جگہ تصویر والوں سے مراد تصویر بنانے والے اور تصویر استعمال کرنے
سب ہی ہیں اور ان سب پر یہ عتاب ہوگا۔ مگر اشعة اللمعات نے فرمایا کہ اس سے مراد صرف تصویر بنانے
والے ہیں۔ کیونکہ خلقتم انھیں سے کہا جاسکتا ہے بہر حال تصویر بنانا سخت حرام اور تصویر کھوانا اسے
حرمت سے رکھنا اس لیے حرام ہے کہ یہ گناہ پر مدد ہے

سکھ یہ حکم تعجیزی ہے جیسے فاتوا نسوة من مشہد میں ہے یعنی اس فرمان کا مقصود مصورین کو
عاجز کرنا ہے نہ کہ انھیں روح پھونکنے کا حکم دینا
معلوم ہوا کہ ہر حکم و جواب کے لیے نہیں ہوتا

لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ قَدْ
اتَّخَذَتْ عَلَى سَهْوَةٍ لَهَا سِتْرًا فِيهِ تَمَازِيْلُ فَهَيْكَةُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ مُرَكَّتَيْنِ فَكَانَتْ
فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ

فرشتے نہیں آتے تھے (مسلم بخاری) + روایت ہے کہ انہیں سے کہ انہوں نے اپنے ایک
طاق پر پردہ ڈالا جس میں تصویریں تھیں تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھاڑ دیا
تھ ہر انہوں نے اس کے دو ٹیکے گھر میں بنالیے جن پر حضور بیٹھتے تھے بلکہ
(مسلم بخاری) + روایت ہے کہ انہیں سے کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ بعض تصویروں کا رکھنا جائز ہے مگر ان سے بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے کیونکہ
تکبیر میں تصویر ہو تو جائز ہے کہ اس میں تصویر کا احترام نہیں۔ پھر بھی حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح کی تصویروں
سے بھی فرشتے رحمت کے نہیں آتے۔ مگر حق یہ ہے کہ جس تصویر کا رکھنا شرعاً جائز ہو اس سے رحمت کے
فرشتے نہیں آتے جس کا رکھنا ممنوع ہے اس سے رکتے ہیں اگر یہ تصاویر ذلت سے بڑی تھیں تب یہ فرمان
عالی تقویٰ کی تعلیم کے لئے ہے کہ ہمارے اہل بیت کو اس طرح تصویریں رکھنا بھی مناسب نہیں اگر احترام
سے تھیں تو یہ فرمان اپنی حقیقت پر ہے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں
آتے اس لئے حضور گھر میں نہ آئے (مرقات)

صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کہ وہ طاق وغیرہ پر لٹکانے کے قابل نہ رہا تب اسے بچانا پڑا لٹکانے کے اور بچانے کے احکام میں فرق ہے
صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تصاویر بستر یا فرش میں ہوں جو پاؤں تلے تصویریں رونق دیتی ہوں
تو جائز ہے یہ حدیث بظاہر کھلی حدیث کے مخالف معلوم ہوتی ہے کہ وہاں تو ٹکیوں کی تصاویر سے منع
فرمایا گیا اور یہاں اس کی اجازت دی گئی۔ لہذا یا تو یہ تصاویر جاندار کی نہ تھیں اور اس پردہ کو بچاؤ نا اس
لئے تھا کہ دیواروں چھت پر غلاف ڈالنا دنیاوی تکلف ہے جس سے اہل بیت کو بچنا چاہیئے اور اگر جاندار
کی تصاویر ہیں تو ان کے سر کاٹ دیئے گئے تھے جن سے انکا استعمال جائز ہو گیا۔ لہذا یہ حدیث گذشتہ کے خلاف
نہیں (اشعۃ اللمعات) خیال رہے کہ یہ فرق محکم استعمال تصویر کے لئے ہے یہی تصویر سازی و مطلقاً حرام ہے خواہ فرش
پر ہو یا بستر میں یا کاغذ میں یا شیشہ میں یا دیوار وغیرہ میں :

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي غَزَاةٍ قَا خَذْتُ نَمَطًا
فَسَرَرْتُهُ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ قَرَأَنِي الْمَمَطُ فَجَذَبَهُ
حَتَّى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّ يَا مُرْتَا أَنْ تَكْسُوا الْحِجَارَةَ
وَالْطِّينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝ وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ الَّذِينَ
يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝ وَعَنْ أَبِي

صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہاد میں تشریف لے گئے تو میں نے ایک باریک چادر بنائی پھر میں نے
اُسے دروازے پر ڈال دیا تاکہ جب حضور تشریف لائے تو چادر دیکھی تو اُسے کھینچا حتیٰ کہ اُسے
چادر دیا تاکہ پھر فرمایا کہ اللہ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹی کو پہنائیں تاکہ (مسلم بخاری) ۱۰
طاہریت ہے اُن ہی سے وہ نبی سے اللہ علیہ وسلم سے ملے تو یہ قیامت کے دن سب سے سخت عذاب
لائے وہ لوگ چوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خلق سے مشابہت کرتے ہیں تاکہ (مسلم بخاری) طاہریت ہے حضرت

اُسے نمط وہ باریک چادر جو بستر پر بچھائی جاوے زیبائش کے لیے اس کی جمع انماط ہے۔ دروازے پر اس کا
قرآن نازل ہونے کے لیے متعلقہ نہ کر پردہ کے لیے۔

تاکہ یہ پھاڑنا مال کی برادری نہیں بلکہ بڑائی کا شاننا ہے اور عمل تبلیغ اور اظہار ناراضی۔ لہذا یہ عمل عبادت ہے۔
تاکہ تکلف بلا ضرورت دروازوں دیواروں چھتوں پر غلاف ڈالنا بہتر نہیں چونکہ اہل بیت اظہار کی شان بہت اعلیٰ ہے
اس لیے حضور نے انہیں اس سے بھی منع فرمادیا را شعلہ خیال رہے کہ غلاف کعبہ۔ غلاف روحہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بزرگان دین کے قبور کے غلاف و چادریں قرآن پاک کے جزدان وغیرہ اس حکم میں داخل نہیں کہ وہاں
دیواروں کا پہنانا مقصود نہیں۔ بلکہ وہاں اس دینی محترم چیزوں کی عظمت کا اظہار ہے کعبہ۔ قرآن۔ روحہ رسول۔
مزارات اولیاء اللہ شعائر اللہ ہیں اور شعائر اللہ کی تعظیم رکن ایمانی ہے دیکھو اس کی تحقیق شامی جلد اقل میں اور
ہماری کتاب جہاد الحق میں۔

تاکہ یعنی جیسی جاندار کی صورتیں اللہ تعالیٰ بناتا ہے ویسی یہ بناتے ہیں گویا رب تعالیٰ کا مقابلہ کرتے ہیں اور
اس سے مقابلہ کرنے والا مستحق عذاب ہے ۝

هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي
فَلْيَخْلُقُوا ذُرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً مُثَقَّلًا
عَلَيْهِ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ الْمُتَوَرُّونَ

ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
اس سے بڑا ظالم کون ہے جو میری مخلوق کی طرح گھڑنے بنانے لگے لہ تو انہیں چاہیے کہ ایک ذرہ
پیدا کریں یا ایک دانہ یا ایک جو پیدا کریں اللہ مسلم بخاری روایت ہے حضرت بلالہ بن مسعود سے فرماتے ہیں
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ کے نزدیک سخت عذاب والے تصویر بنائے ہوئے ہیں

سہ یعنی اس تصویر سازی میں اللہ تعالیٰ سے تشبیہ یا اس سے مقابلہ کی وجہ سے ہذا اس سے بچے یہ حکم اطاعت ہے ہم حکم
کے بندے ہیں بے جان کی تصویر بنانا درست ہے جاندار کی صورتیں بنانا حرام ہم کو ہر دو چشم قبول ہے۔
سہ خیال رہے کہ پرستش کے لئے بت بنانا یا اللہ تعالیٰ کے مقابلہ کیلئے تصویر بنانا کفر ہے اگر یہ دونوں خیال مذہبوں تو
جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے کفر نہیں۔ پرستش کے چاند سورج کے فوٹو پیل کے درخت کا مجسمہ بنانا بھی حرام ہے کہ یہ
بت سازی ہے۔ خیال رہے کہ غیر جاندار چیزوں میں بندے کے کسب کو دخل ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہ باغ میرا لگا یا ہوا۔ یہ
کہیت میرا لگا یا ہوا ہے مگر جاندار چیز میں کسی کے کسب کو دخل نہیں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ چڑیا میری بنائی ہوئی ہے
اس سے جاندار کی تصویر سازی حرام ہے غیر جاندار کی نہیں (مرقات)

سہ یہاں مصوری سے مراد بت ساز بت تراش میں جو پرستش کیلئے بت بنائیں یا وہ مصور مراد میں جو رب تعالیٰ کے
مقابلہ کیلئے تصویر سازی کریں یہ دونوں کافر ہیں اور کافرا واقعی سخت عذاب کے مستحق ہیں اور اگر مصوری سے مراد عام فوٹو گراف
ہیں تو یہ فرمان عالی ڈرنے کیلئے ہے نہ کہ لوگ اس حرکت سے باز آجائیں ورنہ ایسے لوگ خاسق ہیں اور خاسق کا عذاب کافر سے ہلکا ہے
یا اس صورت میں ناس سے مراد مسلمان ہیں یعنی گنہگار مسلمانوں میں سب سے زیادہ سخت
عذاب تصویر سازوں کو ہوگا تصویر سے مراد جاندار کی تصویر ہے جیسا کہ اوپر گفتر گیا اور آگے
بھی آ رہا ہے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَيُعَذَّبُ بِهِ فِي جَهَنَّمَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَأَيُّ شَيْءٍ فَاصْنَعْ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كَلِمَةً أَنْ يَغْفَرَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ

اسلم بخاری ۱۰ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ تے سنا کہ ہر تصویر ساز (دختر گرافر) آگ میں ہرگز ہر تصویر کے عوض جو وہ بنائے ایک قوت بنائی جاوے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دے گی لہٰذا ابن عباس نے فرمایا کہ اگر تم مرد یہ ہیں کہ وہ نعمت اللہ وہ پتیریں بناؤ جن میں جان نہیں ہے (اسلم بخاری ۱۰ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ جو شخص ایسی خواب گھر سے جو اس نے دیکھی نہ ہو تو اسے مفلک کہ ماویگا کہ دو بویں گرہ لگا سنے

۱۔ یا تو اس کی بتائی ہوئی ہر تصویر میں جان ڈال دی جاوے گی اور وہ سب مل کر اسے عذاب دیں گی
۲۔ یا ہر تصویر کی عوض ایک فرشتہ اس پر مسلط ہوگا جو اسے عذاب دے گا۔ لہٰذا
نفس سے مراد یا روح ہے یا ذات دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں۔
۳۔ اس استثناء سے معلوم ہوا کہ ہر غیر جاندار کی تصویر
بنانا جائز ہے بعض علماء نے فرمایا کہ پھل درختوں کی
تصویر بنانا مکروہ ہے مگر حق یہ ہے کہ مکروہ بھی نہیں
ہاں یہ وہ لعب کی نیت سے بنانا
اس لیے مکروہ ہوگا کہ پھل
کو مکروہ ہے

وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَىٰ حَيْثُ قَوْمٌ وَهُمْ كَارِهُونَ
أَوْ يُفِرُّونَ مِنْهُ حَتَّىٰ أَذْنَيْهِ الْأَفْكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَنْ صَوَّرَ
مُؤَرَّكَ عَذَابٍ وَكَلِمَتٍ أَنْ يَنْفَخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِتَافِيحٍ رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ وَعَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِاللُّزْدِ شَرَفَكَ كَأَنَّكَ

اور ذکر کے گناہ اور جو کسی قوم کی بات سے ملے نہ کرے وہ ناپسند کرتے ہوں یا اس سے بھاگتے ہوں
تو قیامت کے دن اس کے کان میں سیڑیاں ڈالا جائیں گی اور ہر تصویر بنائے تو اسے عذاب دیا جائے گا
اور مکتب کیا جائے گا کہ اس میں رات بھر کے سالانہ پھونکنے والے نہیں رہیں اور یہ ہے حضرت بریدہ
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لڑکھائی کرے اسے تو گریا اس نے

سنے بعض شارحین نے فرمایا کہ جھوٹی خواب گڑھنے سے مراد ہے نبوت یا ولایت کا دعویٰ کرنا اور لوگوں سے یہ کہنا کہ رب تعالیٰ نے
یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا فلاں ولی نے مجھے خواب میں فرمایا ہے کہ تو نبی یا ولی ہے یا فلاں غیب کی مجھے خبر دی ہے مگر حق
یہ ہے کہ حدیث میں یہ کوئی قید نہیں ہے جھوٹی خواب گڑھنے والا اس سزا کا مستحق ہے خواہ کسی قسم کی خواب گڑھے۔ کیونکہ نبوی
کی سچی خواب نبوت کا چھٹا ایسا کواں حصہ ہے اور وحی غنی ہے تو خواب گڑھنے والا رب تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے اور وحی
اپنی جھوٹی گڑھتا ہے ایسے عام جھوٹوں سے یہ جھوٹا بڑا سمجھتا ہے بعض لوگ تبیخ کے بہانہ جھوٹی خوابیں کسی بڑے کی
طرف نسبت کر دیتے ہیں کہ حضور کے روضہ کے فلاں خادم نے خواب میں حضور کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ قیامت عنقریب آ
رہی ہے۔ فلاں فلاں باتیں وغیرہ سب حرام ہے۔ جو وہی گڑھنے کا حکم دینا جو ب کے لئے نہیں بلکہ عاجز کرنے اور
عذاب دینے کے لئے ہے سہل یعنی جو دوسروں کی خفیہ بات چھپ کر سننا اس کے کان میں قیامت کے دن
سیسہ گرم کر کے اونٹن پر لاد دینا۔ حدیث ہاکل ظاہر پر ہے اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں واقعی اسے قیامت
میں یہ ہی عذاب ہو گا کہ یہ بھی راز و نیاز کا چور ہے۔

سہل فارس کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ آردشیر ابن تابک گزرا ہے اس نے یہ جوا ایجاد کیا کہ نہایت کی بازی
آردشیر آردشیر سے بیگید اس لئے اس کھیل کا نام آردشیر رکھا گیا یعنی آردشیر کا جوا اس کی ایجاد کردہ بازی مرقاٹ نے
فرمایا کہ اس کا موجد شاپور ابن آردشیر ابن تابک ہے۔

سَبَّحَ يَدَكَ فِي لَحْمٍ خَيْرٌ مِنْ دَمِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْفَصْلُ
الثَّانِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ أَتَيْتُكَ
الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَتَتْكَ كَانَتْ
عَلَى الْبَابِ تَمَاشِيلٌ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قَرَامٌ بِشَرَفِهِ تَمَاشِيلٌ
وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كُلِّ فَمَرِّ بِرَأْسِ التَّمْثَالِ الَّذِي عَلَى

پنے ہاتھ سود کے گرفت اور اس کے خون میں رنگ سے ملے دسم، دوسری فصل روایت ہے
حضرت ابو ہریرہ - سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کو میرے پاس جناب
جبریل آئے جو نے کہ میں آج رات آپ کے پاس آیا تھا مجھے داخل ہونے سے کسی چیز نے نہ
رکھا۔ بجز اس کے کہ دروازے پر تصاویر تھیں اور گھر میں باریک کپڑے کا پردہ تھا جس میں تصاویر
تھیں تھ اور گھر میں کتا تھا جسے آپ حکم دیجئے کہ ان تصویروں کے سر کاٹ دیئے جائیں

سہ - دُر کے گوشت و خون میں ہاتھ سانا اسے نجس بھی کرتا ہے اور گھنوا عمل بھی ہے ایسے اس سے تشبیہ دی
گئی۔ خیال رہے کہ زور شیر کی حرمت پر امت کا اجتماع ہے شطرنج اصناف کے ہاں ممنوع ہے۔ شواہج کے ہاں
حائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں الی ہر حیثیت نہ ہوں نماز یا جماعت نماز نہ جائے کھیلنے والے گالی گلوچ نہ کریں۔
سہ آپ کی زیارت آپ کی ملاقات کیلئے نہ کہ وحی الہی لے کر جیسا کہ ظاہر ہے۔

سہ قرام ق کے کمرے سے بمعنی باریک نقشین ستر کے معنی ہیں پردہ یعنی گھر کے دروازے پر جو پردہ تھا باریک
نقشین کپڑے کا تھا۔ جس میں جاندار چیزوں کی تصویری تھیں۔ پردہ کا باریک نقشین ہونا مضر نہیں ہاں اس پر
تصویری ہونا مضر ہے حضرت جبریل کی آمد سے رکاوٹ۔

سہ یعنی باہر سے آیا ہوا کتا جو آپ کے گھر میں آکر بیٹھ گیا تھا۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ
کے ازواج پاک نے کتا کبھی نہ پالا معلوم ہوا کہ باہر سے آکر بیٹھ جانے والا کتا بھی ملائکہ رحمت کے
آنے سے مانع ہو جاتا ہے اس سے بھی

احتیاط چاہیئے :

بَابُ الْبَيْتِ فَيَقْطَعُ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَتُرِي بِالسَّيْرِ
فَلْيَقْطَعُ فَلْيَجْعَلْ وَسَادَتَيْنِ مَيْنُوذَتَيْنِ تَوَطَّانٍ وَمُرَّ
بِالْكَلْبِ فَلْيَخْرُجْ فَفَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَوَاكَ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَحَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ عَنْكَ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَهَا

جو گھر کے دروازے پر نہیں تاکر وہ درخت کی طرح رہ جاویں نہ اور پردہ کے متعلق حکم دیکھئے کہ کاٹ دیا جاوے
اور اس کے دو ٹکے بنا دیئے جاویں جو پینکے رہیں نہ روندے جاویں اور حکم دیکھئے کہ کتا نکال دیا
جاوے نہ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا (ترمذی، ابوداؤد) روایت ہے ان ہی سے
فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن ایک گروں بھیجے گی اللہ جس کی

سہ یعنی دروازے کی دیوار یا تختے پر جو تصویریں ہیں ان کی وجہ سے نہ تو دیوار گرائی جاوے نہ پوری تصویر ہٹائی
جاوے بلکہ ان کے سر کاٹ دیئے جاویں سر کے ٹھٹھنے سے وہ حیوانی نہ رہے گی جسم حیوان رہے گا جو درخت
کے مشابہ ہے۔ خیال رہے کہ حرف چہرے کے فوٹو کی بدستش تو ہوتی ہے اگرچہ باقی جسم نہ ہو مگر بغیر سر حرف
جسم کے فوٹو کی بدستش کوئی نہیں کرتا اس لیے بغیر جسم کے حرف چہرے کا فوٹو رکھنا ممنوع ہے مگر بغیر سر کے
صرف جسم کا فوٹو یا تصویر رکھنا ممنوع نہیں یہ مسئلہ اسی حدیث سے مستنبط ہوتا ہے۔ اس کی پوری تفصیل کتب
فقہ میں دیکھو۔ بلکہ اگر سر کا حصہ الگ نہ کیا جائے حرف نہ لگن ہو نہ کاشٹا دیا جاوے۔ جب بھی جائز ہے۔
سہ یعنی ان کا احترام باقی نہ ہے پاؤں سے روندے نہیں اس سے معلوم ہوا کہ فرش زمین میں یا فرش دری میں
اگر تصاویر ہوں تو حرج نہیں کہ ان تصاویر کی حرمت کوئی نہیں۔ تصاویر کی حرمت ہی محنت حرام ہے۔ ہاں
تصویر والے فرش پر نماز پڑھنا ممنوع ہے جبکہ اس پر سجدہ ہوتا ہو۔

سہ اس طرح کہ آئندہ کتا گھر میں آنے نہ پائے۔

سہ یعنی پورا سر یا پورا جسم عذاب کے فرشتے کا یا آگ کا ایک حصہ بہ شکل مترسیر سے معنی کچھ بید
سے ہیں یہ بڑا ہی خطرناک

عذاب کا فرشتہ ہوگا

عَيْنَانِ مُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يُطِيقُ يَقُولُ
إِنِّي وَكَلْتُ بِثَلَاثَةٍ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ وَكُلِّ مَنٍّ دَعَامَةٍ اللَّهُ
إِلَهًا آخَرًا بِالصُّورَيْنِ رَوَاةُ السُّنَنِ وَمِنْ رِوَايَاتِ
عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ
تَعَالَى حَرَّمَ الشَّجَرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوبَةَ وَقَالَ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھتی ہوگی اور دو کان ہوں گے جن سے وہ سنتی ہوگی اللہ زبان ہوگی جس سے بولے
گے کہے گی کہ میں میں تینوں پرستوں کی گئی ہوں نہ ہر سرکش جابر طلم پر اور ہر اس پر جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پڑے
اور تصویر ساز ہر شے (ترجمہ) روایت ہے حضرت ابی جاس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے راوی فرمایا بھگ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوا اور طبلہ حرام فرمایا تاکہ اور ہر نشہ اور ہر مسکرانہ حرام ہے تاکہ

۱۔ یعنی ان تین قسم کے مجرموں کا عذاب میرے سپرد کیا گیا ہے جیسے بڑے سخت مجرم کے لئے حکومت دُرّی
جنت مقرر کرتی ہے کہ ظالم مجرم ان کے حوالہ کیا جاتا ہے جو انہیں سخت سزا دیتا ہے لوگ اس جنت کے
نام سے ڈرتے ہیں۔

۲۔ عنید وہ ظالم باغی شخص ہے جو جان بوجہ کفر حق کا انکار کرے اس حدیث میں تصویر سازوں کیلئے استہلالی
وہید ہے کہ ان کی سزا بت پرستوں کی سزا کے برابر کی گئی ہے خدا کی پناہ

۳۔ شراب جوئے کی حرمت تو قرآن کریم میں صراحتہ مذکور ہے طبلہ وغیرہ باجوں کی حرمت اشارۃً بیان ہوئی
کہ فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِكُتْلٍ فِي حَيْثُ فِي طَبْلَةٍ مِّمَّا يَنْهَى اللَّهُ عَنْهُ

۴۔ نشہ آور چیزیں خشک ہو جیسے بھنگ چرس امیون یا پتلی جیسے شراب۔ تاثری وغیرہ سب حرام ہیں اس
پر تمام امت کا اجماع ہے اختلاف اس میں ہے کہ شراب انگوری کے علاوہ دوسری شرابیں حد نشہ
سے کم پینا حرام ہے یا نہیں۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ افیون، بھنگ، چرس وغیرہ خشک نشہ آور چیزیں
دواؤ استہلال کی جا سکتی ہیں جب کہ نشہ نہ دیں بعض معجونوں میں افسیون پڑتی

ہے

قِيلَ الْكُوبَةُ أَكْبَلُ رَوَاكَ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ : وَعَنْ
ابْنِ عُمرَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَمْرِ
الْمَيْسِرِ وَالْكُوبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ وَالْغُبَيْرَاءِ شَرَابٌ تَعْمَلُهُ
الْحَبَشَةُ مِنْ الدَّرَةِ يُكَالُ لَهَا الشُّكْرُ مَرًا وَآكََا أَبُو دَاوُدَ
وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّدِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَ
رَوَاكَ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ يَتَّبِعُ حِمَامَةً فَقَالَ

کہا گیا ہے کہ کوہ جلد ہے نہ دیہتی شرب الایمان : روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ
عید وسلم نے منع فرمایا شراب اور جوئے اور باجے اور غبیرا سے غبیرا وہ شراب ہے جسے
جشی لوگ بجا سے بناتے ہیں جسے سکڑ کہا جاتا ہے نہ (ابوداؤد) : روایت ہے حضرت
ابو موسیٰ اشعری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ عید وسلم نے فرمایا جو کوئی نہ کیلے اس نے اللہ
اور اس کے رسول کی نافرمانی کی نہ (احمد۔ ابوداؤد) : روایت ہے حضرت ابو ہریرہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ عید وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ بکتر کے پیچھے دوڑ رہا
ہے تو فرمایا

نہ قاصی ہی ہے کہ کوہہ بضم کاف بشریح۔ نرد شیر۔ چھوٹا طبل۔ بریط غرخلہ یہ لفظ مشترک ہے۔
نہ اس شراب کا اصلی نام تو سکڑ کہ ہے غرار اسی لئے کہتے تھے کہ گدلی مہوئی مہوئی مہوئی
جو اس شراب مہوئی اس کا رواج حبشہ میں بہت تھا۔ سخت نشہ آور مہوئی حرام کر دی گئی۔ جیسے

ہندوستان کے بعض علاقوں میں تاڑی پی جاتی ہے یہ بھی حرام ہے
کہ نشہ آور ہے سلا نرد شیر کے معنی اور اس کی شرح پہلے
کی جا چکی ہے یہ بھی ایک قسم کا خواہ ہے لہذا حرام ہے پانسوں
پر کھیلا جاتا ہے

شیطان خبیثانہ کا چہرہ کر رہا ہے ملے (احمد ابو داؤد ابن ماجہ - بیہقی شعب الایمان) +
 تیسری فصل بتا رہی ہے حضرت سعید ابن مسیب سے ملے فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس
 کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک شخص ابو داؤد ابن عباس، یہاں تھیں کہ میری دھن میرے ہاتھ کا بڑی
 ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں لہذا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ میں تم کو نہیں خبر دیتا
 مگر جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سنا کہ بکوتر بازی کو شیطان فرمایا اور کہ بکوتر بازی کو شیطان کیونکہ جو چیز رب تعالیٰ سے غافل کر دے وہ بھی شیطان ہے اور غافل ہو جانے والا بھی شیطان خیال رہے کہ بکوتر پالنا جائز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بلکہ مسجد حرام میں بہت بکوتر پلے ہوئے ہیں پہلے زمانہ میں بکوتروں سے پیغام رسانی کا کام لیا جاتا تھا مگر بکوتر بازی کرنا ممنوع ہے ہر بازی ممنوع ہے کہ یہ نماز تلاوت بلکہ دنیاوی ضروری کاموں سے غافل کر دیتی ہے۔ جیسے مرغ بکوتر پالنا جائز مگر مرغ بازی بکیر بازی تیر بازی انھیں لڑانا حرام ہے خصوصاً جب کہ اس پر مالی ہرجیت ہو کہ اب یہ بٹوا بھی ہے مرقعات میں فرمایا کہ صرف اڑانے کے لئے بکوتر پالنا مکروہ ہے۔

سلسلہ آپ خواجہ حسن بصری کے بھائی میں حضرت زید ابن ثابت کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ کے والد کا نام یسار ہے کنیت ابو الحسن یہی خواجہ حسن بصری کے والد ہیں سعید تابعی ہیں۔ بصری میں ثقیفی حضرت ابن عباس ابو ہریرہ وغیرہم سے ملاقات ہے رضی اللہ عنہم اجمعین آپ سے قتادہ - عوف وغیرہم نے احادیث روایت کیں۔

۳۵ یعنی جانور کی تصویر بنانا میرا پیشہ ہے اس سے میرا گزروہ ہے مجھے اور کوئی کام آتا نہیں :

وَسَلَّمَ سَمِئْتُهُ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ مُورَةً فَإِنَّ اللَّهَ مُعَذِّبُهَا حَتَّى
يَنْفَخَ فِيهِ الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِعٍ فِيهَا أَبَدًا قَرِيبًا الرَّجُلُ
رَبْوَةً شَدِيدَةً وَأَصْفَرَ وَجْهَهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ أَبَيْتَ إِلَّا
أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهَذِهِ الشَّجَرَةِ وَكُلَّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ وَعَنْ عَائِشَةَ ثَلَاثُ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى

وہم کو فرماتے سنا کہ جو کئی تصویریں بنائے تو اللہ اُسے عذاب دے گا۔ تھی کہ اس میں روح
پھونکے اور وہ اس میں کہیں نہ پھونک سکے گا تو وہ شخص بہت سخت ہلکا پائے اور اس کا چہرہ
نہرہ لگی ہوگی تو آپ نے فرمایا تجھے مرانی ہو اگر اس کے بنانے سے تو باز نہ آئے تو اس درخت کو اور ہر
اس چیز کو اختیار کر جس میں جان نہیں ہے (بخاری) حدیث ہے حضرت عائشہ سے فرمائی کہ جب نبی صلی

صلی اللہ علیہ وسلم عذاب سے مراد عذاب ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے واضح ہے اور اس سے روح پھونکنے کو فرماتے
ہے کہ جب وہ نہ پھونک سکے گا تو عذاب دے گا۔ اگر حلال سمجھ کر تصویر سازی کرتا تھا تو دائمی عذاب درج بہت
درجہ درجہ تک عذاب۔

سئلہ ربوہ کے معنی میں بلندی اور زیادتی اس لفظ بلند زمیں کو ربوہ کہتے ہیں اور سود کو ربوہ کہا جاتا ہے۔ اب
اصطلاح میں گھوڑے کی سانس پھول جانے کو ربوہ کہتے ہیں جو زیادہ دوڑنے سے پھول جاتی ہے۔
کہ اس میں سانس کی زیادتی ہو جاتی ہے جسے فارسی میں تلواسہ کہتے ہیں۔ اور میں سانس چڑھ جاتا۔ لہذا اس کا
ترجمہ ہانپنا نہایت موزوں ہے وہ خوف خدا سے ہانپنے لگا۔ جو اسے یہ حدیث سن کر پیدا ہوا۔

سئلہ یعنی خوف خدا سے اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا غصہ میں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ اور خوف میں پیلا
وہ متفکر ہو گیا کہ اب میں گزارہ کیسے کروں مجھے صرف یہ ہی سہاڑا ہے۔ اور یہ حرام ہے یہ فکر بھی عبادت
ایمان ہے۔

سئلہ یعنی درخت پہاڑ مکانات اور دوسری سیمنٹیاں اور تمام بے جان چیزوں کی تصویریں بنایا کہ اس
سے تیرا گزردہ بھی ہوگا اور تو گناہ سے بھی بچا رہے گا۔ خیال رہے کہ یہاں باز نہ آنے سے مراد سر
کشی کرنا نہیں بلکہ مجھوری مراد ہے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ بَعْضُ نَسَائِهِ كَنِيْسَةً يُقَالُ لَهَا مَارِيَّةٌ
وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيْبَةَ أَتَيْنَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرْنَا
مِنْ حُسْنِهَا وَتَمَازُيْرِ فِيْهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ أُولَئِكَ إِذَا
مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الْمَالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ

اقتدر علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی بعض بیویوں نے ایک کنبر کا ذکر کیا کہ جسے ماریہ کہا جاتا تھا اور ام سلمہ۔ ام
حبیبہ زین حبشہ میں پہنچی تھیں کہ تو ان دونوں نے اس کی ترجمانی کر دی وہاں کی تصویروں کا ذکر کیا کہ تو منظور
نے اپنا سر اٹھایا پھر فرمایا کہ یہ لوگ اس میں جیسے کوئی عیسائی بنانا ہے اسکی قبر پر مسجد بنالیتے ہیں کہ پھر

سکھ غالباً کنیسہ عیسائیوں کے عبادت خانہ کو کہتے ہیں اور یہ یہودی کے عبادت خانہ کو بعض نے اسکے برعکس کہا ہے یہ عجیب ہے
یونانی زبان میں کنیشت تھا اس سے کنیسہ بنایا گیا یہ ذکر فرمانے والی بیوی حضرت ام سلمہ تھیں۔ یا ام حبیبہ۔
سکھ یہ دونوں نہ یہیدیاں اولاً حبشہ کو ہجرت کر کے گئی تھیں وہاں کئی سال رہ کر پھر مدینہ منورہ آئیں۔ اسیلئے وہاں انھوں
نے عیسائیوں کا یہ گرجا دیکھا تھا لفظ ماریہ دراصل ماروی تھا۔ یعنی بے مثال گرجا۔

سکھ پہلے صاحب عیسائیوں نے گرجوں میں اپنے نیک لوگوں کے نوٹوں رکھتے تھے تاکہ لوگ ان کی عبادات دیکھ کر خود
عبادت میں مشغول ہوں بعد میں ان تصویروں کی پرستش شروع ہو گئی (مرقات) ان کے دین میں تصویر سازی حرام
نہ تھی اسیلئے اسلام نے تصویر سازی حرام فرمادی کہ یہ بیت پرستی کی جڑ ہے ہم نے بعض جاہل مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ
اپنے پیروں کے نوٹوں کو سلام کرتے ہیں بعض کو سجدہ کرتے بھی دیکھا گیا ہے۔

سکھ سارے اہل کتاب یہودی ہوں یا عیسائی ان سب کا یہی طریقہ ہے کہ اپنے صالح لوگوں کی قبروں پر یا تو اس طرح
عبادت خانہ بناتے ہیں کہ ان کی قبر میں فرش کنیسہ میں آجاتی ہیں ان پر کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہیں یا ان کی قبروں کو سجدہ
گاہ بنالیتے ہیں کسان کی طرف سجدے کرتے ہیں یہ دونوں کام حرام ہیں یہاں مسجد سے مراد مسجد گاہ ہے ورنہ شاہ
کتاب مسجد میں نہیں بناتے سہارے اسلام میں بزرگوں کی قبروں کے پاس بناتے ہیں یہ بہت ہی اچھا ہے جیسے
مسجد نبوی اور عام وہ مساجد جو اولیاء اللہ کے مزارات کے قریب بنی ہوئی ہیں

ان مسجدوں سے زائرین کو نماز کا آرام بھی ہوتا ہے

اور وہاں نماز کی قبولیت کی بھی قوی امید ہے۔

صَوْرُوْهُ اَقِيْهِ تِلْكَ الصُّوْرَ اُولٰٓئِكَ شَرَّ اَرْخَلٰى اللّٰهُ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ ۝ وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ قَتَلَهُ
نَبِيٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدًا وَاِلٰدَيْهِ وَالصُّوْرُوْنَ وَعَالِمٌ لَّمْ يُنْتَفِعْ بِعِلْمِهِ
وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اَشْطَرُّ نَجْوٍ هُوَ مَيْسِرُ الْاَعَاجِمِ

اس میں یہ تصویریں جانتے ہیں یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں بدترین ہیں لہذا مسلم علماء کی روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سخت تر ملامت والا وہ ہو گا جو نبی کو قتل کرے یا اسے نبی قتل کریں کہ اپنے اس باپ میں سے کسی کو قتل کرے کہ اور تصویر ساز لوگ انہوں نے علم میں کے علم سے نفع حاصل نہ کیا ہونے کی روایت ہے علی سے فرماتے ہیں شریعت میں جو لوگ

۱۔ کہ یہ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ گری بھی ۲۔ جیسے یہود کہ انہوں نے حضرت ذکریا اور یحییٰ علیہم السلام بلکہ اور بہت پیغمبروں کو قتل کیا یہ بدترین مخلوق ہیں۔

۳۔ قتل فی سبیل اللہ یعنی جہاد میں وہ نبی کے مقابل آئے اور نبی کے ہاتھوں مارا جائے ورنہ جھوٹی قصاص یا باحد میں قتل کریں وہ اس حکم سے خارج ہے (مرقات) بعض صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص یا حد میں قتل کرایا ہے ان کا تو بیڑا پار لگ گیا کہ حضور کے ہاتھوں پاک ہو کر گئے۔

۴۔ ماں یا باپ یا دونوں کو ظلماً قتل کرے اگر بیٹا حاکم ہے وہ اپنے باپ کو قصاص یا حد شرعی میں قتل کرے تو وہ اس حکم سے خارج ہے۔

۵۔ اس طرح کہ نہ تو عالم اپنے علم پر عمل کرے نہ کسی سے عمل کرائے (بنا علم سینہ میں چھپا کر لے جائے علم دین اللہ رسول کی امانت ہے لوگوں تک پہنچاؤ۔)

۶۔ اگر شطرنج پر مالی مارجیت ہو تو بالا اتفاق حرام ہے ورنہ امام ابو حنیفہ قدس سرہ کے نزدیک ممنوع بعض علماء کے نزدیک جائز۔ بشرطیکہ اس کی مشغولیت

نہان سے غافل نہ کرے اور دوران کھیل کو

گالی گلوچ نہ کرے :-

وَعَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ قَالَ لَا يَلْعَبُ
بِالشَّطْرَنْجِ إِلَّا خَاطِئٌ. وَعَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ لَعِبِ الشَّطْرَنْجِ
فَقَالَ هِيَ مِنَ الْبَاطِلِ وَلَا يُحِبُّ اللَّهُ الْبَاطِلَ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ
الْحَادِثُ الْأَرْبَعَةُ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي دَارَ قَوْمٍ مِنَ
الْأَنْصَارِ وَذُو نَهْمٍ دَارَ فَشَقٍّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ
تَأْتِي دَارَ فُلَانٍ وَلَا تَأْتِي دَارَنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وآلہٖ وسلم حضرت ابن شہاب سے کہ ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا شطرنج نہ کیسے مگر معاذ اللہ! روایت
ہے انہیں سے کہ ان سے شطرنج کھینے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ باطل سے ہے اللہ باطل کو پسند
نہیں فرماتا لہٰذا ان چاروں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں بیان فرمایا! روایت ہے حضرت ابو ہریرہ
سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری قوم کے گھر تشریف لے جاتے تھے، ان
کے گھروں سے دور تھا یہ ان گھروں کو دس گز یا توبہ سے یا رسول اللہ آپ خدا کے گھر تشریف
لے جاتے ہیں اور ہمارے گھر تشریف نہیں لے جاتے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلہ یہ احادیث امام اعظم کی دلیل ہیں کہ شطرنج مطلقاً منوع ہے خواہ اس پر مال کی حاجت ہو یا نہ ہو کیونکہ صرف میں
کھیلوں کی اسلام میں اجازت ہے شطرنج بن تین کے سوا ہے حضرات صحابہ کرام نے کبھی شطرنج نہ کھیلی نہ کسی حدیث میں
اس کی اجازت دی گئی بہر حال غریب احسان بہت قوی ہے لہٰذا یعنی اللہ تعالیٰ شطرنج کو ناپسند کرتا ہے ایسے موقع پر پسند نہ فرماتے
کا مطلب ہوتا ہے ناپسند کرنا کسی نے امام مالک سے پوچھا کہ شطرنج آدمی کی گواہی قبول ہے یا نہیں تو فرمایا کہ جو ہمیشہ کھیلے اس کی
گواہی قبول نہیں آپ نے فرمایا کہ شطرنج حق نہیں اور فہم بعد الحق الا الضلال اس کی ممانعت کے متعلق اور بہت حدیث
ہیں اگر یہ احادیث ضعیف بھی ہوں تب بھی تعداد اسناد کی وجہ سے حسن ہیں کہ تعداد اسناد ضعیف حدیث کو حسن کر دیتی ہے
(مرقات) سلہ یعنی حضور انور ہمارے گھر راستہ میں چھوڑ کر دوسرے دور والے گھروں میں تشریف لے جاتے ہیں۔
کیا حضور ہم سے ناراض ہیں آپ کی ناراضی تو حق تعالیٰ کی ناراضی ہے پھر ہم کس کے ہو کر رہیں جسم سے جان آنکھ سے
نور ناراض ہو جائے تو نہ جسم کام کا نہ آنکھ کام کی

وَسَلَّمَ لَنَا فِي دَارِكُمْ كَلْبًا قَالُوا إِنَّ فِي دَارِهِمْ سَيِّئًا فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّيِّئُ سُبُعٌ رَوَاهُ الدَّائِمُ
كُتِبَ فِي كِتَابِ الطَّبِّ وَالرُّقَى الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ
أَبْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا اس لیے کہ تمہارے گھر میں کتا ہے نہ وہ بڑے ان کے گھر میں بل ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ نبی تو درندوں میں سے ہے۔ اور قطنی، دلائل اور دعاؤں کا بیان (جھاڑ پھونک،
پہلی فصل روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۔ یعنی تمہارے گھر بلا ضرورت کتا پالا ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے لہذا ہم بھی وہاں نہیں
آتے یہ انتہائی ناخوشی کا اظہار ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت
شریف فرشتوں کی سی طبیعت ہے۔

۲۔ یہ جواب عالی یا تو بطور استفہام انکاری ہے یعنی کیا بتی کتے کی طرح درندہ ہے یعنی یہ درندہ
نہیں بلکہ گھر میں چوہوں وغیرہ سے حفاظت کا ذریعہ ہے لہذا اس کا حکم کتے کا سا نہیں۔

۳۔ طب ط کے فتح سے بھی ہے کسرو سے بھی پوش سے بھی گرنے مشہور ہے اس کے معنی میں علاج و دوا
طب ط کے فتح سے اسکے معنی جادو بھی ہیں اس لیے مسکور کو مطبوع کہتے ہیں علاج کے تین ارکان ہیں۔

دفع مرض۔ حصول صحت۔ دفع اسباب مرض۔ طب جسمانی قرآن اور طب روحانی قرآن سے ہے اس
لیئے طب کے اوراق جمع فرمائے گئے رقی جمع ہے رقیۃ کی بمعنی جھاڑ پھونک نامائز یا شریکۃ الفاظ سے

دم کرنا حرام یا کفر ہے جائز دعائیں چوبہ کرنا سنت ہے۔ جس دم جھاڑ پھونک کے معانی معلوم نہ
ہوں انہیں نہ پڑھے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں اور علوم بخشے ہیں وہاں

علم طب بھی عطا فرمایا بذریعہ وحی کے بھی اور بذریعہ تجربہ وغیرہ کے بھی حضرت سلیمان علیہ السلام
پر درخت و گھاس سے پوچھا کرتے تھے کہ تجھ میں کیا تاثیر ہے اگر وہ اچھی تاثیر بتاتی تو اس کی

کاشت بھی کراتے تھے اور اس کا نام و فوائد لکھ بھی لیتے تھے معلوم ہوا کہ طب کی تدوین آپ
نے بھی کی۔ واللہ اعلم (مرقات) :

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً مَرَّوَاكُمُ الْبُخَارِيُّ
وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَاءً بِإِذْنِ اللَّهِ وَوَكَ
مُسْلِمًا وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کہ اللہ نے کوئی بیماری نہ بنائی مگر اس کے لیے شفا بھی اتنی ملے (بخاری) روایت ہے حضرت جابر
سے نقل ہے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر بیماری کی دوا ہے جب دوا بیماری تک پہنچادی جاتی
ہے تو اللہ کے حکم سے اچھا ہو جاتا ہے روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لے موت اور بڑھاپا ان کے سوا تمام امراض کی دوائیں ہیں جب اللہ کسی کو شفا دینا چاہتا ہے تو طبیب کا
دماغ اس کی دوا تک پہنچ جاتا ہے وہ طبیب کا دماغ الٹا چلتا ہے علاج غلط کرتا ہے۔ مصرع چوں
قضا آید طبیب الجہ شود۔

۳۱۱ یعنی دوا۔ بیماری دور کرنے میں موثر تو ہے مگر مستقل موثر نہیں بلکہ ارادہ الہی کے تابع ہے وہ چاہے
تو دوا کو موثر بنادے یہاں مرقات نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بیمار کی شفا نہیں چاہتا تو دوا اور
مرض کے درمیان ایک فرشتے کے ذریعہ آڑ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے دوا مرض پر واقع نہیں ہوتی جب
شفا کا ارادہ ہوتا ہے۔ تو وہ پردہ ہٹا دیا جاتا ہے جس سے دوا مرض پر واقع ہوتی ہے اور شفا ہو جاتی ہے
(مرقات) ہم نے بہت بیماروں کو دیکھا کہ دوا ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتی بعد موت ان کے منہ
سے دوا نکلتی ہے یہ ہے وہ آڑ۔

۳۱۲ احمد نے بروایت حضرت علی مرتضیٰ روایت کیا کہ ہر مرض کی دوا ہے اور گناہ کی دوا تو یہ ہے خیال
ہے کہ دفع مرض کے لیے دوا کرنا مستحب ہے مگر دفع مہوک کے لیے کھانا اور دفع پیاس کے لیے پانی پینا
فرض ہے لہذا اگر کوئی بیمار بغیر دوا کیے مر جائے تو گنہگار نہیں لیکن اگر کوئی مہوک یا پیاسا بغیر کھانے پینے
مر جائے۔ مرن برت یا مہوک بھڑک کر کے مرے تو حرام موت مرے گا۔ کیونکہ دوا سے شفا میں یقین
نہیں۔ مگر کھانے سے دفع مہوک میں اور پانی سے دفع پیاس میں یقین یا گمان اغلب ہے دوا کرنا تو کل
کے خلاف نہیں بلکہ توکل کی قسم ہے ۛ

قَالَ رُمِي سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْدِهِ بِمَشْقَصٍ ثُمَّ وَرَمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ رَأَوَا أَكَ مُسْلِمٌ. وَعَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عَرِقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ أَكَ مُسْلِمٌ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ

فرستے ہیں کہ سعد بن معاذ کی رگ حیات میں تیرا گھسا دیا تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے تیرے سے داغ دیا پھر وہ سوج گیا تو اسے دوبارہ داغ دیا اللہ وسلم نے روایت ہے کہ انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کے پاس ایک طبیب بھیجا اس نے آپ کی رگ کاٹ دی پھر اس پر داغ لگا دیا اللہ وسلم نے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے کہ اسوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرستے سنا کہ کلوخی میں موت کے سوا ہر بیماری سے شفاء ہے ۵۵

۵۵ تاکہ خون بند ہو جاوے ابھی کچھلی حدیث میں اس عمل شریف اور نمانعت کی احادیث میں مطابقت عرض کی گئی۔
۵۶ یہ واقعہ بھی اس غزوہ احزاب میں ہوا کہ حضرت سعد ابی معاذ کے رگ حیات میں تیر لگا ۵۷ یعنی ایک بار تیر گرم کر کے زخم پر داغ لگا یا مگر پھر درم آگیا تو دوبارہ تیر سے داغ لگا دیا گیا اس سے بھی داغ کا جواز ثابت ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ہر فن کا ماہر بنایا ہے کی یعنی داغ لگانا ہر شخص کا کام نہیں اس کے لیے بڑے کمال کی ضرورت ہے۔

۵۷ اس سے معلوم ہوا کہ اپریش بڑا اپریش علاج ہے زمانہ نبوی میں اس کی اصل موجود تھی چیر بھاڑ رگ کی کاٹ چھانٹ یہی اپریش کی حقیقت ہے چونکہ رگ کٹ جانے سے تمام خون نکل جانے کا اندیشہ تھا اس لیے زخم کو آگ سے جلایا گیا تاکہ خون بند ہو جاوے اب خون بند کرنے کے لیے ٹیکہ لگایا جاتا ہے ٹیکہ یہاں سے ماخوذ ہو سکتا ہے ۵۸ ہر مرض سے مراد ہر بلغمی اور رطوبت کے امراض ہیں کیونکہ کلوخی گرم اور خشک ہوتی ہے لہذا مرطوب اور سردی کی بیماریوں میں مفید ہوگی (اشعہ) ۵۹

كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ السَّامُ الْمَوْتُ وَ
الْحَبَّةُ السُّودَةُ آءُ الشُّوْنِيزُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَخِي اسْتَظَلَّ بَطْنَهُ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ
جَاءَ فَقَالَ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتَظَلَّ

ابن شہاب نے فرمایا کہ سام موت ہے اور کالا دانہ کھونجی۔ چنے عسل و سلم بناری ۱۱، روایت
ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی سے عسل عسل عسل کی خدمت
میں حاضر ہوا کہ میرے بھائی کا پیٹ پل رہا ہے عسل عسل رسول اللہ سے عسل عسل و سلم
نے فرب فرمایا کہ اُسے شہد پا دو عسل اس نے پلایا پھر آیا بولا کہ میں نے اُسے پلایا اس کے
دست برآمد ہیں۔ گئے۔

۱۱ جنت سودا زمین دواؤں کا نام ہے سیاہ زہرہ۔ رانی۔ کھونجی۔ اس شرح سے معلوم ہوا کہ یہاں کھونجی مراد ہے یہ
فرمان عالی ایسا ہے جیسے قرآن کریم کا فرمان ادبیت من کل شیء۔ یا جیسے تدریجی شئی کہ کل شئی سے
مراد عام چیز ہیں یوں ہی یہاں مراد عرب کی عام بیماریاں ہیں (مرقات) یعنی کھونجی عرب کی عام بیماریوں میں مفید
ہے خیال رہے کہ معلومیت شریف کھونجی کسی حلقہ طیب کی رائے سے استعمال کرنے چاہئیں صرف اپنی رائے
سے استعمال نہ کریں کہ ہمارے مزاج اہل عرب کے مزاج سے جدا کا رہیں۔

۱۲ یعنی دست آ رہے ہیں اردو میں بھی دست آنے کو پیٹ چلنا کہا جاتا ہے۔ وہ ہی عسل عسل استعمال ہوا۔
۱۳ ظاہر یہ ہے کہ یہاں عالم شہد مراد ہے حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ دو سفاروں کو مضبوطی سے پکڑو
شہد اللہ قرآن۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ لا علاج بیمار نبی بیوی سے اس کے ہر کا پیسہ لیکر اس سے دوا
خریدے اس میں بدش کا اپنی طاقت استعمال کرے انشاء اللہ شفا ہوگی کہ بدش کا پانی مبارک ہے من السلام
ماء صدقہ (اور بیوی کے ہر کا پیسہ برکت والا مکتوبہ حبیبہ مریضا۔ (مرقات) ۱۴

فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اسْقِهِ
عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللَّهُ وَكَذِبَ
بَطْنُ أَخِيكَ فَسَقَاهُ قَبْرًا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَنَسٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمْثَلَ

حضرت نے اُسے تین بار یہی فرمایا۔ وہ پھر کیا بوجھتی بار تو فرمایا اُسے شہد پلاؤ وہ بولا کہ میں نے اُسے پلایا مگر اُس نے پیٹ چلنا ہمارا پاتا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سچا ہے اللہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اُس نے پھر شہد پلایا تو اکرام ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین وہ چیز

۱۴ حضور انور جانتے تھے کہ اس کے بیٹ میں لیس دار بلقی فضلات جمع ہو گئے ہیں جنہیں شہد خارج کرنا ہے اس کے خارج ہو جانے کے بعد دست بند ہو جائیں گے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے روزانہ ایک بار بقرہ ضرورت شہد لانے کا حکم دیا اس لئے وقت اور مقدار کا ذکر نہ فرمایا (مرقات) جیسا مریض ویسی مقدار دوا۔

اس کا پٹ جھوٹا ہے اس شہید سے شفا حاصل نہ کرنے میں خطا کا رہے دعا مفید ہے قصور پٹ میں ہے کہ اس سے شفا حاصل نہیں کرتا یا یہ مطلب ہے کہ مجھے رب نے وحی فرمائی ہے کہ تیرے بھائی کے پٹ کو شہید سے شفا ہوگی ابھی اس کا ظہور نہ ہوناس میں پٹ کا قصور ہے رب تعالیٰ کی یہ خبر سچی ہے۔ واللہ اعلم۔

سے طب میں شہید کو دست آورنا گایا ہے مگر یہاں اس سے دست بند ہونے یا تو حضور کی برکت سے لہذا ہم لوگ دستوں میں شہید استعمال نہ کریں۔ یا اسی لئے کہ اس شخص کے دست پر ہضمی اور فاسد مادہ کے معدے میں جمع ہو جانے کی وجہ سے تھے اس فاسد مادہ کا نکال دینا ہی ضروری تھا اسلئے پہلی یمن بد میں شہید سے دست زیادہ ہوئے جب مادہ سدا نکل گیا دست ٹھہر گئے پیٹ چھوٹے ہونے کے یہ ہی معنی ہیں کہ اس میں خراب مادہ بہت جمع ہو گیا ہے بہر حال حضور کی تجویز کردہ دوا بہت حکمتوں پر مبنی ہے (راشدہ و مرقاۃ) دوسرے طبیب اپنے فن کو حضور پر قیاس نہ کریں بلکہ طب ظنی ہے حضور کی تجویز پر یقینی ہیں۔ وحی الہی سے تائید شدہ (راشدہ) ہے۔

مَا عَدَاؤِيْتُمْ بِهِ الْحَجَامَةَ وَالْقُسْطَ الْبَحْرِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تَعْدُوْا صَبِيًا كُمْ بِالْغَنَزِ مِنَ الْغُدْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

جس سے تم علاج کرنا چاہتے ہو اور قسط بحری ہے، لہذا قسط بخاری، عطاریت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اپنے بچوں کو دبانے سے تکلیف نہ دو گے ایسا نہیں ہے تم قسط اختیار
کو نہ کرو (اسلم بخاری)؛ عطاریت ہے حضرت ام قیس سے کہ فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس قسط دو قسم کا ہے قسط بحری جسے قسط اظفار بھی کہتے ہیں اظفار ایک شہر کا نام ہے اس کی طرف نسبت ہے
یہ سفید رنگ اور کم گرم ہوتا ہے دوسرا قسط ہندی یہ قسط بحری سے بہترین چیز ہے بہترین خوشبودار ہے جس کی
دھونی لی جاتی ہے اس کے نفع بہت ہیں، حیض کا خون جاری کرتی ہے ہنر پیشاب جاری کرتی ہے زہر کو دھو،
قوت شہوانی کو زیادہ معدہ کے کیڑے مارتی ہے بعض بخاروں کو دھو کرتی ہے اس کی دھونی نہ کام دور کرتی ہے
ریح کی دافع ہے اس لیے اطباء اسے بہترین دوا کہتے ہیں۔

اسے کبھی بچوں کے حلق میں گٹھیاں نکل آتی ہیں اس کے علاج کے لیے عورتیں اپنی انگلی میں دوا لگا کر حلق میں انگلی ڈال کر
دباتی ہیں جس سے بچوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے خون جاری ہو جاتا ہے میں بھی بچوں میں یہ معیبت بھگت چکا
ہوں، حضور نے اس سے منع فرمایا۔

اسے یعنی قسط بحری کو پانی میں حل کر کے مریض کے ناک میں ٹپکا دو کہ دماغ و حلق میں پہنچ جاوے اس علاج سے
اطباء حیران ہیں کیونکہ گلے کی گٹھیاں جیسے گلے آنا کہا جاتا ہے گرمی سے ہوتی ہیں اور قسط بحری بھی گرم ہے تو گرم
کو گرم کیسے دفع کر سکتا ہے مگر اکثر گلے کی گٹھیاں اس خون سے پیدا ہوتی ہیں جس پر بلغم غالب ہوا اور قسط بحری
بلغم چھا نکلنے میں اکیر ہے لہذا اس سے علاج مفید ہے۔

اسے آپ ام قیس بنت محسن اسدیہ ہیں حضرت عکاشہ کی بہن قدیم الاسلام ہیں، ہجرت سے

پہلے ایمان لائیں

آپ کو ہاجر ام قیس

کہا جاتا ہے :-

اللہ علیہ وسلم علی ما تذرہم من اولادکُن بہذا العَلَّاقِ
عَلَّیْکُن بِہَذَا الْعُودِ الْہِنْدِیِّ قَرَانَ فِیْہِ سَبْعَةُ اَشْفِیَیَّةٍ مِنْہَا
ذَاتُ الْجَنْبِ یُسْعَطُ مِنَ الْعُذَّةِ مَرَّةً وَیَلْدُ مِنْ ذَاتِ
الْجَنْبِ مُتَفَقٌ عَلَیْہِہُ . وَعَنْ عَائِشَةَ وَرَافِعِ ابْنِ خَدِیجٍ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحُمَّى مِنْ فِیْہِ جَہَنَّمُ

اللہ علیہ وسلم نے کتنے اپنی اولاد کو اسی عود آنے سے کیوں دیا تھا ہر سال اس عود ہندی کو اختیار کر دے
کر اس میں سات فضائیں ہیں ان میں سے ذات الجنب بھی ہے۔ اگلے آنے سے نوسار لی جاوے
اور ذات الجنب سے لپ کیا جاوے۔ اگلے دسٹم بخلا۔ روایت ہے حضرت عائشہ ام المومنین نے فرمایا کہ یہ عود
سے اگلے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے فرمایا کہ بخار دوزخ کی بڑک ہے۔

اسے اب لفظوں کے معنی ابھی کچھ حدیث میں عرض کیے گئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو گلے آنے پر حلق دبانے
سے منع فرمایا ہے میں علق یعنی علق ہے یعنی علقوم کی آفت ناکہانی گلے کی گٹھیاں۔
عود ہندی نام ہے قسط بکری کا جس کا ذکر ابھی ہوا بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ قسط ہندی کا نام
ہے دونوں قسط گلے آنے میں مفید ہیں۔

اسے یعنی گلے آنے میں قسط بکری کو پانی میں حل کر کے ناک میں نوسار کر دو اور پسلیوں کے درمیان اس کا پسلیوں پر
لیپ کر ذوق الجنب بڑھ تکلیف دہ بلکہ جبک مرض ہے اس میں بھی یہ دوا مفید ہے۔

اسے حضرت رافع ابن خدیج منسب صحابی ہیں جنگ احد میں آپ تیرے زخمی ہوئے تو آپ سے حضور انور
نے فرمایا کہ میں قیامت میں تمہارا گواہی دوں گا۔ اس وقت زخم بھر گیا۔ پھر عبدالملک ابن مرداس کے زمانہ
میں دوبارہ بھڑا ہو گیا۔ اور اسی سے کئی شہر میں وفات ہوئی۔ چھپاسی سال عمر پائی۔

اسے کہ جیسے دوزخ کی آگ فقط ظاہری جسم پر ہی نہ ہوگی بلکہ اندرون بدن میں بھی۔ تطلع علی الاقدار
یوں ہی بخار کی تپش دل و جگر پر بھی ہوتی
ہے۔ لہذا اس آگ کے

مشابہہ ہے۔

كَابِرُ دُهَا بِالْمَاءِ مُتَقَيِّ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّائِيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحَمَةِ وَالْمَمْلَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۖ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسْتَرَّقَ مِنَ الْعَيْنِ مُتَقَيِّ ۖ

تو سے پانی سے ٹھنڈا کر ملے (مسلم بخاری) ، روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم کرنے کی اجازت دی ، نظریہ ٹنک اور اندھیری میں سے (مسلم ، روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظریہ سے دم کرنے کا حکم دیا (مسلم بخاری) ۛ

سہ یعنی صفراوی بخار والے کو ٹھنڈا پانی بلا واسطہ غسل دیا پھر تر کر کے سر اور بعض اعضاء پر رکھو یہ عمل ہر بخار کیلئے دینیہ مگر خاص بخاروں کیلئے ہے جو ٹھنڈا اہل عرب کو ہوتا ہے ہمارے اس بھی بعض بخاروں میں اظہار مریض کے سر پر تو کھڑا بلکہ برف رکھوانے میں ہندیا عمل طبیب کے مشورہ سے کیا جائے ہمارے اس کے اکثر بخاروں میں پانی مضر ہوتا ہے احادیث پاک میں بخار والے کو سات خشکیوں سے ہٹانے کا مشورہ بھی دیا گیا ہے مگر وہ ہی بخار گرمی والے حدیث شریف میں ہے کہ مومن کا ایک شب کا بخار ایک سال کے گناہ معاف کر دیتا ہے سہ اولہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرما دیا تھا لوگ اس سے مطلقاً پرہیز کرنے لگے پھر حضور انور سے آیات قرآنیہ و عمار باثورہ اور تماسان دعاؤں سے دم کی اجازت دیدی جن میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں یہ یہ حدیث اجازت کی احادیث سے ہے ، عین نظر بدخواہ انسان کی ہویا جس کی حرکت نہ بر ملا جیسے بھڑ بھڑ سانپ نملہ تاریک دانہ جو پیسوں پر نمودار ہو کر تمام جسم پر پھیل جاتے ہیں بعض نفاس سے خسرو مراد لی ہے بعض نے اندھو میں بعض نے اس کے علاوہ اور دانہ چونکہ چھوٹی چھوٹی کے مشابہہ موتی ہے ایسے اسے نملہ کہتے ہیں سہ یعنی اجازت ہے ہندیا حدیث یا تو دم کی حماقت کی احادیث کی شرح ہے یا ان کی تاسخ یعنی وہ دم ممنوع ہے جن میں شرکانہ الفاظ ہوں قرآنی آیات اور احادیث کی دعاؤں سے دم جائز ہے ان کی تاثیر بحق ہے معلوم ہوا کہ عورتیں بھی دم کر سکتی ہیں مگر مردوں پر دم کرنا سو تو پردہ کا خیال ضروری ہے بچوں عورتوں پر دم میں آزادی ہے العین سے مراد یا آنکھ دیکھ ہے یا نظر لگنا مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں نسترقی فون سے ہے جمع منکلم علماء فرماتے ہیں کہ بد نظری سے بچنے کے لیے یہ آیت کریمہ اکسیر ہے وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ يَفْرُقُونَ فَرْقًا

بِأَنصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ (ممرات) ۛ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ تَعْنِي صُفْرَةً فَقَالَ
اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ يَهَا النَّظْرَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ
نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّقِّ لِمَاءِ آلِ عَمْرٍو
ابْنِ حَزْمٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقِيَّةٌ تُرْقِي بِهَا
مِنَ الْعُقَرَاءِ وَأَنْتَ نَهَيْتَ عَنِ الرَّقِّ فَعَرَضُوهَا عَلَيْهِ

روایت ہے حضرت ام سلمہ سے کہ نبی سے اشد میر و سلم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس
کے چہرے پر لہو چھائی تھیں یعنی زردی تھ تو فرمایا کہ اس کے بے دم کر دو کہ اسے نظر ہے بعد سلم
بخاری) و روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دم چھونک
سے منع فرمایا تو عمرو ابن حزم کے گھر والے اسے بوسے یا رسول اللہ ہمارے پاس دم
ہے جسے ہم چھو سکتے ہیں تو آپ نے جواز چھونک سے منع فرمایا تھ چنانچہ انہوں نے حضور پریش کیا

سلفہ سفید کے بہت معنی ہیں نشانی۔ طمانچہ نظر بد جہنا۔ آگ۔ تپو۔ چپڑے کی سیاہی اٹل برہنہ اسلئے یہاں یہ شرح فرمائی۔
سلفہ جن کی نظر ہے یا انسان کی علما افراتے ہیں کہ جنات کی نظر انسانی نظر سے سخت تر ہوتی ہے (اشد) مرقات نے فرمایا کہ جنات
کی نگاہ سیر تکمیل زیادہ تیز ہوتی ہے جانور و عاقلوں سے دم بھی جائز ہے اس دم پر اجرت لینا بھی درست ہے۔ (مرقات)
سلفہ عمر و ابن حزم کی کنیت ابو الضحاک ہے انصاری میں غزوہ خندق اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے
غزوہ خندق میں پندرہ سالہ تھے حضور انور نے انہیں بحران کا حاکم بنایا تھا۔ سلفہ میں آپ کی وفات ۵۲ھ
تھیں میں مدینہ منورہ میں ہوئی ان کے اہل خانہ یعنی بھائی برادر بچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔

سلفہ یعنی ہم سب لوگ بچھو وغیرہ کے کاٹے پر دم کر دیتے ہیں تو اس سے فائدہ ہوتا
ہے اگر اسے بند کر دیں تو ایک فیض بند ہو جائے گا حضور نے دعا
سنانے کا حکم
دیا

فَقَالَ مَا أَرَىٰ بِهَا بَأْسًا مِّنْ اسْتِطَاعَةٍ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَهَا خَاةٌ فَلْيَتَّقِعْهُ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَوْتِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرَىٰ فِي
فِي الْيَاهُ مَيْتَةً فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَىٰ فِي ذَلِكَ فَقَالَ إِنْ غَضُّوا
عَلَىٰ تَرَاهُمْ كَبَاسٍ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ
فَلَوْ كَانَ نَسَبِي سَابِقَ الْقَدَرِ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتَفْسَلْتُمْ

تو فرمایا کہ اس میں کوئی حرج ہم نہیں دیکھتے تم میں سے جو اپنے ہمال کو نفع پہنچا سکے وہ اُسے
نفع پہنچائے لے (مسلم) روایت ہے حضرت عوف ابن مالک اشجعی سے کہ فرماتے ہیں کہ
ہم وہ بدہایت میں دم کرتے تھے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے
مالی ہے تو فرمایا ہم پر بیش کہ حجاز چونکہ میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو لے (مسلم)
روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ نظر حق ہے لے اگر کئی چیز تقدیر
سے بڑھ سکتی ہے تو اس پر نظر بڑھ جاتی ہے لے اور جب تم دھوا گئے سب اُدھ

لے غالباً وہ عربی زبان کے الفاظ تھے اگرچہ قرآنی آیت یا دعا یا ثورہ نہ تھی مگر اس کے الفاظ شریکہ بھی نہ تھے ہم نے بعض
ورد اور زبان کے دیکھے ہیں تندر و اثر۔ آدھا سیسی کیلئے یہ دعا بڑی مفید ہے۔ کالی چڑی کھجری کالا چیل کھائے۔
اشو محمد اکھ دو کہ آدھا سیسی جائے اس دعا میں کوئی لفظ شرک و کفر یا تاہات نہیں۔ بچہ پیدا ہونے میں اگر دشواری
ہو تو یہ کوری شیکری پر لکھ کر زچہ کے سر پر لکھی جاوے سر پر چینی کر میں گھڑا۔ نکل چڑی یا نکل پڑا۔
لے آپ اعلیٰ غزوہ خیبر میں شریک ہوئے قبیلہ اشج کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا فتح مکہ کے دن آخر میں شام میں رہے لے
چتر میں وفات پائی لے اس حدیث کی بنا پر حضرت ضریقاہ فرماتے ہیں کہ عمل کی تاثیر کیلئے شیخ کو عمل سنا لینا اس
سے اہازت لے لینا مفید ہے اگرچہ اس کے معنی جانتا ہو۔ لے یعنی نظر بد کا اثر برحق ہے اس سے منظور
کو نقصان پہنچ جاتا ہے لے یعنی ان کا اثر اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ کر سکتی تو
نظر بد کر سکتی۔ کہ تقدیر میں آرام لکھا ہو مگر یہ تکلیف پہنچا دیتی مگر چونکہ کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ نہیں کر سکتی
اس لئے یہ نظر بد بھی تقدیر نہیں ٹٹ سکتی :

فَاَسْئَلُوا سَادَاكَ مُسْلِمًا ۝ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ اُسَامَةَ
ابْنِ شَرِيكٍ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ اَقْنَتَدَاوِي قَالَ نَعَمْ
يَا عِبَادَ اللَّهِ تَكَلَّوْا اِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاوِيًا اِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً
غَيْرَ دَاوِيٍّ وَاحِدٍ الْهَرَمِ سَادَاكَ اَحْمَدُ وَابْنُ رَمِيْنٍ وَابْنُ دَاوُدَ ۝

ترجمہ: دو سالہ دسلم، دوسری نفسِ رایت ہے حضرت اسامہ ابن شریک سے فرماتے ہیں کہ لوگوں
نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم دو دوا دیں تو کیا ہوں؟ اللہ کے بندو دوا کو کر کے اللہ نے نفلِ بیماری
نہیں پیدا کر اس کے لیے شفا رکھی سوا ایک بیمار، بڑھاپے کے سہ (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

سہ یعنی اگر کسی نظر سے ہوئے کو تم پر شعبہ ہو کہ تمہاری نظرا سے ملے اور وہ دفعِ نظر کیے تمہارے ہاتھ پاؤں دھو کر اپنے
پر تھپٹا کر اچا ہے تو تم براہِ نفل بلکہ فوراً اپنے یہ اعتقاد دھڑکڑا سے رہے وہ نفل لگ جائے عیب نہیں نظر تو ماں باپ
کی بھی لگ جاتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عوام میں مشہور ٹوٹکے اگر خلافِ شرع نہ ہوں تو ان کا بند
کر ضروری نہیں دیکھو نظروائے کے ہاتھ پاؤں دھو کر مسطور کو چھینٹا کر ان عرب میں مروج تھا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کو باتنی لکھا ہمارے ہاں، ٹھوڑی سی آٹے کی بھوسی میں سرخ مرہیں منظور پر سب ہار گھما کر سر
سے پازل کب بھر آگ میں ڈال دیتے ہیں اگر نظر ہوتی ہے تو بھس میں اٹھتی اور رب تعالیٰ شفا دیتا ہے۔
جیسے دواؤں میں نفل کی ضرورت نہیں تجربہ کافی ہے ایسے ہی دماؤں اور ایسے ٹوٹکوں میں نفل ضروری نہیں خلاف
شرح نہ ہوں تو درست ہیں اگرچہ ماثور، دعائیں افضل میں حضرت عثمان غنی نے ایک خوبصورت تندرست بچہ
دیکھا تو فرمایا اس کی ٹھوڑی میں سیاہی لگا دو تاکہ نظر نہ لگے حضرت ہشام ابن عروہ جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے
تو فرماتے مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ علماء فرماتے ہیں کہ بعض نظروں میں زہر ملا ہے جو اثر کرتا ہے مرنات
اس نظر کی پوری بحث تفسیر کبیر سورہ یوسف میں یا ہی لازم غلو اس باب واحد کی تفسیر میں دیکھو سہ یعنی دوا
علاج تو کل کے خلاف نہیں جیسے بھوک کا علاج غذا ہے پیاس کا علاج پانی ہے اگر دوائیں بیماریوں کا علاج
ہوں تو کیا بعید ہے اسی لیے عباد اللہ فرما کر دوا کرنے کا حکم دیا تاکہ معلوم ہو کہ دوا عبودیت کے خلاف نہیں
بڑا ہے کو بیماری اس لیے فرمایا گیا کہ بڑا ہے کے بعد موت ہے جیسے بیماری کے بعد موت ہوتی ہے نیز
بڑا ہے میں سہند ہماراں و بالینی میں۔ لطیفہ ایک بڑے آدمی نے کسی طبیب سے کہا کہ میری نگاہ موٹی
سو گئی ہے طبیب نے کہا بڑا ہے کی وجہ سے وہ بوز اونچا سینے نگاہوں جواب ملا بڑا ہے کی وجہ سے بوز کمر

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُطْعِمُهُمْ وَلَيَسِّتُفِيَهُمْ رَوَاهُ الدَّرِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الدَّرِمِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَّى سَعْدَ بْنَ زَادٍ

روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے بیماروں کو کھانے پر مجبور نہ کرو مگر انہیں اللہ تعالیٰ کھاتا ہے یہ (ترمذی ابن ماجہ) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے : روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن زہراء کو لالہ کی بیماری سے داغ دیا تھ

ٹھیکرھی ہوگئی ہے کہا بڑا ہے کیوجہ ہے آخر میں بوڑھا ہوکہ جاہل طیب سمجھے بڑا ہے کے سوا کچھ نہیں کہتا جواب دیا یہ بے وقوف غصہ بھی برصا ہے کی وجہ سے ہے۔ (مرقات)
 سہ بعض بیمار کھانے پینے سے نفرت کرتے ہیں تیمار داروں کو چاہیے کہ انہیں اس پر مجبور نہ کریں اس نہ کھانے میں ان کے لئے بہتری ہوتی ہے۔

سہ یعنی رب تعالیٰ انہیں صبر بھی دیتا ہے اور قدرتی قوت و طاقت بھی بخشتا ہے بدن کی قوت ارادہ الہی سے ہے نہ کہ محض کھانے سے۔ خیال رہے کہ یہ ہی الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے روزہ وصال کے لئے بھی ارشاد فرمائے ہیں وہاں کچھ مطلب ہی اور ہے (مرقات) وہاں حق تعالیٰ حضور کو فیہی روزی عطا فرماتا ہے بعض صوفیاء کرام نے خواب میں کوئی چیز کھائی بیدار ہونے پر شکم میرتھے اور کھانے کی خوشبو منہ سے ہاتھوں سے آتی تھی۔ اسی لئے حضور نے اپنے لئے فرمایا۔ ابعیت عند ربی یطعمنی ویسقیننی وہاں ابعیت عند ربی ہے یہاں یہ عبارت نہیں ہے اس میں یہی فرق ہے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اس قربان صوفی کو بیمار پر قیاس کرنا سخت غلطی ہے کہاں یہ مریض کہاں آقاؐ سے دو جہاں۔

سہ شوکہ ایک خاص بیماری کا نام ہے جس میں اولاً چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ پھر تمام

بدن پر سرخی چھا جاتی ہے۔ حضورؐ فرور
 نے اس کا علاج داغ
 سے کیا ہے

رَوَاكَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۚ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ
قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَّذِرَ أَوَّلِيَّ مِنْ ذَاتِ
الْجَنْبِ بِالْقِسْطِ الْبَحْرِيِّ وَالرَّيِّتِ رَوَاكَ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْهُ قَالَ
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْعَتُ الرَّيِّتَ وَالْوَرَّاسَ مِنْ ذَاتِ
الْجَنْبِ رَوَاكَ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۛ روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے ملے فرماتے
ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ذات الجنب کا قسط بھری اور زیرتوں کے
تیل سے علاج کریں گے (ترمذی) ۛ روایت ہے انیس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم ذات الجنب کے لئے تیل اندر سے بیان فرماتے تھے کہ (ترمذی) ۛ روایت ہے حضرت
ہمارے عیس سے لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے آپ مشہور صحابی ہیں انصاری ہیں خزرجی ہیں کوفہ میں رہے وہاں ہی مسجد میں وفات پائی پچاسی سال عمر ہوئی آپ
کی کنیت ابو عمرو ہے سکہ اس طرح کہ زیرتوں کے تیل میں قسط بھری ملا کر درد کی جگہ لپیپ کریں اور بیمار کو
زیرتوں کا تیل کھلائیں اسی تیل کی مالش بھی کریں حدیث شریف میں ہے کہ زیرتوں کا تیل کھاؤ اسے لگاؤ کہ یہ
مبارک درخت سے ہے اور اس میں ستر بیماریوں کی شفا ہے جن میں جذام بھی ہے اس میں بوا میر کو بھی شفا ہے
دردیکھو مرقات ترمذی وغیرہ سکہ درس یمن میں پیدا ہونے والی ایک گھاس ہے جو بیس سال تک رہ سکتی
ہے رنگ سرخ دیتی ہے ذات الجنب یعنی پسلیوں کے درد میں اس کا لپیپ مفید ہے سکہ آپ پہلے حضرت
جعفر ابن ابی طالب کے نکاح میں تھیں ان کے ساتھ ہجرت کر کے جنتہ گئیں وہاں ہی ان سے محمد عبد اللہ
عون پیدا ہوئے پھر مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئیں حضرت جعفر کی شہادت کے بعد ابو بکر صدیق سے
نکاح کیا ان سے محمد پیدا ہوئے حضرت صدیق اکبر کی وفات کے بعد حضرت علی کے نکاح میں
آئیں ان سے یحییٰ ابن علی پیدا ہوئے بڑی درجہ والی صحابیہ میں چنانچہ آپ سے حضرت عبداللہ
ابن جعفر عمر ابن خطاب - عبداللہ ابن عباس - ابو موسیٰ اشعری - عبداللہ ابن شداد جیسے صحابہ
کرام نے احادیث روایت کیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ۛ

وَسَلَّمَ سَأَلَهَا بِمَا تَسْتَمْشِينَ قَالَتْ بِالشَّرِّ قَالَ حَارٌّ حَارٌّ قَالَتْ ثُمَّ
اسْتَمْشَيْتُ بِالشَّنَاقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ شَيْئًا
كَانَ فِيهِ الشِّفَاءُ مِنْ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي الشَّنَاقِ وَاعِ الْيَرْمِينِيُّ وَ
ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الْيَرْمِينِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَنْ أَبِي
دَرْدَاءٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ أَتَزَلُ الدَّاءَ
وَالدَّاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوُوا وَلَا

دلم لے ان سے پرچا کر تم کس چیز سے جلاب یعنی ہر لعلہ بولیں شہرم سے لے لیا گرم ہے گرم ہے نزلہ
میں پھر میں نے سنار سے جلاب لیا لے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی چیز ہوتی جس میں موت
سے شفا ہوتی ہو تو سنار میں ہوتی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔
نایت ہے حضرت ابو الدرداء سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ
تعالیٰ نے بیماریاں اور دوائیں اتاری ہیں اور ہر بیماری کے لیے دوا بنائی ہے تو تم لوگ
دوا کرو اللہ

لے یہ لفظ بنا ہے مٹی سے۔ یعنی چلنا جلاب کو مٹی اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے پست چلتے ہیں یا اس سے
پینے والا آدمی بار بار چل کر پاخانہ جاتا ہے۔

لے شہرم حجاز کی خاص دوا ہے چنے کے دانوں کی طرح ہوتی ہے پکا کر اس کا پانی پینے سے
دست لگ جاتے ہیں۔

لے سنا حجاز مقدس کی مشہور دوا ہے دست آور ہے بے ضرر ہے مکہ مکرمہ کی سنا اپنی خوبوں میں
بہت مشہور ہے اسی لیے اسے سنلہ کی کہا جاتا ہے۔ صفراوی۔ سوداوی۔ یعنی مائے کودستوں کے
ذریعہ نکالنے میں بے مثال ہے سوداوی و سودوں کی دافع ہے (اشعہ) بعض روایات میں سنا۔
نیرود کی بہت تعریف آئی ہے۔

لے یعنی ہر بیماری کے لیے حلال و جائز دوا پیدا فرمائی ہے۔ جیسا کہ آئندہ عبارت سے معلوم
ہوگا ہے۔

تَدَاوٍ بِحَرَامٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ تَقَى رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنَ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو دَاوُدَ
 وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ سَلْمَى خَادِمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سلام سے دوا نہ کرو ملے (ابو داؤد) : روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث دوا سے منع فرمایا ہے (احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ) : روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے کہ

اس یعنی شراب، پیشاب وغیرہ حرام چیزوں سے دوا نہ کرو طبرانی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام میں شفا نہیں رکھی مسلم شریف میں ہے کہ حضور نے شراب کے متعلق فرمایا کہ وہ دوا نہیں نری دار ہے (بیماری) مہم سبکی فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ فیہما اثم کبیر ومنافع للناس غسوخ ہے جب جو شراب حرام کر دئے گئے تو ان کے نفع سلب ہو گئے (مرقات) فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی مرض کے متعلق حاذق طبیبوں کا اتفاق ہو جاوے کہ اس کی دوا شراب کے سوا اور کوئی نہیں تو وہ اس مریض کے لئے بقدر ضرورت حرام نہیں رہتی حلال ہو جاتی ہے پھر بھی شفا حرام میں نہ ہوئی (اشعہ) اس کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عرینہ والوں سے فرماتا ہے کہ تم اونٹنوں کا دودھ اور پیشاب پیو وہاں وحی سے پیشاب میں شفا معلوم ہوئی یہاں اجماع اطباء سے شفا معلوم ہوئی مگر اولاً تو حاذق طبیب کا ملنا مشکل ہے پھر حاذقوں کا اجماع بہت ہی مشکل۔ میں نے بعض حاذق طبیبوں سے سنا کہ شہد بہترین بدل ہے شراب کا اگر کسی مرض کے لئے اطباء شراب جمادیں اس میں شہد استعمال کرو وہ ہی قاعدہ ہوگا۔

سے غبیث سے مراد حرام یا نجس ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد برزخہ بدبودار دوائیں ہیں (مرقات) یعنی مریض کو نہایت بد مزہ بدبودار دوائیں نہ کھلاؤ کہ اس سے زیادہ بیمار ہوتے کا اندیشہ ہے خصوصاً نازک طبع لوگوں کے لئے۔

سے آپ صغیہ بنت عبد المطلب یعنی حضور کی بھوپھی کی نوٹھی ہیں حضور کے غلام ابو رافع کی بیوی صاحبہ ہیں حضرت فاطمہ زہرا کی اولاد اور حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی دایہ ہیں جلیل القدر صحابیہ ہیں رضی اللہ عنہا۔

وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا كَانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ اجْتَحِمَ
 وَلَا وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ اخْتَضِبْهُمَا رَوَاكُ أَبُودَاؤُدَ
 وَعَنْهَا قَالَتْ مَا كَانَ يَكُونُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْحَةٌ وَلَا يَكْتَبُهُ إِلَّا أَمَرَنِي أَنْ
 أَصْعَ عَلَيْهَا لِحْيَاءَ رَوَاكُ السُّرْمِ مِثْلِي وَعَنْ
 أَبِي كَبْشَةَ الْأَثْمَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَانَ يَجْتَحِمُ عَلَى هَامَتِهِ وَبَيْنَ كَتَفَيْهِ

فرماتے ہیں کہ کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سر کے درد کی شکایت نہ کرتا اگر آپ فرماتے کہ
 پچھنے لگاؤ اور نہ کوئی پاؤں کے درد کی شکایت کرتا اگر آپ فرماتے ان میں مضاب کر لے ابو داؤد
 روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہوتا زخم نہ خواشس نہ
 مگر جیسے حکم دیتے کہ میں اس پر ہندی رکھ دوں نہ وہ و تردی اذ روایت ہے حضرت ابو
 کبشہ انصاری سے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگواتے تھے اپنی کھوپڑی پر اور
 اپنے دونوں کندھوں کے درمیان نہ

لے ان حضرات کے سر کے درد زیادتی خون سے اور پاؤں کا درد گرمی سے ہوتا ہو گا معلوم ہوا کہ مرد کو پاؤں کے تلووں
 میں ہندی لگانا درست ہے جب کہ دفع گرمی کے لیے۔ یہاں خضاب سے مراد ہندی سے خضاب ہے۔
 نہ قرح سے مراد چیری یا قودغیو کا زخم ہے نہ کبک سے مراد پچانسی۔ کانٹے پتھر وغیرہ کا زخم ہے (مرقات)
 نہ تاکہ ہندی کی ٹھنڈک سے زخم کی گرمی ملے اور دواؤں اور درد میں خفت ہو۔
 نہ آپ کا نام عروا بن سعید ہے کیفیت ابو کبشہ قبیلہ انصار سے ہیں شام میں قیام رہا آپ
 سے روایات بہت کم ہیں۔

ہے یا تو ایک دم ان دونوں جگہ قصد لیتے تھے یا کبھی سر کی کبھی کندھے پر دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے :

وَهُوَ يَقُولُ مَنْ أَهْرَأَ مِنْ هَذِهِ الدِّمَاءِ فَلَا يَصُرُّكَ أَنْ
لَا يَتَدَاوِيَ بِشَيْءٍ يَشِيءُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ
وَعَنْ جَابِرِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ
عَلَى وَرْكِهِ مِنْ وَثَأٍ كَانَ بِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ
إِبْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ لَيْلَى أَسْرَى بِهِ أَنَّ لَمِيمًا عَلَى مَلَأَ مِنَ الْمَلِكِ لَيْلَى أَمْرًا

اگر آپ فرماتے تھے کہ جو کوئی ان خونوں میں سے ہاوسہ لے کر اسے سفر نہیں کر رہے کسی بیماری کے لیے کوئی
دوا نہ کرے گا (ابوداؤد، ابن ماجہ، روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
دھن پر پھینکے ہوئے اس مورچے سے جو آپ کو بھگتی تھی کہ (ابوداؤد، روایت ہے حضرت ابن
مسعود سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کے متعلق خبر دی جس میں آپ کو طالع
کرا لگئی کہ آپ فرشتوں کی کسی جماعت پر نگر کرے مگر انہوں نے عرض کیا کہ

لہ خون سے مراد خون فاسد ہے جسے اس فن کے لوگ پہچانتے ہیں یا یہ خون جس کی جسم میں موجودگی بیماریوں کا سبب ہے
(اشعور) اور اسی خون سے مراد یا تو ان مقامات کا خون ہے یا مطلقاً خون خواہ کسی عضو کا فاسد یا نافع خون ہو۔
کہ بیماریوں سے مراد وہ بیماریاں ہیں جن کا تعلق اس خون سے ہے لہذا ایشی فرماتا بالکل درست ہے۔
کہ وثاعری میں اس تکلیف کو کہتے ہیں جو کسی عضو کے گوشت پر تکلیف پہنچنے سے ہو بڑی محفوظ ہے اب مروج جانے کو
کہا جاتا ہے کہ مروج میں بھی تعلق گوشت سے ہوتا ہے بڑی غریب نہیں آتی اس لفظ کے کہنے کی بہت ترکیبیں ہیں۔
کہ یہاں امر یعنی مشورہ ہے یا معنی وجوبی حکم کیونکہ بعض بیماریوں میں قصور واجب ہو جاتی ہے اس حدیث سے دو
مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت وسیع علم بخشا جس میں علم طب بھی ہے وہ حضرات بیماریوں
اور درواؤں سے بھی واقف ہیں دوسرے یہ کہ امت پر حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہ کہ فرشتے حتیٰ کہ خدا تعالیٰ
بھی بندوں سے براہ راست کلام نہیں فرمایا نہ ان پر خود احکام فرماتا ہے جو کچھ کہتا ہے نبی کی معرفت
سے کہتا ہے خدا کا فرمان نبی کی معرفت پہنچے تو سب کے
یہ قابل عمل ہوتا ہے :

مُرَاتَمَتُكَ بِالْحَجَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَعَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ طَيْبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَفْدَةٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَائِعِ قَتْلِهَا
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَعَنْ أَلَسِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کہ آپ اپنی اسف کو پھنے کا حکم دیں سلہ (ترمذی - ابن ماجہ) اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث
حسن غریب ہے، روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن عثمان سے کہ کسی حبیب نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے مینڈک کے متعلق پوچھا ہے جسے کسی دوا میں ڈالا جائے تو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس کے قتل سے منع فرمایا سلہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ
کوئی سے اللہ علیہ وسلم

سلہ امت سے مراد ساری امت نہیں بلکہ خاص ملک کے خاص بیماریوں والے امتی مراد ہیں گرم ملک کے لوگوں کو فصد
بسیات مفید رہتی ہے لہذا اس سے یہ لازم نہیں کہ ہر مسلمان فصد کر لیا کرے بغیر فصد کے وہ مسلمان نہ ہو میں حج امت
سے مراد فصد پھنے بھری سنگی سب ہی میں بعض شامین نے اس سنگ سے مراد لی ہے۔ تو صلی یعنی آپ اپنی قوم
اہل عرب کو حکم دیں۔

سلہ یہ سوال مطلقاً مینڈک کے متعلق تھا دوا کی ہو یا خشکی کا دونوں قسم کے مینڈکوں کی تاثیریں جدا گانہ ہیں۔
سلہ فرمایا کہ مینڈک کو قتل نہ کرو۔ خواہ دوا کیلئے ہو یا کسی اور مقصد کے لئے یا بلا مقصد کے کیونکہ نہ تو یہ مہوزی
ہے نہ حلال ہے نہ لذیذ حرام۔ غیبت۔ غیر مفید مانور کا ماننا بلاوجہ ہی ماننا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مینڈک کھانا
حرام ہے لہذا یہ حدیث احناف کی دلیل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مینڈک کسی بیماری میں مفید نہیں بعض لوگ
ایک خاص قسم کے مینڈک کا تیل قوت باد کے لئے استعمال

کرتے ہیں محض غلط ہے

ومنوع ہے

يَحْتَجِمُ فِي الْاِخْدَاعَيْنِ وَالْكَاهِلِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ
زَادَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَكَانَ يَحْتَجِمُ بِسَبْعَةِ
عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاحِدًا وَعِشْرِينَ، وَعَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَحِبُّ
الْحَجَّامَةَ لِسَبْعَةِ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاحِدًا
وَعِشْرِينَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ، وَعَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اخْتَجَمَ
بِسَبْعَةِ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاحِدًا وَعِشْرِينَ

گردن اور کندھے کی رگوں میں پھنسنے لگواتے تھے سہ (ابوداؤد) اور ترمذی و ابن ماجہ نے یہ زیادہ
کی کہ آپ صلوٰۃ اللہ علیہم اور اکیس کو قصد لیتے تھے سہ : روایت ہے حضرت ابن عباس
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ اللہ علیہم یا اکیس تاریخ کو قصد لینا پسند فرماتے تھے
سہ (شرح سند) : روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے راوی فرمایا کہ جو ستروائیس - اکیس - تاریخ کو قصد لے

سہ اخذ عین گردن کی دو طرفہ رگوں کو کہتے ہیں یہ رگیں جبل وریک ہی شاخیں ہیں اور گردن میں بیٹھنے سے متصل پھنسنے لگوانا بہت سی
بیماریوں میں مفید ہے ہم لوگوں کو چاہیے کہ بغیر طبیب حاذق کے مشورہ کے پھنسنے ہرگز نہ کریں اہل عرب اور بیماری بیماریوں میں
بڑا فرق ہے سہ یعنی آپ اکثر چاندک ان طاق تاریخوں میں قصد لیتے تھے ان تاریخوں میں خون میں جوش نہیں ہوتا۔
فصد سے زیادہ خون بہ جانے کا خطرہ نہیں ہوتا تاریخوں کو بہار سے جلالت میں بڑا دخل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام
کیفیات سے واقف ہیں سہ جیسے بعض کاموں کیلئے بعض دن موزوں ہیں سفر کرنے کیلئے شنبہ و شنبہ پینچشنبہ
بہتر کتاب شروع کرنے کیلئے بدھ بہتریوں ہی قصد کے لئے یہ تاریخیں افضل ہیں۔ یہ افضلیت رب تعالیٰ
کی طرف سے ہے ہماری عقل کو اس میں دخل نہیں ہے

كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَحَدَّثَنَا كَبْشَةُ
بَنْتُ أَبِي بُكْرَةَ أَنَّ أَبَاهَا كَانَ يَنْهَى أَهْلَهُ عَنِ
الْحَجَّامَةِ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ وَيُرْعَمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ يَوْمُ
الدَّامِ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يَرْتَكُا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَعَنِ الزُّهْرِيِّ مُرْسَلًا عَنِ التَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

تو ہر بیماری سے شفا ہوگی (ابوداؤد) یہ روایت ہے حضرت کبشہ بنت ابی بکر سے کہتے
کہ ان کے والد اپنے گھروالوں کو منگل کے دن قصد سے منع کرتے تھے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کہتے ہیں کہ منگل کا دن خون کا دن ہے تھ اور اس میں ایک
ریس گھڑی ہے جس میں خون ٹھہرتا نہیں تھ (ابوداؤد) یہ روایت ہے زہری سے ارسال ابی
صلی اللہ علیہ وسلم

سہ بیماریوں سے مراد وہ ہی بیماریاں ہیں جن کا تعلق قصد سے ہے اس سے معلوم ہوا کہ دواؤں و علاجوں کے اثر کا
تعلق دنوں اور وقتوں سے بھی ہے جیسے کہ اس کا تعلق زمانوں اور مقامات سے ہے ایک دن ایک موسم میں ایک جگہ مفید
ہوتی ہے وہ ہی دوا دوسری جگہ دوسرے موسم میں مضر ٹھنڈی چیز میں گرم موسم گرم ملک میں مفید ہیں اور سرد موسم سرد
ملک میں مضر ہیں اشد میں فرمایا کہ چاند کی شروع تارخیوں میں خون میں بہت جوش ہوتا ہے اور آخری تاریخوں میں
بہت جمود و سکون لہذا درمیان جینہ قصد کے لیے تجویز ہو جب خون نہ بہت جوش میں ہو نہ بالکل سکون میں تاکہ بقدر
حاجت نکلے نہ زیادہ نکلے نہ کم جھڑی نے چاند کی حرکتوں پر سمندر کا جوار و بھارت دیکھا ہے وہ اسے بلا تامل مان لیں گے۔
سہ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں کیشہ ہے ی اور سین نے بعض میں کیشہ ہے ب اور شین سے ان کے حالات معلوم
نہ ہو سکے یہ تا بعد ہیں ان کے والد ہو برو صحابی میں سہ کہ قایل نے بابل کو منگل کے دن ہی قتل کیا اور جناب حوا کہ منگل کے
دن ہی حیض شروع ہوا گویا یہ دی خون کی ابتدا کا ہے یا اس دن میں خون جوش مارتا ہے قصد سے بہت زیادہ بہرہ و ایگا
درمقات اسے کیونکہ اس دن کی ہر گھڑی میں احتمال ہے کہ شاید یہ وہ ہی گھڑی ہو لہذا اس دن قصد لو ہی نہیں کہ اس میں
ہے سلامتی ہے اگر اس گھڑی میں قصد لی گئی تو خون ٹھہرے گا نہیں بالکل نکل جاوے گا اور اس مریض کی موت واقع ہو جانے

وَسَلَّمَ مَنْ احْتَجَمَ يَوْمَ الدَّرْبَعَاءِ وَيَوْمَ السَّبْتِ
فَأَمَّابَهُ وَضَعَهُ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ
وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ وَكَذَا اسْتَدَّ وَلَا يَصِحُّ وَعَنْهُ
مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ احْتَجَمَ أَوْ أَظْلَى يَوْمَ السَّبْتِ وَالْأَرْبَعَاءِ فَلَا
يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ فِي الْوَضْعِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَعَنْ

سے کہ جو کوئی بدھ یا ہفتہ کے دن فصدے پھر اُسے برس پہنچ جاوے تو اسے ہی کو
لامت کرے لکھ (احمد، ابو داؤد) اور ابو داؤد نے کہا کہ یہ اسناد ابھی مروی ہے مگر صحیح
نہیں ہے روایت ہے انہیں سے ارسال فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
جو کوئی ہفتہ کے دن فصدے یا لپ کرے لکھ تو سفید داغ کے بارے میں ملامت کرے
مگر اپنی ذات کو لکھ (شرح السنہ) روایت ہے

کا خطرہ ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ ہفتہ یا بدھ کے دن فصدینے سے برس پیدا ہونے کا اندیشہ ہے برس جیم کے سفید داغ کو کہتے ہیں
یہ کوڑھ کی ایک قسم ہے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے اطباء و تجربہ سے کہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحی الہی سے حضور
کا ہر فرمان برحق ہے زمانوں مکانوں۔ دنوں۔ گھنٹوں میں مختلف تاثیریں ہیں۔
۲۔ جو ہر محدثین کے نزدیک حدیث مرسل بھی حجت ہے لہذا مسند حدیث کا صحیح نہ ہونا اس کے لینے
پر گز مضر نہیں۔

۳۔ یعنی اپنے کسی عضو پر کسی دوا کا لپ کرے جیسے چوننا وغیرہ۔

۴۔ یعنی اگر کوئی شخص ہفتہ یا بدھ کے دن فصدے پھر اسے برس کی بیماری ہو جاوے تو نہ تو رب تعالیٰ کی
شکایت کرے نہ کسی اور پر ملامت کرے نہ بے عملی کا سبب بناوے بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرے کہ میری
غلطی سے یہ بیماری ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ دنوں کی تاثیریں مختلف ہیں اور پرہیز احتیاط
ضروری ہے۔

زَيْنَبِ امْرَأَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ
رَأَى فِي عُنُقِي خَيْطًا فَقَالَ مَا هَذَا فَقُلْتُ خَيْطٌ رُبِّي
بِي فِيهِ قَالَتْ فَأَخَذَهُ فَقَطَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَنْتُمْ أَل
عَبْدَ اللَّهِ لَا غَنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْهُولُ إِنَّ الرُّبِّيَّ وَالْثَمَامَ وَالْثَوَلَةَ

عبداللہ ابن مسعود کی بیوی زینب سے ہے کہ عبداللہ نے میری گردن میں دھاگہ دیکھا تو
فرمایا اسے یہ کی میں بولی کہ یہ دھاگہ ہے جس میں دم کیا گیا ہے فرماتی ہیں کہ آپ نے اسے لے کر
کوڑیا پھر فرمایا اسے عبداللہ کے گمراہ الوتم شرک سے بے نیاز ہو گئے میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ دم تعویذات اور جہاد

سہ آپ زینب بنت عبداللہ ابن مسعود میں تقفی ہیں اپنے خاوند کی طرح آپ بھی بارگاہ نبوت میں بہت
منقبول اور درجہ والی تھیں (مرقات)
سہ محدثین کی اصطلاح میں جب عبداللہ مطلقاً بولا جاوے تو اس سے مراد حضرت عبداللہ ابن مسعود
ہوتے ہیں وہ ہی یہاں مراد ہیں۔

سہ یہاں دھاگہ سے مراد گندے کا نیلا دھاگہ ہے جس پر جادوگر جادو کا دم کر کے مریض کو پہناتے ہیں
چونکہ ان کے دم میں مشرکانہ الفاظ ہوتے ہیں بتوں کا توسل وغیرہ اس لیے آپ نے اس گندے پہننے
کو شرک قرار دیا۔ لہذا حضرات صوفیاء کرام کے گندے جن میں وہ قرآنی آیات یا مانورہ دعائیں چڑھ کر دم
کر کے گرہ لگاتے ہیں بالکل جائز ہیں۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ اگر تو زینب گندے کو موثر حقیقی میں لیا جاوے تب
سے نظر بہت جاوے تو شرک ہے مگر یہ فقیر کے نزدیک قوی نہیں اولاً تو اس لیے کہ حضرات صحابہ ایسا عقیدہ
نہیں رکھ سکتے دوسرے اس لیے کہ یہ بات تو دواؤں میں بھی ہے کہ اگر حکیم کو شافی الامراض اور دوا کو شفاء
مستقل مان گے تو شرک ہے شافی اللہ ہی ہے یہ چیزیں ذریعہ شمار ہیں دوا ہو یا دعا آل عبداللہ سے
مراد حضرت ابن مسعود کے گھر والے ہیں بیوی ہیں

شِرْكٌ فَقُلْتُ لِمَ تَقُولُ هَكَذَا لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي
تَفْهِنُ وَكُنْتُ اخْتَلِفُ اِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ قَاذًا
رَقَاهَا سَكَنْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ اِنَّمَا ذَلِكَ عَمَلُ
الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْحَسُّهَا بِيَدِهِ قَاذًا رَقِي كَفَّ عَنْهَا
اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ اَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِذَا هَبَّ

شرک ہے لے تو میں نے کہا کہ آپ یہ کیوں کہتے ہیں میری آنکھ کھٹکتی تھی اور میں نکال رہی تھی اس کے
پاس آجاتی تھی تو جب وہ اُسے دم کر دیتا تھا تو مٹ جاتی تھی تب جب اللہ نے کہا
کہ یہ شیطان کا کام ہی تھا وہ آنکھ میں اپنے ہاتھ سے چھوٹا تھا پھر جب دم کیا جاتا تو مٹ جاتا
جاتا تھا تب ہمیں یہ کافی تھا کہ کہہ لیتی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے
تھے اسے

لے تولد ایک خاص جادو کا نام ہے جو زور بین کی محبت کے لئے کیا جاتا ہے لیکن اگر آیات قرآنیہ یا ماثورہ دعاؤں
سے اسی محبت کا تعویذ کیا جاوے تو بالکل جائز ہے حضرات صحابہ کرام نے دعا ماثورہ کے تعویذات بانٹے ہیں۔
سکہ یعنی میرا تجربہ ہے کہ یہ در چشم کے لئے مفید ہے اگر یہ شرک ہوتا تو اس میں یہ فائدہ کیوں ہوتا جیسے
حرام دوا میں فائدہ نہیں ایسے ہی شرک کے عمل میں اثر نہ چاہیئے سبحان اللہ کیسا باریکدعا اعتراض ہے۔
سکہ یعنی یہ بیماری نہ تھی۔ بلکہ شیطانی اثر تھا کہ وہ تمہاری آنکھوں میں انگلی چھوٹا تھا جس سے تم درد
محسوس ہوتا تھا اور اس یہود کے دم کر دینے پر وہ چھوٹا بند کر دیتا تھا جس سے تم کو آرام محسوس ہوتا
تھا اس کا یہ سارا عمل تمہارا عقیدہ بگاڑنے کے لئے تھا۔ معلوم ہوا کہ شیطان انسان کو بیمار کر سکتا ہے
قرآن کریم فرماتا ہے یتخبطه الشیطان من الامر۔ جب سانپ بچھو بلکہ زہریلی دوا میں
آدمی کو بیمار کر سکتی ہیں تو اگر شیطان بیمار کرے تو کی بعید ہے۔ یہ سب کچھ رب رب تعالیٰ
کے اذن اس کے ارادہ

سے ہے۔

الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ
اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاؤُكَ يُغَادِرُ سَقَمًا رَوَاكَ ابُو دَاوُدَ
وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ النَّشْرَةِ فَقَالَ هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
رَوَاكَ ابُو دَاوُدَ وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ

لوگوں کے رب بحیف دور کر دے اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے نہیں ہے شفا
مگر تیری شفا لے وہ شفا دے جو بیماری نہ چھوڑے (ابوداؤد) + روایت ہے حضرت جابر
سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نشرو کے متعلق پوچھا گیا کہ تو فرمایا یہ شیطان کاموں سے
ہے (ابوداؤد) + روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے کہ فرماتے ہیں

اسے یعنی حقیقی شافی الامراض تو ہی ہے جو مخلوق کو شفا بخشنے وہ تیری عطائیرے کرم سے ہے لہذا شافی الناس
تو ہی ہے اسلئے یہ دعا بہت اسنادوں سے بہت محدثین نے نقل فرمائی اور بہت ہی مجرب ہے علماء نے
اسے بہت امراض میں مفید پایا اسلئے نشرہ نون کہ بیش شین کے سکون سے ایک خاص منتر کا نام ہے جو جنوں
کے شفا کے لئے شفا کیلئے کہا جاتا ہے یہ ہادو کی ایک قسم ہے نشرہ معنی پھیلنا اس سے ہے انتشار چونکہ یہ عمل جنات
شیاطین کے پھیلنے کی بنا پر ہوتا ہے اس کو نشرہ کہا جاتا ہے اسلئے یہ عمل وہ ہے جسے جاہلیت کے لوگ اپنے
کاہنوں ساحروں کی تعلیم سے کیا کرتے تھے اس میں شرکیہ الفاظ ہیں لیکن اگر قرآنی آیات حضور کی بتائی ہوئیں لہذا
اسے عمل کیے جاویں دفع شیطان کیلئے تو جائز ہے چنانچہ احمد حاکم ابن ماجہ نے بروایت ابی ابن کعبہ نقل فرمایا
کہ ایک بدوی نے اپنے بچے کی دیوانگی کی شکایت کی تو حضور نے اس پر سورہ فاتحہ شروع بقرہ مفلحون تک
آیتہ الکرسی اور سورہ بقرہ کا آخری رکوع سورہ حشر کی آخری آیات سورہ جن کی آیت وَاِنَّ تَعَالٰی جَدْرٌ بِنَاوِ سُوْرَةٍ
بِخُلَاصٍ۔ فلق۔ ناس پڑھ کر دم فرمایا اسے فوراً ہی آرام ہو گیا۔ بعض صحابہ نے جنوں پر صرف سورہ فاتحہ
پڑھ کر دم کیا ہے یہی دن تک (مرقات)

۱۔ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں عبداللہ ابن عمرو وافر سے ہے یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ بعض نسخوں میں عبداللہ
ابن۔۔۔ بن عباس بھی آیا ہے اس نسخے میں شاید کاتب واو لکھنا بھول گیا۔ مرقات۔ (واشعہ) ۲

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا
أَبَايَ مَا أَتَيْتُ إِنْ أَنَا شَرِبْتُ زُرْيَا قًا أَوْ تَعَلَّقْتُ
تَمِيمَةً أَوْ قُلْتُ الشَّعْرَ مِنْ قَبْلِ نَفْسِي رَاوَاكَ أَبُو دَاوُدَ
وَعَنْ الْمُخَيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے سنا کہ میں نہیں پڑا کرتا ان میں سے جو کام
کروں کہ میں تریاق پیوں یا تعویذ باندھوں یا اپنی طرف سے شعر کہوں (ابوداؤد ۴۱)
ہدایت ہے حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تریاق یا دریاق ایک مرکب مجموعی ہے جسے یونانی حکیم باغیس نے لکھا اور اندر دماغس نے اس کی تکمیل کی یہ
یہ دوا نہ ہر خصوصاً سانپ کے زہر کیلئے بہت مفید ہے تریاق بہت قسم کی ہوتی ہے بعض قسموں میں سانپ کا گوشت
اور شراب شامل کی جاتی ہے یہ قسم حرام بھی ہے نجس بھی اسی ہی کا استعمال حرام ہے وہی یہاں مراد ہے جس تریاق
میں ایسی چیزیں نہ ہوں وہ حلال ہے بعض نے فرمایا کہ ہر تریاق سے بچے کہ تریاق کا استعمال کرنے والا اللہ پر توکل
نہیں رکھتا تریاق کو ہی موثر ماننا ہے (مرقات)

صلی اللہ علیہ وسلم تعویذ سے مراد زمانہ جاہلیت کے تعویذ ہیں جن میں شریکہ الفاظ ہوتے تھے ان کا بنانا استعمال کرنا سب حرام ہے۔
صلی اللہ علیہ وسلم شعر سے مراد زمانہ جاہلیت کے اشعار ہیں جن کے مضامین فحش و بے حیائی کے ہوتے تھے اپنی
طرف سے فرمانے کی قید اس لئے لگائی گئی کہ کسی اور کے بنائے ہوئے اشعار پڑھنا
یا سیکھنا برا نہیں اگرچہ اشعار برے ہوں کیوں کہ ان سے علوم میں بڑی مدد ملتی ہے آج دیوان
منہبی دیوان حماسہ وغیرہ درسی میں داخل ہیں اگرچہ ان کے مضامین گندے ہیں غرض کہ ان میں
فرانوں میں تفصیل ہے خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمد شعر کبھی نہ کہا ہاں کبھی
بغیر قصد شراب سے صلا ہوئے ہیں جیسے انا البنی لا کذب انا ابن عبد المطلب۔ ہاں پسید وغیرہ کے اشعار
سنے ہیں ان کی تعریف بھی فرمائی ہے حضور نے شعر گا کر ترنم سے کبھی نہ پڑھا اس کی بحث
ہماری تفسیر۔ دما علمناہ الشعر کی تفسیر میں ملاحظہ کرو :

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَوَىٰ أَوْ اسْتَرْقَىٰ فَقَدْ بَرَّءَ
مِنَ الشَّوْكِلِ مَا وَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ
مَاجَةَ وَ عَنْ عِيسَى بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ وَبِهِ حُمْرَةٌ فَقُلْتُ لَا تَعَلَّقُ
تَبِيْمَةً فَقَالَ نَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا

عید و سلم نے کہ جو داغ لگانے یا مجاز چھوٹ کرے وہ توکل سے دور ہو گیا نہ (احمد ترمذی
ابن ماجہ) و روایت ہے میں ابن حمزہ سے فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ ابن علیم کے پاس
گیا نہ انہیں سرخی تھی مگر تو میں نے کہا کہ آپ توبہ کیوں نہیں باندھتے تو فرمایا کہ
ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی چیز
لگا لے (بائے)

سہ یعنی اگرچہ داغ لگانا دوم کرنا جائز ہے مگر متوکلین کی شان سے بعید ہے خیال رہے کہ زمانہ جاہلیت
میں داغ اور دم کو دفع مرض کیلئے مستقل علت مانتا تھا اس لئے حضور انور نے اس کو توکل کے
خلاف قرار دیا دواؤں کے متعلق یہ عقیدہ کسی کا نہ تھا۔ اس لئے دوا خلاف توکل نہیں اسی لئے
حضور انور نے متوکلین کی صفت میں داغ نہ کرنا رقیہ نہ کرنا بیان فرمایا دوا نہ کرنے کا ذکر نہ کیا۔
سہ عیسیٰ ابن حمزہ تابعی ہیں عبد اللہ ابن علیم کی صحابیت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ وہ بھی تابعی
ہیں انہوں نے حضور کا زمانہ پایا۔ مگر زیارت نہ کی ان سے کوئی روایت منقول نہیں۔ یہاں ہجرات
نے فرمایا کہ ان کا نام عیسیٰ ابن عبد الرحمن ابن ابی یعلیٰ ہے یا عیسیٰ ابن یونس ابن اسحاق یہ عیسیٰ
بڑے متقی تھے۔ ایک سال حج کرتے تھے اور ایک سال جہاد ۱۸۷ھ ایک سو ستاسی میں وفات
پائی۔ (مرقاۃ)

سہ حمزہ وہ بیماری ہے جس میں چہرہ اور جسم پر سرخ دھبے پڑھ جاتے ہیں۔ اسے پنجابی میں قلیں کہتے ہیں
اسی بیماری میں بہت قسم کے دم کیے جاتے ہیں۔

وَكُلَّ إِلَيْهِ رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَكَثُرَ عَمْرَانُ ابْنِ
حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا رُقِيَّةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حَبَّةٍ رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَكَثُرَ
عَمْرَانُ ابْنِ حُصَيْنٍ مَاجَّةً عَنْ بُرَيْدَةَ
وَعَنْ أَلَسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا رُقِيَّةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حَبَّةٍ

تو اس کی طرف سوئپ دیا جاتا ہے (ابو داؤد) + روایت ہے عمران بن حصین سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے جھاڑ پھونک مگر نظر سے یا ٹونگ سے (ابو داؤد)
+ اسے ابن ماجہ بریدہ سے روایت کیا + روایت ہے حضرت انس
سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے جھاڑ پھونک مگر نظر
سے یا ٹونگ سے

اسلئے یعنی اگرچہ یہ کام جائز تو ہیں مگر توکل کے خلاف ہیں اس لئے ان سے بچنا بہتر ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ
حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی حکومت کا طلب گار ہو کر اسے حاصل کرے تو وہ حکومت اس کے سپرد
کر دی جاوے گی۔ اور جو مجبوراً حاکم بنا دیا جاوے تو اس کی مدد کی جاوے گی (مرقات) ہم ابھی دواؤں
اور دم میں فرق بیان کر چکے ہیں کہ دوا علاج میں توکل کیوں قائم رہتا ہے اور اس دم وغیرہ میں کیوں جانا
رہتا ہے۔

اسلئے یعنی نظر بد اور زہریلے جانوروں کے کاٹ لینے میں دم جھاڑ پھونک بہت زیادہ مفید ہے اتنی اور
بیماریوں میں مفید نہیں مطلب نہیں کہ دوسری بیماریوں میں جھاڑ پھونک جائز نہیں جیسے کہا جاتا ہے لَا فِتْنَةَ إِلَّا عَلَى
الْأَسِيفِ الْإِفْرَادِ الْفَقَارِ۔ یا یہ مطلب ہے کہ نظر بد اور زہریلے جانور سے بیمار کر دیتے ہیں اس لئے ان میں دوا کا انتظار
نہ کرو اس پر جلد جھاڑ پھونک کرو (مرقات) ورنہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت

بیماریوں میں

دم کیا ہے :

اَوْ دَمَرَوْا اَبُو دَاوُدَ ۚ وَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ وَلَدًا جَعَفَرِيًّا سِرَّ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ أَفَاسْتُرْتَنِي
لَهُمْ قَالَنَ نَعَمْ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ
لَسَبَقْتَهُ الْعَيْنُ رَأَوُا أَحْمَدَ وَالسَّيِّدِيَّ وَ

یا ہون سے ملے (بوداؤد) ۛ روایت ہے حضرت اسماء بنت عیس سے کہ انہوں نے عرض
کیا یا رسول جعفر کی اولاد کو نظر بد لگ جاتی ہے کہ تو میں ان کو دم کہہ دوں فرمایا ہاں ملے کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر
سے بڑھ جاتی ہوتی ہے تو اس پر نظر بڑھ جاتی ہے ۛ احمد و سیدی اور

ۛ یہاں خون سے مراد نکیر کا خون ہے اس میں بہت قسم کے جہاز پہونک کیے جاتے ہیں جو لوگوں میں مشہور ہیں
ۛ آپ کے حالات ابھی کچھ پہلے بیان کیے گئے۔ جب آپ نے یہ سوال کیا ہے تب آپ حضرت
جعفر طیار کی زوجہ تھیں (اشعہ الامعات) حضرت جعفر طیار کی کچھ اولاد آپ سے تھی اور کچھ اولاد دوسری
زوجہ سے ان سب کے متعلق آپ نے یہ سوال فرمایا ۛ کیونکہ یہ بچے ظاہری باطنی خوبیوں والے
ایسے لوگ انہیں تعجب کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ بچے نظر کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں نظر کا اثر
زہر سے زیادہ تیز اور سخت ہوتا ہے اس لئے یسیر فرماتا بالکل درست ہے۔

ۛ غالباً انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی نظر کا دم سیکھا ہوگا اس کی اہانت چاہ رہی ہیں جو عطا ہو گئی۔
ۛ یعنی نظر بد بڑی موثر ہوتی ہے اگر کسی چیز سے تقدیر پٹ جاتی تو نظر سے پٹ جاتی۔ خیال رہے کہ غصہ کی نظر
منظور میں ڈر پیدا کر دیتی ہے محبت کی نظر خوشی اسی طرح تعجب کی نظر بیماری پیدا کر سکتی ہے۔
رب تعالیٰ جس چیز میں چاہے تاثیر خاص پیدا فرمادے وہ قادر مطلق ہے اگر حاضر عورت دودھ
کے برتن میں ہاتھ ڈال دے تو دودھ خراب ہو جاتا ہے وہ ہی عورت پاک ہو کر ہاتھ ڈالے تو
نہیں بگڑتا۔ پھر جیسے بری نظر بد اثر پیدا کرتی ہے یوں ہی صالحین مقبولین کی رحمت کی نظر منظور میں
انقلاب پیدا کر دیتی ہے نظر بد بیماریاں پیدا کرتی ہے تو نظر خوب بیماریاں دور کرتی ہے شیطان
نے بارگاہ الہی عرض کیا انظر فی مجھے جہلت دے اگر کہتا انظرانی مجھے نظر رحمت سے دیکھ لے تو
اس کا بڑا پار ہو جاتا (مرقات) ایک شخص نے کہا کہ میں نے بڑے بڑوں
کو دکھا کسی میں کچھ نہیں ہے دوسرے نے کہا ۛ

ابن ماجة ۛ وعن الشفاء بنت عبد الله قالت
دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا حثالة
حفصة فقال ألا تعلمين هذا رقية التملكة كما
عليها الكتابة رواه أبو داود ۛ وعن أبي أمامة

(ابن ماجہ) ۛ روایت ہے شفاء بنت عبد اللہ سے کہ فرمائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لے گئے جب کہ میں حفصہ کے پاس تھی تو فرمایا کہ تم انہیں نملہ کا دم کیوں نہیں سکھاتیں
جیسے تم نے انہیں لکھنا سکھایا ہے ۛ (ابو داؤد) ۛ نہایت ہے ابو امامہ

ۛ کہ مگر کسی نے تمہیں نہ دیکھا اگر کوئی نظر والا تجھے دیکھ لیتا تو تیرا یہ حال نہ ہوتا غرض کہ نظر بڑی چیز ہے کوئی نظر خانہ خراب کر
دیتی ہے کوئی نظر خراب کو آباد کرتی ہے شعر

نظر کی جولانیاں نہ پوچھو نظر حقیقت میں وہ نظر ہے :ۛ اٹھے تو بجلی پناہ مانگے گئے تو خانہ خراب کر دے
ۛ آپ کا نام یہی ہے شفاء لقب قرشیہ عدد یہی مباہجری اولین ہیں سے ہی بڑی عالمہ عالمہ بی تقیہ اکثر حضور
صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاں دوسرے کا آرام فرماتے تھے حتیٰ کہ آپ نے حضور کیلئے ایک بستر علیحدہ رکھا تھا امرات و اشہم
ۛ نملہ باریک دانے ہوتے ہیں جو بیمار کی پسلیوں پر نمودار ہوتے ہیں جس سے مریض کو بہت سخت تکلیف ہوتی ہے اسے
تمام جسم پر چڑھتیاں ریگتی محسوس ہوتی ہیں ایسے سے نملہ کہتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ اس کا نام موتی جبرہ ہے مگر یہ
درست نہیں کہ موتی جبرہ تمام جسم پر پڑتا ہے حضرت شفا کہ معظمہ میں اس مرض کا بہترین دم کرتی تھیں آپ وہاں
اس دم کی وجہ سے مشہور تھیں اس دم کے الفاظ امرات نے یہاں بیان کیے آخری عبارت اس کی یہ ہے العروق
تشتعل و تخلص و کل شیء تفتعل غیر انہا لا تعصی ارجل یعنی دلہن جو تاپنے نصاب لگائے سرمہ لگائے سب کچھ
کرسے خاوند کی نافرمانی نہ کرے بی بی حفصہ نے حضور کا ایک راز ظاہر فرمادیا تھا اس لیے فرمایا کہ انہیں نملہ کا دم سکھاؤ جس
میں خلونہ کا اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ۛ یعنی تم نے جناب حفصہ کو لکھنا تو سکھا دیا جو عورتوں کیلئے بہترین اور نملہ کا
دم نہ سکھایا جو فائدہ مند ہے لہذا اس حدیث سے عورتوں کو لکھنے کی تعلیم دینے کی اجازت نہیں عورتوں کو لکھنے کی تعلیم
دینا مکروہ ہے خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ عورتوں کی آزادی حد سے بڑھ چکی ہے اس کی ممانعت ہر سچی حدیث میں وارد
ہے لا تعلموہا الکتابة عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ بعض شافعیین نے فرمایا کہ عوام عورتوں کو یہ تعلیم

ابن سہل بن حنیف قال رَأَى عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ سَهْلَ
ابْنِ حَنِيفٍ يَغْتَسِلُ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُكَ كَالْيَوْمِ
وَلَا جِلْدًا مُحَبَّبًا لَكَ قَالَ فَلَبِطَ سَهْلٌ فَأَتَى رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ ابْنِ حَنِيفٍ وَاللَّهِ مَا
يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَقَالَ هَلْ تَتَهَبُّونَ لَهُ

ابن سہل ابن حنیف سے ملے فرماتے ہیں کہ عامر ابن ربیعہ نے سہل ابن حنیف کو دیکھا
تھے جو نہا رہے تھے تو بڑے اشد کی قسم میں نے آج کا سادہ دیکھا نہ ایسی محفوظ
کمال سے فرماتے ہیں کہ خود اسے گر گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں ماضی دی گئی تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا حضور کو سہل ابن حنیف کے علاج میں رغبت ہے
خدا کی قسم وہ تو اپنا سر میں نہیں اٹھاتے تھے تو فرمایا کیا تم ان کے حلق رکھی پر غصہ کرتے

منوع ہے از علاج مطہرات کیلئے جائز تھی لہذا احادیث میں تعارض نہیں (امرات - اشعہ) ۛ
سکھ آپ کا نام سعد ابن سہیل ہے کنیت ابو ابراہیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے ایسے
صحابی نہیں تاہم ہیں اپنے والد سہل اور حضرت ابو سعید خدری سے روایات کرتے ہیں ہمارے سال عمر ہوئی تندرستی میں تھا
ہوئی سکھ حضرت عامر و دیگر تلوں والے صحابی ہیں ہمدان تمام غزوات میں حاضر ہوئے حضرت عمر سے پہلے اسلام لائے سکھ
میں وفات پائی اور سہل ابن حنیف انصاری تھے ہیں بظاہر تمام غزوات میں شریک رہے بعد میں حضرت علی کے ساتھ رہے کوفہ
میں سکھ اڑتے ہیں وفات ہوئی حضرت علی نے آپ کو پہلے مدینہ منورہ کا پھر فارس کا حاکم بنایا۔
سکھ نذابة بنا ہے خیال سے یعنی خیمہ پروردہ تہبۃ کنواری پروردہ نشین لڑکی کو کہتے ہیں اب بمعنی محفوظ استقبال ہوتا ہے
یہاں اسی معنی میں ہے حضرت سہل بہت خوبصورت نازک اندام تھے۔ یعنی کیسی چکنی کھال ہے
جس سے بدن کی پٹریاں چھپی ہوتی ہیں۔ جیسے دیوار پر لیس یا سیمنٹ کا پلستر اس سے کھال کی
نرمی اور تندرستی مراد ہے کہا تعجب سے جس سے نظر لگ گئی سکھ یعنی حضرت سہیل کو نظر
لگ گئی جس سے وہ بیہوش ہو گئے ۛ

أَحَدًا فَقَالُوا أَنْتَهُمْ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ فَدَا عَارِسُ
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا فَتَغَلَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ
 عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدَكُمْ أَخَاهُ إِلَّا بَرَكْتَ اغْتَسِلَ لَهُ
 فَغَسَلَ لَهُ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْقَيْهِ وَرِجْلَيْهِ
 وَأَطْرَافَ رَجُلَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِذَارِهِ فِي قَدَحٍ ثُمَّ صَبَّ
 عَلَيْهِ قَرَارًا مَعَ النَّاسِ لَيْسَ لَهُ بَأْسٌ رَوَاهُ سَعِيدٌ

ہم بولے ہم عامر بن ربیعہ پر شبہ کرتے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کو بلایا ان پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے تم نے دعا برکت کیوں نہ کی بلکہ اچھا اب ان کے لیے وضو ملے چنانچہ عامر نے ان کے لیے ہنسنے اور ہاتھ اور کھینوں اور گھٹنوں اور اپنے پاؤں کے کناٹے اور تہبند کا داخل حقیقتہً ملے ایک پیادہ وضو یا پھر اس پر ڈال گیا چنانچہ لوگوں کے ساتھ چل دیا اُسے کوئی تکلیف نہ تھی بلکہ

اسے یعنی نظر لگانا نہ لگانا خود نظروالے کے اختیار میں ہے اگر کسی پسندیدہ چیز کو دیکھ کر اشارہ اشارہ یا بارک اللہ کہہ دے تو نظر نہیں لگتی اگر ان کلمات کے بغیر ہی تعجب سے دیکھے اور تعجب کے الفاظ بولے تو نظر لگ جاتی ہے اسے یعنی اپنی نظر کا اثر دور کرنے کیلئے اپنا چہرہ اپنے ہاتھ اور کہنیاں گھٹنے پاؤں دھو کر پانی دو تاکہ ان پر چھڑکا جاوے جیسا کہ آگے آرہا ہے اسلئے تہبند کے داخل حقیقتہً میں تین احتمال ہیں یا تو خود تہبند کا پلو مراد ہے جو جسم سے متصل ہوا نظروالے کی رائے دوسری مراد ہیں یا اعضا و تناسل اسی طرح کہ اس سے استنباط بھی کرایا گیا اور پھر یہ پانی منظور پر چھڑکا گیا اسلئے یہ نظر اتارنے کا ایک ٹوٹکا ہے معلوم ہوا کہ نظر کیلئے جائز ٹوٹکے کرنا درست ہے یہاں مرقات نے نظر اتارنے کے بہت ٹوٹکے بیان فرمائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نظروالے کو اعضا بدن دھو کر دینا واجب ہے جبکہ اس سے یہ ظاہر ہو کہ ٹوٹکے یہ دفع نقصان کا ذریعہ ہے جبکہ کچا لباس کچی پانکھا کر مسجد میں آنا منع ہے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو تو یہ بھی ضروری ہے قاضی عیاض نے فرمایا کہ بعض لوگوں کی نظر بہت تیز ہوتی ہے مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہیے بلکہ ایسے لوگوں کو حاکم جمعوں میں جانے سے روک سکتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کوڑھی کو جمعوں میں جانے سے روکا تھا۔ پھر خلفائے یہ عمل جاری فرمایا۔ (مرقات) :-

شَرْحِ الشُّعْبَةِ وَمَا لَهَا فِي سِرِّهَا وَآيَتِهِ قَالَ إِنَّ الْعَيْنَ
حَتَّى تَوَضَّأَتْ فَتَوَضَّأَتْهُ وَوَعْنُ ابْنِ سَعِيدٍ
الْحَدِيثُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْحَبَابِ وَعَيْنُ الْإِنْسَانِ حَتَّى
تَزَلَّتِ الْمُعْوِذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتْ أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ
مَا سِوَاهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَ
قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(شرح سند) اسے مالک نے بھی روایت کیا اور ان کی روایت میں ہے کہ فرمایا نظر حق ہے تم
اس کے لیے وضو کرو انہوں نے وضو کیا ہے روایت سبب حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلات اور انسانوں کی نظر سے پناہ مانگتے تھے حتیٰ کہ سورۃ نمل و
ناس نازل ہوئیں تھے پھر جب یہ نازل ہوئیں تو ان کو بے یاری ان کے اسلا کو چھوڑ دیا تھے ترمذی۔
ابن ماجہ اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی ہے روایت ہے حضرت عائشہ
سے فرماتی ہیں فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ

ﷺ یعنی نظر والے کو وضو کا حکم دیا پھر وضو کا معنایہ منظور پر چھبنا مار دیا۔ خیال رہے کہ جب درواڑوں کی تاثیر میں
سہارا ہی عقل کام نہیں کرتی تو ان ٹوکوں میں کام نہ کرے گی۔ لہذا ان اعمال پر اعتراض کرنا بے جا ہے۔
ﷺ یعنی سورۃ نمل و ناس نازل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن و انس کی نظر سے بچنے کے لیے
مختلف دعائیں پڑھتے تھے۔ مثلاً اعوذ باللہ من الجبان وغیرہ یا اعوذ باللہ من عین الانسان الحاسد۔
ﷺ یعنی دیگر دعاؤں کی کثرت چھوڑ دی زیادہ تر سورۃ نمل و ناس ہی سے عمل فرمایا۔ یہ
مطلب نہیں کہ بالکل چھوڑ دیں لہذا حاجت
میں تعارض نہیں ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَى فِيكُمْ الْمُغْرَبُونَ كُنْتُ وَمَا
الْمُغْرَبُونَ قَالَ الَّذِي يَشْتَرِكُ فِيهِمُ الْجَنُّ سَرَاوَا
أَبُو دَاوُدَ وَذَكَرَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ خَيْرُ مَا تَدَاوَيْتُمْ
فِي بَابِ التَّرَجُّلِ ۝ الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُغْدَاةُ
حَوْضُ الْبَدَنِ وَالْعَرُوقُ إِلَيْهَا وَإِرَادَةُ

عید و لم نے کہ کیا تم میں مغرب کے لوگ دیکھے گئے ہیں ملے میں نے عرض کیا مغرب کیا چیز ہے فرمایا
وہ جن میں شریک ہو جائیں گے (ابو داؤد) اور حضرت ابن عباس کی حدیث غیر متداولہ میں لکھی
کرنے کے باب میں ذکر کر دی گئی ہے تیسری فصل روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے
ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اس کے
طرف آتی ہیں گئے

ملے مغرب بنا ہے تغریب سے یعنی دور کر دینا اسی لئے جلا وطن کرنے کو تغریب کہتے ہیں یہاں مراد ہے رحلت الہی سے دور۔
ملے اسی طرح کہ ان کے ماں باپ بغیر بسم اللہ صحبت کریں جسکی وجہ سے شیطان بھی صحبت میں شریک ہو جائے اس صحبت
سے جو بچہ پیدا ہو وہ شکل انسان سیرۃ شیطان ہوتا ہے اس کی نظر بہت سخت ہے ادب ہر تمیز جیسا کہ آج کل عموماً
دیکھا جا رہا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وشارکتم فی الاموال والاؤلاد ہمارے بعض بچوں کا یہ حال ہے کہ جنے گئے
سنبھالیں۔ پٹے پڑے کالج میں رہے ہو مٹھوں میں مرے ہسپتال میں۔ اللہ اس زندگی سے بچائے حدیث پاک میں ارشاد
ہوا کہ صحبت کے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان مارزقنا اس کی نفیس
بمحدث یہاں مرقات میں ملاحظہ کرو۔ بہت نفیس تحقیق کی ہے۔

ملے یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں تھی ہم نے باب الترجل میں بیان کی مناسبت کا لحاظ
رکھتے ہوئے۔

ملے حوض سے مراد وہ گڑھا ہے جس میں درخت کی بڑی قائم ہوتی ہے اس پر درخت کی بقا ہے
یوں ہی معدہ پر جسم کا بقا ہے ۛ

فَإِذَا صَحَّتِ الْمَعْدَةُ صَدَرَتْ الْعُرُوقُ بِالْمَصْحَةِ وَإِذَا
فَسَدَتْ الْمَعْدَةُ صَدَرَتْ الْعُرُوقُ بِالسَّقِيمِ وَعَنْ
عَلِيٍّ قَالَ بَيَّنَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ
لَيْلَةٍ يُصَلِّي قَوْضَعًا يَدًا عَلَى الْأَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ
فَنَادَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهِ
فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْعَقْرَبَ مَا
سَدَّ عَنْ مُصَلِّيٍّ وَلَا غَيْرَهُ أَوْ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَهُ ثُمَّ دَعَا

تو جب معدہ درست ہو تو رگیں مندرستی کے ساتھ ٹوٹتی ہیں مگر اگر جب معدہ خراب ہو تو
بیماری سے ٹوٹتی ہیں مگر روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ اس درمیان کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز پڑھ رہے تھے آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا تو بچھو
نے کاٹ یا سہ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جوتہ شریف سے اسے
ہٹا دیا کہ اسے تن کر دیا پھر جب فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ بچھوہ لعنت کرے نمازی غیر نمازی
نبی غیر نبی کسی کو نہیں چھوڑتا سہ پھر

سہ یعنی معدے سے رگیں دوسرے اعضا کی طرف اچھی رطوبتیں اور صالح غذا لیکر جاتی ہیں جس سے صحت اچھی ہوتی
ہے سہ یہ حدیث علم طب کی اصل ہے کہ اگر معدہ درست ہے تو تمام جسم درست ہے اگر معدہ خراب ہے تو
سارا جسم بیمار اس حدیث میں معدہ کو درخت کے غصے سے تشبیہ دی گئی ہے اور بدن کو درخت سے اور بدن کی
رگوں کو درخت کی ان رگوں سے جو جڑ سے چلتی ہیں اور شاخ شاخ پتے پتے ہیں جڑ کا رس پہونچاتی ہے یہی حال
ہماری روحانیت کا ہے حرام اعمال حاصل ہوتے ہیں اسی لئے رب نے فرمایا کلو اسی طیبات و املوا صالحا جنسور
فرماتے ہیں کہ جو گوشت حرام غذا سے بنے گا دوزخ کی آگ اسے جلد ملائے گی مگر حال طب نبوی بہت جامع ہے۔
سہ آپ کی بائیں ہاتھ کی انگلی شریف میں کاٹ لیا۔ جسم نبی پر زہر ڈنگ۔ تلوار اثر کر سکتی ہے یہ واردات بشریت پر
وارد ہوتی ہے سہ بعض روایات میں ہے کہ اسے مار کر فرمایا کہ بچھو موزی بچھو سے حل و حرم ہر جگہ مار دو موزی
وہ جانور ہے جو اپنے تنغ کے بغیر انسان کا نقصان کر دے کھلی جوں موزی نہیں کہ انسان کو کاٹتی ہے مگر اپنا پیٹ بھرنے کیلئے

يُمْلِحُ وَمَاءٍ فَجَعَلَهُ فِي أَنْثَاءٍ ثُمَّ جَعَلَ يُصَبُّهُ عَلَى
أَصْبَعِهِ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا
بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ
وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أُمِرْتُ سَلِّي
أَهْلًا إِلَى أُمِّ سَلْمَةَ بِقَدَاحٍ مِنْ مَاءٍ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ
الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِنْ خَضْبَةٍ
فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُمَسِّكُهُ فِي

نمک اور پانی سنگ یا پھر اسے برتن میں ڈالا پھر اسے اپنی انگلی پر ڈالنے لگے جہاں بچھوڑنے کا ہوتا
اُسے پونچھنے لگے اور اس پر نعت و ناس سے دم کرنے لگے سہ (بیہقی شعب الایمان) روایت
ہے حضرت عثمان بن عبد اللہ ابن مَوْهَب سے کہ فرماتے ہیں کہ مجھے گھروالوں نے ام سلمہ
کے پاس پانی کا پیالہ لے کر بھیجا اور جب کسی آدمی کو تھک یا کوئی شے تک جاتی تو ان کے
پاس لگن بیٹھتے تھے سہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بال نکالتیں انہوں نے حضور کا بال
مپاندی کی کہی

سہ یہ ہے دوا اور دوا کا اجتماع نمک و پانی بھر (تنبوڑی) اور بچھو وغیرہ کے کاٹے کیٹے بہت ہی مفید ہے بھیجا سے
معلوم ہوا کہ دم کرتے وقت بیماری کی جگہ پر ہاتھ پھرنا سنت ہے بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم ایسے مریض پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم فرماتے تھے سہ یہ عثمان تابعی ہیں تمیمی ہیں حضرت طلحہ ابن عبید اللہ
رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں بڑے ثقہ اور عالم ہیں سہ یعنی اہل مدینہ کو جب کوئی بیماری یا نظر بد یا کوئی اور
تکلیف ہوتی تو وہ کسی ایسے برتن میں جس کا پکڑ سے دھوئے جاتے تھے پانی بھیج دیتے۔ اور
حضرات ام المؤمنین ام سلمہ وہ عمل فرماتیں جس کا ذکر ابھی ہو رہا
ہے

جُلُجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَنَخَصَخَصَتْهُ لَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ
قَالَ فَأَكَلْتُ فِي الْجُلُجُلِ فَرَأَيْتُ شَعْرَاتِ حَمْرَاءَ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ + وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِمَاةُ جَدَّ رَأَى الْإِلَاحَ

میں رکھا ہوا تھا آپ اس کے لیے وہ بال ہلا دیتیں یہ اس سے انہوں نے پیا فرماتے ہیں میں
نے کہی میں جانا کا تو چند سرخ بال دیکھے (بخاری) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
نعلت میں عرض کیا کہ کبھی زمین کی چمک ہے یہ

سہ جہل وقت میں اس گھنگرو کو کہتے ہیں جو جنوروں کے گلوں میں ڈالے جاتے ہیں یہی مراد کی ہے کہ وہ بھی اسی شکل کی ہوتی
ہے۔ غالباً آپ وہ بال شریف مع اس کی گھرائی میں گھول دیتی تھیں۔ لوگ وہ پانی پیتے اور شفا پاتے۔
یہ بال کی یہ سرخی خضاب کی نہ تھی بلکہ وہ بال خوشبوؤں میں رکھے گئے تھے یہ رنگ اسی خوشبو کا تھا اس حدیث سے
چند فوائد حاصل ہوئے ایک یہ کہ حضرات صحابہ کرام حضور کے بال شریف برکت کیلئے اپنے گھروں میں رکھتے تھے دوسرے
یہ کہ اس بال شریف کا بہت ہی ادب و احترام کرتے تھے کہ اس کیلئے خاص کپڑے (ڈھلی) یا پونگی بناتے اس میں خوشبو بھرتے
تھے کیونکہ یہ رنگت خوشبو کی تھی نہ کہ خضاب کی تیسرے یہ کہ صحابہ کرام حضور کے بال شریف کو داغ بلا باعث شفا
مجھے تھے کہ انہیں پانی میں غسل دے کر شفا کیلئے پیتے تھے کیوں نہ ہو کہ جب یوسف علیہ السلام کی قمیص رافع
بلا ہو سکتی ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ اذہو بقمیص تو حضور زبور کے بال شریف بدرجہ اولیٰ رافع بلا ہو سکتے
ہیں۔ چوتھے یہ کہ صحابہ کرام حضور کے بال شریف کی زیارت کرنے جاتے تھے۔ جیسا کہ روایت سے معلوم ہوا
یہ کمات کا اردو ترجمہ ہے کبھی جو برسات میں بھیگی لکڑی سے چھتری کی طرح نکلتی ہے اسے سانپ کی چھتری بھی کہتے
ہیں۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ جیسے چمک انسان کے کھال کے نیچے سے مدی بلفی فضلات سے نمودار ہوتی ہے ایسے
یہ کبھی زمین کے نیچے سے نمودار ہوتی ہے یہ بھی زمین کی بیماری ہے۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمَاءُ مِنَ
الْمَيِّتِ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ
وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السَّهَمِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَخَذْتُ
ثَلَاثَةَ أَلْمُودِ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَعَصَرْتُهُنَّ وَاجْعَلْتُ
مَاءَهُنَّ فِي ثَاوُورَةٍ وَكَحَلْتُ بِهِ جَارِيَةَ عَمَّشَاءَ

تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کھجور سے ہے لہ لہ اور اس کا پانی آنکھ کے لیے
شفا ہے لہ لہ اور عجوہ جنت سے ہے اور وہ زہر سے شفا ہے لہ لہ ابو ہریرہ نے فرمایا کہ پھر
میں نے تین یا چار یا پانچ یا سات کھجوریں لیں، انہیں پھوڑا اور ان کا پانی ایک شیشی میں
ڈال لیا، ایک ضعیف البصر لہ لہ نوٹس کی آنکھ

اس یعنی جیسے بنی اسرائیل پر من اترتا بغیر مشقت نہایت لذیذ و مفید کھانا ایسے ہی یہ کھجوریں بغیر مشقت بہکول جاتی ہے
بغیر محنت و مشقت سے بہت نافع اس کی شرح پہلے گزر چکی کھجور دو قسم کی ہے ایک چھتری نما اور ایک مولی
کی طرح لمبی یہاں دوسری قسم مراد ہے۔

لہ لہ آنکھ کی گرمی دفع کرنے کیلئے صرف یہ پانی مفید ہے دوسرے چشمی امراض میں یہ پانی سرسہ میں ڈال کر یا دھو کر
دواؤں میں ملا کر مفید ہے بعض امراض میں نقصان دہ لہذا اس کا استعمال طبیب کی رائے سے کرنا چاہیے۔
غالباً اہل عرب کی آنکھ کی بیماریاں عموماً ایسی ہوتی ہوں گی جن میں یہ پانی مفید ہو مرقات اور اشعۃ اللمعات میں
ہے کہ ایک بزرگ نابینا ہو گئے تھے۔ انھوں نے اعتقاد سے یہ پانی استعمال کیا انھیں گئی ہوئی روشنی ملی
ان کا نام ابن کمال دمشق ہے۔

لہ لہ یعنی عجوہ کھجوریں جنت سے آئی ہیں اللہ کی بڑی نعمت میں اس کو صبح شام کھانے والا زہر کے اثر سے محفوظ
رہتا ہے یعنی اس پر زہر اثر نہیں کرتا اس کی شرح بھی پہلے کی جا چکی ہے وہاں مطالعہ فرماتا چاہیے۔

لہ لہ عمشاء مونث ہے امش کی امش وہ شخص ہے جو ضعیف البصر ہو۔ اس کی آنکھوں سے پانی جاری ہو
یہاں تین یا پانچ یا سات فرماتا کسی راوی کے شک سے ہے ابو ہریرہ
کی طرف سے شک نہیں ہے

فَبَرَأْتُ رَوَاةَ التِّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَعَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَعَنَ
الْعَسَلَ ثَلَاثَ غَدَاةٍ فِي كُلِّ شَهْرٍ لَمْ يُصِبهُ عَظِيمٌ
مِنَ الْبَلَاءِ ۖ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ
بِالشَّفَائِثِ الْعَسَلِ وَالْقُرْآنِ رَوَاهُمَا ابْنُ مَاجَةَ

میں اس کا سرور لگایا تاہم یہ گئی سہ (تمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔ روایت ہے انہیں
سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر مہینہ میں ہر شخص تین صبح شہد پاٹ لیا کرے
"تو اسے بڑی بلا نہ پہنچے گی" سہ روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ شفا میں اختیار کرو شہد اور قرآن سہ ان دونوں حدیثوں
کو ابن ماجہ نے

سہ ظاہر یہ ہے کہ خاص بانی ہی لگایا گیا۔ اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث تجربہ سے بھی قوی ہے حدیث کو قوت
بہت وجہ حاصل ہوتی ہے جن میں سے ایک وجہ تجربہ بھی ہے یہاں اسی کا ذکر ہے اکی تحقیق ہماری کتاب جارا الحق حصہ
دوم میں ملاحظہ کرو۔ گویا یہ حضور انور کا فرمان ہے اور ایک صحابی کا تجربہ لہذا حدیث بہت قوی ہے۔
سہ یعنی شہد کے اس طرح استعمال سے چھوٹی بیماریاں تو کیسی ہی بڑی بیماریاں بھی نہیں لگتیں احادیث میں ہے کہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ صبح کو ایک پیالہ شہد کا شربت پیا کرتے تھے شارحین کہتے ہیں کہ شہد کے شربت میں
ایسی تاثیریں ہیں جن سے بڑے بڑے اطباء بھی ناواقف ہیں یعنی بیماریوں کیلئے شہد بہت مفید ہے (اشعہ)
سہ یعنی دنیاوی و دینی بلاؤں سے شفا یا ظاہری امراض سے ظاہر و باطنی شفا شہد اور قرآن ہے ان دونوں کا
شفا جو قرآن کریم سے ثابت ہے شہد کے متعلق فرمان الہی ہے فیہ شفا للناس قرآن کریم کے متعلق فرماتا ہے
وَشَفَا مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَا وَرَجَمَ الْفُجُورِ اور فرماتا ہے وَشَفَا لِمَا فِي الصُّدُورِ یعنی بیماریوں میں شہد بھی
استعمال کرو اور قرآنی آیات بھی دم کرو۔ اگر شہد پر آیات دم کر کے کھایا جاوے تو سبحان اللہ
نور پر نور ہے

وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ وَالصَّحِيحُ أَنَّ
الْأَخِيرَ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَنْ ابْنِ كَبْشَةَ
الْأَنْمَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَبَمَ عَلَى
هَامَتِهِ مِنَ الشَّيْءِ الْمَسْمُومَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْتَبَمْتُ النَّارِ
غَيْرِ سِوِ كَذَلِكَ فِي يَأْفُوخِي قَدْ هَبَّ حُسْنُ الْحِفْظِ
حَتَّى حَتَّى كُنْتُ الْقُنُ قَاتِلَةً الْكِتَابِ فِي الصَّلَاةِ

اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور کہا صحیح یہ ہے کہ آخری حدیث حضرت ابن مسعود
پر موقوف ہے روایت ہے ابو کبشہ انمار سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
کھوپڑی پر زہریلے بجری کی دہرے سے ضد کھائی اسے مہر کہتے ہیں کہ کہ پھر میں نے بغیر زہر
کے اسی طرح اپنی کھوپڑی میں قصد کرا ل تو میرے حافظ کی مدد کی جاتی رہی حتیٰ کہ مجھے
نماز میں سدہ فاحرہ بتائی جانے لگی ۳۵

۳۵ خبر میں ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت میں حضور انور کو زہر دیا زہر بہت سخت تھا یہ گوشت بشر میں بولا ابن معمر نے
بھی کھایا وہ وہاں ہی وفات پا گئے یہ فقیر ان کی قبر انور پر حاضر ہوا ہے جو خیر میں ہے حضور نے حکم دیا تو وہ گوشت جلا کر
دفن کر دیا گیا اور حضور انور نے اس یہودیہ کو معافی دے دی یہاں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے حضور انور نے اس
زہر کا اثر دفع کرنے کے لئے قصداً -

۳۵ معمر اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی ہیں آپ کا نام معمر ابن راشد ہے کیفیت ابو عمرو ہے از دی ہیں
یس کے بڑے عالم ہیں اٹھاون سال عمر ہوئی ۳۵۵ھ ترقی میں وفات پائی تابعین میں سے ہیں دس ہزار حدیثیں
آپ کو حفظ تھیں (مرقات) ۳۵۵ اس سے مقصود ہے حافظ کی انتہائی خرابی کا بیان خیال رہے کہ حضرت معمر نے بلا
ضرورت اور بے وقت بے موقعہ سر سے بہت خون نکلوا دیا اسلئے آپ کو یہ مرض لاحق ہوا اور وہ بھی عارضی تھا پھر صحت ہو
گئی ورنہ حدیث شریف میں ہے کہ سر میں قصد لینے میں سات بیماریوں سے شفا ہے سر درد - جنون - جلازم - برص - زیادہ
نیند درود اور - آنکھ تلے اندھیرا ہو جانا مگر یہ فوائد جب میں جب ضرورت اور صحیح وقت میں قصد لے اسلئے قصد کسی قابل
طبیب کی رائے سے لینا چاہیئے ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے ۳۶

رَوَاكَ رَحْمَتُكَ وَكَفَى نَافِعٌ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ يَا نَافِعُ يَنْبَغِي لِي الدَّمُ
فَأَتَيْتِي بِحِجَامٍ وَاجْعَلْهُ شَابًا وَلَا تَجْعَلْهُ شَيْخًا وَلَا صَبِيًّا قَالَ وَقَالَ
ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْحِجَامَةُ
عَلَى الرِّئَتَيْنِ أَمْثَلُ وَهِيَ تَزِيدُ فِي الْعَقْلِ وَتَزِيدُ الْحِفْظَ
وَتَزِيدُ الْحَافِظَ حِفْظًا فَتَمَنَّ كَمَا كَانَ مُعْتَبَرًا
فَيَوْمَ الْخَمِيسِ عَلَى إِسْمِ اللَّهِ تَعَالَى وَاجْتَنِبُوا

(ذہب) طابت ہے حضرت نافع سے فرماتے ہیں فرمایا ابن عمر نے اسے نافع میرا دل کھنک ہے تو فصد
واسے کو میرے پاس لاؤ مگر جان آدمی اختیار کرنا نہ بھالنا اور نہ پھر ملے فرماتے ہیں کہ ابن عمر نے فرمایا کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ فصد نہار منہ پراپی ہے کہ وہ عقل میں اضافہ
حفظ میں زیادتی کرتی ہے اور حافظ کا حافظ بڑھاتی ہے کہ جو فصد کرنا چاہے وہ اللہ کے
نام پر مہجرات کے دن کرائے۔ اور جمعہ

۱۔ کیونکہ بڑھا اور کچھ کمزور ہوتے ہیں وہ فصد کا خون قوت سے نہیں کھینچ سکتے اس لیے جوان اور قوی آدمی
سے فصد کھلائی جاوے خیال رہے کہ بڑھے کا تجربہ زیادہ ہوتا ہے طاقت کم اور بچہ میں طاقت بھی کم تجربہ
بھی کم۔ جوان میں اگرچہ تجربہ قدرے کم ہوتا ہے مگر طاقت زیادہ اس لیے اپریشی وغیرہ کے لیے جوان طبیب
کو ڈھونڈو بڑھے کے بھی ہاتھ کانپ جاتے ہیں جس سے نشتر کہیں لگ جائے اس لیے جوان بہتر۔
۲۔ یعنی جب بھی فصد ہو تو بغیر کھائے پئے کو نہار منہ ہاسی منہ۔ ہم نے دیکھا کہ اپریشی سے پہلے مریض کو
ناقہ کراتے ہیں بلکہ کچھ گھنٹے پہلے اس کا انیمہ کر کے پیٹ صاف کر دیتے ہیں پھر اپریشی کرتے ہیں تاکہ
ہرے زخم پر پیشاب پاخا نہ ہوتے وغیرہ نہ آئے آج کل کی ڈاکٹری و طبی اصول احادیث
سے مستنبط ہیں

۳۔ نہار منہ فصد یا مطلقا فصد کے یہ فوائد ہیں۔ دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے بشرطیکہ

ضرورت استعمال

کی جاوے

الْحَجَّامَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْاَحَدِ فَاجْتَنِبُوا
يَوْمَ الْاَثْنَيْنِ وَيَوْمَ الثَّلَاثَةِ وَاجْتَنِبُوا الْحَجَّامَةَ يَوْمَ الْارْبَعَاءِ
فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي أُصِيبَ بِهِ أَيُّوبُ فِي الْبَلَاءِ وَمَا يَبْدُو جَدًّا مَرًّا
وَلَا بَرَصًا إِلَّا فِي يَوْمِ الْارْبَعَاءِ أَوْ يَلْتَمِسُ الْارْبَعَاءَ مَا كَانَ ابْنُ
مَاجَةَ وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

ﷺ - اتوار کے دن نصد سے بچو نہ پیر اور منگل کے دن نصد نہ اور بدھ کے دن
نصد سے بچو کہ یہ ہی وہ دن ہے جس میں ایوب علیہ السلام بلا میں مبتلا کیے گئے تھے اور کوڑھ
اور سفید داغ نہیں شروع ہوتے مگر یا بدھ کے دن یا بدھ کی رات میں تھے (ابن ماجہ) +
روایت ہے حضرت معقل ابن یسار سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

ﷺ کیونکہ یہ دن نصد کے لئے اچھے نہیں اللہ تعالیٰ نے بعض دنوں میں بعض خصوصیات رکھی ہیں۔
اس کی حکمتیں وہ ہی جانتا ہے ہمارے بزرگ کہتے تھے کہ آٹھ۔ اٹھارہ۔ اٹھالیس اور تین۔ تیرہ۔
تیس۔ تارنچوں میں نکاح نہ کرے یہ تارنچیں نکاح کے لئے اچھی نہیں۔ علامہ شامی نے لکھا
کہ بدھ کے دن بیمار پرسی نہ کرے کہ لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔

ﷺ ایوب علیہ السلام نے بدھ کے دن نصدی تو آپ پر بیماری مسلط ہوئی۔ یا بدھ کے دن
آپ کی بیماری کی ابتداء ہوئی معلوم ہوا کہ بدھ کا دن عتاب کا دن ہے بلکہ بعض قوموں پر
بدھ کے دن عذاب آیا۔ لہذا یہ دن کفار پر عذاب کا بھی ہے اور منحوس ہے رب تعالیٰ
بدھ کے متعلق فرماتا ہے فی یوم نخص مستعبد اس سے ثابت ہوا کہ عتاب
و عذاب کا دن دائمی منحوس ہوتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ رحمت کا دن دائمی مبارک ہو
لہذا پیر کا دن بڑا ہی مبارک ہے۔ کہ حضور انور کی ولادت کا دن ہے۔

ﷺ اس سے پتہ لگا کہ بدھ کے دن کی نحوست دائمی ہے بعض روایات

میں ہے کہ پیر کے دن ایوب علیہ السلام

کو شفا عطا ہوئی۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَجَامَةُ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ لِسَمِعَ عَشْرَةً مِنَ الشَّهْرِ
 دَوَاءٌ لِدَاءِ السَّنَةِ رَوَاهُ حَرْبُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْكِرْمَانِيُّ صَاحِبُ
 أَحْمَدَ وَلَيْسَ اسْنَادُهُ بِذَلِكَ هَكَذَا فِي الْمُنْتَقَى وَرَوَى رَزِينٌ نَحْوَهُ
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِأَبِ الْفَالِ وَالطَّيْمَةِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي

ابن عبد السلام نے کہ مہینہ کی سترہ تاریخ منگل کے دن نصد لینا سال بھر کی بیماری کی دوا
 ہے۔ اے عرب ابن اسماعیل کرمانی نے جو احمد کے ساتھیوں نے ہیں روایت کی اور اس کی سند ایسی قوی نہیں
 ہے کہ اس میں شک ہو۔ مگر یہ روایت ہے کہ قال بد قال لینے کا پہلا نصل بطریق ہے مگر

سہ یعنی اگر چاند کی سترہ تاریخ کو منگل کا دن ہو تو اس دن نصد لینا ایک سال تک متعلقہ بیماریوں کا علاج
 ہے جن احادیث میں ہے کہ منگل کے دن نصد نہ لو کہ اس میں ایک ساعت خون کی ہے کہ اس وقت کا خون
 بہا ہوا بند نہیں ہوتا اس سے وہ منگل مراد ہے جو سترہ صوی تاریخ کے علاوہ ہو لہذا احادیث میں
 تعارض نہیں یہ حدیث مختلف الفاظ سے منقول ہے۔

سہ محدثین کی اصطلاح میں بڑا ک سے مراد ہوتا ہے قوی یا صحیح۔ منتقی ابن حارود کی کتاب
 ہے۔ فن حدیث میں۔

سہ محاورہ عرب میں قال برا بھی بری شکون کو کہتے ہیں اور طیرہ عموماً بد قالی کو کہا جاتا ہے طیرہ
 یعنی طیر ہے جیسے خیرۃ اور تیرا اس کے منطقی معنی ہیں اور ثنائی اہل عرب جب کسی کام کو جاتے تو کسی
 بیٹھے ہوئے پرند سے کو اڑاتے اگر وہ اپنی طرف اڑ جاتا تو سمجھتے کہ میں کا یا بائی ہلکہ اگر بائیں طرف اڑتا
 تو کہتے کہ ناکافی ہوگی۔ پھر اس کام کو جاتے ہی نہیں اگر اوپر یا نیچے کی طرف اڑتا تو سمجھتے کہ کام
 میں دیر لگے گی رکاوٹ ہوگی۔ پھر اس کا استعمال مطلقاً قال یا بد قالی میں ہو گیا یوں ہی اگر شکاری جانور
 داپنی طرف نظر پڑتا ہے بروج کہتے اور بائیں طرف نظر آئے کو سنوح۔ بروج سے نیک قال
 لینے سنوح سے بد قال سوانع و بوارح سے ممانعت کے یہ ہی معنی ہیں۔ خیال رہے کہ نیک
 قال لینا سنت ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے امید ہے اور بد قالی لینا ممنوع کہ اس میں رب
 سے ناامیدی ہے۔ امید اچھی ہے ناامیدی بری۔ ہمیشہ رب سے امید رکھو!

هُرَيْرَةُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا طَبِئَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ قَالُوا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْحَكِيمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدَاوَةَ

ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بدغالی کہہ نہیں ملے بہترین پیر
ناں ہے لوگوں نے عرض کیا فالت کیا چیز ہے فرمایا اوجھال نظر جسے تم میں کوئی نہ سمجھتا ہو نہایت
ہے انہیں سے لڑتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مرض کا ڈر نہ گندہ ہے نہ

نہ غالباً یہاں طبر سے مراد بدغالی لینا ہے خواہ پر غصے سے ہو یا چرندہ جانور سے یا کسی اور چیز سے کیونکہ
بدغالی مطلقاً ممنوع ہے قرآن مجید میں نظیر اور طائر بمعنی بدغالی آیا ہے رب فرماتا ہے قاتلوا الذین یبغونکم
اور فرماتا ہے مال طائد کہہ معکھ مقصد یہ ہے کہ اسلام میں بدغالی کوئی فتنی نہیں کسی چیز سے
بدغالی نہ ہو۔

نہ جیسے کوئی شخص کسی کام کو جہاد ہے کسی سے آواز اٹائی اے نبیج یا اے برکت یا اے رشید یہ جاننے وال
یہ الفاظ سنکر کامیابی کا امیدوار ہو گیا یہ بالکل جائز ہے۔ بعض دکاندار صبح کو یا رزاق گشودہ کے
متلاشی یا واجد۔ مسافر لوگ یا سالم حاجی وغازی لوگ یا منصور یا مہرور اور زائر لوگ یا مقبول سن کر
خوش ہو جاتے ہیں یہ سب اسی حدیث سے ماخوذ ہے۔

نہ اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ بیمار یوں میں عقل و ہوش ہے جو بیمار کے پاس بیٹھنے سے بھی اس مریض کی بیماری
لگ جاتی ہے وہ پاس بیٹھنے والے کو جانتی پہچانتی ہے یہاں اسی عقیدے کی تردید ہے موجودہ حکیم ڈاکٹر
سات بیمار یوں کو متعدی مانتے ہیں۔ جذام۔ خارش۔ چھپک۔ موتی جبرہ منک یا بغل کی بو۔ اشوب چشم۔ و بائی
بیمار ماں اسی حدیث میں ان سب وبہوں کو دفع فرمایا گیا ہے (مرقات و اشعبہ اس معنی سے مرض کا اثر کرنا
باطل ہے مگر یہ ہو سکتا ہے کہ کسی بیمار کے پاس کی ہو متعفی ہو اور جس کے جسم میں اس بیماری کا مادہ ہو وہ اس تعفی سے نزدیک
بیمار ہو جائے اس معنی سے تعدی ہو سکتی ہے اس بنا پر فرمایا گیا کہ جذامی سے بھاگو لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں غرض کہ
عدوی یا تعدی اور چیز ہے کسی بیمار کے پاس بیٹھنے سے بیمار ہو جانا کچھ اور چیز ہے ۛ

وَلَا طِيْمَةً وَلَا كَهَامَةً وَلَا صَفْرًا وَفِيهِ مِنَ الْمَجْدِ وَمِثْلُ مَا تَقْرَأُونَ مِنَ الْأَسْكَرِ
رَأَوْا الْبُخَارَىٰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا عَدُوَّ وَلَا هَامَةً وَلَا صَفْرًا فَقَالَ أَعْمَرُ ابْنُ يَاسَرٍ رَسُولُ
اللَّهِ قَبْلَ هَٰذَا الْأَوَّلِ تَكُونُ فِي التَّمَلُّكِ لَهَا الْقِيَامَةُ قِيَامُهَا الْبَعِيرُ
الْأَجْرَبُ قِيَامُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہ پندہ نہ تو لہ نہ صفر کوئی چیز ہے نہ اور کدھمی سے ایسے جھاگے جیسے شیر سے جھاگتے ہر نہ
دعا کی روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں غزوہ بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مرض کا اثر لگ رہا ہے نہ کوئی
چیز ہے اور نہ صفر تو ایک دیہاتی نے عرض کیا یا رسول اللہ از نٹ کا کیا حال ہے کہ ریگستان میں ہرن کی طرح
ہوتا ہے پھر اس سے عدنی از نٹ کہتا ہے تو اسے خارجی کر دیتا ہے وہ رمل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

سہ اہل عرب کا خیال تھا کہ میت کی گلی پڑیاں تو بن کر جاتی ہیں اور آتوجیاں بول جادے وہیں دیر اندہ ہو جاتا ہے۔ یہ
عقیدہ غلط ہے بعض لوگ کہتے تھے کہ جس مغتول کا بدلہ نہ لیا جادے اس کی روح آتو کی شکل میں آکر لوگوں سے
کہتی ہے۔ استقو۔ استقو۔ مجھے پانی پلاؤ۔ یہ سب باطل خیالات ہیں۔

سہ صفر سے مراد یا تو ماہ صفر ہے جسے اب بھی بعض لوگ منحوس مانتے ہیں یا اس سے مراد بیٹ کا درد ہے۔
کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ بیٹ کا درد ایک سانپ ہے جو بیٹ میں رہتا ہے اس کا مڑنا کھانا بیٹ کا درد ہے۔
اس میں ان دونوں خیالات کی تردید ہے۔ مرثیات اس کی اور بہت شرحیں ہیں بعض لوگ صفر کے آخری چہار
شعبہ کو خوشیاں مناتے ہیں کہ منحوس شہر چل دیا۔ یہ بھی باطل ہے۔

سہ یہ حکم عوام کیلئے ہے جن کا عقیدہ بگڑ جانے کا خوف ہو اگر کوڑھی کے پاس پٹھنے سے اتفاقاً انہیں بھی کوڑھی
ہو جائے تو سمجھیں کہ کوڑھی اڑ کر لگ گئی ان کیلئے کوڑھی سے علیحدگی اچھی ہے خاص متوکل لوگ جن کے دلوں پر
اس سے کوئی اثر نہ پڑے ان کے لئے یہ حکم نہیں بلکہ احادیث میں تعارض نہیں۔

سہ یعنی جب بانک اوٹ ریگستان میں الگ تھک رہتا ہے ہرن کی طرح صاف سمجھتا ہے عیب ہوتا ہے۔
سہ مقصد یہ ہے کہ حضور مرض کی تعدی کا انکار فرماتے ہیں مگر تجربہ شاہد ہے کہ تعدی ہوتی ہے مرض اثر کر
لگتا ہے ہم نے اپنے اونٹوں میں اس کا مشاہدہ کیا ہے۔

فَمِنْ أَعْدَى الْأَوَّلِ رَوَاكَ الْبُخَارِيُّ : وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدُوَّ وَلَا هَامَةَ وَلَا نُوْءَ وَلَا صَفْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا عَدُوٌّ وَلَا صَفْرٌ وَلَا نُوءٌ

تو پھر پہلے اونٹ کو کس نے خدشی کو فرمایا (بخاری، روایت ہے انیس سے فرماتے ہیں نر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہودی کاڑ کر لگتا ہے نہ آؤ ہے نہ برج ہے اور نہ صفر ہے (اسلم) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہ عدو کوئی چیر ہے نہ صفر نہ نبوت۔

یعنی اگر خدش اڑ کر رہی لگتی ہے تو سب سے پہلہ خدشی اونٹ جس سے خدش کی ابتدا ہوئی اسے خدش کہاں سے لگی وہاں تو کہنا پڑے گا کہ رب کے حکم سے وہ خدشی ہوا تو آئندہ بقیہ اونٹ بھی اس کے حکم سے خدشی ہونے لگے اللہ تعالیٰ پر نظر رکھو۔ یہاں اعدی فرماتا مشاکلت کے لئے ہے۔ جیسے کما تدرین تملان یا جیسے جواد سیئہ سیئہ ورنہ فرمایا حاتم بن اخطی الکواک (مرقات)۔

سے ان تمام لفظوں کی شرح ابھی ہو چکی نور کے معنی ہیں برج اس کی جمع ہے انوار یہ برج اٹھائیں ہیں چاند کی منزلیں اہل عرب بلکہ ہندوستان کے مشرکین بھی بارش کو چاند کے اثر سے مانتے ہیں کہ چونکہ چاند فلاح برج میں پہنچا لہذا بارش ہوئی رب کا نام نہیں لیتے اس لیے یہ ارشاد ہوا کہ برج وغیرہ کوئی چیز نہیں بارش محض عطا الہی ہے۔ شعر

جب آویں برس کے تاؤ پرواد کیسی نہ بچھو اباؤ

جب بارش کا وقت آجاتا ہے تو پوری بچھی کوئی ہوا ہو بارش ہو جاتی ہے۔ یوں ہی نیک بختی بد بختی کو ستاروں کے متعلق ماننا جائز نہیں۔

۵۳ بعض لوگوں کا خیال تھا اور ہے کہ غیث لوگوں کی روحیں مرنے کے بعد سموت بنکر جنگلوں میں پھرتی ہیں اور لوگوں کو ستاتی ہیں یہاں اس کا انکار فرمایا گیا ورنہ سموت بمعنی سرکش جنات کا سموت ہے وہ انسانوں کو ستاتے بھی ہیں حدیث شریف میں ہے

اذا نزلت الفیلان ما دردا ما لا دانت جب سموت سرکشی کریں تو اذان دو حضرت ابویوب انصاری فرماتے ہیں میرے طاق میں کچھ دیر تھیں انھیں سموت کھا جاتے تھے (مرقات) قرآن کریم فرماتا ہے يتخبطه الشيطان من المس۔

شیطان اسے چھو کر دیوانہ کر دیتا ہے :

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
كَانَ فِيَّ وَقَدْ ثَقِيفَ رَجُلٌ مَجْدُوٌّ مَقَارَسَلُ الْيَمَنِ
الَّتِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ يَا بَعْنَاكَ
فَارْجِعْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مسلم: روایت ہے حضرت عمر ابی شریہ سے وہ اپنے والد نے فرمایا انہوں نے کثیف کے وفد میں
ایک کوڑھی کوئی قاتلوں کی طرف نبی سے اللہ علیہ وسلم نے کوڑھیوں کو ہم نے تجھ کو بیعت کر لیا تو لوٹ جا
ئے مسلم: دوسری فصل روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم

سے عمر ابی شریہ تابعی ہیں ان کے والد شریہ ابی سوید ثقفی صحابی ہیں حضرت موت کے رہنے والے تھے۔
مسلم یعنی حضور انور نے اسے اپنے پاس نہ بلایا۔ وہ اپنی منزل ہی میں رہا اسے معاف فرما کر بیعت نہ فرمایا بلکہ
دور سے زبانی بیعت کی خبر دے دی۔ خیال رہے کہ یہ حدیث عوام مومنین کو احتیاط کی تعلیم کے لئے ہے
اور حضور انور کا کوڑھی کو اپنے ساتھ کھلانا خواص مومنین کو توکل کی تعلیم کے لئے ہے جیسے گرگئی ہوئی
دیوار ڈوبتی ہوئی کشتی سے علیحدہ رہنا ایمان کے خلاف نہیں یوں ہی کسی بہک بیمار یا والے سے
بچنا خلاف ایمان نہیں جیسے مضر غذاؤں سے پرہیز برائیں یوں ہی مضر جھٹوں سے دور رہنا حرام نہیں
شارحین نے اور بیعت وجہیں ان احادیث کی مطابقت میں بیان فرمائی ہیں۔ اگر شوق ہو تو لمعات اور
اور اشعۃ اللمعات میں اسی ہی حدیث کی شرح ملاحظہ کرو۔ ہم نے پہلے عرض کیا کہ بعض بیمار کے اندر گرد
کی ہوا متعفن ہو جاتی ہے۔ جس شخص میں اس مرض کا مادہ موجود ہو وہ اس ہوا سے بیمار ہو جاتا
ہے۔ جس چراغ میں تیل بتی موجود ہو وہ

دوسرے چراغ سے مس کرتے ہی بجھ جاتا

اٹھتا ہے اسی لئے احتیاط

بری نہیں:

يَقَالُ وَلَا يَتَطَيَّرُ وَكَانَ يُحِبُّ الْإِسْمَ الْحَسَنَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ
السُّنَّةِ وَعَنْ قُطَيْبِ بْنِ قَبِيصَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعِيَاةُ وَالطَّرْقُ وَالطَّيْرَةُ مِنَ
الْحَبِيبِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّيْرَةُ شَيْءٌ لَئِي

اچھی قال کہہ دیتے تھے بد قال نہ کہہ دیتے تھے اور اچھا نام پسند فرماتے تھے لہذا شرح سنہ روایت
بے تعین ابن قبیصہ سے وہ اپنے والد سے راوی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عیانت اور کلمہ
پھینکنا اللہ اور پروردگار کے اڑتا ہوا میں سے ہے کلمہ (اور دائرہ) روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود
سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے فرمایا پروردگار اڑتا شرک سے ہے لہذا

سہ یعنی حضور انور اچھے مقام وغیرہ سے نیک قال کہتے کہ انہیں کسی کر دیکھ کر رحمت الہی کے امیدوار ہو
جاتے تھے۔ مگر کسی چیز سے بد فحالی نہیں کہتے تھے کہ اللہ سے ناامیدی نہیں چاہیے۔
سہ حتیٰ کہ مسلمانوں کے برے نام اچھے ناموں سے تبدیل فرمادیتے تھے کہ نام کا اثر نام والے پر
پڑتا ہے ایک شخص کا نام تھا خرن اسے فرمایا تو سہل ہے۔

سہ عیانت کی بہت شرحیں کی گئی ہیں مشہور شرح یہ ہے کہ پرندوں کے نام سے قال لینا عیانت ہے
جیسے کسی نے عقاب دیکھ کر سمجھا کہ ہم کو عتاب یعنی عذاب ہو گا غراب (کو تے) سے غربت و سفر سمجھنا
بد پر سے بدایت کا امیدوار ہونا یہ عیانت ہے۔ کلمہ پھینکنا یا ریت میں لکیریں کھینچنا قال کے
لینے یہ ہے طرق اور س کے فتح سے۔

سہ جنت سے مراد یا جادو ہے یا کھانت یا بت یا شیطان مطلب یہ ہے کہ یہ کام بت
پرستوں۔ کاسنوں۔ جادو گروں کے

سے ہیں۔

سہ شرک عملی ہے مشرکوں کا سا کام یا شرک خفی۔

قَالَ ثَلَاثًا وَمِنَّا إِلَّا وَلَئِنْ اللَّهُ يُذْهِبَهُ بِالشَّوْكَلِ رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ
يَقُولُ كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ يَقُولُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ
وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَئِنْ اللَّهُ يُذْهِبَهُ بِالشَّوْكَلِ هَذَا
عِنْدِي قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ

یہ تین بار فرمایا، اور نہیں ہے ہم سے کوئی مگر اللہ اس کو توکل سے لے جاتا ہے لہذا ابو داؤد
و ترمذی، فرمایا ترمذی نے کہ میں نے محمد بن اسماعیل کو فرماتے سنا کہ سلیمان ابن حرب اس
حدیث کے بارے میں فرماتے تھے کہ دھما مٹا الا و لکن اللہ بذہبہ بالشوکل میرے
نزدیک یہ ابن مسعود کا قول ہے لہذا روایت ہے حضرت جابر سے، کہ

لہذا کے بعد ایک عبارت پوشیدہ ہے یصل فی بالہ اور لکن سے نیا کلام ہے یہ ہتھکڑی خیر اور اس خطہ کی طرف ہے
یعنی یہ ہیں کہ ہم مسلمانوں سے جو کوئی بدکاریاں کرتا ہے۔ تو وہ فطرت و شجاعت میں پڑ جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس شہید
و خطہ کو توکل کے ذریعہ ختم فرما دیتا ہے کہ جو کوئی توکل اختیار کرے وہ ان شجاعت میں نہیں پڑتا اس مطلب کی تائید اس
حدیث سے ہوتی ہے احمد قرانی نے حضرات مجدد اللہ ابن عرب سے فر فرمایا روایت کیا کہ جیسے بدکاری اس کے
کام سے روک دے وہ مشرک ہو گیا اس کا کفار یہ ہے کہ یہ کہہ لے اللہ لا غیر الا غیرک ولا لایر الا لایرک ولا
الا غیرک اس کی کچھ بحث تیسری فصل میں آئے گی ان شاء اللہ (مرقات)

لہذا سلیمان ابن حرب اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں قاضی مکہ تھے بصرہ کے رہنے والے اپنے وقت کے
امام تھے آپ کے سبق میں چالیس ہزار طلبا ہوتے تھے ماہ صفر سنہ ۳۱۸ ایک سو چالیس میں پیدا ہوئے اور
سنہ ۳۵۸ ایک سو اٹھاون میں من حدیث سے فارغ ہوئے۔ انیس سال تک حاد ابن ربیع محدث کے ساتھ رہے
امام احمد ابن حنبل کے اساتذہ میں سے ہیں سنہ ۳۳۳ دو سو چوبیس میں وفات پائی (مرقات)

لہذا یعنی یہ عبارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی نہیں بلکہ حضرت ابن مسعود کا اپنا قول ہے حدیث تو الطیر مشرک
پر ختم ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ مَجْنُونٍ مِمَّنْ
فَوَضَعَهَا فِي الْقُصْعَةِ وَقَالَ كُلْ ثِقَةً يَا اللَّهُ وَتَوَكَّلْ
عَلَيْهِ سَأَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ۖ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَا هَامَةً
وَلَا عَذْوَى وَلَا طَيْرَةً وَإِنْ تَكُنِ الطَّيْرَةُ فِي شَيْءٍ
فَفِي الدَّارِ وَالْقَرْسِ وَالْمَرْأَةِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا، اسے پیٹال میں رکھ لیا، اور
فرمایا، کھا۔ اللہ پر بھروسہ اُسی پر توکل ہے، لے (ابن ماجہ) روایت ہے حضرت سعد
ابن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ نہ تو اُلُو کوئی
شے ہے اور نہ مرض کا اڑ کر لگنا، نہ نحوست، اگر کسی چیز میں نحوست ہو تو گھر میں
گھوٹے اور عورت میں

لے کوڑھی کو ہاتھ لگانا پھر اس کا ہاتھ اپنے پیٹال میں ڈالنا پھر اسے ساتھ کھانا تینوں کام انتہائی توکل پر ہی ہیں۔
صرف مجنون کو دیکھ کر ہی لوگوں کے دل دھڑک جاتے ہیں چہ جائے کہ اسے ساتھ کھانا اس حدیث میں توکل
کی تعلیم ہے۔ اور پچھلی حدیث کو حضور انور نے مجنون کو بیعت کیا بغیر مصافحہ کے وہاں تعلیم احتیاط تھی خیال ہے
کہ حضرات انبیاء کرام غفرت والی بیماریوں سے محفوظ ہوتے ہیں جیسے کوڑھ۔ کھجلی وغیرہ مرکباتم حضرت ایوب علیہ
السلام کو جب گویہ خاص بیماری آئی تو آپ پر تسلیع فرض نہ رہی تھی پھر اس میں گھٹکڑ ہے کہ کہ انہیں بیماری کیا تھی۔
حضرت الاسید حذری کا نام سعدان کے والد کا نام مالک ابی سنان یہ دونوں صحابی ہیں حذرہ قبیلہ
انصار کا ایک خاندان ہے اس لئے انہیں غندی کہا جاتا ہے شکستہ جو شری مہری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
بیچ ہے باہر دفن ہیں یہاں وہ ہی مراد ہیں۔ (اشعری)

سَوَاةُ أَبُو دَاوُدَ ۖ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا أَخْرَجَ لِحَاجَةٍ أَنْ يَسْمَعَ يَا سَرَّاشِدُ
يَا نَجِيحُ سَوَاةُ التِّرْمِذِيُّ ۖ وَعَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ فَإِذَا بَعَثَ عَامِلًا
سَأَلَ عَنْ اسْمِهِ فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ قَرَّخَ بِهِ وَمُرَّعَى
بَشَرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمُهُ مُرَّعَى كَرَاهِيَةً

ہوگی سہ (ابو داؤد) روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام
کے لئے روانہ ہوتے تو آپ کو یہ پسند تھا کہ میں لے لے راستہ لے لے بیچ، سہ (ترمذی)
روایت ہے حضرت بریدہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض چیزوں سے فال لیتے تھے
چنانچہ آپ جب کسی کو عامل بنا کر بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے، اگر اس کا نام آپ کے پسند آتا تو
اس سے خوش ہوتے، سہ اور اس کی خوشی آپ کے چہرے میں دیکھی جاتی، اور اگر اس کا نام ناپسند آتا

سہ حدیث میں اس عبارت کے چند مطلب بیان فرمائے ایک یہ کہ قیرہ سے مراد خواست ہے۔ اور مطلب یہ ہے
کہ اگر کسی چیز میں خواست ہوتی تو ان میں چیز میں ہوتی لیکن ان میں تو ہے نہیں جیسا کسی شے میں نہیں دوسرے یہ کہ
اگر خواست ہو تو ان میں ہوگی مگر یقین نہیں لہذا ان میں سے کسی چیز کو یقین سے مخوس نہ ہا تو تیسرے یہ کہ یہاں
قیرہ سے مراد ناپسندیدگی ہے یعنی میں چیزیں کہیں دل کو ناپسند ہوتی ہیں خواست مراد نہیں (مرقات) چوتھے یہ کہ عورت کی خواست
اس کا بائبر ہونا خاوند کا افرمان ہونا گھر میں لڑائی رکھنا ہے گھر سے کی خواست اس کا اڑیل ہونا سرکش ہونا ہے کہ مالک کو
سواری نہ دے یوں ہی گھر کی خواست یہ ہے کہ مسجد سے دور ہو قیراں آذان کی آواز نہ آتی ہو۔ اور نہ وہاں ذکر اللہ سوتا
ہو (مرقات و شہد) اس صورت میں حدیث بالکل غلط ہے۔ سہ (شہد کے معنی ہیں ہدایت یافتہ اور نیچ کے معنی ہیں کامیاب کسی
کام کو جاتے وقت یہ الفاؤ سننا اس نے پسند تھا کہ ان سے اللہ کے فضل و کامیابی کی امید ہو جاتی ہے معلوم ہوا کہ نیک فال لینا
بالکل جائز ہے سہ اس لئے علما فرماتے اپنی اولاد کے نام مجھے رکھو نام کا شر نام واسے پر پرتا ہے۔ بڑے نام دئے کو ملک اپنے
پاس نہیں بیٹھنے دیتے اچھے نام واسے کے کام بھی انشاء اللہ اچھے ہوتے ہیں۔

ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عَنْ أَمَمِهَا
فَإِنْ أَعْجَبَهُ أَمَمُهَا فَرَحَّ بِهِ وَرَأَى بُشْرَ ذَلِكَ فِي
وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ أَمَمَهَا رَأَى كَرَاهِيَةً ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ
رَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي دَائِرٍ كُنَّا فِيهَا عِدَّةُ نَفْسٍ
وَأَمْوَالِنَا فَتَحَقَّقْنَا إِلَى دَائِرٍ قُلْنَا فِيهَا عِدَّةُ نَفْسٍ

تو اس کی ناپسندیدگی آپ کے چہرے میں دیکھی جاتی تھی اور جب کسی سستی میں جاتے تو اس کا نام
پوچھتے، تو اگر اس کا نام پسند فرماتے تو اس سے خوش ہوتے، اور اس کی خوشی آپ کے چہرہ پر نمودار
میں دیکھی جاتی، اور اگر اس کا نام ناپسند فرماتے، تو آپ کے چہرہ میں اس کی ناپسندیدگی محسوس ہوتی
(ابوداؤد) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ ہم
ایک گھر میں تھے جس میں ہمارے تعداد اور ہمارے مال زیادہ ہو گئے۔ پھر ہم دوسرے
گھر میں منتقل ہو گئے، جس میں ہماری تعداد

اس میں حضور پرے ناموں کو بہت ناپسند فرماتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ
بوللا جبرہ (راکھو) کہا کس کا بیٹا ہے شہاب (کاشعلہ) کہا تو کہاں رہتا ہے بولا طوف میں رہتا (کہا کس علم میں بولا بقرۃ النہار میں
(کہا کادائرہ) فرمایا کس طرف بولا ذات غلی میں۔ آپ نے فرمایا تو اپنا گھر مبارک دیکھ جل چکا ہے۔ دیکھا تو واقعی گھر اور گھر والے
جل چکے تھے، عرب کہتے ہیں الاسماء من اسماء انہم سے تعلق رکھتے ہیں (مرقات) اہل عرب اپنے بیٹوں کا نام رکھتے تھے
اسود (شیر) دُوب (بھیرلا) کلب (کٹا) اور اپنے غلاموں کے نام رکھتے تھے لاسد بھیج۔ اور کہتے تھے کہ ہمارے غلام ہماری خدمت
کے لئے ہیں، اور ہمارے بیٹے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے (مرقات) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں غلاموں کے نام اچھے نہ رکھو
اس ہمارے باں پنجاب میں بعض دیہات کے نام ہیں نور پور، مدینہ، جمپور، ایسے نام بڑے مبارک ہیں بعض بستیوں
کے نام ہیں شیطانہ، خونی چک وغیرہ یہ نام اچھے نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستیوں کے برے نام بھی ناپسند
فرماتے تھے۔

وَأَمَّا النَّاسُ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُّوْهَا ذَمِيمَةٌ رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِحْدِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
مَنْ سَمِعَ فَرَوَةَ بْنَ مُسَيْبٍ يَقُولُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
عِنْدَنَا أَرْضٌ يُقَالُ لَهَا أَبَيْنٌ وَهِيَ أَرْضٌ رِيفِيَّةٌ
وَمِيزْتُنَا وَإِنْ وَبَاؤُهَا شَدِيدٌ فَقَالَ

وہاں گھٹ گئی تو فرمایا اسے برا کر کے چھوڑ دو سہ (ابوداؤد) روایت ہے یحییٰ ابن عبد اللہ
بن بحیر سے، فرماتے ہیں کہ مجھے اُس نے خبر دی جس نے فروہ ابن کو کہتے سنا، سہ
کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے پاس ایک زمین ہے جسے ابن کہا جاتا ہے
اور وہ ہماری باغ اور کھیتی کی زمین ہے لہٰذا اس کی وبا بہت سخت ہے، تو فرمایا

اسے اس فرمان عالی کی بہت محنتیں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر یہ لوگ اس زمین میں رہتے تو ہر وقت ان کے
دلوں میں دوسو سہ آتے دلوں کو سکون دینے میں ہوتا یہ معلوم کب کیا مصیبت آجائے گی اگر اس زمین کا چھوڑنا ان لوگوں
کے سکون قلبی کا ذریعہ تھا۔ میں سے انہیں عبادت میں لگت ہو سکتی تھی ابن عبد اللہ مسلمان کے باشندے ہیں۔
ان سے حضرت معمر نے احادیث روایت کیں اور فروہ ابن مسیب صحابی ہیں مسیب تصغیر سے مسیب کی آپ سرائی
خطیبی ہیں اہل یمن سے ہیں حضور کی خدمت میں سلسلہ ہجری میں آئے ایمان لائے صدقاروی ہیں کو وہ رہے اپنی
قوم کے سردار بڑے اعلیٰ درجہ کے شاعر ہیں۔

اس کے ابن بر وزن افضل ایک شخص کا نام ہے جس نے شہر مدنی آباد کیا اس لئے اسے مدینہ کہا جاتا ہے یمن کے
علاقہ میں ایک شخص کا نام بھی ایسے ہے جو دریا کے قریب ہے۔ ایک شہر کا نام بھی ایسے ہے عمرنگہ ابن بہت
پہیزوں کے نام ہیں جسے ہمارے ہاں پنجاب میں بہاول ایک شخص کا نام تھا۔ اب بہاول پور بہاول نگر شہروں کے نام
ہیں اور بہاول بخش بہاول خان آدمیوں کے نام ہیں۔ لگے یعنی وہ زمین بہت ہی ذریعہ ہے۔ اس کے کچھ حصہ میں باغ
ہے اور کچھ حصہ میں کھیت یہاں کی سیرا وارد ورجاتی ہے یا اس میں باغ ہے اور باغ کے درمیان کھیت جیسا کہ اب
بھی مدینہ منورہ میں دیکھا جاتا ہے۔

دَعُهَا عَنْكَ فَإِنَّ مِنَ الْقُرْبِ التَّكَلُّفُ سَأَاةُ أَبُودَاوُدَ
 الْفَصْلُ الثَّالِثُ - عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ذُكِرَتْ
 الظِّيرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
 أَحْسَنُهَا الْفَالُ وَلَا تُرَدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا سَأَى أَحَدُكُمْ
 مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي

اُسے اپنے سے جدا کر دو، کیونکہ قرب سے ہلاکت ہے اٹھ (ابوداؤد) تیسری فصل روایت
 ہے حضرت عروہ بن عامر سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
 شگون کا ذکر کیا گیا اٹھ تو فرمایا اُن میں ابھی فال ہے، اور کسی مسلمان کو نہ لوٹائے
 تو جب تم میں سے کوئی وہ دیکھے جسے ناپسند کرتا ہو تو کہہ دے، الہی بھلائیوں

اٹھ قرب کے معنی ہیں قرب یعنی نزدیک ہونا یعنی ایسی وبائی زمین میں رہنا ہلاکت کا سبب ہے یہ طبی
 مشورہ کے طور پر فرمایا کہ جس جگہ کی آب و ہوا موافق نہ ہو وہاں سے چلا جائے یہ مرض اڑ کر لگنے کا مسئلہ نہیں اٹھا
 بیماروں کو پیازوں پر بیچ دیتے ہیں گرم علاقہ سے منتقل کر دیتے ہیں اسی وجہ سے اشعة اللغات نے فرمایا کہ یہ حدیث
 اس پائے کی نہیں جس پایہ کی احادیث مانعہ ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دوا پھیل جانے وہاں سے جا کر
 مت اور جہاں دوا پھیل ہو وہاں مت۔ خیال ہے کہ گرنے والے مکان سے بھاگ جانا زلزلہ کی حالت میں گھر سے باہر نکل جانا
 خلاف توکل نہیں مگر وبائی جگہ سے بھاگ جانا خلاف توکل ہے۔

اٹھ کہ لوگ بعض چیزوں سے بد شگونی سمجھتے ہیں۔ بعض سے اچھا شگون اس کی حقیقت کیا ہے۔ تب تصور نے وہ جو سب
 دیا جو یہاں مذکور ہے۔

اٹھ قال سے مراد نیک فال ہے۔ جو اچھی بات اچھا نام سننے سے لی جائے۔ یعنی یہ جائز ہے۔ لیکن کوئی شخص کسی کام
 کو جانے وقت ناپسندیدہ چیز دیکھے یا سنے میں سے بد شگونی لی جائے تو وہ محض اس وجہ سے اپنے کام سے واپس نہ
 ہو۔ اللہ توکل کو ہے اور کام کو جانے۔

بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا
 حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مُدْرَسًا
 بَابُ الْكُهَّانَةِ - الْفَصْلُ الْأَوَّلُ - عَنْ مُعْوِيَةَ
 ابْنِ الْحَكَمِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُمُورًا كُنَّا
 نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَأْتِي الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا

تیرے سوا کوئی نہیں لانا، اور برائیاں تیرے سوا کوئی نہیں دور کرتا، نہیں ہے طاقت
 اور نہیں ہے قوت مگر اللہ سے ملے (ابو داؤد اور اسلاف)۔ کہانت کا بیان ملے پہلی فصل،
 روایت ہے حضرت معاویہ ابن حکم سے ملے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
 ہم چند کام زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے، ہم کاهنوں کے پاس جاتے تھے کہ فرمایا

ملے یہ عمل بہت ہی بُرے ہیں ان شاء اللہ اس دعا کی برکت سے کوئی بُری چیز اثر نہیں کرتی تمام مرد و
 برہمنوں بد شکونیوں کا بہترین علاج ہے واللہ اعلم۔
 ملے کہانت کاف سے بھی فہر دینا۔ اور کہانت کاف کے کسرہ سے اس غیب گوئی کا پیشہ کرنا بعض
 کاهنوں کا دعویٰ تھا کہ ہمارے پاس بنات آکر ہم کو غیبی چیزیں غیبی خبریں بتاتے ہیں کہ شیاطین آسمان
 پر جا کر فرشتوں کی باتیں سن کر ایک جگہ میں سو جھوٹے ملا کر کاهنوں کو بتاتے ہیں۔ بعض کاهن غیبیہ
 علامات اسباب سے غیبی چیزوں کا پتہ بتاتے ہیں انہیں عراف کہتے ہیں اور اس عمل کو عرافت یہ دونوں
 عمل حرام ہیں ان کی اجرت لینا دینا دونوں حرام ہیں (مرقات و اشعار) لعل کاهن بہت عام ہے۔ بخوبی۔ رمال۔
 عراف سب کواہن کہا جاتا ہے۔

ملے آپ صحابی میں سلی میں مدرسہ منورہ میں رہتے رہتے ہیں۔ سلسلہ ایک سو سترہ ہجری میں وفات پائی۔ آپ
 سے عطاء ابن یسار وغیرہ ہم سے روایات لیں۔

ملے غیبی باتیں چھپی چیزیں کم شدہ مال چوری کا اسباب دل کی سوچی باتیں پوچھے کے لئے فرمایا جاتے۔ کہ یہ عمل
 کیسا ہے۔

تَأْتُوا الْكُفَّانَ قَالَ قُلْتُ كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذَلِكَ شَيْءٌ
يَجِدُهُ أَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ فَلَا يَصُدُّ شَكُمْ قَالَ قُلْتُ وَ
هَذَا مَا جَاءَ يُخَطُّونَ قَالَ كَانَ بَنِي مِنْ الْأَنْبِيَاءِ يُخَطُّ
فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ رَأَاةٌ مُسْلِمَةٌ وَعَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ سَأَلَ أَنَسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنِ الْكُفَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

تم کاہنوں کے پاس نہ جاؤ گے فرماتے ہیں، میں نے کہا ہم پر ندمے اڑاتے تھے، فرمایا یہ ایسی
چیز ہے جسے تم میں سے کوئی اپنے دل میں پاتا ہے تو یہ اسے روک نہ دے گے فرماتے ہیں
میں نے عرض کیا کہ ہم سے بعض لوگ خط کھینچتے ہیں گے فرمایا حضرات انبیاء میں ایک نبی خط
کھینچتے تھے گے تو جو ان کے خط کے موافق ہو جاتے تو یہ درست ہے (مسلم) روایت ہے حضرت
عائشہ سے فرماتی ہیں کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو ان کے رسول

اللہ کاہنوں سے نہیں خبریں پوچھنا حرام ہے انہیں عالم غیب جانا ان کی خبروں کی تصدیق کرنا کفر ہے ان انہیں بھولنا
کرنے کے لئے، اس سے کچھ پوچھ کر وگوں پر ان کا بھوٹا ظاہر کرنا اچھا ہے کہ یہ تبلیغ ہے یہاں پہلی صورت مراد ہے اس سے
منع فرمایا گیا۔ گے یہی یہ پرندے وغیرہ اولاً انہیں کے دھوکے ہیں ان کی حقیقت کچھ نہیں اگر تم کسی کام کو بار بار ہو۔
اؤ کوئی ہندو بائیں طرف کو اڑتے دیکھو تو اسے کام سے نہ رک جاؤ اپنے کام کو جاؤ رب تعالیٰ پر توکل کرو کام نہ بنانا بننا اس
کی طرف سے ہے گے یعنی علم جفر یا رمل کے طریقے سے خطوط کیج کر غیبی خبریں معلوم کرتے ہیں ان کا یہ عمل انہوں سے شریعت
اسلام میں جائز ہے یا نہیں۔ گے یہ بھی یا تو حضرت دانیال میں یا حضرت ادریس علیہم السلام ان کا معجزہ یہ علم نظر تھا یعنی
علم جفر یا رمل میں سے وہ غیبی بات دریافت فرمائی تھے (مرقات) گے علاحدہ جواب یہ ہے کہ یہ عمل اب عوام کے لئے
حرام ہے کیونکہ ان ہی کے خط سے مشابہت معلوم ہے یا جو ہوم اور معلوم و جو ہوم پر اعتماد کرنا منوع ہے (مرقات و
اشعۃ اللمعات) گے کہ کاہنوں کو غیب کی باتیں معلوم ہوتی ہیں یا نہیں کہیں ان کی خبریں درست لگتی ہیں جیسا کہ اگلے صفحہ
سے واضح ہے۔

وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإَنَّمْ يُحَدِّثُونَ
أَحْيَاءَنَا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجَنِّيُ فَيَقْرُهَا فِي
أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَالِدٌ جَاغَةٌ فَيَخْلِطُونَ فِيهَا أَكْثَرُ مِنْ بَائَةِ كَذِبَةٍ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْأَعْنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ
الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرْقِي الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ

نے فرمایا کہ وہ لوگ کچھ نہیں عرض کی یا رسول اللہ وہ لوگ بعض اوقات کچھ
غیبی دیتے ہیں جو ہمیں ہوتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ یہ ات حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے لے جسے جن اور کچھ لیتا ہے تو اس سے
اپنے درست کے کان میں ایسے ڈال دیتا ہے جیسے مرنے کا چوگا دینا لے یہ لوگ
اوس میں زیادہ جھوٹ عادیتے ہیں گھ (مسلم بخاری) روایت ہے اودن ہی
سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ فرشتے عیان میں
اوترتے ہیں عیان پادل ہے گھ تو وہ اودن واقعات کا ذکر کرتے ہیں جن کا آسمان
میں فیصلہ کیا گیا ہے گھ ترشیا طین چری سے سنتے ہیں

لے اس طرح کہ فرشتے لوح محفوظ سے غیبی باتیں معلوم کر کے آپس میں ذکر کرتے ہیں یہ جی چپ چپا کر اسے کسی سے نہیں
وہ بات کا بسوں تکسب سچاتے ہیں وہ بالکل درست صحیح ہوتی ہے لے بعض نسخوں میں بجائے مجاہد کے زبیر زبیر ہے وہ
درست نہیں مرنے لپٹنے کے منہ سے منہ ملا کر دال کھلاتی ہے ایسے ہی شیطان کاہن کے کان سے مرنے ملا کر یہ بات چیلے
بیان کرتا ہے۔ دوسرا نسخہ ہے۔ سو کا ذکر زیادتی بیان فرمانے کیلئے ہے صرف یہ عدد مراد نہیں۔ لے عیان کی تفسیر بارل سے
یا تو قد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا کسی راوی سے بارل سے مراد یا تو آسمان دنیا یا جو یعنی آسمان و زمین کے درمیان کی ہوا
اللہ حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب بارل نہ ہوں تو فرشتے کہاں اوترتے ہیں (مرقات و اشعار) لے بعض فرشتوں کا

فَتَوَجَّهَ إِلَى الْكُفَّانِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةً كَذِبَةٍ مِنْ
عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُنِيَ عَذَابًا فَسَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ
تُقْبَلْ لَهُ صَلَوةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ شَرِيدِ بْنِ

یہ سن کر کابھوں کو خبر دیتے ہیں اس کے ساتھ اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا
دیتے ہیں لے (بخاری) روایت ہے حضرت حفصہ سے نہ ماتی ہیں فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی بھوکے پاس گیا نہ پھر اس سے کچھ بچے
تو اس کی چالیس شب کی نمازیں قبول نہ ہوں گی تھ (مسلم) روایت ہے

حضرت زبیر ابن

مقام آسمان ہے وہاں ان کو احکام الہیہ واقعات عالم کی اطلاع پہنچتی ہے پھر فرشتے آسمان سے اتر کر یہ فضا
میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں وہاں آپس میں ایک دوسرے سے الہامی واقعات کا ذکر کرتے ہیں یہاں شیاطین
پھر روں کی طرح چھپ کر سن لیتے ہیں۔

لے یعنی یہ شیاطین اگر ایک ہونے والی بات فرشتوں سے سنتے ہیں تو سو جھوٹی باتیں ملا کر ایک سو ایک باتیں اپنے
کابھوں کو سنا جاتے ہیں یہ سو باتیں جھوٹی ہوتی ہیں وہ ایک بات ہی ہوتی ہے مگر اس ایک بات ہی کی سچائی دیکھ کر کابھوں
کو سچا سمجھ لیتے ہیں۔ لے اسے سچا سمجھ کر اس سے کہندہ غیبی خبریں پوچھنے لگے گئے گئے اس کی وہ سنا ہے جو یہاں نکل رہے تھے
اگر کوئی اسے جھوٹا سمجھ کر لوگوں کو اس کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے اس کے پاس گیا اس سے کچھ پوچھا مگر اس کی جھوٹی خبر لوگوں
کو سنا دے اس کی یہ سرائیں۔ لے یعنی اس کی یہ نقلیں اٹا ہو جائیں گی اللہ کے ہاں وہ کا ثواب نہ ملے گا جیسے غیبی خبریں
میں نماز کہ اگرچہ ادا تو ہو جاتی ہے مگر اس پر ثواب نہیں ملتا لہذا ان نمازوں کا پورا پورا اہمیت پر لازم نہیں خیال رہے کہ نیکیوں سے
گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر گناہوں سے نیکیاں بڑھیں تو صرف اور تلامس بڑھ جاتی ہیں (ملاقات) اور جب نمازیں
ہی قبول نہ ہوں۔ تو دوسری جگہ بھی قبول نہ ہوگی بعض شاعریں نے فرمایا کہ چالیس راتوں کی نمازیں سے مراد جہد کی نمازیں
ہیں۔ فرشتے و واجبات قبول ہو جائیں مگر حق یہ ہے راتوں سے مراد دن و رات سب ہیں اور کوئی نماز قبول نہیں ہوتی (اشعریہ)
دوسری حدیث میں ہے کہ ایسے شخص کی چالیس دن تک توبہ قبول نہیں ہوتی یہ ہر حال غویوں سے غیب کی خبریں پوچھنا
بدرتین گناہ ہے۔

خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلَاةَ الصُّبْحِ بِأَحَدِ بَيْتَيْهِ عَلَى اثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا
انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ
قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بَنِي وَ
كَافِرٌ قَامًا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ ف ذَلِكَ مُؤْمِنٌ
بَنِي كَافِرٌ كَوَاكِبٌ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِمَوْكَدٍ أَوْ كَذًا فَكَذَلِكَ

خالہ جہنی سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ
میں نماز فجر پڑھائی اس بارش کے بعد جو اس رات ہوئی تھی اسے
سبب فارغ ہونے تو لوگوں پر توجہ نہ دیا کہ کیا تم جانتے
ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب
نے فرمایا میرے بندوں میں سے مجھ پر مومن و منکر نے جس پانی سے جس نے
کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اس کی رحمت سے بارش ہوئی یہ مجھ پر مومن ہیں ستاروں
کے انکار ہی سے لیکن جس نے کہا کہ ہم فسلاں فسلاں برزخ سے

اسے غالباً یہ واقع صبح حدیبیہ کے موقع پر ہوا۔ حدیبیہ ایک جنگل ہے جہاں اور مکہ معظمہ کے درمیان بحیرہ منزل ہے
دور مکہ معظمہ سے قریب اس کا کچھ حصہ مل میں ہے کچھ حصہ قرم میں یہاں بیعت رضوان ہوئی بڑا مقدس جنگل ہے ہم نے
اس کی زیارت کی ہے۔

اسے یعنی رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اس بارش کی وجہ سے بعض نبی مومن رہے بعض کافر ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ
جو کلام فرشتوں سے فرشتوں سے فرماتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی کلام تشریف فرما ہوتے ہوئے اُسے سنیے ہیں جو
رب کی سنی سکتے ہیں وہ مخلوق کی بھی سنی سکتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اسے یعنی وہ ستاروں کو نور نہیں مانتے خیال رہے کہ ستاروں کو بعض چیزوں کی علامات ماننا درست ہے رب تعالیٰ قوت
ہے وہ بالجمہ ہم ستاروں کو نہیں مانتے مگر انھیں نور مانتا حرام یا حلال ہے ستاروں سے وقت سمجھنے آفتاب کا طلوع و غروب معلوم کر لیا
جاتا ہے۔

كَافِرِي مُؤْمِنٍ يَكُوْا كِبَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَكَفَرْتُ اِنِّي هُمَيْرَةٌ عَنْ
رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ
مِنْ بَرَكَهٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِيقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِيْنَ يُنْزِلُ
اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ يَكُوْكَبُ كَذَا وَكَذَا اَمْ وَاَاةٌ مُّسْلِمٌ ۖ

بارش ہوتی ہے تو یہ میرا شکر ہے تاروں کا موسیٰ (مسلّم بخاری) روایت ہے حضرت
ابو ہریرہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اللہ
تعالیٰ آسمان سے کوئی رحمت نہیں اتارتا مگر اس کی وجہ سے لوگوں کا
ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ بارش اتارتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں
ستارے سے برقی ہے تم (مسلّم)

اسے یعنی فلاں تارہ فلاں برج میں پہنچا لفظ بارش ہوں اس کے تاثیر سے بادل اور ہر سایہ کھٹا حرام بلکہ بعض حالت
سے کفر ہے۔ خیال رہے کہ ستاروں کو فاعل مدبر ماننا کفر ہے انہیں بارش کی علامت ماننا اگرچہ کفر نہیں
مگر یہ کھٹا ہمت ہی بڑا ہے کہ فلاں تارے سے یہ بارش ہوتی کہ اس میں کفار کے عقیدے کا اظہار ہے
اور ناشکری کے الفاظ ہیں۔ اس لئے بعض روایت میں ہے۔ اصبح من الناس شاکراً وکافراً ومرتقات
سکے غالباً برکت سے مراد بارش ہے من السماء کے معنی میں آسمانی کی طرف سے آتا کیونکہ بارش آسمان سے
نہیں آتی بادل سے آتی ہے ہاں آسمان کی طرف یعنی جندی سے آتی ہے رب تعالیٰ بارش کے متعلق فرماتا ہے
وانزلنا من السماء ماءً مبارکاً اور ممکن ہے کہ برکت سے مراد عام نعمت ہو بارش ہوا۔ سورج چاند تاروں کی
روشنی وغیرہ مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

سکے یعنی فلاں تارے کے طلوع فلاں تارے کے غروب سے یہ فلاں تارے کے فلاں برج میں جانے کی وجہ سے
بارشیں ہوتی خیال رہے کہ تاروں کو مؤثر حقیقی ماننا کفر ہے انہیں علامات مان کر یہ بات کہنا کفر نہیں مگر بھر بھی
اچھا نہیں کہ اس سے عوام کے عقیدے بگڑنے کا اندیشہ ہے لہذا یہاں کافر کی ملوثی، اعتقادی کافر ہیں یا ناشکرے۔

الفصل الثانی۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنْ النَّجُومِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ الشَّيْءِ إِذَا مَا نَادَا رَاوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

دوسری فصل روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے علم نجوم کا حصہ حاصل کیا اس نے جادو کا حصہ حاصل کیا ہے جس نے اسے بڑھایا اتنا ہی اسے بڑھایا ہے (احمد۔ ابوداؤد ابن ماجہ) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے علم نجوم کا حصہ حاصل کیا اس نے جادو کا حصہ حاصل کیا ہے۔ اسی علم کو جادو سے تشبیہ دینا اس کی انتہائی ذلت کے اظہار کے لئے ہے یعنی علم نجوم جادو کی طرح برا ہے جادو کفر سے یا قریب کفر۔

۱۔ یعنی جس قدر علم نجوم میں ذیلتی کرے گا۔ اس قدر گویا جادو میں زیادتی کرے گا اپنے گناہ بڑھائے گا۔ لہذا دونوں جگہ زاد یعنی ماضی ہے اور زاد میں یا یعنی مادام ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ زاد زاد حضرت عبداللہ ابن عباس کا قول ہے اور زاد کا نال نہیں صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور اللہ نے علم نجوم کی برائی میں بہت زیادتی فرمائی لہذا مادام مقبول ہے زاد کا لاشعۃ النعمات پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ خیال ہے کہ تاروں سے بارش کا وقت۔ آندھیاں چلنا سردی گرمی۔ اورانی گزانی آئندہ کے حالات معلوم کرنا حرام ہے کہ یہ علوم غیبیہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر ان سے اوقات اور راستے سمیت قبلہ معلوم کرنا بالکل حق ہے۔ چاند کے طلوع کی خبر جو ہندو تاروں کے دی جائے شرعاً معتبر نہیں حضرت فرماتے ہیں کہ علم نجوم اس قدر حاصل کرو جس سے تم سمیت قبلہ اور راستے معلوم کرو پھر مادام (مرقات) لہذا علم توقیت برحق سے۔ یوں ہی علم ریاضی علم ہیئت وغیرہ درست ہے اپنے علم میں رہ کر۔

وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ أَوْ أَتَى امْرَأَتَهُ حَائِضًا
 أَوْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا فَقَدْ بَرَّيْتُ مِمَّا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ مَا دَا
 أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ ۝

الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ لَيْلَى هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ

وسلم نے جو کہ کابن کے پاس جاسے لے پھر اس کی تصدیق کر کے یا اپنی
 بری کے پاس بحالت حیض جاسے یا اپنی بری کے پاس اس کی دبر
 میں جاسے تو وہ اس سے بری ہو گیا جو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
 اتارا ہے (احمد - ابوداؤد) تیسری فصل روایت ہے حضرت ابومریرہ
 سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی چیز کا فیصلہ
 فرماتا ہے تو فرشتے پست ہو کر اپنے پر

لے کابن و عراف میں فرق یہ ہے کہ کابن وہ جو آئندہ کی خبر سے عراف وہ جو موجودہ بھی خبریں بتائے
 کہ تمہاری چوری غلاں نے کی ہے غلاں چیز غلاں جگہ رکھی ہے۔

سے بحالت حیض یا دبر میں صحبت حرام قطعی ہے اس کا حلال جاننے والا کافر ہے ولی بحالت حیض کی حرمت
 قرآن سے ثابت ہے فرماتا ہے۔ لا تقربوا صحتی یطہرون اور فرماتا ہے۔ قل صوازی فاعلموا انفساء۔ مگر دبر
 میں صحبت کی حرمت احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے اور اشارۃ قرآن سے بھی اور ولی بحالت حیض کی حرمت
 پر قیاس کی وجہ سے بھی یہ قیاس قطعی ہے لہذا دبر میں صحبت حرام قطعی ہے جو حرام جان کر ایسی حرکت کرے
 وہ سخت بدکار گنہگار ہے۔ اسکی تحقیق ہماری تفسیر بیہی میں ملاحظہ فرمادیں خیال رہے کہ لوگوں سے دبر میں صحبت کرنا
 صریح قطعی نصی سے حرام ہے قوم لوط پر اسی وجہ سے عذاب آیا اور عورت سے دبر میں صحبت قیاس قرآن سے حرام
 یہ فرق ضرور خیال میں رہے لہذا اصول فقہ والوں کا اسے قیاس شرعی سے حرام فرمانا بالکل درست ہے جیسا
 کہ نور الانوار اور توفیق تلویح وغیرہ میں ہے ۝

يَا جُنُودَهَا خُضُّعًا لَنَا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا
فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الَّذِي قَالَ
الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَمَعَهَا مُسْتَرْقُوا السَّمْعَ هَكَذَا
بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفُلِينَ بِكَفِّهِ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّلَ دَبِينَ

بجھا دیتے ہیں نہ اس کے فرمان پر گویا کہ وہ پتھر کی چٹان پر زنجیر ہے
تو پھر جب ان کے دلوں سے کھول دیا جاتا ہے تو کہتے ہیں تمہارے رب
نے کیا فرمایا ہے وہ کہتے ہیں رب کے فرمودہ کے متعلق کہ حق فرمایا ہے اور وہ بند ہے بڑائی
والا تو اسے چھپ کر سننے والے اس طرح سنتے ہیں کہ ان کے بعض بعض کے اوپر ہوتے
ہیں سفیان نے اپنے ہاتھ سے یوں بیان کیا کہ اُسے مائل کیا اور اپنی انگلیوں کے

سے یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی فیصلہ کا فرشتوں میں اطلاع فرماتا ہے تو فرشتے اظہار انکسار
کے لئے اپنے پر کھینچا دیتے ہیں بعض فرشتوں کے رویہ ہیں بعض کے میں بعض کے چاروں
سے یعنی فرمان الہی کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے سات چکنے پتھر والے گوسے کی پتل زنجیر کھینچو منہایت باریک
اس کا سمجھنا بہت دشوار الفاظ غیر واضح۔

سے یعنی جب وہ آواز ختم ہو جاتی ہے اور فرشتوں کے دلوں سے وہ ہیبت جاتی رہتی ہے تو بعض
فرشتے بعض سے پوچھتے ہیں یہ پوچھنا ایسا ہوتا ہے جیسے طلباء سبق پڑھ کر آپس میں تکرار کرتے ہیں
سے یعنی رب نے جو کچھ فرمایا بالکل حق فرمایا یہاں حق مقابل ہے باطل کا یا یہی ثابت ہے یہاں حقائق
نے فرمایا کہ روزانہ کے واقعات کا ذکر رب تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے گن ہوں کی بخشش مصیبتوں کا دور
کرنا۔ کسی قوم کی ترقی کسی کا تنزل۔ بیماروں کی شفاء۔ بیمار فرشتوں کو بیمار کرنا۔ ذلیلوں کو عزت دینا۔ عزت والوں
کو ذلیل کرنا۔ فقیروں کو غنی کرنا۔ اختیار کو فقیر بنا دینا۔ عرض کہ لوح محفوظ میں تحریر قول میں لائی
جاتی ہے (مرقات)

اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ ان فرشتوں کو علوم غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے۔ اور جو فرشتے لوح محفوظ پر مقرر
وہ تو کائنات کے فہم ذرہ سے خبردار ہیں۔

أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيهَا
الْآخِرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوْ
الْكَاهِنِ قَرِيبًا أَدْرَكَ الشَّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرَبَّمَا أَلْقَاهَا
قَبْلَ أَنْ يَذْرُوكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا وَائَةٌ كَذِبَةٌ فَيُقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ
لَنَا يَوْمَ كَذَا أَوْ كَذَا كَذَا أَوْ كَذَا فَيُصَدِّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ

درمیان کشادگی کی لئے تو وہ بات سنتا ہے اُسے اپنے نیچے والے کی طرف ڈال دیتا
ہے پھر دوسرا اُسے اپنے نیچے والے کی طرف ڈالتا ہے کہ حتیٰ کہ اسے جادوگر کاہن کی
زبان پر ڈال دیتا ہے تو اکثر شہاب اسے ڈالے سے پہلے گک مارتا ہے اور اکثر وہ
اُسے جھگنے سے پہلے ڈال دیتا ہے کہ تو اُس کے لئے سو جھوٹ بنا دیتا ہے کہ
تو کہا مارتا ہے کہ کہا اس نے ہم سے فلاں فلاں دن فلاں فلاں بات کہی تھی اسی ایک
وجہ سے اس کاہن کی تصدیق

سلسلہ یعنی زمین سے آسمان تک جنات کے پرے اور نیچے ایسے کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے نائل
ہاتھ کی متفرق کھلی انگلیاں۔

سلسلے اس ڈلنے اور بتانے کا سلسلہ اس طرح چلتا ہے کہ آسمان سے قریب والے جن فرشتوں
کی باتیں سن کر فوراً اپنے نیچے والے جن کو سناریں اس نے اپنے نیچے والے کو اس نے اپنے نیچے والے
کو حتیٰ کہ آخری پرے نے اپنے دوست کاہن کو سناریں یہاں ساحر سے مراد کاہن بخومی ہے۔
سلسلے یعنی پہلا جن جو فرشتوں سے باتیں چراتا ہے اس کو شعلہ آگ کا ضرور لگتا ہے مگر کسی کو یہ خبریں
سنا دینے کے بعد اور کسی کو سنادینے سے پہلے پھر یہ شعلہ کہیں تو اس جن کو ہلاک کر دیتا ہے جلا کر اور
کہیں جلاتا نہیں صرف دیوانہ کر دیتا ہے (مرقات) خیال ہے کہ ہلکی آگ کو قوی آگ فضا کر سکتی۔ جن ہلکی
آگ سے پیدا ہیں اور شعلہ کی آگ بہت قوی ہوتی ہے۔ ہندو یہ آگ سے جلا کر فنا کر دیتی ہے۔

سلسلے یا تو پہلا جن ہی یہ ملاوٹ کر دیتا ہے۔ یا آخری جن جو کاہن کو سناتا ہے وہ ملاوٹ کرتا ہے
دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے۔

الَّتِي سَمِعْتُ مِنَ السَّمَاءِ رَافَاةَ الْبُخَارِيِّ ۖ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُمْ بَيْنَاهُمْ جُلُوسٌ لَيْلَةً
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى بَنَاجِيرَ
وَأَسْتِنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ
هَذَا قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ كُنَّا نَقُولُ وَلَيْدَ
الدَّلِيلَةَ رَجُلٌ عَظِيمٌ وَمَاتَ رَجُلٌ

کی جاتی ہے، مگر آسمان سے ٹہنی گئی مٹہ (بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباسؓ سے فرماتے ہیں، مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک انصاری نے خبر دی اس حالت میں کہ ہم ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے، ایک تارا ٹوٹا، اور روشنی پھیل گئی مٹہ تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جاہلیت میں کیا کہتے تھے، جب اس جیسا تارا ٹوٹتا تھا مٹہ وہ بولے کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانیں، ہم تو یہ کہتے تھے کہ آج رات یا تو کوئی بڑا آدمی پیشہ ہوا یا کوئی بڑا آدمی مر رہا ہے۔

اسے کہیں کہ رسولِ نبیوں کی اشاعت ہمیں کرتے تو ہم اس ایک ہی خبر کی دہم چا دیتے ہیں کہ ظہرِ خبر ہی تھی لہذا کہیں چاہا ہے آج کل محبوبوںِ عالموں کے متعلق یہ دیکھا جا رہا ہے۔ اگر کوئی طیب یا سیدِ مرادوں سے فزستہ بھر دے مگر دوجہ کو صحت بخور جائے تو اس کی صحت و شفا کا شہرہ ہوتا ہے۔ مسئلہ کہ تھوڑی دیر کے لئے سارے عالم میں شرع یا مہرِ مسعود روشنی ہو گئی جب کہ اب بھی کہیں دیکھا جاتا ہے۔ مسئلہ ان کا عقیدہ پر چنانہ اس کی تردید کے لئے تھا اور اصل صحیح عقیدہ سمجھانے کے لئے جیسا کہ دیکھئے محنتوں سے ظہر سے درگاہِ آیت میں یہ دیکھا جائے جگرِ شاہزادہ اس کے لئے خاص کی خوشی میں تازہ

عَظِيمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهَا لَا يُرْمَى بِهَا لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَوِيَّتِهِ وَلَكِنَّ رَبَّنَا تَبَارَكَ اسْمُهُ إِذَا قُضِيَ أَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثَمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِينَ يَكُونُفُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الثَّيْبِيَّةُ أَهْلَ هَذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ تَنَالُ الَّذِينَ يَكُونُ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ

تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ تارے نہ تو کسی کی موت کے لئے ماریے جاتے ہیں نہ کسی کی زندگی کے لئے بلکہ لیکن ہمارا رب کہ مبارک ہے اس کا نام جب کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش تسبیح کرتے ہیں، پھر اس آسمان والے تسبیح کرتے ہیں جو ان کے قریب ہیں، حتیٰ کہ تسبیح اس دنیا کے آسمان والوں تک پہنچ جاتی ہے بلکہ پھر حاملین عرش کے قریب والے حاملین عرش سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے

لئے یہی تم لوگوں کا یہ خیال غلط ہے تاروں کے ٹرنے کا شوق کسی انسان کی موت یا زندگی سے نہیں۔

سب سے پہلے نبی تعالیٰ عالم کے احکام کے متعلق اپنے کسی فیصلہ کی خبر فرشتوں کو دیتا ہے کہ ہم نے فلاں قوم کو ذلیل کرنا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جیسے بادشاہ جب اپنے خاص درباریوں کو اپنے کسی کام پر مطلق کرتا ہے تو درباری ادب سے سر جھکا کر کہتے ہیں فیصلہ بالکل حق ہے بالکل درست ہے وغیرہ۔ ایسے ہی فرشتے اللہ کے حکام کو اپنے کسی فیصلے پر مطلق کرتے ہیں کہ یہاں فیصلہ بالکل حق ہے نہ کہ مشورے کا پتہ نہ رہا۔ وہی تعالیٰ نے فرشتوں کو خبر دی کہ انی جا بل فی اللہ فی فیصلہ میں فیصلہ کی خبر نہ تھی بلکہ بطور مشورہ اس سے کہا گیا تھا کہ تمہاری اس میں کیا رائے ہے۔ لہذا وہاں فرشتوں نے اللہ سے دانے ظاہر کر دی کہ غلات کے سستی ہم میں اگر وہاں تھا تو فیصلہ کی خبر ہوئی تو فرشتے وہاں بھی تسبیح ہی پڑھتے۔ لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں قرآن کے احکام واجب اصل میں جیسے ماز و ذکاة کا حکم مگر قرآنی مشورہ واجب اصل میں مستحب ہی جیسے عرس کا حکم دینا۔

مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُهُمْ مَا قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ
بَعْضُ أَهْلِ السَّمَوَاتِ بَعْضًا حَتَّى يَبْلُغَ هَذِهِ السَّمَاءَ
الْأُولَىٰ فَيُخَطِّفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْنِ ثَوْتَ رَأْسِ
أُولِيَائِهِمْ وَيَزْمُونَ فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَهُوَ
حَقٌّ وَلَكِنَّهُمْ يَقْبُرُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَىٰ هَذِهِ الثُّجُومَ

رب نے کیا فرمایا، وہ انہیں خبر دیتے ہیں کہ فرمایا کہ پھر بعض آسمان والے بعض
سے خبریں پوچھتے ہیں، حتیٰ کہ اس آسمان دنیا تک خبر پہنچ جاتی ہے تو
جنات سنی باتوں کو اچک لیتے ہیں کہ تو اپنے دوستوں تک ڈال دیتے ہیں اور
مار دیتے جاتے ہیں کہ پھر کاہن جو کچھ اس کے موافق لاتے ہیں وہ حق ہے، کہ
لیکن وہ تو اس میں جھوٹ بڑھ دیتے ہیں، اور بڑھا دیتے ہیں، کہ (مسلم)۔
روایت ہے حضرت قتادہ سے کہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان تاروں کو،

کہ اس زمانہ میں دو مسئلہ مطروم ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ کی یہ خبر صرف عالمین عرضی ہی سنتے ہیں، مگر فرشتوں کو بھی یہ لوگ
بتاتے ہیں دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ان پر مطلع فرمایا ہے، عالمین عرضی کو بلا واسطہ اللہ دوسرے فرشتوں کو ان عالمین
کے دوسرے عالم اس طرح کہ جب یہ میری دنیا کے آسمان میں پہلے آسمان والے فرشتوں کو ان کے اوپر دے بتاتے ہیں تو وہاں پہچو
بھولے جنات جو ان لگاتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں مگر جیسے جیسے میں بعض فرشتوں پر باتیں سننا شہاب سے مارے جاتے ہیں، اور کہیں
اس سے پہلے ہی۔

کہتے ہیں جب یہ کاہن لوگ وہ بات جو اس میں سے سنی ہے وہ لوگوں کو بتاتے ہیں تو مگر ہوتی ہے اس کے علاوہ جو بتاتے ہیں وہ باقی
ہوتی ہے۔ کہ یہ زیادتی تنازعہ فی صدر ہوتی ہے یہی سوچیں ایک بات درست اللہ سافوے باتیں بھولی ہوتی ہیں۔ کہ آپ ساری
اسی اللہ اس زمانہ کے معرین کے دماغ میں آپ کے حالات پہلے ہو چکے ہیں۔

لِثَلَاثٍ جَعَلَهَا زِينَةً لِلسَّمَاءِ وَرَجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَ
عَلَامَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا بِغَيْرِ ذِكِّ
اَلْخَطَا ؕ وَاضَاعَ نَصِيْبَهُ وَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْكَرُ رَوَاةُ الْبُخَارِيِّ
تَعْلِيْقًا فَرَّقِي رَوَايَةَ رَزِيْنٍ وَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعِيْدِيْنَهُ وَمَا لَا
عِلْمَ لَهُ بِهِ وَمَا عَجَزَ عَنْ عِلْمِهِ الْاَنْبِيَا ؕ وَالْمَلَكُةُ وَعَنِ

تین مقصدوں کے لئے پسند فرمایا اے انھیں آسمان کی زینت اور شیاطین کی مار
بنایا اے اور نشانیاں بنایا جن سے ہدایت لی جائے اے تو جو ان میں اس کے سوا تاویل کر
اے اس نے خطا کی اور اپنا حصہ ضائع کیا، اور اس کا تکلف کی جو وہ جانتا نہیں اے
اے بخاریؒ نے تعلیق روایت کیا، اور رزین کی روایت میں، کہ اُس نے غیر مفید چیز کا تکلف
کیا، اور اس کا جس کا اُسے علم نہیں اور جس کے علم سے انبیاء و فرشتے عاجز نہیں، اور رزین سے اسی

۱۔ یعنی تاروں کے بڑے بڑے مقصد یہ ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ملاحظہ ہے۔ درند تاروں کی بیڈنٹس کے ہزار ہا مقصد ہیں
۲۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے رِجَالُ السَّمَاءِ اَنْبِيَا ؕ بَصُلِحِمْ اَدْرُفَاتَا ہے۔ وجعلنا بارجونا لشیاطین یہ تارے، آسمان پر ایسے محسوس
ہوتے ہیں جیسے پتی چادر پر رنگ برنگے سٹے لگے ہیں اے کہ تاروں سے وقت اور سمت معلوم کی جاتی ہے۔ قطب تارے پر سمت کی
سفر، سمت قلم وغیرہ موقوف ہیں مسجد میں اس تارے سے بنائی میں رہتا ہے۔ وبالجمہ ہم بہتوں ہندو ستاروں کی یہ بھی
صفات بروی ہیں۔ اے اس طرح کہ ان سے غیبی چیزیں معلوم کرے ان کو حشر مانے یا دشمنی کو سمجھ اے ثابت کرے جس کا نتیجہ
شرک ہے ۳۔ یعنی رب تعالیٰ نے اسے ان چیزوں کا مکلف نہیں کیا وغیرہ ضروری چیزوں میں چھپ کر ضروری جہاد سے غافل
ہو جاتا ہے۔ ۴۔ یعنی حضرات انبیاء اور فرشتے بھی تاروں سے غیبی چیزیں معلوم نہیں کرتے ان کے علوم وحی الہی اور تبارک سے
ہوتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان حضرات کو غیبی علوم دئے نہیں گئے مقصد یہ ہے کہ اہل تاروں کے ذریعہ ہمیں دئے گئے
یہ مطلب ہے کہ حضرات انبیاء کو اس نے مخلوق کو تاروں کے ذریعہ ہدایت نہ دی بلکہ اپنے ارشادات اور رانی کلام کے
ذریعے ہدایت دی علم معنی تعلیم ہذا تم ان تاروں میں سوچ بچار کرنے کی ہی نے کتاب و سنت
میں سوچ و بچار کرو۔ (از مرآت ج ۶)

التَّائِبِينَ مِثْلَهُ وَنَادَىٰ وَاللَّهِ مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي نَجْمٍ
حَيَوَةً أَحَدٍ وَلَا يَزِيدُهُ وَلَا مَوْتَهُ وَإِنَّمَا يُفَكِّرُونَ
عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَيَتَعَلَّمُونَ بِالنُّجُومِ ۖ وَعَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ اقْتَبَسَ بَابًا مِنْ عِلْمِ النُّجُومِ بَغَيْرِ مَا ذَكَرَ اللَّهُ
فَقَدْ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ الْمُنْجِمِ كَاهِنٌ وَ
الْكَاهِنُ سَاحِرٌ وَالسَّاحِرُ كَافِرٌ رَوَاهُ رِزْقِي ۖ وَعَنْ أَبِي
سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو

کی مثل مروی ہے، اور یہ زیادتی ہے کہ رب کی قسم! اللہ نے تارے میں نہ کسی کی زندگی رکھی ہے،
نہ رزق، نہ موت، یہ لوگ اللہ پر جھوٹ ہی بانہ دیتے ہیں اور تاروں سے بہانہ بناتے
ہیں، اے روایت ہے حضرت ابن عباس سے، فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلم نجوم کا کوئی باب اس کے سوا کے لیے حاصل کرے
جو اللہ نے ذکر فرمایا اے تو اس نے جادو کا حصہ سیکھا، نجومی کاہن، اور کاہن،
جادوگر کافر ہے (رزمین) روایت ہے ابو سعید سے، فرماتے ہیں، فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر اللہ اپنے

سوا کسی اشتہار، دنیا، خلق کی موت، دنیا، طراغ، بجلی، بارش، دھنک، میں تارے کو نہیں، یہ سب کچھ اللہ کی قدرت ہے صوبہ، انرا تے
ہیں کہ تارے حالات میں گزرتے ہیں، ان بعض حالات کی علامات ہیں، اور علامات سے حالات دانستہ ہیں، ہونے، بادل، بارش، کی
علامت ہے، اس کی علامت نہیں بار، بادل آتے ہیں بارش نہیں ہوتی، صحبت، اولاد کی علامت یا حد درجہ سبب، اس کی علامت نہیں
ہندام نجوم بادل ہی ہے اور یہ بھی مرقبان بادل ہے، علامت، تارے، ہوتے ہیں۔

تارے ہیں گزشتہ، مگر تین چیزیں کے سوا اور چیزیں ستاروں سے معلوم کرے۔

تارے کہ جادوگر اپنے منہ سے اور کاہن اپنے ہاتھوں سے لوگوں کے دلوں پر اثر...

کے سالوں کو گائیوں۔ بالیوں کی شکل میں دیکھنا۔

الفصل الأول - عن أبي هريرة قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من النبوة إلا المبشرات قالوا
وما المبشرات قال الرؤيا الصالحة رواها البخاري و
زاد مالك في رواية عطاء بن يسار يراها الرجل
المسلم أو شره له وعن أنس قال قال

پہلی فصل۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ باقی رہیں موت سے مگر بشارتیں، اے لوگوں نے عرض کیا، بشارتیں کیا ہیں، فرمایا اچھی خواب اے (بخاری) مالک نے بروایت عطار ابن یسار یہ زیادتی کی کہ جسے مسلمان آدمی دیکھے یا اُسے دکھائی جائے اے

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ فرمایا

سنت بھی چھادی دیا تھا پروی - سویت تاقیامت ختم ہو جانے کی کمر بستہ کا ایک حصہ یعنی ڈولنا، اندلسوت - تکی رہے گا -
دوب تعالیٰ غلاموں کے ذریعہ علوم حبیبہ اعلیٰ حالات پر اطلاع برابر جاری رکھے گا فوجیں بھی خبریں دیتی ہوگی فوجیں بشارت بھی
ہوتی ہیں - ڈولتی بھی ہیں مگر تعلیم بشارت فرمایا (مرقات)

سکھ صاحب کے سر پہ چھائی یا بھی خوشی کی خواہش عموماً خوشی کی خواب کہ روایا کہتے ہیں اور دُعا کی خواب کو علمِ غریبیاں روایا سے عام خواب مراد ہے۔ یہی ہر وہ دُعا در شکر و تہنیت خیاں ہے کہ روایا یعنی خواب آتا ہے مگر جب اس کے بعد روایت کا کوئی مشتق جادو تو بیداری میں دیکھنے کے بھی معنی دیتا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ مَا أَهْلُ الرِّيَاةِ إِلَّا مَقْعَدُ الْغَنَامِ۔
معنوں میں نے معراج کی شب سارے عالم طیب کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا مگر اسے وہ نے روایا روایا تو کر کے آتا ہے ارین لہ اس سے وہاں آنکھ سے بیداری میں دیکھنا مراد ہوا معراج جسمانی کے منکر اسی لفظ روایا سے جسمانی معراج کا لفظ کرتے ہیں سکھ یعنی مسئلہ خود خواب دیکھنے یا دوسرے شخص اس کے مشتق خواب دیکھنے ظہر نے برداشت جادو یہ صامت ہمیشہ نقل فرمائی کہ معراج کا خواب اس کو اپنے رب سے کلام کرنا ہے یا رب کا اس سے کلام کرنا (مقامات خواب میں رب تعالیٰ کا دیلا بھی ہو سکتا ہے) علامہ امام الشافعی نے تفسیر بارہ رب تعالیٰ کو خواب میں دیکھا یا راہا اور اقرب لہ سے معلوم ہوتا ہے کہ م

سَأُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ
جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءً مِّنَ النَّبُوءَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابھی خواب اسے نبوت کا
پچھلایسواں ہے ستھ (مسلم و بخاری)

بعض خواب انسان کو دکھاتا ہے۔ کہہ دین میں جو خیالات رکھتا ہے۔ وہ ہی خواب میں دیکھتا ہے اور بعض
خواب رب کی طرف سے دکھائے جاتے ہیں مومن کے یہ خواب انہماک کا حکم رکھتے ہیں۔ انہیں کو روایا
صالحہ کہتے ہیں:

اسے روایا صالحہ سے مراد بھی خواب ہے جو شیطان و سوسرہ سے جو نہ دل کے خیالات سے بلکہ خاص
رحمان کی طرف سے ہو جس قدر تعوی اعلیٰ اس قدر خوابیں بھی ہوتی ہیں۔ خیال ہے کہ کبھی کھار و فساد
کی خوابیں بھی بھی ہوتی ہیں شاہ معر کا فر تھا مگر اس نے آئندہ کے سات سال کی قنوط سالی ہالیوں کی شکل
میں دیکھی حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر دی اور وہ خواب بھی تھی اس کی اس خواب کے بہت اعلیٰ
نتیجے ہوئے۔

اسے اس کا حقیقی مطلب رب تعالیٰ جانے یا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بعض اشارہ میں نے فرمایا کہ
مضور کی نبوت کا زمانہ تینیس سال ہے اور ظہور نبوت سے پہلے چھ ماہ یعنی نصف سال آپ کو بہت ہی سچی
اور اعلیٰ خوابیں آئیں تو زمانہ خواب زمانہ نبوت کا پچھلایسواں حصہ ہے اس نے خواب کو پچھلایسواں حصہ فرمایا
گیا۔ حالانکہ علم بعض روایات میں ہے۔ ستر واں حصہ ہے۔ بعض چھپے پچاسواں حصہ ہے فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ
وسلم کے اچھے اختلاف اور میانہ روی نبوت کا پچھلایسواں حصہ ہے لہذا چاہے یہ کہ فرمان پر ایمان لاؤ مطلب اللہ
رسول سپرد کرو بعض نے فرمایا کہ مضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پچھلایسویں خصوصیت عطا ہوئیں جن میں
سے ایک صفت ابھی خواب ہے بعض نے فرمایا کہ اس سے عدد خاص مراد نہیں بلکہ زیادتی بیان کرنا مقصود ہے
یا یہ کہ مضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی پچھلایسویں قسم کی ہوئی ہے بلا واسطہ جبریل۔ بواسطہ جبریل۔ پھر گھنٹہ کی سی آواز۔
صاف بیان حق تعالیٰ کا خواب میں کچھ فرمادینا حتیٰ کہ معراج میں مشاہدہ جمال کر اگر کلام فرمایا ان پچھلایسویں حصہ ہے
ایک خواب بھی ہے لہذا یہ خواب نبوت کا پچھلایسواں حصہ ہے (اشعری) خیال ہے کہ مضور پر نبوت ختم ہو چکی
مگر نبوت کے اوصاف ناقیامت باقی ہیں اوصاف نبوت با اجزاء نبوت بعینہ نبوت نہیں ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى رَأَى فَقَدْ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے مجھے ہی دیکھا ہے کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بن سکتا (مسلم و بخاری) روایت ہے ابوقتادہ سے فرماتے ہیں، کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے

میں بینی جو شخص خواب میں ایک شکل دیکھے اور سمجھے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ حضور اندس ہی اس شیطان آپ کی شکل بن کر نہیں آیا خواہ وہ شخص حضور کو بچپن شریف کی عمر میں دیکھے یا جوانی کی عمر میں یا بڑھاپے شریف کی عمر میں۔ خیال رہے کہ خواب میں حضور کا نورانہ چہرہ چمکدار دیکھنا، اپنے درستی عقائد کی علامت ہے اور چہرہ اندر میں سیاہی دیکھنا، اپنے دل کی سیاہی بد عقیدگی ہے حضور کا لباس سفید سفید اپنے نیک اعمال ہونے کی علامت ہے لباس مبارک کثیف دیکھنا، اپنے اعمال خراب ہونے کی علامت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ حق نہیں۔ آئینہ میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔ ہندو گھٹ من آئینہ مشغول دوست ترک و ہندی بریدہ آنچر است

اگر خواب میں حضور کوئی ناجائز حکم دیں تو وہ مجاز سے اپنے سلفے میں فرق ہے کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضور فرماتے ہیں اشرب خمر۔ تم شراب پیو اس کی تفسیر دی گئی کہ حضور نے فرمایا ہے نہ شرب تو نے غلطی سے سن لیا اشرب یا خمر سے مراد شراب ظہور شراب محبت ہے۔ سلفہ علماء فرماتے ہیں کہ شیطان خواب میں خمر بن کر آسکتا ہے مگر مصطفیٰ بن کر نہیں آسکتا کیونکہ حضور باری مطلق ہیں اور شیطان مضل مطلق گمراہ گمراہی کی شکل میں کیسے آئے خدیں جمع نہیں ہو سکتیں اللہ تعالیٰ باری بھی ہے مصل بھی دیکھو مدعی ابوبیت کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر ہو سکتے ہیں۔ جیسے دجال مگر مدعی نبوت کے ہاتھ پر کبھی عجائبات ظاہر نہیں ہو سکتے (اشعۃ اللمعات) ۱۰

حق دیکھ لے (مسلم و بخاری) روایت ہے ابوہریرہؓ سے فرماتے ہیں، فرمایا

۱۔ اس حدیث کے چرم معنی کئے گئے ہیں ایک یہ کہ دیکھنے سے مراد ہے خواب میں دیکھنا اور حق سے مراد ہے واقعی دیکھنا باطل کا مقابل یعنی جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا وہ شکل خیال یا شیطانی نہیں میری ہے۔ دوسرے یہ کہ تاقیامت جو ولی بیداری میں مجھے دیکھے گا وہ مجھ ہی کو دیکھے گا۔ شیطان میری شکل میں اس کے سامنے نہ آئیگا۔ بعض اولیا بیداری میں حضور کو دیکھتے آپ سے کلام کرتے ہیں مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں۔ شیخ ابو مسعود ہر نماز کے بعد حضور انور سے مصافحہ کرتے تھے۔ ابو الحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور انور فرمایا اے علی! اپنے کپڑے پاک رکھو۔ نور الدین یحییٰ روضہ انور سے جواب سلام سنا۔ شیخ ابو جاس کہتے ہیں کہ اگر میں ایک ساعت بھی حضور کا جمال نہ دیکھو تو اپنے مرتد ہو جانے کا فتویٰ دوں۔ حضرت غوث پاک و غلام فرما رہے تھے کہ شیخ علی ابن ہبیبی سامنے بیٹھے تھے کہ انھیں نیند آگئی۔ حضور غوث پاک منبر سے اُتر کر ان کے پاس باادب کھڑے ہو گئے اور حاضرین سے فرمایا باادب رہو خاموش رہو کچھ دیر بعد علی بیدار ہوئے جناب غوث پاک نے فرمایا اے علی! کیا تم نے خواب میں حضور کی نیرت کی بوسے پاں فرمایا اس لئے میں تمہارے پاس باادب کھڑا ہو گیا۔ فرمایا تم کو حضور نے کیا حکم دیا عرض کیا آپ کی مجلس میں حاضر رہنے کا۔ شیخ علی نے کہا کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا۔ جناب غوث نے بیداری میں دیکھا عرض کیا کہ بیداری میں میں حضور کو دیکھنا اولیاء اللہ سے ثابت ہے۔ یہ حدیث اس کی دلیل ہے۔ (راشدہ اللغات) کوئی شخص اس دنیا میں آنکھوں سے بیداری میں رب تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا قرآن مجید میں فرماتا ہے لا تراءى لا بعصار۔ ان آنکھوں سے رب کو صرف حضور انور نے بیداری میں دیکھا مگر زمین پر رہ کر نہیں بلکہ عرش سے درجا کر یعنی معراج کی رات۔ ہاں خواب میں رب تعالیٰ کی زیارت ہو سکتی ہے بلکہ بعض فواحش کو ہوئی ہے حضور انور صبح کی نماز میں دیر سے اُٹے بعد نماز فرمایا میں نے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ جیسا کہ ہم نے باب المساجد میں اس حدیث کی شرح میں لکھ چکے ہیں۔ بعض لوگ اس حدیث کے معنی یہ کرتے ہیں کہ یہاں حق سے مراد رب تعالیٰ کی ذات ہے اور معنی یہ ہیں کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا تعالیٰ کو دیکھ لیا کیونکہ حضور انور آئینہ ذات کبریا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَنِي فِي الْمَتَامِ
فَسَيَرَانِي فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَمَثُلُ الشَّيْطَانُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ

مقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل

میں جیسے کہا جائے کہ جس نے قرآن مجید پڑھا اس نے رب سے کلام کر لیا یا میں نے بخاری دیکھی
اس نے محمد بن اسماعیل کو دیکھ لیا۔ اگر یہ بعض لوگ اس معنی کی تردید کرتے ہیں لیکن ہم نے
نے جو توجیہ عرض کی اس توجیہ سے یہ معنی درست ہیں قرآن کریم نے حضور کو ذکر اللہ منسوب کیا۔
دارلایکہ دکنہ سولا۔ کیونکہ حضور کو دیکھ کر خدا تعالیٰ یاد آتا ہے حضور مذکور ہیں۔ انما انت
مذکور۔ یہاں مرقات۔ اشعۃ اللمعات نے اس حدیث کے متعلق بڑی اعلیٰ باتیں
فرمائی ہیں۔

اس حدیث کے بھی چند معنی کئے گئے۔ ایک یہ کہ جس صحابی نے مجھے یہاں خواب میں دیکھا
وہ مجھے قیامت میں بیداری میں دیکھے گا۔ دوسرے یہ کہ جس مسلمان نے مجھے خواب میں دیکھا
وہ مجھے قیامت میں بیداری میں دیکھے گا۔ تیسرے یہ کہ جس مسلمان نے مجھے خواب میں دیکھا
وہ مجھے اپنی زندگی میں بیداری میں دیکھے گا خواص اولیاء تو ظاہر ظہور دیکھے گئے ہم جیسے عوام جن
میں ضبط کا مادہ نہیں راز چھپا نہیں سکتے وہ مرتے وقت جب زبان بند ہو جائے گی۔ تب پچھلے
مجھے دیکھیں گے بعد میں وفات پائیں گے تاکہ وہ راز ظاہر نہ کر سکیں چنانچہ حضرت عبداللہ ابن
عباس نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ بیدار ہو کر اس حدیث میں خدا کیا
اور سوچا کہ اب میں حضور انور کو بیداری میں کیونکر دیکھوں گا۔ آپ اپنی خالہ ام سلمہؓ میں بیٹھ کر
اللہ منہ کے گھر تشریف لائے حضرت ام سلمہؓ نے حضور کا آئینہ آپ کو دیا جس میں حضور انور اپنا چہرہ انور
دیکھا کرتے تھے حضرت ابن عباسؓ نے جب آئینہ دیکھا تو اس میں بجائے اسی صورت کے حضور کی صورت
شریف نظر آئی اپنی صورت بالکل نظر نہ آئی۔ دیکھو اشعۃ اللمعات یہی مقام پر ہے یہ کہ میرے زمانہ حیات
شریف میں جو مسلمان مجھ تک نہ پہنچ سکا اس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ ان شاء اللہ مقریب مجھ تک پہنچ
دے گا اور میری زیارت کرے گا۔ مگر یہ سب بہت قوی ہیں اور یہ بشارت عام مسلمانوں سے ہے۔

بِیْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ ابْنِ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتَّقِلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ

نہیں بن سکتا ہے (اسلم و بخاری) روایت ہے حضرت ابوقتادہ سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھی خواب اللہ کی طرف سے ہے اور بُری خواب شیطان کی طرف سے، لہٰذا تو جب تم میں سے کوئی پسندیدہ چیز دیکھے تو اپنے پیارے کے سوا کسی سے بیان نہ کرے، لہٰذا اور جب ناپسندیدہ دیکھے تو اس کی شر سے اور شیطان کی شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور تین بار تھوک لے اور اس کی خبر رکھی کو نہ

یہ حضور کا وہ معجزہ ہے جو تا قیامت باقی ہے کہ جیسے شیطان زندگی شریف میں آپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔ یوں ہی تا قیامت کسی کی خواب میں حضور کی شکل میں نہیں آسکتا حضور اللہ کے سوا اور تمام کی شکلوں میں آجاتا ہے خواب میں باتیں کر جاتا ہے مرد یا عورت کو احتلام اس کی مہرانی سے ہوتا ہے۔

لہٰذا اچھے خواب کو روکنا کہتے ہیں۔ اور بُرے خواب کو علم اسی سے ہے احتیاط احلام اسی سے بنائے جاتے ہیں۔ اگرچہ ساری خوابیں رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں مگر بارگاہ الہی کا ادب یہ ہے کہ بُری اور بُدھونی خوابوں کو شیطان کی طرف سے نسبت دے کیونکہ مسلمان کی بُری خوابوں سے بہت خوش ہوتا ہے (مرقات) بہر حال اچھی خواب رب کی بشارت سے تاکہ مسلمان اللہ کی رحمت کا منتظر اور شکر میں مشغول ہو جائے بُری خواب مایوس کن ہے۔ اور مایوسی شیطانی عمل ہے۔

لہٰذا یعنی اچھی خواب ضرور بیان کرے تاکہ اس کا ظہور ہو جائے مگر بیان کرے ایسے عالم معجز سے جو اس کا دوست و خیر خواہ ہو تاکہ وہ تعبیر خواب نہ دے اچھی تعبیر دے خواب کی پہلی تعبیر ہی پر خواب کا ظہور ہوتا ہے۔

بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا تَضُرُّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ جَابِرٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَأَلَ أَحَدُكُمْ
الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُرْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ
سَأَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ تَوَدُّهُ خَوَابُ لَيْسَ مَضْرُوبُكَ لَيْسَ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے
ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب
دیکھے، تو اپنے بائیں جانب یمن یا سمتوںکے لئے، اور یمن یا شیطاں سے اللہ کی پناہ
مانگے، اور جن کروٹ پر تھا اُس سے پھر جائے لے (مسلم) روایت ہے
حضرت ابو ہریرہ سے، فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

ﷺ یہ عمل بہت مجرب ہے کیسی ہی خطرناک خواب دیکھو یہ عمل کرو ان شاء اللہ اس کا ظہور کبھی
نہ ہوگا۔ اچیں خواب اللہ کی نعمت ہے اس کا چرہ کرو۔ دامنہ بنمہ بیت محمدؐ اور بری خواب بلا واسطہ
اس پر صبر کرو کسی سے نہ کہو رتب سے عرض کرو۔ ان شاء اللہ دفع ہو جائے گی (مرقات) چونکہ حضور کے
خطرناک خواب نگاہ کی طرف سے ہوتے تھے۔ اس لئے حضور لوگوں سے انکا ذکر فرما دیتے پھر ان کا ظہور بھی ہوتا
تھا۔ جیسے حضور نے خواب میں تلوار ٹوٹی دیکھی اس کا ظہور غزوہ احد کی تکالیف کی شکل میں نمودار ہوا۔
ہاتھوں پر مہاری کنگن دیکھے ان کا ظہور مسیلمہ کذاب اور اسود غنسی سے ہوا۔ لہذا حضور انور صلی اللہ علیہ
وسلم کا یہ فرمان حضور کے اس عمل شریف کے خلاف نہیں۔

ﷺ عربی میں بصق کہتے ہیں۔ تھوکتے کو اقل کہتے ہیں تھکانے کو یہاں بصق سے مراد تھکانا ہی
سے جیسا کہ دوسری روایات میں ہے یہ تینوں عمل شیطان کو ذلیل کرنے اور اپنے حال کو بدلتے
کے لئے ہیں۔ شیطان اکثر بائیں ہاتھ پر رہتا ہے اور تھوکن گویا شیطان کے منہ پر تھوکنا ہے۔ یہ عمل
بھی مجرب ہے برے خواب میں یہ دیکھ کر یہ کرنا چاہیے اس سے خواب ختم ہو جاتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ يَكُ
يَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ
سِتَّةٍ وَأَسْمَاءُ بَعِيْنٍ جُزْءٌ مِّنَ النَّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النَّبُوَّةِ
فَكَانَتْ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَيْبٍ وَأَنَا
أَقُولُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيثُ النَّفْسِ وَخَوَافُ الشَّيْطَانِ

علیہ وسلم نے کہ جب زمانہ قریب ہو گا تو مومن کی خواب جھوٹی نہ ہو سکے گی بلکہ
اور مومن کی خواب نبوت کا چھایا سواں حصہ ہے، اور جس کا تعلق نبوت سے
ہو، وہ جھوٹی نہیں ہوتی سہ محمد ابن سیرین نے فرمایا ہے کہ میں کہتا ہوں
کہ خواب تین طرح کی ہے، نفسانی خیالات ہے اور شیطان کی دھمکی

۱۔ کرب زمان میں کئی احتمال ہیں قریب قیامت۔ موت کے قریب کا زمانہ یعنی برپا ہوا وہ مہینے میں
میں دن رات بول رہتے ہیں حضرت امام مہدی کے ظہور کا زمانہ جبکہ لوگوں میں عیسٰی عشرت بہت ہو گا۔
سال گزرے گا مہینہ کی طرح مہینہ ہفتہ کی طرح ہفتہ ایک دن کی طرح وہ زمانہ جب لوگوں کی عمریں گھٹ
جائیں گی یا شر و فساد کا زمانہ جب لوگ ایک دوسرے سے گتہ جانیں قتل و خون کے لئے قریب ہو جائیں گے
(اشعہ) مرقات میں اس کے اور بہت سے معنی کئے گئے ہیں۔ مثلاً یا جوج ماجوج کے خروج کا زمانہ۔

۲۔ یعنی ان زمانوں میں اہل اسلام کی اکثر خوابیں صحیح ہوا کریں گی۔ ان تمام موقعوں پر خوابیں درست
ہونے کی وجہیں مرقات و لمعات وغیرہ نے بہت دراز بیان فرمائی ہیں۔
۳۔ اس مضمون کی شرح ابھی کچھ پہلے ہم عرض کر چکے ہیں۔

۴۔ محمد ابن سیرین حضرت انس ابن مالک کے آزاد کردہ غلام ہیں عظیم الشان تابعی ہیں۔ بڑے فقیر و مدد
عالم یا عمل تھے تقریباً ۱۰۰ سال عمر پائی۔ مثلاً ایک سو دس میں وفات ہوئی بصرہ کے پاس خواجہ حسن
بصرہ کے ساتھ ایک ہی حجرہ میں دفن ہیں فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے آپ اپنے زمانہ میں علم تعمیر کے
امام تھے۔ ۵۔ کہ دن بھر کے خیالات رات کو خواب کی شکل میں نظر آ جاتے ہیں۔

وَبَشَرَىٰ مِنْ اللَّهِ فَمَنْ رَأَىٰ شَيْئًا يُكْرِهُهُ عَلَىٰ أَحَدٍ وَلَيْقُمَ
فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يُكْرِهُهُ الْغُلَّ فِي السَّوْمِ وَيُعْجِبُهُمُ
الْقَيْدُ وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثُبَاتٌ فِي الدِّينِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ قَالَ
الْبُخَارِيُّ سَأَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُونُسُ وَهَشِيمٌ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ
ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ يُونُسُ لَا أَحْسَبُهُ إِلَّا

اور مذکورہ مرث سے بشارت تھ تو جو ناپسند چیز خواب میں دیکھے اُسے کسی پر بیان نہ
کرسے، در کھڑا اور باجھے نماز پڑھے اُسے فرمایا کہ آپ خواب میں طوق کو ناپسند کرتے تھے، افسانہ
قید پسند تھے کہا جاتا ہے کہ قید دین میں سختی ہے (مسلم بخاری) بخاری نے فرمایا کہ اسے
قتادہ، یونس، ہشیم اور ابو ہریرہ نے محمد بن سیرین سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے اُسے

سلسلے یعنی ہر خواب سچا نہیں ہوتا۔ نفسانی۔ شیطانی خواب مثل وسوسہ کے ہوتے ہیں ناقابل اعتبار اور روحانی
خواب ہاں روحانی خواب جس کا تعلق فرشتہ سے ہوتا ہے وہ درست ہی ہوتے ہیں یہ ہماری خوابوں کا حال ہے
حضرت انبیاء و کرام کے خواب ہمیشہ روحانی اور درست ہوتے ہیں لہذا حدیث بالکل ظاہر ہے۔

سلسلے تاکہ نماز کی برکت سے شیطان کا اثر جاتا رہے یہ مشورہ جب سے جبکہ نماز میں دل لگے ورنہ ہاتھ
کی طرف تشکار دے کر دھڑ بھلے لے لا حول تشریف پڑھے جیسا کہ ابھی پہلی حدیث میں گزرا۔

سلسلے یعنی ابن سیرین خواب میں اپنے گلے میں طوق دیکھنا ناپسند کرتے تھے۔ اپنے پاؤں میں زنجیر و پیریاں
دیکھنا پسند کرتے تھے اور کہتے تھے یا حضرت محمد کرام خواب میں اپنے گلے میں طوق دیکھنا ناپسند کرتے تھے کان
یکرہ کا قائل ابن سیرین ہیں اور یحییٰ بن محمد کا مرجع حضرات صحابہ کرام ہیں خلاصہ یہ ہے کہ گلے میں طوق لعنت کی علامت
ہے پاؤں میں پیریاں دین پر استقامت کی نشانی ہے۔

سلسلے قتادہ تو مشہور تابعی ہیں یونس نام کے بہت راوی ہیں یہاں یونس ابن جابر بصری مراد ہیں جو عبد القیس
کے آزاد کردہ غلام ہیں کیونکہ محمد ابن سیرین سے یادہ روایت ہی کرتے ہیں، ہشیم سے مراد ہشیم ابن بشیر سلمیٰ ہیں ابو ہریرہ
بھی تابعی ہیں ان چاندوں بزرگوں نے کہا کہ محمد ابن سیرین نے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی (مشترک)

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ وَقَالَ مُسْلِمٌ
لَا أَذْرِي هُوَ فِي الْحَدِيثِ أَمْ قَالَهُ ابْنُ سِيرِينَ وَفِي رَوَايَةٍ
أُذْرِي فِي الْحَدِيثِ قَوْلُهُ وَأَكْرَهُ الْغُلَّ إِلَى تَمَامِ الْكَلَامِ
وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ سَأَلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَأَلْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ سَأَلُ قُطِعَ

روایت کیا یونس نے فرمایا میں نے سہ نہیں کیا کہ تاثر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قید کے متعلق ملے
اور مسلم نے کہا مجھے خبر نہیں کہ وہ حدیث میں ہے یا ابن سیرین نے کہا ہے اور ایک روایت میں ہے
کہ حدیث میں یہ قول اکرو الغل پورے کا پورا حدیث میں داخل کر لیا گیا ہے، مگر روایت ہے
حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، بولا کہ
میں نے خواب میں دیکھا، گویا میرا سر کاٹ دیا گیا ہے مگر

ملے یعنی یونس ابن عبید نے کہا کہ قید کے متعلق یہ فرمان کہ قید پسند کرتے تھے یہ حضور کا فرمانِ عالی ہے
کہ حضور خواب میں قید دیکھنا پسند فرماتے تھے۔
ملے میں خواب میں قید دیکھنے کا محبوب ہوتا یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے یا محمد ابن سیرین کا پنا
قول ہے۔

ملے یعنی کان یکرہ الغل ہے بیکر فی الدین تک کی عبادت حدیث میں نہیں ہے یہ ابن سیرین کا اپنا قول ہے مگر
اسے حدیث میں اس طرح بیان کیا ہے کہ حدیث کا جز معلوم ہوتا ہے یہ شامل کرنے والے یا تو ابن سیرین ہیں
یا ابو ہریرہ (اشعری) یہاں مرقات نے فرمایا کہ طوق گردن میں پڑتا ہے اور قیامت کے دن کفار کی گردنوں میں طوق
ہوگا۔ رب فرماتا ہے اِذَا لَفَظَالُ فِيْ اَعْنَاقِهِمْ۔ لہذا یہ خواب میں دیکھنا اچھا نہیں اور بیڑیاں پاؤں میں پڑتی ہیں
جس سے پاؤں ایک جگہ ٹھہرتا ہے اس میں تارہ ہے کہ اس کو اسلام پر ثابت قدمی نصیب ہوگی اپنے ہاتھ
گردن سے بندھے ہوئے دیکھنا نخل کی علامت ہے۔

ملے یعنی مجھے ذبح یا قتل کر دیا اللہ میں اپنے ذبح اپنے قتل کو خود دیکھ رہا ہوں۔ وہ صاحب خواب سے گھرا گئے تھے۔

نَفْسِكَ إِنِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيمَا بَرَى النَّاسُ كَأَنِّي فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ سَارِيعٍ فَأَتَيْتُنَا بِرُطَيْبٍ مِنْ رُطَيْبِ بْنِ طَابٍ فَأَوَّلْتُ أَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلَمَّا دِينَا قَدْ طَابَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا جب تم میں سے کسی سے شیطان خواب میں کھیلے تو لوگوں کو اس کی خبر نہ دینے (مسلم) بلکہ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مجھے اس میں جس میں سونے والا دیکھتا ہے دکھایا گیا، گویا ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں کہ ہمارے پاس ابن طاب کے کچھ رطب لائے گئے ہیں نے تعبیر دی کہ دنیا میں بلندی ہمارے لیے ہے اور آخرت میں انجام بھی اللہ ہے کہ ہمارا دین طیب ہو گیا (مسلم)

سہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی سے معلوم فرمایا، کہ یہ خواب اخلاصات احلام ہے، شیطان اسے مفہوم کرنے کے لئے یہ خواب دکھایا ہے، اگر یہ خواب درست ہو، تو اس کی تعبیر برقی ہے، تبدیل حال مفہوم دیکھنے تو اسے خوشی ہوگی غرض حال دیکھنے، تو وہ بد حال ہو جائے گا۔ غلام دیکھے تو آزاد ہو جائے گا۔ مفروض دیکھے تو قرض سے آزاد ہو جائے گا۔ لہذا یہ حدیث بھی صحیح ہے، اور معتبرین کی یہ مذکورہ تعبیر بھی درست میں (مرقات و اشع) سہ یاری ان نام سے مراد صادر و صادر خواہیں ہیں ان نام میں الف لام جہدی ہے جس سے ہوس صادر نام مراد ہے۔ سہ بن ہم مع صحابہ کرام ان کے گھر میں ہیں ہم سب کے پاس یہ کجوریں لائی گئیں۔ ابن طاب مدینہ منورہ میں ایک شخص تھا جس کی طرف یہ کجوریں منسوب ہیں۔ انھیں عذق ابن طاب بھی کہتے ہیں، اور رطب ابن طاب بھی سہ حضور انور نے یہ تعبیر ان کے ناموں سے دی۔ حضور انور ناموں سے نانی بیداری بھی لیتے تھے، چنانچہ سفر ہجرت میں حضور انور نے کفار کی ایک جماعت کو دیکھا جس کا سر سردار بریدہ اسمی تھا جسے کفار مکہ نے سزاؤں کے دھرو پر حضور انور کو گرفتار کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ آپ نے پوچھا، تیرا نام کیا ہے؟ بولا بریدہ و تو صدیق اکبر سے فرمایا (سورۃ افتخار) ہمارے کاموں میں ٹھنڈک ہوئی۔ پھر پوچھا، تیرا نسب کیا ہے؟ بولا بنی اسلم! فرمایا، انشاء اللہ ہم کو مسلمان بنی، پھر پوچھا کونسا اسلم؟ بولا بنی بہم طے۔ فرمایا (اصبت سہمک) تو نے اپنا حق سہم لیا۔ اسی وقت بریدہ مسلمان ہو گئے، اور حضور کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوئے، گویا حضور علیہ السلام نے جو کہا، وہ ہوا، انھیں قصہ بن گیا۔ (اشعۃ المعانی)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ إِنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلَيْ إِلَى أَتْبَاقِ الْيَمَامَةِ أَوْ هَجَرَ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هَذِهِ إِنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَأَنْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ

روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوریں ہیں، تو میرا خیال اُدھر گیا جہاں کہ وہ زمین یمامہ یا ہجر ہے جہاں گرد و نخل مریتہ یعنی یثرب تھا اور میں نے اپنی اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک تلوار ہلاتی ہوں تو اس کا درمیان جھٹہ ٹوٹ گیا، یہ وہ تکلیف تھی جو مسلمانوں کو اُحد کے دن پہنچنی پڑی تھی پھر میں نے اسے

اسے دھکیل دیا اور اُدھر کے قوت سے یہی گھبراہٹ اور فوراً دل میں آنے والا خیال درقات اسٹا یمامہ ایک لونڈی کا نام تھا جس کی ہانکیں میل اور نگاہ بہت تیز تھی، پورن پھر اور علاقہ اس کی طرف منسوب ہے یمامہ سائے حجاز میں زیادہ ہر ہجرا دیکھو گردن والی بستی ہے، مکہ معظمہ سے جانب مشرق ہے، بصرہ و کوفہ سے سولہ منزل پر ہے، مسجلہ کذاب یہاں ہی کا باشندہ تھا۔ ہجر بکرن کے علاقہ میں ایک شہر ہے جہاں کے گھرے اور شے بہت مشہور تھے۔

اسٹا یعنی اس خواب کے کچھ دیگر معلومات سے معلوم ہوا کہ ہماری جائے ہجرت مدینہ منورہ ہے جسے لوگ یثرب کہتے ہیں۔ حضور کی یہ تعبیر ہجرت سے کہیں پہلے ہو چکی تھی خواب دیکھنے کے کچھ بعد جہاں یثرب کا نام سے معلوم ہو رہا ہے دیکھو شفعہ۔ خیال ہے کہ مدینہ منورہ کے قریب اسٹی نام ہیں جن میں سے بہت سے نام شیخ عبدالحق نے اپنی کتاب جذب القلوب میں بیان فرمائے، مدینہ طیبہ، طابہ بطنی، رطلی وغیرہ اسے یثرب کہنا منع ہے طریقہ منافقین ہے قرآن کریم فرما رہا ہے کہ منافقین کہتے ہیں یا اہل یثرب لا مقام لکم۔ امام احمد نے بروایت براہ ابن عازب مرفوعاً نقل فرمایا کہ جو اسے یثرب کہے وہ توبہ کہے (مرقات، بخاری نے اپنی تائید میں روایت کی کہ حضور فرماتے ہیں جو ایک بار مدینہ کو یثرب کہے وہ کفار کہے دس بار مدینہ کہے (اشعۃ) یثرب نوح علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام تھا جس نے یہ شہر آباد کیا و کبار رافعہ و اشد اعلم روح البیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے زمانہ سلیمانی میں شیخ نے کہا دیکھا۔ نیز یثرب بنا ہے یثرب یعنی ہجرت یا معصیت، یثرب بمعنی معصیت و آفات کی جگہ، چونکہ پہلے یہ جگہ بڑی بیماریوں والی تھی، اس لیے یثرب کہانی تھی حضور کی رکت سے طیبہ یعنی صاف کی جوفی زمین ہو گئی۔ اب وہ جگہ بجائے دارالوہاب کے دارالشفار بن گئی۔

أُخْرَى تَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللَّهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَلَا جَمَاعَ
 الْمُؤْمِنِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بَيْنَنَا أَنَا نَارُكُمْ أُنِيتُمْ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي كَفِّي سَوَارَانِ مِنْ
 ذَهَبٍ فَكَبَّرْتُ عَلَى قَاوُجِدَالِي أَنَّ أَنْفَعَهُمَا نَفْعَتُهُمَا فَذَهَبًا فَأَوَّلَتْهُمَا
 الْكَذَّابِينَ الَّذِينَ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَا وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

دوبارہ ہوا تو وہ پہلے سے زیادہ اچھی ہو گئی، تو یہ وہ فتح اور مسلمانوں کا جماع ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا علیہ وسلم بخاری روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب نہ سو رہے تھے تو ہلکے پاس زمین کے خزانے لٹے گئے یہ تو بھر ماسے، اُنہوں میں سونے کے دو کٹھن رکھے گئے، وہ ہم پر بھاری پئے تو ہم کو دھکی کی گئی، کہ انھیں بھونک مار دو، ہم نے بھونکا تو وہ دونوں جاتے رہے یہ ہم نے انکی تعبیر اُن دونوں سے کی، جکے در بیان ہم ہیں صنعا والا اور یمامہ والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵۰ یعنی تلوار کا نوٹنا مسلمانوں کی وہ پریشانی تھی جو انہیں اعداء میں بلوچھی۔ معلوم ہوا کہ غازی شہان صوبہ کی تلواریں اور حضور کے قدم میں ہیں۔ ۱۵۱ اس نسخے سے مراد یا تو خود اُحد کے دن کی فتح ہے، کہ اول مسلمانوں کے قدم اکٹھے، دستہ حضرات شہید ہو گئے۔ پھر حضور کے قدموں میں جمع ہو گئے، اور بخیر و خوبی مدینہ منورہ پہنچے، نہ اُن کا مال تھا، نہ کوئی مسلمان قیدی ہوا، نہ کہہ کی آمد ہوئی نہ ہوائی، وہ تو مدینہ منورہ کو برآمد کرے تھے، کام گئے۔ ہمارے اُحد کی فتوحات میں جیسے فتح مکہ، فتح خیبر وغیرہ۔ ۱۵۲ اور ہم کو حق فرماتے گئے یا تو خزانوں کی باریاں عطا ہوئیں یا اُحد خزانے کے حضور ان کے ایک بنا رہے گئے۔ (مرقات) خزانوں میں، زمین اور اس کے تمام ملک اور اس کی تمام چیزیں بحری ہوں یا بری سب اُنہیں حضور سب چیزوں کے مالک کہہ رہے گئے۔ اب جو بس کو بیٹے کا یا رہتا ہے، حضور کی عطا سے ہوتا ہے۔ شعور۔

بُتھی ہے کہ زمین میں نعمت رسول اللہ کی

وادی بیت جوس کو بد اُن سے جا

۱۵۳ کہو کہ وہ کنگس مجھے ناپسند تھے، بخاری پڑنے سے مرد ناپسندیدگی ہے، (مرقات) ۱۵۴ چونکہ سے اراد بنے میں اشارہ اس ناپسندیدگی کے وہ دونوں دشمن آپ کا کھڑے ہوئے، آسانی سے دفع ہو رہے ہیں گئے، اس حدیث کی بنا پر بعض معتبر کہتے ہیں کہ اگر مرد خوب ہیں یہ ہاتھ میں سونے کے کٹھن دیئے، تو کسی صحبت میں گرفتار ہو گا، نہ سونے کے کٹھن مرد کے لئے حرام ہیں، مردہ متعلقوں کے سوا سب ہیں، یہاں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کٹھن اپنی تجویز پر رکھے سوتے دیکھے تھے۔

وَفِي رِوَايَةٍ يُقَالُ أَحَدُ هَؤُلَاءِ مُسَيِّكَةً صَاحِبُ الْيَمَامَةِ وَالْعَبَّاسِيُّ صَاحِبُ
صَنْعَاءَ كَمَا أَحَدُ هَذِهِ الرِّوَايَةِ فِي الْقَصِيحَيْنِ وَذَكَرَهَا صَاحِبُ الْجَامِعِ عَنِ
الْإِمْرِئِيِّ - وَعَنْ أَمِّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ رَأَيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ
فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِي فَقَصَصْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
ذَلِكَ عَمَلُهُ يَجْرِي لَهُ رِوَاةُ الْبُخَارِيِّ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ نَوْمًا

اور ایک روایت میں ہے کہ ان میں سے ایک سیکہ ہے بیمار والا اور کسی بے صفا والا۔ میں نے یہ روایت مسلم بخاری
میں نہ پائی، اسے صاحب جامع نے ترمذی سے ذکر کیا۔ سہ روایت ہے ام مولا انصاریہ سے فرماتی ہیں میں نے
عثمان ابن مظعون کا چشمہ خواب میں دیکھا تھا بہت بڑا، میں نے اس کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
میں عرض کیا، تو فرمایا کہ یہ اس کا عمل ہے جو اس کے لئے جاری ہے (بخاری) روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب
سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے چہرہ اور سے ہم پر نور ہوتے فرماتے تم میں آج رات کی شہ خوب

سہ بنی دو جھوٹے مدعی نبوت جو حضور کے زمانہ میں ہی پیدا ہوئے اور دعویٰ نبوت کر چکے تھے، ایک اسود غسانی جو اوس کے شہر صنعا
میں رہتا تھا، جسے حضور کے مرض وقت میں ہی فیروز دہلی نے قتل کیا، اور مضبر کو جبرودی، حضور نے فیروز کو رومادی۔ دوسرا
سیلہ کذاب جو حجاز کے ایک شہر یمامہ میں رہتا تھا، جسے خلافت صدیقی میں حضرت وحشی ابن حرب نے قتل کیا۔ اس کا واقعہ
بہت مشہور ہے، یہ دونوں بڑے مردہ تھے جیسے جمل مرزا قادیانی۔ اس خواب اور اس تعبیر سے چند مسئلہ معلوم ہوتے، ایک یہ کہ
سیلہ اور غسانی کی نبوتیں دنیا طبعی کینے تھیں کہ حضور نے انہیں سونے کے ٹکٹوں کی شکل دی تھی۔ دوسرے یہ کہ ان کی وجہ سے حضور کے غلبہ
بوجہ تھا کہ وہ گمراہ کرتے۔ تیسرے یہ کہ وہ ان کے ایمان کو ردی صورت قیام کرنے والے تھے۔ چوتھے یہ کہ حضرت صدیق اکبر کی خلافت برحق
اور آپ کے فتوحات حضور کے کرم سے ہیں، کیونکہ سیلہ کذاب حضرت صدیق اکبر کی خلافت میں آیا گیا، آپ نے اس پر جہاد کیا، جسے حضور
انور نے بنی یحیٰ تک سے اُرتا دیکھا، صدق کبر کا جہاد حضور کی پھونک تھی، سہ اس کا مشاہدہ ہے کہ صاحب معراج نے بی بیٹ
فصل اول میں بیان کیا حالانکہ یہ صحیحین کی ہیں، اسے دوسری فصل میں لانا چاہیے تھا سہ آپ کا نام زینب ہے، زید ابن ثابت کی
نذر ہیں، غار ابن زید کی والدہ عثمان ابن مظعون آپ کے ہاں دائمی مہمان تھے، آپ کے جسم سے سہ تھے۔ حضور نے مہاجرین کو نفع
میں تقسیم فرما دیا تھا، تو حضرت عثمان ابن مظعون جناب ام المومنین کے پاس ہے سہ یہ مضمون بڑی حدت کا حصہ ہے رہائی آگئی

قَالَ فَإِنْ نَأَى أَحَدٌ قَصَصَهَا فَيَقُولُ مَا سَأَلَ اللَّهُ فَسَأَلْنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَأَى مِنْكُمْ أَحَدٌ رُيَا قُلْنَا لَا قَالَ لَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أُنِيََا نِي فَأَخَذَا بِيَدَيَّ فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ كَلْبٌ مِنْ حَدِيدٍ يُدْخِلُهُ فِي شِدْقِهِ فَيَشْقُهُ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخَرَ مِثْلَ ذَلِكَ وَيَكْتُمُ شِدْقَهُ هَذَا فَيَعُودُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ

دیکھا ہے فرماتے اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو اُسے بیان کرنا، آپ وہ فرماتے جو رب چاہتا چنانچہ ہم سے پوچھا، فرمایا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے، ہم نے عرض کیا نہیں، بلکہ فرمایا لیکن میں نے آج رات دو شخصوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے، ادھوں نے میرے ہاتھ پکڑے پھر مجھے مقدس زمین کی طرف لے گئے یہ تو ایک شخص بیٹھا تھا اور ایک شخص کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کا زنجیر ہے جیسے اُس کے جبرے میں داخل کرنا ہے تو اُسے چیر دیتا ہے، حتیٰ کہ اس کی گڈن تک پہنچا دیتا۔ پھر اُس کے دوسرے جبرے سے اسی طرح کرنا اور اُس کا وہ جبرہ ابھر جاتا۔ پھر نوٹا تو اسی طرح کرنا ہے۔

(بقیہ حواشی ص ۳۱۵) عثمان ابن مظعون کعب ابن لوی کی اولاد میں سے ہیں، قریش میں تیرھویں مسلمان ہیں صاحبِ بکرتین ہیں، حضور کی ہجرت کے اڑھائی سال بعد مدینہ منورہ میں فوت ہوئے، حضور نے آپ کی پیشانی چھنی، آپ مدینہ میں پہلے مہاجرین میں سے وفات ہوئی، اور جنت بقیع میں دفن ہوئے، اُن کے تعلق امِ اہل اسلام نے خواب دیکھا کہ اُن کے پاس ثغاف پانی کا چشمہ ہوا ہے۔ سلسلہ میں حضرت عثمان مرابط مجاہد تھے اور مجاہد کو تاروز قیامت ثواب ملتا ہے اُس کا عمل صدقہ جاریہ ہوتا ہے اسے ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے یہ پانی کا چشمہ اُن کا دارِ ثواب ہے۔ آپ کا ذکر بار بار ہو چکا ہے کہ آپ عظیم الشان صحابی ہیں، بڑے محدث ہیں، بعمر میں آپ کی وفات ہوئی سلسلہ ہجری میں یا سلسلہ ہجری میں سلسلہ معلوم ہو کر لوگوں سے جواب پوچھنا، اُس کی تعبیر دینا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بشرطیکہ تعبیر خواب کا علم ہو سلسلہ یا تو مراعہ میں فرمایا یا تمام حضرات غامض ہے یہ غامضی غنی کی علامت تھی (مرقات) پہلا احتمال زیادہ قوی ہے سلسلہ یہ خصوصاً سراج منی میں خواب کی سراج ہے، زمین مقدس سے ہر مصلحت کی زمین ہے، جہاں بیت المقدس واقع ہوا ہے، چونکہ اسی زمین میں حضراتِ انبیاء کے مزارات بہت ہیں اس لیے اسے مقدس کہا جاتا ہے۔ چنانچہ بیت المقدس سے تیس میل کے فاصلہ پر ایک بستی ہے جنسِ رخنہاں سے غارِ انبیاء، اُس غار میں ستر ہزار نبیوں کے مزارات ہیں، اُن میں سے وہاں کی زیارت کی ہے، درمیان میں بیتِ اہم تھا، جانتے بیدائش منی علیہ السلام یا زمین مقدس سے کوئی اور پاک زمین

فَإِذَا أَحْمَدَاتُ رَجَعُوا فِيهَا فَرَفِيقًا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عَمْرَاءُ فَقُلْتُ مَا هَذَا قَالَا
 انْطَلِقْ فَإِنَّا نَطْلُقُنَا حَتَّىٰ آتَيْنَا عَلَىٰ نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَىٰ وَسْطِ
 النَّهْرِ وَعَلَىٰ شَظِ الثَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَابَةٌ وَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي
 فِي الثَّهْرِ فَإِذَا أَسَٰدَ أَنْ يَخْرُجَ رَأَىٰ الرَّجُلَ يَحْجِرُ فِي رَفِيهِ قَرْدَةً حَيْثُ
 كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَىٰ فِي رَفِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ
 مَا هَذَا قَالَا انْطَلِقْ فَإِنَّا نَطْلُقُنَا حَتَّىٰ انْتَهَيْنَا إِلَىٰ رَوْضَةٍ خَضِرَاءَ فِيهَا
 شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصَبِيَّانِ وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ

اور جب بھتی تو اس میں ٹوٹ جلتے تھے اس میں شے مرد و عورتیں تھیں تھیں میں نے کہا یہ کیا ہے اور بچے
 چلتے ہم چل دیئے، حتیٰ کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے، جس میں ایک آدمی دربان نہر کے کمر، تھا اور
 نہر کے کنارے پر ایک آدمی کھڑا ہے جس کے سامنے پتھر تھے جو آدمی نہر میں تو آدہ آ آجب نکلا اچھڑتا
 تو یہ شخص اس کے منہ میں پتھر مارتا، تو اسے وہاں ہی کھڑا رہتا، جہاں تھوڑے پھر یہ کرنے لگا کہ جب بھی
 یہ نکلنے کیلئے آتا تو اس سے منہ میں پتھر مارتا، وہ جہاں تھا وہاں ٹوٹ جاتا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے ؟
 وہ بولے چلتے تھے ہم چلے حتیٰ کہ ایک سبز باغ تک پہنچے، جس میں ایک بڑا درخت تھا، جسکی جڑیں
 ایک بوڑھے صاحب اور کچھ نیچے تھے، ایک شخص درخت سے قریب تھا

۱۵۔ مگر اس کے باوجود انکی جان نہیں نکلتی ہے تاکہ آگ کا پذاب اُن پر قائم ہے، ۱۶۔ یعنی پچھہ دیکھے جسے وہ مذاب بھی تھے،
 ۱۷۔ نہر انداب فونی تھا، جس میں مرد و عورتیں سب ایک ساتھ ہی گرفتار تھے، خدا کی پناہ، ۱۸۔ یعنی جو شخص خون کی نہر میں کھڑے ہو وہ
 سخت نلک، مصیبت و تکلیف میں سے وہاں سے نکلنا پاتا ہے، آج گرمیوں کے موسم میں گرم پانی کے ٹپ میں کھڑے ہونا ہی سخت
 تکلیف دہ ہوتا ہے، وہ تو گرم خون میں کھڑا ہونا تھا، اُس سے بھاگتا تھا مگر کتا بے والا آدمی اُسے نکلنے نہ دیتا تھا۔ نہر سے اُس
 پار نکلنے کی راہ نہ تھی، اس لئے وہ اس طرف بھاگ کر آتا اور پتھر کھا کر ٹوٹ جاتا۔ یہ تو مذاب دکھائے گئے اب ثواب دکھا۔
 جاتے ہیں، ۱۹۔ اور اسکی قدریں درختیں بھی دیکھے، ۲۰۔ یہاں بڑے مراد میں مراد ہیں مگر درخت کی جڑ سے بعض مگر مراد ہے
 درخت کے جھیلوؤں کے نیچے وہاں پر بزرگ اور بچے ہیں۔ (مرثیہ)

بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يَوْقِدُهَا فَصَعِدَ إِلَى الشَّجَرَةِ فَأَدْخَلَنِي دَارًا أَوْسَطَ الشَّجَرَةِ
لَمْ أَرَقَطًا أَحْسَنَ مِنْهَا فِيهَا رِجَالٌ شُبُوحٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصَبِيحَانٌ ثُمَّ
أَخْرَجَانِي مِنْهَا فَصَعِدَ إِلَى الشَّجَرَةِ فَأَدْخَلَنِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ
مِنْهَا فِيهَا شُبُوحٌ وَشَبَابٌ فَقُلْتُ لَهُمَا إِنَّكُمَا قَدْ طَوَفْتُمَا فِي اللَّيْلَةِ
فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا نَعَمْ أَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ

جس کے سامنے آگ تھی جسے وہ روشن کر رہا تھا، یہ مجھے درخت تک لے گئے، مجھے اس گھر میں داخل کیا
جو درخت کے نیچے ہی تھا۔ اس سے اچھا مکان میں نے کسی نہ دیکھا۔ اُس میں کچھ لوگ بوڑھے
اور جوان درختوں میں دپتے تھے یہ پھر وہ مجھے وہاں سے لگئے، مجھے اُس درخت میں جڑ کے پاس
ایسے گھر میں داخل کیا جو اس سے بھی اچھا اور بہتر تھا۔ یہ اس میں بوڑھے اور جوان تھے جیسے میں
نے ان دونوں سے کہا، تم نے مجھے آج رات بھر بھرا دیا، مجھے اس کی خبر دو۔ یہ جو میں نے دیکھا یہ
بوسے ہاں، لیکن وہ شخص جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جگر اچھا جا رہا ہے

۱۔ درخت کے نیچے مکان ہونے کی کیفیت ہماری سمجھ سے بالا ہے، اسے دیکھ دلا جانے یا دکھانے والا۔ بہر حال جو موت
سہی سو ہمارا اُس برائیمان ہے ۲۔ یہی اس دنیا میں کسی ایسا شاندار مکان نہ دیکھا، اور نہ ہی جسمانی غرابوں میں جنت
میں مکانات دیکھے تھے۔ یہ بھی جنت کا ہی مکان تھا۔ ۳۔ شباب جمع ہے شباب کی یعنی جوان، مرد ہو یا عورت سب پر
بر لا جاتا ہے، ۴۔ یعنی اس گھر کی بھارت اور یہاں کی زیب و زینت پہلے گھر سے کہیں زیادہ تھی، احسن سے
مراد ہے ذاتی حویلی، افضل سے مراد ہے آرائش و انصافیت، ۵۔ یہاں عورتوں بچوں کا

در نہیں اس کی وجہ بیان تعبیر سے بن مسلم لکھی، اس لئے کہ یہ جگہ کاہن کی ہے، اور عورتیں بچے
کامل کم ہونے ہیں، اس لئے ۶۔ تاکہ خواب کی تعبیر خواب ہی میں ہو جائے
سکھان، انشاء اس خواب کے بھی قرآن مجید، اور اس تعبیر کے
بھی فدا۔

فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذِبِ فَتَحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ
مَا تَرَى إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَدُّ رَأْسَهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ
الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيهِ يَا لَهَا رُفِعَ لَهُ بِمَا رَأَيْتَ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّقَبِ فَهُمْ الزُّنَاةُ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي
النَّهْرِ أَكُلُ الرِّبَا وَالشَّيْخُ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ وَالصَّبِيحُ

یہ وہ جھوٹا ہے جو جھوٹی خبر دیتا ہے، جو اس سے نقل کی جاتی ہے حتیٰ کہ سامنے ملک میں مہل ماتی
ہے، جو کچھ آپ نے دیکھا اُس کے ساتھ تار و ز قیامت کیا جائے گا، اور جو آپ نے دیکھا، اس
کا سر کھلا جا رہا ہے، یہ وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھایا، اور وہ رات میں اُس سے
غافل سویا، اور دن میں اوس کے فرمان پر عمل نہ کیا، جو کچھ آپ نے دیکھا، اُس کے ساتھ یہ
قیامت تک کیا جائے گا، اور جو لوگ آپ نے نور میں دیکھے، بہ زانی لوگ ہیں، اور جسے آپ
نے نہر میں دیکھا، وہ سود خوار ہے، اور وہ بوڑھے صاحب جنہیں آپ نے دشت کی جڑ میں دیکھا
ابراہیم علیہ السلام ہیں، اور اُن کے آس پاس واسے پختہ وہ لوگوں کی

سلسلہ میں جھوٹ کا موجد جھوٹ گھڑنے والا، اور لوگوں میں جھوٹ پھیلانے والا، جس سے اور لوگ بھی جھوٹ بولیں، پھر بداد
جھوٹے میں داخل ہیں، اور دینی جھوٹے بھی، جو بے دینی کا موجد جھوٹا دین گھڑ کر لوگوں میں شائع کوئے، لوگ اُس جھوٹ کی تصدیق
کریں، وہ بھی اسی زمرہ میں ہے، مثلاً مرزا نے کہا، 'میں نبی ہوں' یہ جھوٹ گھڑا، پھر اُس کے متبعین نے کہا، 'اے اُمّی واقعی وہی
ہے' یہ ہرئی اس جھوٹ کی اشاعت۔ عرض کہ غلط بات، غلط مسئلہ، غلط عقیدہ ایجاد کو نہ لوں گا یہ انجام ہے 'سلسلہ' پر کو عام
بے عمل فاسق بھی ہے، فاسق گھر بھی، یا گمراہ بھی ہے گمراہ گھر بھی، کہ اسکی دیکھا دیکھی ہیبت لوگ مدعمل یا بدعتیہ ہو جاتے ہیں، اس نے انکو
غلاب بھی ہیبت بتوا، چونکہ رات میں تلاوت قرآن زیادہ ہوتی ہے، دن میں عمل قرآن زیادہ، کہ تو سے فیصدی اچھا دن میں سوتے
اس لئے عمل کو دن کے ساتھ خاص فرمایا، اور رات کے متعلق فرمایا، کہ سو گیا، یعنی رات میں نماز تہجد وغیرہ نہ پڑھی جس میں قرآن شریف کی
تلاوت کرنا، جو سر خدا کیلئے نہ جیتے، وہ کیسے سکری قابل ہے 'سلسلہ' چونکہ زانی اور زانیہ غیر کے سلسلے لگتے پڑتے تھے، اسی سے انہیں
دونوں میں ننگار کھا گیا، تاکہ اپنا یہ شوق پورا کریں، اس سے آج کل کے فیشن پرست لوگ عبرت پکڑیں جو نیم عریاں لباس میں بارہ چمکتے ہیں،
بیز انہوں نے دنیا میں، تنہا شہوت سے باہر نکالی، لہذا وہ بھڑکی انگ میں جلانے لگتے شہوت اپنے قلم پر خرقہ بوز توڑتے اور بے عمل

حَوْلَهُ فَأَوْلَادُ النَّبِيِّ الَّذِي يُوقَدُ النَّاسَ مَا لَكَ خَيْرٌ مِنَ النَّارِ وَالْدَّارُ
الْأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارَ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَقَامَ هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ
وَأَنَا جَبْرَائِيلُ وَهَذَا إِمِّيكَائِيلُ فَأَرْفَعُ رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أُنْفِقِي
مِثْلُ السَّحَابِ فِي رِوَايَةٍ مِثْلُ الرُّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَ ذَلِكَ مِثْلُ ذَلِكَ
قُلْتُ دَعَانِي أَدْخُلْ مَنَزِلِي قَالَ لِمَ لَمْ تَسْأَلْنِي فَلَوْ اسْتَكْمَلْتَهُ

اولاد ہے لیہ اور وہ جو اگ وشن کر رہے تھے وہ مالک میں دوزخ کے غزا پچی لیہ اور پہلا گھر میں
آپ گئے، وہ عام مسلمانوں کا گھر ہے لیہ اور یہ گھر شہداء کا گھر ہے لیہ میں جبرائیل ہوں اور میکائیل
اپنا سر فوٹا لیہ میں نے اپنا سر اٹھایا تو ناگاہ میرے سر پر بادل جیسا تھا۔ اور ایک روایت میں
ہے کہ سفید تہ بہ تہ بادل جیسا، وہ دونوں بولے یہ آپ کا گھر ہے لیہ میں نے کہا، مجھے چھوڑو،
اپنے گھر میں جاؤں، وہ بولے کہ ابھی آپ کی عمر باقی ہے جو آپ نے پوری نہیں کی، اگر آپ پوری کرتے

مرد ہو، تو اے ﷺ چرکہ دنیا میں سود خوار لوگوں کے خون یوست تھا، کہ غریبوں کا مال سود کے ذریعہ حرام طریقے سے جمع کر کے
بہرہ لیتا تھا۔ مدائسے خوں کی نہروں میں کھرا کیا گی۔ ﷺ ملار فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے جھوٹے بچے جو بچپن میں فوت ہو جاویں وہ
دوزخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام و سارہ رضی اللہ عنہما کی پوروش میں رہتے ہیں، قیامت میں سوائے ابراہیم علیہ السلام کے باقی
وہ جو نہ ہو گئے، بے ڈاڑھ ہو چکے، ﷺ مالک نام ہے دارودہ دوزخ کا، ﷺ یعنی وہ جنت کا وہ مقام ہے جہاں تمام
مجتہد مسلمان رہیں گے، اسی لئے آپ نے دنیاں مرد عورتیں اور بچے دیکھے، ﷺ یعنی یہ گھر شہیدوں اور غاص بوسوں کا ہے اسی
لیے یہاں عود نہیں اور بچے کم ہیں، کہ یہ مراتب عموماً مردوں کو ہی حاصل ہوتے ہیں، ﷺ تمام فرشتوں میں اصل حضرت جبرائیل
علیہ السلام ہیں، (مرقات) ﷺ یعنی وہ مکان بہت حسین، خوشنما، بہت اونچا، بہت وسیع کہ جہاں تک بغیر اُس کے فصل کے
ذیور نہا جائے، ﷺ بہت کا گھر عینا اونچا اتنا ہی اعلیٰ، دوزخ کا گھر جس قدر نیچا اتنا ہی بدتر، چونکہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم تمام جہان سے افضل و اعلیٰ ہیں، لہذا آپ کا مقام بھی سب سے اونچا و اعلیٰ ہے، اتنا اونچا کہ حضور اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں کھڑے ہو کر اُسے بادل کی طرح ادنیٰ دیکھ لیا۔

اَتَيْتُ مَنْزِلَكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - وَذَكَرَ حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِينَةِ فِي بَابِ حَرَمِ الْمَدِينَةِ - الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ ابْنِ زُرَّيْنِ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ بَشَةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوءَةِ وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ طَائِرٌ مَا لَمْ يَحْدَثْ بِهَا فَإِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ وَأَحْبَبُهُ قَالَ لَا تُحَدِّثُ إِلَّا حَبِيبًا أَوْ لَيْبًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ دَاوُدَ قَالَ الرُّؤْيَا عَلَى رَجُلٍ

تو اپنے گھر چلے جاتے ہیں بخاری، اور عبد اللہ ابن عمر کی حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب مدینہ منورہ کے باغ میں باب حرم مدینہ میں ذکر کی گئی۔ دوسری فصل۔ روایت ہے حضرت ابو ذرین عقیل سے علیہ السلام فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سوں کی خواب نبوت کا چھپا لبسوں جیسے اور وہ پرند کے پاؤں پر ہوتی ہے، جتنک اس کی خبر نزدیکی جائے، جب وہ بیان کر دی جائے تو واقع ہو جاتی ہے علیہ مجھے خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ خواب نہ بیان کرو مگر دوست سے یا عاقل سے علیہ ترمذی، اور ابو داؤد کی روایت میں سے فرمایا کہ پرندے کے پاؤں پر ہے۔

۱۔ شاید حضور انور نے دہاں رہنا چاہا، اس لیے یہ عرض کیا گیا، صرف دیکھنے سے منع کیا گیا۔ یہی اس گھر میں روحانی طور پر رہنا بعد وفات ہوگا، اور جسمانی رہنا حد قیامت، ابھی نہ تو حضور کی وفات ہوئی ہے نہ قیامت آئی۔ لہذا ابھی کسی قسم کا رہنا نہیں ہو سکتا۔ لہذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ ضروری کہنے پر بھی اس کا داخل نہیں، وہاں داخل نہ ہو بعد قیامت ہوگا۔ اس پوری حدیث سے معلوم ہوتا کہ ابھی خواب کے بیان کرنے اور تعبیر دینے میں جلدی بہتر ہے، دیکھو حضور انور نے رات کی خواب سو رہے ہی بعد از فجر نہ ابھی صبح ہوئی، تعبیر دے دی، آپ کا اسم نعیمہ ابن ماسر بن صر ہے، اہل طائف سے ہیں شہنشاہی ہیں۔ ۲۔ اس کی بڑھ کی بجائی ہے، یہاں اتنا کچھ کہہ کر خواب تعبیر سے پہلے اڑتی ہوئی چڑیا ہے جو ہاں نہیں ہوتی، مگر تعبیر جو ہاں کی ہو، اس سے روایہ ہوتی ہے اور تعبیر اس میں پہلی تعبیر کا اعتبار ہے، بعد کی تعبیر دی ہوئی کا اعتبار نہیں۔ ۳۔ اس میں سل در تعبیر۔ ۴۔ اس کے بعد بیان کیا ہے، اس سے بیان کر دیا یا بہت بھلا رہے جسے خواب کی تعبیر کا علم ہو بیاد کر تعبیر نہ جانا ہوگا، ۵۔ اس میں عام تعبیر دیکھ کر درست۔ ۶۔ بنے علم بے وفات سے خواب کہہ کر وہ غلط تعبیر دے کر تمہاری تو۔ ۷۔ گارنٹی ہے۔ ۸۔ حکایت۔ ایک عورت کا خاوند تلاش دوزخ میں باہر گیا ہوا تھا، عورت نے فریاد کیا کہ۔ ۹۔ عاقل کے ساتھ۔

طَلَيْمًا لَمْ تُعَبِّرْ فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ وَأَحْبَبَهُ قَالَ وَلَا تَقْصُرْهَا إِلَّا عَلَى وَادٍ
أَوْ ذِي نَارٍ. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سِئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
وَرَقَةٍ فَقَالَتْ لَهُ خُدَيْجَةُ إِنَّهُ كَانَ قَدْ صَدَقْتُ وَلَكِنْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَطْهَرَ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَيْتَهُ فِي النَّكَامِ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيْضٌ

جب تک تعبیر نہ دی جائے، جب تعبیر دے دی جائے تو واقع ہو کر رہتی ہے، غالباً انہوں نے فرمایا کہ
خواب بیان کر دگر محبت دینے پر یا دے پر، اسے دعا بیت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ کے متعلق پوچھا گیا یہ حضور سے جواب خدیجہ نے کہا کہ انہوں نے اپنی
تصدیق کی تھی یہ لیکن اظہار سے پہلے وفات پا گئے یہ کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مجھے خواب میں وہ دکھائے گئے اُن پر سفید کپڑے تھے

سئل کراڑے ہیں، اُس نے اپنی پڑوسن سے بیان کیا، وہ بونی کو کسے تو مرنے کے نہ سے اڑتے ہیں، نیز اخوان مرگ ہو گا۔ پھر
وہ عالم وقت کے پاس گئی، انہوں نے فرمایا کہ نیز اخوان تو پ خانہ کا مالک کر دیا گیا ہے، کچھ روز بعد اُس کی موت کی خبر آگئی تو وہ
پھر اُن عالم کے پاس گئی اور جوابیاں کیا، عالم نے فرمایا کہ خواب کی پہلی تعبیر یہی ہوتی ہے، تو نے اُس نادان عورت سے اپنی خواب
کہہ کر تعبیر خراب کر لی بلکہ چونکہ خواب منہ پر کسی بُری ہوتی ہے لیکن وہ حقیقت ابھی کبھی برعکس، اس نے خواب ہی علم اور فن تعبیر
جاننے دے سے کسو، جو حقیقت تک پہنچے نہیں۔ دُش اپنی مداوت سے، بے وقوف اپنی حماقت سے ابھی خواب کو بُری کرنے لگا،
بُری تعبیر سے کہ بلکہ بُری خواب کی تعبیر نہ دے، کچھ صدقہ دلوائے سکہ کو دہہ مسلمان ہیں یا ہیں، یہ ورقہ ابن نوفل ابن اسد ابن
عبد العری ابن قحی ابن کلاب ہیں، فرستی ہیں، حضرت خدیجہ کے چار لڑ بھائی ہیں، اسلام سے پہلے قوت پڑے وہ جسانی بن گئے تھے حضور
کا ابتدائی زمانہ برت پایا، ابھی تصدیق کی، اس نے بعض نے انہیں صحابی مانا ہے (مرقات) انجیل کا عربی ترجمہ اپنے ہی کیا تھا۔ کہیں
نہ پرستی نہ کی، آخر میں نابینا ہو گئے تھے، پہلی وحی کے موقع پر حضرت خدیجہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے پاس لے جانا اور اُن کا حضور
کو موت کی بشارت دینا اور تمنا کرنا کہ کاش میں کچھ زندہ رہتا، تو آپ کی اُس وقت حد کرتا جبکہ آپ کی قوم تب کو مکہ سے نکالے گی
وغیرہ وغیرہ، بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے سکہ اور عرض کیا تھا کہ آپ پر جو فرشتہ آج اُتر رہا ہے یہ وہی فرشتہ ہے جو
موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام پر اترتا تھا، یہ عرض معروض تصدیق کی حماقت ہے، فرمایا جیسے کہ وہ اس تصدیق سے کون ہوئے یا نہیں
سکہ یعنی ورقہ بن نوفل، اس سے پہلے ہی وفات پا گئے کہ آپ لوگوں پر اپنی نبوت ظاہر فرمادیں، اور اُن کو دعوت اسلام دیں ۵

وَلَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لَبَاسٌ غَيْرَ ذَلِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ
وَعَنْ ابْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي خُزَيْمَةَ أَنَّهُ رَأَى فِيمَا يَرَى
الثَّانِيَةَ أَنَّهُ سَجَدَ عَلَى جَبْهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَصْصَحَّ
لَهُ وَقَالَ صَدَقَ رُؤْيَاكَ فَسَجَدَ عَلَى جَبْهَتِهِ رَوَاهُ فِي تَرْغِيبِ السُّنَّةِ وَتَرْهِيْبِ

اور اگر وہ آگ والوں سے ہوتے تو اس پر اس کے علاوہ لباس ہوتا یا نہ امر تردید کی، اور روایت ہے
حضرت خزیمہ ابن ثابت سے یہ وہ اپنے چچا ابن خزیمہ سے روایت کیا کہ انہوں نے خود کو اس حالت میں
دیکھا جس کو سونے والا دیکھتا ہے، کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا، تو حضور کو خبر دی، حضور اس کے
لگے بیٹ گئے، اور فرمایا اپنی خواب سچی کرو، چنانچہ انہوں نے حضور کی پیشانی پر سجدہ کیا، گھر (شرح السنۃ) اور ہم

سہ بنی درقہ کے متعلق ہم پر بھی نبی فرمائی، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سجدہ کیا کہ وہ جہنمی ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کون سے کو
سجدہ لباس میں خواب میں دیکھنا اس کے معنی ہونے کی علامت ہے، اور یہ کہ حضرت ودقہ بن جابر بن مغفور ہیں، بلکہ بعض کے نزدیک صحابی
ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت نبوت پایا۔ اور حضور کی تصدیق کر دی۔ اگرچہ علان نبوت تبلیغ اسلام کا زمانہ نہ تھا
اُن کے نزدیک یہ چیز صحابیت کے لئے کافی ہے،

۱۲۔ آپ کا نام عبد اللہ ہے، اکیس ائمہ و حضار کی ہے، بعد اور تمام حضرات میں شریک ہوئے، جنگ صفین میں یہ حضرت علیؑ کے مقرر تھے
جب عمار بن یاسر شہید ہو گئے تو آپ نے فوراً روپ کی اور شہداء کے لئے شہید ہو گئے، بہت بڑے مددگار صحابی ہیں، (شرح سنۃ)
۱۳۔ ابو ذر مشہور صحابی ہیں آپ کو دراصل تین کہا جاتا ہے، یکوثر آپ کی گواہی دے گا کہ میں نے آپ کے برابر تھی۔

۱۴۔ اس طرح کہ حضور اللہ کی پیشانی پر اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ کیا یہ سجدہ رب تعالیٰ کو خاص سجدہ عبادت تھا حضور کو دیکھا کہ حضور کی پیشانی پر آج
حضور اللہ کی پیشانی آپ کا مسل تھا اس سے معلوم ہوا کہ اگر عرب میں کوئی عبادت کرتے دیکھے تو یہاں پر کرے بعض بے دین فی زمانہ میرا دیکھو
کو سجدہ کرتا ہوا کہتے ہیں اور اس حدیث سے دیکھتے ہیں کہ وہ نہ جابل میں پہلے پر سجدہ کرنا مسل کو سجدہ نہیں ہوتا خیال رہے کہ کس نے
کو سجدہ عبادت کرنا شرک ہے سجدہ تظہیر کرنا حرام ہے حضرت آدمؑ کو (مشتق) کا سجدہ کرنا حکم شرعی نہ تھا۔ کہ حضرت اسحاقؑ
ترجمہ کے مکتب میں نیز وہ سجدہ صرف ایک بار ہو کسی نے نہیں حضرت آدمؑ کو پھر سجدہ نہ کیا یعقوب علیہ السلام
اور ان کی ولاد کا حضرت یوسفؑ کو سجدہ کرنا حکم شرعی نہ تھا خوب کی تعبیر پوری کر سکتے ہیں

تھا جیسے ذرا انہیں لکھا تھا کہ دین ابراہیم میں ذبح اولاد

حَدَّثَنَا ابْنُ بَكْرَةَ كَأَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فِي بَابِ مَنَاقِبِ ابْنِ بَكْرَةَ
عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - الْفَصْلُ الثَّالِثُ - عَنْ سَمُرَةَ بِنْتِ جُنْدُبٍ قَالَتْ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَكْثُرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ هَلْ
رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا يَقْضُ عَلَيْهِ مِنْ شَاءِ اللَّهِ أَنْ يَقْضَ وَأَنَّهُ قَالَتْ
لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ أَنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ أَتِيَانِ وَأَنَّهُمَا ابْتَعَثَانِي وَأَنَّهُمَا

ابو بکرہ کی حدیث گویا آسمان سے ترازو اتر کر ابوبکر و عمر میں بیاں کر رہی تھی ،
تیسری فصل درود رایت ہے حضرت عمرہ ابن جندب سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھی ہے
جس کا خدا آپ کی خدمت میں وہ شخص بیاں کرتا ہے اللہ چاہے اور حضور نے ایک صبح فرمایا کہ
آج رات میرے پاس دو آنکھ لائے آئے ، تم اور انہوں نے مجھے اوشایا اور مجھ سے کہا

حکم فرمایا تھا اسی لیے وہ سجدہ ہی میں ایک بار ہوا اگر یہ وہی سنی سے دلیل کا وہی ہے کہ یہ ہر اچا مردوں
کو سجدہ کریں کیونکہ یہ عزت جو وہ ہیں اسوں نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا سجدہ تعظیم کی بحث ہاں
تفسیر نور عرفان میں علامہ کو سجدہ تعظیم کی عزت پرست حدیث درود میں اس کے جواز کی کون حدیث میں
محض ان جالوں کا تیس ہے

اس لیے وہ حدیث صحیح میں جہاں تھی ہم سے وہاں اس حدیث کی کہ اس میں حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان کا اظہار اس لیے وہاں کے
مناقب ہے

تھ یہ بھی سنائی سونامی سے جو باتیں پہلے محمد مکی ، یہ دونوں آئے دے وہ فرشتے
تھے حضرت سرسید و دیگر نیل علیہ السلام جو شکل ان کی میں حضور علیہ السلام کے پاس
حاضر ہوئے

ثَالِثِي أَنْطَلِقَ فَأَنْطَقْتُ مَعَهُمَا وَذَكَرْتُ مِثْلَ الْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ بِطَوِيلٍ، فِيهِ زِيَادَةٌ لَيْسَتْ فِي الْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ وَهِيَ قَوْلُهُ فَأَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرٍ الرَّبِيعِ وَإِذَا أَبَيْنَ ظَهَرَى الرَّوْضَةُ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ طَوَّلًا فِي السَّمَاءِ فَلَا أَحْوَلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وَلَدَا إِن سَأَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ لِهَؤُلَاءِ مَا هَذَا مَا هُوَ لَا؟ قَالَ قَالَا لِي أَنْطَلِقَ

چلے، میں اُن کے ساتھ گیا، اور اس طرح کی حدیث بیان کی جو پہلی فصل میں بہت دراز ذکر ہوئی۔ اس میں کچھ زیادتی بھی ہے جو مذکورہ حدیث میں نہیں لیے، اور وہ حضور کا یہ قول ہے کہ ہم ایک سرسبز باغ پر آئے تھے جس میں ہر قسم کی سیارکی کلیاں تھیں، اور ناگاہ باغ کے درمیان ایک دراز قد شخص ہے نہیں قریب تھیں کہ اُن کا سر دیکھوں، آسمان میں درازی کی وجہ سے، اور اُس شخص کے ارد گرد بہت بچے ہیں، جنہیں میں نے کبھی دیکھا ہو، میں نے کہا یہ کہا ہے، اور یہ کون لوگ ہیں؟ فرماتے ہیں وہ دونوں مجھے پہچان

۱۱۱۔ میں بھی پہلی فصل میں جو یہی حدیث گزری، اس میں وہ زیادتی نہیں، جو اب اس تیسری فصل میں بیان ہو رہی ہے۔
۱۱۲۔ مستند بنا ہے فقہ سے معنی سیاہی یا اندھیرا، اس نے نماز عشاء کو غمہ کہا جاتا ہے، کہ وہ رات اندھیری ہو جائے، پڑھی جاتی ہے، یہاں مستند کے معنی میں نہایت اعلیٰ درجہ کا سبز و حرمائی بہ سیاہی ہو، قرآن کریم دو جنتوں کے متعلق فرماتا ہے، کہ مَثَلُ هَٰمَتَانِ وَهُنَّ بَاقِ سِيَادٍ، یعنی اُن کی بہری مال بہ سیاہی ہے، بعض شارحین نے فرمایا کہ مستند کے معنی میں گھٹا باغ جس کے نیچے و صوب نہ چھوٹے زمین پر اندھیرا ہے، بعض نے فرمایا بڑی لمبی گھاس والا باغ گرہیلے معنی زیادہ قوی میں (مرقاۃ و اشعۃ) ۱۱۳۔ ربیع موسم بہار کو کہتے ہیں، جو سردی اور گرمی کے درمیان ہوتا ہے، اس زمانہ میں ہر قسم کے پھول و شگوفے کھلے ہوتے ہیں، فزون کے فقہ سے معنی شگوفہ و گل یعنی اُس باغ میں ہر قسم کی کلیاں تھیں، کبھی بھول یا کلی کا غصا زخمی۔ ۱۱۴۔ لوگوں کا خیال ہے کہ لفظ قط لعل کی تاکید کے لئے آتا ہے، مگر حق یہ ہے کہ قط لعلی اثبات دونوں کی تاکید کے لئے آتا ہے، یہاں اثبات کی تاکید کے لئے ہے، معنی اُس شخص کے

ارد گرد اتنے زیادہ بچے ہیں، کہ اتنے بچے کبھی کبھی ہی

دیکھے ہوئے۔

دیکھے ہوئے۔

فَانْطَلَقْنَا فَاَنْتَهَيْتَنَا اِلَى رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ اَسِرْ رَوْضَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا
وَلَا اَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِي اِسْرِقْ فِيهَا قَالَ فَاَزْتَفَيْنَا فِيهَا فَاَنْتَهَيْتَنَا اِلَى
مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِدَلْبَنٍ ذَهَبٍ وَلَبَنٍ فِضَّةٍ فَاَتَيْنَا بَابَ الْمَدِينَةِ
فَاَسْتَفْتَحْنَا فَفَتَحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّا نَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرُ مِثْلِهِمْ
كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ وَشَطْرُ مِثْلِهِمْ كَأَقْبَحَ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ قَالَ قَالَا لَكُمْ اِذْهَبُوا
فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ قَالَ لِذَا اَنْهَرُ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضَرُ
فِي الْبَيَاضِ فَذْهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ

تو ہم پہلے تو ہم ایک بڑے باغ تک پہنچے کہ اس بڑے باغ میں کسی نہ دیکھا یہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے مجھ سے
کہا کہ اس میں چرٹھ جاؤ، فرماتے ہیں کہ پھر ہم اس میں چرٹھ گئے، تو ایسے شہر تک پہنچے جو سونے چاندی کی
اینٹوں سے بن تھا یہ تو ہم شہر کے دروازہ پر پہنچے، ہم نے دروازہ کھلوا دیا، ہم اس میں داخل
ہو گئے یہ وہاں ہم کو کچھ لوگ ملے، جس کی آدمی شکل تو بہت سی تھی مگر آدمی کی آدمی شکل بہت
ہی بڑی جو ہم دیکھ کر یہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے ان سے کہا جاؤ، اس شہر میں کو دروازہ، فرماتے ہیں کہ سامنے
ہی نہر یہ رہی تھی جس کا پانی سفید و خالص چٹا تھا، چنانچہ یہ لوگ گئے، پھر اس میں کود گئے۔ پھر ہم اسے پاس لے
چلے کہ ان سے تمام برائی جا چکی تھی، اور وہ نہایت

۱۷۰ یعنی یہ باغ اس پہلے باغ سے بھی زیادہ بڑا اور زیادہ خوبصورت تھا، وہ نہر یہ نہ فرمایا جاتا کہ ہم نے ایسا باغ کسی نہ دیکھا
۱۷۱ یعنی اس باغ کے درمیان ایک بڑا شہر تھا، اس شہر کے درمیان مکانات سونے چاندی کی اینٹوں کے تھے۔
۱۷۲ خیال ہے کہ دروازہ کھولنے والے تو وہ دونوں فرشتے ہی تھے، مگر اس شہر میں داخل ہونے
والے وہ دونوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب ہی حضرات ہیں، جب کہ بالکل ظاہر ہے
۱۷۳ یعنی اس شہر میں لوگوں کے آدمی منہ کالے اور بدن آدھے منہ گولے اور
نہایت خوشنما تھے، یہ حسن و قبح انتہائی درجہ کا تھا

عَنْهُمْ قَصَارٌ وَافِي أَحْسَن صُورَةٍ وَذَكَرَ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الزِّيَادَةِ وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ بِلِ الذِّمِّي فِي الرَّوضَةِ فَإِنَّهُ إِجْرَاهِيمٌ قَدَامًا الْوِلْدَانِ الَّذِينَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ

اچھی شکل میں ہو گئے تھے، اور اس زیادتی کی تفسیر میں ذکر فرمایا پہلے کردہ درازند شخص جو باغ میں تھے، وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں، اور وہ بچے جو ان کے ارد گرد تھے وہ ہر ایسا بچہ بنے جو اسلام پر مڑ گئے، راوی کہتے ہیں کہ بعض مسلمانوں نے کہا، یا رسول اللہ! مشرکوں کے بچے بھی، تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مشرکوں کے بچے بھی ۵۵

۵۵ یعنی اس نہر میں غسل کرتے ہی ان کے نصیب نہ کی سیباہی حتم ہو گئی، سارا چہرہ حسین اور سفید ہو گیا، تو یہ لوگ حسین اور گوئے ہو کر ہمارے پاس آئے، خوشیاں مناتے ہوئے، بُھان اللہ عجیب ہی خواب ہے۔
۵۵ ذکر معروف ہے، اس کا فاعل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یعنی خود حضور انور نے حضرات صحابہ کرام سے تعبیر ارشاد فرمائی، معلوم ہوا کہ اگر خواب دیکھنے والا خود تعبیر کا علم رکھتا ہو، تو خود ہی تعبیر دیدے، کسی سے پوچھنے کی اُسے ضرورت نہیں ہے، یہی معلوم ہوا کہ اگر خود ہی تعبیر دے تب بھی کسی کو خواب سنانا ہے، تعبیر بھی سنانا ہے، تاکہ اُس کا ظہور ضرور ہو جائے، بعض نسخوں میں ذکر مجہول کے صیغے سے ہے، مگر اے مرقات نے ضعیف فرمایا۔

۵۵ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت دراز قد دیکھا آپ کے مندی درجات کی طرف اشارہ ہے، جیسے قیامت کے دن مؤذن لوگ بہت دراز گردن ہو گئے، یہ درازی قد معاذ اللہ بُری معلوم نہ ہوگی۔

۵۵ یعنی وہ انسان کے بچے جو لڑکپن میں مر جاویں، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش میں رہتے ہیں۔
۵۵ یعنی کفار و مشرکین کے بہت چھوٹے اور بالکل ناچھ بچے جو فوت ہو جاویں، وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پرورش میں ہی مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ ہو گئے، اس سے چند مسائل معلوم ہوتے، ایک یہ کہ حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام بعد وفات بھی کار سازی کرتے ہیں، دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام بعد وفات ہمارے چھوٹے بچوں کی تربیت و پرورش فرما رہے ہیں، دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

[illegible]

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَصْدَقُ التَّوَرِ يَا
يَا لَسْعَارَ مَرَاوَاهُ التَّرْمِذِيُّ وَالذَّارِمِيُّ - كِتَابُ الْأَدَابِ - بَابُ السَّلَامِ
الْفَصْلُ الْأَوَّلُ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

روایت ہے حضرت ابوسعیدؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری قوم میں سوسیسٹے کی ہوتی ہیں (اسی میں سے)
ایچی باتوں کا بیان اللہ سلام کا باب ہے پہلی فصل۔ روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے، فرماتے ہیں، فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

سلام میں صبح سارے وقت کی خواہیں اکثر کئی ہوتی ہیں، کیونکہ اس وقت کثرتِ مہمیں ہوتا ہے۔ صبح غلی ہوتا ہے، اس سے بھارتِ عالم
کی طرف نہیں چڑھتے۔ اور اس وقت غرضتوں کا نزول ہوتا ہے، جو غریبِ فخر میں شرکت کر کے دن بھر انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ سبحان اللہ
مبارک بدوس کے نفوس کا وقت بھی مبارک ہے۔ اس وقت کے کام بھی مبارک ہیں۔ حضرت عیسیٰ السلام نے فرمایا، واجب علی مبارک
سلام آداب جمع ہے ادب کی نعمت میں ادب میں کھانے کو کہتے ہیں جس کے لئے لوگوں کو منع کیا جاتا ہے۔ اس لئے دستِ خوان کو دوسرے
کہتے ہیں میں پرہیز جمع ہو کر کھاتے ہیں۔ اصطلاح میں ادب وہ محنت اور مشقت ہے جو پہنچنے کا کام کرنے کیلئے برداشت کی جاوے
اسی سے ہے تادیب۔ بندوں کا احترام کو بھی ادب کہتے ہیں بمعنی تعظیم۔ یہاں ادب سے مراد پہنچنے کا کام اور ایچی باتیں۔

(اشعۃ القمات)۔ یہاں مرقات سننے فرمایا کہ بدوس کی تعظیم چھوٹی پر شفقت ادب ہے سلام کے ملوی معنی ہیں ذات
یا عیب سے سلامتی۔ اسی سے ہے تسلیم اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ سلام معنی تمام عیب سے پاک: اپنے بدوس کو سلامتی و امن
جینے والا۔ اسی سے ہے تسلیم معنی صلح و صفائی۔ یہاں سلام سے مراد سلام کا جواب ہے۔ جو آتے جاتے وقت کہا جاتا ہے یعنی السلام
علیکم کہنا اور اس کا جواب دینا۔ لطیفہ: سلام فرماتے ہیں کہ اللہ علیکم کے معنی ہیں کہ تم پر سلامتی و امن تاننا ہو۔ عیسیٰ
پیٹے نارنگی پوشیدہ ہے۔ اور یہ وہاں پہلے کہ گویا فرماتے ہیں کہ اس کے معنی میں سلام۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال، احوال، اقوال کا
نگر ہے وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ اس کے ہاں سلام نام ہے اللہ تعالیٰ کا اہم عیسیٰ سے پہلے وقیبت پوشیدہ ہے بمعنی نگران۔

(اشعۃ القمات)۔ وہ جو حدیث شریف میں آئے کہ کہ محمدؐ نے تیم فرما کر سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ سلام اللہ کا نام ہے۔ اس لئے ظہیر
وسویرہ ام۔ یا وہ عرب صریحاً کہتی ہیں: اللہ تر ہے۔ دوسری لطیفہ: سلام کو سلام کہنا سنت اللہ سلام کا جواب یا فرمنا ہے۔ مگر
ثواب یاد ہے سلام کر کے کا۔ یعنی اس سنتِ ثواب میں جس سے زیادہ ہے جیسے سنت پر قرآن اور اس سے ہے وہ وقت سے پہلے اور سنت
کرتی ہیں کہ اگر صبح کے بعد سے ہے یا شیعہ محتاج متوجس کر دھیں رہنا صحت دینا مرض سے ادب تعالیٰ فرماتا ہے فقط ای
میسرہ۔ اور سنت ہے۔ یا مدافعت سے یہ کا اثر ہے زیادہ ہے۔ یہاں بعض شخصوں کا ثواب بعض مسرہ سے

وَسَلَّمَ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَاتِهِ طُولُهُ سِتُّونَ
ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ اذْهَبْ فَسَلَّمَ عَلَى أَوْلَئِكَ
التَّقَرُّوهُمُ نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ فَاسْتَمِعَ

وسلم نے کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا اسے جن کے تذکرے لسانی ساتھ
گزشتہ تھے، اسے توجہ نہیں پیدا کیا تو فرمایا جاؤ ان لوگوں پر سلام کرو، وہ فرشتوں کی
ایک جماعت تھی بیٹھی ہوئی اسے تو غور سے سنو!

ترجمہ ہے +
اس جملہ کی ہر شے میں صورت یعنی بیست و شکل ہے یا بعض صفت اور غیر کامرت یا آدم علیہ السلام ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ ہذا
اس جملہ کے پر معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی شکل و بیست پر پیدا فرمایا کہ جس شکل میں انھیں بہت تھا انھیں
اولیٰ ہی سے وہ شکل دی دوسروں کی طرح نہ کی کہ پہلے پچھ پچھ توں پھر پچھاد غیر یا اللہ نے حضرت آدم کو ان کی
صفت پر پیدا کیا کہ وہ اول ہی سے عالم۔ مائل۔ عامل۔ عارف۔ سمیع و بصیر۔ وغیرہ تھے دوسروں کی طرح نہیں کہ
وہ جاہل پیدا ہوتے ہیں پھر بعد میں ہوش۔ علم۔ عقل وغیرہ حاصل کرتے ہیں۔ یا اللہ نے حضرت آدم کو اپنی بلند
صورت پر پیدا فرمایا خود فرماتا ہے۔ لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم اس لیے کوئی شخص وضع میں شکل نہ
کر جاوے گا کہ یہ شکل خدا کو پیاری ہے۔ یا اللہ نے حضرت آدم کو اپنی صفات پر پیدا فرمایا کہ انھیں اپنا علم۔ اپنا توفیق
اپنی سمیع اپنی بصیرت و غیرہ بخشی (از اشعہ مرقات)

اس گزشتہ مراد شری گزشتہ ہے۔ یعنی ایک ہاتھ (دبیرہ فٹ) یعنی آپ ساتھ ہاتھ کے ہی پیدا ہوئے۔ دوسرے الساقوں
کی طرح نہیں کہ پہلے بہت چھوٹے پیدا ہوتے ہیں پھر بڑھتے رہتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی پیدائش ماں مایہ سے نہیں تھی۔ بلکہ
چھوٹا پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے یہ

اس جملہ جوس یا تو مصدر ہے تو اس سے پہلے ذہن پوشیدہ ہے۔ یا جمع ہے جالس کی جیسے قاعدہ کی جمع ہے قعود
اور رکع و ساجد کی جمع ہے رکوع و سجود یعنی وہ جماعت ملائکہ جو بیٹھی ہوئی ہے۔ انہیں سلام کرو

— اعلیٰ سے اوتنی کو سلام کرایا مسجود سے ساجدین کو تحیہ —

سرائی غالیات واقعہ سجدہ آدم کے بعد کا ہے۔

مَا يَجِيبُونَكَ لِمَ أَتَيْتُكَ وَتَجِيبُهُ ذُرِّيَّتُكَ
فَذَهَبَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ فَرَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ فَكُلُّ
مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ

وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں، پھر وہ ہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا تحیتہ ہے نہ
چنانچہ آپ گئے تو کہا السلام علیکمؑ ان سب نے کہا السلام علیک رحمتہ اللہ
فرمایا تو انہوں نے ورحمتہ اللہ بڑھا دیا سہ تو جو بھی جنت میں جائے گا
حضرت آدم علیہ السلام کی صورت پر ہو گا سہ اور اس کا قد ستائس گز ہو گا،

سہ اس ارشاد فرمانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سلام جواب کا علم نہ تھا بلکہ اسے سنت ملا کہ
قرآن مجید کے پلئے کہا تاکہ اولاد آدم کو یہ معلوم ہو جائے کہ سلام کرتا سنت آدم علیہ السلام ہے، اور اعلیٰ جواب دینا
سنت ملا کہ رب تعالیٰ انہیں تمام چیزوں کا علم پہلے ہی سے چکانا تھا۔

سہ معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کے الفاظ سے سلام کرنے کا طریقہ پہلے ہی سے معلوم تھا اس لئے
رب تعالیٰ نے آپ کو سلام کے الفاظ نہ بتائے سب کچھ پہلے ہی بتا دیا۔ سمجھا دیا گیا ہے۔

سہ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ جواب سلام میں اسلام علیکم کہنا بھی جائز
اگرچہ وہ علیکم السلام کہنا افضل ہے۔ دوسرے یہ کہ جواب میں کچھ زیادہ الفاظ کہنا بہتر
ہے۔ جیسا کہ آئندہ آجے گا۔

سہ یعنی جنت میں صرحت انسان ہی جائینگے۔ جانور یا جنات نہ جائیں گے۔ اور تمام مہنتی انسان آدم علیہ السلام کی
طرح حسین و جمیل تندرست ہوں گے کوئی بد شکل یا بیمار نہ ہو گا، اور سب کا اندام ٹھیک و تندرست ہو گا کوئی اس سے
کم یا زیادہ نہ ہو گا۔ دیبا میں خواہ پست قدر تھا یا درز قدر بھی تھا یا بزرگ۔

— دوزخی کفار بہت برے ہونگے۔ کہ ان کی ایک —

ایک ٹاڑھ پیاز کی برابر ہونگی۔ (راشعہ)

ذُرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهُ حَتَّى الْآلَتِ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ
قَالَ تَطْعِمُ الصَّغَامَ وَتُقْرِئُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ
وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِلْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سِتُّ خِصَالٍ يَعُودُهُ إِذَا مَرَضَ

پھر جناب آدمؑ کے بعد مخلوق گشتی رہی جس کی اب تک نہ اسلم بنساری (روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا اسلام اچھا ہے؟ فرمایا کہ کیا کھلاؤ اور سلام کرو اسے جسے پہچاننا یا نہ پہچاننا (مسلم - بخاری) روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ زمانے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کے چھ پرچہ حق میں لکھے جب وہ بیمار ہو تو مزاج پر کسی کرے۔

لکھ میں ان کی اور بابت نہ ناست میں گشتی رہی حتیٰ کہ اب سارے یقین کے ملک جگہ روٹی گریہ کی صورت دنیا میں ہے، عزت میں جنت میں پہلی کردی جائے گا۔ یعنی اسلامی کاموں میں کون سا کام اچھا ہے۔ لکھ یعنی سلام صرف اسلامی رشتہ سے جو کادو بار کی دنیاوی نعمات سے زیادہ خیال رہے کہ حضور کے جرات سائل کے حال کے صحت پر تھے تھے اسی پر اس سوال کے جواب مختلف دیے کسی سے فرمایا کہ بہترین عمل نماز ہے کسی سے فرمایا جادو ہے یا فرمایا بہترین عمل کھانا کھانا صیب کو سلام نمازی تر ہے یہ یہ احکام سب میں خیال رہے کہ تعویذ سلام کرنا سلام کرنا۔ سلام لکھ لکھ سلام کو کر صبحا سب کو سلام ہے تن قرنت کا تعلق صرف سلام سے ہے کھانا کھانا سے نہیں لکھ یہ حق اگرچہ واجب ہر سب یہ سب نس اگرچہ سلام میں اس لیے ارشاد علیٰ وجہ۔

لکھ عبادت نہ ہے خود سے سبھی تو سارے جو کن پر کہ عبادت کی مزاج پر ہی بار بار کی جاتی ہے اسے عبادت کہتے ہیں۔

وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيُحْيِيهِ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ
إِذَا لَقِيَهِ وَيُسَيِّمُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ
شَهِدَ لَهُ أَحَدًا فِي الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحَمِيدِي
وَلَكِنْ ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْجَامِعِ بِدَوَايِةِ النَّسَائِيِّ وَعَنْهُ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُونَ

اور جب مر جائے تو جنازہ پر حاضر ہو ملہ جب دعوت دے تو قبول کرے جب
اُس سے ملے تو اُسے سلام کرے، اور جب چھینکے ملے تو جواب دے اور اسکی غیر خواہی
کرے جب وہ غائب ہو یا حاضر ملے یہ روایت میں نے نہ تو مسلم بخاری میں پائی نہ کتاب
حمیدی میں، لیکن اسے جامع والے نے بروایت نسائی روایت فرمایا کہ روایت
ہے ان ہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم جنت میں نہ جاؤ گے

کہ تاک اسکی غار منارہ پڑھو۔ اسے دنی کر بعض شارحین نے مات کے معنی کیے جب وہ مرنے لگے یعنی اس کے
نزع کے وقت وہاں موجود ہو۔ مگر پہلے میں زیادہ مناسب ہیں و مرقات آج کل امیروں کے خانہوں پر بڑا عزم
ہوتا ہے عرب کی میت کو کوئی پرہیز نہیں۔ رب تو میں حیرت ہے۔

ملہ دعوت سے مراد کھانے کی دعوت اس کا قبول کر، سست ہے بشرطیکہ دعوت نامائز نہ ہو جیسے میت کے پیچھے چالیسی
کی سی ریوڑی کی دعوتیں کہ ان کا کھانا کھو اور لوں مسوع میں چھینک کا جواب جب دیا جائے جبکہ وہ چھینکنے والا کھ
مت کہے تو کہے والا کہے برنگ اللہ پھر چھینکے والا کہے یزید یزید اللہ و یزید یزید باکم تترت کے لغوی معنی ہیں، شامت کھ
ملہ میں نہ تیر خواہی یا کمال ہے درود خیر خواہی کی باتیں کرو دینا آسان ہے بلکہ بسا اوقات فرستادہ ہوتی ہے۔

سہ کہ یہ میں صرف سادہ ہی مسلم کی احادیث جمع کی گئی ہیں اور جامع اصول میں صحاح ستہ کی روایت جمع کی گئی اس
کا نام درود صاحب معاریج پر اعتراض کرنا ہے کہ وہیں فصل میں ایسی حدیث لائے جو مسلم بخاری میں نہیں
مگر وہاں کہ میں سے وہاں یہ حدیث نہ پائی اپنی تلاش

کی تو ابھی بیان کی۔

الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُوْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوْا وَلَا اَدْلُكُمْ
عَلٰى شَيْءٍ ؕ اِذَا فَعَلْتُمْوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشَوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۝ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاٰكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي

حق کہ مومن بن جاد، اور مومن : بزرگے ملے حتی کہ آپس میں محبت کر ڈالے کیا میں تمہیں
اس پر رہبری نہ کروں، کہ جب تم وہ کرو تو اس میں محبت کرنے لگو، اپنے درمیان
سلام پھیلادو (مسلم) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ سلام کرے سوار پر کھیل اور پیدل بیٹھے ہوئے پر

ملے حکمت شریف کے بعض نسخوں میں لا تو مومن ہے زن کے ساتھ جن نسخوں میں لا تو مومن ہے وہاں لگانا مجاہدست کہ
وہ ہے کہ چونکہ حتی تو مومن زن نہ تھا تو یہاں بھی ملائے ملاقات نے فرمایا کہ مری میں کہیں نفی نہیں ہوتا ہے۔
کبھی برعکس،

ملے یعنی کہاں ایمان مسلمانوں کی آپس کی محبت سے نصیب ہوتا ہے آپس کی عداوتیں بہت سے ملتی ہیں بلکہ کبھی کفر کا موجب
ہو جاتی ہیں۔۔۔

ملے سلام پھیلانے کے : وہ ہی معنی ہیں جو ابھی ذکر چھوڑے کہ ہر مسلمان کو سلام کرے جان پہچان والا ہو یا انجان۔
تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کی عداوت ملانے محبت پیدا کرنے کے لئے سلام دعا، ایک اکسیر ہے
حضرت کا فرمان بالکل ٹھیک ہے کہ یعنی جب سوار اور پیدل مسلمان ملیں تو پیدل سوار کو سلام کرے کیونکہ سوار پیدل
اعلیٰ مراتب میں ہے اور سلام میں اظہارِ عزت و نیاز ہے۔ اس لئے وہ ہی اظہارِ نیاز کرے جو بظاہر افضل ہے۔ مگر یہ
افضلیت کا ذکر ہے اس کے برعکس بھی جائز ہے یعنی جب کوئی شخص کسی بیٹھے ہوئے شخص کے پاس یا مجمع میں آئے تو اسے یا ان
پر سے گزرسے تو وہ مجمع والے اس کو سلام نہ کریں۔ بلکہ یہ آئے والا سلام کرے کہ ملاقات یہ کر
— رہا ہے اس بیٹھے سے کر رہا ہے اور سلام —

ملاقات کرنے والے کے لیے ہے :

عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهُ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى
 الْكَبِيرِ وَالْمَاءُ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ وَأَكَا الْبُخَارِيُّ
 وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غُلَامَانِ

اور تھوڑے بہتوں پر سہ (سلم بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سلام کرتے چھوٹا بڑے پر ملے اور گزرنے وال
 بیٹھے ہوئے پر، اور تھوڑے بہت پر ملے (بخاری) روایت ہے حضرت انس
 سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند لڑکوں پر گزرتے تو انہیں ملے

سے جب وہ دوطرفہ سلمان کر رہے ہوں اور دونوں یکساں حالت میں ہوں کہ یا دونوں عوار ہوں یا دونوں پیادہ ہوں تو تالو پیچھے
 کر تھوڑے آدمی بہت سوں کو سلام کریں تاکہ چھوٹی جماعت بڑی جماعت کا احترام کرے مگر اس بڑی جماعت میں اللہ
 کے زیادہ ہوں بڑی جماعت کا بڑا احترام ہے۔ مثلاً یعنی جب دوطرفہ سلمان آجے ہوں ایک اُن میں کم عمر ہو و سراسر بڑی
 عمر والا تو سنت ہے کہ چھوٹا بڑی عمر والے کو سلام کہے تاکہ شے کا احترام ہو چھوٹی عمر والا جیسا ہو اور بڑی عمر والا اس پر گھونٹے تو اس پر گھونٹ لای
 سلام کرے، لہذا حدیث کا مطلب بالکل ظاہر ہے مثلاً کیونکہ تھوڑے (قیل) چھوٹے (صغیر) کے ٹکڑے میں بڑا ہی سلام کہے گا اس سے سلام
 ہوا کہ بڑا گھونٹ لے گا بڑا ہو اور بڑا جیسا ہو چھوٹا یا گھونٹ لے گا ایک ہو اور بڑا ہی گھونٹے بچے زیادہ تو گھونٹے والا اور تھوڑی جماعت الاسلام کہے۔ یہ بھی
 سلام ہوا کہ بڑا گھونٹے بچے جو کھڑے ہیں ان میں بھی سلام کیا جائے۔ مگر کسی جماعت میں چھوٹے بچے غلو ہوں انہیں کوئی سلام کہے۔ پھر جواب دے دے تو سب
 کا فرق ادا ہو جائے گا جیسا کہ اگر بچہ نماز جنازہ پڑھ تو غرض ادا ہوگا۔ اجماعیہ جو ان حسینہ عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے اپنی
 محرم عورت یا بیوی یا بوترھی عورت کو سلام کرنا بالکل جائز ہے۔ یہ ہی حکم جو اسب سلام کا ہے

اجماعیہ عورت اجنبی مرد کے سلام کا جواب نہ دے یہ احسنی

اس عورت کے سلام کا جواب دے دے یہ

مسائل کتب فقہ اور مرقات میں وہی

جگہ دیکھو

فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْدُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَةَ
 بِالسَّلَامِ وَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فَمِنْ طَرِيقٍ فَاصْطَرُّوهُ إِلَى
 أَصْبَاحِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ
 الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمْ السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ

سلام کہ یا سلام بخدا ہی ادایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے کہ یہودیوں، عیسائیوں پر اسلام کی ابتداء نہ کرو اور جب تم ان میں سے کسی
 سے راستہ میں ملو، تو تنگ راستہ کی طرف انہیں مجبور کرو۔ مسلم، ادایت ہے حضرت
 ابن عمر سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کو یہودی سلام
 کرتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کتاب سے تم پر موت پڑے تو تم کہو کہ وہ کہ تجھ پر سے

سے سارے کفار کا یہی حکم ہے۔ فلا ہوں یا عربی کہ انکو مسلمان بلا ضرورت سلام نہ کرے کہ سلام میں اظہار احترام ہے اور کفار کا
 احترام درست نہیں مگر یہی بد مذہبوں کا حکم بھی ہے ضرورت کے احکام میں لگانا ہے (اشیاء المعانی)۔
 یعنی مسلمان مسلمانوں سے اس طرح رخصت کر کے چلیں کہ زنی کفار کھانا پر چھنے پر مجبور ہو جائیں اسلام کی شان ظاہر کرنے کے لیے
 بشرطیکہ کفار راہ پر غریب یا غریبوں، انہیں غریب قرار میں، پھنسا دیں ان کو یہاں ہے اور زنی کافر کو ایذا دینا منوع ہے (فتاویٰ)
 مت مذکور کفار سے مہمان بن جائیں یا ان کو بلا یا خاصے تو ان کا بیان کفار کی خاطر کہ ہے خیال رہے کہ اس راہ میں کفار بھی مسلمانوں سے
 ایسا کہ اس سے بدتر سلوک کرتے تھے

۱۱۱۱ نے بھی فرمایا ہے مجھے ایک بد مذہب نے عات ظہر پر کسا اَلشَّامُ حکم کے معنی ہیں موت
 تو مطلب یہ ہوا کہ تم پر موت پڑے اس کے جواب میں خوار وہ قنیت کے تو واؤ یعنی میں یہ
 علیک کہ ہے۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْحِثْبِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ عَائِشَةَ ۖ قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ

رسول بخاری، روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کو اہل کتاب سلام کریں تو کہہ دو وسیکم (مسلم بخاری)۔ روایت سے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ یہود کی ایک جماعت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مانتری کی عبادت مانجی تو برے السام علیکم سے تو میں نے کہا بلکہ تم پر برکت و لعنت پر سے کہ تو حضور نے فرمایا اے عائشہ! اللہ

وسیم ہے ہر کام میں نئی پسند کر لے گا۔

شہ لے گا

اے اگر کفار کی عمت یوں سلام کرنے تو دیکھ کہ وہ اگر ایک کافر، نہ رہے تو دیکھ کہ لڑا جادو، دعا غیبت، سحر، جادو، یہود و عیسائی، جو حضور انور سے ملے آئے ہیں۔ جو ہر اگر کفار سے ملے انہیں گھر میں، اسکا بار، دینا، اسکا کسبہ، حضور صاحب ان کو تبلیغ کرنے کے لئے جو ان در فیصلوں نے حضور انور کے آداب و اذیت کو کرب، اے علیہ علیکم کہہ۔ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا دیکھ جواب عائشہ بھیجیں کہ حضور سے آئی کی کراڑ میں جو رہیں۔ فرمایا اس لئے اگلا کلام آپ نے خود کیا ہے ام المؤمنین کا یہ غضب و نفقہ حضور کی دہراہ عمت کی سب پر کراٹا، اے رب کہہ کیوں کہ اس لئے ہذا تم ان آئے والے پر زری کر دینا ال رہے کہ جنگ و مناظرہ میں کفار پر سختی محبوب ہے مگر جس دہرے

گھر کم سے ملے آئے ہیں تب ان پر زری کی جادو سے۔ لہذا یہ سورت

اکیات کے خلاف نہیں کروں فلان فلانہ مختلف حالات

کہ مختلف مقام جوتے ہیں

أَوَلَمْ تَسْمَعُوا قَالُوا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ وَفِي رَوَايَةٍ
عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا وَتَّفَقُّ عَلَيْهِ وَفِي رَوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ
قَالَتْ إِنَّ الْيَهُودَ اتُّوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ قَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ
السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمْ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ
عَلَيْكَ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكَ وَالْعَنْفَ وَالْفَحْشَ قَالَتْ أَوَلَمْ

کیا آپ نے وہ نہ سنا جو انہوں نے کہا تھا، فرمایا میں نے کہہ دیا اور تم پر ملے اور ایک روایت
میں ہے تم ہی پر یعنی داد کا ذکر نہیں ملے (مسلم بخاری، اور بخاری کی روایت میں ہے
فرماتی ہیں کہ یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو بولے السام علیک،
حضرت نے فرمایا وعلیکم تو جناب عائشہ نے کہا موت ہو تم پر اور تم پر خدا لعنت
کرے، غضب کرے لہٰذا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ
تھوڑی نرمی لازم کرو، اور سختی اور فحش سے بچو لہٰذا انہوں نے عرض کیا، کیا آپ نے

ملے یعنی ہم نے خود اپنا جملہ جیسے ہوئے ان سے فرمایا کہ تم پر کچھ بڑے یہ بدلہ کافی ہے حضور انور نے اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی وہ
بھی مہمان کش کے ساتھ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر سختی کرنا جہاد ہے حضور یہاں کفار کے حاور تواضع کرتے تھے
لہٰذا اس حدیث سے یہ دیکھا جائے کہ حضور کے دشمنوں پر نرمی کرنی چاہیے۔ یہاں کا حکم کچھ اور ہے لہٰذا ہم پہلے
کہہ چکے ہیں کہ وعلیکم میں واد جمع کے یہ نہیں بلکہ معنی چاہیے۔ لہٰذا وعلیکم کے معنی یہ نہیں کہ ہم پر اور تم پر دونوں پر موت آئے ہو
بلکہ معنی یہ ہیں ہم پر موت آئے، اور دوزخ ہونے کی صورت تو معنی بالکل ظاہر ہیں لہٰذا معنی اس روایت میں لعنت کے ساتھ
غضب کی نزادتی ہے کہ ام المومنین نے انھیں سین بد و عینیں دیں موت کی لعنت کی اللہ تعالیٰ کے غضب کی لہٰذا عفت سے مراد ہے۔

یعنی ان دونوں سے رب تعالیٰ ناراض ہے خیال رہے کہ شخص سے ملوے پر، بات کا عادی ہونا شخص سے مراد ہے نہ تکلف بری بات کا

عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي أَكُمُّ وَالْجُلُوسُ
بِالطَّرِيقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا
بُذِّتَتْ حَدَّتُ فِيهَا قَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا
الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ
بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ *

کیا ہے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے راوی ہیں۔ فرمایا، راستوں پر بیٹھنے سے بچو، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ
ہم کو وہاں بیٹھنے کے سوا چارہ نہیں، ہم وہاں بات چیت کرتے ہیں، فرمایا اگر بغیر
بیٹھنے نہ مانو، تو راستہ کو اس کا حق درگاہ انہوں نے عرض کیا، کہ راستہ کا کیا حق ہے؟
یا رسول اللہ! فرمایا بنگاہ نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور
اچھائیوں کا حکم دینا، برائیوں سے روکنا ہے (مسلم بخاری) *

کہ اس کی عادت تو نہ ہو مگر دل پر جبر کر کے بری بات مسدود نکال دینے سے کہ بہت پرست بیان ہے مشرکین کا یہود بھی اگرچہ شرک و بدعت پر قائم
کرتے ہیں۔ مگر چونکہ انبیاء کو مانتے ہیں ملتے، بغیر مشرک نہیں کہا جاتا۔ بلکہ ان کو نبی کہا جاتا ہے۔ اسی لیے یہود کو مشرکین پر معلوم کیا کہ
لحاظ نسبت بھی خاتمہ یہودی دیتی ہے۔ جو مسلمان معلوم ہو کہ جو دنیا میں جہاں مسلمان کنارے ہوئے بیٹھے ہوں وہاں سے گزرنے والی
مسلمان سلام کرے اور اپنے سلام سے مسلمانوں کی نیت کو بے اثر نہ کرے اور کسی کافر کو خطہ نیکے قویوں کے اسلام علی من تبع اللہی یہاں آئے
السلامات نے فرمایا کہ ایسی مجلس پر گزرنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے۔ اسلام علی من تبع اللہی کہہ چو کہ راستہ سے قویوں کے گزرتے رہتے ہیں۔
نیز وہاں سے لوگوں کے حال سوچنا گرتی ہیں اس نے وہاں بیٹھنا خطہ نیک پر تقری کا اندیشہ ہے کہ یہی ہماری ضروریات و مستحقوں پر بیٹھنے
سے وابستہ ہیں وہاں بیٹھ کر ہم کا وہ بار اور دیگر ضروریات کی باتیں کرتے ہیں کہ یہی راستہ میں بیٹھ کر وہ نیکیاں کرویں کی برکت سے تمام وہاں

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ دَامَ شَاؤُ السَّبِيلِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ عَقِيبَ حَدِيثِ الْخُدَيْرِيِّ هَكَذَا بِهِ وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ وَتَغِيثُوا الْمَلْهُوفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ عَقِيبَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَكَذَا وَلَمْ أَجِدْ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی اس قصہ میں فرمایا، اور لوگوں کو راستہ بتانا لہ ابو داؤد نے حدیث خدری کے پیچھے، یوں روایت کیا۔ روایت ہے حضرت عمر سے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی اس ہی قصہ میں فرمایا کہ مظلوم کی مدد کرو، گمے ہوئے (بھولے ہوئے) کو ہدایت دو، اس سے ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ کی حدیث کے پیچھے یوں ہی روایت کیا اور

کے گناہوں سے بچے رہو اور ثواب کا لو میں حق یعنی استحقاق ہے کہ راستہ ان ایمان کا مستحق ہے۔ یہاں راستوں پر پہنچ کر یہ پانچ نیکیاں یا ان میں سے جس قدر چاہیں کر لیں کیا کرو۔ نگاہیں نیچی رکھو تاکہ اجنبی مورتوں پر نہ پڑیں راستہ سے کانٹا ورنٹ پتھر الگ کر دیا کرو تاکہ کسی دھمکے کو نہ چبھے نہ ٹھوکرے جو راستہ گزرنے والے تھیں سب اس پر مارے اس کا جواب دو اگر تم راستہ میں کسی کو کوئی برا کام کرتے دیکھو تو اس سے روکو اس کی غصہ اسے، چھ کام کرنے کا مشورہ دو اس صورت میں تبدل و بار بار دہرنا بھی عبادت ہے سبحان اللہ کہیں پیشکش تائبہ کر سوا کر دینی ہے حضور کی تسبیح لکھیں کو ثواب سادتی ہے۔ شعبہ

تو سے کرم کار سالت تاکب کیا کتنا ۵ ثواب ہو گئے سارے عذاب کیا کتنا ۵

سے یعنی چھٹی نیکی بھولے مسکوں کو راستہ بتانا ہے اکثر رہ گزیر کسی کی دوکان کسی کے گھر کا پتہ پوچھتے ہیں تو بتا دو کہ یہ بھی عبادت ہے۔ سہ یعنی اگر راستہ یا بالہ میں دو مسلمان جھگڑیں تو ان میں بیچ پھاڑ کر دیا کر رہ ہو سکے تو مظلوم کی حمایت کرو یہ بھی ثواب ہے۔ سہ یہ صاحب مصابیح پر اصرار ہے کہ وہ پہلی فصل میں غیر شیخوں کی روایت سے اُسے حکایتات نے اس کا جواب یہ دیا کہ یہ دونوں حدیثیں ہیں حدیث

هُمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ ۚ الْفَصْلُ الثَّانِي - عَنْ عَنِّي قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى
 الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوفِ يَسْلَمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهِ وَيُجِيبُهُ
 إِذَا دَعَاهُ وَيُسَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُودُ إِذَا مَرِضَ وَيَتَّبِعُ جَنَازَتَهُ
 إِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

میں نے یہ دونوں حدیثیں مسلم بخاری میں پائیں۔ دوسری فصل۔ روایت ہے حضرت علیؑ سے فرماتے
 ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، مسلمان کیسے مسلمان پر چھ احکامی فضیلتیں ہیں نہ جب اس سے
 ملے تو سلام کرے نہ جب وہ دعوت ملے تو قبول کرے نہ اور جب بھیجے تو اسے جواب دے۔
 جب بیمار ہو جائے تو مزاج پڑھی کرے۔ جب مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ چلے نہ اور اس
 کے لئے قریٰ پسند کرے تو اپنے لئے پسند کرتا ہے (ترمذی)

ابن ہریرہ، اور حدیث عمر رضی اللہ عنہما یہاں تکمیل اور تفسیر کے بعد پر لائی گئی ہیں نہ کہ اصلانہ۔
 سِتٌّ سِتِّ کے بعد تعالٰیٰ پر مشید ہے اور بالمعروف صحت ہے، یہاں پر تشدید خدا کی فضائل جمع سے خلعت، یعنی عادت کی
 گھر پہن کر اور حشر میں جن کی عادت، قوال جائے یعنی مسلمان کے مسلمان پر چھ حق میں ان کی ادا کی عادت و ان پابندی۔ سِتٌّ کر
 راہ میں ملے تو صرف ایک بار سلام کرے مگر جب کسی کے گھر جا کر ملے تو تین بار سلام کرے پہلا سلام اجازت و داخلہ کے لئے دوسرے
 سلام جب اندر داخل ہو اس سے ملاقات کرے اور تیسرا سلام وداع ہوتے وقت۔ پہلے سلام کو سلام استیذان کہتے ہیں
 دوسرے کو تحیۃ تیسرے کو سلام وداع یہاں راہ چلتے وقت کا سلام مراد ہے اس لئے صرف کتب فرمایا حیضہ کے ہر لفظ پاک میں
 عجیب حکمتیں ہوتی ہیں سِتٌّ کھانے کے لئے دعوت دے یا اپنے کسی کام کے لئے بلائے بشرطیکہ وہ کھانے کی دعوت یا اس کا یہ
 کام ناہائز نہ ہو سِتٌّ اہلکار کے معنی ہیں پیچھے چلنا یا بعد متبع فرما کر اشارہ فرمایا گیا۔ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کو جنازہ سے پیچھے نہ
 چاہئے اس سے آگے چلنا ممنوع ہے بنا ماہر میں روایت حضرت ابن مسعودؓ ہے کہ تَبَوُّعُهُ تَبَوُّعُ نَبِيِّنَا وَتَبَوُّعُ نَبِيِّنَا مَنْ تَقَدَّمَ
 معلوم ہوا کہ جنازہ کے پیچھے چلے یہی اہانت کا مذہب ہے یہاں جنازہ کے ساتھ چلنے سے مراد ہے نماز جنازہ پہنچانا۔ دلی کرنا کامل اہلکار
 ہی ہے رخصت و تشہاد یعنی زندگی بھر ہر مسلمان سے وہ برتاؤ کرے جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اللہ تعالیٰ اگر یہ خدمت نصیب کرے تو دعاؤں

وَالَّذَارِئِيُّ ۖ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَشْرُ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عَشْرُونَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ
فَقَالَ ثَلَاثُونَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ ۖ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ
أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ وَرَأَدَ ثُمَّ

(دہلی) روایت ہے حضرت عمر بن حصین سے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ تو
عرض کیا السلام علیکم لے حضور انورؐ نے اُس کا جواب دیا۔ پھر بیٹھ گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
دس سے۔ پھر دوسرا آدمی آیا اُس نے عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حضور نے اس کا جواب
دیا۔ وہ بیٹھ گیا تو سہرا یا نہیں۔ پھر اور دوسرا آیا عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ نے اُس کا جواب دیا۔ وہ بیٹھ گیا تو دریا تیس سے (ترمذی) ابو داؤد نے حضرت معاذ
ابن انس سے بھی روایت کی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں لہذا
بحم معنی اور زیادتی کی، کہ پھر

تو کیا عکس سب ختم ہو جائیں۔ شہر کبھی بھول کر کسی سے رکھو لا مایہ کہ جو کئی تم سے کرتا تھیں ناگوار ہوتا
دوسرا شاعر کہتا ہے۔ صر۔ آجہ بر خود نہ پسندی بہ دیگران پسند بہ۔ لے اس سے معلوم ہو کہ اگر ایک شخص کو بھی سلام کرے تو علیکم
جمع میں کہے کہ اس میں ان فرشتوں کو سلام ہو جائے جو انہی کے ساتھ رہتے ہیں عطا تعین اور کامیابین اعلیٰ وغیرہم اگرچہ علیکم واحد کہنا
بھی جائز ہے سلمہ خشد غالب ہے نسبت لہذا پوشیدہ کا یا نائب غالب ہے کتب فعل بھول کا یعنی اس کو دس نیکیوں کا ثواب حاصل ہوا یا اس کے ۱۰
دس نیکیوں کو لکھیں۔ سلمہ معلوم ہو کہ سلام کے ہر کلمہ پر دس نیکیں ملتی ہیں جسے کلمات زیادہ ہوں اتنی نیکیوں اسی حساب سے زیادہ ہوں گی ۱۰

اَنِّیْ اٰخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ
وَمَغْفِرَتُہٗ فَقَالَ اُرْبَعُوْنَ وَقَالَ هٰکِذَا اَتُکُوْنُ الْفَضَائِلُ
رَوَاہُ اَبُو دَاوُدَ ۚ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ۙ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِنَّ اَوَّلَی الثَّاسِ بِاللّٰہِ
مَنْ یَدَّ اُ بِالسَّلَامِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابُو دَاوُدَ ۚ
وَعَنْ جَرِیْرِ ۙ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَرَّ

دوسرا اہل اسلام نے عرض کیا السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ومغفرۃ تو منسرایا
پالیں۔ اہل منسرایا یونہی زیادتیوں ہوتی رہیں گی شیعہ (ابو داؤد) روایت ہے حضرت ابوامامہ
سے فرماتے ہیں منسرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سے قریب تر وہ ہے
جو سلام میں پہل کرے (احمد، ترمذی، ابو داؤد) روایت ہے حضرت جریر سے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جواب دینے والا زیادہ اچھا جواب دے یعنی سلام کے کلمات پر کہ کلمات بڑا مگر جواب دے چاہئے یعنی یہ خوب صرف معطر تک ہی
حدود نہیں کہ ان کلمات کے علاوہ اور کوئی کلمہ بڑا تو خوب نہ ہے بلکہ میں تمہارے کلمات بڑا نہ جانے جاؤ گے خوب بھی تو کلمہ دس کے حساب
سے بڑھتا ہی جائے گا دس ماں مرقعات نے فرمایا کہ اسلام علیکم بھی جائز ہے اسلام کہ معترف کر کے اور سلام علیکم بھی جائز سلام کو نہ کر کے
اسلام کے معنی میں وہ سلام یعنی اللہ کا سلام یا آدم علیہ السلام کا سلام جو انہوں نے فرشتوں کو کیا تھا وہ تم پر بھی جو فرشتے مجید ہیں وہ طرح سلام
مذکور میں جب فرماتا ہے فَاَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ اَبَیْہِمْ اَبَیْہِمْ یہاں سلام معترفہ۔ اور فرقہ ہے سلام علیکم فَاَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ اَبَیْہِمْ یہاں سلام نکرہ ہے۔
خیال رہے کہ جواب سلام میں علیکم پہلے ہو سلام بعد میں اگر جواب میں علیکم کہہ دیا تو فرض اور ہو گیا سنت رہ گئی۔ سلام یعنی
محب و مسلمان ماستر میں گزرتے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو سلام کرنے کا حق ہو تو جو سلام کی ابتداء کرے وہ وصیت الہی
سے بہت ہی قریب ہو گا لہذا یہ فرمایا حالی ان فرماؤں کے خلاف نہیں کہ آئے دلائل سے ہوئی کیا وہ تھوڑے لوگ بہت کو چھوٹا بڑے کو
سزا پہنچا کر سلام کرے حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ میں نے تین چیزیں محبت پیدا کرتی ہیں سلام میں ابتدا کرنا اپنے مسلمان بھائی کو دیکھ

عَلَى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي
طَالِبٍ قَالَ يُجْزَى عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوا أَنْ يُسَلِّمَ
أَحَدُهُمْ وَيُجْزَى عَنِ الْجُلُوسِ أَنْ يَرُدَّ أَحَدُهُمْ رَوَاهُ
الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْأَيْمَانِ مَرْفُوعًا وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ وَ
قَالَ رَفَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَهُوَ شَيْخُ أَبِي دَاوُدَ *

عورتوں پر گزے کر انہیں سلام کیا ہے (احمد) روایت ہے حضرت علی ابن ابی طالب
سے فرماتے ہیں کہ جماعت کی طرف سے یہ کافی ہے کہ جب وہ گزریں تو ان میں سے ایک
سلام کرے اور بیٹھے ہوؤں کی طرف سے یہ کافی ہے کہ ان میں سے ایک جواب دے دے یہ
بیہقی نے شعب الایمان میں مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے روایت کی اور کہا کہ اسے
حسن ابن علی نے مرفوع کیا۔ وہ ابو داؤد کے شیخ ہیں۔

عقب سے پکارتا جب وہ آئے اسے مجلس میں سگرمہ دینا (مرقات) یہ سگرمہ اس کی حدیث کو سلام کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
خاص ہے کہ وہاں خطرہ کا خطرہ نہیں ہو سکتا۔ جن عورتوں خصوصاً جو ان لوگوں کو ہرگز سلام نہ کریں، ان کے سلام کا جواب دینا کہ یہ
سلام مشق بلکہ بیکاری کی ابتداء نہیں سکتا ہے۔ مرقات (اشعریہ) میں سلام میں سلام کرنا سنت علی الکفایہ ہے کہ اگر جماعت میں
سے ایک ہی سلام کرے تو سب کی سنت ادا ہو جائے گی اور ساتھ ساتھ ان پر جواب سلام دینا فرضی کفایہ ہے کہ اگر اس جماعت میں
سے ایک نے بھی جواب دے دیا تو سب کی طرف سے فرض ہو گیا۔ خیال ہے کہ فرض علی الکفایہ تو بہت ہیں جیسے نماز جانے اور سلام
کا جواب بعض صورتوں میں چہار۔ عالم دین بننا وغیرہ مگر سنت علی الکفایہ صرف دو ہیں ایک تو سلام دوسرے چھینک کا جواب کھاتے
وقت بسم اللہ پڑھنا جملہ سے اس سنت علی الکفایہ ہے کہ ہر شخص بسم اللہ پڑھ کر کھائے اور شوافع کے ہاں سنت علی الکفایہ ہر حال اعتنا
کے نزدیک سنت علی الکفایہ صرف یہ دو چیزیں ہی ہیں مسئلہ یعنی یہ حدیث ابو داؤد سے دو اسنادوں سے روایت کی ایک اسناد میں مرفوع ہے
یعنی حسن ابن علی کی اسناد میں دوسری اسناد میں حضرت علی کا یہ قول روایت کیا ہے حدیث معروف مگر بیہقی نے صرف مرفوع روایت کی
مسئلہ یعنی یہ حسن ابن علی۔ ابو داؤد کے مشائخ سے ایک شیخ ہیں یہ حسن ابن علی ابن ابی طالب نہیں دھوکا نہ کھانا چاہیے انکی اسناد میں ہیں
حسن ابن داؤد سے حسن ابن علی سے عبدالمک ابن ابی ہریرہ

سید ابن خالد عن عبد اللہ بن فضل عن

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ خَالَتْ
بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ وَحَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهِ فَلْيُسَلِّمْ
عَلَيْهِ مَا وَكَا أَبُو دَاوُدَ وَوَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوا عَلَى

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی
فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام
کرے پھر اگر ان کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر کی آڑ ہو جائے پھر اس
سے ملے تو پھر اسے سلام کرے (ابو داؤد) روایت ہے قتادہ سے فرماتے ہیں فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اس کے باشندوں کو

سلام بھائی سے مراد اسلامی بھائی ہے خواہ اپنا عزیز ہو یا اجنبی بھائی فرما کر اشدۃً فرمایا کہ اجنبی عورت کو سلام نہ کرے
سلام یعنی ملاقات کا سلام غائب ہونے کے بعد ملنے پر ہو گا غائب ہونا اگرچہ معمولی ہی ہو ذرا سی آڑ درمیان
میں آگئی غائب ہونا پالی گیا اب ملنا ملاقات ہے سلام کرو بلکہ ملکی غائب ہونے کے بعد بھی سلام سنت
ہے اس لئے نماز ختم ہونے پر سلام کیا جاتا ہے اس سلام میں نمازی ایک دوسرے کی
نیت کریں کیونکہ نمازی بھالت نماز ایک دوسرے سے حکماً غائب تھے اب عالم بالا
کی سیر کر کے آ رہے ہیں لہذا سلام کرتے ہیں۔ بعد نماز فجر بعض لوگ مصافحہ کرتے ہیں اسکی وجہ بھی
یہ ہی ہے کہ مصافحہ بوقت ملاقات ہوتا ہے اور یہ بھی وقت ملاقات ہے۔ خیال رہے کہ
سیاں وہ حالات مراد ہیں جن میں سلام ممنوع نہ ہو لہذا جو پیشاب پاخانہ یا جماع میں
مشغول ہو یا سو رہا ہو اور نگہ رہا ہو یا نماز یا اذان میں مشغول ہو یا غسل خانہ میں ہو کھانا کھا رہا
ہو لقمہ منہ میں ہو یا تلاوت قرآن کر رہا ہو یا دین و دس دے رہا ہو یا سن رہا ہو اسے
سلام نہ کرے اگر کرے گا تو اسی کا جواب دینا لازم نہ ہوگا (مرقات)

یوں ہی جمعہ کے دن خطبہ کے وقت سلام

ممنوع ہے

أَهْلِيهِ وَإِذَا خَرَجْتُمْ فَأَوْدَعُوا أَهْلَهُ بِسَلَامٍ مِمَّا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ
فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ مُرْسَلًا وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَا بَنِي إِدَا خَلَّتْ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ
بِرْكَةٌ عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ جَابِرٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سلام کرو گے اور جب نکلے تو وہاں کے باشندوں کو سلام سے وداع کرو
(بیہقی - شعب الایمان) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے میرے بچے جب تم اپنے
گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو یہ برکت ہوگی تم پر اور
تمہارے گھر والوں پر یہ (ترمذی) روایت ہے حضرت جابر
سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سلام اپنے گھر میں جاؤ یا دوسرے کے بہر حال سلام کرو اگر خالی گھر میں جاؤ تو کہو - السلام علینا وعلیٰ عہدنا وعلیٰ عہدنا وعلیٰ عہدنا
اس کا مأخوذ آیت کریمہ ہے فَأَوْدَعُوا نَفْسَكُمْ لِقَاءِ اللَّهِ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (ملاقات) اور جب مسجد میں جاؤ تو کہو
بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ - روح پاک مصطفیٰ مسجدوں بلکہ مسلمانوں کے گھروں میں جلوہ فرما ہے
در شرح شفا شریف)۔

سلام یعنی سلام کر کے وہاں سے آؤ یہ سلام وداع کہلاتا ہے اس کا جواب دینا فرض نہیں مستحب
ہے (ملاقات) بعض شارحین نے فرمایا کہ فاودعوا بنا ہے ودلیعہ بمعنی امانت سے یعنی رخصت ہوتے
وقت اپنا سلام اہل خانہ کے پاس امانت رکھ آؤ کہ پھر خیر سے واپس آؤ اپنی امانت یعنی خیر و برکت
و سلامتی وصول کرو۔ وداع کے وقت مصافحہ کرنا سنت نہیں۔

سلام گھر میں اپنے ماں باپ یا بیوی بچے ہوں بہر حال سلام کر کے داخل ہو اس سے گھر
میں اتفاق اور روزی میں بڑی برکت ہوتی ہے بہت ہی مجرب ہے فقیر اس کا عامل ہے اور
اس کی بہت برکتیں دیکھتا ہے :-

السَّلَامُ قَبْلُ الْكَلَامِ سَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ وَعَنْ عُمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ نَقُولُ أَنْعَمَ اللَّهُ بِكَ عَيْنًا وَأَنْعَمَ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ نَهَيْتُنَا عَنْ ذَلِكَ سَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ : وَعَنْ غَالِبٍ

کہ سلام کلام سے پہلے ہے نہ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث منکر ہے نہ روایت ہے حضرت عمران بن حصین سے فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں کہتے تھے اللہ تیری آنکھ بخند کی کرے سویرا اچھا ہو جب اسلام آیا تو ہم اس سے روک دیئے گئے نہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت غالب سے نہ

اسلام میں قسم کے میں سلام اذن یہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے ہے اجازت داخلہ حاصل کرنے کیلئے سلام تیسرے یہ گھر میں داخل ہونے اور کلام کرنے سے پہلے ہے سلام وداع یہ گھر سے رخصت ہوتے وقت یہاں سلام تحیت مراد ہے یہ کلام سے پہلے چاہیے تاکہ تحیت باقی رہے جیسے تیسرے مسجد کے نفل کو وہ بیٹھنے سے پہلے پڑھے جاوید سلسلہ اس کی اسناد میں ایک راوی عقبہ ابن عبد الرحمن ہے وہ خود بھی ضعیف ہے اور اس کا شیخ محمد ابن زناد ان ہے جو بہت ہی ضعیف ہے۔ خیال ہے کہ یہ حدیث اس اسناد میں منکر ہے معنی یہ حدیث صحیح ہے بہت اسنادوں سے مروی ہے۔ (مرقات) سلسلہ اور اس کی بجائے ہم کو اسلامی سلام کا حکم دیا گیا معلوم ہوا کہ سوا اسلامی سلام کے اور سلام ممنوع ہے جیسے آداب عرض۔ یا تسلیما عرض۔ یا خدا حافظ۔ یا یہ کہنا کہ یا علی مدد وغیرہ سب ممنوع ہیں ہاں اگر اول سلام کرے پھر یہ الفاظ کہے تو حرج نہیں دیکھو مرقات فارسی میں کہا جاتا ہے نرمی ہزار سال یہ سب ممنوع ہیں (اشعور) اسلامی سلام بہت ہی جامع ہے ہندو فانی سلام رام رام ، سیتا رام انگریزی سلام گڈ مازنگ نہایت بیہودہ اور بے معنی میں اسلامی سلام میں سلامتی کی دعا ہے۔ سلامتی جان۔ مال۔ عزت۔ اولاد و زندگی قبر و حشر ہر سلامتی کو شامل ہے۔

سلسلہ آپ غالب ابن ابی غیلان ابن خطاب القطنی بصرہ کے رہنے والے ہیں تابعین میں سے ہیں امام نسائی نے آپ کو ثقہ کہا امام احمد نے ثقہ کہا امام بخاری نے صدوق و صالح فرمایا پڑھے عالم متقی ہیں :

قَالَ أَنَا لَجُلُوسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ
حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّ عَى قَالَ بَعَثَنِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّهُ فَأَقْرَبُهُ السَّلَامَ قَالَ
فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلَى
أَيْمِكَ السَّلَامُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي الْعَلَاءِ
الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ الْعَلَاءَ الْحَضْرَمِيَّ كَانَ عَامِلًا

کہتے ہیں کہ ہم حسن بصری کے دروازے پر بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور
مجھے میرے والد نے میرے دادا سے خبر دی فرمایا مجھے میرے باپ نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ہے کہا حضور کے پاس جاؤ تو حضور کو میرا
سلام عرض کرو تاکہ فرماتے ہیں میں حضور کے پاس حاضر ہوا میں نے عرض کیا کہ میرے والد آپ کو
عرض کرتے ہیں تو فرمایا تم پر اور تمہارے باپ پر سلام اللہ (ابوداؤد) روایت
ہے حضرت ابوالعلاء حضری سے کہ ابوالعلاء حضرمی رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے منتظر تھے یا ان کے ساتھ بیٹھے تھے دوسرے معنی زیارہ ظاہر ہیں دیکھو
مقامات یہی مقام۔

سکھ یعنی میرے دادا کو ان کے باپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کہلا کر بھیجا تھا۔
سکھ معلوم ہوا کہ سلام کہلا بھیجنا بھی سنت ہے اب لوگ حجاج کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
میں سلام کہلاواتے ہیں حاجی کو چاہیے کہ مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر یوں عرض کرے۔ اے صلوة والسلام
علیک یا رسول اللہ فلاں اور فلاں کی جگہ اس کا نام ملے۔

سکھ اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی کا سلام پہنچانے والے اور پہنچنے والے
دونوں کو جواب سلام میں داخل کر لینا چاہیے بلکہ پہنچانے والے کا ذکر پہلے اور پہنچنے والے کا
ذکر بعد میں ہونا چاہیے کہ حضور انور نے پہلے فرمایا وعلیک اور بعد میں فرمایا علی ابیک لہذا جو
فرائین مدینہ دوسروں کا سلام حضور انور کو پہنچاتے ہیں۔ خود بھی جواب میں داخل
ہوتے ہیں نہ بے نصیب :

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ
بَدَأَ عَنْ نَفْسِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ النَّجَّارِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَتَبَ أَحَدُكُمْ
كِتَابًا فَلْيُتْرِكْ فَإِنَّهُ الْحَجُّ لِلْحَاجَّةِ رَوَاهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے اے اور جب آپ ان
کی طرف نکلتے تو اپنی ذات سے ابتدا کرتے تھے (ابوداؤد) روایت
ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے
کوئی تحریر لکھے تو مٹی اس پر ڈالے کہ یہ ضرورت کو بہت پورا کرنے والی ہے۔

علامہ حضرمی کا نام عبد اللہ ہے حضرت موت کے باشندے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
سے بحرین کے گورنر تھے حضرت صدیق اکبر اور غلامی اعظم نے ان کا عہدہ بحال رکھا چنانچہ آپ تا وفات اسی
عہدے پر رہے بعض نے فرمایا کہ آپ کی وفات عبد صدیقی میں ہے مرقات نے فرمایا کہ مسئلہ جو وہ بحرین میں آپ نے
وفات پائی۔ اور ابو العلاء کا نام زیاد بن عبد اللہ ہے کنیت ابو العلاء مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں اسی العلاء ہے۔
مسئلہ یعنی حضرت علامہ جب بحرین سے حضور انور کی خدمت میں کوئی عرض لکھتے تو پہلے اپنا نام پھر مکتوب الیہ کا نام
لکھتے تھے کیونکہ یہی سنت رسول اللہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب بلقیس کو خط لکھا تو لکھا وَاِنَّ
مَنْ سَلِمَانَ وَآيَةُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ روم کو فرمان عالی لکھا تو لکھا
مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى بَرِّقِ عَظِيمِ الرُّومِ طریقہ خط لکھنے کا یہ چاہیے کہ پہلے اپنا نام لکھے پھر جس کو خط لکھنا ہے
اس کا نام ہو پھر کچھ القاب پھر سلام پھر مقصد کی تحریر خیال رہے کہ چیز سلام کی تمہید ہوتی ہے اس لیے
اسے باب سلام میں لائے۔ مسئلہ یا خط پر مٹی ڈالے یا خط کو مٹی پر ڈالے اس سے حرف بھی
خوشک ہو جائیں گے اور انشاء اللہ جس مقصد کیلئے خط لکھا گیا ہے اس مقصد میں بھی کامیابی ہوگی کہ مٹی
ڈالنے میں اظہار عجز ہے اور رب تعالیٰ کو عاجزی جڑی پیاری ہے۔ شعر

عجز کار انبیاء و اولیاء است عاجزی محبوب درگاہ خداست

بند اگر کسی کو کسی چیز کی درخواست دینا ہو تو یہ عمل کر کے درخواست دے انشاء اللہ کامیابی ہوگی بعض شارحین نے مٹی ڈالنے کی
اور بہت تو جہش کی ہیں مگر حق یہ ہے کہ اس سے ظاہری معنی ہی مراد میں یعنی خط پر مٹی یا ریت چھڑک دینا ہے۔

التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ وَعَنْ نَزِيدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ضَمَّ الْقَلَمَ عَلَى أُذُنِكَ فَإِنَّهُ أَذْكَرُ لِلْمَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَفِيهِ أَسْنَادٌ ضَعْفٌ وَعَنْهُ قَالَ أَمْرِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

(ترمذی) اور کہا یہ حدیث منکر ہے اسے روایت ہے حضرت نذیر ابن ثابت سے فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے کاتب تھا میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ قلم اپنے کان پر رکھو کہ یہ انجام کو زیادہ یاد کرانے والا ہے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد میں ضعف ہے اسے روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ

اسے طرائی نے اوسط میں یہ حدیث بروایت حضرت ابوالدرداء بروایت صحیح نقل فرمائی۔ لہذا اس حدیث کا متن صحیح ہے۔ اگرچہ ترمذی والی اسناد منکر ہے (مرقات)۔

اسلہ یعنی اگر کاتب قلم کو کان سے لگائے رکھے تو اسے وہ مقصد یاد رہے گا جو اسے لکھنا ہے بہتر یہ ہے کہ قلم داہنے کان پر رکھے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں کوئی تاثیر رکھی ہے۔ قلم کان میں لگانے کی یہ تاثیر ہے کہ اسے مضمون یاد رہتا ہے۔

اسلہ یہ حدیث ابن حصار نے بروایت حضرت انس مرفوعاً نقل فرمائی۔ وہاں فائزہ اذکر لکھ ہے اور جامع ضغیر میں حضرت نذیر ابن ثابت سے مرفوعاً نقل فرمائی وہاں اذکر للمال ہے

بہر حال یہ حدیث بہت اسنادوں سے

مردی ہے لہذا اس کا متن صحیح

ہے

(مرقات) :

أَعْلَمَ السُّرْيَانِيَّةَ وَفِيهَا وَآيَةٌ أَنَّهُ أَمَرَنِي أَنْ أَتَعَلَّمَ
كِتَابَ يَهُودٍ وَقَالَ إِنِّي مَا أَمَنْ يَهُودَ عَلَى كِتَابٍ قَالَ فَمَا
مَرَّيْ بِنِصْفِ شَهْرٍ حَتَّى تَعَلَّمْتَ فَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَى
يَهُودَ كَتَبْتُ وَإِذَا أَكْتُبُوا إِلَيْكَ قَرَأْتُ لَهُ كِتَابَهُمْ مَا وَافَاكَ
لِتَرْقِيَنَّ عَنْ آيَةٍ هُمُ يَرَوْنَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

میں سریانی زبان سیکھ لوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ مجھے حکم دیا کہ میں
یہود کی خط و کتابت سیکھ لوں اور فرمایا کہ میں کسی تحریر میں یہود پر مطمئن نہیں ہوں
فرماتے ہیں کہ مجھ پر آدھا مہینہ نہیں گزرا حتیٰ کہ میں نے سیکھ لی تو جب حضور یہود کو
لکھتے تو میں لکھتا اور جب وہ حضور کو کچھ لکھتے تو حضور کی خدمت میں ان کا خط
میں پڑھتا ہے (ترمذی) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ

سریانی زبان وہ ہے جس میں توریت شریف نازل ہوئی۔ یہود مسموئیلہ ہی زبان بولتے اور لکھتے تھے سریانی زبان عبرانی
کے مشابہہ یا اس کی شاخ ہے (راشد) اب یہ زبانیں دنیا سے مٹ چکیں صرف ان کے نام رہ گئے کسی جگہ نہیں بولی جاتیں جیسے
مہندول کی سنسکرت کہ دنیا سے مٹ چکی کہیں نہیں بولی جاتی سریانی عبرانی زبانوں کی جگہ عربی نے لے لی۔
سکندری جہم یہود کو تبلیغ کرنے کیلئے انہیں خطوط لکھنا بھی چاہتے ہیں اور ان کے جوابات ملاحظہ کرنا بھی چاہتے ہیں اگر لکھنے پر
کا کام یہود غریب سے لیا جاوے تو ان کی خیانت کا اندیشہ ہے کہ ہم کچھ لکھو انہیں وہ کچھ لکھ دیں یا یہود کے خطوط میں کچھ
لکھا ہو یا کچھ چھپے دیں لہذا یہ دونوں کام تم خود کرو اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی زبان سیکھنا ممنوع نہیں بلکہ ضرورت
پر اس کا حکم ہے جیسے آج انگریزی یا فرنچ زبانیں ضرورت کے لئے سیکھی جاویں خیال رہے کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم قدرتی طور پر تمام زبانیں جانتے ہیں جب حضور جانوروں پتھروں۔ کنکروں کی بولیاں سمجھتے
ہیں تو انسانوں کی بولی کیوں نہ سمجھیں گے یہ حکم عالی امت کی تعلیم کے لئے ہے کہ امرار و سلاطین
اپنے ہاں دوسری قوموں کی زبان دانی رکھیں بلکہ خود اپنے لوگوں کو ان کی زبان سکھائیں زبان کوئی برکی
نہیں سب رب تعالیٰ کی طرف سے ہیں فرماتا ہے۔ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَخِلَافُ السَّنَنِ
سے صرف پندرہ دن میں سریانی زبان لکھا حقہ سیکھ لینا یا حضرت زید کی زکاوت سے ہے یا حضور کے
معجزے سے اس سے معلوم ہوا کہ بادشاہوں کے ہاں ترجمان رہنے چاہئیں۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُ إِلَى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمُوا فَإِنْ
بَدَأَ إِلَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمُوا فَلْيَسْتِ
الْأُولَى بِأَحَقِّ مِنَ الْآخِرَةِ مَا وَاهُ التَّرْمِذِيُّ وَالْبُؤْدَاؤُ وَعَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا خَيْرَ لِي جُلُوسِي فِي الطَّرَافَاتِ
الْأَيْمَنِ هَدَى السَّبِيلَ وَرَدَّ الْخِيَةَ وَغَضَّ الْبَعْرَ وَأَعَانَ عَلَى الْعُمُولِ

علیہ وسلم کہ فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی مجلس تک پہنچے تو سلام
کرے نہ پھر اگر بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جاوے نہ پھر جب کھڑا ہو تو پھر سلام
کرے نہ کیونکہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ حق دار نہیں ہے (ترمذی) اور
البدواؤ، روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
راستوں میں بیٹھنے میں بھلائی نہیں ہے سوا اس کے جو راستہ کو بتائے
اور سلام کا جواب دے اور نگاہ نیچے رکھے اور سوار کرنے پر مدد دے نہ

۱۴۰۰ معلوم ہوا کہ آنے والا سلام کرے بیٹھے ہوں کو۔

۱۴۰۱ یعنی اگر وہاں بیٹھنا نہ بھی ہو صرف گزر جانا ہو جب بھی سلام کرے اور اگر بیٹھنا ہو تب بھی سلام کرے۔
۱۴۰۲ معلوم ہوا کہ راہ گیر یعنی گزرنے والا صرف ایک سلام کرے اور جو مجلس میں کچھ دیر ٹھہرے وہ دو سلام
کرے ایک آنے کا دوسرا جانے کا۔

۱۴۰۳ یعنی سلام بقا اور سلام وداع دونوں صفت ہونے میں برابر ہیں ایک کو دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں لہذا
یہ دونوں سلام صفت ہیں اور ان کے جواب فرض۔

۱۴۰۴ بلکہ راستوں میں بیٹھنا کبھی گناہوں کا سبب بن جاتا ہے اس سے اجنبی عورتوں پر نظر پڑ جاتی ہے اور بہت
خرابیاں ہو جاتی ہیں ضرورت کے احکام جدا گانہ ہیں۔ ۱۴۰۵ یعنی اگر تم کو راستوں پر بیٹھنا پڑ جاوے تو یہ
چار نیکیاں کرتے رہو سبھو لے بھٹکے ناواقف کو راستہ بتاؤ نگاہیں نیچی رکھو راہ گیروں کے سلام کے جواب
دو اگر کوئی سواری پر سوار ہونے میں دشواری محسوس کرتا ہو تو اسے سوار کرادو یوں ہی اگر کوئی بوجھ اٹھانا چاہتا
ہے مگر اسے دشواری ہو رہی ہو تو اس کی گھڑی اس کے سر پر رکھ دو۔

رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ ذِكْرُ حَدِيثٍ ابْنِ جُبَيْرٍ فِي بَابِ فَضْلِ الصَّدَقَةِ
الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَفَتَحَ فِيهِ الرُّوحَ
عَطِيسَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ بِأَذْنِهِ فَقَالَ لَهُ رَبُّهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ يَا آدَمُ اذْهَبْ
إِلَى أَقْلَبِكَ الْمَلَائِكَةِ إِلَى مَلَأَةٍ مِنْهُمْ جُلُوسٌ فَقُلْ أَسْلَامٌ عَلَيْكُمْ

(شرح سند) ابو جری کی حدیث فضل کے باب میں ذکر کردی
 گئی ہے تیسری فصل روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے
 ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ نے حضرت آدم
 کو پیدا کیا اور ان میں روح پھونکی تو انہیں جھپک آئی انہوں نے کہا
 الحمد للہ (زبان الہی) پھر ان سے ان کے رب نے کہا اے آدم اللہ تم پر رحمت
 رحمت کرے گا ان فرشتوں کے پاس جو جماعت بیٹھی ہے جاؤ تو کہو السلام علیکم

اس حدیث کے اول میں یہ تھا کہ میں نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا علیک السلام یا رسول اللہ تو فرمایا یہ مردوں
 کا آپس کا سلام ہے تم یوں کہو السلام علیک۔ اسے یعنی انہیں پیدا ہوتے ہی جھپک آتا جو صحت و تندرستی کی
 علامت ہے اللہ کی رحمت اس کے فضل سے تھا اور جھپک پر الحمد للہ کہنا بھی اللہ کے ارادے اس کی تعلیم
 اس کی رحمت سے تھا انہیں کسی نے سکھایا نہ تھا معلوم ہوا کہ آپ علم لدنی سے عالم تھے جیسے ہمارے
 حضور نے پیدا ہوتے ہی مسجد کیا اور مسجد میں حمد الہی کی یہ سب رب کی تعلیم سے ہے۔

اسے یہ واقعہ فرشتوں کے مسجد کے بعد کہ ہے لہذا اس آیت کے خلاف نہیں فاذا سورت ونفخت فیہ من روحی فقوالہ سبحان
 یرحمک اللہ اگر دعائیہ کلام ہے تو بندوں کی تعلیم کیلئے ہے کہ اولاً جھپک کے جواب میں یہ کہنا کریں جیسے قرآن کریم میں ہے
 ابدن الصراط المستقیم اور اگر یہ فرشتوں کیلئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے گا۔ تو مقصد ظاہر ہے۔

اسکے یعنی اے آدم آپ ان فرشتوں کے پاس جاؤ انہیں تحینہ و ملاقات کا سلام کرو معلوم ہوا کہ آنے والا سلام
 کرے بیٹھے ہوؤں کو اگرچہ آنے والا افضل ہو اور بیٹھے ہوئے لوگ مفضول ہوں۔ دیکھو آدم علیہم السلام
 فرشتوں سے افضل بلکہ ان کے معبود ہیں مگر آپ نے ہی سلام کیا ہے

فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ قَالُوا عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى
رَبِّهِ فَقَالَ إِنَّ تَحِيَّتَكَ وَنَجِيَّةُ يُنْيِكَ بَيْنَهُمْ فَقَالَ لَهُ اللَّهُ وَيَا
مَقْبُوضَتَانِ اخْتَرَايْتُمَا شَيْئًا قَالَ اخْتَرْتُ يَمِينَ رُوحِي وَكَلْتَا يَدَيَّ رُوحِي
يَمِينَ مُبَارَكَةً ثُمَّ بَسَطَهَا فَإِذَا فِيهَا آدَمُ وَذُرِّيَّتُهُ

چنانچہ انہوں نے کہا السلام علیکم وہ بولے علیک السلام رحمۃ اللہ ہے پھر وہ
اپنے رب کی طرف لوٹے تو فرمایا یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا آپس میں سلام ہے پھر
ان سے اللہ نے فرمایا حالانکہ اس کے دونوں ہاتھ کی مٹھیاں بند تھیں مگر جو بند چاہو
اختیار کرو کہ عرض کیا میں نے اپنے رب کا داہنا ہاتھ اختیار کیا میرے رب کے دونوں
ہاتھ داہنے اور بائیں ہیں پھر رب نے ہاتھ کھولا تو اس میں آدم اور ان کی اولاد تھی۔

اس فرشتوں نے جواب میں ورحمۃ اللہ زیادہ کیا تاکہ آئندہ کے لئے سبق ہو کہ جواب میں کچھ زیادتی کر دی جائے۔
اسکے یعنی اس جگہ لوٹے جہاں پہلے رب تعالیٰ سے کلام کیا تھا اور رب تعالیٰ کی رحمت و قدرت ہر جگہ ہے۔
اسکے یہ جملہ تشابہات سے ہے اس کے حقیقی معنی ہماری عقل و فہم سے بالا ہیں اللہ تعالیٰ جسمانی ہاتھ اور مٹھی سے
پاک ہے اس کے معنی یا رب تعالیٰ جانے یا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بعض شاعرین نے فرمایا کہ دونوں ہاتھوں
سے مراد صفت جمال و جلال ہیں ان صفتوں میں مروجین اور مردودین ایسے چھپے تھے جیسے مٹی کی چیز مٹھی میں چھپی ہوئی ہیں
واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسکے یعنی ان دونوں میں سے جس کو چاہو اپنا لو اسکے اندر کے بندوں کو اپنا بنا لو۔

اسکے یہ ساری عبارت تشابہات سے ہے اسکے حقیقی معنی وہ ہیں جو اللہ رسول جانی ہیں، شعۃ المعات ہیں اس
جملہ کے پانچ معنی بیان فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ مخلوق کے واسطے بائیں میں سے بایاں ضعیف و کمزور ہوتا ہے
دائیں ہاتھ تو رب تعالیٰ ضعیف و کمزوری سے پاک ہے اس کی صفات رحمت اور صفات قہر دونوں میں یعنی دونوں مہلک و قوی
ہیں۔ وہ وہ عزیز و غالب ہے جسے گمراہ کرتا ہے تو حکمت سے اور جسے ہدایت دیتا ہے تو حکمت سے ہے۔

اسکے یہاں آدم علیہ السلام عالم شہود میں تھے دست قدرت میں عالم غیب میں بطور مثال تھے خود اپنے کو دیکھ رہے
تھے جیسے کوئی شخص آئینہ میں اپنے کو اور اپنے گھر بار آل و اولاد کو دیکھے جو خود گھر میں موجود ہوں یہ مثال محض سمجھانے

فَقَالَ اَيُّ رَبِّ مَآهُؤُلَاءِ قَالَ هَؤُلَاءِ ذُرِّيَّتُكَ فَاِذَا كُنَ
اِنْسَانٌ مَكْنُوْبٌ عُمَرَاؤُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَيُحْمَرُّ رَاجُلٌ

عمر بن کیا یا رب یہ کون لوگ ہیں سہرا یا یہ ہماری اولاد ہے اے تو ہر
انسان کی عمر اس کی آنکھوں کے درمیان لکھی تھی اے ان میں ایک صاحب

کے لئے بھلا آدم تا روز قیامت سارے انسان حضرت آدم کو دکھا دیئے گئے اور یہ دکھانا جملہ امت
بلکہ تفصیلاً تھا کہ آپ نے ہر ایک کو پہچان بھی لیا جیسا کہ اگے مضمون سے ظاہر ہے رب تعالیٰ نے پہلے
تو آدم علیہ السلام کو تمام عالم کی چیزیں دکھا کر ان کے نام بتا دیئے اس موقع پر صرف اولاد آدم دکھائی
۱۷۱ اس ہاتھ میں صاحبین یعنی مومنین اولیاد انبیاء ہی تھے دوسرے دست قدرت میں کفار مہوں گے
خیر نہیں کہ ہم کس ہاتھ میں تھے رب تعالیٰ فضل کرے۔

۱۷۲ س سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان کی تقدیر اس کی عمر اس کی پیشانی میں
لکھی ہوتی ہے اس لئے اسے پیشانی کہتے ہیں یعنی پیش آنے والی چیز دوسرے یہ کہ یہ تحریر
اس کے مقبول بندے پر لگتی ہے آدم علیہ السلام نے بغیر کسی مدرسہ میں تعلیم پائے یہ
تحریر پر لکھی تھی۔ تیسرے یہ کہ آدم علیہ السلام کو سارے انسانوں کی تقدیریں ان کی عمریں معلوم
تھیں یہ ہی علوم خمسہ سے ہیں پھر ہمارے حضور کے علم کا کیا پوچھنا آدم علیہ السلام کا علم
ہمارے حضور کے علم کے سمندر کا قطرہ ہے۔ شعر

قدرت کی تحریریں جاننے اتنی اور تقریریں جاننے

بخشش کی تدبیریں جاننے

وہ ہے رحمت والا

جنکا نام ہے محمدان سے دو جگہ ہیں اجیالا . . .

آن کی آن میں عرش پر جاوے پلک چمکتے فرش پہ آوے

دو جگہ کا والی کہلائے

امت کا رکھوالا

جن کا نام ہے محمدان سے دو جگہ ہیں اجیالا . . .

ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ

أَصْوَهُهُمْ أَوْ مِنْ أَصْوَهُهُمْ قَالَ يَا رَبِّ مَنْ هَذَا قَالَ
هَذَا ابْنُكَ دَاوُدَ وَقَدْ كَتَبْتُ لَهُ عُمْرَكَ أَرْبَعِينَ سَنَةً
قَالَ يَا رَبِّ زِدْنِي عُمْرَكَ قَالَ ذَالِكَ الَّذِي كَتَبْتُ لَهُ قَالَ
أَيُّ رَبِّ فَإِنِّي قَدْ جَعَلْتُ لَهُ مِنْ عُمْرِي سِتِّينَ سَنَةً

بہت چمکدار تھے یا ان کو ہمک داروں سے لے کر عرصہ کیا یا رب یہ کون ہیں
فرمایا یہ تمہارے فرزند داؤد ہیں اور ان کی عمر میں نے چالیس سال لکھی ہے لے
عرض کیا یا رب ان کی عمر میں زیادتی کر دے فرمایا میں نے ان کے لئے یہ ہی لکھی ہے
عرض کیا یا رب میں نے انہی عرصہ میں سے ساٹھ سال انہیں دے دیے تھے

سے غالباً حضرت آدم علیہ السلام کی غارِ نظر حضرت یوسف علیہ السلام یا حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر
نہ پڑی ہوگی یا ارھر متوجہ نہ ہوئے ہوں گے ورنہ حضور کا حسن تمام سے زیادہ ہے رب کا منشا یہ تھا کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے زیادہ نہ ہو حضور کو دینے کیلئے پیدا کیا گیا ہے
نہ کہ کسی سے لینے کے لئے رب تعالیٰ کا منشا یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو جناب آدم علیہ السلام
کی نگاہ میں حسین ترین دکھایا جاوے تاکہ اگلا واقعہ پیش آوے۔

سے آدم علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ عمر ان کی پیشانی میں پڑھ دی چکے تھے رب تعالیٰ کا یہ فرمان
اس بڑے ہونے کی تصدیق و تائید کے لئے ہے۔

سے آدم علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ ان کی عمر اپنی طرف سے بڑھادے اس لئے یہ جواب دیا گیا کہ ہم تو
انہیں وہ عمر دے چکے جو دینا تھی آپ کی دعا سے۔ وقت اس میں زیادتی نہ فرمائیں گے خیال رہے
کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی عمر چورسی دی یعنی ایک ہزار سال اور داؤد علیہ
السلام کو بھی یہ ساٹھ سال دے جو آدم علیہ السلام دے چکے تھے۔ لہذا اس فرمانِ عالی کے معنی یہ ہیں
کہ اس وقت ان کی عمر میں زیادتی نہ کریں گے (مرقات)

سے اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے مقبول بہادر کی دعا سے تقدیریں بدل جاتی ہیں عمریں بڑھ جاتی ہیں
کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر سچائے چالیس سال کے سو سال ہو گئی قرآن کریم
فرماتا ہے۔ مَا بَعَثْنَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا بِمَا نَالُوا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لِكَرْبِ الْإِنْسَانِ لَعَلَّ يَتَذَكَّرُ أَلَمْ يَكُنْ مِنْ قَبْلِهِ نَبِيًّا لَقَدْ جَاءَهُمْ كِتَابٌ فِيهِ آيَاتٌ وَهُوَ الْقُرْآنُ يُقْرَأُ فَالْمُصَدِّقُ لَهُ الْوُحُودُ فَتُسَبِّحُ لَهُ حَمْدُهُ فِي الْيَوْمِ الْحَمْدُ لَكَ يَا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ
جاتی ہیں حضور فرماتے ہیں کہ صدقہ سے عمر بڑھتی ہے۔

قَالَ أَنْتَ وَذَاكَ قَالَ ثُمَّ سَكَنَ الْجَنَّةَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ
أُحْطِطَ مِنْهَا وَكَانَ آدَمُ يُعَدُّ لِنَفْسِهِ قَاتَاكَ مَلَكَ الْمَوْتِ
فَقَالَ لَهُ آدَمُ قَدْ عَجَلْتُ قَدْ كُتِبَ لِي أَلْفُ سَنَةٍ قَالَ بَلَى
وَلَكِنَّكَ جَعَلْتَ لِابْنِكَ دَاوُدَ سِتِّينَ سَنَةً

فرمایا تم ہمارے اور یہ کام لے کر رہا تھے ہم جنتنا اللہ نے چاہا حضرت
آدم جنت میں رہے پھر وہاں سے اتارے گئے اور حضرت آدم
اپنی عمر گنتے تھے لے پھر ان کے پاس ملک الموت آئے تو آدم نے ان سے
کہا تم نے جلدی کی میری عمر ایک ہزار سال بھی گنی عرض کیا ہاں لیکن
اپنے اپنے سرزند داؤد کو ساٹھ سال دے دیئے ہیں لے

لے یعنی منظور ہے اگر تم ہی اپنی عمر دے رہے ہو تو تم جانو معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو اپنی عمر معلوم تھی کہ ایک ہزار
سال ہے تب ہی تو آپ اس میں سے ساٹھ سال دے رہے ہیں اگر آپ کو خبر ہی نہ ہوتی کہ میری عمر دس سال ہے
یا بیس سال تو آپ ساٹھ سال کیسے دیتے۔

سال خیال رہے کہ آپ کی پندرہ جنت سے واپس آنے کے بعد شروع ہوئی تھی اس وقت سے آپ نے گنتی شروع کی تھی ورنہ
آپ جنت میں بہت دیر مدت رہے وہ مدت عمر کے حساب میں نہیں لگی جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب اس کی عمر شروع ہوتی ہے پیٹ
میں رہنے کی مدت عمر کے حساب میں نہیں لگتی اسلئے یہاں تم احبط ارشاد ہوا۔

سالہ تقدیر کے بیان میں جو حدیث گزری ہے وہاں چالیس سال کا ذکر ہے یہاں ساٹھ سال کا ذکر بات یہ تھی کہ آدم
علیہ السلام نے داؤد علیہ السلام کو پہلے چالیس دیئے پھر ساٹھ سال کر دیئے یعنی بیس سال اور زیادہ حضرت
ملک الموت اولاً تو جب آئے جبکہ جناب آدم کی عمر کے ساٹھ سال باقی تھے آپ نے انکار کیا پھر جب بیس سال
بعد آئے جب چالیس سال باقی تھے تاکہ ان بیس سال میں آپ دیکھی غور کریں سوچ لیں لہذا یہ حدیث اس
حدیث کے خلاف نہیں (مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام کی موت ان کی رضا سے آتی
ہے وہ جب چاہتے ہیں۔ تب انہیں وفات دی جاتی ہے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا تھا کہ اگر آپ بھی
موت نہیں چاہتے تو بیل کی کھال پر ہاتھ پھر جس جتنے بال آپ کے ہاتھ لگیں۔ فی ہاں ایک سال

فَجَعَلَ فِجَعَدَتْ ذُرِّيَّتَهُ وَلَنِي فَنَسِيتُ ذُرِّيَّتَهُ قَالَ فَمِنْ
يَوْمَئِذٍ أَمْرًا لِكِتَابٍ وَالشَّهَادَةِ وَأَوَّلُ الْتَرْمِذِي وَعَنْ
أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ قَالَتْ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَعَنْ الطُّفَيْلِ بْنِ أَبِي
إِبْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي ابْنَ عُمَرَ فَيَتَعِيدُوهُ وَمَعَهُ إِلَى

حضرت آدم نے انکار کر دیا ہے چنانچہ ان کی اولاد انکار کرتی ہے آپ بھول گئے تو اس دھوئے
نگاہ فرماتے ہیں کہ اس دن سے لکھنے گواہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے (ترمذی) روایت
ہے حضرت اسماء بنت یزید سے فرماتے ہیں کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم گزرے ہیں پسند عورتوں میں تھی تو حضور نے ہم کو سلام
کیا کہ رابہ وادو۔ ابن ماجہ۔ دارمی، روایت ہے طفیل بن ابی ابن
کعب سے کہ وہ حضرات ابن عمر کے پاس جاتے تھے تو ان کے ساتھ بازار

۱۱ یعنی آدم علیہ السلام یہ واقعہ ایسا بھولے کہ یاد رکھنے پر بھی انہیں یاد نہ آیا عمر لینا تو یاد رہا مگر عمر درنا یاد نہ رہا
خیال رہے کہ یہاں انکار یعنی یاد نہ کرنے کا ہے نہ کہ اصلی واقعہ کا اصل واقعہ تو بزرگوار فرشتہ کے رب تعالیٰ بین فرما رہا ہے
اس کا انکار کیسے ہو سکتا ہے۔

۱۲ آپ سے بھول تو گندم کھانے میں ہوئی اور انکار مردینے کا ہوا اولاد میں ماں باپ کا اثر آتا ہے اس لئے انسانوں
میں یہ مرض خصوصیت سے موجود ہے۔

۱۳ معلوم ہوا کہ معاملات کا نیکو لینا ان پر گواہ بنالیا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہی چلا آ رہا ہے۔

۱۴ ہم دوسری فصل میں عرض کر چکے ہیں کہ اجنبی عورتوں کو سلام کرنا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات
سے ہے۔ ہم لوگ اجنبی جوان عورتوں کو نہ تو سلام کریں نہ ان کے سلام کا جواب دیں ہاں اپنی عورتوں
یا بچیوں یا بوڑھی عورتوں کو سلام جائز ہے۔

۱۵ یہ طفیل تابعی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں پیدا ہوئے مگر آپ کی زیارت نہ کر
سکے آپ کی کنیت ابوالحسن ہے انصاری ہیں۔

السُّوقِ قَالَ فَإِذَا عَدَوْنَا إِلَى السُّوقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ
عَلَى سَقَاطٍ وَلَا عَلَى صَاحِبِ بَيْعَةٍ وَلَا عَلَى مُسْكِينٍ وَلَا
عَلَى أَحَدٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
عُمَرَ يَوْمَ فَاسْتَبَعَنِي إِلَى السُّوقِ فَقُلْتُ وَمَا تَصْنَعُ فِي السُّوقِ
وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السَّلَامِ وَلَا لِشَوْمِ
لَهَا وَلَا تَجْلِسُ فِي فَيَالِ السُّوقِ فَاجْلِسْ بِنَاهُهَا نَحْنُ نَحْمَدُ شُ
قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَا أَبَا بَطْنٍ قَالَ كَانَ الطُّفَيْلُ
ذَا بَطْنٍ إِنَّمَا نَعُدُّ مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ

تک جاتے فرماتے ہیں کہ جب ہم بازار پر جاتے تو عبداللہ ابن عمر
کسی معمولی چیز پر بیچنے والے سے اور خاندان شہادت کرنے والے اور
مسکین پر اور کسی پر نہ گزرتے مگر اسے سلام کرتے یہ طفیل
کہتے ہیں کہ ایک دن میں عبداللہ ابن عمر کے پاس گیا تو مجھ سے بازار
تک ساتھ پہننے کو کہا میں بولا کہ آپ بازار میں کرتے کیا ہیں نہ تو خرید و
فروخت پر کھڑے ہوتے ہیں نہ سامان کی دریافت کرتے ہیں نہ اس کا
بھاؤ لگاتے ہیں نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھے ہیں تو ہمارے ساتھ یہاں ہی بیٹھے
باتیں کر لیں گے یہ فرماتے ہیں کہ تو مجھ سے عبداللہ ابن عمر نے فرمایا اسے پیٹ والے
راوی کہتے ہیں کہ طفیل کا پیٹ بڑا تھا کہ ہم سلام کے لئے جاتے ہیں کہ جو ہم کر سکتے

اس سقاط سین کے فتح کے شد سے بنا ہے سقط سے سقط معمولی چیزوں کو کہتے ہیں گہری بڑی چیزیں سقاط وہ شخص
جو معمولی چیزیں فروخت کرتا ہو جسے اردو میں کہتے ہیں چھابڑ فروش اور صاحب بیعت اعلیٰ چیزوں کو بیوپاری کہلاتا ہے
اس یعنی آپ ہر تاجر غیر تاجر امیر و فقیر واقف ناواقف سب کو سلام کرتے تھے اور کچھ خرید و فروخت نہیں کرتے تھے
اس یعنی یہاں بیٹھ کر دینی باتیں کریں کتاب و سنت اللہ رسول کا ذکر کریں بازار جاتے آتے ہلت کرنے کا موقع نہیں
ملتا کہ لہذا ابو بطن کے معنی ہوئے پیٹ والے جیسے ابو ہریرہ بلویوں والے ابو بکر اولیت والے
ابو بطن بڑے پیٹ والے :-

عَلَى مَنْ لَقِينَا سَرَاوَاً مَالِكٌ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الدِّيمَانِ وَ عَنْ
جَابِرٍ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِفُلَانٍ
فِي حَائِطِي عَدُوٌّ وَأَنْتَ قَدْ أَذَى مَكَانٍ عَدُوٌّ فَارْ سَلِ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَعْنِي عَدُوٌّ قَدْ

اسے سلام کریں لے مالک - بیهقی - شعب الدیمان (روایت
ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا فلاں شخص کی کھجور کی
شاخ میرے باغ میں ہے اور اس کی شاخ نے مجھے بہت دکھ دیا ہے یہ
تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہلا بھیج کر میرے ہاتھ اپنی یہ شاخ فروخت کر دے گا

سہ یعنی ہمارا بازار جہاں بھی عبادت ہے کہ ہم وہاں عملی تبلیغ کیلئے ہیں سلام کی شامت کرنا لوگوں کو سلام کرنے کی عادت ڈالنا۔
معلوم ہو کہ لوگوں کو سنت کا عادی بنانا بھی بہتر ہے عبادت ہے علماء اگر لوگوں کے پاس جا کر نہیں تبلیغ کریں تو بہت ہی
اچھا ہے گھر بلا کر تبلیغ کرنا اور لوگوں کے گھر جا کر تبلیغ کرنا دونوں ہی سنت ہیں۔

سہ اس طرح کہ میرا باغ اس کے باغ سے متصل ہے ایک مشترک دیوار بیچ میں ہے دیوار کے اس طرف اس کی کھجور کا
درخت ہے اس درخت کی ایک شاخ دیوار کی اس جانب میرے باغ میں ہے ملاحظہ فرمائیے کہ وہ باغ کہلاتا ہے جو دیواروں
سے گھرا ہوا عرب کے اکثر باغ ایسے ہی ہوتے ہیں

سہ کیونکہ یہ شخص اس شاخ کی وجہ سے دیوار پر چڑھتا ہے اور اگر اس شاخ کے پھل میری طرف گر جاویں تو انہیں
پلٹنے کیلئے میرے باغ میں آتا ہے ان حرکتوں سے مجھے اور میرے بچوں کو تکلیف ہوتی ہے عرب میں باغ
والے کا مکان بھی باغ میں ہوتا ہے جہاں اس کے بال بچے رہتے ہیں۔ اس پروسی کی اس آمد و رفت سے
اسے یقیناً دکھ پہونچتا تھا۔

سہ یعنی اس شاخ یا اس درخت کو ہمارے ہاتھ کچھ پیسوں کی عوض فروخت کر دو تاکہ ہم وہ شاخ یا وہ درخت
کٹوا دیں تاکہ اس شخص کی تکلیف دور ہو چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب مسلمانوں کے دلی ہیں۔
اسیلئے فرمایا یعنی ہمارے ہاتھ فروخت کر دو ۛ

قَالَ لَا قَالَ فَهَبْ لِي قَالَ لَا قَالَ فَبِعَيْنِيهِ بِعَدَّتِي فِي الْجَنَّةِ
فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا
رَأَيْتُ الَّذِي هُوَ أَبْخَلُ مِنْكَ إِلَّا الَّذِي يَبْخُلُ
بِالسَّلَامِ مَا وَكَأَ أَتَّخِذُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

وہ بولا نہیں ملے فرمایا تو مجھے پہرہ کر دے نہ بولا نہیں فرمایا تو اسے میرے ہاتھ جنت
مکے درخت کی غصہ پہنچ دے نہ بولا نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں نے ایسا شخص نہ دیکھا جو تجھ سے زیادہ بخیل ہو کہ سوار اس کے بر
سلاخ میں بھل کر دے (محمد ۔ بیہقی ۔ شعب الایمان)

سلاخ اس سے در مسئلہ معلوم ہونے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا سر مسلمان پر فرض ہے کہ نہ ماننے والا
یا فاسق ہوگا یا کافر مگر حضور کے مشورے کا ماننا فرض نہیں نہ قبول کرنے کا حق ہے یہاں فرمانا مشورہ تھا حکم نہ تھا
دوسرے یہ کہ حاکم بادشاہ بھی کسی کا مال بغیر اس کی مرضی کے فروخت نہیں کر سکتا بیع میں مالک کی رضا ضروری ہے
حضور اور نے اس سے فرمایا فروخت کر دے خود فروخت نہ فرما را رب فرماتا ہے الا ان یكون تمارة عن تراضی منکم
اور ایک سائل کا کہل و پیالہ نیلام فرما دینا یہ حضور کی ولایت عامہ کی بنا پر تھا۔ جیسے مالک اپنے غلام کا مال یا باپ
اپنے چھوٹے بچے کا مال فروخت کر سکتا ہے غرض کہ حضور کے رد عمل و وحشییت سے ہے ابی الہم کے ہاں حضور
کی دعوت تھی ایک شخص کو ساتھ لے گئے تو مالک سے اجازت لی حضرت طلحہ کے ہاں سارے خندقی والوں
کو مہمان بنا کر لے گئے وہاں فتویٰ یہاں اپنی ملکیت کا اظہار صلی اللہ علیہ وسلم۔

سلاخ بغیر نیادی عوض کے ریدے یہ جہہ در حقیقت اس باغ والے کے لیے ہوتا عذاب ہونے فرمانا اس وجہ سے ہے جو
ابھی عرض کی گئی یا ہب لے کے معنی یہ ہیں کہ میری خاطر اس باغ والے کو یہ کر دے تو یہ سفارش ہے نہ کہ حکم شرعی۔ (مرقات)
سلاخ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مسلمان تھا مطلب یہ ہے کہ تو اسے سفارش سے بطور صدقہ ریدے میں سمجھے اس کی
عوض جنت کا باغ عطا کرتا ہوں حضور جنت کے مالک ہیں وہاں کی کوئی چیز کسی کو کسی کی عوض دے سکتے ہیں۔

سلاخ شاید شخص کو ٹھہری یعنی جنگلی شخص تھا جسے ان چروں کی قدر نہ تھی سارا ب مجلس سے واقف تھا وہ نہ جنت کی عوض
و جنت کی شلخ کا بک جانا اچھا سوچا تھا اس کے معنی یہ تھے کہ نہ بخیل وہ ہے جو مسلمان بھائی کو بلا وجہ سلام نہ کرے
مفت کا ثواب کمو دے یا وہ ہے جو مجھ پر سلام نہ بھیجے دوسری توجہ زیادہ قوی ہے (مرقات) اس کی تائید
اس حدیث سے ہے کہ بخیل وہ جو میرا ذکر نہ کرے اور مجھ پر سلام نہ بھیجے یا

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الْبَارِئُ بِالسَّلَامِ بَرِّئُ مِنَ الْكِبَرِ وَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي
شُعَبِ الْإِيمَانِ : بَابُ الْإِسْتِئْذَانِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَتَانَا أَبُو مُوسَى قَالَ إِنِّي
عَمْرًا سَأَلْتُ إِلَى أَنْ أُنِيَّهُ فَأُذِنَتْ بَابَهُ فَسَمِعْتُ ثَنَاءً فَلَمْ يَرُدُّ

روایت ہے حضرت عبداللہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی
ضرر یا سلام میں ابتداء کرنے والا خبر سے دور ہے لے رہتی۔
شعب الایمان (اجازت لینے کا بیان) پہلی فصل روایت ہے حضرت
ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ابو موسیٰ آئے کہ حضرت کو
مجھے سلام بھیجا کہ میں ان کے پاس آؤں تو میں ان کے دروازے پر آیا میں نے قین بار سلام کیا لے

لے یعنی جو شخص مسلمانوں کو سلام کر دیا کرے وہ انشاء اللہ متکبر نہ ہوگا اس کے دل میں مجز و نیاز ہوگا
یہ عمل مجرب ہے۔

ستلہ استیذان بنا ہے اذن سے اذن کے معنی علم بھی ہیں اور اباحت و اجازت بھی استیذان کے
معنی ہیں اجازت داخلہ حاصل کرنا یا یہ علم حاصل کرنا کہ مجھے اس جگہ جانا درست ہے کسی کے گھر میں جاتے
وقت اس سے اجازت مانگنا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کہے السلام علیکم کیا میں آسکتا ہوں یہ سلام
بھی استیذان کا ہے راضعہ۔ مرقات۔ لمعات) وہ جو آتا ہے کہ السلام قبل السلام وہاں سلام
سے مراد سلام تحیتہ ہے جو ملاقات کے وقت کے وقت ہوتا ہے یہ سلام
استیذان ہے۔

ستلہ یعنی جب میں حضرت عمر کے دروازے پر آیا تو میں نے تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر تعین بلکہ السلام علیکم یہ
سلام استیذان ہے اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ داخلہ کی اجازت مانگنے کے لئے صرف سلام کرنا بھی کافی
ہے اور یہ بھی کہ السلام علیکم کہا آجائوں چونکہ حضرت عمر مکان میں تھے جو زمانہ تھا اس لئے اجازت مانگنے
کی ضرورت ہوئی اگر مرد و عورتیں ہوتے تو بلا ناہی کافی تھا۔ جسے بلایا جاوے اسکو اجازت لینے کی
ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ آگے آوے گا :

عَلَىٰ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا فَقُلْتُ إِنِّي أَتَيْتُ
فَسَكَّمْتُ عَلَىٰ بَابِكَ شَلَاثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَيَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ
لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَاذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا
فَلَمْ يُؤْذَنَ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ أَقِمِ عَلَيْهِ الْبَيْتَ
قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَقُمْتُ مَعَهُ فَذَهَبْتُ إِلَىٰ عُمَرَ فَشَهِدْتُ

انہوں نے جواب نہ دیا تو میں لوٹ گیا لہٰذا انہوں نے فرمایا کہ تم کہ ہمارے پاس آنے سے کس سے روکا لے میں نے کہا کہ میں آیا تھا آپ کے دروازے پر تین بار سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا کہ تو میں لوٹ گیا محمد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی تین بار اجازت مانگے پھر اسے اجازت نہ دی جائے لوٹ جاوے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس پر گواہی قائم کر دو کہ ابو سعید کہتے ہیں کہ میں ان سے ساتھ اٹھا اور حضرت عمر کی

لہٰذا وہ لڑ پڑا نہیں آج آنے والے اگر اجازت نہ پائیں تو دروازہ توڑ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اسلامی احکام سے خبردار نہیں۔

لہٰذا یا تو میرے نوٹس ہی مجھے غلام کے ذریعہ بلوا کر یہ کہا یا جب میں کسی اور موقع پر حاضر ہوا تب یہ فرمایا پہلے معنی زیادہ موزوں ہے۔

لہٰذا یعنی گھر سے جواب سلام نہ ملا نہ کہنے جواب دیا نہ آپ کے اہل خانہ میں سے کسی نے ایلٹے میں واپس گیا۔
لہٰذا گھر والا پہلے سلام پر تو پہچانے کون ہے دوسرے سلام پر غور کرے کہ اسے اجازت دی یا نہ دی تیسرے سلام پر اجازت دے یا نہ دے ان تین سلاموں میں یہ حکمت ہے۔

لہٰذا اس گواہی مانگنے میں حکمت یہ تھی کہ لوگ حدیث بیان کرنے پر دلیر نہ ہو جاویں یا حدیثیں گھڑنے نہ لگیں نہ تو یہ وجہ تھی کہ ان صحابی پر آپ کو اعتماد نہ تھا نہ یہ کہ خبر واحد قبول نہیں کیونکہ وہ شخصوں کی خبر بھی واحد ہی ہوتی ہے۔ حدیث تو اس سے کم کی خبر خبر واحد ہے۔ (مرقات) مطلب یہ ہے کہ کوئی اور صحابی ایسا پیش کرے جس نے حضور انور سے یہ فرمان سنا ہو۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ إِلَى الشَّيْءِ
مَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَكَحَ عَلَى أَنْ تَرَكَهُ
الْحِجَابَ وَأَنْ تَسْتَيْمَ سَوَادِي حَتَّى أَهْكَ

طرف گیا پھر میں نے گواہی دی کہ (اسلم بخاری روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے
فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے میرے پاس
آنے کی اجازت ہے کہ تم پر وہ اشعار وادریہ کہ میری جھنک سنو لے حتیٰ کہ جہاں تم منع کرو دوں گے
لے یعنی میں نے حضرت عمرؓ کے پاس جا کر عرض کیا کہ میں نے بھی یہ فرمان عالی حضور انور سے سنا ہے تب آپ خاموش
ہو گئے اسی وجہ سے حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا تھا کہ جو احادیث عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد شائع ہوئیں قبول نہ کریں گے
کیونکہ حضرت عمرؓ کی اسی احتیاط بعد میں نہ رہی بخلاف حیدری میں روافض و خوارج کا ظہور ہوا۔ روافض نے حضرت علیؓ
کے فضائل میں خوارج نے آپؓ کے خلاف حدیثیں گھڑنا شروع کر دی تھیں۔ پھر محدثین نے جرح و تعدیل کر کے احادیث
کو چھانٹا اسنادیں قائم کیں سندوں پر جرح و تعدیل کی کھر سکھوئے کو امگ کر کے دکھادیا رضوان اللہ علیہم اجمعین۔
سکہ یعنی تم بغیر آواز دے دو رازہ کا پردہ اشعار گھر میں آ جاؤ اگرچہ میں کسی سے خفیہ بات کر رہا ہوں۔ تم
کو اجازت ہے کہ آ جاؤ میری وہ بات سی ہو یہ آپ کی نہایت اہم خصوصیت ہے کہ آستانہ عالیہ
میں ایسے باریاب ہیں رضی اللہ عنہ۔ چونکہ آپ حضور نورؐ کے خادم خاص تھے اور خصوصی خدام
جنہیں بار بار گھر میں آنا جانا رہتا ہے انہیں ہر دفعہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں کہ اس پابندی
میں تکلیف ہوگی انہیں بھی اور گھر والوں کو بھی حضور کا یہ فرمان ان کے لئے دائمی اجازت ہو گیا۔ خیال
رہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت ابن مسعودؓ سے ازدواج پاک پردہ نہیں کرتی تھیں کیونکہ
مکان سے مروانہ مکان مراد ہے نہ کہ زنا نہ یا یہ فرمان عالی پردہ فرض ہونے سے پہلے ہے
(ملاقات) سواد سین کے کسرہ سے خفیہ آواز یعنی بھنک۔

سکہ یعنی اگر کسی وقت میں تم کو آتے ہوئے اشارۃً منع کروں تب نہ آنا وہ کوئی خاص

صورت ہوگی گویا یہ عمومی اجازت

ہے۔ وہ خصوصی ممانعت

ہوگی۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي فَقَدَفْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَانَتْ كِرْهَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ أَبِي هُرَيْرَةَ أَلْحَقْ بِأَهْلِ الشُّفَةِ قَدْ دَعَوْهُمْ إِلَى فَأَتَيْتَهُمْ قَدْ دَعَوْهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا مَا دَاةُ الْبُخَارِ رِ

دسمر روایت ہے حضرت جابر سے مندرساتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قرح کے بارے میں آیا جو میرے باپ پر تھا میں نے دروازہ بھایا فرمایا یہ کون ہے میں نے کہا کہ میں تو فرمایا کہ میں میں کیا غالباً حضور نے اسے ناپسند کیا ہے رسول بخاری روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوا تو آپ نے پیالہ میں دودھ پایا ہے فرمایا ابو ہریرہ صبر و ادب کے پاس جاؤ انہیں میرے پاس بلاؤ میں ان کے پاس گیا انہیں بلایا تو وہ آگئے انہوں نے اذن مانگا انہیں اذن دیا تو وہ اندر آئے گئے (بخاری)

۱۔ حساب عبد اللہ بنی حضرت ہمارے والد مفروض تھے اور نزوہ احد میں شہید ہو گئے حضرت جابر اس کے متعلق دعا کرنے یا قرض خواہوں سے سفارش کیلئے حاضر بارگاہ ہوئے تھے یہ حدیث انشاء اللہ باب منجلیت میں کر سکی۔
۲۔ معلوم ہوا کہ آنے والا پوچھنے پر اپنا نام بے صرف میں نہ کہہ دے کہ میں سب میں اس سے گھر والے کو پہچان نہیں ہوتی کہ کون اجازت مانگ رہا ہے۔

۳۔ غالباً واقعہ حضور کے اپنے گھر شریف کا ہے بعض تاریخیں نے فرمایا کہ حضرت سعد ابی حسان کے گھر کا واقعہ ہے کہ حضور نے ان کے گھر یہ دودھ پایا تھا (مرقات)

۴۔ ان بزرگوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بلا یا تھا مگر چونکہ وہ حضرات دیر سے آئے تھے اسلئے داخلہ اجازت ملنے کی ضرورت نہ تھی والے کے ساتھ فوراً آجادی سے اور بلائے والد راہ خاص میں نہ ہو تو داخلہ کی اجازت حاصل کرنا ضروری نہیں یا یہ اجازت لینا استیجاب تھا نہ کہ وجوباً لہذا یہ حدیث آئینہ حدیث کے خلاف نہیں۔

الفصل الثانی عن کلدۃ بن حنبل ان صفوان بن امیۃ
بعث یلبن اوجدا یتیم وضعاً یتیم الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی الوادی قال فداخلت علیہ ولم
اسلم ولم استاذن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجح فقل
السلام علیکم اذ خل رواقہ الترمذی و ابوداؤد

دوسری فصل روایت ہے کلدہ ابن حنبل سے کہ صفوان ابن
امیہ نے لے دودھ یا ہرنی کا بچہ اور گلڑیاں ہی سے
اشتر علیہ وسلم کے پاس بھیجیں لے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ کے اعلیٰ حصہ میں تھے یہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو نہ
میں سلام کیا نہ اجازت لی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوٹ جاؤ
پھر کہو سلام علیکم پھر اندر آؤ یہ (ترمذی - ابوداؤد)

سہ کلدہ ابن امیہ ماں شہ کے بھائی ہیں صفوان ابن امیہ کے صفوان قرشی ہیں فتح مکہ کے بعد اسلام لائے موانقہ القلوب سے ہیں ان کا
باپ امیہ ابن خلف بدر کے دن دوسرے مشرکین کے ساتھ مارا گیا یہ مکہ معظمہ میں فوت ہوئے وہاں ہی دفن ہوئے صفوان
بڑے فصیح خطیب تھے (مرقات)

سہ جدایہ ہرنی کے شش ماہیہ کے کہتے ہیں اور جدی بکری کے شش ماہیہ کے کہتے ہیں صفوان بن امیہ جمع ہے صفوان کی کہنی چھٹی
گلڑی جسے بھائی میں لگے کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لگے بہت پسند تھے۔

سہ مکہ معظمہ کے اونچے محل کو معالی کہا جاتا ہے اور مدینہ منورہ کے بیرونی بلند حصوں کو غولی کہتے ہیں ،
واشعہ نے فرمایا کہ حضور انور مکہ معظمہ کے اعلیٰ حصہ میں تھے مرناب نے کہا کہ مدینہ منورہ میں یہ واقعہ
ہوا حضور وہاں تشریف فرما تھے۔

سہ یہ عمل ایسے فرمایا تاکہ انھیں یاد رہے اور آئندہ ایسی غلطی نہ کری جو شخص ہمارے گھر میں بغیر سلام
آئے اسے پھر باہر بھیجاؤ اور کہو کہ دوبارہ سلام کر کے آؤ ان سار الشدا یک دفعہ کے عمل سے اسے
سلام کی عادت نہ پڑھ جاؤ گے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَجَاءَ مَعَ الرَّسُولِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَهُ إِذْنٌ مِمَّا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ جُلِيَ إِلَى الرَّجُلِ إِذْنُهُ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَتَّقِلْ الْبَابَ مِنْ تَلْقَاءُ وَجْهِهِ وَلَكِنْ مِنْ تَرَكْنَاهُ أَكْثَرُ يَمِينٍ وَالْأَيْسَرُ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَلَسَلَامُ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ أَنَّ الدُّورَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بلایا جاوے تو وہ قاصد کے ساتھ آئے تو یہ ہی اس کی اجازت ہے لہ (ابوداؤد) ان کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا آدمی کا قاصد آدمی کی طرف اس کی اجازت ہے لہ روایت ہے حضرت عبد اللہ ابن بسر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر آتے تو منہ کے طرف سے دروازے کے سامنے نہ ہونے لیکن اس کے داہنے یا بائیں رہتے تھے پھر فرماتے السلام علیکم السلام علیکم اس لئے تھا کہ اس زمانہ میں گھروں پر پردے نہ تھے لہ

لہ یہ جب سے جبکہ شخص جلد آجاوے اور پگھلنے والا زمانہ خانہ میں نہ ہو لہذا یہ حدیث گذشتہ احادیث کے خلاف نہیں ہیں بل یہ شخص کی اجازت لینا ثابت ہے لہ اس میں وہ قیدی ہیں جو بھی ذکر کی گئیں۔ یعنی جو پگھلنے والے قاصد کے ساتھ آئے اسے داخلہ کی اجازت لینا ضروری نہیں قصداً اس کی اجازت ہے لہ سامنے اس لئے نہ کھڑے ہوتے تاکہ پردہ کے سوراخوں کو اڑنے کے چھروں سے اندرونی حصہ نظر نہ آوے لہ گھروں کی بے پردگی نہ ہو۔

لہ یعنی گھروں کے پردے نہ تھے صرف ٹاٹ پڑے رہتے تھے اب جب کہ دروازوں پر کوڑو وغیرہ ہیں۔ تب بھی بالکل دروازے کے سامنے نہ کھڑا ہونا کہ کوڑوں کی چھتری سے یا پردہ ہٹ جانے سے گھروں کی بے پردگی نہ ہو۔

سُئِيَ رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَذُكِرَ حَدِيثُ أَكْبَسَ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ أَسْلَمَ عَلَيْكُمْ وَرَاحِمَةُ اللَّهِ فِي بَابِ الصِّيَافَةِ
الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُهْيٍ
فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي مَعَها فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي خَادِمُهَا فَقَالَ

(ابوداؤد) اور حضرت انس کی حدیث کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا السلام علیکم دعوت کے باب میں
میں ذکر کر دی گئی ہے تفسیری فصل روایت ہے عطاء
ابن یسار سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے پوچھا کہ میں اپنی ماں سے داخلہ کی اجازت لوں تو فرمایا ہاں وہ بولا کہ میں
گھر میں اس کے ساتھ رہتا ہوں کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس
سے داخلہ کی اجازت لو تو وہ شخص بولا کہ میں تو اس کا خدمتگار ہوں ہے تو

۱۵ یعنی وہ حدیث مصابیح میں پہلی بھی ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے دعوت کے باب میں نقل کر دی۔
۱۶ آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے کہ آپ حضرت میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے آزار کردہ غلام ہیں۔ جلیل القدر
تابعی ہیں (اشعر)

۱۷ یعنی اگر اکیلے گھر میں صرف میری ماں حقیقی یا سوتیلی یا دودھ کی یا اور کوئی محرم جو جس سے نکاح ہمیشہ کیلئے
حرام ہے ماں سے مراد باقی تمام دی رحم محرم نہیں۔ فرقات) تو میں بغیر اجازت گھر میں چلا جاؤں یا ان سے بھی
داخلہ کی اجازت لوں۔

۱۸ یعنی اگر میں اپنی ماں سے علیحدہ نہ رہتا ہوں بلکہ ایک گھر میں ساتھ ہی رہتا ہوں کہیں باہر گیا پھر آیا تو کیا پھر
اجازت لوں۔

۱۹ اس خدمت گزاری کی وجہ سے بار بار مجھے جانا آنا پڑتا ہے مگر بار اجازت لینے میں حرج ہوگا :

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاذَنَ عَلَيْهَا أَنْ تُحِبُّ
 أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاذَنَ عَلَيْهَا رَوَاهُ مَالِكٌ
 مُرْسَلًا وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِي مِنْ
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ
 بِالنَّهَارِ فَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَحْتَهُ لِي رَوَاهُ النَّسَائِيُّ
 وَعَنْ جَابِرِ بْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ لَا تَاذَنُوا لِمَنْ لَمْ يَبْدَأْهُ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجازت داخل کرنے
 کی تم یہ چاہتے ہو کہ اسے نکلا دیکھو وہ بولا نہیں تو فرمایا کہ اس سے داخلہ کی
 اجازت لے لے (مالک ارسلان) روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے
 ہیں کہ میری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک حاضری رات میں بلوتی تھی کہ
 ایک حاضری دن میں تو میں جب رات میں حاضر ہوتا تو آپ میری خاطر کھنکاردیتے کہ
 (نسائی) روایت ہے حضرت جابر سے کہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ جو سلام سے ابتداء کرے اسے اجازت نہ دے

۱۔ اس اجازت میں یہ آسانی ہے کہ صرف کھانسی دینا پاؤں کی آہٹ کر دینا کٹھنی بجا دینا ٹھار دینا کافی ہوگا باقاعدہ
 سلام کر کے اجازت لینا ضروری نہ ہوگا (عمرات) کسی طرح اپنی آمد کی اطلاع کافی ہوگی۔

۲۔ سبحان اللہ کیسی پیاری وجہ بیان ہوئی کہ چونکہ میں کاستر دیکھنا حرام ہے اور بے اجازت داخل ہونے میں اس کا
 اندیشہ ہے لہذا اطلاع کر کے آنا چاہیے ہاں اگر گھر میں صرف بیوی ہو تو اطلاع کی ضرورت نہیں کہ بیوی سے حجاب نہیں۔
 ۳۔ یعنی میں روزانہ کم از کم ایک بار دن میں حاضر ہوتا تھا اور ایک بار رات میں کبھی زیادہ بار بھی حاضری دیتا تھا یہ حاضریاں زیادہ
 قرب منزلت کی بنا پر تھیں لہذا یہ کھنکارنا اجانت کیلئے ہوتا تھا کہ آجواؤ اجازت ہے۔

۴۔ اس سلام سے مراد یا سلام اجازت ہے یا سلام ملاقات یعنی جو شخص بغیر سلام اجازت داخل مانگے یا جو شخص جب
 گھر میں آئے تو سلام نہ کرے بات شروع کر دے تو اسے آئے یا بیٹھنے کی اجازت نہ دو واپس کرو پھر بلاؤ تاکہ
 سلام کر کے آئے یا جو کوئی تمہاری دعوت میں بغیر سلام آجائے تو اسے کھانا نہ دو بلکہ اسے سلام کے ساتھ بلاؤ

الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ : بَابُ الْمَصَافَحَةِ وَالْمَعَانِقَةِ
الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنْتِ أَكُنْتَ
الْمَصَافِحَةَ فِي أَحْصَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(بیہقی - شعب الایمان) مصافحہ کرنے کے لئے گئے کا باب ہے
پہلے فصل روایت ہے۔ حضرت قتادہ سے فرماتے ہیں میں نے حضرت
انس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں مصافحہ مرد و

۴ پھر کھلاؤ (مرقات)

سہ مصافحہ بنا ہے صفحہ سے یعنی کشادگی و چوڑائی اس سے دروازے کے تختوں کو صفا کھالیا کہتے ہیں اور تلوار
کی چوڑائی کو صفحہ السیف کہتے ہیں مصافحہ کے معنی ہیں ہاتھ کی چوڑائی یعنی پتیلی کو دوسرے کی پتیلی سے ملا کر مصافحہ
بنائے حق سے یعنی گردن اور گلہ مصافحہ کے معنی ہیں کسی کو گلے لگا کر مصافحہ معانقہ کے متعلق چند مسائل یاد رکھو۔
۱۔ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے چاہیے صرف ایک ہاتھ سے نہ کرے ۲۔ مصافحہ کرتے وقت ہاتھوں کو ہلانا چاہیے۔
۳۔ نماز جمعہ یا نماز فجر کے بعد مصافحہ کرنا اگرچہ سنت نہیں مگر درست ہے بلکہ اس کی اصل سنت سے ثابت ہے
۴۔ عسک اجنبی جو ان عورت سے مرد کو مصافحہ کرنا حرام ہے عسک اپنی محرم یا بہن بڑی محبت سے مصافحہ جائز ہے۔
حضرت ابو بکر صدیق اپنے زمانہ خلافت میں اپنی درودھکی ماں سے مصافحہ کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کہ
معظم میں ایک بوڑھی عورت کی اپنی ہاتھ سے خدمت کرتے تھے عسک خوب صورت اور دلیر کے سے مصافحہ کرنا
جائز نہیں عسک علماء مشائخ کے ہاتھ پاؤں جو مناجائز ہے حضرات صحابہ نے حضور کے پاؤں چومے ہیں۔
۵۔ جو شخص اپنے کو لوگوں سے چھو مانگے اور چومنے کیلئے کہے اشدۃ اسرارۃ اس کے ہاتھ چومنا منع ہے عسک مصافحہ
کر کے اپنے ہاتھ چومنا منع ہے عسک بچوں کو چومنا جائز ہے عسک ننگے بدن مصافحہ کرنا حرام ہے۔
۶۔ ہاں کپڑے پہنے ہوئے مصافحہ کرنا جائز ہے مگر مرد مرد سے مصافحہ کریں۔ عورتیں عورتوں سے۔ مرد عورت سے
اور مرد عورتوں سے مصافحہ نہ کریں عسک اپنی اولاد کا سر چومنا جائز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ زہرا کو
چومتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ان کے جسم سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں۔ یہ تمام مسائل اشعۃ اللمعات
میں ہیں مسئلہ کسی کو سبوح کرنا اس کے آگے کی زمین چومنا حرام ہے یوں ہی سلام میں تاحید رکوع

بھگانا حرام

ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ مَا وَاهُ الْبُخَارِيُّ ۖ وَ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ قَالَ قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ جَابِسٍ فَقَالَ
 الْأَقْرَعُ ۖ إِنَّ لِي عَشْرَةَ مِنَ الْوُلْدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ
 أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
 قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَ سَنَدٌ كَرِيهُ

منا فرمایا ہاں (بخاری) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے
 فرمانے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن
 ابن علی کو چوما تھا اور آج کے پاس اقربع ابن جابس سے
 وہ بوسے کر میرے دل پکے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو نہ چوما تھا
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا پھر فرمایا
 کہ جو رحم نہیں کرتا وہ رحم نہیں کیا جاتا ہے (مسلم بخاری ۱۸۸۸)

سے یعنی ہفت ملاقات مصافحہ کرنا سنت صحابہ ہے بلکہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے ان کے رخسار چومے یا سر یا دونوں تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔

سے اقربع ابن جابس فتح مکہ کے سال بعد فتح بنی تمیم کے وفد میں حضور نبوی کی خدمت میں آئے اپنی قوم میں
 بہت باعزت تھے۔

سے یعنی میں نے ہماری عمر اپنے کسی بچہ کو نہ چوما آپ بچوں کو کیوں بوسہ دیتے ہیں خیال رہے کہ بوسہ ہا پنج
 قسم کے ہیں بوسہ مودت جیسے ماں باپ کے ہاتھ پاؤں چومنا۔ بوسہ رحمت جیسے اپنے بچوں کو چومنا
 عت بوسہ شہوت جیسے اپنی بیوی کو چومنا۔ بوسہ تیجہ جیسے مسلمانوں کا ایک دوسرے کو چومنا بوسہ
 عبادت جیسے سنگ اسود یا قرآن مجید کو چومنا۔ ازاں سے زیادہ حضور کا یہ بوسہ بوسہ رحمت تھا۔

سے یعنی بچوں کو چومنا بوسہ رحمت ہے جس کے دل میں رحم نہیں اس پر خدا تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا اس
 حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ اپنے ننھے بچوں کو کبھی کبھی چومنا واجب ہے۔

(مرقات) ۛ

حَدَّثَنَا أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ لَمَّا لُكِّهَ فِي بَابِ مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ
تَعَالَى وَذَكَرَ حَدِيثَهُ أَمَّا هَذَا فِي بَابِ الْأَمَانِ: الْفَصْلُ
الثَّانِي عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا
قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا سِوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي رِوَايَةٍ
أَيْ دَاوُدَ قَالَ إِذَا لَقِيَ الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا فَحَا وَحَمَدَ اللَّهُ

جناب ابو ہریرہ کی حدیث ائمہ الکعب مناقب اہل بیت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں ذکر کریں گے۔ انشاء
اللہ۔ اور ام ابی کی حدیث باب الامان میں ذکر کردی
گئی۔ دوسری فصل روایت ہے حضرت براء بن عازب
سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی دو مسلمان نہیں جو آپس
میں ملیں پھر مصافحہ کریں مگر ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں بہت
دیکھے جاتے ہیں (احمد - ترمذی - ابن ماجہ) اور ابو داؤد کی
روایت میں ہے کہ فرمایا جب دو مسلمان ملیں تو مصافحہ کریں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں

۱۰ یعنی یہ دونوں حدیثیں مصابیح میں اسی جگہ تھیں ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان بابوں میں ذکر کیا۔ خیال
رہے کہ حدیث میں لایرحم لایرحم - یعنی جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اسے مسلم - بخاری - احمد
ترمذی - ابن ماجہ - طبرانی نے مختلف ماویوں سے نقل کیا۔

۱۱ مصافحہ سے گناہ صغیر و جہا تہ سے کئے گئے معاف ہو جاتے ہیں گناہ کبیرہ اور حقوق العباد معافی نہیں
ہوتے۔ ابوالشیخ نے بروایت حضرت عمر رضی اللہ عنہما حدیث نقل کی۔ فرمایا نبی صلی اللہ وسلم نے کہ دو
مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی سورتیں اترتی ہیں نوے رحمتیں مصافحہ کی ابتداء
کرنی والے پر اور دس رحمتیں دوسرے پر (مرقات)

وَأَسْتَغْفِرَ لَهُ غُفْرًا كَثِيرًا وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
الْحَجُّ مِثْلُ مِثْلَيْهِ أَخَاهُ صَدِيقُهُ أَيْتَحَنَّنِي لَهُ قَالَ أَفِيكَ تَزِمُهُ وَيُقْبِلُ لَهُ
قَالَ لَا قَالَ أَفِيَا خُذْ بِيَدِكَ وَيُصَافِحُهُ قَالَ نَعَمْ سَأَوَاكَ الدَّرْمِي

اور اس سے معافی چاہیں تو ان کی بخشش کر دی جاتی ہے لہ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے
ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں سے کوئی اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ہے تو کیا اس کے آگے جھکے
فرمایا نہیں لہ کہا کیا اس سے پہلے جادے اور اسے جو سے قسور مایا نہیں ہے
عرض کیا کہ کیا اس کا ہاتھ پکڑے اور اس سے مصافحہ کرے فرمایا ہاں لہ (ترمذی)

۱۔ یعنی مصافحہ کرتے وقت دونوں صاحب پہلے تو اللہ کی حمد اس کا شکر کریں کہ اس نے ان اسلام کی برکت سے یہاں پہنچا
ہمارا پھر شخص دونوں کیلئے دعا مغفرت کرے کہ کہے۔ ینفر اللہ لنا ولکم بعض لوگ اس وقت صلہ شریف پڑھتے ہیں
یہ بھی اچھا ہے کہ حضور کی سنت اور اکتے وقت حضور پر درود شریف پڑھیں جن کے صدقہ میں یہ سنت ملی۔
۲۔ کیونکہ جھکنا رکوع ہے اور غیر خدا کو جیسے سجدہ کرنا حرام ہے ایسے ہی رکوع کرنا بھی حرام ہے خیال رہے
کہ جھکنا جب ممنوع ہے جبکہ تعظیم کے لئے ہو اگر جھکنا کسی اور کام کے لئے ہو اور وہ کام تعظیم کیلئے
ہو تو جائز جیسے کسی کے جوتے میں سے کسی کے ہاتھ یا پاؤں پر گرنے کے لئے جھکنا ممنوع
نہیں کہ یہ جھکنا اور کاموں کے لئے ہے۔

۳۔ پہلنے اور چومنے کی ممانعت کی چند وجہیں ہو سکتی ہیں ہر ایک سے معافہ کرنا ہر ایک کے ہاتھ پاؤں
چومنا منع ہے۔ خاص بزرگوں کی دست و پاؤں اور خاص پیادوں کو گلے لگانا جائز ہے یا دنیا داروں
مالداروں سے خوشامد کے لئے پٹھنا ان کے ہاتھ پاؤں چومنا درست ہے۔ لہذا یہ حدیث ان
احادیث کے خلاف نہیں جن میں معافہ اور دست و پاؤں کا ثبوت ہے حضور نے بعض صحابہ
سے معافہ کیا ہے اور صحابہ نے حضور کے ہاتھ پاؤں چومے ہیں۔ (مرقات۔ لمعات۔ اشعہ)۔

۴۔ یعنی مصافحہ کرنا ہر مسلمان سے سنت ہے بوقت ملاقات مصافحہ کرے

بوقت وداع نہ کرے کہ وداع کے وقت

مصافحہ کرنے سے محبت گھٹتی

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
تَمَامُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ أَنْ يَضَعَ أَحَدُكُمْ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ
أَوْ عَلَى يَدِهِ فَيَسْأَلُهُ كَيْفَ هُوَ وَتَمَامُ تَحِيَّاتِكُمْ بَيْنَكُمْ الْمُسَافَحَةُ
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَعْفَةُ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ
زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَكِينَةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي بَيْتِي فَأَتَاهُ فَقَعَى الْبَابَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

روایت ہے حضرت ابو امامہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بیمار کی پوری مزاج پر کسی یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک
اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر یا اس ہاتھ پر رکھے پھر اس سے ہلچلے کہ وہ کیسا
ہے نہ اور تمہارے آپس کی پوری محبت مصافحہ ہے ملکہ (احمد ترمذی، ابن جریر
نے اسے ضیف کہا۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ زید ابن حارثہ
مدینہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے
وہ حضور کے پاس آئے تو دروازہ کھٹکھٹایا تو رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص کسی بیمار کی مزاج پر کرنے جاوے۔ تو اپنا ہاتھ اس کے سر یا ہاتھ پر رکھے
پھر زبان سے یہ کہے اس سے بیمار کو تسلی ہوتی ہے۔ مگر بہت دیر تک ہاتھ نہ
رکھے رہے یہ ہاتھ رکھنا اظہار محبت کے لئے ہے۔

۳۔ بوقت ملاقات صرف سلام کرنا ادنیٰ درجہ ہے اور معافہ کرنا انتہائی حالت ہے۔ ہر
وقت معافہ تکلیف کا باعث ہے درمیانی حالت یہ ہے کہ بوقت ملاقات سلام بھی
کرے مصافحہ بھی اور درمیانی حالت ہمیشہ اچھی ہوتی ہے۔

۴۔ کسی سفر سے آئے یا کسی جہاد سے عرصہ تک غائب رہنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے
شرف ملاقات سے مشرف ہونے اس دن حضور کی باری میرے گھر تھی یہ واقعہ میرے گھر
میں درپیش ہوا جسے میں نے اپنی آنکھوں دیکھا :-

اللہ علیہ وسلم عُرِيا نًا یُحْدِثُ ثَوْبَهُ وَاللَّهُ مَا رَأَيْتُمْ
عُرِيا نًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَأَعْتَقَهُ وَقَبْلَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَعَنْ أَيُّوبَ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ عَزْرَةَ أَنَّكَ
قَالَ قُلْتُ لَا يَحِلُّ ذَیِّ هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَافِحُكُمْ إِذَا لَقِيتُمُوهُ
قَالَ مَا لَهَيْتُهُ قَطُّ إِلَّا صَافِحِي وَبَعَثَ إِلَيَّ ذَاتَ

علیہ وسلم ان کی طرف برہنہ چلے اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے لے بخدا میں نے
آپ کو برہنہ نہ دیکھا نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد نہ تو حضور نے انہیں گلے لگایا انہیں
چوما (ترمذی) روایت ہے ایوب ابن بشیر سے وہ عزرہ کے ایک شخص سے
راوی لے فرماتے ہیں کہ میں نے ابوذر سے کہا کیا جیصلے اشرفیہ وسلم
جب تم ان سے ملتے تو تم سے مصافحہ کرتے تھے لے
فرمایا کبھی ایسا ہوا کہ میں ایسے ظاہروں اور مجھ سے مصافحہ نہ کیا نہ حضور نے مجھے

لے یعنی حضور انور نے چادر اوڑھنے یا قبض پہننے کا توقف نہ کیا بلکہ قبض پہننے ہوئے یا چادر اوڑھتے ہوئے ہی ان کی
طرف بڑھے برہنہ کے یہی معنی ہیں یعنی بے چادر یا بغیر قبض ورنہ حضور انور کا ستر کسی بیوی صاحبہ نے بھی
کبھی نہ دیکھا (مرقات و اشعار) لے معلوم ہوتا ہے حضور انور دو تھانہ میں بھی بغیر قبض کبھی کسی کے سامنے
نہ ہوئے۔ اس شرم و حیا پر قربان یا یہ مطلب ہے کہ میں نے اس طرح بغیر قبض کسی سے ملتے نہ دیکھا۔
لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں لے اس میں حضرت زید ابن حارثہ کی انتہائی محبوبیت کا ظہار ہے آپ کو
حضور نے نہ اپنا بیٹا بنا یا تھا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشی میں کسی سے گلے ملنا سنت ہے لہذا عید کے معاملہ کو
ترجمہ نہیں کیا جاسکتا لے ایوب ابن بشیر تبع تابعی ہیں اور قبیلہ غزوہ کے وہ صاحب جن کا نام نہ لیا وہ تابعی ہیں
خبر نہیں وہ عادل ثقہ ہیں یا نہیں لے یعنی جب تم حضور انور سے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھاتے تھے تو کیا حضور تم سے
مصافحہ کر لیتے تھے یہ بعید ہے کہ حضور انور مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھائیں اور صحابی مصافحہ نہ کریں۔ (مرقات) لے یہاں بھی
وہی مطلب ہے کہ جب میں خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تھا تو میں مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھاتا تھا۔ حضور مجھ
سے مصافحہ فرما لیتے تھے ۛ

یَوْمٍ وَلَمْ أَكُنْ فِي أَهْلِي فَلَمَّا جِئْتُ أَخْبَرْتُ فَأَيَّتَهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرِي
قَالَ تَزَمَنِي فَكَانَتْ تِلْكَ أَجُودَ وَأَجُودَ رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عِكْرَمَةَ
ابْنِ أَبِي جَهْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جِئْتُ

ایک دن بلایا میں اپنے گھر میں نہ تھا پھر جب میں آیا تو مجھے خبر دی گئی کہ میں
حضور کے پاس آیا آپ ایک تخت پر تھے مجھے پٹا لیا تو یہ بہت اچھا بہت اچھا
ہوا (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عمر ابن ابوجہل سے ملے نہ سہاٹے
میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن میں آپ کے پاس آیا

میں آج کوئی خاص وقت تھا یا کرم جوش میں تھا مجھ سے بھائے مصافحہ کے معانقہ فرمایا معانقہ مصافحہ سے اس۔ یعنی
بہتر ہوا کہ مصافحہ میں صرف ہاتھ ملتے ہیں اور معانقہ میں گلا۔ سینہ وغیرہ سب میل گئے فیضان جو معانقہ میں
ہوا وہ مصافحہ کے فیضان سے زیادہ تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معانقہ صرف سطر سے آنے پر ہی نہیں ہوتا
بلکہ اس کے علاوہ حالت میں بھی ہو سکتا ہے (راشد)

سے ابوجہل کا نام عمرو ابن ہشام قرشی مخزومی ہے لوگ اسے ابوالحکم کہتے تھے حضور نے اس کا نام ابوجہل
رکھا یعنی جہالت والا یہ اس امت کا خوں ہے اس کا فرزند عکرمہ بھی حضور کے سخت تر دشمن تھے فتح مکہ کے دن
یہ ہیں جہاک گئے ان کی بیوی ام حکیم بنت حارث ابوجہل کی بدگاہ میں حاضر ہو کر ایمان لائیں پھر اپنے خاوند کے بیٹے
امی لیکوین سے حضور اقدس کی خدمت میں لائیں جب مکہ آئے تو حضور انور ان کے بیٹے کھڑے ہو گئے انھیں گلے
لگایا اور یہ فرمایا خیال رہے کہ انھیں مہاجر کہنا اس معنی میں ہے کہ کفر یا دار کفر سے اسلام یا دار اسلام کی
طرف انھوں نے ہجرت کی عکرمہ کا ایمان شدید پھری میں ہوا اور آپ جنگ یرموک میں شہید ہوئے یعنی
خلافت فاروقی میں حضور نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا تھا کہ میں نے ابوجہل کی ایک شاخ جنت میں دیکھی ہے
جب عکرمہ ایمان لائے تو فرمایا اے ام سلمہ یہ ہے ابوجہل کی جنتی شاخ آپ کا ایمان منہایت ہی اعلیٰ درجہ کا
ہو، آپ جب قرآن مجید کھوتے تو کہتے اے میرے رب کے فرمان عالی شان یہ کہہ کر اکثر بیہوش
ہو جاتے تھے (مرقات) اشعالہمات کے حاشیہ میں ہے کہ آپ میں جانے کیلئے جہاد پہنچ
گئے تھے کشتی میں سوار ہو گئے تھے کہ آپ کی بیوی پہنچ گئی اور آپ کو اپنے دوپٹے سے
اشارہ کیا آپ کشتی سے اتر آئے آپ کو حضور کی امن دہی کی خبر دی وہ بولے کہ

مَرْحَبًا بِالرَّاحِبِ الْمُهَنَّا جِرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ: وَعَنْ
أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ سَمِعَهُ جُلُوسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ بَيْنَمَا
هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيهِ مَزَاجٌ بَيْنَنَا
يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي حَاضِرَتِهِ بِعُودٍ فَقَالَ أَصْبِرْ لِي قَالَ أَصْطَبِرُ
قَالَ إِنَّ عَلَيْكَ قَيْمًا دَلِيلٌ عَلَى قَيْمٍ

نورس آمدید مہاجر سوار (ترمذی) روایت ہے حضرت اسید بن حضیر سے
جو انصاری آدمی ہیں تھے فرمایا جبکہ وہ قوم سے بات چیت کر رہے تھے
ان کی طبیعت میں مذاق تھا کہ جبکہ وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کی کمرے میں پھری چھوڑ دی کہ وہ بولے جسے قصاص دیکھئے حضور
نے فرمایا قصاص لے لو میں کیا کہ آپ پر قیض ہے اور مجھ پر نہیں

لیکن امان کے لائق ہی نہیں ہوں میں بڑا مجرم ہوں وہ بولیں کہ حضور کی رحمت تمہارے قصوروں سے زیادہ
ہے اس پر وہ آئے اور یہ واقعہ پیش آیا (حاشیہ اشعہ) ÷
سے حضور انور نے انہیں گلے لگا کر یہ فرمایا یعنی تم اب دار الکفر سے دار السلام کی طرف آئے مگر یہ
یہ کرم کریمانہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔
سے آپ مشہور صحابی ہیں بیعت عقبہ اور جنگ بدر میں حاضر ہوئے سلسلہ بیس پچری میں مدینہ منورہ
میں وفات پائی۔ بقیع میں دفن ہوئے (مرقات)

سے اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ جو اسید بن حضیر کا مگر صحیح تو ہے یہ واقعہ ایک اور
انصاری کا ہے جن کے مزاج میں خوش طبعی بہت تھی۔ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں یہ عبارت
یوں ہے۔ ۲۱ رجلا من الانصار بینما یحدث۔ (مرقات)

سے یہ چھوڑی چھوڑا بھی خوش طبعی کے طور پر ہوا معلوم ہوا کہ کبھی کبھی جائز خوش طبعی کرنا اور سننا اس
میں شرکت کرنا جائز ہے (اشعہ) ÷

فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَبِيصِهِ فَأَخْتَضَنَهُ
وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشَعَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَرَدْتُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَلَقَّى جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَأَلْزَمَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ وَالتَّبَهِيُّ فِي شُعْبِ الْأَيْمَانِ مُرْسَلًا وَفِي
بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيحِ وَفِي شَرْحِ السُّنَنِ عَنْ

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبصہ اٹھا دی اسے وہ حضور کر
پٹ گئے اور آپ کی کمرہ شریف چومنے لگے پھر بوسے یا رسول اللہ
میں نے یہ چاہا تھا کہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت جعی سے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم جناب جعفر بن ابی طالب سے ملے تو حضور نے انہیں
پٹا لیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا کہ (ابوداؤد)
تبہقی۔ شعب الایمان ارسلنا اور مصابیح کے بعض نسخوں اور شرح سند میں

اس خیال رہے کہ پیشا باب سے۔ شاگرد استاد سے امتی نبی سے۔ غلام مولیٰ سے اپنا قصاص نہیں مانگ سکتا انسان کے
درمیان قصاص ہے دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی بے تصور ڈال دی اور سر کے
بال کپڑ کر انہیں کھینچا مگر قصاص کا حکم نہ ہوا حضور انور کا یہ عمل تعلیم امت کیلئے ہے کہ قصاص دینے میں شرم نہ کریں۔
اسے سبحان القدر انھوں نے یہ قرب حاصل کرنے کے لئے کیسا لطیف بہانہ کیا ورنہ کہاں یہ صحابی
اور کہاں حضور انور سے قصاص۔

اسے آپ کا نام عامر ابن شرجیل ہے کوئی عین خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے پانچ سو صحابہ کرام سے ملاقات
کی بیاسی سال عمر پائی سنہ ایک سو چار میں وفات پائی۔

اسے یہ واقعہ جب کا ہے جب حضرت جعفر جیشہ سے ہجرت کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے
جیسا کہ گلی حدیث میں آ رہا ہے (اشعہ) پ

الْبِيَّاضِي مُتَوَصِّلًا: وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي قِصَّةِ رُجُوعِهِ
مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ قَالَ خَرَجْنَا حَتَّى أَتَيْنَا الْمَدِينَةَ فَتَلَقَّاهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْتَقَنِي ثُمَّ قَالَ مَا
أَدْرِي أَنَا بِفَتْحِ خَيْبَرَ أَفْرَحُ أَمْ يَقْدُومُ جَعْفَرٌ وَوَافَقَ ذَلِكَ
فَتْحُ خَيْبَرَ وَكَانَ فِي شَرْحِ السَّنَةِ: وَعَنْ زَارِعٍ
وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَهَا قَدْ مَنَّا

بیاضی سے بطور اتصال روایت ہے نہ روایت ہے حضرت جعفر ابن ابی
طالب سے کہ زمین حبشہ سے لوٹے کے قصہ میں فرماتے ہیں کہ ہم
پہلے تھے کہ ہم مدینہ پہنچے تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضور نے مجھے گلے لگایا۔ پھر فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں خیبر
کی فتح سے زیادہ خوش ہوا یا جعفر کے آنے سے اور اتفاقاً
یہ آمد فتح خیبر کے دن ہوئی تھی (شرح السنہ) روایت ہے صحت
زارع سے ملے اور وہ عبد القیس کے وفد میں تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم

سہ بیاض کا نام عبد اللہ ابن جابر ہے بیاض قبیلہ کے ہیں بیاضہ ایک قبیلہ ہے جو بیاضہ ابن عامر ابن زریق کی اولاد سے ہے
چونکہ شعبی تابعی تھے اس لئے ان کی روایت اسناد تھی وہاں تھی۔ وہاں صحابی کا ذکر کر دیا اور بیاضی صحابی ہیں اس لئے
یہ اسناد متصل ہے کہ صحابی حضور سے روایت کر رہے ہیں۔

سہ حضرت جعفر ابن ابی طالب یعنی حضرت علی شیر خدا کے بھائی جب حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر میں ہی ملاقات ہو گئی اس دن فتح خیبر ہوئی تھی۔ حضور انور نے ان کو اور
ان کے ساتھیوں کو خیبر کی غنیمت سے حصہ بھی دیا اور ان کو چوم کر یہ فرمایا کہ آج مجھے اللہ نے دو
خوشیاں دکھائی ہیں ایک فتح خیبر دوسری تمہاری یہ دونوں خوشیاں ایسی عظیم الشان ہیں کہ ان میں سے
کسی کو دوسری پر ترجیح دینا مشکل ہے۔ سہ آپ ذریعہ ابن عامر ابن عبد القیس ہیں عبد القیس قبیلہ کے وفد میں آپ بھی حاضر
بارگاہ ہوئے تھے ایمان لائے صحابی بنے آخر میں بصرہ میں قیام رہا۔ (مرقات) :

الْمَدِينَةِ فَجَعَلْنَا نَتَبَّادِرُ مِنْ رَوَا حِينَا فَتَقَبَّلَ يَدَا رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا سَأَيْتُ أَحَدًا

مدینہ سے آئے تو ہم اپنی سواریوں سے جلدی آنے لگے۔ تو ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومنے لگے۔
(ابو داؤد) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں

سنا یعنی جب مدینہ منورہ پہنچے تو شوق و محبت میں بے خود ہو گئے۔ اپنی سواریوں سے جلد جلد اتر کر حضور
النور کی طرف دوڑنے لگے زیارت کیلئے آج بھی حجاج جب مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو انہیں سامان رکھنا
مشکل پڑ جاتا ہے یہ تڑپ وہ جانے جس کے دل سے لگی ہو اس وفد میں ایک صاحب تھے جن کا نام تھا
وشیح یہ سردار قافلہ تھے یہ اپنی سواری سے اترے غسل کیا سفید عمدہ لباس پہنا۔ پھر مسجد شریف
میں آکر دو رکعت نفل ادا کی۔ پھر نہایت ادب و انکسار خشوع و خضوع سے بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر
ہوئے حضور انور ان کے اسی ادب سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تمہاری دو خصلتیں اللہ کو
بڑی پیاری ہیں ایک علم دوسرے وقار (اشعہ)

سے اس سے معلوم ہوا۔ کہ بزرگوں کے ہاتھ پاؤں دونوں چومنا جائز۔ بلکہ مستحب ہے خواہ
پاؤں پر ہاتھ رکھ کر ہاتھوں کو چومے خواہ پاؤں پر منہ رکھ کر چومے دوسرے معنی زیادہ ظاہر
ہیں۔ کیونکہ مصافحہ کر کے اپنا ہاتھ چومنا منع ہے۔ بزرگوں کے ہاتھ اپنے منہ سے چومے
ایسے ہی ان کے پاؤں اپنے منہ سے چومے آنکھیں ان کے قدموں سے ملے مبارک ہیں۔ وہ
ہونٹ اور آنکھیں جو حضور کے قدم شریف سے لگ جاویں۔ شعر
اشارہ آپ کا پاتے ہم آتے اپنی آنکھوں سے پتہ تمہارے آستانہ کو لگاتے اپنی آنکھوں سے
تم آتے خواب میں ہم پتلیاں قدموں سے مل لیتے ہ ہم اپنی سوئی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے
پابوسی کو مسجد سمجھنا جہالت ہے مسجد میں ہی سات اعضاء زمین پر لگنا اور مسجد کی نیت
ہو تا ضروری ہے۔ قدم بوسی میں یہ
کچھ نہیں ہوتا

كَانَ أَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدًيًا وَكَأَنِّي رَوَيْتُ حَدِيثًا وَكُلَامًا
بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَاطِبَةٍ كَانَتْ إِذَا
دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَرَالَيْهَا فَأَخَذَتْ يَدَهَا فَجَبَلَتْهَا وَاجْلَسَهَا
فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ
يَدَهُ فَقَبَّلَتْهُ وَاجْلَسَتْ فِي مَجْلِسِهِ رَوَاهُ

دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ - عادت - صورت
میں لے ایک روایت میں ہے اور بات و گفتگو میں پورا پورا مشابہہ ہو
بمقابلہ جناب فاطمہ کے آپ جب حضور کی خدمت میں آئیں تو حضور ان
ان کے لئے کھڑے ہو جاتے ان کا ہاتھ پکڑتے انہیں چومتے انہیں اپنی مجلس
میں بٹھاتے لے اور جب حضور انور ان کے پاس تشریف لاتے
تو ان کے لئے کھڑی ہو جاتیں حضور کا ہاتھ پکڑتیں اسے بوسہ دیتیں اور آپ کو

سہ سمت کے معنی میں ہدایت یعنی رفتار گفتار - کردار اور چال ڈھل - ہی بمعنی عادت دلّ لام کے شد سے بمعنی
صورت یعنی حضرت خاتون جنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی بولتی تصویریں بلکہ
تصویر صرف شکل دکھاتی ہے آپ سرکار تو سیرت و خصلت میں بھی حضور کا نمونہ حق قدرت نے ایک
سانچہ میں یہ دو صورتیں ڈالی تھیں ایک ہمارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری حضرت فاطمہ زہرا
کی ہم نے عرض کیا ہے شعر

رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا

نہی کی لاٹلی بانو دل کی ماں شہیدوں کی سیاں جلوہ نبوت کا ولایت کا شہادت کا

سہ حضرت فاطمہ زہرا کیلئے حضور کا کھڑا سمونا تعظیم کا نہ تھا کہ تعظیم اپنے سے بڑے کی ہوتی ہے بلکہ خوشی کا
قیام تھا ایسے ہی یہ بوسہ محبت و پیار کا تھا ساری اولاد میں حضور کو جناب فاطمہ زہرا بہت پیاری تھیں
کہ سب سے چھوٹی تھیں اور آپ کی والدہ جناب خدیجہ آپ کے بڑے بچپن میں وفات پا گئی تھیں تو
آپ حضور کی گود میں حضور کی آغوش میں پلیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۛ

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ
 أَبِي بَكْرٍ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ
 مُضْطَجِعَةٌ قَدْ أَصَابَهَا حُمَّى فَأَتَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ
 كَيْفَ أَنْتِ يَا بِنْتِي وَقَبَّلَ خَدَّيْهَا رَوَاهُ
 أَبُو دَاوُدَ وَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اپنی جگہ بیٹا لیتیں تھے (ابو داؤد) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ میں مدینہ
 منورہ میں اولین آمد کے موقع پر حضرت ابو بکر کے ساتھ گیا تھے تو آپ کی دختر جناب عائشہ
 لیٹی ہوئی تھیں انہیں بھار آگیا تھا اے قرآن کے پاس ابو بکر آئے، اُسے اسی بچی
 تو کسی ہے اور انکار خسار چرما تھے (ابو داؤد) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ

سے حضرت خاتونِ جنت کا یہ قیام وغیرہ حضور کی تعظیم کیلئے تھا جس میں محبت و خوشی کی چاشنی تھی معلوم ہوا کہ تعظیم کیلئے
 قیام سنت فاطمہ زہرا سے اور خوشی کیلئے قیام سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوا کہ جو ان بیٹی کو چومنا
 اور جو ان بیٹی کا اپنے باپ کو چومنا جائز ہے۔

سے حضرت براء ابن عازب مشہور صحابی ہیں انصاری حاشی ہیں آخر میں کوفہ میں قیام ہوا ۱۳۳ھ میں کئی علاقہ کے فاتح
 آپ ہیں جنگ جمل وصفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے کوفہ میں ہی وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے اس
 روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے قریب ہی خود
 بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئی تھیں۔

سے کیونکہ اس زمانہ سے زمین مدینہ بڑی آباد تھی ایسے اسے شرب کہتے ہیں جو مہاجر و ان پورنٹے تھے انہیں بخار آجاتا تھا
 اس سلسلہ میں حضرت ام المومنین کو بھی بخار آگیا۔ پھر حضور کے دم قدم سے وہ جگہ ایسی صحت بخش بنا دی گئی کہ
 وہاں کی خاک بجائے خاک و بار کے خاک شفا ہی گئی حضور فرماتے ہیں۔ قسربة ارضنا ريقه بعضنا
 يشفي بعضنا۔

سے معلوم ہوا کہ باپ اپنی جوان بچی کا خسار چوم سکتا ہے یہ چومنا رحمت کا ہے سنت سے ثابت ہے حضور انور نے
 اولاد کے خسار چومنے میں بخیہ تصغیر ہے بنت کی بھتیجی سی طرح اسے درو میں کہتے ہیں۔ بشار تصغیر ہمارے کیلئے ہے۔

أحب اليه الخ:

أَحْمَدُ: وَعَنْ عَطَاءِ الْخُدَّاسِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَصَافِحُوا يَدَاهُ الْغُلَّ وَتَحَادُوا وَتَحَالُوا وَتَذْهَبُ الشُّحْنَاءُ مَا لَكَ مُرْسَلًا: وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى آتَابَعًا قَبْلَ الْهَاجِرَةِ فَكَأَنَّمَا صَلَّاهُنَّ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَالْمُسْلِمِينَ إِذَا تَصَافَحَا لَمْ يَبْقَ بَيْنَهُمَا ذَنْبٌ

(احمد) روایت ہے عطاء خراسانی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپس میں مصافحہ کرو کیونکہ جاتا رہے گا اور اس میں ہدیے تحفے دو محبت کرنے لگو گے اور دشمنی جاتی رہے گی یہ (مالک اور اسلاف) روایت ہے حضرت برادر ابن عازب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو دو پہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھ لے تہ تو گویا اس نے وہ شب قدر میں پڑھیں گے اور دو مسلمان جب آپس میں مصافحہ کریں تو ان کے درمیان کوئی گناہ

۱۔ آپ عطاء ابن عبد اللہ بن ابی مسلم ہیں مثنیٰ میں خراسانی ہیں۔ یہی ہیں شام میں قیام رہا شہر ہجری میں پیدا ہوا ہے مشہور ایک سیرت نویس میں وفات پائی آپ سے امام مالک۔ اور اعلیٰ، شعبہ و طبرہم نے روایات لی ہیں۔ ۲۔ یہ دونوں مل بہت ہی محرب ہیں جس سے مصافحہ کرتے رہو اس سے دشمنی نہیں ہوتی۔ اگر اتفاقاً کسی جو بھی جائے تو اس کی برک سے بھرتی نہیں۔ یوں ہی ایک دوسرے کو ہدیہ دینے سے مدارق منہم ہو جاتی ہیں یہ حدیث بہت اسنادوں سے مختلف طریقہ سے مروی ہے دیکھو مرقات یہ ہی مقام ۳۔ یعنی تاریا شت جس کا وقت شروع جبارم دن سے شروع ہو کر نصف دن یعنی دو پہر پر ختم ہو جاتا ہے اس کے بڑے فضائل ہیں۔

۴۔ کیونکہ ان کے پڑھنے میں مشقت و محنت زیادہ ہے کہ دو پہر کی گرمی اور بھوک کی حالت میں پڑھیں جاتی ہیں نیز اس وقت کھانا کھا کر آرام کرنے کو دل چاہتا ہے اس لئے ان کا قیام زیادہ ہے +

الْأَسْقَطَ رَأَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ : بَابُ الْقِيَامِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَرِيبًا

باقی نہیں رہتا مگر جھڑ جاتا ہے لے (بیہقی۔ ارسال) کھڑے ہونے کا باب لے پہل فصل روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ جب بنی قریظہ حضرت سعد کے حکم پر اترنے لگے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور وہ حضور سے قریب ہی

لے پہل گناہ صغیرہ جھڑ جاتے ہیں۔ حضورؐ وہ گناہ جو ہاتھوں سے کئے ہوں گناہ کبیرہ لوہ سے اور حق انہماک ادا کرنے سے معاف ہو سکتے ہیں۔ اس کا مطلب نہیں کہ چوری ڈکینی کر لی عاویسہ کی کا مال مار لیا جاوے بعد میں کسی سے معاف کر دیا جاوے سب معاف ہوں عواذ باللہ۔

۲۔ یہاں کھڑے ہونے سے مراد کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا ہے۔ تعظیم قیام ممنوع بھی ہے جائز بھی فاسق دنیا داروں کے لئے کھڑا ہونا ان کی خوشامد میں رہی جب مخدوم بیٹھا ہوا اور خدام سامنے دست بستہ کھڑے ہوں۔ ان ہی جو اپنی تعظیم کرانا چاہے اس کے لئے کھڑا ہوتا۔ یہ سب ممنوع ہے اگر یہ تین چیزیں نہ ہوں تو قیام تعظیم جائز ہے۔ لہذا قیام کی ممانعت اور حواجز کی احادیث درست ہیں ان میں تضاد نہیں۔

۳۔ عروہ خندق جسے احزاب کہتے ہیں اس میں یہود مدینہ یعنی سی قسریہ اور سی نصیر کا ہاتھ تھا۔ انہوں نے حضورؐ اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غداری کر کے کدار مکہ سے مدینہ پر چڑھا کر رکھی تھی۔ حضورؐ اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی عروہ سے خارج ہو کر یحییٰ بن قریظہ کا محاصرہ رکھی یہ لوگ تنگ کر پڑے کہ ہم سعد بن مسعود کے یہودی راہی ہیں۔ ہمارے متعلق جو فیصلہ کریں ہم کو منظور ہے پس کہ حضورؐ اور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو ذکر ہو یا

تاکہ وہ اپنا فیصلہ دیں۔ یہاں وہ واقعہ

مذکور ہے۔

مِنْهُ فَجَاءَ عَلَى حَبْرٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا
إِلَى شَيْبٍ بِكُمْ فَتَفَقَّ عَنِّي وَمَضَى الْحَايِثُ بِطَوِيلِهِ

ہے چہ چہ وہ اب کدے پر سو آئے تھے تو جب مسجد سے قریب
ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا کہ اٹھ
رجاز اپنے سردار کی طرف تھے (مسلم بخاری) یہ دراز حدیث

۱۰ حضرت سعد بن معاذ اس غزوہ صدق میں رمی ہو گئے تھے رم سے خون جاری تھا حضور انور کے
بلانے پر خون قدرتی طور پر بند ہو گیا تھا۔ (اشعہ)

۱۱ یہاں مسجد سے مراد مسجد نبوی تشریف نہیں ہے بلکہ وہ جگہ ہے جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس محاصرہ کے زمانہ میں نماز پڑھتے تھے کیونکہ اس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کے محلہ
کے ارد گرد مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے وہاں حضرت سعد بلاستے
گئے تھے درمقات، ۱۲ اس فرمان مالی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انصار کو دو حکم دیئے ایک حضرت سعد کی تعلیم کے لئے
کھڑا ہونا دوسرے ان کے استقبال کے لئے کھڑا گئے جانا ان کو بے کرانا بزرگوں کی آمد پر یہ دونوں کام یعنی تعلیمی قیام اور
استقبال حائر ملکہ سنت صحابہ ہیں بلکہ حضور کی سنت تھی بھی اس لئے الی میتہ کو فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم حضرت سعد کی
بیماری کی وجہ سے تھا تاکہ لوگ انہیں سواری سے اتار لادیں مگر یہ نصیحت نہیں، درمقات ایک دو آدمیوں کو کہا جاتا اور کھائے سیدم کے
مدد سے کھانا اور شاد ہوتا تمام انصار کو قیام کا حکم دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کی بنا پر فرمایا ہے بزرگوں کے لئے
قیام تعلیمی مستحب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور عدی بن حاتم کی آمد پر ان کی
عزت افزائی کے لئے قیام فرمایا حضرت عائشہ زہرا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر تعلیمی
قیام کرتی تھیں صحابہ کرام رحمہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قیام تعلیمی بارہا کیا ہے دیکھو درمقات
(اشعہ اور لمعات) ہم باب الاسرا میں اس پر بحث کر چکے ہیں اور بیماری کتب جارا الحق حصہ اول میں قیام تعلیمی
کی مکمل بحث کر دی گئی ہے۔ وہاں مطالعہ کرو۔

فِي بَابِ حُكْمِ الْأَسْرَاءِ : وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْبَلُ الرَّجُلُ اسْرَجَرَ مِنْ مُحْسِبِهِ
ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ وَلَكِنْ تَفْسَحُوا وَتَوْشَعُوا مُتَمَوِّعِينَ
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ آخِذٌ بِدِ
رْوَاهُ مُسْلِمٌ : الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ
أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا

باب حکم اسرا میں گزر چکا روایت ہے حضرت ابن عمر سے روای صلی اللہ علیہ وسلم
سے راوی فرمایا کہ کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ پھر
وہاں بیٹھ جائے بلکہ یہ کہہ دے کہ جگہ وسیع کرو اور جگہ دوٹو (مسلم
بخاری) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جو کوئی اپنی جگہ سے اٹھ جاوے پھر وہاں آئے تو اس جگہ کا وہ ہی مختار ہے
(مسلم) دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ کوئی شخص صحابہ کرام
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیارا نہ تھا یہ حضرات

۱۵۔ یہ حکم عام ہے کہ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر وہ بیٹھ جانا ممنوع ہے ہاں اگر وہ شخص جائز طور پر وہاں بیٹھا
تھا تو اسے اٹھا دینا جائز ہے جیسے کوئی مسجد میں امام یا مؤذن کی مقرر جگہ بیٹھ جاوے یا وہ کسی کی جگہ بیٹھ
گیا تھا تو یہ لوگ اگر اٹھا سکتے ہیں کہ یہ جگہ خود ان کی اپنی ہے نہ کہ اس بیٹھے ہوئے کی۔

۱۶۔ یعنی اگر حضور سے آدمی بہت سی جگہ گھیرے بیٹھے ہیں تو یہ عام خطاب سے کہے کہ مجاہد ذرا گنہائش کرو
اور اس کی بیٹھنا کہ میں بھی جگہ حاصل کر سکوں ۱۷۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جانے والا اپنی جگہ کوئی دشمنی رکھو گیا
جو جس سے چٹے گئے کہ وہ لوٹ کر آوے گا یا کوئی اور علامت ہو۔

۱۸۔ صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان سال اور مال باپ سب سے زیادہ پیارے تھے۔
کمال ایمان کی علامت ہے ۱۹۔

إِذَا رَأَوْهُ لَوْ يَقُولُ مَا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَّتِهِ لِذَلِكَ سَرَاوَا
 التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۚ وَعَنْ
 مُعْوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَنْ سَرَّ أَنْ يَتَمَثَّلَ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ
 النَّاسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ ۚ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ

جب حضور کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ حضور کی اپنیدرگی کو جانتے تھے (ترمذی) اور فرمایا یہ
 حدیث حسن صحیح ہے روایت ہے حضرت معادیہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جسے یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے سر دقت کھڑے رہیں گے
 تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ سے بنائے (ترمذی)
 و ابو داؤد (روایت ہے حضرت ابو امامہ سے

۱۵۔ یہ جیسے کا عمل نہ تھا بلکہ اگر قیام کرے تھے کسی نہ کرتے تھے یا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام
 حضور کو در سے تشریف لانا دیکھ کر پہلے سے ہی کھڑے نہ ہو جاتے اور کھڑے ہو کر حضور کا انتظار نہ کرے
 تھے بلکہ جب آپ جہاز سے یا تشریف سے آتے تھے تب ہم کھڑے ہوتے تھے لہذا یہ حدیث اس آئے
 وال حدیث کے خلاف ہیں جس میں ہے کہ ہم حضور کے لئے قیام کرتے تھے۔

۱۶۔ اس حدیث سے ممانعت قیام کی تمام حدیثوں کی مسترد کر دی کہ جو کہی اپنے لئے قیام بیٹھی کرنا چاہے اس
 کے لئے نہ کھڑے ہو یا اس طرح کھڑے ہو یا مروج ہے کہ محرم میں ہوا ہو اور لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں
 دست بستہ۔ اور یہ عمل ہجر و غزوہ کے لئے ہر ضرورتاً نہ ہو تب سخت ممنوع ہے عام محل کے
 سامنے دست بستہ کھڑا ہونا یا دل عاقل حاکم کے روبرو کھڑا ہونا خصوصاً مقدمہ واول کا۔ یوں
 استاد کے سامنے شاگردوں کا کھڑا ہونا مستحب ہے اگرچہ یہ سخت بیٹھے ہونے ہوں اور شاگردوں
 وغیرہ کھڑے ہوں (مرآت) ہاں محرم میں کھڑا نہیں کرنا ہو بیٹھے رہنا یہ مروج ہے یہ ہی یہاں
 مراد ہے (اشعاع الصلوات)

۱۷۔ یہی اس قسم کی بیعت کو پسند کرنا یا لوگوں کو ایسی بیعت کا اپنے لئے حکم دینا بھی ہوسکتا ہے کہ سبب ہے
 اور ہجر جہم کا باعث ہے۔

قَالَ خَدَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَكِنًا عَلَى عَصَا فَقُمْنَا فَقَالَ لَا تَقُومُوا كَمَا يَقُومُوا لَا عَاجِمَ يُعْظِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَنَا أَبُو بَكْرَةَ فِي شَهَادَةٍ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ فَأَبَى أَنْ يَجْلِسَ فِيهِ وَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی پر ٹیک لگا کر تشریف لائے تھے ہم کھڑے ہو گئے تو فرمایا ایسے نہ کھڑے ہوؤ جیسے بھی وگ کھڑے ہوتے ہیں ان کے بعض حص کی تعظیم کرتے ہیں محمد ابو داؤد روایت ہے حضرت سعید بن ابی الحسن سے کہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک گراہی میں ابو بکرؓ آئے تو ایک شخص ان کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا آپ نے وہاں بیٹھنے سے انکار فرمایا اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے

۱۵ غالباً حضورؐ ہمارے لئے اس سے عطا پر ٹیک لگا کر تشریف لائے۔

۱۶ یعنی تمہارا یہ قیام تو ٹھیک ہے مگر عجیوں کا سا قیام نہ کرنا کہ مخدوم بیٹھا ہو۔ خدام سامنے دست بستہ سرود کھڑے ہوئے ہوں اور مخدوم اس تعظیم کی سواہش بھی کرتا ہو کہ ایسا قیام ممنوع ہے یہ قیود خیال میں رہیں مرفات کے مندرجہ بالا کہ یہاں قیام سے مراد خوف ہے یعنی کسی کے سے غلطیاً کھڑا رہنا۔

۱۷ سعید بن ابی الحسن تابعی ہیں۔ خود جس بصری کے بھائی ہیں آپ کے والد کا نام یسار ہے کمیت ابو الحسن یہ سعید اپنے بھائی حسن بصری سے ایک سال پہلے فوت ہوئے یعنی سن ۹۰ ایک سرور بصری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ ابو ہریرہؓ وغیرہ سے آپ کی ملاقات ہے آپ کے بھائی قتادہ سے آپ کے احادیث روایت کیں (مرفات و اشعہ)

۱۸ حضرت ابو بکرؓ کا نام نفیع بن حارث ہے نفیٰ میں مشہور صحابی۔ آپ کے حالات و وفات پہلے بیان ہو چکے۔

نَهَى عَنْ ذَا وَفَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يَمْسَحَ بَرَجْدٌ بِهِ بِثَوْبٍ مَنْ لَمْ يَكْسَهُ
رَأَوْهُ أَبُو ذَرٍّ وَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ وَ جَلَسْنَا
حَوْلَهُ فَقَامَ فَأَرَادَ التَّجُوزَ نَزَعَ نَعْلَهُ وَ بَعْضُ مَا
يَكُونُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذَلِكَ أَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُونَ مَرَاوَاهُ أَبُو ذَرٍّ

منع فرمایا ہے کہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی
اپنے ہاتھ اس کے کپڑے سے پونے جسے یہ جیسے جوئے جس کے (ابو ذر)
روایت ہے حضرت ابو الدرداء سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے
اور ہم آپ کے گرد بیٹھتے پھر کھڑے ہوئے واپس مڑا جاتے تو آپ
اپنا جوتہ شریف یا بعض چیز جو آپ پر ہوتی اتار دیتے تھے تو یہ آپ کے
ساتھی پہچان جاتے تو وہ صحرات بیٹھ رہتے تھے (ابو ذر)

۱۔ یہ آپ کی ابتدائی قرآن ہے وہ شخص آپ کے لئے خود جوتہ کھڑا کر دیتا تھا۔ آپ کو وہاں بیٹھنا بالکل جائز
تھا کسی کو اس کی جگہ سے بلا ضرورت نہ کرنا بیٹھنا حرام ہے جبکہ وہ جگہ اس کی ہوا پنی ہو جو نہ کہ یہاں
اس کا یہ عمل اس منوع جوتہ کے مشابہ تھا لہذا آپ وہاں وہاں نہ بیٹھتے یا شاید اس شخص کو کسی اور سے اٹھایا ہو گا۔
تاکہ آپ وہاں بیٹھ جائیں اس لئے آپ نہ بیٹھے (مرقات ۱) یعنی اپنے گیلے یا کالے وغیرہ سے بچنے کے لئے
ہاتھ دوسرے کے کپڑے سے بغیر اس کی اجازت نہ پونچھ کر کہ تم نے یہ کپڑا اسے نہ پہنایا ہو بعد اپنے بیٹھے۔ اپنے
غلام کے کپڑے سے ہاتھ پونچھتا جبکہ وہ کپڑا خود اس ہی نے پہنایا ہو جارہے ہوں اگر وہ شخص ہمارے اس
عمل سے ناراض نہ ہو تو بھی جائز ہے (مرقات ۱)

۲۔ یہی اگر حضور انور ہم لوگوں کے پاس سے اپنے گھر میں تشریف لے جاتے اور وہی اسے کا ارد ہوتا تو اپنا
جوتہ شریف وہاں ہی چھوڑ جاتے تھے پاؤں جاتے یا کوئی اور کپڑا وغیرہ چھوڑ دیتے تاکہ ہم کچھ عاویں کہ حضور بھی آتے ہیں۔
۳۔ اس انتظار میں کہ حضور بھی آتے ہیں اور اپنے اپنے گھروں کو نہ جاتے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُرُورٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ لَا يَجُلسُ بِرَجُلٍ أَنْ يَفَرِّقَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِذَوْبِهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَ عَنْ عُمَرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ لَا تَجْلِسُ بَيْنَ رَجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
الفصل الثالث عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَجْلِسُ مَعَنَا فِي الْمَسْجِدِ يُحَدِّثُنَا فَلَمَّا قَامَ

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان علیحدگی کرے بغیر ان کی اجازت سے لے (ترمذی - ابو داؤد)
 روایت ہے حضرت عمر ابن شعیب سے وہ اپنے دادا سے روایت ہے کہ دو شخصوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھو لے (ابو داؤد)
 تیسری فصل روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھتے ہم سے باتیں کرتے تھے پھر جب کھڑے

ہوئے یہی مجلس میں پہنچ کر دو آدمیوں کو جو بے ہوش تھے ان کو جگر کچھ میں بیٹھ جانا منوع ہے لیکن ہے کہ ان دونوں کی آپس میں محبت ہو ان کی جگہ ناگوار ہو یہ حکم ہر مجلس کے لئے ہے خواہ مسجد میں ہوں یا اور جگہ جب ان کی اجازت درمیان میں بیٹھ جائے گا تو انہیں اس سے منع نہ ہو گا صابرا کا ظاہر ہے ۵۲ اس کی دہرہ ہی ہے جو ابھی عرض کی گئی تھا کہ بیٹھ کر جگہ فرماتا اس لئے ہے کہ عورتیں مردوں کے کلمہ میں ہیں ان پر احکام شرعیہ مردوں کی طرح جاری ہوتے ہیں جب تعالیٰ نے عورتوں سے وغیرہ کے احکام مردوں کو ہی دئے ۔ مگر عورتوں پر بھی یہ عادات فرض ہیں اہل احادیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مرد تو یہ حرکت نہ کریں عورتیں کریں گی ۔

فَمِنَّا قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضُ بَيُوتِ
أَمْرٍ وَاجِهٍ ۖ وَعَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَتْ دَخَلَ
رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَاعِدٌ فَتَزَجَّرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
اللَّهُ إِنْ فِي الْمَكَانِ سَعَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

ہوتے تو ہم سیدھے کھڑے ہو جاتے نہ حتی کہ ہم دیکھ لیتے کہ حضور اپنی
بعض بیروں کے گھروں میں تشریف لے گئے نہ روایت ہے وائیلہ بن خطاب سے کہ فرماتے
ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا حالانکہ آپ مسجد
میں بیٹھے تھے تو اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کچھ جنبش کی ہے تو اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ
جگہ میں کافی گنجائش ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضور کی تعظیم کے لئے کیونکہ یہ بات بہت بری محسوس ہوتی ہے کہ محذوم کھڑا ہو۔ اور محذوم بیٹھے یا بیٹھے
ہوں اس سے معلوم ہو کہ محذوم کے جانے پر بھی قیام نفیسی سنت ہے یہ وہ حدیث ہے جس سے پیام
تعظیم کا ثبوت ہے ملاحظہ قیام کی احادیث کا مطلب ہم پہلے عرض کر چکے ہیں بعد احادیث میں تناقض نہیں وہاں کا
مطلوع ضرور ماذ۔

۲۷۱ اس میں تعظیم کی انتہا ہے کہ جب تک حضور اپنے کسی گھر میں داخل نہ ہو جاتے۔ وہ حضرات کھڑے ہی نہ ہتے
ناکہ ہم حضور کے سامنے حکم آپ کھڑے ہوں بیٹھے ہوئے نظر نہ آئیں اور تہائی ایسا ادب لپیٹ کرے۔

۲۷۲ آپ قرنی ہیں مدوی ہیں حضرت عمرؓ کے قید سے ہیں محال ہی مگر ایسے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے (ضعف)
۲۷۳ اس طرح کہ پورے کھڑے ہو کر بیٹھے ہوئے گھر سے سرک کر ان کے لئے جگہ بائی کچھ سکڑ کر بیٹھے۔

۲۷۴ یعنی جگہ بہت ہے ہی بخوبی جہاں جاہل بیٹھ سکتے ہوں حضور انور کو میرے لئے جگہ بنانے اور اپنی جگہ سے جنبش کر کے کی
ضرورت نہیں مگر آپ نے یہ عمل تشریف کیوں کیا۔

نے فرمایا کہ مسلمان کا حق ہے کہ جب اسے اس کا بھائی دیکھے تو
تو اس کے لئے کچھ جہش کرے (یعنی شعب الایمان)
بیٹھنے۔ مرنے اور چلنے کا باب ہے پہلی فصل روایت ہے
حضرت ابن عمر سے منسوس ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی صحن میں اکروں بیٹھے اپنے ہاتھوں پر

۱۵ یعنی ہمارا یہ حرکت فرمانا جگہ کی تنگی کے لئے نہیں بلکہ تمہارے آنے کی خوشی اور تمہارے احترام کے اظہار کے لئے ہے اس عمل سے تم کو خوشی ہوگی کہ حضور انور نے ہماری آمد پر اہتمام فرمایا غالباً یہ آنے والے صاحب اپنی قوم کے سردار ہوں گے فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم انزلوا اناس منار لہم نوکوں کو ان کے درجوں میں رکھو یہ انتہائی امدق کی تعلیم ہے افسوس کہ ہم یہ تعلیم قریناً بھول گئے۔

۱۶ یہ ترتیب یہاں بہت ہی اچھی ہے انسان پہلے کھانے وغیرہ کے لئے بیٹھتا ہے پھر کھا کر سونے کے لئے لیٹتا ہے۔ سوکر، ٹھٹھا ہے تو مسجد وغیرہ کی طرف جاتا ہے۔ لہذا بیٹھتا پہلے ہے سونا بعد میں چلنا اس کے بعد ہوتا ہے۔ یہاں رہے کہ جلوس ہر جیسٹے کو کہتے ہیں خواہ کھڑے سے بیٹھے یا لیٹے سے بیٹھے بعض ستار میں نے فرمایا کہ کھڑے سے بیٹھے کو فود کہتے ہیں اور لیٹے سے بیٹھے کو جلوس مگر پہلی مات قوی ہے یہاں جلوس صحت ہے کسی ٹیٹھا۔ کبھی یہ جاس کی جمع بھی ہوتی ہے جیسے رقوم جمع ہے راقد کی رب تعالیٰ فرماتا ہے **تَجْمَعُہُمْ یَاقَا ذَا جَلَالٍ وَجَدِّہُ** ملاں جگہ جلوس نکلا وہاں جلوس جمع جاس کی ہے جو کوئی۔ لگ جگر جگر بیٹھے ہوئے جاتے ہیں لہذا اس جماعت کو جلوس کہا جاتا ہے اس باب میں مستحب جائز۔ مکروہ۔ میٹھکوں کا بھی ذکر ہوگا اور مستحب و مکروہ ہونے کا بھی اور اچھے بُرے چلنے کا بھی :-

بَيَّكَ يَهُ رَأَوَاهُ الْبُخَارِيُّ : وَعَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ
عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضْعًا لِحَدَايْ قَدَمَيْهِ عَلَى
الْأَخْذَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ : وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَذْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى

ایک ننگائے دیگھا لے (بخاری) روایت ہے حضرت عباد ابن تیمم سے وہ
اپنے چچا سے راوی تھے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ مسجد میں بیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنا ایک قدم دوسرے پر رکھے
ہوئے تھے تھے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنا ایک پاؤں

لے گھر کے سامنے کی کھلی جگہ پر چیت نہ ہو مگر کہلاتی ہے۔ جسے اردو میں صحن یا آئینہ کہتے ہیں۔ اجاب یہ
ہے کہ دونوں پنڈلیاں کھڑی ہوں پاؤں کے تلے سے لگے ہوں چونکہ زمین پر ہوں اور دونوں ہاتھ
پنڈیوں پر رکھے ہوں۔ ان کا ملنے کئے ہوئے یہ اگر مل جیسے کی ایک قسم ہے اس بیشک میں اظہار
عجز و نکسار ہے یہ بیشک سنت ہے (مرقات) کہ صورت اور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بھی
بیٹھے ہیں۔

۷۷ عباد ابن تیمم ابن زید ابن عاصم مابنی ہیں انصاری ماہی ہیں ان کے چچا کا نام عبد اللہ ابن زید انصاری ہے
وہ عروہ مرد میں سترہ تریستہ میں شہید ہوئے۔

۷۸ قدم کا قدم پر رکھنا یہ ہے کہ دونوں پاؤں پورے پھیلے ہوئے ہیں اور قدم قدم پر رکھا ہو اس صورت میں اگر
بہیں کھل سکتا پاؤں پر پاؤں رکھے کے معنی یہ ہیں کہ ایک پاؤں کھڑا ہو اور دوسرا پاؤں کھڑے ہوئے کھٹے پر رکھ ہو پہلی صورت جائز ہے
دوسری صورت مشروع بنوا حدیث میں تعارض نہیں پاؤں پر پاؤں رکھے میں شرک کھل جانے کا اندیشہ ہے خصوصاً
جبکہ تہبند نہ رہا ہو۔ تہبند صورت میں پاؤں پر پاؤں رکھنے سے ممانعت آ رہی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں لیٹنا
جائز ہے۔ خصوصاً ضرورت کے وقت یا یہ نکالت احتکاف۔

رَجُلَيْهِ عَلَى الْأَخْذَى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتَلْقِيَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ رِجْلَهُ
عَلَى جَنْبِهِ عَلَى الْأَخْذَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَمَا رَجُلٌ كَانَ يَتَبَخَّرُ فِي بُذْدَيْنٍ وَقَدْ أَعَجَبَتْهُ نَفْسُهُ

دوسرے پر نہ رکھے جبکہ وہ اپنی پشت پر لیٹا ہو (مسلم)
روایت ہے انہیں سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تم میں سے کوئی نہ لیٹے کہ پھر ایک پاؤں دوسرے پر
رکھے (مسلم) روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ
سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ ایک شخص دو چادروں میں اکڑ کر چل رہا تھا اُسے اپنا نفس بڑا پسند آیا تھا

۱۔ اس حدیث کے وہ ہی معنی ہیں جو ابی ادپر بیان ہوئے کہ آدمی تہبند باندھے یا ڈھیلے پانچہ کا پاجامہ
پہنیے ہو اور پھر ایک پاؤں کھڑا کرے کھڑے ہوئے گھٹنے پر دوسرے پاؤں کی پنڈلی رکھے اس میں
شرکھل جانے کا سخت خطرہ ہوتا ہے اس لئے منوع سے ویسے بھی اس طرح لیٹنا خلاف تہذیب معلوم ہوتا
ہے خصوصاً لوگوں کے سامنے غرضکہ اس حالت میں بہت محنتیں ہیں۔ ۲۔ اس کائنات کی وہ ہی صورت ہے جو
بھی بیان ہوئی کہ ایک پاؤں کھڑا ہو دوسرا پاؤں گھٹنے پر رکھا ہو اور آدمی چلتا ہو کہ اس صورت میں شرکھلنے کا
خطرہ ہے اگر شرکھلنے کا خطرہ نہ ہو تو جائز ہے بہر حال احادیث میں تمنا میں نہیں۔ ۳۔ شاید یہ شخص قارون تھا یا کوئی ملک
فارس کا کا در بعض نے فرمایا کہ یہ واقعہ قریب قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی سے ہو گا اس صورت میں
خجتر یعنی مستقبل ہو گا اور محنت نصف تمام افعال یعنی مستقبل جو گئے ماضی علم اس سے معلوم ہوا کہ کبر و فردر کی چال چلنا بھی منوع بلکہ باعث
عذاب ہے مسلمان کو عار ہے کہ یہ حالتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالتوں میں نہ ہونے چاہئے وہ ہیں جو توحید
سے چلتے ہیں نہ ان کی محنت و کوشش سے نہ کہ یہ حالتیں گھاسنے چلتے ہیں یہ حکمران چال ہے اس سے بچو

خُسِفَ بِهِ الْأَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ جَابِرِ بْنِ
سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُتَّكِئًا عَلَى وَسَادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ
اجْتَبَى بِيَدَيْهِ رَوَاهُ رِزِينَ وَعَنْ قَيْلَةَ بَنَتْ

اوسے زمین میں دھنسا دیا گیا تو وہ اس میں قیامت تک دھنستا چلا جا رہا ہے (مسلم۔ بخاری) دوسری فصل روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بائیں طرف لیگے پر ٹیک لگا سکے دیکھا (ترمذی) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھوں سے (جنت) فرماتے تھے (رزین) روایت ہے جناب قیلہ بنت

۱۵ مکمل بہنے والی ہے اس کے معنی ہیں وہ حرکت میں کی دانہ جو مقصد پر ہے کہ کھرکا انجام دل و خواری ہے عجز کا انجام ہزار کی ہے عجز کار انبیاء و اولیاء است عجزی محبوب درگاہ خدا است خاک میں محرابے آگ میں بکھر تو بارغ خاک میں ہی گتے ہیں کہ آگ میں۔

۱۶ معلوم ہوا کہ گاہ و نکیر پر بائیں ہاتھ کی ٹیک لگا کر بیٹھا سمیت ہے مگر اگر سادہ نکیر پر ٹیک لگائی جاوے تو وہ بھی اس میں داخل ہے اس حدیث کے معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضور انور نکیر پر برہنہ کئے بائیں کروٹ پر بیٹھتے تھے (رتاب و استعد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نکیر میت پسند تھا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تم کو نکیر دے تو اسے رد کر دو (اشعہ)

۱۷ اعتناء کے معنی پہلے بیان ہو چکے کہ دونوں راتوں کھڑے ہوں سرزمین پر گئے ہوں۔ اور دونوں ہاتھوں سے زانو پکڑے ہوئے کہ ہاتھوں کے سعلق ہیں انہی نے یا عاویہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے علاوہ اور وقت میں مسجد میں اس طرح بیٹھتے تھے وہ بھی کبھی کبھی ۛ

مَحْزَمَةٌ أَنَّهُمَا رَأَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءِ قَالَتْ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ أَسْرَعْتُ مِنَ الْفَرْقِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرْتُّبَةً فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى

مزمعے کر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں دیکھا کہ آپ قرفصا کی نشست بیٹھے تھے یہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عجز و نیار کرتے دیکھا تو میں خوف سے کانپ گئی یہ (ابو داؤد) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھتے تو اپنی اسی جگہ میں چار زانو بیٹھے رہتے حتیٰ کہ

اس قرفصا ایک خاص بیٹھک کا نام ہے اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی پٹلیاں زمین سے لگائے اور دونوں ران پٹلیوں سے اور پیش رانوں سے ملا ہوا ہوا اور دونوں ہاتھ پٹلیوں پر ہوں بیٹھک انتہائی عاجزی اور تواضع کی ہے قرفصا کی اور صورتیں بھی بیاں کی گئی ہیں (مرقات و اشعار) اتھارنے فرمایا کہ بیٹھک عرب کے چٹا ہوں اور غریب لوگوں کی ہے یا ان لوگوں کی جو کسی خاص اہم کام میں خود دنگ کر رہے ہوں ہر سال اس بیٹھک میں مجروح و انکسار یا نکر کا اظہار ہے۔

اس کیونکہ میں نے یہ جہاں کیا کہ جب سید المرسلین امام الاولین و آخرین کی یہ نشست ہے اور آپ کے انکسار کا یہ حال ہے تو ہم لوگ کس شمار میں ہیں یہ جہاں کر کے مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا ہے

پیش و گھٹنی میں منسجم و مست خویشتن را بعدہ فرمودہ است

پور یا رسول حراب را خست تاج کسری زیر پائے امتش

اپنی تواضع کا یہ حال ہے اور دنیا ان کے آستانہ کی خاک چٹ رہی ہے ان کی چوکھٹ پر بیشی رگڑ رہی ہے۔

تَطْلَعُ الشَّمْسُ حَسَاءً رَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ: وَعَنْ
أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ إِذَا عَزَسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَى بَيْنَ يَدَيْهِ
وَإِذَا عَزَسَ قُبِيلَ بِالضُّبُعِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَضَعَهُ
رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ رَأَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّنْدِ: وَعَنْ

سورج خوب چمک جاتا ہے (ابو داؤد) روایت ہے حضرت
ابو قتادہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات
میں کہیں اترتے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے تھے
اور جب صبح سے کچھ پہلے اترتے تو اپنی کلائی کھڑی کرتے
اور اپنی بھٹی پر اپنا سر رکھتے تھے (شرح سند) روایت ہے

اس حدیث اور شیخ کے فتح سے سے بھی خواب اچھی طرح صاف و روشن یعنی حضور اور صلی اللہ
علیہ وسلم ہرگز نماز پڑھا کر صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی چار زائر بیٹھے رہتے جب آفتاب طلوع ہو کر بلند ہو جاتا تب
اشراق وہاں ہی پڑھ کر اٹھتے۔ سمت بھی یہی ہے۔ خیال رہے کہ آفتاب چمکنے کے بیس منٹ بعد نماز
جائز ہوتی ہے۔ اسی وقت سے نماز اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ چارم دن تک رہتا ہے۔ پھر چارم دن
سے وقت جاہشت شروع ہوتا ہے۔ جو نصف النہار تک رہتا ہے۔ نصف النہار پر نماز جگہ سجدہ حرام
ہو جاتا ہے۔ پھر زوال یعنی سورج ڈھلنے پر ظہر کا وقت ہوتا ہے۔ بعض نوافل کے لئے وقت مقرر ہیں
ان میں سے نوافل اشراق بھی ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کی حالت میں کسی جگہ اول رات یا آدمی رات میں اترتے
آرام فرماتے تو سونے کی نیت سے لیٹتے تھے۔ داہنی کروٹ پر داہنی بھٹی پر داینا رخسارہ رکھ کر لیٹتے تھے
یہی سنت طریقہ یہی ہے :

۱۰ سنی اگر آخری شب میں جب صبح صادق ہونے والی ہوتی آپ آرام کے لئے اترتے تو اسی طریقہ
طریقہ سے لیٹتے تاکہ نیند آجائے۔ خیال رہے کہ عرب میں اکثر سب میں سفر کرتے ہیں دن میں کسی منزل
پر آرام کے لئے ٹھہر جاتے ہیں :

بَعْضِ آلِ أُدِ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِثْلًا يُوضَعُ فِي قَبْرِهِ وَكَانَ
الْمَسْجِدُ عِنْدَ رَأْسِهِ رَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلَى بَطْنِهِ فَقَالَ إِنَّ هَذَا
ضِجَّةٌ لَا يُجِبُّهَا اللَّهُ رَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ عَنْ

ام سلمہ کے بعض گھر والوں سے لے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر اس ہی طرح تھا جیسا کہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور مسجد آپ کے سر کے پاس تھی یہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اپنے پیٹ پر لیٹا دیکھا تو فرمایا کہ یہ وہ لیٹنا ہے جسے اللہ پسند نہیں فرماتا یہ (ترمذی) روایت ہے

۱۵ مرقات نے فرمایا کہ آل ام سلمہ سے مراد حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی کوئی خاص خادمہ ہیں ال غام کہ بھی کہا جاتا ہے رب فرماتا ہے وَاذْكُفْنَا كُفْرًا مِّنْ آلِ مَعْمُونٍ۔ اللہ اللہات نے فرمایا کہ اس سے حضرت ام سلمہ کی بعض اولاد مراد ہے جو آل سلمہ سے تھی جن میں سے بعض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھی جیسے حمزہ۔ زینب و اللہ اعلم ﷺ یعنی اب جو رخ حضور کی قبر انور کا ہے کہ قبلہ کے داہنے سرہانے اور بائیں طرف پالنتی وہ ہی رخ حضور کے بستر شریف کا ہوتا تھا بلکہ اس بستر کی جگہ قرار دے اور جس کبیل شریف پر آپ سوتے تھے۔ وہی کبیل شریف قبر انور میں بچا دیا گیا ﷺ یہی اوندھے لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا بلکہ اس سے ناراض ہے کہ اس طرح سونے سے غفلت پیدا ہوتی ہے اس سوتے میں سینہ اور چہرہ جو اشرف اعضاء زمین پر گرگڑتا ہے سر و سجدہ ہی میں زمین پر رکھا جاوے نہ کسی اور کے سامنے نہ سوتے ہیں صوفیاء فرماتے ہیں کہ سونا چار قسم کا ہے پشت پر سونا یعنی جوت یہ سونا اہل جوت کا ہے ڈاکی کر وٹ پر سونا یہ اہل جوت کا سونا ہے بائیں کر وٹ پر سونا یہ اہل استرح کا سونا ہے پیٹ کے پی سونا یہ سونا اہل غفلت کا ہے (اللہ) مرقات نے فرمایا کہ اللہ سے سونا و زخیروں کا ہر گاہ اور کوئی رنگ ایسے ہوتے ہیں

سلفہ اس مہربان علی کے درمطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ نہ جو کوئی کسی جلسہ میں آکر نہ آئے وہ لوگوں کی گزشتہ پہلا گنگا نہایت
میں پہنچے رہتی ہے چاہے مارگنڈا پر جانے تو وہاں ہی بیٹھ جاوے وہ سرے یہ کہ یہ شخص حد میاں میں بیٹھا ہو اور لوگ
اس کے ارد گرد دست بستہ کھڑے ہوں یہ حیا منکر کیا کا ہے جو آدمی بھی لوگوں کے ساتھ حلقہ میں بیٹھے (مرقات و شمع) بعض
لوگ انفراد دل ملی کرتے کہ یہ کسی کو درمیان حلقہ میں بحال کرے مگر ان کا نشانہ بناتے ہیں وہ ہر طرف کے لوگوں
سے ملنا کرتا ہے وہ بھی سنتی ہے (راشعہ) ۛ

قَعْدًا وَسَطًا خَلَقَهُ رَأَى الْوَدَّ وَالْأَبُودَ اَوْدَ
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْمَجَالِسِ اَوْدَعُهَا رَأَى الْوَدَّ
اَبُودَ اَوْدَ . وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاصْحَابُهُ
جُلُوسٌ فَقَالَ مَا لِي اَدَاكُمْ عِزِينَ . رَأَى الْوَدَّ اَوْدَ

حلقہ کے پنج میں بیٹھے (ترمذی۔ ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابو سعید
خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین
مجلس وہ ہے جو دو کسب تر ہوئے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت
ابن مسرہ سے فرماتے ہیں تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالانکہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا کیا ہے مجھے میں تم کو متفرق دیکھتا ہوں (ابوداؤد)

۱۔ یعنی جب مجلس مجلس خیر و کر و وسیع رہی میں کو تاکہ لوگوں کو بیٹھنے میں ملے ہو آرام سے کھلے ہوئے بیٹھیں ایسی مجلس
بہت مبارک ہے۔

۲۔ یعنی مسجد نبوی شریف میں حضرات صحابہ متفرق بیٹھے تھے دو چار اس طرف اور چار چھ اس دوسری طرف۔
۳۔ یہ فرماں عالی اظہار ناراضی کے لینے ہے۔ عربی بنیاد ہے عزت سے یعنی علمداری اور متفرق ہونا رب تعالیٰ فرماتا ہے
عَلَى الَّذِينَ هُمْ اَشْتَمَالٌ عَزِينَ . مقصد یہ ہے کہ مسجد یا مجلس میں مسلمان کٹھ بیٹھنا کریں الگ الگ ٹوہدیاں بنا کر نہ بیٹھیں کہ
اس میں کفار سے مشابہت ہے نیز قالب کا اثر قلب پر پڑتا ہے اگر مسلمان کسی میں ایک دوسرے سے الگ تعلق
بیٹھنے لگے تو ان کے دل بھی الگ ہو جائیں گے اگر لڑ کر بیٹھیں گے تو دل بھی مل جائیں گے۔ خیال رہے کہ نماز
کی انتہا میں مسجد میں مسلمان صف بستہ بیٹھیں کہ فرشتے بارگاہ الہی میں صف بستہ ہی حاضر ہوتے ہیں۔
۴۔ ذکر کی مجلس میں حلقہ باندھ کر بیٹھے کہ جنت میں مسلمان حلقوں سے بیٹھنا کریں گے۔
۵۔ یہ فرماتا ہے۔ علی شریعتنا لیس بحضور انوار صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان میں ہزار ہا حکمتیں ہوتی

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَلْيَقْصْ عَنْهُ الْبَطْلَ فَحَسَا بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ رَوَاكَا أَبُو دَاوُدَ وَفِي شَرْحِ الشُّنَّةِ عَنْهُ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَلْيَقْصْ عَنْهُ فَلْيَقُمْ فَإِنَّهُ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ هَكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ مَوْلَانَا وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سایہ میں ہو پھر اس سے سایہ ہٹ جاوے کہ اس کا بعض دھوپ میں اور بعض سایہ میں ہو جاوے تو اٹھ کھڑا ہو لے (ابوداؤد) اور شریح سنن میں انہیں سے ہے فرمایا جب تم میں سے کوئی سایہ میں ہو پھر اس سے سایہ ہٹ جاوے تو اٹھ کھڑا ہو کہ یہ شیطان کی جھٹک ہے اسے مسمرنے والوں ہی موقوف روایت کی لے روایت ہے حضرت ابو سعید انصاری سے لے انہوں نے

سنہ یا تو سایہ میں ہی چلا جاوے یا بالکل دھوپ میں ہو جاوے کیونکہ سایہ ٹھنڈا ہے اور دھوپ گرم اور بیک وقت ایک جسم پر ٹھنڈک و گرمی بیٹھا محض کئے میں مضر ہے ایسے ایسا نہ کرے نیز یہ شیطان کی نشست ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے ہذا اس تنبیہ سے پھر ضروری ہے سنہ یعنی مسمرنے جو تابعی میں یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ سے موقوف روایت کی یہ کلام حضرت ابو ہریرہ کا بیان فرمایا مگر ایسی موقوف حدیث جس میں قیاس کو دخل نہ ہو وہ مرفوع کے حکم میں ہے خصوصاً جبکہ دوسری اسناد سے مرفوع حدیث بھی آ رہی ہو خیال ہے کہ ایسی جھٹک کو شیطان کی جھٹک مسمرنے کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ شیطان اس طرح ہتھاکرتا ہے دوسرے یہ کہ وہ ملعون اس جھٹک سے خوش ہوتا ہے حدیث شریف میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں اس ظاہری معنی پر ایمان لانا چاہیے واقعی شیطان ایسی ہی جھٹکا ہے حضور کی نظر ان چیزوں کو دیکھ لیتی ہے جو ہمارے خیالات سے بھی وراہیں (مرقات) سنہ اب کا نام مالک ابی ربیعہ ہے انصاری میں صحابی ہیں اصحاب بدر میں سب سے آخر میں آپ کی وفات ہوئی :

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ
خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ
فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لِلنِّسَاءِ أَشْبَا خِرْنِ قَائِلُهُ لَيْسَ
لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَالِيَكُنَّ بِمَا قَاتِ الطَّرِيقَ
كَكَانَتِ الْمَرَاةُ تَلِصَتْ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنْ تَوَبَّهَا
لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ
شُعْبَةُ الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُمرَانَ التَّبَّيَّحِيُّ صَلَّى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے ہیں کہ جب سے کل رہے
میں تو راستہ میں مرد عورتوں کے ساتھ خلط ملط ہو گئے تھے تو عورتوں
سے فرمایا تم پیچھے رہو تمہیں یہ سنی ہیں کیونکہ تمہارے لئے بیچ راستہ میں جہاں اب
ہیں تھے تم راستہ کے کنارے اختیار کرو۔ پھر عورت و مردوں سے مل کر چلتی
تھی سنی کہ اس کا کپڑا دیوار سے اوجھتا تھا (ابوداؤد - بیہقی - شعب
ایمان روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی

۱۰ جماعت نماز یا جلسہ وعظ ختم ہونے پر حاضرین مسجد سے نکلے مجمع بہت تھا صحیحہ میں عورتیں مرد مخلوط ہو گئے۔ تب
صور انور نے یہ فرمایا اب بھی حج کے موسم میں جب نمازی مسجد نبوی سے نکلے ہیں تو راستے بند ہو جاتے ہیں۔
۱۱ تحقیق بنا ہے حاق سے مہنی در میان اور وسط تحقیق بروزن تنہا ہے نصر نصر سے مضامین جمع کا
یعنی تم حج سڑک پر نہ چلا کرو وہ مردوں کے لیے چھوڑ دیا کرو بیچ راہ میں چلیں راستہ کے کناروں پر تم چلا کرو
تاکہ تم مردوں سے مخلوط نہ ہو جایا کرو۔

۱۲ یہ ہے حضرات صحابہ کرام کی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ اس فرمان عالی کے بعد کوئی مسلمہ
بی بی وسط راہ میں چلی ہی نہیں بلکہ اگر راستہ ہی ہوتا۔ جب بھی وہ کنارے پر ہی چلتی تھی اب بھی عورتوں
کو اگر ضرورتاً راہ چلنا پڑ جاوے تو کنارہ پر ہی چلیں۔ یہ ہی حکم سرکاری

لَهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَهَيَّ أَنْ تَشْهَدَ يَغْنِي الرَّجُلَ
بَيْنَ الْمَرَأَتَيْنِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ عَنْ جَابِرِ بْنِ
سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ ذَكَرَ
حَدِيثًا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو فِي بَابِ الْقِيَامِ وَ سَنَدُ كُرْ
حَدِيثِي عَلَى وَ أَنِّي هُوَ شَبْرَةٌ فِي بَابِ أَشْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ صِفَاتِهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

اشر علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ مرد عورتوں کے درمیان
چلے نہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت جابر ابن سمروہ سے فرماتے ہیں کہ
میں جب نبی صلی اشر علیہ وسلم کے پاس آتے تو ہم میں سے ہر ایک وہاں بیٹھتا
جہاں مجلس ختم ہوتی تھی، ابوداؤد اور عبد اللہ ابن عمرو کی دو حدیثیں باب القیام
میں ذکر ہوئیں اور ہم حضرت علی و ابو ہریرہ کی حدیثیں باب اسماء النبی صلی
اشر علیہ وسلم و صفاتہ میں بیان کریں گے تھے ان میں اشار اشر تھائے

سہ یعنی اگر دو عورتیں راہ میں جلدی ہیں تو کسی اجنبی مردان کے درمیان سے نہ گزرے۔ ایک طرف سے
گزر جاوے یا ان کے درمیان نہ چلے الگ چلے۔ کیونکہ حضور انور نے راستہ کے الگ الگ حصے کر
دیئے ہیں درمیان راہ مردوں کے لئے کھارے عورتوں کے لئے بچے اگر اپنی محرم عورتوں کے ساتھ
بھیڑا، ہی چلے۔ اگر مرد سے لڑکا اس سے سبق لیں۔

سہ یعنی کنارہ مجلس پر بیٹھا استقامتوں کا، گرد میں پھلنگ کر درمیان میں نہ بچھے، اگر کو مستحشی نہ کرتا تھا یہ
آر۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔

سہ یعنی یہ چار حدیثیں مصابیح میں تھیں۔ اگر ہم نے ان میں سے نہ بیٹھیں تو باب القیام میں ذکر
کر دیں اور درود میں، اس میں اشار اشر علیہ وسلم میں ذکر کریں گے۔ کیونکہ ہم کو یہ معلوم ہے ان مقام
سے یہ درود مناسب معلوم ہو جائے گا۔

۱۵۰ اصغر کہ میر پریشادین سے کہا ہوا تھا اور دونوں نے اسے کہتے ہیں اور نہ لیتا

جُثْدُبُ اَتَمَاهِي مَجْعَةُ اَهْلِ السَّارِ رَوَاهُ ابْنُ
مَاجَةَ يَابُ اَعطاس وَالتَّشَاوُبُ الْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ
اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اِنَّ اللهَ يُحِبُّ اَلْعَطَّاسَ وَيُكْرَهُ التَّشَاوُبَ فَاِذَا عَطَسَ

جذب یہ آگ والوں کا لینا ہے لہذا ابن ماجہ چھینک اور جہائی کا بیان ہے پہلی فصل روایت
ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ یہی ہے اشر علیہ السلام سے راوی فرماتے
ہیں اللہ تعالیٰ سے چھینک کو پسند فرماتا ہے کہ اور جہائی کو ناپسند کرتا ہے کہ ترجیح تم میں

سنا جذب حضرت ابو ذر غفاری کا ہم سے کہنے کا ہے اس فرمان کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جہنی لوگ
یعنی کفار دنیا میں پسیر بیٹھے ہیں تم اس سے مساسبت نہ کرو دوسرے یہ کہ دوزخ میں کفار ایسے لٹائے جایا کریں گے۔
اس کی بیٹھ پر کوڑے مارنے کیلئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد اپنے چھوٹوں کو پیار یا ناراضی میں ٹھوکر مارنا
جائز ہے حضرات صحابہ کرام تو دوسری ٹھوکر کھانے پر فخر کرتے تھے آج ہم ان ٹھوکروں کیلئے ترستے ہیں
منسل تشدد دیدار کو زندہ کرتے
بخت خوابیدہ کو ٹھوکر سے جگاتے جاتے

کہ عطاس مصدر ہے عطش کا عطر کے معنی میں چھینک تو عطاس کے معنی ہوئے چھینکنا اور تشاؤب مصدر ہے
ثوباء کا ثوباء کے معنی ہیں سستی تشاؤب کے معنی ہیں سستی کا طاری ہونا اصطلاح میں جہائی کو تشاؤب
کہتے ہیں کہ اس میں سستی ظاہر ہوتی ہے تشاؤب حموز عین ہے نہ کہ اجوف یہ ہی قوی ہے۔
کہ چھینک سے دماغ صاف ہوتا ہے چھینک آنے سے دماغ ہلکا ہوتا ہے طبیعت کھل جاتی ہے۔
حس سے عبارات پر زیادہ قدرت ہو جاتی ہے۔ اظہار کہتے ہیں کہ زکام اگر خیریت سے گزر جائے
تو بہت بیماریوں کا دفعیہ ہے۔

کہ جہائی سستی کی علامت ہے اس سے جسم میں جو دطاری ہوتا ہے چھینک رب کو ایسے جہائی
شیطان پسند لینے حضرت انسیاد کریم کو جہائی

کسی بہن آتی :

[illegible]

قَالَ هَذَا حَيْبُ اللَّهِ لَكُمْ تَحْمِيدُ اللَّهِ تُشْتَقُّ عَلَيَّ
وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ تَشْمَتُوا
وَرَنْ لَمْ يَحْمِدِ اللَّهَ تَلَا تَشْمَتُوا رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْثَوِيِّ أَنَّ سَمِعَ النَّبِيَّ

فرمایا اس نے اللہ کی حمد کی تم نے نہ کی لہذا (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت
ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
سنا کہ جب تم میں سے کوئی چھکے پھر خدا کی حمد کرے تو جواب دو اگر حمد کرے تو اسے
جواب نہ دو (مسلم) روایت ہے حضرت سلمہ بن اکوع سے انہوں نے نبی

یعنی دعا پر دعا میری نشیبت سے بیٹے کیا جاتا ہے :

اس معلوم ہوا کہ چھینکنے والے کا جیو، جب دیا باد سے جب وہ اگر اللہ کہے اور یہ سننے میں ایک شخص نے دہر کے مجھے
چھینکائی تو حضرت عمرؓ فرمایا یہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اگر تو نے یہ کہہ دیا تو خدا تجھ پر رحم کرے اگر اکیلے آدمی
چھینکے اسے اور احمدؓ نے کہا کہ جب اس سے والد نہ ہو تو خود ہی کہہ دے یہ فخر اللہ کی دیکھو کہ فرشتے اسی کی چپا کا ہوا
دیتے ہیں یہ ان کی بات سے یہ دعا کرے جیسے مانجھ کے سلام میں فرشتوں کی بیت کرے اگر گھبراہٹ ہو حرقات

اس شخص علیٰ راسہ یہ کہ یہ نبیؐ کا امت ہے ہے۔ لہذا ایسے شخص کو جواب دینا گناہ ہے۔ بعض فرماتے
ہیں کہ یہی سنیت کی نفی کے لئے ہے۔ اس ایسے کو جواب دینا سنت نہیں۔ مگر گناہ بھی نہیں مگر یہ بات
یقینی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کو جواب نہیں دیا۔ لہذا جواب نہ دینا ہی سنت ہے (اشعری)
حیال رہے کہ عدم فعل سنت میں ہوتا بلکہ ترک فعل سنت ہوتا ہے۔ عدم اور ترک میں بڑا فرق ہے۔
عدم زنا پر جواب نہیں بلکہ ترک گناہ پر جواب ہے۔ جب کسی کام کا باعث موجود ہو پھر کام نہ کیا حاد سے

ترک ہے اور مطلقاً کوئی
کام نہ کرنا عدم فعل
ہے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَجُلٍ عِثْدَةً فَقَالَ
لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ شَدَّ عَطَشُ أَخْرَجَنِي فَقَالَ إِلَى الرَّجُلِ
مَزْكُومٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيهِ رَوَاهُ أَبِي بَلَسْ بِلَسَانِهِ
أَنَّهُ قَالَ لَهُ فِي إِثْرِهِ أَتَى عَنْهُ سَرْكُومٌ وَعَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا تَشَأْتُ وَتُبَّ نَفْسِي بِمَا يَشِيدُ عَلَى قَمِيصِي

صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اور آپ کے پاس ایک شخص نے چھٹک لی تو اس
سے فرمایا یہ تمک اشراہی نے پھر دوبارہ چھٹک لی تو فرمایا کہ یہ شخص زکام ولا ہے
مسلّم اور ترمذی کی روایت میں کہ حضور نے خیر بار میں فرمایا کہ وہ زکام ولا ہے
روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جب تم میں سے کوئی بھائی بیٹے کے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے گا

نے معلوم ہوا کہ جو زکام کا بیمار ہو اسے ہرچیز اس پر جواب نہ دے کہ اس میں بہت حاجت ہوگا کہ پھر تورو
زکام وار لسی کو! یہ نہ کرے دیکھا وہ چھٹکے مارے تم جواب دینے جاؤ جیسے اذان کا جواب دے مگر یہی
افراد پھر فانی ہیں سنا اور ہے جواب دینا انہوں نے نہیں۔

انہوں نے روایات میں کہا ہے کہ حضرت زکام پر فرمایا کہ تم زکام ہے بعض شاعرین نے فرمایا کہ زکام
وہ ہے شمس کو بوائے جواب دینے کے نہ شمس اللہ تجھ اللہ شمس کے گریہ توں درست نہیں کیونکہ دعا و حاجت
تو ویسے ہی کہہ دینے چھٹک پڑ گیا تو تو... یہ وقت متفانی دعا کا نہیں ہے زکام بیماری نہیں ہے بلکہ
دماغی بیماریوں کا علاج میں نہ بہت غراؤ نہ... ساتھی میں و مرآت زکام دالے کو یہ یو آئی و جنوں میں ہونا
جیسے کہی اشراہی جو اسے جندہ و کورہ میں ہوا... رنارس میں رب تعالیٰ کی بہت حکمتیں ہیں۔

اس طرح انہیں دالے کے بھائی کی یا انہوں نے پشت منہ پر رکھ لے کہ یہ ہی سنت ہے
جیسا کہ رسد تقدیر

فَبَاتَ الشَّيْطَانُ اَنْ يَدْخُلَ رَاوَاهُ مُسْلِمٌ ۚ الْفَصْلُ الثَّانِي
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
اِذَا عَطَسَ عَطَى وَجْهَهُ بِيَدِهِ اَوْ ثَوْبِهِ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ
رَاوَاهُ الْتِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ وَقَالَ الْتِّرْمِذِيُّ هَذَا
حَدِيثٌ حَسَنٌ مُجْتَمِعٌ ۚ وَعَنْ اَبِي اَيُّوبَ اَنَّ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَالْيَقْلُ الَّذِي يَرُدُّ عَلَيْهِ

کیونکہ شیطان داخل ہو جاتا ہے نہ (مسلم) دوسری فصل روایت ہے حضرت
ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب چھینکے تو اپنا چہرہ انور اپنے ہاتھ یا
آستین سے ڈھانپ لیتے اور اس میں اپنی آواز بست کرتے تھے (ترمذی - ابو داؤد
اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے روایت ہے حضرت ابو ایوب سے کہ رسول
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جب تم میں سے کوئی چھینکے تو کہے

سلا یا تو خود شیطان یا مائل ہو جائے کہ اگر یہ وہ مردہ ہمارے خون کے سائز گردش کرتا ہے مگر ہمارے سر میں اس وقت گستاخ ہے
یا اس کے دوسرے حال ۱۰۔ نہ میں بر خال ہوا کہ رقت منہ پر ہاتھ مردہ رکھ لے کہ اس سے نہ شیطان داخل ہوگا نہ اس کے
دوسرے نہ ہو جائے اگر کوئی سلا چھینک کی وقت اپنا چہرہ چھو یا چہرہ اپنے ہاتھ سے ڈھانپ لینا سنت ہے کہ اس
سے رطوبت کی چھینٹیں نہ اتریں یا اس کے ہاتھ سے خراب نہ ہونے اور چھینکا کی آواز جتنی الامکان پست کرنا
سبھی سنت ہے کہ یہ آواز بلند ہو تو بری معاصم ہوتی ہے لوگ اور چھل پڑتے ہیں چھینکا کہنا زیادہ مستحب ہے اگرچہ آواز بلند ہو
سلا عمل جو کہ چھینک پر کہے الحمد للہ علی کل حال اور اپنی زبان سارے واسطوں پر چھینکا کہنے سے خواہ مخواہ
کی پیادہ سے محفوظ رہے گا مجرب ہے حضرت علی تراتے ہیں کہ جو کوئی چھینک پر کہے الحمد للہ یا یا یا یا یا یا علی
کل حال تو ان شاء اللہ اسے کبھی حادثہ اور کان نہ ہوگا امام عسقلانی فرماتے ہیں کہ در حدیث صحیح ہے (ابن ماجہ -

يَرْحَمَكَ اللَّهُ وَيَقُلُّ هُوَ يَهْدِيكُمْ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَهَذَا عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ
كَانَ بِالْيَهُودِ يَتَعَاطَسُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَرْجُونَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ يَرْحَمُكُمْ اللَّهُ
ثُمَّ يَقُولُ يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَأَبُو ذَاوَدَ وَهَذَا عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ

اشرتم پر رحم کرسے اور یہ کہے اشر تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست کرے
(ترمذی۔ دارمی) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں کہ یہودی بھی
اشر علیہ وسلم کے پاس چھینکا کرتے تھے یہ امید یہ کرتے تھے کہ ان
سے فرما دیں اشر تم پر رحم کرسے مگر آپ فرماتے اشر تمہیں ہدایت دے تمہارا حال
درست کرے (ترمذی۔ ابوداؤد) روایت ہے ہلال بن یساف سے

سکہ کہ ان کے معنی دا، بخیال، ماں ہیں۔ یہاں بھی حال ہے جب حال ہی ٹھیک ہو گیا تو دل و خیال بھی ٹھیک ہو جائیں گے
اس لئے یہاں ہاں سے حال مراد ہے تا کہ دعا جامع ہو بلکہ یہ سکہ یعنی دیدہ و دانستہ چھینکا دیا کرتے تھے یہاں تاں
ٹھیکے ڈال کر یا کسی اور طریقہ سے جیسا کہ یہ تعاطسون بتا رہا ہے۔

سکہ اس سے مراد معلوم ہونے ایک یہ کہ یہودی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقبول الدعاء اللہ کا محبوب ہوتا
تھے ایسے آپ کی دنیاویسے کی کوشش کرتے تھے مگر ایمان نہ لائے تھے حضور سے دعا لینے کی یہ ایمان نہ
اور نیک اعمال کو ایسے خصوصاً نماز تہجد کی پابندی کرنا۔ دوسرے یہ کہ کفار کے لئے دعا مغفرت و ہدایت
کرنا مصدق ہے انہیں دعا سے ہدایت کرے رحمت مغفرت صرف مسلمانوں کے لئے ہے یہ ہدایت کفار
کو بھی مل سکتی ہے کہ وہ ہدایت پا کر ایمان قبول کر لیں سکہ آپ تاہی ہیں حضرت اشجع کے آزر کردہ غلام ہیں
حضرت علی اور حضرت ابو مسعود انصاری۔ مسلم ابن قیس سے روایات ہے ششم ایک سو ستتر ہیں
روایات ہاں آپ سے بہت لوگوں نے روایات ہیں

قَالَ كُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ
فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ لَهَا سَالِمٌ وَعَلَيْكَ وَعَلَى
أُمِّكَ فَصَعَّقَ الرَّجُلُ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ أَمَا
إِنِّي لَمَّا أَقْبَلْتُ إِلَّا مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

فرماتے ہیں کہ ہم سالم ابن عبید کے پاس تھے کہ تو قوم میں سے کسی شخص نے چھینکا
تو یوں السلام علیکم نے تو اس سے سالم نے کہا تجھ پر اور میری ماں پر سے تو تیر
وہ شخص اپنے دل میں غصہ ہوا کہ تو فرمایا میں نے وہ ہی کہا ہے جو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک شخص نے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس چھینکا تو یوں السلام علیکم تو نبی صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے نکل گیا یا بجائے الحمد للہ کے السلام علیکم ہو گا۔ سمجھ ہوئے کہ یہ بھی اللہ کا ذکر ہے یا مسئلہ معلوم نہ تھا۔
اسلئے یہ سلام نیکیت کا نہیں ہے بلکہ اظہار ناراضی و بیزاری کا ہے جیسے اگر ہم علیہ السلام نے اپنے چچا آن کے جواب
میں ناراضا تو سلام علیک یعنی مجھے مدد ہی سے سلام ہے اس سلام میں ناراضگی میں ہاں کو اس لیے داخل فرمایا کہ
ہاں نے بچے کو دیں نہ سکھایا یہ باتیں مانیں سکھاتی ہیں اس نے غفلت برقی۔ یا بچے ایسی بدعتیں اکثر اوروں سے سیکھتے
ہیں، ہمارے ہاں لوگ چاند دیکھ کر سلام کرتے ہیں انہاں سلام یا سلام یہ بھی پورے عورتوں کی رسم ہے چونکہ ان رسوم
سے موقعہ سلام کی موقعہ عورتیں ہوتی ہیں خصوصاً ماہی وادیاں اسلئے حل اُیْنَقَ فرمایا۔ اس فرمان عالی سے معلوم
ہوا کہ اس موقعہ سلام کرنے والے کو جواب سلام نہ دیا جائے وگرنہ حضور انور نے علیکم السلام نہ فرمایا نیز چونکہ
اس نے چھینک کر الحمد للہ نہ کہا لہذا اسے جواب بھی نہ دیا گیا اس حدیث سے بہت مسائل مستنبط ہو
سکتے ہیں۔

اسلئے یعنی اس نے منہ سے تو کچھ نہ کہا مگر اس کے چپ ہو مائے سے محسوس ہوا کہ اس کے دل کو اس

جواب سے سرخ ہوا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَىٰ أُمَّكَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ
 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَلْيَقُلْ لَهُ مَنْ يَرُدُّ عَلَيْهِ
 يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَلْيَقُلْ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
 وَأَبُو دَاوُدَ وَهَرَبُ عُبَيْدِ بْنِ رُقَاعَةَ عَنْ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شِمْتِ الْعَاطِسَ
 ثَلَاثًا فَإِذَا ذَكَرَ ثَلَاثَ شِمْتِ فَشِمْتُهُ وَإِنْ شِمْتِ فَلَا

علیہ وسلم نے فرمایا تم پر اور تیری ماں پر نہ جب تم میں سے کوئی چھینکے تو کہے
 الحمد للہ رب العالمین اور اس کے جواب دینے والا کہے یرحمک اللہ اور
 اور یہ کہے یغفر اللہ لی ولکم (ابو داؤد) روایت ہے حضرت عید
 ابن رفاعہ سے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا چھینکے
 والے کو تین بار جواب دو پھر جو زیادہ کرے تو اگر چار بار جواب دو اگر چار بار نہ دو

سہ سبحان اللہ کیا حکیمانہ طریقہ اختیار فرمایا کہ اس کا رنج دور کرنے کو حدیث پیش فرمائی اور فرمایا کہ اس سارے ہی
 واقع میں میں تین ہی جملے نہیں ہوں (مرقات)

سئلہ مقصد یہ ہے کہ یہ موقع سلام کا نہ تھا بلکہ حمد الہی کا تھا اگر تم حسب موقع الحمد کہتے تو جواب پاتے ہر مقام کے
 لیے ذکر اللہ علیہ وسلم ہے خوشی کی خبر یا نا اللہ نہ چڑھو غم کی خبر یا الحمد للہ نہ کہو۔

سئلہ عید بنی رفاعہ تابعی ہیں ان کے والد رفاعہ اسی واقعہ صحابی ہیں ان کی کیفیت ابو سعید ہے انصاری میں مذکور ہے ہمدان اور تمام
 طرقات بڑی میں شریک ہوئے جنگ حمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے حضرت معاذ کے ساتھ میں فوت ہوئے ان
 کے وصیلے میں عید اور معاذ ایک بھتیجا یعنی ابن خلد بن ہذیل حدیث مرسل ہے (مرقات)۔

سئلہ یعنی مسلمان کی عین چھینکوں کا جواب دینا سنت ہے مگر جو تھی چھینک کا جواب دینا سنت نہیں تھا یہی
 مرصی پر ہے لیکن اگر جواب دیا تو انشاء اللہ ثواب ملے گا کہ مسلمان کو دعا و عبادت سے یہاں پر تیار
 نہ ہو کہ خود چھینکنے والا جو تھی چھینک پر الحمد للہ کہے یا نہ کہے ظاہر یہ ہے کہ کہے حمد الہی بہتر

سَوَادُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَكَانَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَخَاكَ ثَلَاثًا زَادَ قَهُوُ
زَكَامُ سَوَادُ أَبُو دَاوُدَ وَكَانَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنَّهُ رَفَعَ الْحَدِيثَ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۚ **الْفَصْلُ الثَّالِثُ**
عَنْ شَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ الْحَمْدُ
لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَقُولُ

ابوداؤد - ترمذی اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت ابوہریرہ
سے فرمایا اپنے جہانی کہ تین بار جو ب دو اگر زیدہ جو تو دو زکام ہے نہ (ابوداؤد)
اور فرمایا کہ میں انہیں نہیں جانتا ہوں مگر انہوں نے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک
مرفوع کی تھی تیسری فصل روایت ہے حضرت شافعی سے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر کی برابر میں
بھٹک لی تو بولا اللہ کا شکر ہے اور رسول اللہ پر سلام تھ تو جواب ابن عمر نے کہا کہ میں بھی کہتا

سلام اور ہم کیا کرتے ہیں یہاں کی چھٹک کا جواب سنت نہیں خیال رہے کہ سنت نہ دینا اور ہے خلاف سنت
بولا الحمد للہ ثلاث سنت پیر برکت ہوتا ہے جس کا اگر ممنوع ہوتا ہے اور سنت نہ ہونا ممنوع ہونے کی دلیل نہیں
جناۃ ترمذی چونکہ اس حدیث میں خلاف سنت نہیں اسی لئے ممنوع میں خلاف سنت وہ ہے جو سنت کو مٹا دے اس
س کا فرق کتاب اللہ سنت میں ملے خطہ فرماؤ آج لوگوں نے ان دونوں میں فرق نہیں کیا۔

کتاب کا ۲۰۰ اور ۲۰۱ میں بلکہ وہ راوی ہیں جنہوں نے حضرت ابوہریرہ سے یہ روایت کی یعنی سعید و مقبری بمطابق
ہے کہ سعید و مقبری کہتے ہیں کہ مجھے خیال پڑا ہے کہ حدیث حضرت ابوہریرہ کا قول نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے (المنہاج) اگر مرفوع نہ بھی ہو تب بھی مرفوع کے حکم میں ہوگی کہ صحابی کا ہے تو جو قیاس سے وارد ہو۔
مرفوع کے نام میں ہوتا ہے (اشعری) چونکہ کتب اصول فقہ میں مذکور ہے۔

مسئلہ نمائاں صاحب سمجھے کہ حضور انور کو سلام بھی ذکر حیر ہے ورا الحمد للہ بھی رخیہ اور حیر کو خیر سے لانا زیادتی
خیر کا لفظ ہے دیکھو خشتہ مسجد میں راعیہ کے وقت حمد و صلوة و سلام ملے ہوتے ہیں مگر یہ قیاس درست

اللہ کا شکر ہے اور رسول اللہ پر سلام ہے مگر ہم کہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہ سکھایا بھی یہ سکھایا کہ ہم کہیں اللہ کا شکر ہے ہر حال پر (قرنی)

سلاہ یعنی میں نہ تو حمد الہی کا انکار کرتا ہوں نہ حضور کو سلام کرنے کا عداں دونوں کو جمع کرنے کا میں خود بارہا اس مسئلہ کو ملا کر کہا کرتا ہوں سلاہ یعنی چھینک کے موقع پر حمد الہی کو سلام رسول اللہ سے ملنا خلاف سنت ہے۔ ہم کو حضور نے اس موقع پر یہ سکھایا کہ حمد کے ساتھ غلیظ کلمات ملائیں۔ نیز حمد کے ساتھ سلام کو ملانا اس سنت کے ترک کا باعث ہے۔ لہذا بدعت سے اور منورہ۔ بعض علماء نے چھینک کے وقت بعد شریف کو سنت فرمایا ہے۔ دیکھو اشعۃ اللمعات مگر وہ حضرت علی کل حال کے بعد بعد شریف کو مستحب کہتے ہیں خیال ہے کہ صورت علی الشرع و سلم کے بارگاہ میں کسی نے چھینک کر کہا تھا۔ السلام علیکم توحید انور نے اس پر کچھ سختی فرمائی تھی۔ مگر حضرت ابن عمر نے اس شخص پر نہایت نرمی کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص نے الحمد للہ بالکل نہ کہا تھا صرف سلام کیا تھا۔ لہذا اس پر سختی کی یہاں اس شخص نے حمد کے بعد سلام کہا یعنی حمد کے چھوڑ بیٹھ کر سلام فرمایا۔ یا شاید اس شخص نے بار بار یہ تصور کیا ہوگا اس لئے اس پر سختی کی یہاں اس شخص نے پہلی بار یہ تصور کیا ہے عرفات میں اس دوسری توجیہ کا ذکر کیا۔

سے صبح کے تسوہج کے سکوں سے یادوں کے کسوے یا ض کے فتح سے ح کے سکوں سے ہے
 بمعنی ہنسنا یہاں ضحک سے مراد ہنسنا تقسیم کرنا سب مراد ہے اس لیے مصنف اس باب میں تبسم کا ذکر بھی کرنا
 گئے۔ فقہاء کے ہاں حرف دانت کھل جانا آواز نہ پیدا ہونا تقسیم ہے تھوڑی آواز بھی پیدا ہو جا جو حور سنی جاسے
 دوسرا نہ سننے صبح ہے زیادہ آواز پیدا ہو کہ دوسرا بھی سے اور نہ کھل جائے۔ تہنہ ہے یعنی ٹھٹھا۔ نماز میں
 تبسم کرنے سے نہ نماز جائے نہ وضو۔ ہنسے سے سہا جاتی ہے گی۔ ٹھٹھا سے نماز وضو درود جائے

قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجِيعًا مَاحَا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنْ مَا كَانَ يَتَبَسَّمُ رَوَاكَ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ جَرِيرَةَ قَالَ مَا حَبَّبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْذُ اسْلَمْتُ وَلَا رَأَيْتُ إِلَّا تَبَسَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا ہنستے نہ دیکھا حتیٰ کہ میں آپ کے انتہائی تارہ دیکھ جیتی نہ آپ مسکرایا کرتے تھے نہ (بخاری) روایت ہے حضرت جریر سے کہ فرماتے ہیں کہ جب سے مسلمان ہوا مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ نہ کیا بلکہ مجھے نہ دیکھ کر تبسم فرمایا۔
مسلم بخاری روایت ہے حضرت جابر ابن عمرو سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے یہ تفسیر ہے سمجھنا کہ یعنی اس طرح ہنستے نہ دیکھا کہ آپ کا منہ شریف کھل جاتا اور میں آپ کے منہ کا آخری حصہ دیکھ لیتی تھی جو جمع ہے لہات کی لہات وہ پارہ گوشت جو بالوں کی انتہا اور حلق سے متصل ہے حضور اور اس طرح ساری عمر یہی نہ ہنستے بلکہ حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے کبھی نہ تھے مسکراتے بہت تھے۔ ہنسنا قلب میں خلعت پیدا کرتا ہے تبسم خوش اخلاق ہے اس سے ماننے والے کو خوشی ہوتی ہے۔ شیعہ

جس کی تسکین سے مدتے ہوئے ہنس پڑیں اور تبسم کی عادت پر لاکھوں سلام

سنئے آپ ہریر ابن عبد اللہ میں کثرت ہو جڑ ہے حضور انور کی وفات سے چالیس دن پہلے اسلام لانے بعد میں کوثر میں قیام رہا سب کبار صحیحی میں وفات پائی راکمال، بڑے خوبصورت خوش خلق اپنی قوم کے سردار تھے سنئے ہی جس موقع پر دوسروں کو اجازت لے کر آنا ہوتا تھا مجھے بغیر اجازت حاصل کئے حاضری کی اجازت تھی ایک بار حضور نے مجھے ایسی مجالس میں حاضری کی اجازت دیدی تھی گویا اپنا قرب و منزلت بیان فرما رہے ہیں خیال رہے کہ حضور کی مجالس عامہ میں کسی کو اجازت لینے کی ضرورت نہ تھی جیسے نماز جمعہ عید اور عام مجالس وعظ میں دولت ماند کے اندہ کسی کو بغیر اجازت حاضر ہونے کی اجازت نہ تھی رب تعالیٰ فرماتا ہے لا تدخلوا بیوت النبی الخ مجالس خاصہ میں عام لوگ اجازت لے کر حاضر ہوتے تھے مگر کوئی خاص انخاص بغیر اجازت بھی یہیں اسی کا ذکر ہے۔

سنئے حضور کا یہ تبسم انظار خوشی یا اظہار کرم کے لئے ہوتا تھا نہ

لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلًّا ۚ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحُ حَتَّى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ
فِي أَخْذُونَ فِي أُمُورِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُونَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ لِلترمذی یَتَنَاشِدُونَ
الشَّعْرَ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ
جَزْرٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نہ اٹھتے تھے اپنے اس میلے سے جس میں فجر کی نماز پڑھنے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا پھر جب
سورج طلوع ہو جاتا تو اٹھتے اور لوگ بائیں کرتے تھے قوجاہت کے زمانہ کے کاموں کے ذکر
میں ملوث ہو جاتے نہ بٹتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکرراتے تھے (مسلم)
اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ حضرات اشارہ پڑھتے تھے دوسری فصل روایت ہے حضرت عبداللہ ابن
عمران ابن جزیل نے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم والا ہو۔

سہ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز فجر کے بعد اشراق تک میلے پر بیٹھا رہنا سنت ہے دوسرے
یہ کہ اس وقت تلاوت قرآن کرنا بہتر نہیں جن اوقات میں مسجد حرام ہے ان اوقات میں تلاوت قرآن افضل نہیں کہ اس
وقت مسجد تلاوت نہ کر کے گاتیسرے یہ کہ نفلی معتکف کو مسجد میں دنیاوی باقی کرنا جائز ہے یہ حضرات بہ نیت اعتکاف
دہاں بیٹھے تھے جو تھے یہ کہ مسجد میں جائز اشعار پڑھنا جائز بلکہ نصت شریف پڑھنا سنت صحابہ ہے پانچویں یہ کہ
اخیرت کی حیرت کوئی ہی عقل سے معلوم نہیں کر سکتا یہ صرف نبوت کے نور سے ہی معلوم ہوتا ہے دیکھو حضرات
صحابہ کرام اب بعد اسلام اپنے زمانہ جاہلیہ کی باتوں پر خود چستے تھے کہ ہم اس وقت کیسے نا بگھ تھے اب
حضور کے صدقہ سے محمد پوچھ بیٹھ ہوئی۔ چھٹے یہ کہ حضور انورؐ سے ہی اطلاق کے ملک تھے کہ... اپنے
کو اپنے خدام کے ساتھ رکھتے تھے ان کے ہر کام میں شریک ہو جاتے تھے۔ سہ آپ صحابی میں زبیدؓ میں زبید
ایک قبیلہ ہے جو زبید نامی ایک شخص کی طرف منسوب ہے آپ مصر میں سب سے آخری صحابی ہیں جو فوت ہوئے
آہستہ پھری میں مصر میں وفات پائی۔

سہن نکتہ میں ہر ایک حکمتیں ہیں حضور کی ہر ادا میں رب تعالیٰ کی حکمتیں ہوتی ہیں :

رَوَاكَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْقَصَصِ الثَّالِثِ عَنْ تَتَادَةَ قَالَ سَأَلَ
ابْنَ عُمَرَ هَلْ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَضْحَكُونَ قَالَ نَعَمْ وَإِلَّا يَمَانُ فِي قُلُوبِهِمْ أَعْظَمُ مِنَ
الْجَبَلِ وَقَالَ يَلَالُ بْنُ سَعْدٍ أَذْكَتُهُمْ يَشْتَدُّونَ بَيْنَ
الْأَعْرَاضِ وَيَضْحَكُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَإِذَا كَانَ
اللَّيْلُ كَانُوا رُهْبَانًا رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ

(ترمذی) میری فصل روایت ہے حضرت قتادہ سے کہ حضرت ابن عمر سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہنستے تھے اے فرمایا ہاں حالانکہ ایمان ان کے دونوں میں پہاڑ سے بڑا تھا اور بلال ابن سعد نے کہا اے کہ میں نے صحابہ کو پایا کہ وہ نساؤں کے درمیان دوڑ لگانے لگتے تھے اور ان کے بعض بعض سے ہنسی کرتے تھے جب رات ہوتی تو راہب رنارک (السیا) بن جاتے تھے تھے (شرح سنن)

۱۔ شاید سرائل نے وہ حدیث سنی ہوگی کہ ریاہ ہنساؤں مرہ کرتا ہے تو اس نے سوچا ہوگا کہ حضرت صحابہ کبھی نہ ہنستے ہوں گے وہ حضرات زندہ دل تھے پھر غیبی ہنسی سے کیا تعلق ہے کج کوئی کہے نہ ولی وہ جس کے گھر بار بیوی بچے کچھ نہ ہو سگلی ہی تارک دنیا ہو کر رہے مشہور ہے کہ وہ فقیر کسا حو پاس رکھے یہ مسئلہ جواب کا مقصد یہ ہے کہ ہنسا حرام نہیں ملان ہے وہ حضرت وہ ہنسی نہ ہنستے تھے جو ان مرہ کر دے یعنی ہر وہ ہنستا رہنا بلکہ وہ ہنسی ہنستے تھے جو ان کو شگفتہ رکھے اور ملاحظہ واسے کو بھی شگفتہ بنادے ان حضرات کے دل ایمان سے بھرے ہوئے تھے ساتھ ہی وہ حضرات شگفتہ دل بھی تھے ان کے پاس بیٹھے والے بھی حشر ہو جاتے تھے مسئلہ آپ تابعی ہیں بہترین واعظ عابد سب زندہ دار۔ دمشق میں قیام رہا آپ کو زمتی کا حسی بھری کہا مانتا تھا آپ کی دقات اپنے اپنے والدہ تبیم درمی۔ ۱۰ مبر معاویہ جابر سے ہے رضی اللہ عنہم مسئلہ ایک سو عیس پجری میں دقات ہوئی (راسم) سگہ یعنی وہ حضرات دن میں بھاگ دھڑے ہمسی مذاق صوب کچھ کرتے تھے تیر واری ان کا بہترین منظر تھا۔ مگر حدیث رات ہو تو مستجاب ہوتا اور حضرات ہو تو اب دعوت۔ مناجات۔ عبادات میں مستغرق ہو کر دنیا و مافیہا سے۔ رنبر ہو جاتے تھے خیال رہے کہ شب بیداری یعنی نماز تیر واری قرآن کریم میں سب ہی تعریف آتی ہے رب تعالیٰ نصیب

بَابُ الْأَسَاسِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِ السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ
يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَاتَّقِ رَأْيَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ إِنَّمَا دَعَوْتُ هَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَمُّوْا بِأَسْمِي وَلَا تَكْنُؤْا بِكُنْيَتِي مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - * * *

ناموں کا بیان نہ پہل نعل روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے ابو القاسم تم تو اس کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ فرمائی وہ بولا کہ میں نے تو اس کو بلایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا نام تو رکھو میری کنیت نہ رکھو (مسلم ہنساری)

ترجمہ: تو سمجھو کہ تمام مائیں اطاعت کی ہیں یہ سارے محبت کی تمام نمازیں مسلمانوں کے لئے ہیں مگر تہجد خاص حضور
حضور انور کے لئے رب فرماتا ہے۔ ومن الیل تہجد بہ ناظر لک اب جو بھی تہجد پڑھتا ہے حضور کے صدمے پڑھتا
ہے حضرات صحابہ ظاہر بیٹے تھے باطن کی، کلمہ سے روتے تھے اشباح (صور توں) میں فرشتے تھے ارواح میں
عرشی تھے جس سے مخلوق میں تھے دل میں خالق کے ساتھ ظاہر سب کے ساتھ باطن رب کے پاس افراد
کے لباس میں بادشاہ تھے ان میں سے ہر صحابی ایسا مختار شعب شہر زور پوشیں تھے آفتابہ دریاں زندہ
بکرے کی کھال میں شیر زندہ کے لباس میں سورج رضی اللہ عنہم :

۱۔ سابی الف کے فتحی کے شد سے جمع اسم کی پروزیں اتنا میل اسم سے مراد نام ہے خواہ ہم ہو یا اور کچھ اس باب
میں بتایا جاویگا کہ کیسا نام بڑا ہے کیسا اچھا ہے کسی شخص کا نام ابو القاسم تھا اس نے اسے پکارا۔

۲۔ مقصد یہ ہے کہ اگر بزرگوں کے نام محمد ہوں تو دھوکہ نہ ہوگا کیونکہ حضور کو صرف نام سے پکارنا حرام ہے
اب جو حضور کو پکارے گا یا رسول اللہ کہے گا یا محمد نہ کہے گا اگر یا محمد کہے گا پکارے گا تو کسی اور محمد کو پکارے
گا نہ کہ حضور۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کو اسم بکرہ پکارا یا ایہا النبی یا ایہا الرسول سے سے پکارا لہذا
نام کے اشتراک میں مشبہ و دھوکہ نہ ہوگا کیفیت کے اشتراک میں ضرور دھوکہ ہوگا (مقات) بعد حدیث واضح ہے
پس حضور انور کو یا القاسم کہہ کر پکار سکے ہیں کہ یہ حضور کا لقب ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد کہہ کر نہیں

وَعَنْ جَابِرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا
وَلَا تَكْتُمُوْا بِكُنْيَتِيْ فَإِنِّيْ إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ
بَيْنَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ

روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو کیونکہ
میں قاسم بنایا گیا ہوں کہ تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں ۔
(مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول

پکار سکتے کہ محمد حضور کا نام شریف ہے دیکھو مرقات حضور انور کے بڑے صاحبزادے کا نام قاسم تھا اس نام سے آپ کی
کنیت ابو القاسم ہوئی :

۱۔ یعنی اللہ کی ہر نعمت تقسیم میرے ہاتھ سے ہوتی ہے دنیاوی نعمت ہو یا اخروی ایسے حضرات صحابہ نے ہارش
جنت آنکھیں دولت اور حضور سے مانگی ہیں جب جنت ہی حضور سے مانگی تو دیگر چیزیں بدو جب اولی حضور سے مانگی
جاسکتی ہیں اس کے بیٹے ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ اور علاء الحق کا مطالعہ کرو دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ
وانا القاسم نہ اللہ کی عطا مقید ہے نہ حضور کی تقسیم رب فرماتا ہے افناہم اللہ ورسولہ من فضلہ بعض علماء فرماتے
ہیں کہ یہ زمانعت حضور کی حیات شریف میں تھی بعد وفات ہر طرح اجازت ہے خواہ حضور انور کا نام رکھے یا آپ کی
کنیت یا دونوں جمع کر دے کہ نام رکھے محمد کنیت رکھے ابو القاسم اس کے متعلق اور بہت سے قول ہیں یہ قول
قوی ہے جو ہم نے عرض کیا کہ یہ حکم حیات شریف میں تھا مرقات و اشعہ حضرت علی نے حضور کے بعد اپنے بیٹے
کا نام محمد کنیت ابو القاسم رکھی جنہیں محمد ابن حنفیہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے حضور سے پہلے پوچھا تھا کہ کیا
میں آپ کے بعد اپنے کسی بیٹے کا نام محمد کنیت ابو القاسم رکھ سکتا ہوں فرمایا تھا ہاں۔ غیاں ہے کہ اگر قاسم قوی
ہو تو تقسیم بھی قوی ہوتی ہے عدل۔ چرمہ۔ ربوط۔ ویل۔ دیا بادل سب ہی پانی تقسیم کرتے ہیں مگر ان
کی تقسیموں میں جو فرق ہے وہ معلوم ہے سارے نبی اللہ کی نعمتیں تقسیم کرتے تھے حضور بھی تقسیم کرتے ہیں
حضور بھی تقسیم کرتے ہیں حضور کی تقسیم بہت قوی ہے تمام امتوں میں وضو تھا مگر وضو کا چمکنا
حضور کی امت کے وضو سے ہے پانچ نمازوں کا ثواب پچاس ہے کیوں اس لیے
کہ یہ حضور کی تقسیم سے علی ہیں اب پڑھو اللہ تعالیٰ
وانا القاسم :

اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ اِلَیَّ اللّٰهُ
عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ . وَعَنْ سَمُرَةَ بِنِ
جُنْدَبٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا
تُسَمَّیَنَّ غُلَامًا مَلَکَ یَسَّارًا وَلَا رِبَّاحًا وَلَا فُجِیئًا وَلَا اَفْلَحًا وَلَا تَقُولُ
اَنْتُمْ هُوَ وَلَا یَكُوْنُ فِیْقُوْلُ لَا رَاہُ مُسْلِمٌ وَفِی

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے ناموں میں رب تمہارے کو بہت پسند نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے لہ (مسلم) روایت ہے حضرت سمرہ ابن جندب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے غلام کا نام نہ بیار رکھو نہ رباح نہ فوجیہ اور نہ افلح نہ کیونکہ تم کہو گے کہ کیا یہاں وہ ہے ہر گاہ نہیں تو کہے گا نہیں جہ (مسلم) اور مسلم کی

لہ یہ نام ایسے پیارے ہیں کہ ان میں اپنی عبدیت کو رب کی طرف نسبت کیا گیا ہے تو اس میں دونوں چیزوں کا اظہار ہے اپنی عبدیت اللہ کی ربوبیت یعنی انبیاء کرام کے ناموں کے بعد یہ نام رب کو بہت پسند ہیں سب سے بہتر یہ ہے کہ کسی بی کے نام پر نام رکھے اس کے بعد یہ بہتر ہے کہ یہ نام رکھے یہاں عبد اللہ عبد الرحمن بطور تشبیل فرماتے گئے اسماء اللہ میں سے کسی کی طرف عبدیت کی طرف نسبت کرے بہتر ہے خیال رہے کہ ملکہ کے نام پر نام رکھنا منوع ہے لہذا کسی چیز کا جبریل یا میکائیل نام نہ رکھو جیسا کہ حدیث میں ہے (مرقاۃ) چنانچہ بخاری نے اپنی تاریخ میں ایک حدیث نقل کی کہ نبیوں کے نام پر نام رکھو فرشتوں کے نام پر نام نہ رکھو۔

سکہ غلام سے مراد مطلقاً نہ کہ ہے خود پٹا سم یا غلام یا کوئی اور وہ جس کا نام رکھنا ہمارے قبضہ میں ہو نہی تنزیہ کی ہے یعنی یہ نام بہتر نہیں سکھ یسار کے معنی ہیں فرخی۔ عسکر مقابل رباح کے معنی ہیں۔ نفع۔ خسارہ کا مقابل بیخج کے معنی ہیں کامیاب۔ ظفر باب۔ افلح کے معنی ہیں نجات والا یہ ممانعت صرف ان ناموں میں محدود نہیں بلکہ ان جیسے اور نام جن کے معنی ہیں خوبی و عسکری ہو جیسے ظفر۔ برکت وغیرہ (اشعر) یہ نام نہ رکھنا بہتر ہے۔ اس کی وجہ خود بیان فرمادی ہے سکھ تو اس صورت میں تمہارے گھر سے نفع۔ خج۔ نجات کی نفی ہو جاوے گی نام نہ رکھو تھے نیک خالی کے بیٹے مگر جب ان کی نفی کی گئی تو بد خالی ہو گئی۔

رَوَايَةُ لَهُ قَالَ لَا تُسَمِّ عَلَامَكَ رِبَاحًا وَلَا يَسَارًا وَلَا
 أَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَنْ يَنْهَى عَنْ يُسَمَّى بِبَيْعَلٍ وَبِبَرْكَةٍ وَبِأَفْلَحٍ وَبِإِسَارٍ
 وَبِنَافِعٍ وَيَنْهَوْ ذَلِكَ ثُمَّ رَأَيْتُهُ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا
 ثُمَّ قُبِسَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَنِي
 الْأَسْمَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ يُسَمَّى مَلِكًا

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا نام نہ رباح نہ یسار نہ افلح نہ نافع نہ روایت
 ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اسد علیہ وسلم سے ارادہ کیا کہ بیعلے برکت
 افلح۔ یسار۔ نافع۔ ورنہ ان کی مثل نام رکھے سے صح فرمادیں میں نے پھر آپ کو دیکھا کہ بعد
 میں اس سے خاموش رہے پھر وفات پا گئے تھے اور اس سے منع نہ فرمایا (مسلم)
 روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ اسد علیہ وسلم نے کہ قیامت
 کے دن اللہ کے نزدیک بدترین ام کا وہ شخص ہے جس کا نام ملک

سے اس روایت میں نافع نہ تھا یہاں نافع بھی ہے خیال رہے کہ سب سے اعلیٰ و افضل نام محمد اور احمد ہے کہ رب
 کے محبوب کے نام ہیں پھر یسار۔ اسماعیل وغیرہ کے حضرات انبیاء کے نام ہیں۔ پھر عبد اللہ عبد الرحمن عبد الستار وغیرہ
 کہ ان میں اپنی عبدیت اور اللہ کی ربوبیت کا اعلان ہے۔ بے معنی یا برے معنی والے نام ممنوع ہیں۔ جیسے۔ بدھو۔
 تلہ۔ یا جیسے نسیم۔ ریاض۔ جاوید۔ اختر وغیرہ مثلاً یعنی مجھے علامات سے معلوم ہوتا تھا کہ حضور انور ان ناموں سے
 حمانعت فرمادیں گے مگر کی نہیں یا تو حضرت جابر کو حمانعت کی خبر نہ ہوئی۔ پچھلی روایت میں حمانعت گدڑ چکی اور نفی کی
 روایت پر ثبوت کی روایت مقدم ہوتی ہے یا یہاں مراد حرمت کی ہیں ہے یعنی یہ نام رکھا حرام نہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 روایات میں تفسیر ہی کراہت کی نہیں تھی لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ یہاں مرقات میں ناموں کی بہت تفصیل
 ہے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ اللہ علیہ وسلم نے۔ خوب۔ ولید۔ رباح۔ حکم۔ کلب۔ کلیب وغیرہ ناموں سے
 منع فرمایا وہ ہی کراہتہ تفسیر ہی ہے

الْأَمْلَکُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٌ قَالَ أَغْيَظُ رَجُلٍ
عَلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَآخِثُهُ رَجُلٌ كَانَ يُسَمَّى مَلِكُ
الْأَمْلَکِ لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ ، وَعَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي
سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ بَرَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبَرَةِ

الاملاک رکھا جاوے ہے (بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا اللہ کا سخت
غضب ناک قیامت کے دن اور خیریت ترین وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک رکھا جاوے
خدا کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے روایت ہے حضرت زینب ابی سلمہ سے کہ فرماتی ہیں کہ میرا نام بڑا رکھا گیا ہے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خود اپنی صفائیاں نہ دو تم میں سے بھلائی واسے کہ اللہ جانتا ہے

سہ اس لیے کہ ان ناموں میں خود تکبر کا اظہار ہے نہ دولت کے نام رکھو نہ خود تکبر کے خیال سے کہ ناموں کا اور حکم ہے
القاب و صفات کا اور ہر حکم کسی کو ملک العلم کا خطاب دینا ممنوع نہیں نام رکھا ممنوع ہے ملک الاملاک کا ترجمہ
ہے بادشاہوں کا بادشاہ یعنی شہنشاہ اور ظاہر ہے کہ اس نام میں تکبر ہے اس عبارت میں رحل سے پہلے نام محذوف ہے
اور یہ اخفی الامم کی خبر ہے (اشعر) سہ یعنی حقیقی اور دائمی بادشاہ اللہ تعالیٰ ہے سہ کی بادشاہت و
ملکیت عامی ہے ایسے نام رکھنے والا گویا رب تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے خیال رہے کہ املاک جمع ہے ملک کا ہم
کے کسر سے اور ممالک جمع ہے ملک کی لام کے ضم سے ملوک جمع ہے ملک یعنی بادشاہ کی مالک الملوک
مالک الاملاک - اور مالک ممالک تمام ممنوع ہیں خیال ہے کہ یہ نامی جب ہے جبکہ وہ شخص اس نام
سے مدعی ہو اگر رضی نہیں تو وبال اس کے ماں باپ پر ہے جنہوں سے اس کا یہ نام رکھا ہے چاہے کہ وہ اس
تعدیل کرے سہ یہ زینب حضور انور کی سوتیلی بیٹی ہیں جو اپنی والدہ جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور اقدس
کے گھر میں آئیں اور حضور خود کی پرورش میں رہیں اور زینب بنت جحش کی گھر میں آئیں جو ابوبکر
کے نکاح میں رہیں سہ یعنی میری والدہ ام سلمہ نے یا میرے والد ابو سلمہ نے میرا نام بڑا رکھا ہے جس کے معنی ہیں
شہادت ایک صالحہ بھی سہ اس فرمان عالی میں اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے - لَا تَزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ
بَلِ اللَّهُ يَدْرِكُ مَا يَشَاءُ

مِنْكُمْ سَمُوْهَا زَيْتَبَ رَوَاكَ مُسْلِمٌ ۖ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
كَانَتْ جُوَيْرِيَةَ اسْمَهَا بَرَّةً فَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَانَ يُكْرَهُ أَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ
عِنْدِ بَرَّةٍ رَوَاكَ مُسْلِمٌ ۖ وَعَنِ ابْنِ عُمرَ أَنَّ بَنَاتَا كَانَتْ
لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاها رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

اس کا نام زیتب رکھو (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ
جویریہ کا نام برہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام جویریہ سے تبدیل کر دیا
اور یہ ناپسند کرتے تھے کہ کہا جاوے برہ کے پاس سے گئے تھے (مسلم) روایت ہے حضرت ابن
عمر سے کہ حضرت عمر کی بیٹی کا نام عاصیہ تھا لہذا رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت معنی ہیں زیتب یعنی موٹا یا تندہ سی زیتب مولیٰ و تندہ صفت عورت یا زیتب وہ درخت جو خوبصورت خوشبودار
ہو یا یہ لفظ بنا ہے زیتب اور اب سے یعنی اچھے باپ کی بیٹی یہ تیسرے معنی نہایت موزوں ہے (مرقات)
دقیقی ان سے بڑھ کر اچھے باپ والی بیٹی کوٹ ہوگی۔ رضی اللہ عنہا سیکہ جویریہ تصنیف ہے جاریہ کی ہمارے معنی ہیں لڑکی
جویریہ چھوٹی لڑکی آپ جویریہ بنت الحارث میں غزوہ مریض جیسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں جو شہید میں ہو اس
میں قید ہو کر آئیں ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں انھیں نے آپ کو مکاتیبہ کر دیا حضور انور نے آپ کا مال کتابت ادا
کر دیا اور آپ سے نکاح کر لیا آپ کی وفات ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی۔ ۶۵ھ میں سال عمرانی رضی اللہ عنہا اکمال
سکے یعنی حضور انور نے برو نام اس لیے بدل دیا کہ اگر آپ اپنی ان بیوی صاحبہ کے پاس سے تشریف لائیں تو یہ
کہہ جاوے کہ آپ برو یعنی نیک کے یا نیک کے پاس سے آئے کہ اس کا مطلب یہ بن جاتا ہے کہ نیک سے نکل کر آئے
تو نفوذ باللہ برائی میں آئے سکے عاصیہ عاصی یعنی گنہگار کا مونت نہیں وہ تو عصیان سے بنتا ہے۔ بلکہ
عاص یا عیص کا مؤنث عرب میں عیص گنہگار و دغث کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے
بھائی کا نام عیص ابن اسحاق تھا۔ ایک صحابی کا نام ابو العاص ہے ان ناموں کا ماخذ

یہ ہی عیص ہے۔

(مرقات) ۴

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْلَةً رَأَوُا كَاسُوسًا. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ
سَعْدٍ قَالَ أُنِيَ بِالْمُنْذِرِينَ إِلَى السَّيِّدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ دُفِنَ فَوَضَعَهُ عَلَى قَبْرِهِ فَقَالَ
مَا اسْمُهُ قَالَ قُلَانٌ قَالَ لَا لَكِنَّ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُولَنَّ عَبْدِي ذَا مَتْنٍ لَكُمْ هُبَيْدُ اللَّهِ
وَكُلَّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللَّهِ وَلَكِنْ يَفْقَدُ غُلَامِي وَجَارِيَّتِي

علیہ وسلم نے ان کا نام جمیلہ رکھا ہے (مسلم) روایت ہے حضرت سہل بن سعد سے
فرماتے ہیں کہ منذر بن ابی اسید کو بنی صلیۃ اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا تاکہ
جبکہ وہ پیدا ہوئے تو اسے حضور نے اپنی ران پر رکھا فرمایا اس کا نام کیا ہے عرض کیا
فدول فرمایا نہیں لیکن اس کا نام منذر ہے یہ مسلم بخاری روایت ہے حضرت ابو ہریرہ
سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی نہ کہے کہ میرا عہد میری امت تم سب
اللہ کے عہد ہو اور تمہاری تمام عورتیں اللہ کی لائیاں ہیں کہ لیکن کہے کہ میرا غلام اور میری

سہ چونکہ عاصیہ کے ایک معنی گنہگار عورت بھی ہے اس لیے حضور انور نے یہ نام بدل دیا اب جاہلیت اس نام کے معنی کرتے تھے
برائیوں سے انکار کرنے والی بی بی خیال رہے کہ یہ وہی جلیلہ میں فرق یہ ہے کہ بڑا مذہب خود نیک اور جمیلہ اللہ
تعالیٰ کے فضل سے نیک بی بی جس سے نیک اعمال ہی سرزد ہوں جمیلہ بنا ہے حال معنی حسن سے عاصیہ کا انتقال
مطیع ہے۔ مگر جو جمیل ہو وہ مطیع بھی ہے و مرثیات اسلئے سہل ابن سعد ساعدی مشہور صحابی ہیں مدینہ کے آخری
صحابی آپ ہی ہیں کہ آپ کی وفات سے مدینہ صحابہ سے خالی ہوا منذر تاہی ہیں ثقہ ہیں، ہوا سید بنی نام مالک ابن اسعد
ہے (راشد) اسلئے چتہ نہ چلا کہ ان کا پہلا نام کیا تھا۔ حضور انور نے منذر نام رکھا منذر کے معنی عالم فقیہ بھی ہو سکتے ہیں
رب تعالیٰ فرماتا ہے لیسق صدق السدین ولیمدا دقولہم تو اس نام میں اچھی بات بھی ہے کہ یہ بڑے ہو کر عالم فقیہ
بنیں (مرثیات) اسلئے عہد یعنی عابد بھی ہے اور یعنی خادم بھی یعنی عابد ہو تو صرف رب تعالیٰ کی طرف نسبت ہوگا جیسے
عبد اللہ یا عبد اللہ یعنی خادم بندہ کی طرف سے مضاف ہو جاتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے من عبادکم واما انکھ چونکہ

۱۔ میں عامہ کے معنی ہا بھی احتمالات ہیں۔ عبدی کہا عام۔ میں یوں ہی مدد کے معنی ہیں جسکو کہ حقیقی ملاک عرب
تعالیٰ ہی ہے اور فیصلہ منکوح جم صحت اس سے ہے۔ یہ یہ بھی ہے کہ اکثر کو اپنی طرف نسبت نہ کرو۔
۲۔ حالانکہ یہ کہ یہ حکم استنباطی ہے نہ لازمی حکم۔ لہذا اس آیت کے خلاف ہیں کہ میں خدا کو خدا کو
اپنی عرب رسالت کہتے ہیں عبدی فقہار ہمیشہ فرماتے ہیں عبدی حق نہ رہا عرب گنہگار ہیں نہ فقہار۔
۳۔ رب یعنی مرن بندہ کو کہا سنا ہے یوسف علیہ السلام نے بارشنا کے نوکر سے کہا تھا۔ رحہ ان ربک قرآن کریم
میں ہے رب رحہ ہما کما دما فی صفرا ۱۵۔ یہاں بھی یہی ہے کہ مولیٰ کہنا مانکل جائز ہے حضور انور نے خود
فرمایا میں رحہ مہم مگر چونکہ مولیٰ کے چند معنی ہیں ایک معنی وہ بھی جو صرف رب تعالیٰ کی صفت ہے اس لئے اگر
یہ عقد بندہ کے لئے نہ ہوئے تو بہتر ہے اور جو سکا ہے۔ کہ یہ عقد نہیں منسوخ ہوں ان کی ناسخ وہ اہل بیت
و آیات میں ہیں بعدوں کیلئے مولیٰ عبد۔ سید و عمر کہا گیا ہے۔ لہذا عبد النبی۔ عبد الرسول وغیرہ نام جائز
ہیں صاحب در مختار کے شیخ کا امام عبد النبی تناد کہ خود مختار کا مقدمہ اس کی مکمل بحث ہمارے کتاب ہمارا الحق
میں دیکھو ۱۵۔ اہل عرب انکو گواہ کیلئے کرم کہتے تھے کہ اس سے شراب ملتی ہے شراب پی کر انسان نرسہ میں بہت
سستی جی جاتا ہے کہ یہاں جائز نا جائز جبکہ خوب اڑتا ہے وہ سمجھتے تھے کہ گلوہ شراب اصل ہے اور شراب کرم و نکالت
کہا۔ اہل بدو انکو سراپا کرم و سعادہ ہے جب شراب حرام کی، تو انکو کہہ کر کہنے سے بھی منع کر دیا گیا اور فرمایا

لَمْ يَنْقُضُوا الْكُرْمَ وَلَكِنْ
قَالُوا الْعَنْبُ وَالْحَبْلَةُ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْمُوا الْعَنْبَ
الْكُرْمَ وَلَا تَقُولُوا يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ قَالَتْ اللَّهُ هُوَ الدَّهْرُ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

میں دیکھو! ابن حجر سے ہے فرمایا نہ کہہ کر کم میس کہ عنب اور جلد لہ روایت
ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ انگور کا نام کرم نہ رکھو اور نہ کہو یا خےبۃ الدھر کہ لہ کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے
دوسری روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

کہ کرم تو مومن کا قلب یا خور مومن تم ایسا اچھا نام ایسی حدیث چیز کو کیوں متے مومن میں اچھی رہی انگور سچ ۔
جہاد سب کو کرم کہتے ہیں ۔ یہ حدیث اس کی طرف اشارہ کرتا ہے رب فرماتا ہے اے اکرمکے عند اللہ اے اکرم
اور عزت اور مال یہ ممانعت یا محض تمسخر ہے یا غسوخ ہے اس حدیث کی اور بہت توجہیں ہیں جو اللہ نے بیان کیں
لہ یہاں عنب سے مراد درخت انگور ہے نہ کہ کارہ چل جلد درخت انگور کی جڑ کہے ہیں ۔ اور عنب انگور کے پھل
کو بھی کہتے ہیں اور درخت انگور کو بھی ۔ ۵۲ اہل عرب ہر مصیبت کو ناس کی عرب سے جھکتے تھے ۔
سے مصیبت پرچنے پر ناس کی شکایات کرتے کارہانہ کو گائیاں دیتے تھے ان کے ناس کے "ناس" سے
سے یہ لفظ بھی یا عنبہ اندھیرا سے ناس محرومی اور ناس کا نقصان دوسرا ہم کو اس سے مراد ہے ۔
۵۳ اس جملہ کی روش کتاب الایمان میں لکھی گئی اس جملہ کے معنی ہیں کہ اللہ نے اسی ناس کو اپنے وار سے لے کر
بڑا کیا اور میرے رب تعالیٰ کی ساری میں گسار کر اسے ہمارے اہل بھی ۔ اس کا ہے غلام اور کرم ۔
لکھے ہوئے راہ کو بڑا کہے ۔ چنانچہ مولانا محمد رفیع صاحب دیوبند نے اپنے رنگ رستہ راجہ صاحب
لکھنؤ کا مرتبہ لکھا ۔ اس میں راہ کو بڑا ۔ لکھی ساری وہ مرثیہ راہی ہے ۔
چنانچہ کہ بڑا کہنے میں اپنے بزرگوں کو نہیں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسُبُّ أَحَدَكُمْ إِلَّا هَرَقَتْ
 اللَّهُ هُوَ الْدَاهِرُ وَآكَامُكُمْ، وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَهْوُلُ أَحَدُكُمْ
 خَبَثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لَيَقُلُّ لِقَسَتْ نَفْسِي مُتَّقِيٌ عَلَيْهِ
 وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ يُؤْذِيَنِي ابْنُ آدَمَ فِي بَابِ
 الْإِيمَانِ، الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ شَرِيحِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی زناہ کر گالی نہ دے کیونکہ اللہ ہی زناہ ہے نہ
 (مسلم) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے کہ تم میں سے کوئی نہ کہے کہ میرا نفس غیث ہو گیا لیکن کہے کہ میرا نفس
 پریشان ہو گیا (مسلم بخاری) اور ابو ہریرہ کی حدیث کہ مجھے ابن آدم نے ستایا باب
 الایمان میں ذکر کی گئی ہے دوسری نسل روایت ہے شریح ابن ہاشم سے ہے

۱۔ اسلام میں زناہ کو مؤثر نہیں مانا، مؤثر اور متصرف اللہ تعالیٰ ہے بعض لوگ سردی گرمی کو رات و دن کو گالیاں
 دیتے ہیں وہ بھی گنہگار ہیں ۲۔ عربی میں خبث اور نفس ہم معنی ہیں یعنی پریشانی برائی۔ مگر خبث فساد عقیدہ پر بھی
 بولا جاتا ہے کفر بیدینی خباثت ہے۔ لہذا اپنے لینے یہ لفظ مشترک استعمال نہ کرو کہ اس میں ایک معنی سے اپنے کفر
 یا بد دینی کا اثر ہے بلکہ بجائے غیث کے نفست کہو گو یا حس کے لفظ کے دو معنی ہوں اپنے دہرے ایسے لفظ
 کو اپنے لینے نہ ہو ورنہ جو حدیث شریف میں ہے کہ جو صبح کو چوسوتا رہتا ہے۔ وہ غیث النفس کسلاں اٹھتا
 ہے وہاں اپنے کو یا کسی خاص شخص کو حدیث نہیں کہا گیا۔ بلکہ ایک قاعدہ کلیہ بیان ہوا کسی معین مسلمان پر لعنت
 کرنا حرام ہے مگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹے پر لعنت ۳۔ یعنی مصایح میں وہ حدیث میان تھی ہم نے مناسبت کے
 لحاظ سے کتاب الایمان میں بیان کر دی ہے وہاں دیکھو ۴۔ شریح ابن ہاشم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناٹا اقدس
 میں پیدا ہوئے حتیٰ کہ حضور انور نے ہانی کی کنیت انہی کی وجہ سے ابو شریح رکھی۔ مگر حضور اقدس کی زیارت نہ کر کے
 اس لئے آپ تابعی میں بڑے عابد زاہد تھے تھے حضرت علی مرتضیٰ کے خاص خدام میں تھے آپ کے والد ہانی بن یزید
 صحابی ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے :

أَيُّهَا أَنْتَ لَمَّا وَقَدَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ يُكْثُونَ بِأَبِي الْحَكَمِ قَدَّ عَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَكَمُ وَإِلَيْهِ الْحَكْمُ فَلَمَّا تَكَلَّى أَبَا الْحَكَمِ قَالَ إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِي كَلَّا الْقَرِيقَيْنِ بِحُكْمِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْسَنَ هَذَا قَمَالَكَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ بِي شَرِيحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُ اللَّهِ

وہ اپنے والد راوی کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ وفد بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو حضور نے لوگوں کو سنا کہ وہ انہیں ابو الحکم کہتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا پھر فرمایا کہ اللہ ہی حکم ہے اور اس کی طرف فیصلہ کی گئی ابو الحکم کیوں ہے، ہوں سے عرض کیا کہ میری قوم جب کسی بات میں جھگڑاتی ہے تو میرے پاس آجاتی ہے میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو دونوں طرف سے فیصلہ سے انہی پر جاتے ہیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہی اچھا ہے کہ تو کی تہا سے کوئی رز کا ہے ہوسے میرے شریع اور مسلم اور عبد اللہ ہیں

سہ جو لوگ اپنی ساری قوم کے نمائندے ہیں کہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوتے سب کی طرف سے سلام قبول کرتے تھے انہیں وفد کہتے تھے حضور نوران کی بڑی خاطر فرماتے تھے سب خیال ہے کہ کیفیت میں ابو الحکم ہے اس کے معنی ہر جگہ والدین ہوتے ہیں بلکہ اکثر جگہ اسکے معنی ہوتے ہیں والد۔ جیسے ابو جہل۔ جہالت والد۔ ابو ہریرہ۔ ہاتھوں والے۔ جیسے ابو الحکم فیصلہ کرنے والا۔ ابو بکر کے معنی ہیں اولیت والے مسئلہ یعنی کیفیت اچھی نہیں کہ اس کے ایک معنی بہت ہی برے ہیں رد معنی والد نام نہ رکھو جس کے ایک معنی معیوب ہوں مودودی صاحب کا نام ہے ابو الاعلیٰ۔ حالانکہ اعلیٰ رب تعالیٰ کا نام اور اس کی صفت ہے اس حدیث کی سند سے یہ نام ناجائز ہے۔ مسئلہ معنی ہمسارا یہ کام تو بہت ہی اچھا قوم کے جھگڑے چکا دینا ان کی عداوتیں ختم کر دینا بہت ہی اچھا کام ہے مگر اس کے باوجود اپنی کیفیت ابو الحکم رکھا اچھا نہیں کہ حکم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے چنانچہ اگلا سوال حضور نے فرمایا اور ہو سکتا ہے کہ مانا قید ہو اور معنی یہ ہوں کہ کیفیت اچھی نہیں کہ حکم رب تعالیٰ کا نام ہے اور وہ باپ بیٹا

فَالْقَمِنْ الْبَرُّهُمُ قَالَ قُلْتُ شَرِيحٌ قَالَ قَانَتْ أَبُو شَرِيحٍ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتَّسَائِيُّ وَعَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ لَقِيتُ
عَمْرَفَقَالَ مَنْ أَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ
عَمْرَفَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
الْأَجْدَعُ شَيْطَانٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ

روایان میں بڑا کون ہے فرمانے ہیں میں نے عرض کیا کہ شریح فرمایا تو تم ابو شریح
ہو۔ ابو داؤد۔ التسانی روایت ہے مسروق سے کہ فرمانے ہیں میں حضرت عمر سے مل
کر فرمایا تم کون ہو میں بولا مسروق ابن احمد بن جناب عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو فرمانے سنا کہ اجدع شیطان ہے لہذا ابو داؤد۔ ابن ماجہ روایت ہے۔

مہوئے سے باب ہے اگرچہ تمہاری نیت بری نہیں گراں بعد میں برے معنی کا احتمال تو ہے :

سہ اس سے معلوم ہو کہ کعبہ پر جسے بیٹے کے نام سے کی جاوے اگرچہ بیٹا نہ ہو تو بڑی بیٹی کے نام
سے۔ علم ان کا ہے (مرقات) جیسے بوسلہ اور ام علی حضرت ابو شریح حضور کے کرم سے جلیل القدر صحابی اور
ابو بکر کے ساتھ میں ہی مفتی ہوئے حضرت علی نے انہیں قاضی القضاۃ بنا یا حتی کہ آپ نے حضرت علی کے حق
میں امام حسن کی گوی قبول نہ کی حالانکہ حضرت علی بیٹے کی گواہی باب کے حق میں درست مانتے تھے یہ واقعہ ایک ذوق
کے مقدمہ میں پیش آیا جب حضرت علی مدنی اور عبود مدنی علیہ تھار مرقات) سئلہ آپ کو فی سہدائی میں حضور
مدنی اندر علیہ وسلم کی ذات سے پہلے اسلام لائے اکابر صحابہ سے ملاقات کی ایک بار چرائے گئے تھے پھر
والدین کی تلاش پر لے اس لیے آپ کا نام مسروق بنو یعنی چورائے ہوئے یا غوا کیے ہوئے ایک بار آپ
سب مرید ہو گئے تو عائشہ بن عبد اللہ حاتم بصرو سے آپ کو تیس ہزار درہم دینے کی کوشش کی مگر آپ
نے رد فرما دئے تو کل کا یہ عام تھا۔ (مرقات) سئلہ یعنی شیطان کی ایک قسم کا نام اجدع ہے معنی ہر چیز سے گناہ
اب تاکاں کئے کو اجدع کہا جاتا ہے مقصد یہ ہے کہ اگر تمہارے والد زمرہ میں تو ان سے کہہ کر نام
بدلو ورنہ تاکہ تم کو ابی الاجدع نہ کہا جاوے اور اپنی اولاد میں کسی کا نام اجدع نہ رکھو تاکہ تم کو ابوالاجدع
نہ کہا جاوے :

الذَّادَ آءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَدَّ عَوْنُ يَوْمِ الْقِيَمَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَاحْسِنُوا
أَسْمَاءَكُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُجْمَعَ أَحَدُ بَيْنَ
إِسْمِهِ وَكُنْيَتِهِ وَلِيَتَّبِعِي مُحَمَّدًا أَبَا الْقَاسِمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا

حضرت ابو الدرداء سے فرماتے ہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم قیامت
کے دن اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے بلائے جاؤ گے تو اپنے نام اچھے رکھو
(احمد۔ ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
منع فرمایا کہ کوئی حضور کا نام اور آپ کی کنیت جمع کرے اور محمد ابو القاسم نام رکھے
(ترمذی) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا جب تم

سے بعض روایات میں ہے کہ انسانوں کو انکے ماں کے نام سے پکارا جائے گا غالباً اس میں حکمت یہ ہوگی کہ حرام لوگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اظہار شرافت کیلئے یا حضرت عیسیٰ و حسین کی عظمت کے اظہار کیلئے
کہ حضرت فاطمہ زہرا کی طرف نسبت سے ان کو حضور اقدس سے نسبت کا شرف حاصل ہو جائے (راشد) مگر ان
روایات میں تعارض نہیں قیامت کے لئے وقت ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔ بعد میں باپوں کے نام سے
یا صلب کے سامنے ماں کے نام پکارا جائیگا تنہائی میں باپ کی نسبت سے یا بیاں ابا سے مراد اہل بیت ہے
بہت دفعہ ماں باپ کو ایک دوسرے کے نام سے یاد کر دیتے ہیں (راشد) سہ یہ حدیث گذشتہ حدیث
کی شرح ہے جس میں حضور انور نے اپنی کنیت رکھنے سے منع فرمایا اس حدیث نے شرح کر دی کہ حضور انور
کا نام اور کنیت دونوں جمع کرنا منع ہے وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات شریف میں بعد وفات یہ
اجتماع بھی جائز ہے۔ چنانچہ حضرت علی نے اپنے ایک بیٹے کا نام محمد اور اس کی کنیت ابو القاسم رکھی حمید محمد
ابی حنیفہ کہا جاتا ہے ان کی ماں کا نام خولہ بنت جعفر تھا۔ قبیلہ بنی حنیفہ سے بھی جنگ یمامہ میں گرفتار ہو کر آئیں
حضرت صدیق اکبر نے حضرت علی کو بہ کر دی آپ نے ان سے نکاح کر لیا ۛ

سَمِعْتُمْ بِإِسْمِي فَلَا تَكْتُمُوا بِكُنْيَتِي رَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ
 مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَفِيهِ إِسْرَافٌ
 ابْنُ دَاوُدَ قَالَ مَنْ سَمِعَ بِإِسْمِي فَلَا يَكْتُمُ بِكُنْيَتِي وَنَكْبَتِي بِكُنْيَتِي
 فَلَا يَسْمَعْ بِإِسْمِي وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ
 قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَلَدْتُ غُلَامًا فَسَمَّيْتُهُ مُحَمَّدًا
 وَكُنِّيْتُهُ أَبَا الْقَاسِمِ فَذَكَرَ لِي أَنَّكَ نَكَرَهُ ذَلِكَ فَقَالَ مَا
 الَّذِي أَحَلَّ إِسْمِي وَحَرَّمَ كُنْيَتِي أَوْ مَا الَّذِي حَرَّمَ كُنْيَتِي وَأَحَلَّ
 إِسْمِي رَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ مُسْنَدُ غَرِيبٌ وَعَنْ

برائہ نام رکھ کر تو میری کنیت نہ رکھو (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا یہ حدیث
 غریب ہے اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ فرمایا جو میرا نام رکھے تو میری
 کنیت نہ رکھے نہ جو میری کنیت رکھے وہ میرا نام نہ رکھے روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ
 ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک لڑکا جنا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا
 ہے اور کنیت ابو القاسم رکھی ہے تو مجھ سے ذکر کیا گیا کہ آپ اسے ناپسند کرتے ہیں تو فرمایا وہ کیا ہے یا خیر
 اللہ جلّ جلالہ اور میری کنیت حرم کی یا کسی میری کنیت حرم کی اور میرا نام محمد رکھا گیا (ابو داؤد) اس نے کہا کہ یہ غریب ہے روایت ہے

اس حدیث کی شرح وہی ہے جو اسمی کی گئی کہ حضور انور کے زمانہ حیات شریف میں آپ کے نام ابو کنیت کو جمع
 کرنا ممنوع تھا اس میں اسمی کا ذکر ہے سلف اس طرح کہ اپنا نام محمد ابو القاسم نہ کرے کہ محمد نام ہو اور ابو القاسم کنیت
 اسمی عرض کیا گیا کہ یہ ممانعت زمانہ حیوۃ شریف میں تھی سلف معلوم ہوا کہ بالکل درست کہیں میں بچہ کی کنیت ابو سے جائز
 ہے یہاں ابو کے معنی ہوتے ہیں والد نہ کہ والد یعنی باپ سلف یہ حدیث صحیح نہیں۔ اگر صحیح ہو بھی تب بھی اس
 کے معنی یہ ہیں کہ میرا نام ابو میری کنیت جمع فرمانا حرام نہیں ہم نے جو ممانعت فرمائی ہے وہ کہ بہتہ تنزیہی کے
 لئے ہے لہذا یہ حدیث گذشتہ ان احادیث کے خلاف نہیں ہیں اس اجتماع کی ممانعت ہے (اشعۃ مرآت)
 یا یہ مطلب ہے کہ اس اجتماع کی ممانعت دائمی نہیں بہارِ حیات شریف میں ہے ۰

مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنْفِيَّةِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَرَأَيْتَ إِنْ وَلِدَ لِي بَعْدَكَ وَلَدًا أَسَمَيْتُهُ بِاسْمِكَ وَكُنِّيْتُهُ
بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ الْإِبْرَاهِيمُ وَدَاوُدُ وَعَنْ أَنَسٍ
قَالَ لَنَا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْلِكُ
كُنْتُ أَجْتَنِبُهَا رَوَاهُ الْإِسْرَافِيلُ وَقَالَ هَذَا

محمد بن حنفیہ سے ہے وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
فرمائیے تو اگر آپ کے بعد میرے بیٹا پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت
آپ کی کنیت پر رکھ دوں فرمایا ہاں (ابو داؤد) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ
دو شخص نے اللہ علیہ السلام نے میری کنیت اس بنی سے رکھی جسے میں چنا کرتا تھا (ترمذی) اور فرمایا یہ

سہ آپ محمد بن علیؑ ایہی المی طالب ہیں کنیت ابو القاسم ہے آپ کی والدہ خولہ بنت جحش حنفیہ ہیں یعنی بنی حنفیہ قبیلہ
کی ہیں خلافت صدیقی میں گرفتار ہو کر جنگ یمامہ سے آئیں سہ ایک ہی بھری میں آپ کی وفات ہوئی چھپن سال عمر دانی
مدینہ منورہ میں دن ہوئے خود تابی ہیں اور آپ کے بیٹے ابراہیم تبع تابعی انہی نے آپ سے کچھ احادیث روایت کیں
سہ یعنی حضرت علی مرتضیٰ نے حضور انور سے پوچھا کہ اگر آپ کی وفات کے بعدنا طمہ زہراؑ کسی اور میری سے میرے
وہ کا پیدا ہو تو کیا اس کا نام محمد کنیت ابو القاسم رکھ دوں فرمایا کہ وہ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضور کی
وفات کے بعد دونوں کا اجتماع جائز ہے بعض لوگوں نے کہا کہ حضرت علیؑ کی خصوصیت ہے گریہ درست نہیں
اگر خصوصیت ہوتی تو حضور کی حیات شریف میں بھی آپ اس پر عمل فرما لیتے حضرت حسن و حسین دونوں کا اجتماع
فرما دیتے امام حسن کی کنیت ابو محمد ہے اور حضرت حسین کی کنیت ابو عبد اللہ ہے سہ اس گھاس کا نام حمزہ رضا
بیچے نادسی میں تروتیز رکہتے ہیں اردو میں تروتیزی اس کے پتے پتے یعنی کے ساگ کی طرح ہوتے ہیں مزہ ترش کچھ
تیزی کے ساتھ یعنی کے ساگ میں اکثر یہ بھی آجاتی ہے پچے ا سے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ یعنی
میں یہ گھاس دھو کر کھاتا اور وہ کو کھاتا تھا اس لئے حضور نے میری کنیت ابو حمزہ

رکھی یعنی حمزہ والے

حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الرَّوْحِ وَفِي الْمَصَابِيحِ
مَحَبَّةٌ، وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَأَنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ أَلْسَمَهُ الْقَبِيحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَعَنْ
بَشِيرِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَمِّهِ أَسَامَةَ بْنِ أَخِيذَارٍ أَنَّ رَجُلًا
يُقَالُ لَهُ أَمْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِي أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا أَسْمُكَ قَالَ أَمْرَمُ قَالَ بَلْ أَنتَ زُرْعَةٌ رَوَاهُ

حدیث وہ ہے جسے صرف اسی وجہ سے ہم پہچانتے ہیں اور مصابیح میں سے صحیح کہا
روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم برے ناموں
کو بدل دیا کرتے تھے لہ (ترمذی) روایت ہے بشیر ابن میمون سے وہ اپنے
وہ اپنے چچا اسامہ بن اعدی سے کہ راوی کو ایک شخص کو احرام کہا جاتا تھا لہ وہ
اہل جماعت میں تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس سے رسول اللہ صلی
و سلم نے فسرہ لیا تمہارا نام کیا ہے وہ برے احرام فسرہ لیا بلکہ تم زہد ہو

سہ یہ حدیث ایک اسناد میں غریب ہے دوسری اسناد میں صحیح ایک ہی حدیث صحیح بھی ہو سکتی ہے اور ضعیف بھی۔ حسن بھی۔
غریب بھی مختلف اسنادوں سے سہ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے جانوروں کے بلکہ شہریوں بستیوں
کے برے نام بدل کر اچھے نام رکھ دیتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص کا نام تھا اسود حضور انور نے اس کا نام ابیض رکھا
معدنہ منورہ کا نام یغرب تھا حضور انور نے اس کا نام مدینہ منورہ رکھا۔ بطحہ وغیرہ رکھے کفار کے لئے برعکس عمل
تھا۔ چنانچہ ابوالحکم نام حضور نے ابو جہل رکھا سہ بشیر ابن میمون تابعی ہیں ثقہ ہیں ان کے چچا اسامہ صحابی ہیں ان سے
صرف یہی ایک حدیث مروی ہے تمہی میں بصری ہیں (داشعہ، مرقات) سہ احرم نابہ حرم سے بنتی ٹوٹ جانا
کٹ جانا احرم کے معنی ہوئے ٹوٹا ہوا کٹا ہوا سہ کیونکہ زہد نابہ نزع سے بنتی کہیتی ظاہر ہے کہ کہیتی سے
داغہ بڑھتا ہے اس لئے کہیتی مبارک ہے اور یہ نام مبارک ہے احرم کے معنی فاسد ہیں۔ اس لئے
اپنا نام بدل دو

أَبُو دَاوُدَ وَقَالَ غَيْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْعَاصُ وَغَزِيرٌ وَعَتْلَةٌ وَشَيْطَانُ الْحَكَمِ وَغَرَابٌ وَ
حَبَابٌ وَشَهَابٌ وَقَالَ تَرَكْتُ أَسَانِيْدَ مَا يَلُوْهُ خِصْمًا
وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَقَى قَالَ
أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لِي أَقَى مَسْعُودٍ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

(ابو داؤد) اور کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام - عزیز - عتلہ - شیطان - حباب -
عرب - شہاب نام تبدیل فرمائے تھے اور کہا کہ میں نے ان کی اسنادیں
تقصیر کرنے کے لئے چھوڑ دیں کہ روایت ہے حضرت ابو مسعود انصاری سے کہ امیر نے
ابو عبد اللہ سے کہا یا ابو عبد اللہ نے ابو مسعود سے کہا کہ کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا جس کے معنی میں گستاخانہ طاعت الہی سے علیحدہ یہ موسیٰ کی شان نہیں مومن اطاعت شعار
ہوتا ہے عتلہ بنا ہے عتل سے یعنی سختی شدت رب تعالیٰ فرماتا ہے عَتْلُ الْكَفْرِ وَالْإِنْفِرِ نِيْمٌ۔ اب ایک مضبوط لفظ کو عتلہ
کہتے ہیں جس سے دیوار وغیرہ کھودی جاوے مسلمان سخت نہیں ہوتا نیز عزیر السماء والنبیہ میں سے ہے عزیر سے بنا
ہے مسلمان میں فروتنی بجز دنیا زچا یہی شیطان لقب ہے (جیس کا بنا ہے شیطان سے یعنی جانا۔ لاک ہونا یا شطن سے
یعنی بھلائی سے عدوی حکم صفت مشبہ حکومت یا حکم کا معنی دائمی حکومت والا یہ رب تعالیٰ کی صفت ہے غراب بنا ہے
غرب سے یعنی دوری یہ نام ہے کوئے کا کہ وہ مستحکم نکل جاتا ہے حباب شیطان کا نام بھی ہے اور ایک قسم کے
سانپ کو بھی کہتے ہیں لہذا یہ نام بھی منحوس ہے اور شہاب آگ کے شعلہ کو بھی کہتے ہیں اور ٹوٹے ہوئے تار سے کو
بھی جس سے شیا طین کو بھی ملا جاتا ہے مگر یہاں مرقات نے فرمایا کہ اگر شہاب کو دین کی طرف مضاف کر دیا جائے اور
نام ہو شہاب الدین تو کراہت قطعاً میں بلا کر جہاز ہے کہ اب یہ نام معنی نکل گئے چمک دینا کراہت نہ رہی۔

سہ یعنی ابو داؤد کہتے ہیں کہ تمام ناموں کی تبدیلی کا طریقہ مع اسنادوں کے میرے پاس موجود ہیں مگر چونکہ وہ
حدیثیں احکام شرعیہ سے متعلق نہیں ہیں اس لئے میں نے اصل حدیث تو بیان کر دی اسنادیں چھوڑ دیں کہونکہ
ان پر جرح قدح کی ضرورت نہیں سہ یہ شک اس حدیث کے راویوں میں سے کسی راوی کو ہے کہ ان دونوں بزرگوں
میں سے کسی سے کسی سے پوچھا ابو مسعود انصاری کے حالات تو بار بار بیان ہو چکے ہیں اور ابو عبد اللہ کفایت ہے حضرت خذیفہ

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي زَعْمُوا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِسْنٍ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ
 مَا وَابُؤْدَاؤُودَ وَقَالَ إِنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي عَنْ
 حَدَّثَنِي عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُولُوا مَا
 شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فَلَانٌ وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ فَلَانٌ

علیہ وسلم سے زعمو کے متعلق کیا فرماتے سنا لے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ انسان کی بری سواری ہے لے (ابوداؤد) اور فرمایا
 کہ ابو جسد اللہ حدیث میں روایت ہے حضرت خذیفہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی
 فرمایا یہ کہو کہ اللہ سے چاہا اور فلاں نے چاہا کیسکی کہو کہ اللہ نے چاہا پھر فلاں نے چاہا لے

ابنِ یمان کی حدیث میں جب ابو جسد اللہ بولتے ہیں تو آپ مراد کہتے ہیں (مرقات و اشعہ) ۲
 لے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر بات کے متعلق کہتے ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں بات بات میں یہ بفظ بولنے کے
 عاری ہوتے ہیں فرمائیے تو بخلت اچھی ہے یا بری اگر خری ہے تو کس درجہ کی اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
 اس کے متعلق کچھ فرماتے سنا ہے یا نہیں لے مطیہ وہ اونٹنی جس پر سوار ہو کر کسی منزل پر پہنچا جاوے اس لفظ عموماً
 کو حضور نے سواری قرار دیا اور سواری بھی بری جو منزل مقصود پر نہ پہنچا لے اس لئے کہ اس لفظ کا غشایہ ہونا
 ہے کہ طبر دینے والا خود تو اس پر یقین رکھتا نہیں اور خبر دینے والے کا ہتھ بھی صحیح نہیں بتاتا کہ فلاں نے کہا بلکہ یوں بولتا
 ہے کہ لوگ کہتے ہیں مقصد یہ ہے کہ اگر یہ خبر جھوٹی ہو تو میں اس کا ذمہ دار نہیں نہ مجھے اس کے ذمہ دار کی خبر ہے
 غیر ذمہ داری کی باتیں کرنا برا ہے جو بات کہو ذمہ داری سے کہو احتیاط سے بولوں نہ بان پر قفل لگاؤ نہ کو لگام دو
 اس ایک کلمہ میں بہت نصیحتیں ہیں لے یعنی جب کسی وعدہ یا آئندہ خبر کو تم اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف کرو اور
 ساتھ ہی کسی اور کے ارادہ کا بھی ذکر کرو تو رب مریب خالق و مخلوق کے نام واد سے نہ ملے کہ اس میں مساوات
 یا بے ادبی کا احتمال ہے بلکہ تم کہو تاکہ تم کی تراخی سے ربوبیت و عبودیت کا فرق معلوم ہو جاوے رب کا ذکر
 پہلے بندے کا بعد میں اور یہ کہ تم کہو کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت واردہ دائمی قدیم ہے اور ذاتی ہے خدا کی مشیت
 حاکم ہے اور رب کی مشیت کے تابع رب تعالیٰ فرماتا ہے مَا تَشَاءُ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (مغز فیکہ)

رَوَاكَ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةٍ مُنْقَطَعًا قَالَ لَا تَقُولُوا مَا
 شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ رَوَاهُ الْإِسْلَامُ فِي
 شَرْحِ السُّنَنِ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 لَا تَقُولُوا الْمُنَافِقُ سَيِّدُ قَائِهِ إِنْ يَتْلُكَ سَيِّدٌ أَفْكَدَ أَتَخَطَّكُمْ
 رَبُّكُمْ رَوَاهُ الْإِسْلَامُ وَأَبُو دَاوُدَ الْقِصْلُ الثَّالِثُ عَنْ

(احمد - ابو داؤد) اور ایک منقطع روایت میں ہے فرمایا نہ کہہ کہ چاہا اللہ نے اور
 چاہا محمد نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کہہ کہ صرف ما شاء اللہ (لے (شرح السنہ) روایت
 ہے انہیں سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا منافق کہ سردار نہ کہو لے کہ اگر وہ
 میدان ہوا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا لے (ابو داؤد) تیسری فصل روایت ہے

فرمان بہت اعلیٰ ہے :

اسلہ یہ فرمان عالی انتہائی انکسار و تواضع سے ہے کہ ہماری مشیت کا ذکر اللہ کی مشیت کے ساتھ تم سے
 بھی نہ کرو۔ صرف ما شاء اللہ کہو۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں بہت جگہ حضور کا نام شریف رب کے نام سے
 ملا گیا ہے دیکھو۔ انعام اللہ و رسولہ۔ من بطع اللہ و رسولہ واللہ و رسولہ الحق ان یرضوا۔ لہذا یہ حدیث یا
 ضعیف ہے یا ان آیات سے منسوخ ہے یا استحباب کے بیان کے پیش ہے یا اظہار تواضع و انکسار
 کے پیش ہے بہر حال اس ملائے میں شرعاً گناہ نہیں اسلہ اس حکم میں کافر فاسق۔ منافق سب ہی داخل ہیں بلا ضابطہ
 غرض اللہ کے پیشے ان لوگوں کو ایسے الفاظ کہنے سخت جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عزیز مہر کو حضرت یوسف علیہ السلام
 کا سید نہ کہا بلکہ زلیخا کا سید۔ یعنی غلام نہ کہا۔ دوسرا سید خالدی الباب اسلہ اس سے معلوم ہوا کہ بے دین کو نہ
 تو صرف سید کہو نہ سید نہ کہو نہ سید القوم کہو بے دین تو ذلیل ہے سید عزت والا ہوتا ہے یوں ہی اسے سردار
 سرور حضور وغیرہ کہنا احترام ہے کہ تعظیم الفاظ کفار کے پیشے استعمال کرنا رب تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہیں
 ضرورت دینی یا ضرورت دنیاوی کی وجہ سے یہ کہنا معاف ہے یوں ہی سید مینوں کو مولانا تعظیماً کہنا جائز نہیں
 کہ مولانا تو سید سے بھی زیادہ تعظیم کا لفظ ہے اللہ تعالیٰ کے پیشے مولانا فرمایا گیا سید نا نہیں کہا گیا انت
 بولا نا ہاں اگر مولانا یعنی غلام مراد لے کر اسے مولانا کہا جاوے تو جائز رب تعالیٰ قسراً مانا ہے ۔

عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ إِلَى
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَدْ شِئْتُ أَنْ جَدًّا حَزْنًا قَدِمَ عَلَيَّ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا إِسْمُكَ قَالَ
إِسْمِي حَزْنٌ قَالَ يَلَا أَنتَ سَهْلٌ قَالَ مَا أَنَا بِمُعْتَرٍ إِسْمًا
سَمَّيْتُهُ أَبْنَى قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فِيمَا قَرَأَ النَّبِيُّ

عبد الحمید بن جبر بن شیبہ سے فرماتے ہیں کہ میں سعید بن جبیر کے پاس بیٹھا تھا کہ تو انہوں
نے مجھے خبر دی کہ ان کے دادا حزن ہی سے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئے تو منہ مایا تمہارا نام کیا ہے عرض کیا میرا نام حزن ہے فرمایا بلکہ تم سہل ہو گے
عرض کیا میں وہ نام نہ بدلوں گا جو میرے باپ نے میرا رکھا ہے کہ ابن مسیب نے کہا کہ پھر تم میں

فاخو انکوری الدین و مواہیکہ۔ بہر حال تو یہ جائز ہے تعظیم نا جائز اس کی پوری تحقیق یہاں ہی مرقعات
میں دیکھو :

سہ عبد الحمید بھی تابعی ہیں اور سعید ابن مسیب بھی۔ ابن مسیب بڑے مشہور عالم فقیہ تابعی ہیں حضرت عمر کی خلافت میں
آپ پیدا ہوئے بہت صحابہ سے طاقات کی مکھول کہتے ہیں کہ میں نے روئے زمین میں سعید ابن مسیب سے بڑا عالم
نہ دیکھا چالیس حج کیے سترہ میں وفات پائی سترہ حزن ح کے فتح سے سخت زمین اور سخت دل انسان حزن ح کے
پیش سے رنج و غم سہل ہیں کے فتح کے سکون سے نرم زمین اور نرم دل انسان۔ آسانی و نرمی کو بھی سہل کہتے ہیں۔
چونکہ حزن کے معنی اچھے نہیں اسی لئے آپ نے تبدیلی نام کا مشورہ دیا۔

سترہ ح کا مقصد یہ تھا کہ سہل یعنی نرم زمین ہمیشہ پاؤں کے نیچے رونہی جاتی ہے اسی پر علاظت ڈالی جاتی ہے اسلئے
ایسا نام رکھنا میری ذلت ہے نیز اپنے باپ کی یادگار کا مٹا دینا ہے اسی لئے میں نے نام رکھوگا اسے بدلونگا نہیں۔
خیال ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ تھا امر یہ تھا۔ اس لئے حضور نے کچھ ارشاد نہ فرمایا یا حضور کا
مشورہ قبول مستحب ہے واجب نہیں لہذا اس عرض پر اعتراض نہیں۔ خیال ہے کہ حزن ابن وحب ابن عمرو
ابن عابد مخزومی قرشی ہیں اشراف قریشی سے ہیں بعد اسلام جہا جہوئے بیت الرضوان میں شریک ہوئے
شاہد یہ واقعہ ان کی ہجرت کی ابتدا میں تھا جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سے واقف نہ تھے ۲

فَیْتَنَا الْحُرُوفَةَ بَعْدُ مَا وَآلُ الْبُخَارِیُّ، وَعَنْ ابْنِ وَهْبٍ
الْجُشَشِیِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْأَنْثِیَاءِ وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ
إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ
وَهَمَامٌ وَأَفْیَحُهَا حَرْبٌ وَمُرَّةٌ مَا وَآلُ أَبُو دَاوُدَ

ہمیشہ رنج و غم رہا ہے (بخاری) روایت ہے حضرت ابو وہب جشی سے فرماتے ہیں
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیروں کے نام پر نام رکھو گے اور اللہ
تعالیٰ کو نزدیک پسند نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں گے اور بہت سچے
نام حارث۔ ہمام ہیں گے اور بہت برے نام حرب اور مرہ ہیں گے (ابوداؤد)

۱۔ آپ کے مشوروں کی قید و سزا بتاتے تھے (اسم) ۲

سلہ یعنی حضرت حزن نے جو حضور انور کا مشورہ قبول نہ کیا اس کا اثر یہ ہوا کہ ہمارے خاندان مکہ ہماری یشوں میں
رنج و غم ہوا۔ حزن کے بیٹے مسیب ہیں۔ اور مصیب کے بیٹے سعید بن مسیب ہیں سعید کہتے ہیں کہ رر کا اثر
میں پوتوں تک باقی رہا اس سے معلوم ہوا کہ برے ناموں کا برا اثر ہوتا ہے اور کبھی ایک شخص کی غلطی سے پورے
خاندان پر برا اثر ہوتا ہے سلہ حضرات امیہ و کرم کے نام پر نام رکھو فرشتوں کے نام پر نام نہ رکھو کسی کا نام جبریل
یا عزرائیل نہ رکھو یوں ہی جاہلیت کے نام منوع ہیں جیسے کلب۔ حمزہ۔ عبد الشمس وغیرہ کہ یہ نام منوع ہیں ان کا
اثر بھی برا ہوتا ہے (مرقات)۔ سلہ یوں ہی عبد الحکیم۔ عبد الرحیم وغیرہ خیال رہے کہ ان اسم کی محبوبیت
و نفیاد کرام کے ناموں کے مقابلہ میں ہیں بلکہ بے معنی ناموں کے مقابل ہے سلہ کیونکہ حارث کے معنی ہیں
کاو۔ حرث کہتے ہیں کھائی کو۔ ہمام کے معنی ہیں قصور وادہ کرے والا ہم کہتے ہیں ہلو کو۔ کوئی شخص کھائی یا ارادہ
سے خالی نہیں ہوتا لہذا یہ نام بہت سچے ہیں نام مضاف کام کے ہیں سلہ کیونکہ حرب کے معنی ہیں جنگ و تیر و تیر
مرہ کے معنی ہیں جھگڑنا یا کڑوسی طبیعت کا

۳۔ آدمی۔ مرہ شیطان کا نام

۴۔ بھی ہے ۵

بَابُ الْبَيَانِ وَالشَّعْرِ الْقَصَلُ الْأَوَّلُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ
قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَنَظَّطَا فَعَجِبَ
النَّاسُ لَبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا مَا وَالَا الْبُخَارِيَّ وَكَعْنُ
أَبِي بَنِي كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةً مَا وَالَا الْبُخَارِيَّ

وخط و شعر کا بیان لہ پہل فصل روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے
ہیں دو شخص مشرق سے آئے تھے انہوں نے وعظ کیا ان کی تقریر پر لوگوں
نے تعجب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بیان جادو میں ہے (بخاری)
روایت ہے حضرت ابی ابن کعب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ بعض شعر حکمت میں ہے (بخاری)

مسئلہ بیان سے مراد ہے فصیح و بلیغ کلام جو دل کی بات ظاہر کرے یا بنا ہے ہیں سے بمعنی جدائی و فاصلہ یا بمعنی طہر شعر
کے معنی ہیں طہائی و عقل مندی اس سے ہے شعور اصطلاح میں قافیہ و زبانی و لے کلام کو شعر کہتے ہیں کہ شاعر کی طہائی بتاتا ہے
نیز جموں نے اور دلچسپ کلام کو بھی شعر کہا جاتا ہے۔ جیسے ناول رب فرما کہ ہے و ما صندو الشعر وہاں یہ ہی ناول گوئی
مراد ہے مسئلہ ان دونوں کا نام زبرقان ابن ہر او عمر و ابی اہشم تھا یہ دونوں مدینہ منورہ کے مشرقی علاقہ سے
آئے تھے زبرقان نے اپنے فضائل میں بہت فصیح و بلیغ بیان دیا۔ پھر عمرو ابن اہشم نے زبرقان کی برائی و بچ میں بہت
فصیح کلام کیا جیسا کہ مذکور جاہلیہ کے قصائد اور خطباء کا طریقہ تھا مسئلہ یعنی بعض کلام لوگوں کے دل اپنی طرف
مائل کرتے ہیں لوگوں کو حیران کر دیتے ہیں جادو کا سا اثر رکھتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ بعض کلام جادو کی طرح حرام و باطل
ہی گناہ ہیں کہ ان میں جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا کر دکھایا جاتا ہے غرضیکہ یہ فرمان یا بیان کی تعریف
کے لئے ہے یا اس کی برائی کیلئے مسئلہ یہاں غالباً شعر سے مراد کلام منظوم ہے یعنی ہر شعر برا نہیں
بعض شعر میں علم و حکمت و حسن و نعت و منقبت بھی ہوتی ہے اب تو بعض علوم اشعار میں بھر دیے گئے
نیز محرف و نحو فقہ حدیث کی اصطلاحیں اشعار میں گھسی گئی ہیں :

وَعَنِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدِي
كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةً لِيَبِيدَ إِلَّا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَقَ اللَّهُ بَاطِلٌ

روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہلاک ہو گئے گہری باتیں کرنے
والے یہ تین بار کہا ہے (مسلم) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نہایت ہی بڑی بات جو شاعر کہے وہ لیدر کی بات ہے کہ یقیناً اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہی ہے

سنہ تطلع بنا ہے قطع سے معنی خلق یا منہ کا کاغذ اس کے عقلی معنی ہی خلق سے پیچھے سے بات لگاتے والے اور مراد ہے
سہایت فصیح و بلیغ اور مبالغہ آمیز مگر بے فائدہ بلکہ نقصان دہ کلام کرنے والے جیسا کہ خوشامدی (مجموعی چمک) لوگ
امیرول کی تعریف میں عموماً کرتے ہیں کلام وہ ہے کہ سادہ ہو تو تھوڑا ہو مگر دل کی گہرائیوں سے نکلے اس کا دوسرے پر
اثر ہوتا ہے قرآن و حدیث کی فصاحت بناوٹ نہیں نہ بیکار ہے بلکہ اس سے بے شمار فائدے ہیں کلام کی شیرینی اللہ
کی رحمت ہے۔ سنہ یہاں کلمہ سے مراد شعر ہے لیدر میں ربیعہ عامری عرب کے مشہور شاعر ہیں یہ اپنی قوم بنی جعد میں
کلام کے فن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حضور کے بعد کوثر میں رہے سنہ کنز الالبین پوری
میں وفات پائی ایک سو چالیس یا ایک سو پچھتر سال عمر ہوئی کوثر میں ہی مزار ہے اسلام لا کر کوئی شعر نہ کہا فرماتے تھے
کہ اب مجھے قرآن کریم کی فصاحت کافی ہے یہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے اشعار بارگاہ رسالت میں شرف قبول
پا گئے تو خود بھی مقبول ہو گئے رضی اللہ عنہ و مرقات سنہ یہاں باطل معنی ظانی ہے اور آیت کہ میرا ما حلفت
ہدانا طلال میں باطل معنی بیکار ہے لہذا یہ کلام قرآن کریم کے خلاف نہیں لیدر کے اشعار یہ ہیں ۔

إِلَّا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَقَ اللَّهُ بَاطِلٌ جعلت نعيم لاجل حالنا را اش

جعلت في الدنيا غرور و حيرة دعيتك في الدنيا محل و ما حل

مري الجنة انما دوس ان نعيمها صميتي وان الموت لا بد خازل

چونکہ لیدر نے یہ کلام زمانہ جاہلیت میں کہا تھا پھر قرآن کریم کی آیت کے مطابق ہوا کل من

علیہا فان یا مران کل شیء ما خلق الا حیر اس وجہ سے بارگاہ نبوت میں

سہیت قبول ہوا ۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَدِّتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ
مَعَكَ مِنْ شَعْرِ أُمِّيَّةَ ابْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ
قَالَ هِيَ فَأَشَدُّهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيَ حَتَّى أَشَدُّهُ

(مسلم بخاری) روایت ہے عمرو بن شریہ سے وہ اپنے والد سے راوی لے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ سے اللہ
عزیز وسلم کا ایک دن روایف بنا لے تو فرمایا کیا تمہیں امیر ابن ابی الصلت کے کچھ شعر یاد ہیں کہ میں نے
عروسک ہاں فرمایا مادمیں نے ایک شعر پڑھا فرمایا اور لاؤ کہ حتی کہ میں نے آپ کو سو شعر سنائے کہ

سلہ عمرو بن شریہ کی کیفیت الہوالو لیبہ ہے تاہی میں ثقیفی میں طائف کے رہنے والے ابی کے دادر شرید صہابی میں سلہ اس
طرح کہ ایک گھوڑے اور بٹ پر آگے حضور انور صواب تھے حضور کے پیچھے میں تھا۔ حضور کی پشت انور سے میرا سینہ
میں کرتا تھا بطور شکوہ اس نعمت کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ یہاں قرب بیان کریں اور یہ بات میں نے حضور سے بہت قریب
سے سنی ہے مجھے اس میں تردد و شک نہیں سلہ امیر ابن الصلت قبیلہ بنی ثقیف کا ایک شاعر تھا جس نے اسلام
کا شروع زمانہ اور حضور کی ابتدائی تبلیغ پائی مگر یہ ایمان لایا نہ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے دین تارک
الدنیا اور توحیدی تھا اسکے اشعار توحید واسے حضور انور نے سے فرمایا کہ یہ ایمان کے قریب تھا بعض روایات
میں ہے کہ اس کے دل میں کفر کا گمراہی پر ایمان تھا (مرثیات) سلہ ہمہ اصل میں ابی تھا الفحہ سے بدل دیا گیا
اس کے معنی ہیں لاؤ یا ان لاؤ پہلا یہ معنی لاؤ ہے بعد کے یہ معنی اور بھی لاؤ صاؤشہ یہ اشعار حمد الہی دنیا
کی بے وفائی۔ آخرت کے ثواب و عذاب کے تھے حضور انور نے پسند فرمائے اور بہت سے
اشعار سننے اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ اچھے مضمون کے شعرا چھ میں جن احادیث
میں اشعار کی بڑائی آئی ہے وہاں برے مضمون کے اشعار مراد ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور انور صلی
اللہ علیہ وسلم شعر جانتے تھے اس کی بھلائی برائی سے واقف تھے آیت کریمہ و ما علمنا الا الشعر
میں یا شعر سے مراد ہے جموٹا کلام یعنی ناول۔ یہ علمنا سے مراد ہے علمہ شعر گوئی یا لہجہ سے شعر
پڑھنا کہ حضور انور اس سے ناک تھے۔ تیسرے یہ کہ دوسروں سے شعر پڑھوا کر سننا سنت
سے ثابت ہے جو تھے یہ کفار و فاسق شاعروں کے اچھے شعر سننا جائز ہیں جب
کہ مضمون شعر اچھا ہو ۛ ۛ

مِائَةِ بَيْتٍ مَا وَالَا مُسْلِمٌ ، وَعَنْ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ
أَصْبَعُهُ فَقَالَ هَلْ أَنْتَ إِلَّا أَحْبَبْتُمْ دَمِيَّتِي وَسَيِّئِ
اللَّهِ مَا لَقِيتُ مُتَّفِقٌ عَلَيَّ ، وَعَنْ
الْبَزَّازِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ روایت ہے صحریت جندب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی جہاد میں تھے
اور آپ کی انگلی شریف خونا خون ہو گئی تھ تو فرمایا کہ نہیں ہے تو مگر وہ
انگلی جو خونیں ہو گئی اور اللہ کی راہ میں تو نے یہ مشقت پائی تھ (مسلم بخاری)
روایت ہے صحریت برابر سے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ امیر ابن صلیح ابلی کتاب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات
مستعار رہتا تھا اور کہتا تھا کہ کاشا مجھے ان کی زیارت ۔ خدمت نصیب ہو جب حضور انور قریش میں
ہیں نمودار ہوئے تو جل گیا ۔ بولا اگر وہ نبی نقیب سے ہوتے تو میں ایمان لے آتا اسی حسد میں حضور کی خدمت
میں حاضر نہ ہوا ۔ خط میں سب سے پہلے باسمک اللهم کہنے والا یہی شخص تھا ۔ اس سے سیکھ کر قریش یہ سمجھنے
لگے تھے کہ آپ جندب ابن عبد اللہ ابن ابوسفیان بجلی صحابی میں نہ مانہ ابن زبیر میں وفات پائی ۔ سب غائبانہ
غزوہ احد تھا اس غزوہ میں آپ کسی نماز کیلئے تشریف لے گئے تب اونگی میں چوٹ لگ گئی لہذا یہ حدیث نماز
کے جانے کی حدیث حدیث کے خلاف نہیں کہہ یعنی اسے اونگی تو صبر کر صرف تیرا خون ہی نکلا ہے جو معمولی
تکلیف ہے جو کچھ تجھے تکلیف پہنچی وہ اللہ کی راہ میں ہے ۔ بالقیث کا ماحول ہے یہ شعر یا تو حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کا اپنا ہے جو لاقصہ شعر گوئی آپ کے منہ سے صلا رہ گیا جیسے قرآن مجید کی بعض آیات شعر بن جاتی ہیں
جیسے انا اعطیناکم کونثر یا جیسے لی تنالوا البر حتی تغفوا یا یہ شعر عبد اللہ ابن رواحہ کا ہے آپ نے وہ پڑھا لہذا حضور انور کا
شعر پڑھنا ثابت ہوا مگر لہجہ سے یا اگر نہیں بقیہ اشعار یہ ہیں ۔ شعر

۲ وما محسن الى لا تقتل تموت

هدا حيا من الموت قد صليت

ان فعل فعلها هديت - (مرقات)

وما تموت فقد لقيت

يَوْمَ قُرَيْطَةَ لِحَسَنَ بْنِ شَابِثٍ أَهْبَجَ الْمُشْرِكِينَ قَرَانِ
جَبْرِئِيلَ مَعَكَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لِحَسَنَ أَحِبَّ عَنِّي اللَّهُمَّ أَيُّدًا بِرُوحِ
الْقُدُّوسِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَهْجُوا قُرَيْشًا قَابِلًا
أَشَدَّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشَقِ الْمَتَبَلِ مَا وَكَلَهُ مُسْلِمُهُ وَعَنْهَا

قریظہ کے دن جناب حسان ابن ثابت سے فرمایا کہ مشرکین کی بھوکہ دو کہ جبریل تمہارے
ساتھ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسلہ سے فرماتے تھے کہ میری طرف
سے جواب دو الہی روح القدس سے ۔۔۔۔۔۔ ان کی مدد فرمائے (مسلم
بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کی بھوکہ
کر دو کہ ان پر تیرے ہارنے سے زیادہ سخت ہے کہ (مسلم) روایت ہے ان ہی سے

سہ آپ حسان ابن ثابت ابن منافہ ابن حرام انصاری مدنی ہیں ان چاروں کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی ۔
حضرت حسان نے ساٹھ سال کفر میں گزارے ساٹھ سال اسلام میں خاص شاعر اسلام ہیں خلافت حدیثی میں
وفات پائی سہ بیس غزوہ غنیمت کے بعد جب حضور انور نے بنی قریظہ پیور مدینہ کا محاصرہ فرمایا تب حضور
حضرت حسان سے یہ کہا کہ کفار کی بھوکہ دو۔ جبریل تمہارے ساتھ معاون ہیں ویسے عام موقعوں پر یہ فرمایا
کہ تھے کہ الہی میرے حسان کی جبریل سے مدد کر معلوم ہوا کہ مقبولوں کی تعریف کرنا نیکی ہے اور
مردوں کی بھوکہ کرنا نیکی ہے سہ یہاں قریش سے مراد ان کے کفار عربی ہیں جو مذہبی تھے نہ مناسک
جن پر جہاد جائز تھا اس سے معلوم ہوا کہ بھوکہ دانی جہاد ہے جس سے دشمن کے دل زخمی ہوتے ہیں ان کی
جستجو تھی ہے جس پر تلوار کا جہاد جائز ہے اس کہ بھوکہ بھی جائز ہے فدا فی اللہ اور مناسک اور جن کفار سے ہماری
صلح ہو چکی ہو ان کی بھوکہ کی جاوے رب تعالیٰ فرماتا ہے ۔ جادہ الکفار والمنافقین واغلظ علیہم یہ بھوکہ شدت
وغلظت میں داخل ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ مسلمان جواباً بھوکہ کریں ابتلا نہ کریں ۔

قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانٍ
 إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا تَا فَحَصْتَ عَنِ
 اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَقُولُ هَجَّاهُمْ حَسَّانُ فَشَقِي وَأَشَقُّي رَوَاهُ
 مُسْلِمٌ. وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْبَحْثِ لِي حَتَّى أَغْبِرَ لَكُمْ

فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حساں سے فرماتے تے کہ روح القدس تیری
 تائید کرتے رہتے ہیں جب تک کہ تم اللہ رسول کی طرف سے دفاع کرتے ہو لہ اور فرماتی
 ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ حسان نے ان کلمہ کی جہ کی توشفا
 دی اور شفا پائی تہ (مسلم) روایت ہے حضرت برادر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم خندق کے دن مٹی بٹا رہے تھے حتی کہ آپ کا پیٹ چار آدہ ہو گیا تہ

اس طرح کہ کفار اسلام مسلمانوں بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اللہ میں بکواس کرتے تھے تو حضرت
 حسان رضی اللہ عنہ جو اپنا کفار ان کے دین ان کے بتوں کی بکواس میں کرتے تھے حضور اس کے متعلق حضرت
 کو بشارت دے رہے ہیں کہ جب تم جو کے اشعار کہنے لگتے ہو تو جناب جبریل تمہارے دل میں اپنے مضمون
 ڈالتے ہیں تمہاری زبان پر اچھے الفاظ جمع فرماتے ہیں اور تم کو دعائیں دیتے تمہارا احترام کرتے ہیں یہ ہے۔
 حضرت جبریل کی مدد معلوم ہوا کہ دشمنان دین کی بجواسی مدد کی عبادت ہے بعض وقت قصیدے جہاد میں
 بڑی مدد دیتے ہیں ستمبر ۱۹۶۶ء کے جہاد پاکستان میں اسے خوب اچھی طرح آزمایا ہے ریڈیو پاکستان نے
 اس قسم کے قصیدوں کے قادیانہ فانیوں بلکہ سارے پاکستان میں کو گرا دیا جس کا نتیجہ بیست ہی اچھا ہوا یعنی
 پہلے کفار قریش نے مسلمانوں کی بکواس کی جس سے مسلمانوں کے دل زخمی ہو گئے۔ حضرت حسان نے ان سے بدلہ
 لیتے ہوئے کفار کی بکواس کی مسلمانوں کے زخموں پر گویا مریم رکھ دیا ان کے اشعار مریم زخم دل میں
 لگا جب کفار عرب نے مکر مدینہ طیبہ پر یلغار کرنی چاہی تو حضور انور نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا
 حکم دیا اور خود بھی اس کام میں شرکت فرمائی اور سرکار عالی مٹی ڈھوتے جاتے تھے اور یہ اشعار

يَقُولُ وَاللّٰهُ لَوْلَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا
صَلَّيْنَا فَاَنْزَلَ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبَّتْنَا اَلَا قَدْ اَمَرْنَا لَآ
قِيْسَانَ اِلَّا اِلٰهَ الْاَوَّلٰى كَدُّ بَعُوْ عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِئْتَنَةً اَبَيْنَا
بِرَفْعِ بِهَا صَوْتِهٖ اَبَيْنَا مُتَّفَقُوْنَ عَلٰى عَنِ اَنِّسٍ قَالَ
جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ يُخْفِرُوْنَ الْخَضِرٰى وَ
يَنْقُلُوْنَ التَّرَابَ وَهُمْ يَقُولُوْنَ نَحْنُ الْاٰدِمُ بَايَعُوْا

فرماتے تھے رب کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے نہ تو ہم
پر سکون تامہ اگر ہم دشمن سے ٹکر بھیڑ کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ دے یقیناً ان کھنڈ
نے ہم پر زبردستی کی تھی جب انہوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کر دیا اس پر
اپنی آواز بلند فرماتے تھے نبی (سلم نبوی)۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ مہاجرین
و انصار خندق، کھودنے لگے اور کسی بٹانے لگے اور وہ یہ کہتے جلتے تھے کہ ہم وہ
لوگ ہیں جنہوں نے

م پڑھتے جاتے تھے :۔
۱۔ یعنی ہماری ہدایت ایمان اور ہدایت اہل حق تیرے فضل و کرم سے ہے
لولا اللہ کے معنی ہیں لولا فضل اللہ اگر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا۔ اس میں اشارہ ہے اس آیت کریمہ کی طرف
وَمَا كُنَّا لَنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْتَ اِنَّا اَللّٰهُ سَلَّ جَوَکَہ نماز و صدقہ دیگر نیکیوں سے افضل ہیں اس لیے ان
کا ذکر خصوصیت سے فرمایا اہتدینا میں یہ دونوں آگئے تھے سَلَّ اس دعا میں اس آیت کی طرف اشارہ
ہے وَثَبْتَ اَقْدَامَنَا وَانْصَرْنَا عَلَى الْفُجُورِ الْكَافِرِينَ۔ یعنی اے مولیٰ اگر کفار سے ہماری جنگ
سہو جاوے تو ہم کو جہاد میں ثابت قدم رکھ کہ ہمارے پاؤں ان کے مقابلہ میں اکھڑ نہ جائیں سَلَّ الْاَوَّلٰى
مخفف ہے اولئک کا یا اولاد کا اسم اشارہ ہے اس سے اشارہ ہے کفار عرب کی طرف اور ان کے ظلم کی
حاسب خصوصاً ان کفار کی طرف جو اس وقت ساری قوتیں جمع کر کے مدینہ منورہ پر ٹوٹ پڑنا چاہتے تھے۔
۵۔ یہاں فتنہ سے مراد اسلام سے پھیر دینا کفر قتل و غارت میں مشغول کر دینا یعنی ان کفار نے چاہا کہ ہم اسلام
کے بعد پھر کفر قتل و کینتی وغیرہ کریں اس فرمایا میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے دَعُوْا لِمَا تَكْفُرُوْنَ
غالب یہ ہے کہ اشعار خود حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جو بے ساختہ منہ مبارک سے نکل رہے ہیں ۲

مُحَمَّدًا عَلَى الْجَهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيبُهُمُ اللَّهُ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاعْفِرُوا لَنَا نَصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ يُمِثَّلِي جَوْفُ رَجُلٍ فَيُحَايِرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُمِثَّلِي شَعْرًا

محمد مصطفیٰ سے جہاد پر بیعت کر لی جب تک ہم باقی رہیں ہمیشہ کے لئے نہ اور نبی صل اللہ علیہ وسلم انہیں جواب دیتے ہوئے فرماتے تھے انہیں نہیں ہے عیش مگر آخرت کا ہے تو انصار و ہاجرین کو بخش دے اللہ و مسلم بخارہ۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو جو اسے گندہ کر دے اس سے اچھا ہے کہ شعر سے بھر دے

۴ بغیر مصدقہ وارادہ کے +

سہ سبحان اللہ کیا نظارہ ہوگا کہ مومنین اپنے ایمان کے ساتھ خندق کو دور ہے ہیں اور یہ کہیت گاتے جلسہ میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں یہ دعائیں ارتداد فرما رہے ہیں سہ اس فوج عالی میں حضرات صحابہ کو تسکین دینا ہے کہ یہاں کی مشقت پر نہ گہراؤ اعلیٰ زندگی میں دائمی عیش پاؤ گے سہ یعنی ان تمام کو ابھی ابھی بخش دے ان کے سارے گناہوں کی اٹھ جوں یا بچلے اسی گھڑی بخش فرما دے (مرقات) یہ ہے کرم کریم خدا ظاہر یہ ہے کہ انصار و ہجرات میں سے مراد سارے انصار و ہاجرین ہیں اس کام میں شریک ہونے ہوں یا کسی اور کام میں مصروف ہوں سہ بعض روایات میں بجائے قیہا کے بخشا ہے یہی می کے فخر سے کے کسر و دوسری می کے سکون سے یہ بنا ہے ددی سے ددی پیٹ کا وہ زخم جو پیٹ کو دگاڑے لا علاج بنا دے اس سے مرد ہے دگاڑ دے اسے خراب کر دے سہ بعض شاعرین سے فرمایا کہ اس سے مراد ہے اشعار میں بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد کوئی خاص شخص ہے درنا چھ اشعار عام مسلمانوں کیلئے بڑے ہیں مگر قوی یہ ہے کہ اس سے ہر اچھے برے شعر مراد ہی مطلب یہ ہے کہ اشعار میں بہت مسئولیت کہ بروقت اس میں گزارے نہ نماز کا خیال ہو نہ کسی اور عبادت کا بہر حال بڑا ہے خواہ اچھے اشعار ہوں ایسی شغولیت ہو یا برے اشعار میں رہنا دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ بروقت ہی روئے خدا کرتے رہتے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے گاتے رہتے ہیں یہ سب حدیث ہے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ
أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى
قَدْ أَنْزَلَ فِي الشَّعْرِ مَا أَنْزَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَأَنَّمَا شَرُّهُمْ بِهِ نَضَعُ النَّبِيلَ مَا وَاهُ

(مسلم بخاری)۔ دوسری فصل۔ روایت ہے حضرت کعب ابن مالک سے کہ انھوں
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شعر کے واسطے میں جو بات نازل
کیں وہ کہیں نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی تلوار اپنی زبان سے جہاد
کرتا ہے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم اسی شعر سے ان کفار
کو تیر کے مارنے کی طرح مارتے ہو گے

۱۔ عموم پر کسی قید یا تاویل کی ضرورت نہیں۔ بلاوجہ اعلیٰ و قدر میں تاویل یا قیدیں لگانا سمجھ جرم ہے، جیسے مرزا نے کرتے ہیں۔
۲۔ آپ مشہور صحابی ہیں جن کے متعلق سورہ توبہ کی آیات توبہ نازل ہوئیں۔ شعراء اسلام میں بڑے پایہ کے شاعر
ہوئے حضور انور کے سین شاعر تھے۔ حسان ابن ثابت، عبداللہ ابن رواحہ، کعب ابن مالک، حضرت حسان
کفار پر من طبعی کے اشعار لکھتے تھے جبکہ عبداللہ ابن رواحہ ان کے کفر و شرک کی برائیاں بیان کرتے تھے
اور حضرت کعب ابن مالک کفار کو جنگ سے ڈراتے تھے۔ راشدہ مرقات، حضرت کعب انصاری غریزی ہیں
سند میں وفات پائی آپ کی عمر پچھتر سال ہوئی ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے شعر و شعراء کی بہت بڑا نیکل قرآن کریم
میں بیان فرمائی ہیں اور میں حضور کا شاعر ہوں تو کیا میں اور میرے اشعار بھی اس کی زد میں آجائے ہیں اور کیا میں آئندہ
شعر گوئی سے توبہ کر لوں اس سوال میں ایت کریمہ اشعار یتیم الغاویں کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ یعنی تمہارے اشعار اس آیت کی زد میں نہیں آتے وہاں برے شعر کہے والے شعراء مراد ہیں تم تو مجاہد ہو
تمہاری شعر گوئی جہاد ہے اور تمہارے اشعار کفار کو مارتے تیر و تلوار اس لیے رب تعالیٰ نے وہاں
اس آیت کے متصل ہی فرمایا الا الذین آمنوا زناہ جالبیت میں فحش گوئی شراب و حسین و عورتوں کی
تعریف میں شعر گوئی کا عام رواج تھا۔ اسے قرآن کریم نے رد کیا۔

۴۔ سبحان اللہ کیا پیارا جواب ہے یعنی مجاہد مسلمان تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور ۲

فِي شَرِّهِ السُّنَّةِ وَفِي الْإِسْتِيعَابِ لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ أَتَتْهُ قَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاذَا أَتَرَى فِي الشُّعْرِ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ
يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ + وَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَعَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَيَاءُ وَالْعِي شُعْبَتَانِ
مِنَ الْإِيمَانِ وَالْبِدَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ الْإِثْقَانِ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ + وَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

(شرح سنن) اور استیعاب عبد البر میں ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور شعر
کے متعلق کیا فرماتے ہیں تو فرمایا کہ مومن اپنی تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے ۔
روایت ہے حضرت ابو امامہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا
کہ حیا اور خاموشی ایمان کی دو شاخیں ہیں اور غش گرتی زیادہ ہونا نفاق کی دو
شاخیں ہیں (ترمذی) روایت ہے ابو ثعلبہ خشنی سے ہے
کہ رسول اللہ

اشعار سے بھی تلوار کھارنا ہنہار کے اجسام نابکار کو زخمی کرتی ہے اور تمہارے اشعار ان کے دلوں کو
چھلنی کرتے ہیں تم ان اشعار میں خواب پانے پہلے بھی جہاد کے موقد پر قصیدے جہاد کو گرا دیتے ہیں +
سلسلہ یہ حدیث صحیح ہے مسلم بخاری کی شرط پر ہے و مرقات
سلسلہ غی کے معنی میں حیران اور کلام سے عاجزی بیان مراد ہے کم گوئی یعنی زیادہ خاموشی اور کم گوئی مومن
کی نشانی ہے کم گو آدمی اپنے باطل کی اصلاح زیادہ کرتا ہے ۔
سلسلہ یعنی ہر بات سے دھڑک منہ سے نکال دینا منافق کی پہچان ہے زیادہ بولنے والا گناہ بھی زیادہ
کرتا ہے یعنی اسی فی صدی گناہ زبان سے ہوتے ہیں ۔

سلسلہ آپ کا نام جریم ابن ناشب ہے قبیلہ خثن سے ہیں اسی قبیلہ کے موٹ کا نام خثی ابن نمر تھا جریم اپنی کنیت میں زیادہ
مشہور ہے یعنی ابو ثعلبہ۔ آپ بیعت الرضوان میں شریک تھے حضور انور نے آپ کو خیر کی غنیمت سے حصہ دیا ۔
آپ کی تبلیغ پر آپ کی قوم ایمان لائی ۵۵ھ وفات پائی بعض نے فرمایا کہ امیر معاویہ کے زمانہ میں
فوت ہوئے (اشعری)

عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا أَحْبَبْنَا إِلَيْ وَأَقْرَبَكُمْ
قَبِيَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَحَابِسُكُمْ أَحَادِقًا وَإِنَّا أَبْغَضَكُمْ
إِلَى وَأَبْغَضَكُمْ قَبِيَّ مَسَاوِيكُمْ أَخْلَاقًا أَلْثَرُ شَارُونَ
الْمُتَشَدِّقُونَ الْمُتَفِيهِقُونَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ
الرُّيَاسِيَّاتِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ عَنْ جَابِرٍ وَسُفْيَانَ
رَوَاهُ ابْنُ أَبِي بَرَكَةَ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي رَاسٍ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي رَاسٍ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے مجھے سب سے پیارا اور قریب کے
دن مجھ سے بہت قریب تم میں سے مجھے اخلاق والا ہے نہ اور تم میں سے مجھ کو
بہت ناپسند اور مجھ سے بہت دور برے اخلاق والے ہیں یہ جو زیادہ بولنے والے
متہ پخت فراغ گو شکریہ سے (بے ہمتی)۔ شعب (الایمان) اور ترمذی نے اس کی مثل حضرت
جابر سے روایت کی اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ
بحم ثر شاردن اور

سہ کیونکہ خوش خلق آدمی اکثر نیک اعمال زیادہ کرتا ہے۔ گناہ اس سے کم سرزد ہوتے ہوئے ہیں۔
اخلاق سے مراد اخلاق محمدی ہیں کفار پر سخت مومنوں پر بہت ہی نرم۔ دیا اندازی۔ وعدہ پورا کرنا
معاملات کا درست ہونا سب ہی خوش خلقی میں داخل ہیں۔ خیال سب سے کہ خوش خلقی۔ خوش حال میں
فرق ہے یوں بد خلقی اور استغناء میں فرق ہے سہ کیونکہ بد خلقی اکثر بد عمل ہوتے ہیں بد خلقی خود بھی بد عمل ہے
اور سب سے بد عملیوں کا ذریعہ۔ جھوٹ۔ خانت وعدہ خلافی بد معاملی سب ہی بد اخلاق کی شاخیں ہیں۔
سہ ثر شاردن شاہ ہے ثر شاردن سے بمعنی کثرت کلام یا ایک باب کو بار بار کہنا متشدد قون بنا ہے۔ متشدد سے
یعنی مذہ کا جبر۔ متشدد وہ ہے جو مذہ بھر کر باتیں کرے ایسے کے۔ سب یا دے کے سے کھلے
رہیں اور متفہقون بنا ہے جن سے بمعنی وسعت و فراخی بھی سب ہی کلام کرے
والا جسے اردو میں کہتے ہیں۔ بکلی فارسی میں کہتے ہیں۔ بسیار گو
ایک شاعر کہتا ہے۔

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو ارشاد ملک موند خدا سرار جو

الْمُتَشَبِّهُونَ قَوْمًا الْمُتَفَيِّهُونَ قُلُوبَ الْمُتَكَبِّرُونَ وَعَنْ
سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا تَقْدُمُ السَّاعَةَ حَتَّى يُخْرِجَ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ
بِالسِّنِّتِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ بِالسِّنِّتِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ اللَّهُ يُبْغِضُ الْبَلِيَّةَ مِنَ الرِّجَالِ

متشبهون کو تو بہتے ہیں مگر متفہقون کیا ہے؟ نیز اس سے روایت ہے حضرت
سعد بن ابی وقاص سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت
میں قوم جو کھجور کی جھونکیوں کی جھونکیوں سے اُسے کھائیں گے۔ جیسے
کھانیں اپنی زبانوں سے کھائی ہیں۔ روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عمر سے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے اُسے بلیغ آدمی
کو ناپسند کرتا ہے۔

۱۔ یعنی متفہقوں سے ہماری مراد وہ لوگ ہیں جو کمزراہب ہو، اپنی مجلس میں کسی کو بولنے میں جرات نہ ہو ان سے
اپنی کچھ نہ کہہ سکے ۲۔ یعنی ان کا اندیشہ معاش یہ ہے کہ کسی نیکو سامانہ حصول تعریف میں قصیدہ کہہ دیا
اور انعام حاصل کر لیا کسی کے دشمن کی برائی میں نظم کہہ ڈالی اور کچھ وصول کر لیا لوگوں کو فصیح و بلیغ حشو
کلام سے چندہ کر لیا یعنی صرف زبان سے کہانی کریں گے۔ جیسا کہ جاہلیت کے شعراء کا دستور تھا
وہ ہی پھر ہر عادی سے گا۔ نعت خواں نعت گو علماء و عظیم اس میں داخل ہیں بشرطیکہ باعمل ہوں علماء و
حرام آمدنی میں فرق کریں اسی لئے آگے بیان ہو رہا ہے مسئلہ کاٹے میدان میں کھاتے وقت ہر سوکھی
گھاس نہیں دیکھتی حواس سے آجائے اسے کھا لیتی ہے حتیٰ کہ کبھی دو دو کھک بوٹی بھی کھا جاتی ہے جس سے
بیمار بلکہ ہلاک ہو جاتی ہے یہی اس شخص کا حال ہے جو حلال و حرام نہ دیکھے جو ملے کھائے۔
۳۔ بلیغ یا تو بلاغت سے ہے یا مبالغہ سے اگر بلاغت سے ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جو کوئی صرف کلام
کی خوبیوں میں کو شمش کرے سچ جھوٹ کی پرواہ نہ کرے اگر مبالغہ سے ہے تو مطلب ظاہر ہے کہ وہ
شخص لوگوں کی تعریف یا بھجور میں مبالغہ کرے حصول بھی مات کی پرواہ نہ کرے۔

الَّذِي يَخْلُلُ بِلِسَانِهِ كَمَا يَخْلُلُ الْبَاقِرُ بِلِسَانِهَا
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ . وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةً أُسْرِي بِي بِقَوْمٍ تُقْرَعُنُ
شَفَاهُمْ بِمَقَارِئِهِنَّ مِنَ الْمَنَارِ لَقُلْتُ

جو اپنی زبان کو کھیرتا ہے جیسے گائے اپنی زبان کو پھرا دیتی ہے (ترمذی، ابو داؤد)،
ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے
ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس رات ہم کو سیر کرائی گئی (معراج)
ہم ایسی قوم پر گزرتے جن کے ہونٹ آگ کی تھینگیوں سے کاٹے جاتے تھے۔ تو
ہم نے کہا کہ

اے نخل بنابے حلل سے یعنی درمیان یا حج اس سے بہے غلال وہ تنکا جو دانتوں کے بیچ میں جائے تھل
کے معنی ہوئے اپنی زبان کو منہ کے بیچ میں گھمائے یعنی بہت بولے بغا احتیاطی سے بولے اس کے
ذریعہ روزی کھائے بسے احتیاطی سے کھائے جیسے گائے باہر زبان نکال کر گھوما کر چار اپڑتی منہ
میں لے جاتی ہے۔ اچھی بری چیزوں میں فرق میں کرتی دمقات، اشعہ، بقر، بقر، باقر، باقرہ سب
کے معنی ہیں۔ بیل گائے بقر کے معنی ہیں چیرنا۔ چونکہ گائے میل کے ذریعہ زمین میں چلا کر چیری جاتی ہے
اس لیے اسے باقرہ کہتے ہیں یعنی زمین کو چیرنے والی۔ بڑے عالم کو باقر العلوم کہتے ہیں گویا اس
نے علم کو چیر کر اس پر قبضہ کر لیا ہے اس لیے ایک امام کا نام باقر ہے اس میں وہ داعین بھی داخل
ہیں جو خاص پستہ و اعظ ہیں صرف روزی کمانے کے لیے تقریری کرتے ہیں سو لوگوں کو خوش کرے کے
اور کوئی غرض نہیں رکھتے۔ یہاں مرقات نے بروایت حاکم حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً حدیث
نقل فرمائی۔ کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے عالم آخرت کے جابل کو ناپسند فرماتا
ہے۔ وعظ تبلیغ دین کے لیے چاہیے سٹہ یعنی لوہے کی تھنجی آگ سے گرم کی ہوئی۔
آگ بھی دوزخ کی توان کا مچنا گرم ہونا بھی سہاوت ہی سخت ہوگا

يَا حَبْرَيْلُ مَنْ هُوَ لَا قَالَ هُوَ لَا عِ حُطْبَاءُ أُمَّتِكَ الْكَذِبِينَ
يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ حُرُوفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِي بِهِ
قُلُوبَ الرِّجَالِ أَوْ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ حَرْفًا وَلَا عَذَابًا وَلَا أَجْرًا أَبُودَاؤُدُ ۝ وَعَنْ
عُمَرَوِ بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا وَقَامَ

بہرہ یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ آپ کی امت کے داعظین ہیں نہ جو کہتے ہیں وہ
کہتے نہیں نہ (ترمذی) اور فرمایا - حدیث غریب ہے - روایت ہے حضرت ابو
ہریرہؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات کا میرا پیچیر
سیکھے تھے تاکہ اس سے مردوں یا لوگوں کے دل پھانس لے تو اللہ تعالیٰ قیامت
کے دن اس کے نہ فرائض قبول فرمائے گا نہ نوافل سے (ابوداؤد) - روایت
ہے حضرت عمرو بن عاص سے کہ انھوں نے ایک دن مسعرا یا
علا کہ ایک

سے مرقات نے فرمایا کہ حطبہ میں سے عمل عام، وعظ، شاعر سب ہی داخل ہیں خیال ہے کہ یہ عمل عام سے مراد عام
نہایت پر بھی سے خطرناک بھی مسئلہ فی سائنہ وعظین عمل کا وعظ ہی سہی کرے شعر خونی حوش الحاشی جھٹے کہاں میں
وقت پورا کرتے ہیں عام سے گویا حلال سینہ میں کہ سننے والے بھی تماشائی ذہنی عیاش ہوتے ہیں ہم نے وہ زیادہ
دیکھا ہے جب مسلمان علماء کے وعظ سن کر بعد میں یار کرتے تھے کہ مومن صاحب نے آج فلاں فلاں مسئلہ
بیان کیا مسئلہ صرف کے جرم معنی میں ایک مضمون کو مختلف جہتوں سے بیان کرنا، اچھی عبارت بولنا، جھوٹی
بات سچی کر کے دکھانا یہی جو عالم ہے درگھنگو ڈنگاٹے کی تقریریں کرنا اس لئے سیکھے کہ لوگ اس کے جال
میں پھنس جائیں لوگ اس کے مستعد ہو جائیں مسئلہ صرف وعظ کے بہت معنی ہیں صرف فرض، عدل، نفل، صرف
نویہ، عدل، فدیہ، صرف عبادات، نفل، درستی معاملات یعنی ایسے ریاکار کے اعمال بارگاہ الہی میں قابل قبول
نہیں دیکھا ہے کہ اس نے علم دین دیا کیلئے حاصل کیا اللہ کی، علیٰ نعمت کی ہے قدسی کی ۛ

رَجُلٌ قَالَتْ اَلْقَوْلَ فَقَالَ عَزَّ وَتَوَقَّصَدَ فِي قَوْلِهِ لَكَانَ
خَيْرًا اَلَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَقَدْ رَأَيْتُ اَوْ اَمَرْتُ اَنْ اَتَجَوَّزَ فِي الْقَوْلِ قِيَاَ الْجَوَاثِ
هُوَ خَيْرٌ رَوَاهُ الْاَبُو دَاوُدَ وَ عَنْ مَخْرِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ

میری کھڑا ہو تو بہت باریں کہیں نہ تب حضرت مرد نے فرمایا کہ اگر یہ اپنے کلام
میں اختصار کرتا تو اپنا بڑا حصہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
کہ میں مناسب سمجھتا ہوں یا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ کلام میں اختصار کیا کروں
سے کیونکہ مختصر نثر میں بہتر ہے (ابو داؤد) روایت ہے حضرت مخرب بن عبد اللہ
ابن بڑیدہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے ماوی سے فرماتے ہیں میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بعض بیان

سہ یعنی بہت سی تقریر کی نہایت صیح و بلیغ تاکہ لوگ اس کے کمال کے قائل ہو جاویں لوگ اس کی حد از تقریر سے
گھبرا گئے کہ گئے سہ کہ زیادہ باریں لوگ محمول جاسے میں دلوں پر اثر میں ہوتا بہتر ہے کہ کلام مختصر ہو مگر
دانش میں اور مزید دسے ہر کلام میں حصہ واحد نصیحت میں اختصار مفید ہے اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے ۔
غیر الکلام ماقول و دل لوگوں کو اہم رہتا ہے سہ اس حدیث کی اسناد میں محمد بن اسماعیل ابن عباس
راوی ہے اسے محمد بن نے صیغہ فرمایا ہے سہ بریدہ اسلمی مشہور صحابی ہیں ان کے فرزند عبد اللہ ابن
بریدہ تابعی ہیں مرد کے تابعی رہے۔ ان کے صاحب سلیمان ابن ربیعہ ان سے زیادہ عالم و متقی تھے۔ حضرت ابن
عبد اللہ بھی تابعی ہیں کالقب مروزی ہے انھوں نے اپنے دادا حضرت بریدہ سے ملاقات کی ہے حضرت
بریدہ عزوہ بدر سے پہلے پہل لائے مگر اس عزوہ میں شریک نہ ہوئے مبعوث رضوں میں حاضر تھے مدینہ کے رہنے
والے تھے پھر بصرہ پھر خراسان میں رہے یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں مقام مرو میں وفات پائی
۴۷۰ ماسکتہ میں اور مرو میں ہی دفن ہوئے آپ سے بہت لوگوں نے احادیث

مِنَ الْبَنَانِ سَحَرًا وَإِنِّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْدًا وَإِنِّ مِنَ الشَّعْرِ حَكِيمًا
وَإِنِّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا وَإِنِّ أَبُو ذَرٍّ الْقَسْبُ الثَّالثُ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحْشَانِ مُشَبَّرًا فِي السَّجْدِ يَقُومُ عَلَتْهُ
ثُمَّ يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَوْ يَتَنَفَّسُ وَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بارد میں اور بعض علم جہالت ہے نہ اور بعض شعر حکمت میں ہے اور بعض
کلام وہاں میں ہے لاہو واؤر، میسری فصل۔ روایت ہے حضرت عائشہؓ
سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب حنان کے لئے مسجد میں
منبر رکھتے تھے جس پر وہ سیدھے کھڑے ہوں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے غز کرتے تھے یا دفع فرماتے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے۔

سہ غیر ضروری چیزیں سیکھا ضروری چیزیں نہ سیکھا حیالت ہے بعض لوگ بجائے علم دین کے فلسفہ منطوق ریاضی میں عمر
صرف کر دیتے ہیں یہ حیالت ہے یوں ہی جو علم دستک نہ پہنچائے وہ حیالت ہے یوں ہی علم بے عمل حیالت ہے یا علم
کا دعویٰ ہو مگر علم نہ ہو یہ حیالت مرکبہ ہے جس علم کے ساتھ عقل یا معرفت نہ ہو وہ حیالت ہے۔ سب بعض علما
نے بہت سے علوم اشعار میں بیان کر دیئے ہیں ایک برگ نے سارے قرآن مجید کی تفسیر پنجابی اشعار میں لکھی
تفسیر سورہ یوسف اعظم میں تو بہت لوگوں نے لکھیں یہ اشعار حکمت ہیں ال۔۔۔ سے علم کی متابعت ہوتی ہے۔
تھ یا کہنے والے پر وہاں کہ اپنے کلام سے یکتا اجاز سے یا سننے والے پر وہاں کہ وہ اکثراً جاؤں گے مگر یہ ختم ہی نہ کرے
یاد سمجھ نہیں اور یہ کہے جاوے کہ حضور کی نعمت شریف پڑھنے کے لیے یا منبر میں عرب کی بھوک کرنے کے
لیئے سبحان اللہ کیا تعدیر ہے حضرت حسان کی کہ حضور اور کی مجلس مبارک میں مسجد نبوی سرپ میں آپ کو ممبر عطا ہو
وہاں ہے نعمت خوبی نعمت گوئی اللہ کی رحمت ہے لشرطیکہ مقبول ہو شہ معنی حضور کی سرپ آوری اور جو اپنے کو حضور
کی اتباع منصب ہونے پر فخر کرتے تھے وہ انسابت کو فخر ہے تیری ذرا سے بے نور خاثرہ کا ستارہ میرے بغیر
با سبکین سے حضور کا بدلہ لیتے تھے کہ ان کی بھوک کرنے سے حضور انور کے نصائل بیان فرماتے تھے۔ ۲۵

إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ حُسْنَ بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا نَاقَحَ أَوْ فَاحَزَ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا وَاهُ الْبُخَارِيُّ
وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ
يُقَالُ لَهُ الْجَشَّةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ

کہ شد جدید جبریل حضرت حسان کی مدد فرما ہے جبکہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے غز کرتے ہیں یا دفع کرتے رہتے ہیں نہ (بخاری)۔ روایت ہے حضرت انس سے
فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مدی خوں تھا جسے انجشہ کہا جاتا تھا، وہ وہ
تھا غرض آواز سے گراس سے

۳۴ آپ خود سنتے اور لوگوں کو سنتے کا حکم دیتے تھے حضرت حسان کو دعائیں دیتے تھے ۛ

۳۵ یعنی میں دیکھتا ہوں کہ جب تک جناب حسان ہماری نعمت خوالی کفار کی بیجو کرتے ہیں ان کے سر پر حضرت جبریل علیہ
السلام کا ہاتھ ہوتا ہے اس ہاتھ کے اثر سے ان کے دل میں اچھے مضامین پیدا ہوتے ہیں اچھے الفاظ بھرجھ میں آتے ہیں
اچھی طرح اخلاص کے ساتھ ادا ہوتے ہیں یہ سب کچھ حضرت جبریل کی مدد کا نتیجہ ہے خیال رہے کہ دوست چند چیزوں
کے ہوتے ہیں اپنا دوست وہ دوست۔ اپنے دوست کا دوست وہ دوست۔ دشمن کا دشمن وہ دوست بولادی دشمن چند
قسم کے ہیں اپنا دشمن۔ اپنے دشمن کا دوست۔ اپنے دوست کا دشمن۔ حضرت حسان حضور کے دوست حضور کے دوستوں
کے دوست اور حضور کے دشمنوں کے دشمن تھے لہذا آپ انہوں قسم کے دوست تھے اس لیے آپ کا یہ دھڑبھا
چونکہ حضرت جبریل انبیاء کرام پر وحی لاتے رہے اور وحی روح ہے لہذا آپ کا نام روح ہوا قدس رب تعالیٰ کا نام
شریف ہے تو معنی ہوئے کہ رب تعالیٰ کی روح یعنی اس کی پسندیدہ روح سہ مدی یا خدا وہ گانا ہے جس سے
اونٹ کو مستی دل کر چلا یا جاوے اونٹ گانے ۔ کا عاشق ہے جیسے سانب خوش آواز کا جب اونٹ تھک جاتا
ہے تو خوش آواز سے اسے گانا سنایا جاتا ہے جس سے مست ہو کر خوب تیز دڑتا ہے اس گانے کو
مدی اور گانے والے کو حاد کہتے ہیں حضرت انجشہ بڑے خوش آواز تھے اس لیے مدی خواں آپ ہوتے تھے
مدی کی ابتداء کیسے ہوئی اس کے متعلق یہاں مرقعات نے عجیب واقعات بیان کیے ایک مدی نے اپنے
غلام کو مارا ۳۶ کا ہاتھ کاٹ کھایا غلام خوش آواز تھا وہ گجر اسٹ میں بولادی۔ دی۔ دی بھائے مدی مدی
کے مدی دی کہا اور سٹ کو اس پر وجہ آتا تب سے مدی کا دستور قائم ہوا بعض نوتن، کان مدی کے مدی ۔۔

اساؤں کو مدی۔ اب سٹ ایشی کسیت ابو امیہ مٹی ہشی تھے حضور کے آزاد کردہ غلام ۛ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَيْدًا لَكِ الْجَنَّةُ لَا تُكْسِرِ
الْقَوَارِيرَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِي ضَعْفَةَ النِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذَكَرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الشَّعْرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ
كَلَامٌ فَحَسَنٌ حَسَنٌ وَقَبِيحٌ قَبِيحٌ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِي وَرَوَى

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اجنبہ جھوڑے کی پتی شیشیاں نہ توڑو۔ قتادہ
فرماتے ہیں یعنی کمزور دل عورتیں نہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عائشہؓ
سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شعر کا ذکر کیا گیا تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایک کلام ہے اچھا شعر اچھا ہے اور بُرا
شعر بُرا ہے (دارقطنی)۔

۱۔ یعنی میرے ساتھ سفر میں عورتیں بھی ہیں جن کے دل کچی شیشی کی طرح . . . کمزور ہیں۔
خوش آمدنی ان میں بہت جلد اثر کرتی ہے اور وہ لوگوں کے گانے سے گناہ کی طرف مائل ہو سکتی
ہیں اس لیے پنا گانا بند کر دو۔ یہ فرمان عالی تا قیامت عورتوں کے متعلق ہے۔ ورنہ صحابیات
کے متعلق فسق و فجور کا وہم بھی نہیں کیا جاسکتا مقصد یہ ہے کہ مرد عورتوں کو گانا نہ سنانے اس
طرح عورتیں مردوں کو گانا نہ سناں کہ اس سے عشق و ہوا مانی پیدا ہوتی ہے۔ شعر
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

بہت مرد ریڑ پر عورتوں کے گانے سن کر ان کے عاشق ہو گئے یوں ہی عورتیں مردوں کا گانا سن کر
اغوا ہو گئیں۔ حضور کا ہر فرمان حق ہے عورت کا دل کچی شیشی کی طرح کمزور اور جلد اثر سے در
ہوتا ہوتا ہے اس لیے اسلام ے گانا بجانا حرام کیا۔ بعض شارحین نے اس کے معنی کیے
کہ تمہارے گانے سے اونٹ تیز دوڑینگے جس سے عورتوں کو تکلیف ہوگی مگر یہ درست نہیں
کہ تیز دوڑنے کی تکلیف تو مردوں کو بھی ہو سکتی ہے۔ پھر صرف عورتوں کا ذکر کیوں ہوا۔ پہلی توجیہ
قوی ہے۔ ۲۔ یعنی شعر کی اچھائی برائی اس کے مضمون سے ہے بعض شعر بڑا صاف عبارت ہے
بعض کفر بعض ثواب! جیسا مضمون ویسا حکم ۛ

الشَّافِعِيُّ عَنْ حُرَّةَ مُرْسَلًا، وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
قَالَ بَيْنَانُ حَنْ يُسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ بِالْعَرَبِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا الشَّيْطَانَ أَوْ امْسِكُوا
الشَّيْطَانَ لِأَنَّهُ يَمْتَلِي جَوْفَ رَجُلٍ قِيمًا خَيْرًا لَهُ مِنْ
أَنَّهُ يَمْتَلِي شَعْرًا مَرَوَاةً مُسْلِمًا، وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغِنَاءُ يُبَيِّتُ النَّفَاقَ
فِي الْقَلْبِ كَمَا يُبَيِّتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ مَرَوَاةً الْبَيْهَقِيُّ فِيهِ

اور شافعی نے حورہ سے ارسالاً روایت کی۔ روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے
فرماتے ہیں اس حال میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام عرب میں
چل رہے تھے کہ ایک شاعر شعر پڑھتا سنانے آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بجز بوشیطان کو یا روک بوشیطان کو کہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے
بھرا ہوا اس کے لئے اس سے اچھا ہے کہ شعروں سے بھرا ہو جہ (مسلم)۔
روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں سنرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ گانا دل میں نفاق ایسا لگاتا ہے جیسے پانی کھیتی کو جہ (بیہقی)۔

۱۔ عرب بن کا ایک شہر بھی ہے علاقہ حیرل میں ایک میدان بھی کہہ منظر کے رستہ میں ایک منزل بھی مدینہ منورہ سے ہے۔ اکثر
میل پر یہاں یہ تیسرے معنی مروی ہے کہ یعنی یہ شاعر انسان شیطان ہے اسے شعر پڑھنے سے ملک و شایر اس کے اشار
تکدسے و اہماک تھے جن میں زنا، شراب، عورتوں کی تعریفیں تھیں جیسا کہ جاہلیت کے شعراء کے کلام میں دیکھا جاتا ہے
میں نے روک دیا گیا کہ اس کی شرح پہلے عرض کی گئی کہ بارے اشعار مراد ہیں یا اشعار کا طبیعت پر غلبہ کہ اسے گانے کے
سوا کچھ سوچتے ہی نہیں اس سے ارشاد ہوا ان یہی سہ یعنی مرد کا گانا خود گانے والے اور سننے والے کے دل میں منافقت
پیدا کرتا ہے۔ مرد عورت کا گانا یا عورت مرد کا گانا یا باجویر کا گانا اس سے جڑ بے جڑ کہتے ہیں الغنائیۃ الزنا۔ یعنی گانا
زنا کا متر ہے مراد گانے سے ہے۔ یہ ہے جو ادب پر عرض کیا خوش الحانی سے نعت شریف حضرت حسان پڑھتے نظر۔

شُعْبُ الْإِيمَانِ : وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي طَرِيقٍ فَسَمِعَ مَرْمًا أَقْوَمَ إَصْبِيْعِيهِ فِي أُذُنَيْهِ وَنَاءَ عَنِ الطَّرِيقِ إِلَى الْجَانِبِ الْأَخْرَثِ ثُمَّ قَالَ لِي بَعْدُ أَنْ بَعْدَ يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قُلْتُ لَا فَرَّقَهُ إَصْبِيْعِيهِ مِنْ أُذُنَيْهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ مَوَدَّتَ يَرَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ قَالَ نَافِعُ وَكُنْتُ إِذَا ذَاكَ

(شعب الایمان)۔ روایت ہے حضرت نافع سے فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر کے ساتھ ایک راستہ میں تھا کہ آپ نے باہر کی آواز سنی تھی تو اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں لگا لیں اور راستہ سے دور بیٹھ گئے۔ دوسری طرف پھر دور جا چکے تھے بعد مجھ سے فرمایا کہ اے نافع کیا تم کچھ سنی ہو میں نے کہا نہیں تب آپ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے نکالیں تھ فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو حضرت نے ہانسی کی آواز سنی تھی تو یونہی کیا جو میں نے کیا نافع فرماتے ہیں کہ اس وقت میں

میں حضور کی تشریف آوری کے موقع پر مدینہ منورہ کی بنی بنجار کی بچیوں نے گیت گائے ہیں۔ شادی۔ عید کے موقع پر بچیوں کو حضور نے۔ چمے گیت گانے کی اجازت اعلیٰ عورتوں سے مراد نفرت بھی نہ سنیں کہ آواز میں دلکشی ہوئی ہے اسی لئے عورتوں کو اذان دینا تکبیر کہنا خوش الحانی سے اجنبیوں کے سامنے تلاوت قرآن کرنا سب مسموع ہے عورت کی آواز بھی ستر ہے :

سلا یعنی صرف باجہ کی آواز سنی بغیر گانے کی آواز کے غانا گانا بھی ہو رہا ہوگا مگر اس کی آواز سبیاں نہیں کر رہی ہوں ڈھکوں کی آواز دھڑک جاتی ہے گانے والے کی آواز تھوڑی دور ہی پہنچتی ہے سلا یہ آپ کا انتہائی تقویٰ ہے جس پر عمل آج کل قرینہ ناممکن ہے آج ریڈیو۔ لائڈا سپیکر کے روبرو ہستی کے گوشہ گوشہ میں گانے کی تیز آوازیں پہنچتی ہیں کبھی تو لوگوں کو سونے نہیں دیتیں سلا یراع ی اور ر کے لٹھ سے بھی اغوزہ یا بانس بانس کے ٹکڑے ہیں چند

سورج نرسا سے

سے کا ہے

صَغِيرَةً وَكَأَسْحَدُ وَأَبُو ذَاؤُدَّ : بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ
وَالْغَيْبَةِ وَالشَّيْءِ الْفَضْلُ الْأَوَّلُ عَنْ سَهْلِ بْنِ
سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
يُضْمِنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَخْذَمَ

پھرنا تھا (احمد۔ ابو داؤد) زبان کی حفاظت اور غیبت اور گالی کا بیان سے پہلے
فصل۔ روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ جو کوئی مجھے اپنے دو چیزوں اور دو پاؤں کے درمیان کی چیزوں کی ضمانت
دے۔ میں اس کے لئے

اسلہ یہ ایک شبہ کا جواب ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ نے خود تو کانوں میں انگلیاں دے میں تاکہ گانے باجے کی آواز
نہ سنیں مگر اپنے غلام حضرت نافع کو اس کا حکم نہ دیا اس کی وجہ کیا ہے جواب یہ دیا کہ میں اس وقت نابالغ بچہ تھا مجھ
پر حکام شرعہ خصوصاً درع و تقویٰ کے احکام جاری نہ تھے ورنہ مجھے بھی آپ اس کا حکم دیتے۔ غالباً
حضرت عبداللہ ابن عمرؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واقعہ پر نابالغ ہو گئے۔ خیال رہے کہ
ان دونوں موقعوں پر گانے باجہ والا آدمی کوئی غیر مسلم ذمی ہو گا اس لئے آپ نے اسے گانے سے
نہ روکا خود کانوں میں انگلی دے لی کہ کفار کو بھی جیسے کاموں سے مسلمان نہیں روکتے (مرقات) لہذا حدیث پر نہ تو
یہ اعتراض ہے کہ حضرات صحابہ کے گھروں سے گانے باجوں کی آوازیں آتی تھیں نہ یہ کہ حضرت ابن عمرؓ نے گانے
والوں کو منع کیوں نہ فرمایا اسلہ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں من الغیبۃ والشتم ہے تو معنی ظاہر میں یعنی اپنی زبان
کو غیبت اور گالی سے محفوظ رکھنا عام نسخوں میں اسے ہے تب معنی یہ ہوں گے کہ اپنی زبان کو ہر بری چیز
خصوصاً غیبت و گالی سے محفوظ رکھنا۔ خیال رہے کہ کسی مسلمان کے غیر مشہور عیب اس کے پس پشت
بلوغت بیان کرنا غیبت ہے خواہ وہ شخص زندہ ہو یا مردہ موجود ہو یا غائب۔ غیبت حرام ہے اور ہر فرس
کلام شتم ہے سب عام ہے شتم خاص۔ غیبت کی یہ تعریف اور تعریف کی یہ قیود خیال میں رکھنی چاہئے۔
لغوی غیبت کہیں حرام ہے کہیں کفر کہیں جائز کسی واجب فرض مسلمان کی غیبت بلا وجہ حرام ہے انبیاء و اولیاء
کی غیبت جو جنت کی بشارت یافتہ میں کفر ہے جیسے رد افس کا تبرا اور راویان حدیث کی غیبت
واجب ہے تاکہ احادیث صحیح و غیر صحیح مخلوط نہ ہو جاویں کسی کے شر سے مسلمان کو بچانے کے
لئے غیبت کرنا ہے واجب ہے

الْجَنَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۖ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ
 سِوَايَ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا مَالًا سِرْفَةً اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ
 وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخِطِ اللَّهِ لَا يُلْقَى بِهَا
 مَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لَهَا
 يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ بَعْدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

جنت کا خاص نچول نے (بخاری)۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرماتے ہیں فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ رضا الہی کا کوئی کلمہ بول دیتا ہے جس کی پڑا
 بھی نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے دہے بڑھا دیتا ہے نہ اور بندہ اللہ
 کی ناراضی کی کوئی بات کر دیتا ہے جس کی پڑا بھی نہیں کرتا اس کی وجہ سے دوزخ میں گر
 جاتا ہے (بخاری) اور مسلم بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اس سے آگ میں گر
 جاتا ہے مشرق و مغرب کے فاصلے کے برابر

۱۰۔ دوزخوں کے درمیان کی چیزیں تو وہی ہیں جو دنیا میں ہیں۔ یعنی اپنی زبان کو جھوٹ غیبت نامائز
 باتیں کرنے سے بچائے اپنے من کو حرم غذا سے محفوظ رکھے اپنی شرمگاہ کو زنا کے قریب نہ جانے دے ظاہر بات ہے
 کہ ایسا مسلمان مومن متقی ہوگا۔ خیال رہے کہ قریش انشی فی صدی گناہ زبان سے ہوتے ہیں جو اپنی زبان کی پابندی کرے وہ
 جو چوری ڈکیتی قتل بھی نہیں کرتا انسان حرم جب ہی کرتا ہے جبکہ جھوٹ ہونے پر آمادہ ہو جھوٹے کہ اگر بھولا گیا تو میں انکار کر
 دوں گا۔ جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ خیال رہے کہ حضورؐ کی ضمانت تا قیامت انسانوں کے لیے ہے
 اور حضورؐ کی ضمانت خدا کی ضمانت ہے ۱۱۔ یعنی بعض باتیں انسان کے نزدیک معمولی ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم الشان
 کہ بولنے والے کو عظیم الشان بنا دیتی ہیں ۱۲۔ یعنی بعض باتیں انسان کی نگاہ میں نہایت معمولی ہوتی ہیں۔ رب تعالیٰ کے نزدیک
 بدترین جرم کہ انسان کو دوزخی بنا دیتی ہیں لہذا زبان کی بہت ہی حفاظت چاہیے ۱۳۔ دوزخ میں جس قدر نیچائی زیادہ اسی
 قدر عذاب سخت جنت میں جس قدر اونچائی زیادہ اسی قدر ثواب اعلیٰ دوزخ کا طبقہ ہاوی سب سے نیچا ہے مطلب یہ
 ہے کہ بد عملی کی وجہ سے انسان دوزخ کے اپنے طبقے میں جاویگا جہاں عذاب ہکا بھکا ہے مگر بری کلام کی وجہ سے

یہاں کافر عشق سے مراد ہے عشق کا چھپانے والا اسے دل میں رکھنے والا وہی تعالیٰ فرماتا ہے: یٰکفر ما تطاعوت ویؤمن
ماداً، جو کوئی بتوں کا انکار کرے اللہ پر ایمان لائے یہاں کفر یعنی انکار ہے لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں البتہ نوری
فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بہت مشکل ہے فقیر نے جو توضیح کی ہے ان شاء اللہ اس سے تسکال مند ہوتا ہے۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِيحُ رَجُلٌ رَجُلًا بِالنَّفْسُوتِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ كَذَلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبْتَانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ

(مسلم بخاری)۔ روایت ہے حضرت ابو ذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص کسی شخص کو فسق کی بد کفر کی تہمت نہیں لگاتا مگر وہ اسی پر لوٹتا ہے اگر اس کا صاحب ایسا نہ ہو نہ (بخاری)۔ روایت ہے ابی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی شخص کے کافر ہونے کا دعویٰ کرے یا کہے اللہ کا دشمن اللہ وہ ایسا ہو نہیں سکتا کہ وہ اس پر لوٹتا ہے نہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انسؓ اور ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گالی گلوں کرنے والے جو کچھ کہیں اس کا وبال ابتداء کرنے والے پر ہے جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے نہ

اسے مقصد ہے کہ کسی مسلمان کو کافر یا فاسق نہ کہو کیونکہ گویہ واقعی کافر یا فاسق ہو تا تب تو یہ لفظ اس پر صادق آوے گا ورنہ کہنے والے پر کہ یہ کہنے والا یا کافر یا فاسق ہو جاوے گا یا کافر یا فاسق کہنے کا وبال اس پر پڑے گا سنا اسکا مطلب یہی ہے کہ کیا گیا کہ مسلمان کا کسی عقیدہ اسلام کی وجہ سے کافر کہنے والا یا ایسے مسلمان کو جس کا اسلام یقینی قطعی ہو کہنے والا خود کافر ہے بطور گالی کافر کہنے کا صفت گنہگار ہے جیسے کسی کو جلی کہا تو اسے قذف لگ سکتی ہے سنا یعنی مدنیوں کی زبانوں کا وبال ابتداء کرنے والے پر ہوگا جبکہ وہ سزا یافتہ نہ کر جاوے صرف اگلے کو جواب دے خیال رہے کہ گالی کے بدلے میں گالی نہ دینا چاہیے کیونکہ گالی فحش ہے جس سے نہ ان اپنی ہی خرابی ہوتی ہے صبر کے معنی ہیں برا کہنا نہ کہ گالی دینا گالی دینے والے سے بدلہ اور طرح لو اسے گالی نہ دو اگر گستاخ کاٹ لے۔ تو تم اسے کاٹو مت بلکہ ٹکڑی سے مارو لہذا حدیث واضح اس میں گالیاں بکنے کی اہلیت نہ دی گئی :-

رَوَاكَ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْبَغِي لِصِدَائِقِي أَنِّي يَكُونُ
 لَعْنًا رَوَاكَ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّعَّانِينَ

(مسلم) روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 صدیق کے لئے ، لائق نہیں ہے کہ لعن و طعن کرنے والا ہو یہ (مسلم) روایت ہے
 حضرت ابو الدرداءؓ سے (ساتھ ہی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
 سنا کہ بہت لعن و طعن کرنے والے قیامت

سے صدیق کے نفی معنی میں بہت سچا یہ صدیق کا مبالغہ ہے صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے صدیق وہ جو جھوٹ نہ
 بول سکے صادق وہ جو ایک آدمی بارہ گنج بولے صدیق وہ جو ہمیشہ سچ بولا کرے صادق وہ جو کلام کا سچا یہ صدیق
 وہ جو کام کلام بہر وصف کا سچا یہ صدیق وہ جو وہ کہے جو واقعہ ہو۔ صدیق وہ کہ جو وہ کہہ دے واقعہ ویسا ہی ہو جاوے
 صوفیاء کے نزدیک صدیق ایک درجہ والا جس کا مقام نبی کے بعد غیر واسطہ بغیر فاصلہ کے ہے رب تعالیٰ فرماتا
 ہے۔ مَن لَّمْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا مِّنْ حَيْثُ يَشَاءُ لِيُخْرِجَ مِنْهُ مِمَّا يَشَاءُ لِيُخْرِجَ مِنْهُ مِمَّا يَشَاءُ لِيُخْرِجَ مِنْهُ مِمَّا يَشَاءُ
 وہ لوگوں پر لعنت کرنے کا عادی نہیں ہوتا کیونکہ صدیقیت کو نبوت سے بہت ہی قرب ہے کہ نبی کے بعد صدیق کا درجہ
 ہے حضرت انبیاء و رحمت والے ہوتے ہیں نہ کہ لعنت بھیجنے والے اور نہ عذاب کی دعا میں کرنے والے اس سے وہ لوگ
 عبرت پکڑی جن کے مذہب میں تبرؤ لعنت بہترین عبادت ہے۔ فَوَظَّيْلُ اللَّهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ كَرَامَتِ اللَّهِ
 لعنت کو نہ عبادت بھی نہ عبادت کے الیں حتیٰ کہ جو لوگ لعنت کے مستحق بھی ہیں ان پر بھی لعنت کرنا، پناشیہ نہیں
 بناتے ہمارے ہاں ابلیس یا ابوجہل یا فرعون پر لعنت کرتے رہنا عبادت نہیں بلکہ عیث کام ہے خیال رہے
 کہ لعنت دو قسم کی ہے ایک تو اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ سے دوری یہ صرف کفار کے لئے دوسری رحمت
 خاصا یعنی بلندی درجات سے محرومی یہ گنہگار مسلمان کو بھی ہو سکتی ہے جسے کفار کا کفر پر مرنا دلیل شرعی
 سے ثابت ہو ان پر نام لے کر لعنت کرنا درست ہے۔ دوسروں کو وصف سے لعنت کر سکتے ہیں
 نام لے کر نہیں کر سکتے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹوں پر یا ظالموں پر خدا کی لعنت ہے نہیں کہہ سکتے کہ فلاں پر
 جو جھوٹا ہے لعنت یہ بھی خیال رہے کہ اللہ کی لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دور کرنا بندوں کی لعنت

لَا يَكُونُ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلُكَ هُمْ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ذَا لُجْجَيْنِ

کے دن نہ گواہ ہوں گے نہ شفیع نہ (مسلم)۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے ،
فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی شخص کہے کہ لوگ ہلاک
ہو گئے تو اُس نے انہیں ہلاک کر دیا ہے (مسلم)۔ روایت ہے ابی سے فرماتے
ہیں انہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم قیامت کے دن
بدترین لوگوں میں دو سہ واسے کو پاؤ گے۔

۴ کے معنی ہیں اس بدی کی بد دعا کرتا (شعر) :

سنا یعنی امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت گذشتہ انبیاء کرام کی گواہ بھی ہوگی کہ انہوں نے اپنی امتوں
کو تبلیغ فرمادی اور گنہگاروں کی شفیع بھی مگر جو مسلمان حسن و طین کا عادی ہوگا وہ ان دونوں نعمتوں سے محروم
رہے گا لہذا دنیا میں حسن طین کے عادی نہ بنو سنا اہل کیم کی دو قرأتیں ہیں کاف کے ضم سے یعنی صیدہ اسم تعیل
اور کاف کے فتوح سے ماضی۔ یعنی جو مسلمانوں کے متعلق یہ کہتا رہے کہ سارے مسلمان ہلاک ہو گئے رحمت
خدا سے دُور ہو گئے بے دین ہو گئے تو ان سب میں زیادہ ہلاک ہونے والا یہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو رحمت الہی سے دُور
سمجھ رہا ہے یا جو لوگوں کو رحمت الہی سے مایوس کرے اور کہے کہ لوگ برباد ہو گئے کافر ہو گئے ناسق ہو گئے تو ان لوگوں کو
رب تعالیٰ نے ہلاک نہ کیا بلکہ اس نے ہلاک کیا اگر لوگ مایوس ہو کر گنہگار بن جاویں تو مجرم یہ ہوگا مسلمان کہتے ہیں گنہگار ہوں مگر اللہ
رحمت الہی ان کی دشگیری کرے گی انہیں سے کام لے گی کوئی انہیں اسجد نہ دلا ہو۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا۔ شعر

ہنیں مایوس ہیں اقبال اپنی کشت ویراں سے فدائیم ہو تو یہ معنی بہت زرخیز ہے ساقی ۔

رحمت للعالمین کی امت غافل ہو جاتی ہے اسے جب گاتے رہو کام لینے رہو یہ جاگ اٹھتے تو بہت کام کرتی
ہے کیوں نہ ہو کہ حضور کی رحمت ہے شعر

عرب کے واسطے رحمت عجم کے واسطے رحمت وہ آئے لیکن آئے رحمت للعالمین ہو کر :

الَّذِي يَأْتِيَهُمْ لَازِبَةً وَهُوَ لَازِبٌ بِوَجْهِهِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ + وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَفِي رَأْيِ مَوْلَانِي مُسْلِمٍ تَمَامٌ + وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَيَّرُ الصِّدْقِ

جوئی کے پاس اور سنہ سے جاوے اور ان کے پاس اور سنہ سے نہ زعم بخاری + روایت ہے حضرت مزینہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے سنا کہ جنت میں چنل خود نہ جاوے گا نہ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں چنل ہے۔ روایت ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سچ کو وزم کر و کیز کہ سچ نیکی کی طرف ہدایت دیتا ہے اور نیکی جنت کی طرف ہدایت دیتا ہے اور انسان سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کی تلاش کرتا رہتا ہے۔

سہ یعنی ہزار ہا بندہ منافق باجمل خود ہے جو لوگوں میں لڑائی کرانے کے لئے ایک جماعت کے پاس اس کا خیر خواہ بن کر جاوے اور دوسری جماعت سے انہیں بھڑکاوے دوسری جماعت کے پاس ان کا خیر خواہ بن جاوے انہیں بھڑکاوے لڑائی کرادے خدا کی پناہ یہ عیب فی زمانہ عورتوں پر بہت زیادہ ہے اس سے تو یہ چاہئے اس کا انجام دو طرفہ شرمندگی ہے شیخ سعدی نے ان کا انجام یوں فرمایا: شمع کفند ای و آن خوش دگر بارہ دل + وہ اندر میاں کو رنج و خجل - وہ دونوں مل جاوے گئے یہ دو طرفہ مدمیہ ہوگا سہ قنات وہ شخص ہے جو دو مخالفین کی باتیں چمپ کرے اور پھر انہیں زیادہ لڑانے کے لئے ایک کی بات دوسرے تک پہنچائے اگر یہ شخص ایمان پر مارتو جنت میں اولاً نہ جاوے گا بعد میں جائے تو جائے اگر کفر پر مارتو کبھی وہاں نہ جاوے گا خیال ہے کہ جو دو طرفہ جھوٹی باتیں دگا کر صلہ کرادے وہ تمام نہیں صلح ہے تمام وہ ہے جو لڑائی و فساد کیلئے یہ حرکات کرے سہ یعنی جو شخص سچ بولنے کا عادی ہو جاوے اللہ تعالیٰ اسے نیک کار بنادے گا کہ اس کی عادت اچھے کام کرنے کی ہو جاوے گی اس کی برکت سے وہ مرتے وقت تک نیک رہے گا۔ برائیوں سے بچے گا +

حَتَّى يَكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ مِدْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ يَهْدِي
إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ
يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يَكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ
كَذَابًا مُتَّفِقًا عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ إِنَّ الْوَسْطَانِ
يُزَوِّانَ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْكَذِبَ فُجُورٌ
وَرَأَى الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَ عَنْ أُمِّ كَلْثُومٍ قَالَتْ

سُئِلَ كَرِهُتُكَ نَزْدِكَ سَيِّئًا لَمْ يَأْتِ بِمَا هُوَ لَهْ وَأَرَجُوتُكَ سَيِّئًا لَمْ يَأْتِ بِمَا هُوَ لَهْ
کی طرف رہبری کرتا ہے اور یہ بدکاری آگ کی طرف ہادی ہے یہ اور انسان جھوٹ
برتا رہتا ہے اور جھوٹ کی تلاش کرتا رہتا ہے سخی کہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا
ہے یہ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا سہیل بن بھلالی ہے اور بعد ازیں جنت
کی طرف رہبری کرتی ہے اور جھوٹ بدکاری ہے اور بدکاری آگ کی طرف رہبری کرتی ہے یہ
روایت ہے حضرت ام کلثوم سے فرماتے ہیں۔

سُئِلَ كَرِهُتُكَ نَزْدِكَ سَيِّئًا لَمْ يَأْتِ بِمَا هُوَ لَهْ وَأَرَجُوتُكَ سَيِّئًا لَمْ يَأْتِ بِمَا هُوَ لَهْ
ثواب پاتا ہے اور دنیا بھی اسے سچا کہنے اچھا سمجھنے لگتی ہے اس کی عزت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے۔
سُئِلَ كَرِهُتُكَ نَزْدِكَ سَيِّئًا لَمْ يَأْتِ بِمَا هُوَ لَهْ وَأَرَجُوتُكَ سَيِّئًا لَمْ يَأْتِ بِمَا هُوَ لَهْ
سب سے پہلا جھوٹ شیطان نے بولا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں پہلا تھم پہلا جھوٹ شیطان کا کام
تھا سُنَّہ میں کا تھم یہ ہوتا ہے کہ پھر یہ شخص ہر قسم کے گناہوں میں پھنس جاتا ہے اور قدرتی طور پر لوگوں کو اس کا اعتبار نہیں رہتا
لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں سُنَّہ یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے جنہیں مسلم بخاری جامع صغیر وغیرہ نے روایت فرمایا
وہ تمام الفاظ بیان مرقات نے جمع فرمائے ہیں ام کلثوم بنت رسول اللہ نہیں ہیں بلکہ ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط
ہیں کہ مسلم میں اسلام لائیں اور وہاں سے پیدل مدینہ منورہ پہنچیں حضرت زید ابن عاص کے نکاح میں آئیں جب
غزوہ موتہ میں جناب زید شہید ہو گئے تو ان سے زید ابن عاص نے نکاح کر لیا انھوں نے طلاق دے دی تو ان
سے عبد الرحمن ابن عوف نے نکاح کر لیا ان سے دو بیٹے ہوئے ابراہیم اور حمید پھر عبد الرحمن کے وفات کے
بعد عمرو ابن عاص کے نکاح میں آئیں اس نکاح سے ایک ماہ بعد وفات پا گئی حضرت عثمان غنی کی اخیانی بہن تھیں

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْكَذَّابُ
الَّذِي يُضِلُّ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيُمْنِي خَيْرًا
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمْ الْمَدَّاحِينَ فَاحْشَوْا
فِي وُجُوهِهِمُ السُّرَّابَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنِ أَبِي بَكْرَةَ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جھوٹا وہ نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کر
لے، وہ کہے خیر بات اور پھیلانے خیر بات نہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت مقداد
ابن اسود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم منہ پر تعریف
کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو (مسلم) روایت ہے حضرت
ابو بکر سے

آپ سے آپ کے صاحبزادہ حمید نے احادیث روایت کیں (مرقات) :

مسئلہ یعنی جو مسلمان دروڑ سے ہوئے مسلمان کے درمیان جھوٹی خبری پہنچا کر ان میں صلح کرادے تو وہ گنہگار نہیں اور
یہ جھوٹ گناہ نہیں مثلاً زید و عمر مرڑ سے ہوئے ہیں یہ زید سے کہے کہ عمر سے کہے آپ کو سلام کہتا ہے اور قاپ کی بہت
تعریف کرتے ہیں عمرو کے متعلق بھی یہی کہے حتیٰ کہ ان کی صلح ہو جانے تو یہ شخص خواب پائے گا خیال ہے کہ چند
صورتوں میں جھوٹ جائز ہے ان میں سے ایک تو ہے دوسرے کسی کا جان مال محفوظ کرنے دشمن سے بچانے کے لئے
جھوٹ بولنا بلکہ بعض جگہ جھوٹ عبادت ہے جیسے کسی متقی پر سبز گار کا اپنے کو گنہگار کہنا عبادت ہے اور بعض سچ
کفر سمجھا ہے۔ شیطان نے کہا تھا سب ہمارے غیبتی سچ کہا تھا بدایت و گمراہی اللہ ہی کی طرف سے ہے مگر شیطان
ہو گیا کافر مسئلہ یہاں ماحین سے مراد وہ جھوٹی چک ہیں جو خوشامبر کے لئے لوگوں کے منہ پر تعریفیں کرتے ہیں بلکہ اس
سے اپنے پیٹ پالتے ہیں جھوٹی تعریفیں کر کے سامنے والے کو خوشی کرتے ہیں جو کسی نیک شخص کی بھی تعریف کرے
جس سے اس کو اور زیادہ نیکی کی رغبت ہو وہ اس میں داخل نہیں اس لئے ماحین صیغہ مبا لغہ ارشاد ہوا یعنی
تعریفیں کرنے کا علوی اس کا پیشہ و مسئلہ بعض شارحین نے حدیث کو بالکل ظاہری معنی پر رکھا کہ واقعی ان
پر مٹی ڈال دو۔ تاکہ آئندہ وہ اس کام کی حریت نہ کریں۔ دو چار جگہ منہ پر خاک پڑ جانے سے اس عمل سے
توبہ کر لیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس پر خاک ڈالو اور توبہ نہ کرو یہ نہ سمجھو کہ واقعی تم مرڑ سے

قَالَ اُنْشِ رَجُلًا عَلٰی رَاجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
وَيْلَكَ قَطَعْتُ عَنْكَ اَخِيكَ ثَلَاثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَا دَخَا
لِلْحَالَةِ فَلْيَقُلْ اَحْسِبْ فَلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهُ اِنْ كَانَ
يُزِي اِنَّهُ كَذٰلِكَ وَلَا يُزِيْكَ عَلٰی اللّٰهِ اَحَدًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَاسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کی تعریف کی تہ تو فرمایا تیری مثال تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی تین بار فرمایا یہ تم میں سے جو کسی کی ضرورت تعریف ہی کرے تو کہے کہ میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ اس پر مطلع ہے بشرطیکہ وہ اُسے ایسا ہی جانتا ہو ورنہ اللہ پر کسی کی صفائی بیان نہ کرے (مسلم بخاری) عورت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر اچھے آدمی کو یا یہ مطلب ہے کہ اسے کچھ دے دو مثلاً مال بھی گویا خاک ہے تاکہ وہ تمہاری بھونہ کرے کہ ایسے لوگ کچھ نہ ملنے پر گالیاں دیتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ انہیں بہت تھوڑا مال دو جو خاک برابر ہو۔ زیادہ مال نہ دو اور بھی بہت معنی کیے گئے ہیں :

سہ یعنی بہت زیادہ تعریف کی بہت مبالغہ سے غالباً وہ شخص وہاں موجود ہوگا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے دیکھو مرقعات سہ یعنی وہ شخص ایسی طبیعت کا ہے کہ تیری تعریف سن کر مغرور و متکبر ہو جاوے گا۔ ایسے شخص کی منہ پر تعریف اسے نقصان دیتی ہے۔ خیال رہے کہ بعض لوگ اپنی تعریف سن کر اور زیادہ نیکیاں کرنے لگتے ہیں اور بعض لوگ غرور میں آجاتے ہیں پہلے قسم کے لوگوں کے منہ پر تعریف کرنا مفید ہے دوسرے لوگوں کے لئے نقصان دہ ہیں دوسری قسم کا ذکر ہے سہ یعنی کسی کی تعریف کرنے کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ تعریف کے ساتھ تعریف نہ کرے کہ جیسا ہی ہے بلکہ اپنے خیال کا اظہار کرے دوسرے یہ کہ جو سمجھتا ہو وہی کہے اگر واقعی اسے اچھا سمجھتا ہے تو اچھا کہے دلائل بڑا جاننا منہ سے اچھا کہنا جھوٹ بھی ہے اور خوشامد بھی سہ یعنی واقعہ کی گواہی نہ دے کہ واللہ وہ بہت ہی اچھا ہے۔ مگر یہ تمام شرائط اس کے متعلق ہیں جس کی برائی بھلائی نہی سے ثابت نہ ہو حضرات انبیاء خصوصاً حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آل و اصحاب کی تعریفیں کامل تھیں سے کرے اور خوب کرے مثلاً میں کہہ سکتا ہوں کہ قسم رب تعالیٰ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اللہ کے پیارے بندے ہیں۔ یوں ہی وہ حضرات جنہیں مخلوق ولی اللہ کہتی ہے۔

قَالَ اتَذَرُونَ مَا الْغَيْبَةُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ
قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ مِنْ
أَخِي مَا أَقُولُ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ
لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهْتَهُ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَفِي
رِوَايَةٍ إِذَا قُلْتَ لِأَخِيكَ مَا فِيهِ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِذَا

نے فرمایا کیا جانتے ہو غیبت کیا ہے نہ سب نے عرض کیا اللہ رسول ہی خوب جانتے ہیں۔
فرمایا تمہارا اپنے بھائی کا آپسندیدہ ذکر کرنا یہ عرض کیا گیا فرمائیے تو اگر میرے بھائی
میں وہ عیب ہو جو میں کہتا ہوں سے فرمایا اگر اس میں وہ ہو جو تو کہتا ہے تو تو نے اس
کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ نہ ہو جو تو کہتا ہے تو تو نے اُسے بہتان لگایا ہے (مسلم) اور
ایک روایت میں ہے کہ جب تو اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کئے جو اُس میں ہے تو تو نے اسکی

۱۲ انہیں ہم یقین سے دل کہہ سکتے ہیں کہ مخلوق کی زبان مانتی کا قلم ہے۔ لہذا یہ حدیث نہ تو آیت قرآنیہ کے خلاف ہے
نہ دوسری احادیث سے حضور فرماتے ہیں استشهدوا باللہ فی الارض ۱

۱۳ یعنی قرآن مجید میں ہے لا یفتب بعضکم بعضا بعض مسلمان کی غیبت نہ کری کیا جانتے ہو غیبت کیا ہے اور
اس کی تفسیر کیا ہے ۱۴ یعنی کسی کے خفیہ عیب اس کے پس پشت بیان کرنا عیب خواہ جسمانی ہوں یا نفسانی دنیاوی
یا دینی یا اس کی اولاد کے یا بیوی کے گھر خواہ زبان سے بیان کرو یا قلم سے یا اشارہ سے غرض کسی طرح سے
لوگوں کو سمجھا دو حتیٰ کہ کسی سنگڑے یا پتھر کی پس پشت تھپ کرنا سنگڑا کر چلنا یا پتھر کر بولنا سب کچھ غیبت ہے۔
یہ فرمان بہت وسیع ہے (مرقات) مسئلہ سائل غیبت اور بہتان میں فرق نہ کر سکے وہ جگہ کہ کسی کو جھوٹا بہتان لگانا
غیبت ہے اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا وہ مایکروہ کے لفظ سے دھوکہ کھا گئے ۱۵ بھلا اللہ کیا نفس جواب
ہے کہ غیبت کچھ عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں اور بہتان جھوٹے عیب بیان کرنے کو غیبت ہی ہوتا ہے سچ مگر
ہے حرام اکثر گالیاں سچی ہوتی ہیں مگر میں بے حیائی و حرام ہر سچ طلال نہیں ہوتا۔ ملاحظہ ہے کہ غیبت ایک
گناہ ہے بہتان دو گناہ ۱۶ یہ روایت مسلم میں نہیں۔ بلکہ امام بغوی نے شرح سنن میں نقل فرمائی مگر مؤلف
کے فی روایت کہنے سے دھوکہ پڑتا ہے کہ یہ بھی مسلم ہی کی روایت

قُلْتُ مَا لَيْسَ فِيهِ فَقَدْ بَهَّتْهُ، وَعَنْ عَائِشَةَ إِنَّ رَجُلًا
إِشْتَاذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
إِشْدُوْا لَهُ فَيَسَّسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَابْتَسَطَ إِلَيْهِ
فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ

غیبت کی اور اگر تُو وہ کہے جو اُس نے نہ کیا ہو تو تُو نے اُسے بہتان لگایا ہے۔ روایت ہے
حضرت عائشہ سے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت مانگی۔
فرمایا کہ اجازت دے دے اس قبیلہ کا بڑا آدمی ہے مگر جب وہ بیٹھا تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کے سامنے غصہ پیش کیا اور کھنڈہ زوئی منڈائی۔
مگر پھر جب وہ شخص چلا گیا تو بڑا
عائشہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ

سے غیبت و بہتان کا یہ لڑی مڑی خیال ہے بہتان بہر حال بڑا ہے غیبت کبھی بری کبھی بری نہیں جیسا کہ ہم شروع باب میں عرض کر چکے
کہ غیبت کے حرم ہونے کی چند شرطیں کسی خاص کی ہوں وہ خاص شخص مسلمان ہو وہ عیب بھی اس کا خفیہ ہو اور بیان بھی کرے۔
بل ضرورتاً بہتان وہ بہر حال حرم ہے خواہ کسی کو لگائے کسی طرح لگائے سب حضور انور نے یہ بات اس وقت فرمائی جبکہ
وہ ابھی حضور کے پاس پہنچا نہ تھا دروازہ پر ہی تھا۔ یعنی اس کے پشت بیان فرمایا جو لفظ غیبت ہے اس لئے صاحب مشکوٰۃ
یہ حدیث یہاں اس باب میں لائے اس شخص کا نام عیسیٰ بن حصی تھا مولفہ القلوب سے تھا اپنی قوم کا سردار بہت محنت طہیبت
تھا حضور کے پردہ فرمانے کے بعد مرتد ہو گیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا مگر اس کا خاتمہ اسلام پر نہ ہوا
اسکا بھتیجا حرا بن قیس بختہ مسلمان صاحب علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاص مقرب تھا اس کا واقعہ وہ ہے جو بخاری شریف
کتاب التفسیر میں ہے۔ کہ یہ شخص اپنے اس بھتیجے کی معرفت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور آپ سے کہا کہ آپ انصاف نہیں
کرتے ہم کو بہادری نہیں دیتے آپ مارنے سے مزادینی چاہتے حرا بن قیس نے عرض کیا خدا العفو و اعراض عنی الیٰھا حلین۔
حضور یہ جاہل ہے آپ اس سے درگزر کریں۔ افسوس سب سے یعنی حضور مطابقت عادت کریمہ کے بہت اخلاق سے
پیش آئے کرم کریمانہ سے کلام فرمایا :-

قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقَتْ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَتْ
إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى
عَاهِدْتَنِي فَحَاشَا إِنْ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنَزِلًا
يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِمْ قَسْرَةً
مَّا وَابِيَةٍ اتِّقَاءَ فَحْشِهِ مُتَّفَقِي عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ أُمَّتِي مُعَارِفِي

آپ نے اس کے متعلق ایسا ایسا فرمایا پھر اس کے اوپر خنداں پیشانی اور کشادہ رُوی
فرمائی کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے مجھے فحش و گریب پایا ہے اللہ
کے نزدیک بدترین درجہ والا قیامت کے دن وہ ہے جسے لوگ چھوڑ دیں اس کی ہشمر
سے ڈر کر اور ایک روایت میں ہے اس کے فحش سے خوف کر کے ہے (مسلم بخاری) روایت
ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ساری
امت کو عارفیت دی جاوے گی یہ

سہ یہ کلام یا تو حضرت عروہ کا ہے اس لئے قلت نہ کہا بلکہ فقالت عائشہ فرمایا یا حضرت عائشہ کا یہی ہے مگر خود اپنے عمل
کی حکایت اپنے نام سے کی مقصود یہ ہے کہ حضور کا یہ عمل شریف غیبت میں تو داخل نہیں ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں فرمایا۔
اور سامنے اخلاق سے گفتگو فرمائی ہے یعنی ہم دوست دشمن نیک و بد سب سے اخلاق ہی برتتے ہیں کسی سے کچھ خلق سے پیش نہیں
آئے تم کو ہمارا تجربہ ہے کہ یعنی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ لوگ ان سے نالاں ہوتے ہیں مگر اس سے لڑکر اس کا احترام کرتے
ہیں یہ انہیں میں سے ہے اگر میں اس کے سامنے وہی کہتا جو اس کے پس پشت کہتا تھا تو یہ میرے آنا چھوڑ دیتا اور اس کی
اصلاح نہ ہو سکتی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا مشہور عیب پس پشت بیان کرنا غیبت نہیں نیز لوگوں کو اس کی
شر سے بچانے کے لئے اس کی شر پر مطلع کر دینا غیبت نہیں نیز کسی کی اصلاح کے لئے اس کو برا نہ کہنا اس سے
اخلاق سے پیش آنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شخص کی اصلاح کے طریقے جدا گانہ ہیں حضور حکیم
مطلق ہیں۔

اسے معافی کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضور سے معنی رب تعالیٰ کی طرف سے معافی دی جاوے گی دوسرے یہ کہ
عافیت سے ہو یعنی اسے عافیت دی ہوئی ہے اس کی غیبت حرام ہے ۛ

إِلَّا الْمُجَاهِرُونَ وَإِنْ مِنَ الْمَحَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ
بِالنَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَيَقُولُ يَا فَلَانُ
عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ لَيْسَتُرُّهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ
يَكْشِفُ سِتْرَهُ اللَّهُ عَنْهُ مَتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ
مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ فِي بَابِ الصِّيَافَةِ ۚ الْفَصْلُ الثَّانِي
عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سوا اعلان نہ گناہ کرنے والوں کے لئے اور علانیہ سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص رات
میں کوئی کام کرے پھر صبح پانے کہ اللہ نے اس کا پردہ رکھ دیا مگر وہ کہے اسے
فلان میں نے رات ایسا ایسا کیا ہے حالانکہ رات میں اس کے رب نے اسے
پھپھایا وہ صبح کو اللہ کا پردہ خود ہی کھولنے لگا ہے (مسلم بخاری) اور حضرت ابو ہریرہؓ کی
حدیث جو اللہ پر ایمان رکھتا ہوں دعوت کے باب میں ذکر کر دی گئی ہے دوسری فصل۔ رات
ہے حضرت انسؓ سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

لئے یعنی علانیہ گناہ کرنے والوں کی نہ آخرت میں پردہ پوشی کی جاوے گی نہ دنیا میں ان کی غیبت حرام سمجھی اللہ کی غیبت
جائز ہے کہ وہ خود ہی اپنے پردہ وار ہیں۔

لئے نہ جانہ کے معنی اعلان بھی ہیں اور بے پرواہ بھی یہاں دونوں معنی درست ہیں۔

لئے یعنی اپنے جیسے گناہ خطی لوگوں پر ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کی ستاری سے غائبہ اٹھا کر خطیہ توبہ نہ کرے۔

لئے اس بنا پر فقہاء فرماتے ہیں کہ جیسے گناہ کی چھپ کر توبہ کرے اعلان نہ کرے کہ توبہ کے اعلان میں گناہ کا بھی اعلان
ہوگا۔ یہ حکم حقوق جہاد اور بعض شرعی سزائوں کے علاوہ دیگر جرموں کے لئے ہے اگر کسی کا حق پہلے مار لیا اسے خبر
نہ ہوئی تو ضرور اسے خبر دے اور حق ادا کرے۔ اگر خفیہ زنا کر لیا ہے تو قاضی کے پاس اقرار کر کے سزا لے جیسے حضرت
مانع نے کہا تھا لہذا حدیث واضح ہے۔

لئے یعنی وہ حدیث کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ یا اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے مصابیح میں اس
جگہ بھی ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے دعوت کے باب میں ذکر فرمادی صاحب

مشکوٰۃ نے رد و بدل بہت جگہ کیا ہے۔

مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بُنِيَ لَهُ فِي رَافِضِ الْجَنَّةِ
وَمَنْ تَرَكَ الْهَرَاءَ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ وَمَنْ
حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَكَذَا فِي شَرْحِ الشُّكَّةِ فِي الْمَصَارِيفِ
قَالَ غَرِيبٌ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدُّ رُؤُونِ مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ

کہ جو جھوٹ چھوڑ دے جو کہ باطل چیز ہے نہ تو اس کے لئے جنت کے کنارہ میں گھر
بنایا جائے گا نہ اور جو لڑائی جھگڑے چھوڑ دے حالانکہ حق پر ہو اس کیلئے بیچ جنت
میں گھر بنایا جاوے گا نہ اور جس کے اطلاق اچھے ہوں تو اس کے لئے جنت کے اوپری حصہ
میں گھر بنایا جائیگا کہ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے یونہی شرح سند میں ہے مصابیح میں فرمایا
غریب کہ - روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کیا تم جانتے ہو کہ کوئی جیسے زیادہ لوگوں کو جنت میں

سے دھو باطل یا تو جہنم سے نفرت لانے کے لئے درخشا ہوا یعنی جھوٹ ہے ہی باطل چیز اسے
چھوڑنا ہی چاہیئے یا یہ جہنم عالیہ ہے تو معنی یہ ہوں گے جو جھوٹ باطل ہے وہ چھوڑ دے اور جو جھوٹ مفید ہے اس
کے چھوڑنے کی ضرورت نہیں جیسے دولہے مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا یا نیک بندے کا اپنے کو
گنہگار کہنا تو یہ کرنا وغیرہ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے (درمقات و اشعر) مسئلہ یعنی جنت کا اولیٰ درجہ کیونکہ کلمہ اولیٰ بڑا
ہے درمیان اعلیٰ مگر کنارہ سے مراد جنت کا اندر کی کلمہ ہے نہ کہ بیرونی جنت مسئلہ یعنی جو کوئی طوائف جھگڑا سے بچنے
کے لئے اپنا حق بھی ظاہر نہ کرے یعنی حق پر ہو مگر اس پر لڑے نہیں اس کا گھر جنت یعنی جنت کے اعلیٰ درجہ میں ہو گا۔
یہاں حق سے مراد دنیاوی حقوق ہیں نہ کہ دینی حقوق اگر کسی مسلمان نے کسی کی زمین یا قرض یا دیا یا طوائف سے بچنے کے لئے
پچھے ہٹا یا صبر کر کے بیٹھ گیا پڑے وہ جہنم والا ہے مگر جو دینی حق کو برباد کرنا چاہیے اس کا مقابلہ بقدر طاقت زبان قلم
تلوار سے ضرور کرے مسئلہ سبحان اللہ خوش خلقی کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے کہ اسی سے جنت الفردوس نصیب
ہوتی ہے مگر جن خلق کے لئے کوشش بھی کرے رب سے دعا بھی کرے لغوی جس غریب کے خلاف نہیں ہڈا
یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی درمقات

الْجَنَّةِ تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ أَتَدْرُونَ مَا أَكْثَرُ مَا
يُذْخِلُ النَّاسَ النَّارَ لَا جَوْقَانِ الْفَمُ وَالْفَرْجُ مَا وَالْ
تَّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّجُلَ
لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَعْلَمُ مَبْلَغَهَا يَكْتُثِبُ
اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يُلْقَاهَا وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ

داخل کتب ہے اللہ سے در اللہ اچھی عادت نہ کیا جانتے ہو کہ لوگ کو آگ میں کون چیز
زیادہ لے جاتی ہے دو غالی چیزیں منہ اللہ شرمگاہ سے (ترمذی - ابن ماجہ) - روایت
ہے حضرت بلال ابن حارث سے کہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کوئی شخص بھی بات بول دیتا ہے اس کی انتہا نہیں جانتا ہے اس کی وجہ سے اس
کے لئے اللہ کی رضا اس دن تک کیلئے کمی جاتی ہے جب وہ
اس سے لے گا اور ایک آدمی

سے تقویٰ کا ادنیٰ درجہ کفر و بدعتیہ سے پہنچتا ہے اور درمیانی درجہ گناہوں سے پہنچنا اعلیٰ درجہ میں داخل کرنے والی چیز
سے پہنچتا ہے یوں ہی خوش خلقی کا ادنیٰ درجہ ہے کہ کسی کو جانی - مالی عزت کی ایذا دے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ برائی کا بدلہ
بھلائی سے کرے یہ بہت اعلیٰ چیز ہے جسے خدا تعالیٰ نصیب کرے سبب سے یعنی انسان منہ سے کفر بولتا ہے غیبیہیں -
پہنچیں کرتا ہے نوے فی صدی گناہ منہ سے ہی ہوتے ہیں - شرمگاہ سے گناہ کرتا ہے جو بدترین گناہ ہے عقل کو غلاب
کرنے والی دین برادر کرنے والی چیز شہوت ہے جس کی جگہ شرمگاہ ہے سب سے بد بلال نہیں جو حضور اللہ کے موفد
تھے وہ تو بلال ابن ابی رباح حبشی ہیں یہ بلال ابن حارث مزینی ہیں ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے مشہد پانچ ہجری میں
دفن مزینیہ میں حضور کی خدمت میں آئے حضور اللہ نے آپ کو فرج کے علاقہ کا حاکم مقرر فرمایا فرج مدینہ منورہ سے
پانچ دن کے راستہ پر ہے فتح مکہ کے دن فریاد کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا اسی سال آپ کی عمر سوئی ستھ ساٹھ ہجری
میں وفات پائی ستھ یعنی اسے خبر نہیں ہوتی کہ یہ بات جو میں بول رہا ہوں اللہ کے نزدیک کیسی عظیم نشان ہے یوں ہی بول دیتا ہے
نہاں الی انتہا کا نہیں اور حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ قیامت تک تو رب اس سے راضی رہے گا بعد میں ناراض ہو جائے
گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس رضا کا ظہور دنیا میں ہی نہیں بلکہ وفات قیامت تک رہے گا جیسے رب نے شیطان سے فرمایا

بِالْكَلِمَةِ مِنَ الشَّرِّ مَا يَعْلَمُ مُنْبَلِّغًا يَكْتُمُ اللَّهُ بِمَا عَلَيْهِ سَخَطُهُ
إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ رَاكًا فِي شَرِّهِ السُّنَّةِ وَرَأَى مَا لَكَ وَ
الْتَرَمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ. وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَيْلٌ لِمَنْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُصْحِكَ بِهِ الْقَوْمُ

ہری بات بول دیتا ہے جس کی انتہا نہیں جانتا اللہ اس کی ذمہ سے اپنی ناراضی اس دن
تک لکھ دیتا ہے جب وہ اس سے ملے گا۔ (شرح سنن) اور مالک ترمذی ابن ماجہ
نے اس کی مثل روایت کی۔ روایت ہے بہز بن حکیم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے
دادا سے مروی ہیں۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، غرابی
ہے اس کے لئے جو بات کرے کہ جھوٹ بولے تاکہ اس سے قوم کو ہنسائے۔

۴۸ ان علیک لعنتی الیوم الدین مفرک رحمت کے آثار کا ظہور ابدالہ باد تک ہے اور خطاب غفور بعد قیامت ہوگی رخصت ہو کر
اس فرمان سے مراد ابدالہ باد ہے جیسے کہا جاتا ہے میں تجھ سے قیامت تک نہ بولوں گا یا تجھ سے قیامت تک خوش رہوں گا۔
یعنی کبھی نہ بولوں گا یا ہمیشہ خوش رہوں گا۔

۴۹ یعنی کوئی بات ایسی ہری بول دیتا ہے جس سے رب تعالیٰ ہمیشہ کے لئے ناراض ہو جاتا ہے ہذا انسان کو چاہئے کہ بہت
سوچ بچ کر بات کیا کرے حضرت علقمہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے بہت سی باتوں سے بلال ابن عمار کی حدیث روک دینی
ہے (مرقات) یعنی میں کچھ بولنا چاہتا ہوں کہ یہ حدیث سلسلہ آ جاتی ہے اور میں خاموش ہو جاتا ہوں۔ مسئلہ بہز ابن حکیم
ابن معاویہ ابن حیدرہ قشیری بصری تابعی ہیں ثقہ ہیں ان کے والد حکیم ابن معاویہ کی صحابیت میں اختلاف ہے معاویہ ابن
حیدرہ صحابی ہیں مگر صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب اکمال میں ان کا ذکر فرمایا (مرقات) مسئلہ لوگوں کو ہنسانے کے لئے تو
جھوٹ بولنا ہمیشہ ہی جرم بلکہ ڈلی جرم مگر لوگوں کو منانے کے لئے سچی بات کہنا اگر کبھی کبھی ہو تو جرم نہیں خوش
طبعی اچھی چیز ہے مگر اس کا عادی بن جانا گناہ ہے کسی پریشان یا مغرم کو ہنسا دینے دینے کے لئے اچھی دبی دل
گلی کی بات کہہ دینا ثواب ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسا دینے کے
لئے اپنا گھریلو واقعہ بیان فرمایا جب کہ حضور نے اپنی ازدواج پاک سے ایسا کیا تھا یہ سنت خارقہ ہے بہر حال
ایسے جائز کاموں میں بھی اعتدال چاہئے ان کا عادی بن جانا اچھا نہیں امام غزالی فرماتے ہیں کہ خوش طبعی کرنا ہو ۴۹

وَيُلْهِي لَهُ وَيُلْهِي لَهُ رَوَاكُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ
وَالدَّارِمِيُّ + وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَقُولُ الْكَلِمَةَ لَا يَقُولُ لَهَا إِلَّا
لِيُضْحِكَ بِهَا النَّاسَ يَهْوِي لَهَا أَبْعَدَ مَتَابَعِينَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
وَأِنَّهُ لَيَبْرُكُ عَنْ لِسَانِهِ أَشَدَّ مَتَابَعِينَ عَرْشِ
قَدَمِهِ رَوَاكُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْأَيْمَانِ + وَعَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اس کے لئے خرابی ہے کہ (احمد - ترمذی - ابو داؤد - دارمی) - روایت ہے
حضرت ابو ہریرہؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ
کوئی بات کرتا ہے نہیں کہتا اگر اس سے کہ اس سے لوگوں کو ہنسائے اس کی
وجہ سے وہ آسمان و زمین کے فاصلہ سے زیادہ نیچا گر جاتا ہے وہ اپنی زبان
سے پھلتا ہے اس سے سخت پھسلتی ہو اپنے قدم سے پھلتا ہے (بیہقی
شعب الایمان) - روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے فرماتے ہیں فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سی خوش طبعی کرے جو بالکل حق ہوتی تھی (مرقات) +
سلفہ ویل کے معنی ہیں خرابی - افسوس - ایک دوزخ کے ایک طبقہ کا نام بھی دیل ہے - یہاں بمعنی خرابی میں ہار ویل فرمانے میں
اس جانب اشارہ ہے کہ ایسے شخص کے لئے دنیا میں بھی خرابی ہے برزخ میں بھی آخرت میں بھی سلفہ اس فرمان عالی سے آج
کل کے ڈوم عراقی مسافر سے مجاںڈ بھنڈیئے عبرت پکڑیں جو لوگوں کو ہنسا کر گزارہ کرتے ہیں جن کی کہانی صرف لوگوں کی ہنسانی
سے نیز اس سے وہ واعظیں بھی عبرت پکڑیں جو منبر رسول پر دھڑکتے ہیں صرف ہنسانے کیلئے ان کے وعظ کی کامیابی لوگوں
کے قہقہہ سے ہوتی ہے پتا بھڑا ان کے وعظ میں تیرہ نہیں چلتا کہ دین کا وعظ ہو رہا ہے یا مینا کا کوئی دنگلی شو سلفہ یہی پاؤں
کی پھسلان سے زبان کی لغزش زیادہ خطرناک ہے کہ پاؤں کی لغزش سے بدن چوٹ کھاتا ہے گز زبان کی لغزش سے دل - جان - ایمان
زخمی ہوتا ہے - زبان کی لغزش سے ہی قتل و خون ہوتے ہیں زبان ہی کی لغزش سے انسان کافرو بے دین ہو
جاتا ہے ابلیس اپنی زبان کی لغزش کی سزا اب تک پارہا ہے +

وَسَلَّمَ مَنْ نَجَّاهُ وَأَكَا أَحْمَدُ وَالْتَرْمِذِيُّ وَالِدَا لِهِي
وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيْمَانِ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ
قَالَ لَقِيتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا
الْبَجَاءُ فَقَالَ أَمْلِكُ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلَيْسَ عَلَيْكَ بَيْتُكَ
وَأَيْبُكَ عَلَى خَطِيئَتِكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْتَرْمِذِيُّ

جو خاموش رہنا نجات پاگیا ہے (احمد، ترمذی، دارمی، بیہقی، شعب الایمان)
روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے یہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے ملا تو میں نے عرض کیا کہ نجات کا ذریعہ کیا ہے تو فرمایا
اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ اور تم کو تمہارا گھر کافی رہے۔ اور اپنی خطائوں
پر روکو۔ (احمد، ترمذی)

اسلئے اس فریق عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جو میری بات سے خاموش رہا وہ دنیا و دین کی آفات سے
نجات پاگیا۔ دوسرے یہ کہ جس نے خاموشی اختیار کی وہ دونوں جہان کی بلاؤں سے محفوظ رہا۔ اہم عزائی فرماتے ہیں کہ
کلام چار قسم کے ہیں۔ خالص مضر۔ خالص مفید۔ مضرب مضرب۔ مضرب مضرب۔ خالص مضر سے ہمیشہ پرہیز ضروری ہے۔
خالص مفید کلام ضرور کرے جو کلام مضرب مضرب ہو مفید بھی اس کے ہونے میں احتیاط کرے بہتر ہے کہ نہ بولے اور جو تھو قسم
کے کلام میں وقت ضائع کرنا ہے ان کلاموں میں اختیار کرنا مشکل ہے لہذا خاموشی بہتر ہے (اشعری) اسلئے آپ قبیلہ حبشہ
سے ہیں امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے پھر معدول کر دیئے گئے۔ مصر میں ہی آپ کی وفات ہوئی۔ ۳۵ھ میں
دکال اسلئے یعنی ہم دین و دنیا کی مصیبتوں سے کیسے بچیں دنیا میں آفتیں تو گرد و غبار کی طرح پھیلتی ہیں ان سے بچاؤ
کی تدبیر کیا ہے اسلئے اعلیٰ الف کے کمرہ سے باب ضرب کا ہر پے ملک یعنی قبضہ قابو ہے یعنی اپنی زبان کو
قبضہ میں رکھو اس کی حفاظت کرو۔ بری بات بولنے سے روکو مثلاً یعنی بلا ضرورت گھر سے باہر نہ جاؤ لوگوں کے
پاس بلا وجہ نہ جاؤ گھر سے نہ گھبراؤ اپنے گھر کی خلوت کو غنیمت جانو کہ اس میں صد ہا آفتوں سے ان ہے بزرگ فرماتے
ہیں کہ سکوت۔ لزوم بیوت اور قناعت بالقوت الی ان بیوت امن کی چابی ہے یعنی خاموشی۔ گھر میں رہنا رب کی
عطا پر قناعت موت تک اس پر قائم رہنا۔ اسلئے یعنی اپنے گذشتہ گناہوں پر تادم ہو کر موعنا اختیار کرو دوسروں کی
عیب جوئی کی بجائے اپنی عیب جوئی کرو :-

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَأَى قَالَ إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ قَرَأَ
الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكْفِّرُ اللِّسَانَ فَيَتَقُولُ اتَّقِ اللَّهَ فِيمَا
فِيكَ تَحْسُنُ يَلْقَ فَإِنْ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنْ اعْوَجَجْتَ
اعْوَجَجْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامٍ
الْإِزْدِئْرَافُ مَا لَا يَعْنِيهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَ

روایت ہے حضرت ابو سعید سے اُسے مرفوع فرمایا کہ فرمایا جب انسان سویرا پا
ہے تو سارے اعضاء زبان کی خوشام کہتے ہیں یہ کہتے ہیں بھائے بھائے میں اللہ
سے ڈر کر ہم تیرے ساتھ ہیں تو اگر سیدھی جہے گی ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی
ہوگی تو ہم ٹیڑھے ہوں گے (ترمذی)۔ روایت ہے حضرت علی بن حسین سے فرماتے
میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انسان کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک
چھوڑ دینا ہے اس کا جو اسے نفع نہ دے (مالک)

سے چونکہ راوی کو یہ یاد نہ رہا کہ حضرت ابو سعید خدری نے کن الفاظ سے حدیث کو مرفوع کیا سمعت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کہا یا غالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حسن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے رفع کہہ دیا (مرقات)
سے تکفیر بنا ہے کفر سے یعنی ذلت و عاجزی و خواری کہا جاتا ہے کفر الیہودی یعنی یہودی ذلیل ہو گیا اپنے صاحب کے آگے
جھک گیا سہے یعنی نفع نقصان راحت و آرام تکالیف و الام میں ہم تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو خراب ہوگی ہماری
شامت آجائے گی تو درست ہوگی ہماری عزت ہوگی خیال رہے کہ زبان دل کی ترجمان ہے اس کی اچھائی برائی
دل کی اچھائی برائی کا پتہ دیتی ہے عرب کہتے ہیں لسان الانسان الذی البیان للکفر والایمان۔ لہذا یہ حدیث اس حدیث
کے خلاف نہیں کہ دل کے درست ہو جانے سے تمام جسم درست ہو جاتا ہے کہ دل و زبان کا حال یکساں ہے۔
بارہ مناقب کی زبان ان کے دل کا نشان دے دیتی تھی۔ دل دیگ ہے زبان اس کا چھپے ہے سہے علی بن حسین
ابن علی یعنی امام زین العابدین آپ کے فضائل و مناقب بارہا ہم اسی کتاب میں عرض کر چکے ہیں سہے یعنی کامل مسلمان
وہ ہے جو ایسے کلام ایسے کام ایسی حرکات و سکنات سے بچے جو اس کے لئے دین یا دنیا میں مفید نہ ہوں۔
وہ کام یا کلام کرے جو اسے یا دنیا میں مفید ہو یا آخرت میں سبحان اللہ ان وہ کلموں میں دونوں جہان کی

أَحْمَدُ وَسَوَادُ ابْنُ مَسْجُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْزُّبَيْرِ بْنِ
 الْيَزِيدِ فِي شُعْبٍ إِذِ يَمَانٍ عَنْهُمَا + وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ
 ثَوَّقِي رَجُلٌ مِنَ الْقَحَابَةِ قَالِ رَجُلٌ أَشْرَبَ الْجَنَّةِ
 قَالِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ لَا تَدْرِي
 لَعَلَّهُ تَكَلَّمَ فِي مَا لَا يَعْنِيهِ أَوْ بَخِلَ بِمَا لَا يَنْقُصُهُ رَوَاهُ
 الزُّبَيْرُ بْنُ مَرْثُومٍ عَنْ سَفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ كُنْتُ
 بِرَسُولِ اللَّهِ مَا أَخُوْتُ مَا تَخَافُ عَلَى قَالَ فَآخَذَ

(احمد) ابو ہریرہ سے اور زبیری نے شعب الایمان میں
 ان دونوں سے روایت کی + روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے
 وفات پائی تو کسی نے کہا کہ مبارک ہے جنت کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ شاید غیر مفید خبر میں گفتگو کی جائے گئے والی چیز میں بخل کیا ہو
 سے (مزنی)۔ روایت ہے حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے کہ فرماتے ہیں میں نے
 عرض کیا یا رسول اللہ جن چیزوں کا آپ مجھ پر خوف کرتے ہیں ان میں زیادہ خطرناک
 کیا چیز ہے سے منسرا یا کہ

صہ مطہراتی وابستہ ہے ایک بزرگ کسی محل پر گریہ مالک سے پوچھا کہ تو نے یہ مکان کب بنایا ہے فرمایا کہ میں نے یہ کلام ہے لفظ
 کیا اس کے کلام میں ایک سال مدد سے رکھے اپنے نفس کا حساب کرو تا کہ قیامت کا حساب آسان ہو (موتوات) +
 سنہ بیسویں طرف سے جنت کی مبارک باد قبول کر کہ تو موسیٰ - متقی - صحابی ہو کر دنیا سے گیا اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے۔ یہ
 خطاب اس میت سے ہے کہ مطلب یہ ہے کہ کھوری جنتی ہوئے کا فیصلہ کسی کے لئے نہیں کیا جاسکتا ممکن ہے کہ اس شخص نے
 بیکار ہوت کر یا مال یا علم میں بخل کیا ہو اس کے حساب میں گرفتار ہو جنت کا داخلہ اس کے حساب سے فراغت کے بعد میر ہو
 مسئلہ آپ کا نام سفیان ابن عبد اللہ ابن ربیعہ ہے کنیت ابو عمرو قبیلہ بنی تقیف سے میں طائف کے رہنے والے تھے۔
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں طائف کے حاکم رہے سنہ بیسویں میرے اعضاء سارے ہی خطرناک ہیں مگر ان سب
 میں زیادہ خطرناک گو نسا حضور ہے جو مجھے بہت زیادہ نقصان

پہونچا سکتا ہے +

بَلَسَانِ نَفْسِهِ وَقَالَ هَذَا رَأَاةُ السِّرْمِذِيِّ وَمَحْجَحَةٌ
وَعَنِ ابْنِ عُمرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَا عَدَاةُ الْمَلِكِ مِثْلًا مِثْلًا
نَتْنِ مَا جَاءَ رَأَاةُ السِّرْمِذِيِّ : وَعَنِ سُفْيَانَ بْنِ أَسَدٍ

آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا یہ ہے سِرْمِذِی اور اسے صحیح کہا۔ روایت ہے حضرت
ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا
ہے تو فرشتہ اس سے ایک میل دور ہو جاتا ہے نہ اس بد بول کی وجہ سے جو آتی ہے
نہ (ترغی) روایت ہے حضرت سفیان ابن اسد

سے حضور انورؐ نے خود مسائل کی زبان نہ پکڑی اس لیے کہ اس میں تکلیف ہوتا اور یہ احتمال ہوتا کہ شاید صرف ان کی زبان ہی
خطرناک ہوگی دوسروں کی نہیں اپنی زبان شریک پکڑنے میں یہ دونوں باتیں نہیں نیز اشارہ کیا نام بدلے دیا کہ اشارہ
فرمانے میں زیادہ اہتمام ہے۔ چونکہ کفر و شرک اور اکثر جڑے گناہ زبان سے ہوتے ہیں نیز بہت زبان گناہ اور ہر
وقت گناہ زبان سے ہوتے ہیں اس لیے اسی کو زبان خطرناک قرار دیا دیگر اعضاء کے گناہوں میں بھی زبان کا داخل ہوتا
ہے۔ جیوری۔ زنا۔ شراب خوری۔ قتل وغیرہ تمام جرموں میں پہلے زبان کام کرتی ہے پھر باقی اعضاء کہ ان کاموں کے
مغضوبے زبان سے ہی ہوتے ہیں میڈل زبان بناتی ہے پھر اس پر پڑتے ہیں باقی اعضاء۔ یہ ہی حال نیکیوں کا ہے کہ زیادہ
نیکیاں زبان سے ہوتی ہیں اور باقی اعضاء کی نیکیوں میں بھی زبان کا حصہ ضرور ہوتا ہے دوسرے اعضاء کی نیکیاں خاص
وقتوں میں ہوتی ہیں مگر زبان کی نیکیاں ہر وقت ہوتی رہتی ہیں سلف فرشتے سے مراد یا تو نیکیاں لکھنے والا فرشتہ ہے یا حفاظت
کرنے والا فرشتہ یا کوئی خاص رحمت کا فرشتہ گناہ لکھنے والا فرشتہ دور نہیں ہوتا فرشتوں کے مزاج مختلف ہیں میل سے
مراد یا تو یہ ہی شرعی میل ہے یعنی فرسینج کا تہائی حصہ یا مرید ہے تاہم نظر زمین سلف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھی
بری باتوں نیک و بد اعمال میں خوشبو اور بدبو ہے بلکہ ان میں اچھی بری لذتیں بھی ہیں مگر یہ صاف دماغ والوں کو صاف
طبیعت والوں کو ہی محسوس ہوتی ہیں اللہ رسول کے نام میں وہ لذت ہے جو کسی چیز میں نہیں۔ مولانا محمد بشیر
صاحب فرماتے ہیں۔
شہد سے بیٹھا محمد نام

میم سے ہیں محبوب و محبوب کے : ح سے ملک عجم و عرب کے۔ دوسری میم سے ملک صب کے : دال سے دانا دونوں جہان کے

فیض ہے ان کا حام شہد سے بیٹھا محمد نام

الْحَضَرَمِي قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُفِرَتْ حَيَاتُهُ أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ بِهِ كَاذِبٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِسَانٌ مِنْ نَارٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا

حضری کے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بُری خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کرے جس میں وہ تجھے سچا سمجھتا ہو اور تو اس میں جھوٹا ہے (ابوداؤد)۔ روایت ہے حضرت عمار سے ، فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو دنیا میں دو منہ والا ہو گا وہ قیامت کے دن اس کی زبان آگ کی ہوگی (داؤد)۔ روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن نہ تو طعن باز ہوتا ہے اور نہ

میں سے توحید پڑے۔ اور حق سے جا کے ملے۔ دوسری میم مراد لائے

دال سے دل آرام شد سے بٹھا محمد نام۔

سنا یہی جھوٹ بہر حال بر ہے مگر اس شخص سے جھوٹ بونا جو تمہیں سچا سمجھتا ہو تم پر اعتماد کرنا یہ بہت ہی بُرا ہے کہ اس میں جھوٹ بھی ہے اور دھوکا قریب بھی یوں ہی اللہ رسول سے جھوٹ بونا بڑی جرم ہے کہ یہ جھوٹ بھی ہے بے حیائی بے غیرتی ۔ بے شرمی بھی اللہ تعالیٰ پناہ خوف اپنے حبیب کی شرم نصیب کرے کہ یہ دوغیر ہی ہی گناہوں سے بچاتی ہیں سنا دوسرے دلاؤ شخص سے جو سامنے شریف کرے پچھے برائی یا سامنے دلائی ظاہر کرے پچھے دشمنی یا دلائی ہوئے آدمیوں کے پاس جاوے اس سے ملے تو اس کی سی کہے دوسرے ملے تو اس کی سی کہے ہر ایک کا ظاہری دوست بنے سنا حدیث شریف بالکل ظاہر پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں جو رب دنیا میں مٹی کی رہیں دے سکتا ہے وہ قیامت کے بعد آگ کی بھی زبان دے سکتا ہے اس کی قدرت سے کچھ بعید نہیں اس زبان میں جو سوز حق اور مٹی ہوگی وہ ظاہر ہے :

بِاللَّعَانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَفِي أُخْرَى لَهُ وَلَا الْفَاحِشِ
الْبَذِيّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ
وَعَنِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَانًا وَفِي رَوَايَةٍ لَا يَنْبَغِي
لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ
عَنِ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ وَلَا بِغَضَبِ اللَّهِ وَلَا بِجَهَنَّمَ

لعنت باز یا نہ لعنت گو نہ بے حیاء (ترمذی، بیہقی، شعب الایمان، اور بیہقی
کی دوسری روایت میں ہے کہ نہ لعنت گو نہ بے حیاء اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث
غریب ہے۔ روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ مسلمان لعنت کرنے والا نہیں ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ میں
کو لائق نہیں کہ جبت لعن طعن کرنے والا ہوں (ترمذی)۔ روایت ہے حضرت
سموہ ابن جندب سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ نہ تو اللہ کی لعنت سے لعنت کرو نہ اور نہ اللہ

کے غضب سے نہ دوزخ سے

سنا یعنی یہ عیوب یکے مسلمان میں ہیں ہوتے آپ عیب نہ دیکھنا دوسرے مسلمانوں کے عیب نہ ٹھونڈنا ہر ایک کو من طعن کرنا اسلامی شان
کے خلاف ہے یہ حدیث بہت جامع ہے بعض لوگ جانور و کبرا کو گائیاں دیتے ہیں بعض کے ہاں حضرت صحابہ کو گائیاں دینا عبادت
ہے لہذا باللہ بعض لوگ گالی پیچہ دیتے ہیں بات پیچھے کرتے ہیں۔ سب لوگ اس سے عبرت پکڑیں سنا یعنی کامل مسلمان من
طعن کرنے کا عادی نہیں ہوتا کہ بات پر لعنت کرتا رہے اتفاقاً کبھی منہ سے نکل جانا اس کے خلاف نہیں (مرقات)
سنا یعنی یہ نہ کہو کہ تجھ پر اللہ کی لعنت کی پشکار نہ یہ کہو کہ تجھ پر اللہ کا غضب اللہ کا قہر وغیرہ لعنت و غضب
کی بددعا نہ کرو نہ یہ کہو کہ تو جہنم میں جائے یا تیرا ٹھکانہ دوزخ ہو یا تجھے خدا دوزخ میں یا آگ

میں ڈالے

فِي رَوَايَةٍ وَلَا بِالنَّكَارَةِ الْتَرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ
وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتْ اللَّعْنَةُ
إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونََهَا ثُمَّ كُهِبَطَ
إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونََهَا ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَ
شِمَالًا فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَافًا رَجَعَتْ إِلَى الذِّمَّةِ لَوْ لَعَنَ
قَوْمٌ كَانَ لِذَلِكَ أَهْلًا وَلَا سَلَامَ جَعَلْتُ إِلَيْكَ قَائِلَهَا

اور ایک روایت میں ہے کہ نہ آگ سے نہ (ترذی - ابو داؤد) - روایت ہے حضرت
ابو الدرداء سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا
کہ کوئی بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھ جاتی
ہے نہ تو اس کے سامنے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں پھر وہ زمین
کی طرف لوٹتی ہے اور اس کے سامنے زمین کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں نہ
پھر وہ واپس بائیں پھرتی ہے نہ پھر صوبہ نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر
لعنت کی گئی تو اگر وہ اس کا اہل ہو تو قہراً وہ نہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے نہ

سوائے یہاں سب کہ یہ لعنت و پشکار وہ یہ ہوا میں کسی بھی مسلمان کو منع ہیں غیر زمین کو اس کے وصف سے لعنت کرنا بالکل جائز ہے جیسے
لعنت اللہ علی الکاذبین وہ ہے مشرکین و کفار گران کا کفر پر مبنی سے معلوم ہوتا نہیں ہم بیکر لعنت کرنا جائز ہے ورنہ نہیں ہر
حال لعنت ہوا میں کچھ خاص عبادت نہیں کہ اس کی علت نہ ملے مثلاً جیسے غبار و حوٹ و غیر ذرات خود اوپر چڑھتے ہیں ایسے
ہی لعنت و پشکار بھی اوپر چڑھتی ہے مگر اسے آسمان میں داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی کہ وہاں اس کا مستحق کوئی نہیں مثلاً ہذا وہ
لعنت زمین میں نہیں دھنس سکتی کہ وہاں بھی اس کا مستحق کوئی نہیں خیال ہے کہ ابلیس اور اس کی ذریت نہ تو آسمان میں رہتے ہیں نہ
زمین کے اندر بلکہ اوپر اوپر ہی مارے مارے پھرتے ہیں لہذا اس فرمان پر کوئی غبار نہیں مثلاً یعنی لعنت اس حیران پریشان حیر
کی طرح دھنسنی گھومتی ہے جسے اپنا ٹھکانہ معلوم نہ ہو اور تلاش ٹھکانہ کے لئے حیران پریشان گھومتے یا بطور تمثیل ارشاد ہوا
ہے یا واقعہ ایسی ہی ہوتا ہے کیونکہ ہمارے تمام قول و فعل ایک شکل و حال رکھتے ہیں مثلاً بہر حال لعنت یا تو ملعون پر پڑتی
ہے اگر وہ اس کا اہل ہو ورنہ خود لایعنی یہ لعنت کرنا چاہیے ہی نہیں سوچو کہ ان کا حال کیا ہو گا جو دن رات حضرات صحابہ پر تیرا

رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلًا نَزَعَتْهُ الرَّيْحَةُ
رَدَاةً لَا قُلْعَتَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تُلْعَنُهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ وَأَنَّهَا مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ
بِأَهْلٍ رَجَعَتْ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ رَوَاكَ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ
وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَبْلُغُنِي أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أَحِبُّ

ابو داؤد - روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ ایک شخص کی چادر ہلانے اس پر
سے اٹا دی اس نے ہوا پر لعنت کی کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پایا کہ
اس پر لعنت نہ کرو کہ یہ تو زیرِ زمین ہے اور یقیناً جو کسی ایسی چیز پر لعنت کہے
جو اس کی اہل نہ ہو تو لعنت اس پر ہی ٹوٹی ہے (ترمذی - ابو داؤد) - روایت ہے
حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے کوئی صحابی
کسی کی طرف سے کوئی بات نہ پہنچائے یہ میں چاہتا ہوں کہ

۱۰ اور میں طبعی کرتے رہتے ہوں۔ اسی طرح جو لوگ جاسوسوں کو دھوکہ دینے میں جہادوں کو کوششیں دیتے ہیں اس
سب کا خیال خود ان ہی پر ہوتا ہے :

سنا جیسے آج بعض لوگ ہمدیوں وغیرہ پر لعنت کر دیتے ہیں یہ سنت بڑا ہے سنا ہوا لازم و سخت چلنا تیری چادر کا اٹھا
دینا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے ان میں اس کا کوئی قصور نہیں پھر اس پر لعنت کیسی -

سننا یعنی لعنت کرنے کا گناہ اس پر پڑے گا یا خود لعنت پھینکا رحمت سے دوری خود اس کو ملے گی معلوم ہوا
کہ لعنت اللہ رحمت اپنے مستحق کو جانتی پہچانتی ہیں ان کے ٹھکانوں کو بھی جانتی ہے حدیث اپنے ظاہر پر ہے
کسی تاویل کی ضرورت نہیں سننا جی اگر کوئی مجھے میرے پیچھے بڑا کہے تو تم اس کی بات مجھ سے نہ کہو خیال رہے کہ یہاں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہم دیا مگر ہم کو قانون بتایا کہ کوئی کسی کی غیبت اس تک نہ پہنچائے کہ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم تو دونوں کی گہرائیوں کی بات گھروں کے اندرونی حالات سے خبردار ہیں ان سے کوئی چیز مخفی نہیں یہ کوئی
صحابی حضور انور کی شان میں گستاخی نہیں کرتے تھے نہ سامنے نہ پیچھے حضور کی گستاخی کفر ہے رجبے منافقین حضور انور
ان سے ناراض تھے خواہ کوئی ان کی بات پسونچا تا یا نہ پسونچا تا۔ بہر حال حدیث بالکل واضح ہے اس پر نہ وہاں اعتراض ۴

أَخْرَجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمٌ الْقَدِيرُ وَأَنَا أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ
 هَاشِمَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ
 مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتَ كَلِمَةً
 لَوْ مَزُجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ رَأَوْا أَلَا أَحْمَدُ وَالْإِسْرَافِيُّ
 وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ الْفَحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَأْنٌ وَمَا

کہ تمہارے پاس صاف سینہ آیا کر دیا ہے (ابوداؤد)۔ روایت ہے حضرت عائشہؓ
 سے فرمایا میں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو صفیہؓ سے یہ
 ہے کہ وہ ایسی لڑکی میں یعنی پستہ قد ہے تو فرمایا تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر
 اس کو دریا میں ڈال دیا جاوے تو اسے رنگین کر دے گا (احمد - ترمذی - ابوداؤد)۔
 روایت ہے حضرت انسؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں
 ہوتی ہے عیانی کسی چیز میں مگر اُسے عیب ناک کہہ دیتی ہے۔

۱۰۔ کہہ سکتے ہیں نہ شیعہ نہ سنی کہ کسی کی عداوت کسی سے نہت دل میں نہ ہوا کرے بھی ہم لوگوں کے اپنے
 بیان قائل ہیں کہ اپنے سینے صاف رکھو تاکہ اسی میں عیب کے انور دیکھو ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ رحمت -
 نور کریمت کا گنجینہ ہے وہاں کدورت کی پہونچ نہیں سکتی اس طرح کہ جناب عائشہؓ نے اپنا بالشت دکھا کر فرمایا کہ صفیہؓ
 اتنی بڑی ہیں میں میرے بالشت کی برابر یہ عرض و معروض حضرت صفیہؓ نہت حی کے پس پشت مہوئی اس لیے اسے غیبت
 کہا گیا معلوم ہوا کہ عیبت اسلام سے بھی ہوا جاتی ہے سیکہ یہی بظاہر یہ بات چھوٹی سی معلوم ہوتی ہے مگر اتنی بڑی ہے
 کہ اگر اس رنگت کو پوڑ یا کی شکل دے دی جاوے اور اسے سمندر میں گھول دیا جاوے تو سارے سمندر کو رنگین کر دے
 تو یہ تمہارے دل کو یقیناً گدلا کر دے گی تمہارے نیک اعمال کا رنگ بھی بگاڑ دے گی اس سے تو بہ کرو اور آئندہ کبھی
 کسی کی غیبت نہ کرو اس حدیث سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرات صحابہ کرام گناہوں سے معصوم نہیں -
 معصوم یہ فرشتے ہیں یا حضرات اہل بیت علیہم السلام یہ حضرات عادل ہیں کہ گناہ پر جیتے نہیں تو بہ کر لیتے ہیں - دوسرے یہ کہ
 غیبت حق العبد جب ہے جبکہ اس کی خبر اس کو پہونچ جاوے جس کی غیبت کی گئی ورنہ حق اللہ ہے کہ تو بہ سے معاف
 ہوا جاتی ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ صدیقہ کو جناب صفیہؓ سے معافی مانگنے کا حکم نہ دیا - ۱۰

كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ * وَعَنْ
خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مَعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَعْمَلَهُ
يَعْنِي مَنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا
حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ خَالِدًا

اور نہیں ہوتی شرم کسی چیز میں مگر اُسے زینت دے دیتی ہے (ترمذی) روایت ہے۔
حضرت خالد ابن معدان سے ہے وہ حضرت معاذ سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اپنے بھائی کو کسی گناہ کی مار دلائے تو وہ نہ مرے گا حتیٰ کہ
نور بھی کہے گا کہ یعنی وہ گناہ جس سے وہ توبہ کر چکا ہے (ترمذی) اور فرمایا یہ
حدیث غریب ہے اور اُس کی اسناد متصل نہیں کیونکہ خالد نے

حاکم کیونکہ حضرت صفیہ کو اس کی خبر نہ ہوئی لہذا یہ حق اللہ ربی :

سے ہیں اگر بے حیائی اور حیا و سترم انسان کے علاوہ اور حقوق میں بھی ہوں تو اسے بھی بے حیائی خراب کر دے اور حیا اچھا کر دے تو انسان کا کیا ہو چھا حیا ایمان کی نہایت انسانیت کا رہور ہے بے حیائی انسانیت کے دامن پر بد نما و جبر ہے

۱۵۔ آپ جلیل القدر عظیم ابستان تاجی ہیں آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے ملک شام میں مقام حصص کے رہنے والے ہیں قبیلہ کلاع سے ہیں شتر صحابہ سے ملاقات کی سند ایک سو چار ہجری میں مقام طرطوس میں آپ کی وفات ہوئی وہاں ہی قبر شریف ہے۔

۵۵ گناہ سے وہ گناہ مراد ہے جس سے وہ توبہ کر چکا ہے یا وہ پُرانا گناہ جسے لوگ بھول چکے یا حقیقہ گناہ جس پر لوگ مطلع نہ ہوں اور عار دلا تا توبہ کرانے کے بیٹے نہ ہو محض غصہ اور جوش غضب سے ہو یہ قیود خیال میں رہیں۔

۵۶ یہی اپنی موت سے پہلے یہ گناہ خود کرے گا اور اس میں بدنام ہوگا مظلوم کا مدللہ ظالم سے خود رب تعالیٰ لیتا ہے۔

۵۷ یہ تفسیر حضرت امام احمد ابن حنبل کی ہے کہ یہاں گناہ سے مراد وہ گناہ ہے جس سے گنہگار توبہ کر چکا ہے ایسے گناہ کا ذکر بھی نہیں چاہیئے۔ جس گناہ میں مدد گرفتار ہے اس سے عار دلا تا تاکہ توبہ

کرے یہ تو تبلیغ ہے۔ اس پر

توابع سے ہے :

لَمْ يُدْرِكْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَعَنْ وَاشِلَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَطْهَرِ الشَّمَاثُ وَلَا خَيْفَكَ فَيَرْجِمَهُ اللَّهُ فَيَبْتَلِيكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ : وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُحِبُّ إِلَى حَكِيمٍ أَحَدًا وَأَنْ يَكْذِبَ وَكَذَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ وَصَحَّه : وَعَنْ

معاذ ابن جبل کو نہیں پایا ہے روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی پر لمن طمن ظاہر نہ کر دے ورنہ اللہ اس پر دم کرے گا اور تجھے جلا کر دے گا (ترمذی) اور فرمایا ہے حدیث حسن ہے غریب ہے۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمائی ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کی قتل کروں اگرچہ مجھے اتنا اتنا ہے (ترمذی) اور اس کو صحیح فرمایا۔ روایت ہے

یعنی خالد بن معدان نے معاذ ابن جبل کو مامونہ دیا کیونکہ حضرت معاذ کی وفات سلسلہ اشعار میں ہوئی اور خالد کو پیدائش سلسلہ کے بعد ہوئی خیال ہے کہ اتصال کے لئے راوی کا اپنے شیخ سے ملاقات کرنا ضروری نہیں صرف ہم زمانہ ہونا کافی ہے تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے ان امام بخاری کے ہاں ملاقات ضروری ہے (مرقات) سیدنا ابن اسحاق لیبی صحابی ہیں جب حضور انور غزوہ تبوک کے لئے جا رہے تھے تو آپ ایمان لائے تین سال حضور کی خدمت میں رہے اصحاب صفہ سے تھے ایک سو برس عمر پائی بیت المقدس میں وفات ہوئی (مرقات) آپ مشہور صحابی ہیں سیدنا ابن مسعود کو دینی یاد دہانی آفت میں جلا کر دیکھ کر اس پر خوشی میں طعن نہ کرو بعض دفعہ خوشی میں بھی کسی پر لاجول پڑھی جاتی ہے شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

مگر اندر خوش پیش کساں کلا حول گویند شادی کناں

اگر ملامت کرنا اس کی فہمائش کیلئے ہو تب جائز ہے جبکہ اس طریقہ سے اس کی اصلاح ہو سکے غرضکہ ملامت کی مختلف صورتیں ہیں یہ ہے مسلمان کی آفت پر خوشی مانیکا انجام کہ خوشی ماننے والا خود گرفتار ہو جاتا ہے بارگاہ آزمودہ ہمیشہ غلط سے خوب کرنا چاہیے ہے یعنی اگر مجھے کوئی دیا کی بڑی سے بڑی دولت نصیب دے، اس کے عوض میں کہیں کسی مسلمان کی کوئی حرکت نہ

جُنْدُبٌ قَالَ جَاءَنَا عِرَابِيٌّ فَأَتَانَا خَرَجَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ثُمَّ
 دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَلَمَّا سَلَّمَ أَتَى رَاحِلَتَهُ فَأَطْلَقَهَا ثُمَّ رَاكِبٌ ثُمَّ نَادَى
 اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِي رَحْمَتِنَا أَحَدًا
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا لَوْ أَنَّ هُوَ
 مَلَائِكَةٌ أَمْرٌ بَعِيدٌ لَا أَلْمَلْتُمْ مَعُورًا إِلَى مَا قَالَ فَقَالُوا بَلَى رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

حضرت جندب سے فرماتے ہیں کہ ایک بدی آیا اس نے اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ پھر اُسے
 بازو دیا۔ پھر مسجد میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر
 جب سلام پھیرا تو اپنی سواہی کے پاس گیا اُسے کھولا اس پر سوار ہوا۔ پھر پکارا
 اَللّٰہُمَّ رَحْمَتِنِیْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِی رَحْمَتِنَا أَحَدًا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ہماری رحمت میں کسی اللہ کو شریک نہ کرے کہ
 اونٹ سے کہ کیا تم نے نہ سنا جو اس نے کہا لوگ بولے ہاں سے (ابوداؤد)

م بطور غیبت نقل کروں تو میں وہ دست قبول نہ کروں گا اور اس کی نقل نہ اٹھوں گا۔ یہاں حضور انور نے اپنا عمل شریف بیان فرما
 کرنا قیامت مسلمانوں کو تعلیم دی کہ تم کو کوئی کتنی ہی دولت دیکر کسی مسلمان کی قوی یا عملی غیبت کرے اس کی نقل اتروائے تو مرد
 قبول نہ کرو۔ یہاں بھی حکایت سے مراد بطور غیبت منوعہ نقل کرنا ہے ۛ

سَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ بَدِيٌّ سَطْرًا اِجْنَةً فِي غَاوٍ فِي عَمُوًّا سَبْتَهُ تَحْتَهُ اَتَعَاكَ كَبْشِي شَهْرِي كَيْسِي كَامَ كَيْسِي اَمَّا تَنْتَهُ تَحْتَهُ وَهَ اَكَا سَب
 سے کم واقف ہوتے تھے سَلَّمَ وہ اپنی غلطی سے اس دعا کو بہت اچھا سمجھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے
 کیلئے یہ کہا اس لئے آواز سے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی خاص رحمت
 کر جو کسی پر نہ ہو سَلَّمَ یہاں ضلالت سے مرد گمراہی یا برحقیدگ نہیں بلکہ بے وقوفی و حیرت ہے کیونکہ اس نے وسیع رحمت
 کو تنگ کرنے کی دعا کی یا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت خاصہ میں اپنے کو شریک کیا اس میں بے ادبی ہے اور
 بظاہر دعویٰ مساوات ہے (لمعات) سَلَّمَ اس سے معلوم ہوا کہ دعا صرف اپنے واسطے نہیں کرنا چاہیے بلکہ عام صیغوں
 سے کی جاوے خصوصاً یہ کہنا کہ اور کسی پر رحمت نہ کر یہ تو بہت ہی بُرا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کا ظاہر ظہور
 غیب اس کی پس پشت بیان کرنا غیبت نہیں کہ حضور انور نے

وَذَكَرَ حَدِيثَ أَبِي هُرَيْرَةَ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا فِي بَابِ
الْإِعْتِصَامِ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ الْفَصْلُ الثَّالِثُ
عَنْ أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا
مُدَّحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالَى وَاهْتَزَلَتْ الْعَرْشُ
رَأْسًا وَكَالْبَيْهَتِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيْمَانِ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى
الْخَلَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي

اور حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کئی بار کذباً ہم نے باب الاعتصام کی پہلی فصل
میں ذکر کر دی۔ تیسری فصل۔ روایت ہے حضرت انسؓ سے فرماتے ہیں۔
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو
رب تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اس سے عرش ہل جاتا ہے اسے بیہقی۔ شعب الایمان
روایت ہے حضرت ابو امامہؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ مومن تمام خصلتوں پر پیدا کیا جاسکتا ہے سوا خیانت اور جھوٹ کے اسے
(احمد۔ بیہقی)

اس کی چہانت صحابہ سے بیان فرمائی جبکہ وہ یہ سن کر ہلکا ہوا اس لئے یہ حدیث اس باب میں لائی گئی ہے
اسے بھی گنہگار بدکار لوگوں کی تعریف کرنا خوشامد کے لئے یا ان سے کچھ دنیاوی نفع حاصل کرنے کے منوع ہے رب
تعالیٰ کی ناراضی کا باعث۔ ظالم کو عادل کہنا فقہار کے نزدیک کفر ہے کہ اس میں نص قرآنی کا انکار ہے اسلئے عرش الہی کا ہلنا
رب تعالیٰ کے غضب کے اظہار کے لئے ہے کہ یہ اس کی تعریف کر رہا ہے جس سے رب تعالیٰ ناراض ہے اگر اسے حلال
جان کر اچھا کہتا ہے تو کافر ہے اسلئے ظالم سے مراد بری عزت میں اس فرمان عالی سے یا نفی مقصود ہے یا تنبیہ دہی صورت میں معنی
یہ ہیں کہ جھوٹ اور خیانت ایسی بری عزت میں کہ کسی مومن میں یہ دونوں چیزیں اصلی پیدا نشی نہیں ہو سکتی اگر کوئی مومن جھوٹا یا حائل ہو گیا
تو عارضی طور پر ہو گا کہ جھوٹوں حائلوں کی صحبت میں رہ کر یہ جھوٹا یا حائل بن جاوے گا اس کے علاوہ اور محبوب مومن میں اصل پیدا نشی
ہو سکتے ہیں دوسری صورت میں یہ معنی ہیں کہ مومن کو چاہیئے کہ جھوٹا یا حائل نہ بنے ان چیزوں کی علت نہ بنے یہ دونوں اس کی
شہادہت کے خلاف ہیں رب فرماتا ہے انما یحزنی الکذب الذین لا یؤمنون یا ایہ الذین لا یؤمنون (مذہبات۔ لمعات) :

فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَ عَنْ صَفْوَانَ
ابْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْكُونُ
الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيْكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا قَالَ
نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيْكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا رَوْكَ لَكَ يَا بَيْهَقِي
فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ مُرْسَلًا وَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ
لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ
مِنْ الْكُذُوبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ
رَجُلًا أَعْرَفْتُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ

شعب الایمان . بروایت سعد بن ابی وقاص ۱۰ . روایت ہے حضرت صفوان ابن سلیم
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے ۔
فرمایا ہاں پھر عرض کیا گیا کیا مومن کنجوس ہو سکتا ہے فرمایا ہاں عہ پھر عرض کیا گیا کیا مومن
جھوٹا ہو سکتا ہے فرمایا نہیں تھے (ماہک ۔ بیہقی ۔ شعب الایمان ارسلان) عہ روایت
ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ شیطان انسان تکلم میں مبتلا ہے پھر کسی قوم
کے پاس پہنچتا ہے انہیں کبھی جھوٹی بات کی خبر دیتا ہے عہ لوگ پھیل جاتے ہیں
تو ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو سنا جس کی صورت پہچانتا ہوں
یہ نہیں جانتا کہ اس کا نام کیا ہے ۔

سہ آپ تابعین میں سے ہیں نہایت متقی پر ہر گز تھے چالیس سال نہیں سے بیٹھ نہ لگائی بیٹھے بیٹھے حد تکی مسجد کرتے کرتے جینالی میں
غار ہو گیا۔ شمسہ ایک سو وند ہجری میں وفات ہوئی (اشعہ و حرقات) البتہ یہ حدیث مرسل ہے کہ صحابی کا ذکر اس میں نہیں ہے ۔
سہ یہی مسلمان میں بزدلی یا کنجوسی فطری طور پر ہو سکتی ہے کہ یہ عیوب ایمان کے خلاف نہیں ہنداموں میں ہو سکتی ہیں ۔
سہ کذاب ہرگز اس طرح استاد ہے کہ ہوش کا ہے بہ گاہے جھوٹ بولیے تو ہو سکتا ہے مگر جڑا جھوٹا ہمیشہ کا جھوٹا ہو ۔ صورت کا مدعی ہونا
مومن ہونے کی شان کے خلاف ہے یہاں بھی وہ بی مراد ہے جو ابھی پہلی حدیث میں عرض کیا گیا یا مومن سے مراد کامل الایمان ۔ ہندام حدیث
پر یہ اعتراض نہیں کہ بہت مسلمان جھوٹے ہوتے ہیں سگہ ارسلان کی وجہ ابھی عرض کی گئی کہ صفوان ابن سلیم تابعی میں صحابی میں مورتا ابھی
کی حدیث کو حضور سے روایت کرنا ارسلان ہے مگر کسی واقعہ کی جھوٹی خبر یا کسی مسلمان پر بہتان یا استاد و تشرارت کی ۴

يُحَدِّثُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۖ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حِطَّانٍ قَالَ
 أَتَيْتُ أَبَا ذَرٍّ فَوَجَدْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ مُجْتَبِئًا بِكِسَاءٍ أَسْوَدَ وَحَدَاةٍ
 فَقُلْتُ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا هَذِهِ الْوَحْدَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوَاحِدَةُ مِنْ جَلِيسٍ
 السُّوءِ وَالْجَلِيسُ الْمَالِحُ خَيْرٌ مِنَ الْوَاحِدَةِ وَالْمَالِحُ

وہ یہ کہتا تھا کہ (مسلم) روایت ہے حضرت عمران ابن حطان سے فرماتے ہیں کہ میں
 حضرت ابو ذر سے پاس گیا تو میں نے انہیں ایک کالے کپڑے میں اکیسے ٹیک
 لگائے بیٹھے پایا ہے میں نے کہا اسے ابو ذر یہ گوشہ نشینی کیسی تو فرمایا کہ میں نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تنہائی بہتر ہے ہر ساتھی سے اور اچھا ساتھی
 بہتر ہے تنہائی سے تمہ اور اچھی بات بولنا

م خبر جس کی اصل کچھ نہ ہو لکذب بہت عام ہے ۛ

اس حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں یہ بار بار کا تجربہ ہے۔ ربیع و رمضان کی سترائیسویں تاریخ جمعہ کے دن
 یعنی ۱۴ اگست ۱۹۸۷ کو پاکستان بجا عید الفطر کے دن نماز عید کے وقت تمام شہروں بلکہ دیہاتوں میں جبرائیل کی کسکھ مسلح ہو کر
 اس بستی پر حملہ ہو رہے ہیں۔ قریب ہی آپکے ہی برگھر برملہ برگمہ میں شور مچ گیا لوگ تباہیاں کر کے نکل آئے۔
 حالانکہ بات غلط تھی ہر جگہ لوگوں نے کہا کہ اسی ایک آدمی کہہ گیا ہے خبر نہیں کون تھا۔ پھر جو فساد شروع ہوا۔ وہ
 سب نے دیکھا یہ خدا کی پناہ اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ شیطان چھپ کر بھی دلوں میں دوسرے ڈالت رہتا ہے اور ظاہر ہو کر
 شکل انسانی میں نمودار ہو کر بھی ہذا ہر خبر بغیر تحقیق نہیں پھیلا نا چاہیئے اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی شیطان عالم آدمی
 کی شکل میں آکر جھوٹی حدیثیں بیان کر جاتا ہے لوگوں میں وہ جھوٹی حدیثیں پھیل جاتی ہیں اس لئے حدیث کو کتاب میں دیکھ
 کر اسناد وغیرہ معلوم کر کے بیان کرنا چاہیئے اگرچہ یہ فرمان حضرت ابن مسعود کا ہے مگر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے
 کہ ایسی بات صحابی اپنے خیال یا لائے سے بیان نہیں فرما سکتے حضور سے سن کر ہی کہہ رہے ہیں

اس طرح کہ اکروں بیٹھے تھے اور اپنے ارد گرد کہیں لپٹیا ہوا تھا ہاتھوں کے حلقہ میں بند لیاں پٹے ہوئے تھے۔ یہ
 انتہائی تواضع کی بیٹھک ہے۔ سہ یعنی چوکہ مجھے اس وقت کوئی نیک صالح ساتھی نہ ملا اس لئے تنہائی کو غنیمت
 سمجھ کر اکیلے بیٹھ گیا غائب کسی اجنبی جگہ میں ہوں گے مسجد سے ملا مسجد نبوی شریف نہیں کوئی اور مسجد مراد ہے۔ ۛ

الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السَّكُوتِ وَالسَّكُوتُ خَيْرٌ مِنْ اِمْلَاءِ الشَّيْءِ وَعَنْ
 رَحْمَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالْقَمَمَةِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ
 سِتِّينَ سَنَةً. وَعَنْ ابْنِ ذَرِّقَانَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ اِسْلَمَ اَنْ
 قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَوْصِنِي قَالَ اَوْصِيكَ بِتَقْوَى

خاصی کے بہتر ہے اور خاموشی بہتر ہے بُری بات بولنے سے نہ روایت ہے
 حضرت عمران ابن حصین سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا
 خاموشی سے ثابت رہنا اسے ساتھ ہر کی عبادت سے افضل ہے یہ روایت ہے حضرت
 ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
 ہوا دروازہ حدیث میں کی جگہ یہاں تک کہ فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے
 وصیت کیجئے یہ فرمایا میں تم کو اللہ سے ڈرنے

ہم اور زمانہ میں مدینہ منورہ میں ایک ساتھیوں کی کیا کمی تھی خیر القرون ستارہ

سلہ یعنی تنہائی میں انسان خاموش بیٹھے گا۔ اور خاموشی اچھی ہے بری بات سے بڑے بار کے پاس چٹھ کر بری باتیں کرنا شرعی
 نہیں اس لیے تنہائی بہتر ہے سکہ یہاں یا تو ساحت پوشیدہ ہے یا زمانہ بعض روایات میں ہے فی الصف فی سبیل اللہ یعنی
 ایک ساحت یا کچھ دیر یا جہاد کی صف خاموش رہنا۔ دنیاوی باتیں نہ کرنا سکہ یعنی اگر کوئی شخص ساٹھ سال عبادت کرے
 مگر زیادہ باتیں بھی کرے اچھی بری بات میں تمیز نہ کرے اس سے یہ بہتر ہے کہ تھوڑی دیر خاموش رہے کیونکہ خاموشی میں
 فکر بھی ہوئی اصلاح نفس بھی معارف و حقائق میں استغراق بھی ذکر حق کے سمندر میں غوطہ لگانا بھی مراقبہ بھی یہ سب
 اگرچہ ایک ساعت کی ہوں ساٹھ سال کی خشک عبادت سے افضل ہیں اس لیے حضرات صوفیاء فرماتے ہیں کہ ایک
 ساعت کی فکر ہزار سال کے خاص ذکر سے افضل ہے خیال رہے کہ ان جیسے مقامات ساٹھ سال یا ستر سال سے عہد و روز
 رسانہ ہوتا ہے نہ کہ صرف یہ مدت سکہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض و معروض بہت دہرا ہوئی جس کا ذکر کوئی
 جگہ ہے یہاں نہیں ہے مجھے کوئی خاص تاکید حکم دیکھے اعلیٰ نصیحت فرمائیے۔ اہل عرب بہت تاکید حکم یا اہم
 نصیحت کو وصیت کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک وصیت ضروری کی جاتی تھی رب فرماتا ہے یوصیکم اللہ

۴۷ یعنی دنیادی کلام سے خاموشی اختیار کرو ذکر اللہ سے خاموشی مراد نہیں ہے کیونکہ قرینہ استقامت فی صدی گناہ ربان سے ہوتے ہیں ربان بند رکھو گناہ کم کرو گے تم پر شیطان کا دائو کم چلے گا خاموشی میں ذکر و فکر کا زیادہ موقع ملے گا۔

قَاتَهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِشُورٍ أَوْجَدَ قُلْتُ زِدْنِي
قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مُرَّا قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللَّهِ
لَوْمَةً لَا يَمُوتُ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لِيَخْجُرَكَ عَنِ النَّاسِ مَا
تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى
خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظُّهْرِ وَأَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ

یہ دو کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کا نور نکل کر دیتا ہے لہٰذا میں نے عرض کیا یہ کہیے۔ فرمایا
حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہو تب میں نے عرض کیا اور زیادہ دیجیے فرمایا اللہ کی راہ میں ملامت دے
کی ملامت سے نہ ڈرو تب میں نے عرض کیا زیادہ کیجیے فرمایا کہ تم کو لوگوں سے وہ بات منع کرے جو
تم اپنے میں جانتے ہو تب۔ روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے ابو ذر کیا میں تم کو ایسی دو خصلتوں پر رہبری نہ کروں جن پیٹھ پر ٹکی ہیں ۵۔ تو دونوں بیماری ہیں

سلسلہ کیونکہ زیادہ ہسی دل غافل کر دیتی ہے دل کی غفلت اس کی موت ہے قلب بیدار زبان فاجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔
سلسلہ یعنی اگر حق بات لوگوں کو بری معلوم ہو تم پر اس کی وجہ سے کچھ تکلیف بھی آجائے مگر کہو ہمیشہ حق بات اس حق بات سے مراد
لوگوں کو اچھی نصیحتیں کرنا ہے سلسلہ لوگوں کے دل سے اچھے کلام اچھے کام نہ چھوڑ دو دینی پرستی سے قائم رہو لوگ
خواہ زندہ باد کہیں یا مردہ باد سلسلہ یعنی لوگوں کو ان محبوب پر ملامت نہ کرو جو تم میں خود موجود ہیں پہلے اپنی اصلاح کرو
پھر دوسروں کی خیال رہے کہ اچھی باتیں بتانا اور جہیر ہے اور عیب جوئی کچھ اور اپنے کو سب سے ناقص جانو۔

غافل از این خلق از خود اسے پسر لاجرم گویند عیب یک دگر

۵ یعنی ان پر حمل کرنا آسان ہے کچھ مشکل نہیں چونکہ حمل میں پیٹھ کو بھی دخل ہوتا ہے اس لیے حمل کے لیے پیٹھ کا حفظ استقامت
فرمایا جاتا ہے سیز بوجہ پیٹھ پر ہی اٹھائے جاتے ہیں پیٹھ پر ہلکا بیماری بوجہ محسوس کرتی ہے یہ ہر حال کلام بڑا فصیح
ہے یا مراد ہے زبان کی پیٹھ سلسلہ یعنی کل قیامت میں یہ خصلتیں جب گناہوں سے تولی جائیں گی تو یہ بیماری ہوں گی
گندہ ہلکے ہو جائیں گے قیامت میں ہمارے کام و کلام کی شکل و صورتیں بھی ہوں گی ان میں وزن سہی ہوں گے۔

وہاں نیکیوں کا وزن اخلاص سے ہو گا :

قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ طَوْلُ الْقَمِيَّتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالذِّي
نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ مِثْلَهُمَا وَعَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي بَكْرٍ وَهُوَ
يَلْعَنُ بَعْضَ رَقِيقِهِ فَأَلْتَفَتَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَعَانِيَتِي
مَدِّيقِينَ كَلَّا وَرَبِّ الْكُتَيْبَةِ فَأَعْتَقَ أَبُو بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ
بَعْضَ رَقِيقِهِ ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا أَعُوذُ

فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ہاں تو فرمایا۔ دہاذا خاموشی اور اچھی عادت۔ اس کی قسم جس کے قبضہ میں
میری جان ہے۔ مخلوق نے ان دو جیسے کام نہ کیے ہوں گے۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمائی
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابو بکرؓ کو گزرتے علاقہ آپ اپنے کسی غلام کو برا بھلا کہہ رہے
تھے تو ان کی طرف توجہ فرما کر فرمایا کہ برا کہنے والے بھی اور صدیق بھی قسم رب کعبہ کی ہرگز نہیں۔ تو
اس دن جناب ابو بکرؓ نے کچھ غلام آزاد کیے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے
عرض کیا اب کبھی نہ کروں گا۔

۱۔ خاموشی سے مراد ہے دنیاوی باتوں سے خاموشی جس کے ساتھ فکر کسی ہے اللہ کے ذکر سے خاموشی اچھی ہیں۔ اچھے
اخلاق سے مراد ہے حقوق و عاقل کے حقوق اور کرنا نرم و گرم حالات میں شاکر و صابر رہنا جو کہ خاموشی اور صبر و شکر میں کوئی
خاص محنت نہیں پڑتی بلکہ ان کے ترک میں محنت ہوتی ہے اس لئے انہیں ہلکا فرمایا گیا۔

۲۔ کیونکہ ان کے مانعے دیں و دنیا دونوں جگہ دیکھے جائیں گے واقعی ان دو کاموں سے بڑھ کر معاملات کا کوئی کام نہیں یہاں
معاملات کے مقابلہ میں عظمت میاں فرمائی گئی۔ ۳۔ یہاں لعنت سے لغوی لعنت مراد ہے برا بھلا کہنا یا بددعا کرنا شرعی لعنت
جو کفار سے خاص ہے مرد نہیں ورنہ حصہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لعنت سے توبہ کرتے۔

۴۔ یعنی تم تو عاقل و مخلوق کے نزدیک صدیق ہو پھر تم کسی کو برا بھلا کیسے کہتے ہو یہ دو حقیقتیں ایک شخص میں جمع نہیں ہوتیں صدیق
کے لئے صبر ضروری ہے مطلب یہ ہے کہ تم میں یہ عیب نہیں ہونا چاہیے نہایت ہی نفیس نصیحت ہے۔

۵۔ یہ غلام آزاد کرنا اس غلطی کے کفار کے لئے تھا جو بلا شعور آپ سے سرزد ہو گئے یہ ہے انتہائی تقویٰ بھلائیوں برائیوں
کو مٹاتی ہیں۔ ۶۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے کبھی کسی کو برا بھلا نہ کہا۔ اپنی فطرت کو نبوت کے سانچہ

میں ڈھال لیا۔

رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْإِسْحَاقُ بْنُ الْخَمْسَةِ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ
وَعَنْ أَشْمِ قَالَ إِنَّ عُمَرَ دَخَلَ يَوْمًا عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
وَهُوَ يَجْبِدُ لِسَانَهُ فَقَالَ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ فَقَالَ لَهُ
أَبُو بَكْرٍ إِنَّ هَذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَوَعَنْ
عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِثْمَنُوا لِي يَسْتَأْذِنُ أَنْفُسُكُمْ أَفْتَمِنْ لَكُمْ الْجَنَّةُ
أَصَدُّكُمْ إِذَا حَدَّثْتُمْ وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ وَأَذُوا إِذَا

یہ پانچوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیں۔ روایت ہے حضرت سلم سے فرماتے
ہیں کہ ایک دن جناب عمر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے تو حضرت
عمر نے ان سے عرض کیا تمہاری اللہ آپ کو بخشے تو ان سے جناب ابوبکر نے فرمایا کہ اس نے مجھے
ہلاکت کی جگہوں میں لا ڈالا اللہ مالک روایت ہے حضرت عباد بن صامت سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے نفس کی طرف سے میرے پیچھے چیزوں کے خاامن بن جاؤ میں تمہارے
لیئے جنت کا خاامن ہوں گا۔ جب بات کرو تو پوک ہو جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔ جب

مسئلہ آپ تابعی ہیں آپ کی کنیت ابو مالک ہے معنی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے جسین حضرت مروق نے کہ معظمہ میں
مسئلہ میں فرمایا آپ کی عمر ایک سو چودہ سال ہوئی مروان کے زمانہ میں وفات پائی مسئلہ اسی پجری مسئلہ اپنی زبان شریف کو کھینچ کر
مروڑ رہے تھے یا اسے باہر نکال ڈالنے کی کوشش فرما رہے تھے گویا اپنی زبان کو سزا دے رہے تھے مسئلہ یہ اتنا ہی شرف
حدیث کی دلیل ہے حضرت صدیق کی زبان صدق کے سوا کیا ہو سکتی مگر پھر بھی اپنے کو تصور دار کہتے ہیں جیسے حضرات امیاد کرام
نے اپنے کو ظالم۔ خاصہ وغیرہ مراد یا عنصر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے رب انی ظلمت نفسی ظلم کثیرا مشغ

زبانوں اور گناہ تو رہے گفتار عارطان از طاعت استغفار

مسئلہ یعنی تم چھ عادتیں ڈال لو ان کے خلاف نہ کرو تو میں تمہارے معنی ہونے کا خاصہ ہوتا ہوں تم ضرور معنی ہونے لگے بلکہ وہاں
کا اعلیٰ درجہ پاؤ گے وہ وعدہ سے مروا جائز وعدہ ہے وعدہ کا پورا کرنا ضروری ہے مسلمان سے وعدہ کرو یا کافر
سے عزیز سے وعدہ کرو یا غیر سے اور استاد۔ شیخ نبی اللہ تعالیٰ سے کیئے ہوئے تمام وعدے پورے کرو ہاں اگر کسی سے

اَسْمٰئُتُمْ وَاَحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَعُضُوْا اَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا
اَيْدِيَكُمْ ۚ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ وَاَسْمَاءُ بِنْتِ
بَزِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ
اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رَاَوْا ذِكْرَ اللّٰهِ وَشَرَّ اَرْعَابٍ اِلَّا اللّٰهَ الْمَشَاوُنَ

ایں بنائے جاؤ تو ادا کرو۔ اور ہنسی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ اپنی نگاہیں نیچے رکھو۔ اپنے ہاتھ روکو۔ روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن غنم اور اسماء بنت بزید سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں کہ جب دیکھتے جائیں تو اللہ یاد آجائے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں

حرام کام کا وعدہ کیا ہے اسے ہرگز پورا نہ کرے حتیٰ کہ حرام کام کی نذر پوری کرنا حرام ہے۔
اسے امانت مال کی ہو یا بات کی یا کسی اور چیز ضروری ہو اگر اسے مسلمان کی امانت ہو یا کافر کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی مانت حضرت علی سے فرمایا کہ میں خود بخوار کفار کی امانتیں میرے پاس ہیں وہ تم ادا کر دینا، امانت اور قیمت میں بڑا فرق ہے۔
اسلئے نہ اس سے حرام کاری کہ نہ خاوند بیوی کے سوا کسی پر ظاہر ہونے دو فروج سے مراد مرد و عورت کی ستر فلیظ ہے۔
اسلئے چلو پھرو تو نیچی نگاہ سے بیٹھو تو نیچی نگاہ سے تاکہ غیر محرم کے دیکھنے سے بچو یہ حکم مرد و عورت دونوں کو ہے۔
صہاں اوپر دیکھنا ضروری ہے یا جائز ہے وہاں ضرور دیکھو عالم، ماں باپ کا چہرہ، چاند وغیرہ ضرور دیکھو۔ یہاں شرم حیدر کا ذکر ہے۔ اسلئے کہ اپنے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ کرو اس سے نا جائز چیز نہ چھو۔

اسے عبدالرحمن غنم اشعری شامی ہیں۔ جلیل القدر تابعی ہیں آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کر سکے حضرت معاذ ابن جبل کے ساتھ رہے۔ اسماء بنت یزید ابی سکی صحابہ میں اسی بیٹے تارحین فرماتے ہیں کہ بہتر یہ تھا کہ حضرت اسماء کا نام شریف پہنے ذکر کیا جاتا۔ اسلئے یعنی ان کے چہروں پر انور و آند عبادت ایسے سون کے انھیں دیکھتے ہی رب یاد آ جاوے ان کے چہرہ آئینہ خدا نما ہوں حضور فرماتے ہیں کہ علی کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے آپ کو جو دیکھنا تھا کہتا تھا لا الہ الا اللہ کیسا کریم بہادر حلیم جوان ہے (مرقات) بعض لوگوں کے پاس بیٹھنے سے قلب جاری ہو جاتا ہے حضور داتا صاحب کے مزار مقدس پر پہنچ کر دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ مہری عورتوں سے جمال بڑھتی دیکھتے ہی کہا تھا عا شالہ اللہ یہ ہے اللہ کی یاد آ جاتا یہاں حضرت شیخ عبدالحق نے فرمایا۔ کہ میں ایک بار مکہ معظمہ کے بازار میں سر نیچا کیے جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص پر نظر پڑی میرے منہ سے فوہ

بِالْمِیْمَةِ الْمَفْرُکُونَ بَيْنَ الْأَحْبَةِ الْبَاغُونَ الْبَرَاءَ الْعَنَتَ
 تَرَاوَاهُمَا أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْأَيْهَانِ + وَعَنِ
 ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا صَلَوةَ الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ
 وَكَانَا صَائِمَيْنِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ أَعِيدُوا وَضُوءَكُمْ كَمَا قَدْ
 صَلَّوْتُمْ وَأَمُضُوا فِي صَوْمِكُمْ وَأَقْضُوا

جو چٹل سے چلیں۔ دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے شہ پاک لوگوں میں عیب ڈھونڈنے
 والے تھے۔ احمد بیہقی شعب الایہان اور ابیہاس سے کہ دو شخصوں نے نماز ظہر یا
 یا عصر پڑھی۔ اور وہ دونوں تھے روزہ دار تھے۔ پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرما لی
 تو فرمایا کہ اپنے وضو اپنی نمازیں لوٹاؤ۔ اور اپنے وضو میں گزر جاؤ اور پوسے
 کرو۔ اور دوسرے

مولیٰ اللہ الا اللہ وحده لا شریک لہ الملک ولہ الحمد ہو علی کل شیء قدیر و اشعر ۛ
 سہ معلوم ہوا کہ فساد و نفاق کے بڑے چٹل کھانا متنوع ہے۔ صلح کرانے کے لئے ایک دوسرے کو اچھی
 باتیں پہنچانا عبادت ہے۔

۳۱۱ باغون جمع ہے باغی کی میں کا بارہ بھی ہے بمعنی چاہنا ڈھونڈنا بڑا جمع ہے بری کی بمعنی دہر یعنی
 جو عیب سے دہر ہوں ان میں عیب جوئی کرنے والے۔ اپنے عیب ڈھونڈنا عبادت ہے۔ دوسروں
 کے عیب ڈھونڈنا بڑا ہے خیال رہے کہ اللہ کے مقبول بندوں میں عیب جوئی کفر ہے بعض بد نصیبوں
 کو بیوں و بیوں میں عیب جوئی کی عادت ہوتی ہے۔

۳۱۲ یعنی یہ دونوں سقہ دار بھی تھے۔ مدینہ منورہ کی سرزمین میں بھی مسجد نبوی شریف میں بھی اور حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے انھوں نے نماز بھی پڑھی اتنی خوبیوں
 کے ساتھ انھوں نے کسی مسلمان کی نفیت

بھی کر لی ۛ

يَوْمًا اخْرَقَا لِإِمَامٍ يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ اَغْتَبَبْتُمْ فَلَنَا
وَعَنْ ابْنِ سَعِيدٍ وَجَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَكَيفَ الْغَيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِي فَيَتُوبُ
فَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَفِي رَأْيِي فَيَتُوبُ فَيَغْفِرُ اللَّهُ لَهُ وَإِنَّ
صَاحِبَ الْغَيْبَةِ لَا يَغْفِرُ لَهُ حَتَّى يَغْفِرَ هَالَهُ صَاحِبُهُ وَ

ان کی قضا کر دے وہ بوجے یہ رسول اللہ کیوں فرمایا تم نے فلاں کی غیبت کی۔ روایت ہے ابو
سعید وجہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غیبت زنا سے زیادہ سخت
لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ غیبت زنا سے سخت کیسے ہے فرمایا کہ کوئی شخص زنا کرتا ہے تو
توبہ کر لیتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ
اسے بخش دیتا ہے اور غیبت و سے کسی بخشش نہیں ہوتی حتیٰ کہ اس کا صاحب وہ معاف کرے ورنہ

سہ قرآن کریم نے غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانا قرار دیا ہے ان یا کل لحم احیہ میتا۔ اور ظاہر ہے گوشت کھانے
خون پینے سے روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے نماز بھی خلاصہ یہ ہے کہ گناہ نیکوں کا کمال دودھ کر دیتے ہیں جیسے نیکیاں
اصل گناہوں کا زوال کر دیتی ہیں۔ نیز غیبت کی وجہ سے عیبت کرنے والے کی نیکیاں مستجاب کو دیر جاتی ہیں اس کا
روزہ نماز مستجاب کو دیر لگی یہ بغیر روزہ نماز رہ گیا۔ لہذا اسے دوبارہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ سیدنا عبد اللہ فرماتے
ہیں کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے نماز پڑھی ہوئی بیکار ہو جاتی ہے ان کی دلیل یہ ہی حدیث ہے رمرقاتہ باقی حضرات
فرماتے ہیں کہ اس سے روزہ نماز کا کمال ٹوٹ جاتا ہے ہر حال یہ حکم عالی تنبیہ فرمانے کے لئے ہے سہ یعنی عیبت
ہے تو گناہ صغیرہ اور زنا ہے گناہ کبیرہ مگر شدت اور نتیجہ میں غیبت زنا سے بدتر ہے یہ نرمی کی وجہ آگے بیان ہو رہی ہے۔
سہ خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ زنا گناہ ہے اس کی ترمیمی سزا بھی بہت سخت ہے مگر ہے حق اللہ جو توبہ سے معاف ہو سکتا ہے
غیبت حق العبد ہے کہ توبہ سے معاف نہیں ہو سکتا جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کرے اگر وہ مرگیا ہو تو اس کی معافی کی
کوئی صورت ہی نہیں۔ حق اللہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ بندے کے معاف کرنے سے معاف نہ ہو تو حق العبد کی پہچان یہ
ہے کہ بندے کے معاف کرنے سے معاف ہو جائے زنا حق اللہ۔ قتل حق العبد۔ اسی لئے قتل کا قصاص ولی مقتول

فِي رَايَةِ أَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزَّيْنِ يَتُوبُ وَمُصَاحِبُ الْغَيْبَةِ
لَيْسَ لَهُ تَوْبَةٌ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ
فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ : وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ كَفَّارَاتِ الْغَيْبَةِ أَنْ
تَسْتَغْفِرَ لِمَنْ اغْتَابَتْهُ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَكَ

حضرت انس کی روایت ہے کہ فرمایا زنادا التوبہ کر سکتا ہے اور غیبت داسے کی توبہ نہیں ہے ان تینوں
حدیثوں کو بہتی لے شعب الایمان میں روایت کیا۔ روایت کیا حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کے کفار میں سے یہ ہے کہ تو اس کے لئے دعا مغفرت
کے جس کی تو نے غیبت کی ہے۔ کہے کہ الہی ہم کو اور اس کو بخش دے گا

ہ کے معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے زنا گزرائی مزینہ کے صدر سے عزیز معاف کر دی اس کی سزا معاف نہیں ہوتی :

اسے اس فرمان عالی کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ غیبت کا گناہ توبہ کر لینے سے معاف نہیں ہوتا۔ اس کی معافی کے لئے معاف
کا معافی دینا ضروری ہے دوسرے یہ کہ لوگ زنا کو محض گناہ سمجھتے ہیں اس لئے توبہ کر لیتے ہیں مگر غیبت کو معمولی چیز سمجھ کر اس
سے توبہ نہیں کرتے حالانکہ یہ سخت گناہ ہے اس لئے زنا کبھی کوئی کرتا ہے مگر غیبت صوبہ ہمیشہ کر لیتے ہیں الا شاد اللہ
یہ دوا عام ہے اس کو لوگ بر بھی نہیں سمجھتے اس سے بچو و مرقات

اسے اس فرمان عالی کے بہت معنی کے گئے ہیں ایک یہ کہ اگر غیبت کی خبر غیبت والے کو پہنچ گئی تب تو وہ حق العبد بن گئی اس
سے ہا کر معافی مانگے اور اگر اس کی خبر غیبت والے کو نہ پہنچی تو حق اللہ سے توبہ کرے مگر اس توبہ میں غیبت والے کو بھی شامل
کرے دوسرے یہ کہ اگر غیبت والا زندہ ہے تو اس سے معافی مانگے اور اگر مر چکا ہے تو اس کے لئے معافی مغفرت کرے۔
تیسرے یہ کہ غیبت والے سے معافی مانگے اگر وہ معاف کر دے تو غیر اگر معاف نہ کرے تو اس کے لئے دعا مغفرت کرے
مولانا علی قادری نے فرمایا کہ اگر غیبت کی خبر غیبت والے کو پہنچ جاوے تو حق العبد ہو جاتی ہے اگر خبر نہ پہنچے تو
تو حق اللہ رہتی ہے مگر میرے مرشد برحق صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہ نے فرمایا۔
کہ غیبت بہر حال حق العبد ہے خواہ اسے خبر پہنچے یا نہ پہنچے جیسے کسی کا مال مار لینا بہر حال حق العبد ہے خواہ
مال والے کو خبر پہنچے یا نہ پہنچے کیونکہ غیبت سے غیبت والے کی آبروریزی ہوتی ہے اور آبرو بھی مال کی ۲

رَأَاكَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ وَقَالَ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ
ضَعْفٌ بَابُ الْوَعْدِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ
لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ أَبَا بَكْرٍ
مَالٌ مِنْ قَبْلِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضَرَمِيِّ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَكَ
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قَبْلَهُ عِدَّةٌ فَلْيَأْتِنَا

زیبئی دعوت کبیر اور بیہقی نے فرمایا کہ اس حدیث کی اسناد میں ضعف ہے۔ وعدہ سے کا باب۔
پہلی فصل۔ روایت ہے جابر سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی
اور حضرت ابو بکر کے پاس عد بن الحضرمی کے پاس سے مال آیا تو جناب ابو بکر نے اعلان فرمایا
کہ جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ قرض ہو یا اس سے حضور کا کوئی وعدہ ہو تو ہمارے پاس آئے۔

۱۔ طرح حق العہد ہے اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ وعدے کی حیثیت زکوٰۃ کی غیبت سے سخت تر ہے کہ مردے سے معافی نہیں
مانگی جاسکتی۔ اس میں اختلاف ہے کہ غیبت والے سے معافی مانگے تو جہلاً مانگے یا تصدیق میں نہ بتا کر معافی مانگے کہ میں
نے سمجھ بے کہا تھا یا صرف یہ کہہ دے کہ میں نے تیری غیبت کی تھی مجھے معاف کر دے۔

۲۔ نعت میں اچھی چیز کی امید دلائے بغیر بری چیز سے ڈرانے ان دونوں کو وعدہ کہا جاتا ہے اصطلاح میں کسی چیز کی امید
دلانے کو وعدہ کہتے ہیں بری چیز سے ڈرانے کو وحیدہ میں تم کو کچھ دینا کا وعدہ ہے تم کو سزاؤں کا وعید ہے۔ یہاں وعدہ
اصطلاحی مراد ہے خلاف وعدہ کرنا جھوٹ ہے خلاف وعید کرنا معافی وعدہ خلافی بری چیز ہے معافی اچھی چیز ہے۔

۳۔ عد ابن حضرمی صحابی ہیں حضرموت کے رہنے والے ان کا نام عبد اللہ ہے حضور انور نے انہیں یمن کا حاکم مقرر فرمایا
عہد صدیقی وفات ہی میں ہی اسی عہدے پر رہے حتیٰ کہ ستر چودہ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔ یہاں یمن سے مل آنے
کا ذکر ہے (مرقات)

۴۔ اور ہم سے حضور کا قرض وصول کرے حضور کا وعدہ پورا کرے اس سے دو مسئلے معلوم ہونے ایک یہ کہ وعدہ
حق قرض کے ہے دوسرے یہ کہ مرحوم کی طرف سے اس کے قرض لا کر دینا اس کے وعدے پورے کرنا سنت ہے
خواہ کوئی میت کا عزیز کرے یا کوئی اور اس وجہ سے حضرت صدیق باغ فدک کی آمدنی حضور کے بل پر خرچ
کرتے تھے (مرقات)

قَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ وَعَدَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ يُعْطِيَنِي هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَحَنَنْتُ لِي حَشِيَّةً قَعْدَةً ثَمَّ قِيَاذًا رَهِِي
خُصْمَاءَهُ وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ الْفَصْلُ الثَّانِي
عَنْ أَبِي حُجَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کہ
مجھے اتنا اور اتنا دیں گے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے تھے۔ حضرت جابر
کہتے کہ جناب صدیق نے مجھے ایک لپ بھر دیا۔ میں نے گنا تو وہ پانچ سو تھے فرمایا اس کے دو گنے
ہوئے تو دس سو ہو گئی اور دوسری فصل۔ روایت ہے حضرت ابو حنیفہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو بہن لپ بھر کر دے ہم دینار عطا فرمائیں گے یہ وعدہ علیہ خسر وانہ عنایت شامانہ کے طور پر تھا۔
سئلہ یعنی حضور انور نے اپنے لپ بھر کر عطا کا وعدہ فرمایا تھا کہ میرے لپ بھر کر۔
سئلہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست کرم تھا کہ حضور
انور نے اپنے لپ بھر دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ حضرت صدیق اکبر نے اپنا ہاتھ بھر کر ان کی جھولی میں ڈالا تھا۔
سئلہ آپ نے خود میں لپ بھر کر دے تاکہ اصل اور نائب کے لپ میں فرق رہے خیال رہے کہ آپ نے حضرت جابر سے اس وعدہ
پر گواہی نہیں مانگی نہ قسم لی کیونکہ معاملات میں گواہی منکر کے مقابل ہوتی ہے یہاں کوئی منکر تھا نہیں اور حضرات صحابہ ثقلہ مدلول
ہیں ان کے قول بغیر قسم قبول ہیں وہ حضرات حضور سے احادیث روایت کرتے ہیں تو نہ ان پر حرج ہوتی ہے نہ ان سے قسم لی جاوے
اس حدیث سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کی تقسیم نہیں ورنہ حضرت جابر بن ابی ہاشم
زہرا یا حضرت عباس سے یہ وعدہ پورا کرتے دوسرے یہ کہ جو ذات کریم ایسی دیانتدار ہو وہ خلافت جیسی اہم چیز کبھی غصب
نہیں کر سکتی حضرت صدیق اکبر خلیفہ برحق ہیں دیا تو ان ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے جانشین اسلام کے پہلے تاجدار ہیں۔
شہ آپ کا نام وہب ابی عبداللہ ہے کنیت ابو حنیفہ لو کہیں میں حضور سے ملاقات کی کو فہم میں قیام رہا حضرت علی نے آپ کو
وزیر خزانہ بنا یا آپ کے ساتھ تمام جنگوں میں شامل رہے کو فہم میں سیکھہ جو ہنرمیں وفات
پائی وہاں ہی مزار ہے :

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْيَضَ قَدْ شَابَ وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ شِبْهَهُ
وَأَمَرْنَا ثَلَاثَةَ عَشَرَ قُلُومًا فَذَهَبْنَا قَبْضُهَا فَأَتَانَا مَوْتُهُ
فَلَمْ يُعْطَوْا شَيْئًا فَلَمَّا قَامَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَدَا عِنْدَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ فَلْيَجِيءْ فَقُمْتُ إِلَيْهِ
فَأَخْبَرْتُهُ فَأَمَرْنَا بِهَا رَوَاهُ الْإِمَامُ تِرْمِذِي وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

وسلم کو سفید رنگت والہ دیکھا کہ بڑھ چکا اگیا تھا۔ اور حضرت حسن بن علی آپ کی ہم شکل تھے اور
ہمارے سینے تیرہ و تیسوں کا حکم جاری فرمایا۔ ہم قبضہ کرنے گئے تو ہم کو آپ کی وفات کی خبر پہنچ
گئی۔ لوگوں نے ہم کو کچھ نہ دیا۔ پھر جب حضرت ابو بکر کا مقام سونے تو فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس کا کوئی وعدہ ہو وہ آئے میں آپ کے طرف گیا میں نے آپ
کو یہ خبر دی تو آپ نے ہمارے لینے کا حکم دیا۔ ترمذی اور ابی نعیم نے حضرت عبد اللہ

سے سفید نال بصری خاص پٹا میں سر مبارک اور دائرہ شریف میں میں ہاں شریف سفید ہونے جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔
اس کے ساتھ ناف تک حضرت حسن حضور کے ہم شکل تھے ناف سے قدم تک حضرت حسین حضور کے ہم شکل تھے اور از سر تا پا جنابِ خاطر
زہر ہم شکل مصطفیٰ تھیں اس لیے حضرت معاویہ امامِ حسن کو اپنے تخت پر بٹھانے تھے اور آپ کا نہایت درجہ احترام
فرماتے تھے کہ یہ ہم شکل رسول اکرم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم۔

اس کے یہی بہاری قوم کے لیے حضور اور سے تیرہ اوٹنیاں لے لینے کا حکم جاری فرمایا ہر نہ سونے سے کچھ دور جہاں حضور
انور کی وفات کی خبر شائع ہو گئی۔

اس کے یہی جو اصل کے ختم تھے انھوں نے ہم کو یہ اوٹنیاں نہ دی کیونکہ حضور نور کی طرف سے بہتے ہوئے گئے مگر ابھی قبضہ نہیں ہوا
تھا اور میرے قبضہ مکمل نہیں ہوا اس لیے ان لوگوں کو اوٹنیاں دینے قبضہ کرانے کا حق نہ تھا۔

جب غفلت کا معاملہ مکمل ہو گیا اور حالات پُر سکون ہو گئے تب آپ نے یہ اعلان فرمایا اس لیے غلط کام فرمایا (مرقات)

اس کے یہی ان اوٹنیوں پر قبضہ کر لینے کا حکم جاری فرمایا خیال رہے کہ بہت سے وعدے اکیلے میں کیئے جاتے ہیں جو پرواہ
نہیں ہوتے اگر جنابِ صدیق گوہی کی قید لگاتے تو حضور نور کے بہت سے وعدے پورے نہ ہو سکتے اس لیے
انھوں نے بغیر گواہ وعدے جاری فرمائے۔ نیز حضرات صحابہ تمام کے تمام علول ہیں۔ وہاں جھوٹ کا احتمال نہیں

دیکھو بہاری کتاب امیر معاویہ :

الْحَسْمَاءُ قَالَتْ يَا يَعْثُكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ
يُيْعَثَّ وَيَقْبِثَ لَهُ بَقِيَّةُ قَوْلِهِ إِنَّ أَرْثَهُ بَيْنَنَا مَكَانِهِ
فَنَسِيتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثِ فَرَاذٍ هُوَ فِي مَكَانِهِ
فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ إِنَّا هُنَا مُنْذُ ثَلَاثِ لَا تَنْظُرُ
مَوَالَا أَبُودَاؤُدَ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَعَى الرَّجُلُ أَخَاهُ وَهَمَّ
بِنَيْتِهِ أَنْ يَفِي لَهُ فَلَمْ يَفِ وَلَمْ يَحْيَ لِمَيْعَادٍ فَلَا رَأْسَ

اللہ ابی الحسام سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ظہور سے پہلے حضور سے
خرید و فروخت کی تھی اور آپ کا کچھ بقیہ یادہ گیا میں نے وعدہ کیا کہ میں اسی جگہ وہ چیز لاتا ہوں پھر
میں بھول گیا میں دن کے بعد مجھے یاد آیا تو حضور انور اس جگہ تھے کہ فرمایا کہ تم نے مجھ پر مشقت
ڈال دی میں میں دن سے یہاں ہی تمہارا انتظار دیکھ رہا ہوں (ابوداؤد) روایت ہے حضرت
زید بن ارقم سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی جب کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے
اور اس کی نیت پورا کرنے کی ہو۔ پھر پورا نہ کر سکے وعدہ پورا نہ کر سکے تو اس پر

سلہ حق یہ ہے کہ آپ کا نام عبد اللہ ہی الی الحسام ہے یعنی میم سین سے پہلے بے مصایع میں حسماء لکھا گیا ہے آپ مامری ہیں
کئی ہیں مگر بعرض میں قیام رہا (احمد) مسئلہ یہ جمع متابعہ تھی بینی سامان کے عوض سامان کی اس لئے یا بعثت باب مفاعلت سے
فرمایا و مرقات یہ واقعہ ظہور نبوت سے پہلے کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و دیانت
کسی شک کی تھی اور نبوت کے ظہور سے پہلے کیسے سچے تھے مسئلہ عبد اللہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ آپ کا بھائی اسی جگہ لاتا
ہوں حضور مجھے یہاں ہی ملیں حضور انور نے قبول فرمایا تھا کہ تم کو یہاں ہی ملوں گا یہ ملے گا وعدہ حضور کی طرف سے ہوا تھا ہذا
حدیث واضح ہے اس پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور نے تو کوئی وعدہ نہیں کیا تھا مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں ٹھہرنا۔
اپنا مال لینے کے لئے نہ تھا اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے تھا مال تو ان کے گھر جا کر بھی وصول کیا جاسکتا تھا سچ اور
وعدہ پورا کرنا تمام نبیوں کی سنت ہے اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے فرماتا ہے و ابراہیم النبی و فی اللہ
حضرت اسماعیل علیہ السلام کیلئے فرماتا ہے و کان صادق الوعدی

عَلَيْهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَامِرٍ قَالَ دُعِيتَنِي أَيْدِي يَوْمًا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَاعِدُنِي بَيْتَيْنَا فَقَالَتْ هَاتَعَالِ أُعْطِيكَ فَقَالَ لَهَا
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَدْتُ أَنْ تُعْطِيَهُ
قَالَتْ أَرَدْتُ أَنْ أُعْطِيَهُ تَبَرًّا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ تُعْطِيَهُ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكَ

گناہ نہیں ہے (بوداؤد ترمذی اورایت ہے حضرت عبداللہ بن عامر سے کہ فرماتے ہیں مجھے میری
مال نے ایک دن بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے وہ بولیں آج مجھے دوں
گی تیرے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم انہیں کیا دین چاہتی ہو تھے بولیں میں نے اسے
کھجوریں دینے کا ارادہ کیا تھے تب ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اگر تم سے
کچھ نہ دیں تو تم پر جھوٹ

سے جائز وعدہ پورا کرنا عام علماء کے نزدیک مستحب ہے وعدہ خلافی کرنا بعض علماء کے نزدیک ایفاء وعدہ واجب ہے۔
وعدہ خلافی حرام ہے یہ حدیث ان ہی حضرات کی دلیل ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر وعدہ کرنے والا پورا کرنے کا ارادہ رکھتا
ہو مگر کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کر سکے تو وہ گنہگار نہیں ہوں گی اگر کسی کی نیت وعدہ خلافی کی ہو مگر اتفاقاً پورا کر
لے تو گنہگار ہے اس پر نیت کی وجہ سے ہر وعدہ میں نیت کو بڑا دخل ہے۔ سنا آپ عبداللہ ابن عامر ای کریم ای حبیب
ابن عبد شمس ابن عبد مناف ہیں قرشی ہیں حضرت عثمان غنی کے ماموں ہیں تیرو برس کی عمر شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
نبراست کی ہے خلافت عثمانی میں بعرو و خراسان کے حاکم رہے امیر معلویہ نے آپ کو اس عہد پر قائم رکھا۔ خراسان کے فاتح
آپ ہی ہیں فارس۔ اصفہان۔ کرمان۔ حلوان وغیرہ آپ نے ہی فتح کئے۔ بعرو کی نہر آپ نے ہی کھدوائی بڑے عالم سخی۔
عابد تھے شہدائے شہر میں وفات پائی۔ و مرقات واستعم۔

سنہ چھوٹے بچے ضد کر کے گھر سے بھاگ جاتے ہیں۔ جب مل کچھ دینے کا سہانہ کر کے بھلائی ہے تب آتے ہیں یہی واقعہ
یہاں ہوا سنا سنا یعنی تم نے جو کہا کہ تجھے کچھ دوں گی یہ جملہ خبر یہ ہے جس میں کج کا بھی احتمال ہے جھوٹ کا بھی تاؤ تم
اس بچہ کو کچھ دوں گی یا نہیں اگر دینا نہیں ہے تو یہ کلام جھوٹا ہوا ہے

كَذَّبَهُ سَوَادُ الْبُودَا وَدَوَالِبِيهِ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ
الفصل الثالث عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَعَدَ مَا جُلَا فَلَمْ يَأْتِ أَحَدًا هُمَا
 إِلَى وَقْتِ الصَّلَاةِ وَذَهَبَ الَّذِي جَاءَ لِيُصَلِّيَ فَلَا أَثَمَ
 عَلَيْهِ سَوَادُ مَزِينٍ : **باب المزاح الفصل الأول**

لکھا جاتا ہے۔ البودا و دلبی شعب الایمان میں۔ روایت ہے حضرت زید بن ارقم
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی شخص سے وعدہ کرے پھر ان میں سے ایک نماز
 کے وقت تک نہ آئے۔ اور جانے والا نماز کے لئے چلا جاوے تو اس پر گناہ نہیں ملے۔ مزین
 خوش طبعی کا بیان ہے پہلی فصل

سہ یفرمان عالی بہت ہی سبق آموز ہے کہ میں چھوٹے بچوں کو جو بڑے بیانا سے نہ بلائیں غلط خبر دیں کہ یہ بھی جھوٹ ہے۔
 سہ یعنی در مسلمانوں نے آپس میں وعدہ کیا کہ ہم نفل وقت غلط جگہ ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے وہاں آ جانا۔
 سہ یعنی ان دونوں سے ایک آدمی تو وقت پر پہنچ گیا دوسرا بیہوش یا کوئی وقت نماز آ گیا یہ پہنچ جانے والا نماز کو چلا گیا۔ پھر
 اس کے پیچھے دوسرا آیا تو وہ نماز کو چلا جانے والا گنبد کا نہیں ہوا وہ اپنے وعدہ پر پہنچ گیا تھا۔ خیال رہے کہ جو حدیث
 شریف میں گرا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعدہ کے موقع پر زمین دن ایک ہی جگہ قیام فرمایا وہ واقعہ فرضیت نماز بلکہ
 ظہور نبوت سے پہلے کا ہے لہذا حدیث اس کے خلاف نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا مستحب ہے نماز فرض ہے۔
 جماعت مستحب کے لئے فرض یا واجب میں چھوڑا جاسکتا ہے۔ مزاح میم کے جتنی سے بھی آتا ہے میم کے کسرے سے بھی میم
 کے پیش سے ہو تو خوش دلی کی بات مراد ہوتی ہے میم کے کسرے سے دل خوش بات کرنا۔ ایسی بات جن سے اپنا اور سننے
 والے کا دل خوش ہو جاوے مزاح ہے اور جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے جیسے کسی کا مذاق اڑانا مگر یہ ہے مزاح
 اچھی چیز ہے سخریہ بری بات ہے جنی اماریت میں ہے کہ حضور انور نے مزاح سے منع فرمایا وہاں
 سخریہ مراد ہے یا ہمیشہ دل لگی کرتے رہنا ہنسنے ہنسانے رہنا کہ اس سے دل مردہ ہوتا ہے۔
 غفلت طاری ہو جاتی ہے لہذا احادیث میں تعارض ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی
 خرم، طبعی کرنا ثابت ہے جیسا کہ اس باب میں آوئے گا اسی لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش

عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُخَايِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِذَخْرِي صَغِيرًا يَا بَا عُمَيْرَ مَا فَعَلَ
النُّعَيْرُ كَانَ لَهُ نُعَيْرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَاتَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ ۝
الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنَّكَ شَدِيدُ الْعِبَادَةِ قَالَ لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا وَآثًا

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں گھلے ملے رہتے تھے حتیٰ کہ میرے بھائی سے کہتے تھے کہ اے ابو نعیر چڑیا کیا ہوئی تھی اور کی ایک چڑیا تھی جس سے وہ کہتے تھے وہ مر گئی تھی (مسلم بخاری) دوسری فصل۔ روایت ہے ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں صابر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں۔ فرمایا تم نہیں کہتے مگر سچی بات کہ

طبعی کرنا سنت مستحبہ ہے :

سہ بعض روایات میں ہے لیخا طبعنا یعنی ہم سے کلام فرماتے تھے سہ ابو نعیر حضرت انس کے چھوٹے بھائی تھے اخیانی ان کے باپ کا نام ریدہا میل تھا کنیت ابو طلحہ۔ ابو عمر کا نام کث تھا۔ (مرقات)

سہ بعض شراحین نے فرمایا کہ تغیر بلبل کا نام ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ کوئی لفظ چڑیا ہے جس کی چونچ شرح ہوتی ہے۔ حضور کا یہ فرمان حضرت ابو نعیر کو تسکین دینے یا ان کا دل بدلانے کے لئے تھا۔

سہ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ چڑیا پالنا اسے بچرے میں رکھا اس سے بچوں کا کھیلنا جائز ہے بشرطیکہ اس کے دانہ پانی آرام کا خیال رکھے دوسرے یہ کہ حرم مدینہ میں شکار کرنا درست ہے ورنہ چڑیا کا بھجور میں رکھا بھی حرام ہوتا جیسا کہ حرم مکہ کا حال ہے کہ وہاں نہ تو شکار کرنا درست ہے نہ شکار کو بچرے وغیرہ میں رکھنا درست تعبیر ہے یہ کہ معلوم بات کا پوچھنا کسی اچھے مقصد کے لئے درست ہے حضور کو خبر تھی کہ چڑیا مر گئی پھر بھی پوچھ رہے کہ چڑیا کیا ہوئی جو تھے یہ کہ بچوں سے خوش طبعی کرنا ان کا دل بدلانے کے لئے جائز ہے پانچویں یہ کہ ہم ورن نام بولنا درست ہے جیسے حضور اور نے فرمایا۔ ابو نعیر تغیر خیال رہے کہ کیونکر پالنا درست ہے کیونکر بازی حرام ہے۔

سہ یعنی اہل حضور دونوں جہاں کے والی ہیں ہم لوگ نوکر چاکر حضور کے غلام ہیں۔ جیسوں سے حضور انور کا خوش طبعی فرما تا حیرت در حیرت ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ حضرت خوش طبعی کو ناجائز سمجھتے تھے تب یہ عرض کیا۔

التِّرْمِذِيُّ + وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي حَامِلٌ عَلَى وَلَدٍ نَاقَةٍ فَقَالَ مَا أَصْنَعُ بَوْلِدِ النَّاقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَلِدُ إِلَّا بَلًّا إِلَّا التَّوْبُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ

ترمذی روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی تو فرمایا کہ تم تم کوادشنی کے بچہ پر سوار کریں گے وہ بولائیں اوٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کوادشنی ہی جنتی ہے ترمذی۔ ابوداؤد روایت ہے انہیں سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ ہرے دو کانوں والے تھے (ابوداؤد۔ ترمذی روایت ہے انہیں سے وہ نبی صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دل لگی و مذاق حرام ہے جس میں تبوٹ بولا جاوے یا کسی کو ذیل کیا جاوے ہماری خوش طبعی میں یہ دونوں باتیں نہیں ہوتیں لہذا یہ جائز ہے خیال رہے کہ ہر وقت دل لگی و مذاق ہیست دور کرتا ہے اس لئے کسی بھی شاذ و نادر ہی چاہیئے۔

۱۰۰ اصطلاح میں اونٹنی کا بچہ چھوٹے اونٹ کو کہتے ہیں جو سواری کے لائق نہ ہو یہ ہونی خوش طبعی وہ صاحب بھی یہی سمجھ کر حضور انور مجھے چھوٹا سا اونٹنی کا بچہ عطا فرمائی گئے اس پر انہوں نے وہ عرض و معروض کی جو آگے آ رہی ہے۔
۱۰۱ یعنی اونٹ بڑا سو کر بھی اونٹنی کا بچہ رہتا ہے کسی اور جانور کا بچہ نہیں بن جاتا معلوم ہوا کہ خوش طبعی میں کسی لفظ کے بعد معنی مراد لینا جائز ہے۔

۱۰۲ حضرت انس کے دونوں کان کسی قدر بڑے تھے اس لئے انہیں دوکان والے فرمایا جیسے حضرت خریاق ابن ساریہ کو ذوالبید نہیں فرمایا کرتے تھے یا حضرت انس کی قوت سماعت بہت قوی تھی یا آپ بہت ذکی و ذہین تھے یہ ہر حال اس فرمان عالی میں حضرت انس کی تعریف بھی ہے اور خوش طبعی بھی یہ ہے اس سید المصطفیٰ کی خوش طبعی (مرقات)۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِامْرَأَةٍ عَجُوزٍ إِنَّهُ لَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَجُوزًا
فَقَالَتْ وَمَا لَهِنَّ وَكَأَنْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهَا أَمَا
تَقْرَأِينَ الْقُرْآنَ إِنَّا أَنْشَأْنَا هُنَّ إِنشَاءً فَجَعَلْنَا هُنَّ
أَبْكَارًا رَضَيْنَ وَفِي شَرْحِ الشُّنَّةِ يَلْفِظُ الْمَصَابِيحَ
وَعَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهُ
زَاهِرِيْنِ حَرَامٍ وَكَانَ يُهْدِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عید و مسلم سے راوی کہ حضور نے ایک بوڑھی سے فرمایا کہ جنت میں بوڑھی نہ جائے گی۔ وہ
ہوں ان کا کیا بنے گا۔ وہ قرآن پڑھتی تھیں۔ فرمایا کیا تم قرآن میں نہیں پڑھتی کہ ہم انہیں پیدا
کریں گے دوبارہ پیدائش تو نہیں کنواریں بنادیں گے۔ (درزین) اور شرح سنن میں مصابیح کے
لفظ سے ہے۔ روایت ہے، نبی سے کہ ایک شخص دیہاتیوں میں سے اس کا نام زہریٰ حرام تھا
وہ گاؤں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

سہ ان بی بی صاحبہ نے حضور انور سے جنت کی دعا کرانی تب یہ فرمایا یہ بی بی صاحبہ غالباً حضرت صفیہ بنت عبد المطلب ہیں
حضور انور کی چھوٹی بہن حضرت زہیرا بن عوام کی والدہ یہ واقعہ دو بار مہوا ہے ایک بار حضرت صفیہ سے یہ فرمایا تھا دوسری
بار کسی اور بی بی صاحبہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہ معلوم یہ کس واقعہ کا ذکر ہے (مرقات)
سہ یعنی بوڑھی عورتیں مومنہ صاحبہ ہوتی ہیں پھر بھی اگر وہ جنت میں نہ جائیں تو کہاں جائیں گی انھوں نے بہت باؤسی و تعجب
سے یہ سوال کیا سہ یعنی وہ بی بی صاحبہ قرآن مجید کی عالمہ شہادت ذکر صاحب فہم نہیں تب ہی انھوں نے حضور انور سے یہ
سوال کیا تھا سہ یعنی وہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی تو بوڑھی نہ رہیں گی بلکہ نوجوان بنادی جائیں گی
جیسے کنواریاں رہیں گی لہذا ہم ذات کی نفی کرتے ہیں صفت بڑھاپے کی نفی فرماتے ہیں جنتی عورتوں کی عمر تیس یا تیس
سال ہوگی یہی عمر جہنم سے بعض مفسرین نے افشا ناہن کی صیر خوروں کی طرف راجع کی ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہاں کی ساری عورتیں خواہ عورتیں ہوں یا دیہات کی عورتیں سب کی طرف بوڑھی ہے سب کی عمر یہی ہے۔
۵۔ خوش نصیب صحابی کے حالات معلوم نہ ہو سکے حتیٰ کہ صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب اکمال میں بھی بیان نہیں کیا
کیونکہ یہ صحابی کسی حدیث کے راوی نہیں ہیں

مِنَ الْبَادِيَةِ فَبَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا ارَادَ اَنْ يَخْرُجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ
زَاهِرًا بَادِيَةً وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُحِبُّهُ وَكَانَ دَائِمًا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمًا وَهُوَ يَبِيْعُ مَتَاعَةً فَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِهِ
وَهُوَ كَاِذَا يُبْصِرُ فَقَالَ ارْسِلْنِيْ مِنْ هٰذَا فَانْتَفَتَ

ہدیہ لاتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سامان دیتے تھے جب وہ جانا چاہتے تھے
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زاہر جہادے دیہاتی بھائی میں اور ہم زاہر کے شہری ہیں اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان سے محبت کرتے تھے وہ خوبصورت نہ تھے ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے زاہر اپنا سامان بیچ رہے تھے حضور نے ان کے پیچھے سے گود میں سے ہاتھ
وہ حضور کو زندہ دیکھتے تھے بوسہ دے کر ان میں۔ مجھے چھوڑ دو انہوں نے التفات کیا

سہ یعنی دیہاتی چیزیں پھل پھلاری۔ کھیت کی پیداوار وغیرہ حضور انور کے لئے تحفہ ہی لایا کرتے تھے۔
سہ یعنی جب زاہر مدینہ منورہ سے واپس جانے لگتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہری چیزیں بطور ہدیہ و سوغات ان کو دیتے
کہ وہ اپنے بچوں کے لئے گھر لے جائیں۔

سہ یعنی زاہر جہادی دیہاتی ضروریات پوری کرتے رہتے ہیں اور ہم زاہر کی شہری ضروریات پوری کرتے رہتے ہیں گویا زاہر سہارا کا
ہیں اور ہم زہر کا شہر یہ افلاق کہلاتے ہیں کراچی غلاموں یا مندوں کو ان القاب سے نوازتے ہیں۔

سہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت ہی محبت فرماتے تھے۔ اگرچہ وہ ویسے ہی تھے جیسے جشی لوگ خصوصاً دیہاتی ہوتے ہیں۔
شکل و لباس دیہات کا سادہ میم کے معنی ہوتے ہیں بڑا شکل و رنگت انگوٹ کی شکل پر نہر اور خوبصورت قرین۔ جسے ہیا چاہے وہ ساکن۔

سہ اس طرح کہ حضور انور ان کے پیچھے بیٹھے انھیں پیچھے سے اپنی گود میں لے لیا۔ ان کی بغلوں میں سے ہاتھ ڈال
کراپنا ہاتھ شریف زاہر کی آنکھوں پر رکھ لیا۔ یعنی بیچا نویم کون ہیں۔ کاش میں اس وقت زاہر کے پاس ہوتا تو اس

کے قدم سے اپنی آنکھیں متا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ واقعہ بیچ بازار میں

ہوتا ہے۔

فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ لَا يَأْلُو مَا الزَّقْ
ظَهَرَ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عَرَفَهُ وَ
جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يَشْتَرِ عِبْدًا
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَا وَاللَّهِ تَجِدُنِي كَأَسَدًا فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكِنْ عِنْدَ اللَّهِ لَسْتُ بِكَ أَسَدٍ

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا۔ تو انہوں نے کسی نہیں کہ اپنی پیشینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے
رگڑنے لگے جب کہ حضور کو پہچان لیا۔ ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اس غلام کو کون خریدتا ہے؟
وہ بولے نبی تو رب کی قسم آپ مجھے بے قیمت پائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن
تم اللہ کے نزدیک بے قیمت نہیں ہو گے۔

سلف حضرت زہراؓ پہچان تو پہچان ہی گئے ہوں گے بھلا حضور کی خوشبو بہک کسی اور میں کہاں۔ مقصد یہ ہے کہ جب انہوں
نے حضور کو آنکھوں دیکھ لیا ہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
جسم اطہر میں ایسی خوشبو تھی کہ جس گلی سے گزرتے وہاں کے گھروں میں بیٹھے ہوئے لوگ پہچان جاتے تھے۔
کہ حضور گزر رہے۔ شعر

آمدی از پس بازی چشم پوشیدی مرا اے نگاہ دست رنگیں دست کشا کہنی

سلف حضرت زہراؓ نے یہ موقع قیمت جانا کہ خود حضور غور نہ لے لیا ہے اور اپنا سینہ میری پشت سے متصل
کر دیا ہے ایسے موقع بار بار ہاتھ نہیں آتے اس اپنی پشت حضور کے سینہ انور سے خوب مس کیا برکت حاصل کرنے کے لیے
معلوم ہوا کہ اپنے خدام سے خوش طبعی کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور برکت کے لیے بزرگوں کا
جسم ان کے پٹے چھونے سنت صحابہ سے سلف یہ کلام بالکل حق ہے عبد سے مولد ہے عبد اللہ خریدنے سے مولد ہے اس کے
عوض دوسرا لانا یعنی کون ہے جو اس جیسا اللہ کا بندہ مجھے دکھائے یا اشتراک میں تجربہ ہے لہذا بعضی ماخذ ہے یعنی اس اللہ کے
بندے کو کون لیتا ہے مجھ سے (مزقات) سلف یعنی مجھ میں نہ شکل نہ عقل نہ رنگ نہ خوشبو مجھے کون قبول کرے گا ایسوں کو کون
لیتا ہے میں آپ کا کیسے ہو سکتا ہوں سلف جو حضور کا ہو جاوے وہ بے قیمت کیسے ہو سکتا ہو۔ ان کی قیمت سدا جہاں
نہیں ہو سکتا۔ مدیر منورہ میں ایک صاحب تھے باز لڑ میں جو نبی جیز دیکھتے حضور انور کی خدمت میں بدیشہ لے آتے تھے

رَوَاهُ فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ : وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ
 قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَمْرٍاءَ وَفِي
 يَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّتِهِ مِنْ أَدَمٍ فَسَلَّمْتُ فَقَرَدَ عَلَيَّ وَقَالَ ادْخُلْ
 فَقُلْتُ أَكَلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كُلْ فَدَخَلْتُ قَالَ عُثْمَانُ
 ابْنُ أَبِي الْعَاصِمَةِ إِعْمَا قَالَ ادْخُلْ كُلِّي مِنْ صِغْرِ الْقُبَّةِ رَوَاهُ
 أَبُو دَاوُدَ : وَعَنْ أَنَسِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ إِسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ
 عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ

(شہدائے روایت سے حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں طرہ نبوک میں حاضر ہوا۔ آپ چمڑے کے طبعے میں تھے۔ میں نے سلام کیا آپ نے
 مجھے جواب دیا اور فرمایا اللہ سبحانہ نے کہا پورا یا رسول اللہ فرمایا تم پورے ہی آجاؤ۔ میں حاضر
 ہو گیا۔ عثمان بن عاصمہ نے کہا انہوں نے خیمہ کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے عرض کیا کہ کیا پورا

آجاؤں (ابو داؤد) روایت ہے حضرت عثمان بن بشیر سے

فرماتے ہیں اجماعت اہل حضرت ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے تو حضرت عائشہؓ کی

۴۰ جب چیز کا ملک قیمت مانگا۔ تو اسے بھی حضورؐ کے پاس لے آئے عرض کرتے حضورؐ ظلال دل جو حضورؐ کے پاس غلط چیز میں
 حاضر کی تھی اس کی قیمت حضورؐ سے دے دیں یہ تقاضا کرنا ہے حضورؐ ہم فرما کر فرماتے کہ تم نے تو وہ چیز ہم کو بدیر بڑی تھی عرض کرتے
 حضورؐ میرے پاس اس کی قیمت کہاں سے آئی۔ حضورؐ قیمت لدا فرماتے مگر ان سے کچھ نہ کہتے (مرقات) :

۴۱ صحابی ہیں غزوہ خیبر میں حاضر ہوئے فتح مکہ کے دن حبشہ اشجع کا حبشہ آپ کے ہاتھ تھا شام میں رہے شہدائے تہر میں وفات پائی
 ۴۲ سبحان اللہ کیسا پیارا کلام ہے مقصد ہے کہ خیمہ جو ٹا ہے اس میں گہنائش ہے نہیں میں کل پورا کا پورا آجاؤں یا میرا کچھ حبشہ
 آئے ظاہر معنی مراد میں ۴۳ یہ عثمان تابعی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کل آٹھ سال سات ماہ کے تھے
 ۴۴ آپ کے حالات زندگی بعد بیان ہو چکے کہ آپ اسلام میں پہلے فرزند نبیؐ جو اسلام میں پیدا ہوئے حضورؐ
 انور کی وفات کے وقت آپ کی عمر آٹھ سال سات ماہ کی تھی آپ کے والدین صحابی ہیں۔

بقیہ حالات بیان کیئے جا چکے ہیں :

عَالِيًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَازَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ لَا أَمَّا إِلَيْكَ تَرْفَعِيَتْ
صَوْتِكَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْجُزُهُ وَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُغْضِبًا فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ كَيْفَ لَا تَسْخِرُ
مِنَ الرَّجُلِ قَالَ فَمَكَتْ أَبُو بَكْرٍ آيَاتًا مَا
ثُمَّ اسْتَأْذَنَ فَوَجَدَهُمَا قَدْ اصْطَلَحَا فَقَالَ

اؤاز سنی بلند تھا تو جب آئے تو انہیں پکڑا کر طمانچہ مار دیں اور فرمایا میں تم کو نہ دیکھوں کہ تم اپنی آواز
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اونچی کرتی ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روکنے لگے اور حضرت ابو بکرؓ ناراض
ہو کر چلے گئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ ابو بکر صدیق چلے گئے ابو بکر نے مجھے
کیسا دیکھا میں نے تم کو ان صاحب سے یہی سنا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر کچھ دن حضرت ابو بکرؓ ٹھہرے
پھر امانت ہو گئی کہ تو ان دونوں حضرات کو صلح محبت میں یا ان سے

سلاہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بات کا جواب بلند آواز سے دے رہی تھیں یا بے پرواہی میں یا غصہ میں
محبوب کا غصہ بھی پیارا ہوتا ہے اسی لئے اس پر قرآن کریم میں کتاب نہیں آیا اور نہ قرآن کریم فرماتا ہے لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبیؐ اس جملہ کی معایت میں طرح ہے لا راک میں تم کو دیکھ رہا ہوں لا راک میں
تم کو آئندہ مدد دیکھوں۔ لا راک کیا میں تم کو نہیں دیکھتا۔ دوسری معایت قوی تر ہے کہ یہ کلمہ نہیں ہے اور مطلب یہ
ہے کہ آپ نے گذشتہ پر سزا دینے کے لئے طمانچہ مارنا چاہا اور آئندہ کے لئے منع فرمایا یہ طمانچہ اس تادیب میں
سے ہے جو والدین اپنی اولاد کو کیا کرتے ہیں مرقات نے فرمایا کہ کلمہ دعلیہ یعنی خدا کرے میں تم کو حضور کے سامنے اونچی
آواز کرتے نہ دیکھوں سلاہ یا اس طرح کہ حضور انورؐ نے حضرت صدیق کو پکڑ لیا کہ وہ نہ ماری یا اس طرح کہ حضور انورؐ
دونوں کے درمیان بیٹھ ہو گئے کہ حضرت صدیق و صدیقہ کے درمیان کھڑے ہو گئے سلاہ حضرت عائشہ صدیقہ پر ناراض
ہو کر گھر سے باہر چلے گئے۔ یہ ہمارا فکری بھی عبادت ہے سلاہ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہاں سے ایک نہ فرمایا اگر جل فرمایا یعنی سہارہ مرد جسے اللہ رسول کے لئے تم پر قصہ آیا یہ غصہ ان کی
سہادری کی علامت ہے (مرقات) سلاہ یعنی کچھ روز حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر آئے یا اتفاقاً حضرت صدیقہؓ

لَهُمَا أَدْخَلَ بَنِي سُلَيْمٍ أَلَمَّا أَفْخَلْتُمَا فِي حَرْبِكُمَا فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ
عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا
تُمَارَا عَنَّا وَلَا تُمَارِزْهُ وَلَا تَعِدْ لَا مَوْعِدًا أَفْتَحِلْهُ
رَوَاكَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۝

عرض کیا کہ مجھے اپنی صلح صفائی میں داخل کر لو۔ جیسے تم نے مجھے اپنی لڑائی میں داخل کیا تھا تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے کر یا ہم نے کر لیا۔ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عباس سے وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے راوی فرمایا اپنے بھائی سے نہ جھگڑا کرو نہ اس کا مذاق اڑو۔ نہ اس سے کوئی وعدہ کرو جو
صرف کروغہ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب

۝

ہر پر ناراضگی کی وجہ سے پہلا احتمال قوی ہے پھر حاضر ہوئے شاید تین روزہ کے بعد حاضر ہوئے ۝
صلح سے مراد پیار و محبت ہے اور جس سے مراد وہ ناراضگی جو زوجین کی آپس میں ہوتی ہے یہ ناراضگی بھی زیادہ
محبت کی بنا پر ہوتی ہے صلح ادخال کی نسبت حضور کی طرف سبب کی بنا پر ہے۔ یعنی آپ دونوں کی شکر بخشی میرے اس
مسئلہ میں دخل دینے کا باعث بنی صلح حضور انور نے فعلنا دو بار فرمایا ایک بار اپنی طرف سے دوسری بار جناب عائشہ
صدیقہ کی طرف سے یعنی میں نے اور تمہاری محنت مگر نور نظر عائشہ صدیقہ نے بھی اپنی صلح میں داخل کر لیا اس طرح کہ تم ہمیشہ کیلئے
ہمارے ہر کام میں دخیل ہو گئے ہمارے گھر کے کم کار مختار ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کو باب المزاج میں حرف ایک جملہ
کی وجہ سے لایا گیا کہ عائشہ دیکھا ہم نے تم کو کیسا بچایا صلح آپس کا طلاق میں سے ہر ایک کا دل خوش ہو یہ چند شرطوں سے جائز
ہے جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے مگر کسی کذاق اثر انجس سے مٹانے والے کو تکلیف پہنچے۔ بہر حال حرام ہے وہ ہی یہاں مراد ہے
کیونکہ مسلمین کو ایذا دینا حرام ہے صلح یہاں وعدے سے وعدہ مراد ہے جو جائز ہو بعض فقہاء کے نزدیک
نزدیک ایسا وعدہ پورا کرنا واجب ہے۔ اکثر کے ہاں مستحب ہے اگر وعدہ کے وقت ان
شاہ اللہ کہہ دیا جاوے تو سب کے نزدیک اس کا پورا
کرنا مستحب ہے ۝

بَابُ الْمَفَاخِرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ ۖ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ
النَّاسَ أَكْرَمًا قَالَ أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَهُمْ قَالُوا أَلَيْسَ
عَنْ هَذَا أَسْأَلُكَ قَالَ فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُؤَسِّفُ نَبِيُّ
اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنُ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا

نور و تعصب کا بیان ہے۔ پہلے فصل۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں کون زیادہ عزت والا ہے۔ فرمایا سب میں عزت والا اللہ کے
نزدیک ان میں بڑے پرہیزگار رہتے۔ پوئے اس کے متعلق ہم نہیں پوچھتے۔ فرمایا تو لوگوں میں بڑے شرف
یوسف ہیں اللہ کے نبی اور نبی اللہ کے بیٹے۔ وہ خلیل اللہ

کے بیٹے تھے وہ

پوئے

سے ایک دوسرے پر ذاتی بڑائی ظاہر کرنا کہ میں تجھ سے اور تمہارے سے ہے تفاخر یہ کفار کے مقابل یا نبوت کے وقت مسلمان سے بھی
کر سکتے ہیں جبکہ اس میں دینی مصلحت ہو نفسانی فوسرام ہے کہ یہ تکبر ہے اور تکبر حرام تعصب بنا ہے عصب سے یعنی قوت اصطلاح
میں جماعت میں کفر و قوم کو عصب کہا جاتا ہے قرآن کریم میں ہے و نحن عصبہ تعصب کے معنی ہیں اپنے کفر اپنی قوم اپنے دھڑے کی
حمایت کرنا اگر حق حمایت ہے تو مانز ہے ناحق ہے تو حرام ہے اللہ کے نزدیک یاد نیا و آخرت میں کون محترم ہے سچ چنانچہ
قرآن کریم فرماتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ خیال ہے کہ انسان کیلئے تقویٰ ذاتی شرافت و عزت ہے اسے عصب
کہتے ہیں اور عالی خاندان و اشرافیت ہے اسے نسب کہتے ہیں مبارک ہے وہ جو عصب و نسب دونوں میں اعلیٰ ہو۔ سچ یعنی
یوسف علیہ السلام عصب و نسب دونوں میں بہت اعلیٰ ہیں کہ خود بھی نبی ہیں یہ ان کی جسی عظمت ہے ان کے تین پشت میں نبوت
ہے کہ والد نبی دوا پر وادانی یہ ان کی نسب شرافت ہے ان کی خصوصیت ہے جیسے حضرت صحابہ میں ابو بکر صدیق کہ جسی
اشرف بھی ہیں کہ صدیق ہیں نسب اشرف بھی کہ آپ کی چار پشتوں میں صحابیت ہے خود صحابی ماں باپ صحابی
اولاد صحابی پوتے نو اسے صحابی یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام میں نبوت علم عالی نسب
جو دو سفا۔ عدل۔ دین دنیا کی ریاست جمع ہیں۔ (مرقاۃ)

لَيْسَ عَنْ هَذَا اسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي
قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَنِيَاكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَاكُمْ كُمْ فِي
الْإِسْلَامِ إِذَا فُقُّهُوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ : وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ
وَإِبْنُ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ تَوَاكَ الْبُخَارِيُّ : عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

ہم اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھتے فرمایا تو کیا عرب کے قبیلوں کے متعلق تم مجھ سے پوچھتے ہو
یوں ہاں فرمایا تم میں سے جو جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں۔ جب کہ عالم ہو
جاوید (مسلم بخاری) روایت ہے ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
شریف بیٹے شریف کے بیٹے۔ شریف کے بیٹے شریف کے حضرت یوسف
بیٹے یعقوب کے وہ بیٹے اسحاق کے وہ بیٹے ابراہیم
کے تھے۔ بخاری روایت ہے حضرت

براء ابن عازب سے

سہ معلوم ہیں ہے مسند کی معنی کاں۔ قبیلہ کو معنی کہتے ہیں کہ وہ ایک جماعت کی کاں ہوتا ہے بین کیا تم مجھ سے عرب کے قبائل کے متعلق پوچھتے
ہو کہ کوئی قبیلہ اشرف ہے سہ یعنی اسلام نے سے اعلیٰ خاندانی آدمی کی شرافت گھسٹ نہیں جاتی بلکہ طرح جاتی ہے اور اگر وہ عالم باعمل بھی
ہو جاوے تو صرف خاندانی مسلمان سے داخل ہوگا مگر یہ ہے کہ جو زمانہ کفر میں اپنی قوم میں اعلیٰ و افضل ہو وہ مسلمان ہو کر بھی اعلیٰ و افضل
ہی رہے گا اسے نو مسلم یا دیر لگ کر نہ کہانہ ہوگا اگر وہ عالم باعمل بھی ہو جاوے تو اس کی شرافت کو اور چار چاند لگ جائیگے مثلاً آج کوئی
بڑا عزت والا پادری یا پٹنر مسلمان ہو جاوے تو اسے نو مسلم یا دیر لگ کر نہ کہانہ ہوگا اس کی عزت و احترام باقی رکھو اور اگر وہ عالم ہو جاوے تو
اس کا ہیبت و احترام کرو یہاں فقہ سے مراد علم باعمل ہے۔ پھر بھی مطلب وہ ہی تھا کہ شرافت علم و تقویٰ پر ہے نہ شرف حسب و نسب دونوں کی
شرافت کا اجتماع جس کی رحمت ہے سہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام جس کی شرافت تو ہے کہ وہ خود کریم یعنی نبی اور تقویٰ و طہارت کے علم
پیش بھی شرافت یہ ہے کہ وہ عین پشت میں نبی زاد سے میں خیال رہے کہ پہلا الکریم الف سے پڑھا جاوے گا باقی دو بغیر الف
یوں ہی تیسوں ابن بغیر الف پڑھے جاوے گی کہ جب ابن دو صفتوں کے درمیان آوے تو بغیر الف پڑھا جاتا ہے (اشہد مرقات) :

سلسلہ جنہیں مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ایک وسیع پیمائش پر ملائکہ ہے اس غیر نے اس میلاد کفریہ امت کی ہے فتح مکہ کے بعد یہ غزوہ واقع ہوا
قبیلہ حواذت سے یہ جنگ ہوئی سلسلہ ہوسفیان ابی حارث ابی عبدالمطلب ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور حضور کے
اخیانی بھائی کو طائف دہائی بنت فدیہ سعدیہ کا دودھ انھوں نے بھی پیا ہے بڑے شاعر تھے نہاد کفر میں حضور انور کے خلاف انھوں
نے بہت اشعار کہے تھے۔ جن کے جواب حضرت سلمان نے دیے تھے پھر اللہ نے اسلام کی توفیق دی تو بعد اسلام کہیں حضور کے سامنے سر
نہ اٹھایا شرم کی وجہ سے فتح مکہ کی سال مسلمان ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تھا کہ حضور کے سامنے جا کھڑے ہوؤ۔
اور یہ آیت پڑھو تائید لہذا ترک اللہ علینا فان کننا لخاطیئین بیانا پھر انھوں نے یہ ہی کہا حضور انور نے فرمایا لا تشریب علیکم الیم
سلسلہ میں وصال نبی عقیل ابن ابی طالب کے گھر میں دفن ہوئے حضرت عمر فاروق نے نماز چڑھائی یہ ابوسفیان وہ نہیں جو امیر معاویہ
کے والد ہیں وہ تو ابوسفیان ابی حرب ابی صخر صوی بی درمقات) سلسلہ غزوہ حنین میں اولاد مسلمانوں کو ہر ہمت ہو گئی تھی قید ہوئے
وہ عطفان نے حضور انور کے چچا کو گھیر کر حضور پر حملہ کرنا چاہا تب آپ خیر سے اترے اور تلوار سونٹ کر یہ فرمایا۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کے اولاد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ مومن بھی ہیں بہادر بھی آپ کی اولاد
بہادر ہی میں مشہور بھی ہے۔ حضور انور نے ان کے اولاد ہونے پر فخر فرمایا یہ فخر کفار کے مقابلہ میں اظہار
شجاعت کے لئے تھا۔ لہذا بالکل درست تھا۔ مشرک باپ داداؤں پر فخر جانتے نہیں اگر عبدالمطلب کافر مشرک
ہوتے تو حضور ان کی اولاد ہونے پر فخر نہ فرماتے از آدم علیہ السلام تا حضرت عبد اللہ حضور کے تمام آباؤ ۴

اسْتَأْذِنَ يَوْمَئِذٍ أَشَدُّ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَنَسٍ
قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ رَأَاهُ مُسْلِمٌ ۖ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَطْرُقُونِي كَمَا أَطْرَقَتِ النَّصَارَةُ
ابْنَ مَرْثِمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ ۖ فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ

زیادہ کوئی بہادر نہیں دیکھا گیا (مسلم بخاری)۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا: اے خلقت سے بہتر۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم ہیں تھے۔ (مسلم) روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا یسائیوں نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا تھے۔ میں اس کا بندہ ہی ہوں۔ تو کہو اللہ کے بندے

۱۲ اہل کفر اور دنیا سے محفوظ رہو :

سلہ یعنی حضور کی شہادت کے جو ہر آج دیکھے گئے کہ ایسے نازک موقع پر بھانسنے بھاگنے کے سوا ہی سے اتر کر میل ہو لے
ظہورِ صوفیہ کران ہزاروں کے مقابلہ میں اکیلے آگئے۔

وہ موقع جب فضیل آسمان سے تشریف لے گئے تھے کہ ان کے پاؤں میں لغزش نہ آتی تھی

سلہ یعنی لفظ غیر البریہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر سبوتا ہے کہ اللہ کے خلیل بھی ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے والد بھی کہہ
بنائے والے بھی کہہ بسائے والے بھی میری اصل بھی حضور انور کا یہ فرمانِ عالی تو ضحاً میں وردِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کیلئے
خیر البریہ بھی جہتِ خلیل اپنے زمانہ میں غیر البریہ تھے لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں، تاہم اللہ آدم، آدم و منی سوا
تحتِ موائی وغیرہ کہ ان احادیث میں واقعہ کا ذکر ہے اور یہاں تو واضح و نکسار کا اظہار جیسے کوئی بڑا آدمی اپنے سے ماتحت
کا احترام کرے اور کرانے مسئلہ لا نظرو۔ بنا ہے اطراد سے یعنی مباہلہ کرنا۔ جہوٹی تعریف کرنا۔ حد سے بڑھانا۔
یعنی مجھے خدا یا خدا کا بیٹا یا خدا تعالیٰ کا رشتہ دار عزیز نہ کہو کہ یہ چیزیں ہم جنسوں میں ہوتی ہیں رب تعالیٰ جنس سے
پاک ہے یہاں خاص مباہلہ کی ممانعت ہے یعنی جس قسم کا مباہلہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا

وَرَسُولُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ عِيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ الْجَبَّاشِيِّ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ أَتَى
إِلَى أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَبْغِي
أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَإِلَّا هُزِلَ مُسْلِمٌ، الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ
آبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اللہ کے رسول ﷺ (مسلّم بخاری) روایت ہے حضرت عیاض بن حمار جہاشمی سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے وحی فرمائی کہ انکسہ کرو۔ حتیٰ کہ کوئی کسی پر فخر نہ
کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے (مسلّم) دوسری فصل۔ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مادی لے لیا

۱۴ میں کیا تم میرے بارے میں وہ نہ کرو :

۱۵ اس کے معنی یہ نہیں کہ تم مجھے عبد اللہ و رسولہ کے سوا اور کچھ نہ کہو نہ ضعیف المذہب کہو نہ رحمتہ للعالمین کہو بلکہ
مطلب یہ ہے کہ میری وہ صفات بیان کرو جو عہدیت کے ماتحت ہوں الوہیت والی صفات مست بیان کرو لہذا
یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں اناسید ولد آدم یا جیسے انا خطیبہم اور استوانہ یہ حدیث قرآن کریم کی آیات نعمت
کے خلاف ہے رب فرماتا ہے یا ایہا النبی انارسلناک شامدا و بشرا و نذیرا و راحیا الا اللہ بادرہ و سراجا منیرا حق یہ ہے
کہ سواد ابن اللہ و غیرہ کے جو تعریف کر سکتے ہو۔ کرو۔ ہمام بصری فرماتے ہیں ۔

مریدۃ ما اذعته النصاری فی نبیہم واحکم بما شئت من شرف من عظم

۱۶ فان فضل رسول اللہ لیس لہ حد فی عروبہ من شاطئ بقمہ

نبی کریم کو ابن اللہ و غیرہ نہ کہو باقی جو کہہ سکتے ہو کہو کہ ہمارے الفاظ محدود ہیں حضور انور کے صفات غیر محدود ساری دنیا ساری
حضور کے صفات بیان کرے سمندر کا قطرہ بیان نہیں ہو سکتا کہ غیر محدود کو محدود کیسے بیان کرے ہمارے الفاظ محدود ہیں ۔

۲۸ حرفوں میں حضور کے صفات لا محدود ہیں سبحان اللہ فیصلہ کر دیا سئلہ آپ صحابی ہیں بھری ہیں حضور انور کو بڑے پیار سے تھے
خواجہ حسن بھری وغیرہم نے آپ سے احادیث کی روایت کی۔ سئلہ اس حدیث میں حق بمعنی کے ہے۔ یعنی عجز و انکسار
اختیار کرو تاکہ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر تکبر نہ کرے نہ مال میں نہ نسب و خاندان میں نہ عزت یا جتھہ میں۔ اور کوئی مسلمان

لَنَتَّبِعَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُونَ بِأَبَائِهِمُ الَّذِينَ مَا تَوْارِقُمَا
هُمُ فَمِنْهُمْ مَنْ جَاهِلٌ أَوْ لَيْكُوسٌ أَهْوَنَ عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجُعَلِ
الَّذِي يُدْهِدُهُ الْخِرَاءُ بِأَنْفِهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ
عُقْبَتَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخَرَهَا بِالْإِبَاءِ إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ
تَقِيٌّ أَذَقَ جُرْشِقُ النَّاسِ كُلُّهُمْ يَنُودُ دَمْرًا وَادَمْرُ مِنْ

قومیں اپنے مرنے والے باپ داداؤں پر فخر کرنے سے باز آجائیں۔ جو باپ و دے دوزخ
کے کوئلے ہیں ورنہ وہ اللہ پر اس گندگی کے کٹرے زیادہ ذلیل ہو جائیں گے۔ جو اپنی ناک میں
گندگی لگاتا ہے۔ یقیناً اللہ نے تم سے جاہلیت کا تکبر دور فرمایا۔ اور باپ داداؤں پر فخر دور
فرمادیا۔ انسان یا مومن متقی ہے یا کافر نصیب ہے۔ سلسلے لوگ حضرت آدم کی اولاد

مکسی بند سے پر غم نہ کرے نہ مومن پر نہ کافر پر غم سب پر حرام ہے۔ مگر کہہ دو فخر مسلمان پر حرام ہے کفار پر فخر کرنا ضلالت
ہے کہ یہ نصیحت ایمان کا شکر ہے :

سکہ یعنی اگر تمہارے باپ دادا سے کافر تھے تو وہ یقینی دوزخ کے کوئلے ہیں اگر مومن تھے تو ممکن ہے کہ ان کا عاقبت خوب
ہوا ہو اور وہ دوزخ کے کوئلے بن چکے ہوں ان کے خاندان پر فخر کرنا بڑی ہی حماقت ہے اگر فخر کرو تو حضور کے
آفتی ہو سنو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم گنہگاروں کو ان کا دامن نصیب فرمایا۔

بریں ناز کہ ہستم صیت تو گنہگار مرد لیکن خوش نصیب

سکہ جَعَلَ رَجُلٌ مِشْرَعُ الْفَتْحِ سَیِّئٌ كَيْفَ كَانَتْ حَرْبُ خُصَاكِتِ يَدِ الْبَرِّ يَدِ الْبَرِّ يَدِ الْبَرِّ يَدِ الْبَرِّ
سے یعنی لو تمہارا پادشاہ یعنی جیسے گریہ کیڑا گندگی میں ٹوٹتا اسے اپنی منہ ناک پر ملتا ہے اور خوش ہوتا ہے مگر دنیا اس
سے گھسی کرتی ہے یہ ہی تمہارا حال ہو جاوے گا کہ تمہارے دلوں میں رہو گے دنیا تمہیں ذلیل سمجھے گی سکھ یعنی راند جاہلیت میں لوگ
باپ داداؤں پر فخر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی توفیق دے کر تم سے یہ عیب دور فرمادیا سکھ اس سے معلوم
ہو کہ انسان دو ہی قسم کے ہیں یا مومن یا کافر درمیان میں درجہ کوئی نہیں جو نہ مومن ہو۔ نہ کافر سکھ سبحان اللہ
کس پاکیزہ طریقہ سے سمجھایا کہ کسی کی پیدائش مومن چاندی سے نہیں ہے۔ صاب مٹی سے پیدا ہوئے ہیں
پھر فخر کیسا۔ اور تکبر کس چیز پر ہاں اعمال اچھے کروا چتے ہو جاؤ گے :

تَرَابِ رَوَاةِ السُّمَيْدِيِّ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّخِيرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي قَدَافِي عَامِرٍ
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَنْتَ سَيِّدُكَ
فَقَالَ السَّيِّدُ اللَّهُ فَقُلْتُ وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا
فَقَالَ تُولُوا أَتَوَلَّوْكُمْ أَوْ بَعْضُ تَوَلَّوْكُمْ وَلَا يَسْتَجِرُّنَّكُمْ

میں اور آدم مٹی سے ہیں (ترمذی، ابو داؤد) روایت ہے حضرت مطرف بن عبد اللہ بن شخیر
سے فرماتے ہیں کہ میں بنی عامر کے وفد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

تو ہم نے کہا کہ آپ ہمارے سید ہیں۔ فرمایا سید تو اللہ ہے۔ ہم

نے عرض کیا کہ آپ ہم سب میں بڑی بزرگی والے اور

بڑے عطا دارے ہیں۔ تو فرمایا کہ اپنی بات یا

بات کہو اور تم کو شیطان بے باک

تھا۔ مطرف بھی بصری میں بڑے متقی پر سرگاز تھے کلمہ سنائی میں آپ کی وفات ہوئی آپ کے والد عبد اللہ بن شخیر صحابی ہیں۔

تھا وفد وہ جماعت کہلاتی تھی جو اپنی ساری قوم کی طرف نمایندہ بن کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوتی تھی اور ایمان قبول کر لیا تھا

ایمان ساری قوم کا ایمان ہو تا حضرت مطرب قبیلہ بنی عامر کے وفد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

تھا سید بہت معنی میں آتا ہے۔ سردار۔ مالک۔ مولیٰ۔ خانوہ۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ دو جد سید ہا لکی الباب وہاں سید یعنی

خاندان ہے ان لوگوں نے حضور انور کو سید یعنی سردار کہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تعالیٰ کو سید یعنی مالک و خالق فرمایا ہے

خصوصی ارشاد ہے بعد ازاں لوگ اللہ تعالیٰ کو مولا سید نبی کہہ سکتے خیال رہے کہ ان حضرات نے حضور انور کو سید کہا لفظ سید

ہر سردار۔ پیشوا کو کہا جاتا ہے انھیں چاہیے تھا کہ حضور کو رسول اللہ نبی اللہ کہتے یہ خطاب کسی سردار کے لئے نہیں ہوتا

اس لئے انھیں نہایت اخلاق کے ساتھ اس سے روک دیا گیا یہ مخالفت اس علو کی وجہ سے ہے لہذا اس حدیث سے یہ لازم

نہیں آتا کہ حضور کو سید امر صلی وغیرہ نہ کہا جاسکے نہ یہ حدیث اس حدیث کے خلاف ہے کہ اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَارِثُهُ الْمَعَاتِ لِهَذَا

عَلَى تَعَالَى کو سید کہنا ہمارے لئے ہرگز جائز نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین وغیرہ کہنا جائز ہے۔ کمال کے بہت معنی ہیں

دوستوں پر عطا۔ دشمنوں پر غالب سنت و عبادت میں زیادتی یہاں معنی عطا و غلبہ ہے و مرقات و اشعر یعنی آپ تمام مخلوق میں زیادہ

الشَّيْطَانُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ
سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَبُ
الْمَالُ وَالْكَرَمُ الثَّقَوِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
وَعَنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَعَزَ أَعْيَانَهُ لِحَاظِهِ

ذکر دئے (احمد، ابو داؤد) روایت ہے حسن سے وہ حضرت عمر سے روئی فرماتے ہیں
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب مال ہے۔ اور کرم پر میزگاری ہے
(ترمذی، ابن ماجہ) روایت ہے حضرت ابی ابن کعب سے
فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
سنا کہ جو جاہلیت کی نسبتوں سے اپنے
کو منسوب کرے

۴ جو ہر سخی میں کفار پر غالب : سلسلہ از سحر حکم میں بہت احتمال ہی تو یہ ہے کہ یہ بنا ہے جزا ہے معنی داری اللہ ہے ہاکی سبب
کے میں میں دیر و پاک کرو یا یعنی شیطان تم کو میری تعریف میں دیر نہ کر دے کہ تم میری تعریف کرو جو کفر و شرک ہے جیسے تم مجھے خدا کا بیٹا یا
خدا کہنے لگ جاؤ میری تعریف حدیث کے دائرے میں کرنا لہذا اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میرے خصال ہی بیان نہ کرو حضور کی نعمت گوئی نہیں
طوائف حضرات صحابہ کرتے تھے حضور سے تھے خوش ہوتے تھے ان فقیر فقیرہ میں حضور کی تعریفیں ہوتی تھیں کہ سبحان اللہ اس
جملہ کی یہی شجہ مرقات و اشعار نے کی ہے لہذا اس حدیث سے کوئی دھوکا نہ کھائے ورنہ حضرت حضور کی نعمت پڑے حدیثی سنت و سنن
اللہ سنت ظہیر ہے۔ سبحان اللہ فقیران مجید میں حضور کی بہت نعمت فرمائی ہے اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے

جی دانی جی کی کرتا ہے ثنا
میرے دم تک اکی رحمت کیجئے
جس کا شوق اللہ کو بھی بھاگیا
اس پیار سے سے محبت کیجئے

۵ یعنی دنیاوی عزت مل ہے کہ ملکہ تعریف مانا جاتا ہے لیکن آخرت کی عزت نیک اعمال سے ہے تم کو چاہئے کہ آخرت
کی عزت اختیار کرو کہ غانی عزت بیکار ہے باقی عزت مفید ہے سبحان اللہ کیا پاکیزہ فرمان ہے۔ دین و دنیا تر لڑنے کے
دو پلڑوں کی طرح ہیں کہ ایک کا مدنی ہوتا دوسرے کا ہکا ہوتا ہے :

فَاعْصُوا كَابَهُنَّ اَبِيَهُ وَلَا تَكُونُوا رَاكَا فِي شَرِيحِ الشَّيْءِ
وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِي عُقْبَةَ وَكَانَ
مَوْلًى مِنْ اَهْلِ قَارِسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
فَقُلْتُ خُذْ هَامِيَّ وَ اَنَا الْغُلَامُ الْقَارِسِيُّ فَالتَفَتَ
اِلَيَّ فَقَالَ هَلَا قُلْتَ خُذْ هَامِيَّ وَ اَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِيُّ
رَاكَا اَبُو دَاوُدَ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَصَرَ قَوْمًا عَلَى

تو اس کے منہ میں اس کے باپ کی شرمگاہ دید و اور کنیر نہ کرو ملہ (شرح سنہ) روایت ہے
عبد الرحمن بن عقیبہ سے وہ حضرت ابی عقیبہ سے راوی ملے۔ اور وہ فارسی غلام سے تھے۔
فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احد میں حاضر ہوا۔ تو میں نے مشرکین میں
سے ایک شخص کو مارا تو میں نے کہا اے لے مجھ سے میں فارسی غلام ہوں۔ تو میری طرف رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا فرمایا تم نے کیوں نہ کہا کہ مجھ سے میرے اور میں انصاری
غلام ہوں ملے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے وہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی۔ فرماتے ہیں کہ اپنے قوم کی ناحق

لے یعنی جو مسلمان اپنے کافر باپ و لواؤں کی نسبت پر فخر کرے کہ غلامان کی اولاد سے ہوں۔ غلامان غلامان سے ہوں تو اس
سے صاف صاف کہہ دو کہ اپنے باپ کا ذکر چوس یا یہ مطلب ہے کہ تم کفار کے محبوب بت پرستی کی برائیاں بیان کرو۔
کہ تمہارے باپ و لواؤں کے عقیدے اعمال ایسے گندے تھے تمہان کی نسبت پر فخر کیوں کرتے ہو۔ اس سے یہ عبد الرحمن تابعی ہیں
ان کے والد ابو حقیقہ صحابی ہیں یہ اہل فارس سے تھے صحیر بنی حقیقہ انصاری کے آئندہ کروہ غلام تھے ہذا نسباً فارسی تھے مگر ولادت
کے لحاظ سے انصاری تھے ان کا نام رشد ہے کنیت ابو حقیقہ ملے یعنی میں نے اپنے فارسی ہونے پر فخر کرتے ہوئے کلمہ پر
حمد کیا ملے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی ہونے کے فخر کرنے پر نادمی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ اپنے کو مسلمانوں کی طرف نسبت کرو
اس پر فخر کرو اور اس زمانہ میں اہل فارس کفار تھے اب وہاں اسلام عام ستائے ہے۔ اور عام لوگ مسلمان ہیں۔ ۲۰

غَيْرَ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيرِ الَّذِي رَوَى فَهُوَ يُزَمُّ بِذَنْبِهِ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْأَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْعَصِيَّةُ قَالَ أَنْ تُعَيِّنَ قَوْمَكَ عَلَى
الظُّلْمِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَحَدَّثَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ
جُعْشِمٌ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
خَيْرُكُمْ مَنُودًا فَعَنْ عَشِيرَتِهِ مَا لَمْ يَأْتُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

پرمرد کرے تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جو گڑھے میں گر گیا۔ تو اسے اس کی دم سے اوپر
کھینچنا چاہیے۔ روایت ہے حضرت وائل بن اسقع سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ تصب کیا چیز ہے۔ فرمایا یہ ہے کہ تم اپنی قوم کی ظلم پرمرد کر دے۔ (ابوداؤد)
روایت ہے حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم سے کہ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ دیا تو فرمایا کہ تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے کنبہ سے دفاع کرے جب تک کہ گناہ نہ کرے۔ (ابوداؤد)

ما چو کہ قوم کا اس انصاف میں سے ہوتا ہے اس لئے انہیں غلام انصاف فرمایا گیا لہذا اس کا مطلب واضح ہے :
سہ یعنی جو اپنی ظالم قوم کی بیجا حمایت کر کے ان کی عزت و عظمت قائم کرنا چاہے وہ ایسا ہے جیسے کوئی کنویں
میں گرے ہوئے اونٹ کو اس کی دم سے کھینچ کر نکالنے کی کوشش کرے اس فرمان عالی میں غاصق قوم کو گرے
اونٹ سے تشبیہ دی گئی ان کے فسق و کفر کو کنویں سے جس میں وہ گرے ہیں اس شخص کا اس قوم کی حمایت کرنا گریاں
دم پکڑ کر نکالتا ہے جیسے کنویں میں گرا۔ اونٹ دم کے ذریعہ نہیں نکل سکتا ویسے ہی غاصق و بدکار ذلیل قوم میں
تقریفوں سے عزت نہیں پاتی اگر تم انہیں عزت دینا چاہتے ہو تو ان کو گناہوں سے مدد نہ دے راست پر لگاؤ۔
سہ اس حدیث کی شرح، لگی حدیث میں اگر ہی ہے یعنی اپنی قوم سے محبت کرنا ان کی مدد کرنا لوگوں کے طعنہ دفع
کرنا تصب نہیں بلکہ برائی پر ان کی مدد کرنا یہ ہے تصب یہ ہی ممنوع ہے کیونکہ اس میں گناہ پرمرد ہے اور گناہ
پرمرد کرنا بھی گناہ ہے سہ یہی سراقہ رضی اللہ عنہ جو ہجرت کے موقع پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں گئے تھے
انہیں کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا تھا یہ کٹائی میں بڑے شاعر تھے دل سے تو وہاں ہی چاہیں لے آئے تھے مگر اپنا ایران فتح کہ
کے دن ظاہر کیا اس لئے آپ کو فتح کے دن کاموں میں کہا جاتا ہے مقام تقدیر میں رہتے تھے۔ پھر مدنی بن گئے تھے

روایت ہے حضرت جبریل ابن معتم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جو تعصب کی طرف دعوت دے۔ اور وہ ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب میں لٹے۔ اور وہ ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب پر (قوم)

ہمستی پر اصرار کیا ابو داؤد۔ روایت ہے ابو داؤد اسے وہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کسی چیز سے

تیری محبت اندھا بہر اک رو دیتی ہے

(اليوداؤد)

ہر مسئلہ تجویز میں وفات پائی نہ سلسلہ یعنی اپنی قوم کو ظالموں سے بچانے والا ان سے لوگوں کے ناجائز حلفے دفع کرنے والا
 ان کی مدد کرنے والا نہ متعصب ہے نہ گنہگار بلکہ شریک کا مستحق ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **وَإِنَّمَا الْقُرْبَىٰ حَقُّهُ** ہاں گناہ پر
 ان کی مدد کرنے والا گنہگار بھی ہے متعصب بھی رب تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَا تَقْعَا وَنُوعًا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ**
 سلسلہ اس طرح کہ اپنی ظالم قوم کی حمایت کے لئے لوگوں کو جمع کرے تاکہ وہ سب اسی ظلم پر ہی قوم کی مدد کریں ایسا شخص ہماری
 جماعت ہماری صحت سے خارج ہے یہ مطلب نہیں کہ ہماری ملت سے خارج ہے کہ گناہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا
 سلسلہ یعنی اپنی ظالم قوم کی حمایت میں ظلم پر مدد کرے اسے چاہیئے تھا کہ اپنی قوم کو ظلم سے مدد کیا تو اپنی ان کی حمایت کرتا ہے۔
 سلسلہ یعنی اپنی ظالم قوم کی حمایت و محبت و ممدودی کرتا تاکہ اسے غرض کہ ظلم پر مدد ظلم کی حمایت ظلم سے محبت سب ہی برابر ہے۔
 ۵۔ سبحان اللہ کیا پیارا اور درست قرآن ہے مطلب یہ ہے کہ جب مجھے کسی سے محبت ہوگی تو مجھے اس کے
 عیب نظر نہیں آئیں گے تو اس کے خلاف بات نہ ہی سکے گا لہذا تو بروں سے محبت نہ کرتا کہ تو اندھا سہرا نہ
 بن جائے یا یہ مطلب ہے کہ محبت کو پیار سے کہو کچھ نظر نہیں آتا پیارے کی باتوں کے سوا اور کسی کی
 بات پسند نہیں آتی لہذا اچھوں سے محبت کرو تاکہ تمہاری آنکھوں میں ان کا ہی جمال رہے ان ہی کی منور

الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عِبَادَةِ بْنِ كَثِيرٍ
الشَّامِيِّ مِنْ أَهْلِ قَسَطِينَ عَنْ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ يُقَالُ
لَهَا فُسَيْلَةُ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ ابْنِي يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ
الْعَصَبِيَّةِ أَنْ يُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهُ قَالَ لَا وَلَكِنْ

تیسری فصل - روایت ہے حضرت عبادہ ابن کثیر شامی سے نے جو قسطنطین والوں سے ہیں
وہ ان کی ایک عورت سے مادی جسے فسیلہ کہا جاتا ہے نے انہوں نے کہا
کہ میں نے اپنے والد سے فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ کیا یہ بھی تعجب سے ہے کہ
کوئی شخص اپنی قوم سے محبت رکھتے
درا یا نہیں لیکن

یہ ہی اصل ایمان ہے شعر

تم بھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تم میں گم ہوتا
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
حرفی شاعر کہتا ہے

وعين السرحان كل عيب كليله
ونكن عين السخط تهدي مساويا

وَيَقِيمُ مِنَ سَمَوَاتِ الْفَعْلِ عَشْدَى
قَتْفَعْلَةٌ فَيَحْسُنُ مِنْكَ ذَاكَ

اے ماشیہ! اشدۃ العمدات میں ہے کہ ان کا نام عبادہ ابن کثیر شامی ہے عبادہ نام نہیں ہے واللہ اعلم قسطنطین مشہور ملک
ہے جس میں بیت المقدس واقع ہے یہ علاقہ شام اور اردن سے ملا ہوا ہے اور قسطنطین عراق کے ایک شہر کا نام بھی ہے ابن ربیع کے حالات
معلوم ہو سکے سلفیہ کے مشہور مسکن کے قریب سے اس کے قریب میں کھوکا چھوٹا حضرت یحییٰ بن خالد بن ابی اسحق نے حضور صلی اللہ علیہ
حضرت دائرہ صحابی میں تقریباً ماشیہ اضم فیلہ کے حالات معلوم نہ ہو سکے سلفیہ ابن خالد حضرت دائرہ ابن اسحق نے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے پوچھا کہ کیا اپنی قوم سے محبت کرنا گناہ ہے یہ بھی تعصب کی ایک قسم ہے :

(احمد، بیروتی

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

شُعَبُ الْإِيمَانِ : بَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ الْقَصْلُ الْأَوَّلُ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَقُّ
بِحُسْنِ مَعَايِشِي قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ
قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ أَبُوكَ وَفِي

شُعَبُ الْإِيمَانِ ، نیکی اور صلہ رحمی کا بیان : پہلے فصل - روایت ہے
حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا
رسول اللہ میرے اچھے بڑا دے کا زیادہ حق دار کون
ہے ؟ فرمایا تمہاری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تمہاری
ماں عرض کیا پھر کون فرمایا تمہاری ماں عرض کیا پھر کون
فرمایا تمہارا باپ ہے ۔ اور ایک

مذکورہ پیش کردہ نسب پر طعن کیا :۔

اسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی صحیح ہے اور اس سے مراد ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا ہے جس کا مقابل ہے حقوق وافرانی ، اصل یہ ہے
و اصل سے معنی غنا ملا فایاں میں سے مراد ہے رحمی قرابت و درمل پلا احسان اور ان سے سلوک کرنا کہ اس سے عزیزوں کے دل مل جاتے
ہیں ۔ ہر کا اسم فاعل ہمارے جمع برہ صلو کا اسم فاعل و اصل ہے جمع و صلہ اور واصلین سے صحابہ صلو کے کسرہ سے معنی مدد یا ہتھوڑا
خود صلو سے ہے صحف وہ ہماری جو الفص - خدمت و مدد کے ساتھ ہوا اس سے ہم کفایت نے حضور انور کے ساتھ ہمیں کی انہیں
صحابی ہمیں کہا جاتا کہ وہ ہماری الفص و خدمت کے ساتھ مدد معنی ہمیں میرے رشتہ و اقربا کے مدد کے بہت ہی ہیں اچھا بڑا کسی سے
کروں اس کا کون مستحق ہے مسئلہ اس میں علی سے مطہم ہوا کہ ماں باپ کا حق باپ سے بہت گنا زیادہ ہے کیونکہ ماں بہت پرہیزگار
کرتی ہے باپ ایک احسان - پیٹ میں لکھا - جتنا - پرورش کرنا - باپ صرف پرورش ہی کرتا ہے بیٹا ماں باپ دونوں کی خدمت کرے
مگر مقابلہ کی صورت میں ادب و احترام باپ کا زیادہ کرے خدمت و انعام میں کی زیادہ و اشعار ماں باپ کے ساتھ سلوک یہ ہے
کہ ان سے نرم و نرمی آواز سے کلام کرے - مالی و دینی خدمت کرے یعنی اپنے نوکروں سے ہی ان کا کام نہ کرانے بلکہ خود کرے ۔
ان کا ہر جائز حکم ماننے انہیں نام لے کر نہ پکارتے اگر وہ غلطی پر ہوں تو نرمی سے ان کی اصلاح کرے - اگر قبول نہ کریں ۔
تو ان پر ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے - ان کی سختی پر تحمل کرے یہ آداب قرآن مجید میں اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے عمل شریف
میں مذکور ہیں اس کے متعلق ہماری تفسیر بھی کاملاً لکھ فرماد :۔

روایت میں ہے کہ فرمایا تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہاری ماں۔ پھر تمہارا باپ پھر تمہارا قریبی پھر قریبی نہ۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس کی ناک رگڑ جاوے۔ اس کی ناک رگڑ جاوے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس کی فرمایا اس کی جو اپنے ماں باپ کو رہائے کہ اللہ میں ایک یا دونوں ہڑھا پے میں ہوں۔ پھر جنت میں نہ چلا جاوے گا۔ (مسلم) روایت ہے حضرت

سکہ یعنی میں آپ کے ساتھ ان کے عزیزوں کے حق بھی ادا کرے کہ چاہوں۔ اور - تا نا پس بجائی طریقہ کے حقوق ادا کرے سکھ یعنی وہ ذلیل ہو جاوے وہ ذلیل ہو جاوے وہ ذلیل ہو جاوے ناک رگڑنے سے مراد ذات و خودی ہے ناک رگڑنے سے مراد ذات و خودی ہوئی ہے سکھ احمد بہاؤ اللہ ہمایہ دونوں عند اکبر کا فاعل ہی بہلا مرتفع ہیں معنی انہیں اس حال میں پائے کہ وہ دونوں یا ایک بڑا پس کی نظیر اس لیے لگائی کہ اس وقت ہی خدمت کی نیاں ضرورت ہوتی ہے اور بارگاہ الہی میں بوڑھے کی دعا زبان قبول ہوتی ہے و اگر کم سفید و ارٹھی بائوں والے بندے کے پہلے ہوئے ہندو خالی نہیں سمجھتا اولاد کو چاہیے کہ ایسے وقت اور ایسے وقت کی خدمت کو قیمت جائیں سکھ یا اس طرح کہ ان کی نظر مانی کرے یا اس طرح کہ ان کی خدمت میں کمی کرے یا اس طرح کہ انہیں محنت جواب دے۔ شایاں رہے کہ بڑے سچے میں طبیعت چڑچڑی برحق ہے یہ خاصہ جڑواں ہے اس وقت ان کی سخت بات برداشت کرے ان کی سختی کی پرواہ نہ کرے سمجھے ان کی مست کئے گئی ہے ان شرار شدہ دونوں جہان میں آرام پائے گا قرآن کریم فرماتا ہے ۔
وَإِن يُلْقُوا مِنْكَ الْكِبْرَاحِدْ بِهَا أَوَّلًا مَّا تَقَلَّ بِهَا أَقْبِلَا تَنْصَرُّ هِيَ قَتْلُهَا قَوْلُهُ كَرُمًا . جو حاسب کا ذکر اس لئے ہر بار ہوتا ہے کہ وہ وقت تو منبعا لئے کا ہے جس نے وہ وقت منبعا لیا اس نے کمائی کرتی ایسے آتش سے وقت میں ان پر دل کھول کر خرچ بھی کرے ان کی خدمت بھی کرے ای کے لیے دعا بھی کرے سمجھیں میں یہ مجبور تھا تو ماں باپ نے اسے منبعا لام

بَنَتْ ابْنُ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمْتُ عَلَى أُمِّی وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي
قُرَيْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أُمِّی قَدِمَتْ عَلَى وَهِيَ
رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ أَلْ فُلَانٌ لَيْسُوا بِإِي

اسماء بنت ابی بکر سے فرماتا ہے کہ میری ماں آئیں جب کہ وہ قریش میں مشرکہ
تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں میرے پاس آئی ہیں۔ وہ دین
سے دور ہیں کیا میں ان سے صلہ رہی کر دوں فرمایا ہاں کر دو (مسلم بخاری)۔
روایت ہے حضرت عمرو بن عاص سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ کو
فرماتے سنا کہ فلاں قبیلہ میرے دوست نہیں لگے

۴ اور وہ مجھ پر بھی تو یہ انہیں سنبھالے اللہ کی رحمت اسے سنبھالے گی (ملاقات وغیرہ) ۵

۶ صلح حدیبیہ کے بعد کفار مکہ مدینہ منورہ آنے والے تھے اس دوران میں حضور ہو کر صدیق کی پہلی بیوی حضرت اسماء کی والدہ آئیں۔
۷ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں راغمة ہے میم سے مگر اکثر نسخوں میں راغبہ لکھا ہے۔ یہ راغمد میم سے معنی عاجز۔
۸ ذلیل غورہ مسکین۔ وغیرہ یعنی وہ میرے پاس عاجز و محتاج ہو کر آئی ہے میرے مال کی حاجت مند ہے راغبہ ترپ سے ہو تو اس
میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ معنی حاجت خواہش ہو یعنی وہ میرے مال میری خدمت کی خواہش مند ہے دوسرے یہ کہ معنی بے رغبتی مددگار
ہو یعنی وہ اسلام سے بے رغبت ہے اسے اسلام کی طرف رغبت و میلان نہیں اگر رحمت کے بعد لکھا ہو تو معنی میلان ہوتی ہے اگر لکھا ہو
تو معنی بے رغبتی۔ ۹ معلوم ہو کہ کافر و مشرک میں باپ کی بھی خدمت اور لاد پر لازم ہے فقہاء فرماتے ہیں کہ مشرک باپ کو
بتناہ لے نہ جائے مگر جب وہاں پہنچ چکا ہو تو وہاں سے گھر لے آئے کہ لے جائے میں بہت پرستی پر وہ ہے اور لے آئے
میں خدمت ہے۔ دوسرے عزیز و قرابت دار بھی اگر مشرک و کافر ہو مگر محتاج ہوں تو ان کی مالی خدمت کرے دانا شعرا ۱۰
ظاہر یہ ہے کہ حضور انور سے ان کا نام لیا تھا مگر راوی نے نام نہ لیا کیونکہ وہ لوگ اس وقت برسر اقتدار
تھے۔ ان سے خطر تھا۔ بہر حال اس سے مراد یا ابولہب کی اولاد ہے یا ابو سفیان کی اولاد یا حکم بن ابی

يَا ذِي بَعْدِ اِيَّامَا وَلِيَّ اللّٰهُ وَمَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَكِنْ لَّهَمْ
رَحِمٌ اَبْلُهَا يَبْلَا لَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝ وَحِينَ الْمَغِيْرَةِ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ
عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَمَاتِ وَوَادَ الْبَنَاتِ وَ مَنِّعِ
وَهَاتِ ذِكْرًا وَقِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ وَارْحَاةُ

میرے دوست اللہ تعالیٰ اور نیک کار مسلمان ہیں لیکن ان کا رشتہ
رہی ہے۔ جس کی نرمی سے ہیں ترک کروں گا کہ (مسلم بنیادی روایت ہے
مغیرہ سے فرمانے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے
حرام فرمایا ماؤں کی نافرمانی اور بیویوں کا زندہ دفن اور روک رکھنا
لاؤ لاؤ کرنا اور ناپسند کیا زیادہ قیل و قال بہت سوال ہے
ہرادی

ہم کی اولاد مگر قوی یہ ہے کہ حکم عام ہے قریشی باطنی تمام نوجوانوں کو شمال ہے (مرثیہ) جو یہی اسلام سے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے طریقہ سے بہت جاوے وہ حضور کا دوست نہیں ہے

سلسلہ خلاصہ کہ متقی مسلمان خواہ کسی خاندان کا ہو کچھ پیارا ہے کافروں کے ایمان اگرچہ بہاری نسل سے ہو مردود ہے قرآن حکیم
فرماتا ہے ان اولیائی اور المتقون سلسلہ خیال رہے کہ صلہ رحمی کرنے رشتہ برادر کے حقوق ادا کرنے کو بل یعنی تری کہتے ہیں کیونکہ تری سے چیز
جوتی ہے خشکی سے ٹوٹ جاتی ہے یہی ملوک کرنے سے دل جوڑتے ہیں برہمن کی سے دل ٹوٹ کر ٹک ٹک ہو جاتے ہیں۔

سلسلہ جو کہ مخالفہ باپوں کا حق زیادہ ہے نیز ماں کمزور دل ہے بہت جلد رنجیدہ ہو جاتی ہے یا اکثر اولاد وہاں سے
بی ضد کرتی ہے اس کا حکم نہیں بنتی اس لئے صرف ماں کا ذکر فرمایا ورنہ باپ کی نافرمانی بھی ممنوع ہے اہل عرب زندہ
بچیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ وہاں کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ لیتے رہنا کبھی کسی کو دینا نہیں۔ چاہے یہ کہ لینا سیکھے تو دنیا بھی
سیکھے بعضی نے فرمایا کہ اس کے معنی ہیں واجب حقوق ادا نہ کرنا حرام کمائی سے پرہیز نہ کرنا۔

سے یعنی ہر حکم کی وجہ پوچھنا عمل نہ کرنا۔ یا زیادہ بوجھ نہ لگوانا۔

سے مانگتے رہنا :

الْمَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكِبَائِرِ
 شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ
 يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَشْتُمُ أَبَا الرَّجُلِ
 فَتَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
 وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

مال کو ملے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے فرماتے
 ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گناہ کبیرہ سے ہے
 کسی شخص کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا اے صحابہ نے عرض کیا یا رسول
 اللہ کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ یہ کسی کے باپ
 کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے۔ اور یہ کسی کی
 ماں کی گالی دے تو وہ اس کی ماں کو گالی دے (مسلم بخاری)
 روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم

سے حرام رسول میں مل خرچ کرنا۔ نضر خرچ ہے مال اللہ اس کی برادری ہے اچھا کھانا پینا جسکے اس میں صرف اللہ کے سوا بالکل جائز
 ہے یہ نذرانہ ملی جامع کلمات میں سے ہے اس سے معلوم ہوا کہ بڑا تکلف ہے فذلک الفاظ لہذا منسوخ نہیں (ترغیب) یعنی اپنے ماں باپ کو
 یا ان میں سے ایک کو گالی دینا ہے سنا فرمایا اس۔ یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ کوئی پٹھا اپنے ماں باپ کو گالی دے سہاں اللہ کے
 رضاء قدر میں کاشاکہ پیرم ان کی عقل میں نہ آتا تھا اب تو کلمہ کلا ناوانی لگا اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں خدا شرم نہیں کرتے
 سنا خیال ہے کہ سب ہر قسم کے برا کئے کو کہتے ہیں گالی ہو یا اور کچھ مگر شتم گالی کو کہا جاتا ہے کسی سبب سے شتم آتا ہے اور شتم یعنی
 سبب کسی سے کہا تیرا باپ احمق ہے یہ ہے سبب کسی سے کہا تیرا باپ زانی ہے حرامی ہے یہ ہے شتم مطلب یہ ہے کہ کسی کے بزرگوں کو تم برا
 کہو نہ کہ وہ تمہارے بزرگوں کو برا نہ کہے یہ ہی حکم اولاد و عزیزوں کے متعلق ہے تم کسی کی بیٹی ہو یا بیٹی کو گالی نہ دو نہ کہہ تمہاری بیٹی ہو
 یا بیٹی کو گالی نہ دے جیسے گویا کہ وہی منو گے بہت اعلیٰ اخلاق کی تعلیم ہے کسی نے کیا خوب کہا۔ شتم
 گرامہ خویش و دوست واری دشنام کہن بہ مادر من

وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَيْرٍ الْبَرِّ صَلَ الرَّجُلِ أَهْلٌ وَدِ آيِيَرِ
بَعْدَ أَنْ يُؤَلَّى رَوَاةُ مُسْلِمٍ + وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ
يُبَسِّطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيَسْأَلَهُ فِي أَشْرِهِ فَلْيَصِلْ رَجْمَهُ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ + وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَعَهُ

نے کہ بہترین بھلائیوں میں سے کسی شخص کا اپنے باپ کے غائب ہونے کے بعد اس کے محبت والوں سے سلوک کرنا ہے (مسلم، روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو چاہے کہ اس کے رزق میں وسعت دی جاوے اور اس کی موت میں دیر کی جاوے تو وہ صلہ رحمی کرے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ نے مخلوق پیدا فرمائی تھ جب اس سے فارغ ہوا

۱۔ اسی بابی الدنیا میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتا ہے کہ کسی مسلمان کی آبروریزی کرتا ہے یا ستان لگا تا کہ وہ کبیر میں سے ہے (مرقات) یا سہ یابی عام ہے جس میں سفر موت و دخول داخل ہیں جس میں باپ سفر میں گئے ہیں یا وفات پا چکے ہیں تو ان کو دستوں کو پناہ باپ بھنا ان سے سلوک کرنا اس لئے کہ یہ ہمارے والدین کے دوست ہیں سہ نساء کہتے ہیں دیر لگانے کو اس لئے اصل کو نسیہ کہا جاتا ہے کہ ہاں مال دیر سے مٹا ہے اثر کھتے ہیں نشان قدم کو مرنے سے نشان قدم جاتے رہتے ہیں کہچر نشان چلتا پھر تاہیں پھر زندگی کو اثر کھنے لگے گذرگی میں نشان قدم زمین پر چلتے ہیں موت میں دیر لگانے سے مراد ہے عموماً دیر دنیا میں جو رزق میں حرکت عمر میں دلائی جا ہے وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے خیال رہے کہ تقدیر تعین قسم کی ہے۔ مہر مہر معلق مشاہیر مہر مہر تقدیر مہر میں کی پیشی ناگن ہے مگر راتی مدت تقدیر ہول میں کی پیشی بقی رہتی ہے دعائیک اعمال سے عمر بطور جانے اور دعا۔ بدعمل سے عمر گھٹ جانے کا یہی مقصد ہے کہ آخری وقت قسم کی عمر میں گھٹ بڑھ جاتی ہیں ہم یہ مسئلہ با سب القدر میں بیان کر چکے ہیں۔ اور تفسیر فیجی کے پہلے پارہ میں بھی عرض کر چکے ۔
دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر پچاس سال کے ساتھ سال کے شروع میں ہو گئی ۴۰

مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحْمَةُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوَى الرَّحْمَنِ فَقَالَ
مَهْ كَأَلَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ كَأَنَّ
الْأَشْرَفَيْنِ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ وَمَلَكَ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ
قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو رحم اٹھ کھڑا ہوا پھر اس نے رحمان کا دائیں کرم پکڑ لیا۔ مہ نے
فرمایا کیا ہے یہ عرض کیا یہ جگہ ہے اس کی جو توڑے جانے سے
قیری پناہ لے لے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے
ہیں اس سے اور جو تجھے توڑے اسے توڑ دوں گے بولا ہاں اے
رب فرمایا تو ایسا ہی ہے (مسلم بخاری) روایت ہے انہیں
سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلم نے

حضرت عینی علیہ السلام کی دعا سے مفاد یافتہ روایتیں جاتے تھے اور دعا رہتے تھے۔ سہ سہاں ملتی سے مراد باتیں ہیں کافیلہ
فرمائی ہے یا اندازہ لگانا لہذا حدیث واضح ہے۔ سہ حقوق کہنے میں کہ کو جہاں کہہ کر تیسرا تیسرا اندازہ دیتا ہے عربیہ والے جب کسی کی
پناہ لیتے یا اس سے کچھ ضروری عرض معروض کرنا چاہتے تھے تو اس کی کمر سے پٹ جاتے تھے۔ یہ وہی استعدہ استعمال فرمایا گیا ہے۔
رحم سے مراد بھی رشتہ داری ہے اس عالم میں ہر چیز کی شکل ہے لہذا یہ رشتہ داری ایک خاص شکل میں تھی اور اس کے صاف صاف یہ عرض
کیا تھا کہ میں تمہارے احوال قرآن و مضامین کی خاص شکلیں پہنچی وہ کلام کریں گے لہذا حدیث واضح ہے بعض شارحین نے کہا کہ حدیث
تشابہت سے ہے کہ اسے بغیر کہے یہاں ہو سکے لفظ تحف ہے لہذا کا۔ یا اسم فعل ہے یا اصل میں مطلقاً تھا۔ کا وقف
کی ہے مطلب یہ ہے کہ تو کیا کہتا ہے سکہ رحم توڑے جانے سے مراد ہے حقوق قرابت اور اندازہ یعنی اس بات سے قیری پناہ پناہ
کہ کوئی میرے حق اور اندازہ کرے شہ یعنی جو شخص اپنے اہل قرابت کے حق و انکس اور اندازہ کرے اور دوسری جہاں میں کریگا۔ وہ مجھ تک نہ
پہنچ سکے گا اور جو حقوق اندازہ کرے گا اگرچہ گنہگار ہوگا وہ میرے رحمت میں داخل ہوگا۔ بلکہ اسے دنیا ہی میں اور آخرت میں
کی توفیق بھی مل جاوے گی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشتہ داری کے حقوق ادا کرنا واجب ہے قطع رحمی گناہ کبیرہ
ہے صلہ رحمی کے بہت درجے ہیں مثلاً رشتہ قوی اسے ہی حقوق زیادہ یہ ضرور خیال رہے ہے

الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ اللَّهُ مَنْ وَصَلِكَ وَصِلْتُهُ وَمَنْ قُطِعَكَ قُطِعْتُ رَوَاهُ ابْنُ خَارِشٍ، وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قُطِعَنِي قُطِعَهُ اللَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ

کہ رحم بن ہوا ہے رحمن سے رب نے فرمایا ہے کہ جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا، اور جو تجھے توڑے گا میں اسے توڑوں گا (بخاری) روایت ہے حضرت جبیر ابن مطعم سے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رشتے توڑنے والا جنت میں نہ جائے گا (بخاری مسلم) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رحم عرش سے لٹکا ہوا ہے کہہ رہا ہے کہ جو تجھے جوڑے اللہ اسے جوڑے اور جو تجھے توڑے اللہ اسے توڑ دے گا (مسلم بخاری روایت ہے)

لہ یعنی رحمان رحم سے بنا ہے ہند رحم کا رحمن سے بہت گہرا تعلق ہے شجرہ رحمت کی لگیں جو ایک دوسرے سے لگی ہوئی ہیں مطلب یہ ہے کہ رحمن اور رحم کا آپس میں گہرا تعلق ہے وراثت اور رحم کے حقوق سے الگ ہوا وہ خدا تعالیٰ سے الگ ہوا اسے یعنی جو رشتہ داروں سے الگ رہے گا مجھ سے الگ رہے گا اسے رحم توڑنے سے مراد ہے رشتہ داری کے حقوق ادا نہ کرنا رب تعالیٰ کے اس کو توڑنے سے مراد ہے اپنی رحمت سے دور کر دینا یعنی جو رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے گا وہ اللہ کی رحمت سے دور رہے گا اسے عرش سے ملو یا تو عرش اعظم ہی ہے یا بلند مقام پہلا احتمال قوی ہے یعنی رشتہ داروں کا حق قربت کا تعلق دور رہے گا۔ اس حدیث کے معنی پہلے بیان ہو چکے کہ جو رشتہ داروں کا حق ادا کرے گا اللہ سے قرب پائے گا اور جو ادا نہ کرے گا یا ان پر ظلم کرے گا وہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جائے گا اس میں گفتگو ہے کہ رشتہ داروں کی حد کہاں تک ہے جس کے حقوق ادا کرنا ضروری ہیں بعض علماء نے فرمایا کہ جن سے نکاح حرام ہے وہ ذی رحم ہیں لہذا پھر زائد غلہ زائد ذی رحم نہیں بعض نے فرمایا کہ جن کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے وہ ذی رحم ہیں بعض کے نزدیک جن کو میراث پہنچ سکے وہ ذی رحم ہے لہذا والدین - اولاد - بھائی بہن - چچا ماموں - ان کی اولاد سب ذی رحم ہیں یہی قول قوی ہے (ورقات) رب تعالیٰ فرماتا ہے - واولوالارحام بعضهم ادنیٰ ببعض - یہ گفتگو ذی رحم کے متعلق ہے ان کے علاوہ دوسرے قربت دار جیسے ماس

ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ليس الواصل بالمكافئ ولكن الواصل الذي إذا قطعت
راحته وصلها رواه البخاري. وعن أبي هريرة أن
رجلاً قال يا رسول الله إن لي قرابة أطلبهم و
يقتطعونني وأحسب إليهم وينتفون إلي وأحلم عنهم ويجهلون
علي فقال لئن كنت كما قلت فكأنما تسفهم

حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ رشتہ جوڑنے والا وہ نہیں جو یہ کہہ چکا ہے لیکن جوڑنے والا وہ
ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑ دے (بخاری)
روایت ہے ابو ہریرہ سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے
قرابت والہ ہیں لیکن ان سے جوڑتا ہوں اور مجھے توڑتے ہیں ان سے
مجلدائی کرتا ہوں وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں میں ان سے بددہاری
سے برتنے ہوں وہ مجھ پر جہالت کہتے ہیں تو فرمایا کہ اگر دلیا ہی ہے
جیسا کہ رہا ہے تو تو ان کے منہ

۴۴ سالہ رضاعی اس رضاعی بھائی یعنی ان کے ساتھ بھی سلوک کرے جب تعالیٰ فرماتا ہے ذلت ذلقرنی بقولہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت علیہ اور جناب توبہ کے عزیزوں سے سلوک کیلئے طالع سے ملو یا توڑ کو ہے یعنی طالع طریق راہ مار یا طالع رحم یعنی
حقوق ادا کرنے والا دوسرے معنی نیا دہ ظاہر ہیں ایسے یہ حدیث اس باب میں لائی گئی یعنی یہ لوگ اولاد جنت میں رہ جائیں گے یہ سزا پائیں گے
پھر جائیں گے یہ سلسلہ یعنی جو شخص اپنے عزیزوں سے سلوک کرے مگر جو وہیں کھد کھد کرے تو اس کی عوض یہ بھی کرے وہ ناقص ہے کامل
رشتہ جوڑنے والا وہ ہے جو اپنے عزیزوں کی برائی کا بدلہ بھلائی سے کرے کہ اس پر زیادتی کری تو یہ سلوک کرے اسکی تعمیر جنت میں لائی گئی
وسلم کامل شریف ہے۔ یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کے ظلم سہہ کر کے پرورش فرمائی رب تعالیٰ فرماتا ہے اذق بالحق ہی احسن فریکہ
یہ حدیث کمال اخلاق کی تعلیم دے رہی ہے سلسلہ بیباں قرابت سے مراد نوزی قرابت یعنی رشتہ دار ہیں یہ صاحب ان کی شکایت بارگاہ
رسالت میں کر رہے ہیں سلسلہ عرض کہ ہر طرح ان کی برائیوں کا بدلہ بھلائی سے دیتا ہوں یہ دوسروں کی غیبت یا اپنی
شیخی مارنا نہیں بلکہ مسئلہ دریافت کرنا ہے

الْمَلِكُ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ ظُهُيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ
عَلَى ذَلِكَ رَاوَاهُ مُسْلِمٌ. **الفصل الثانی عن**
ثوبان قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَرُدُّ الْقَدَرُ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ

میں محبوب ڈال رہا ہے نہ اور تیرے ساتھ اللہ کی طرف سے
ان پر مددگار رہے گا جب تک تو اس حال پر رہے (مسلم)
دوسری فصل۔ روایت ہے حضرت ثوبان سے کہ فرماتے ہیں فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تقدیر کو نہیں روک کر مگر دعا ہے اور
عمر میں نہیں زیادتی کرتی

سے تصفہ کے معنی ہیں ان کے منہ میں بھرتا ہے بل میم کے فتح لام کے شر سے بھی گرم لاکھ جے ارد میں محبوب بکھتے ہیں اس جگہ کے
بہت معنی ہیں ایک یہ کہ اس حالت میں ان لوگوں کو تیرا مال حرام ہے اور بھروسہ کیا رہے ہیں تو گویا اپنے منہ میں محبوب بھرتا ہے
دوسرے یہ کہ ان کو ان حالات میں ایسی شرمندگی چاہیے کہ ان کے منہ جھلس جاتی جیسے محبوب بڑھانے سے منہ جھلس جاتا ہے۔
تیسرے یہ کہ ان کی ہڈیوں کی خوش تیرا ان سے سلوک کرنا گویا ان کے منہ سے محبوب بھرتا ہے تو انہیں دلیل کر رہا ہے تیری عزت بڑھ
رہی ہے ان کی شرمندگی و ذلت خیرات سے مال بڑھتا ہے مفود کرم سے عزت بڑھتی ہے۔

سہ یعنی جب تک تیرا یہ علم اور برائی کی عوض بھلائی ہے تب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے مرد سپو بچتی رہے گی یا تجھ پر رب کی طرف
سے فرشتہ مقرر رہے گا جو تجھے ان کی شر سے بچائے گا اور تیرے عزت و مال میں برکت دے گا۔

سہ آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے کہ آپ ثوبان ابن بکرؓ کی اہلیہ ابو عبد اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آندہ غلام ہیں مفود
حضور میں حضور کے ساتھ ہے حضور کی وفات کے بعد شام چلے گئے پہلے طریق میں پھر جس میں قیام ہوا وہاں ہی شہادت میں وفات پائی۔

سہ تقدیر سے مراد تقدیر معلق ہے۔ اور دعا سے مراد دعائے مقبول ہے خواہ اپنی دعا ہو یا کسی بزرگ کی تقدیر میں کسی طرح بھی تبدیلی
بدل سکتی درمقات و اشہد تقدیر معلق کہتے ہیں اسے ہی جو شرائط و قیود پر موقوف رکھی گئی کہ فرشتوں
سے فرمایا گیا ہو کہ فلاں شخص اگر یہ کرے گا تو اس کا یہ ہو گا۔

علم الہی میں تبدیلی نہیں ہو سکتی :

إِلَّا الْبِرُّ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالدَّنْبِ يُصِيبُهُ
سَرَّوَالُهُ ابْنُ مَاجَةَ ۖ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ
فِيهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا حَارِثَةُ بْنُ التَّعْمَانِ

مگر اچھا سلوک اور یقیناً انسان رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس
گناہ سے جو اسے پہنچے (ابن ماجہ) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرمائی
میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جنت میں گیا تو میں
نے اس میں تلاوت سنی تھی میں نے کہا یہ کون ہے بولے یہ حارثہ
ابن نعمان ہیں

سلسلہ یعنی پہلے آپ اس قرأت در عزریں سے اچھا سلوک کرنا ضروری ہے اس کا مطلب بھی وہی ہے جو ابھی تقدیر ہونے
کے متعلق عرض کیا گیا کہ انسان کی ہر دو قسم کی ہے عرصہ یعنی علم الہی اور اس کا تعلق فیصلہ اس میں زیادتی کی ناکم ہے دوسری ہر متعلق جہاد
فرشتوں اور یہ اللہ کو اطلاع ہونے لگی ہو کہ اگر یہ لکھ لکھی کرے تو اس کی عزتی ہوگی اگر نہ کرے تو اس سے کم جب یہ بندہ نیکی کر رہا ہے
تو اسے وہی نیا عمل مل جاتا ہے جو نیکی پر متعلق تھی ۲ اس فرمیں کے چند معنی ہیں ایک یہ کہ گنہگار بھی عہد رزق اکورت میں ثواب اعمال
گھٹ جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مومن کا گناہوں کی وجہ سے رزق مدد حائل یعنی خلاص۔ اطمینان قلب۔ دل کا چھٹی و سکون و رغبت الی اللہ
گھٹ جاتی ہے تیسرے یہ کہ مومن اپنے گناہوں کی وجہ سے ننگی ہندق۔ یا بلاؤں میں گرفتار ہو جاتا ہے تاکہ ان کی وجہ سے گناہوں سے توبہ کر کے
پاک و صاف ہو کر دنیا سے جائے لہذا اس فرمیں پر یہ اعتراض نہیں کہ اکثر متقی پر میرے کار لوگ مفلوک الحال ہوتے ہیں اور فاسق و بدکار
برے والد اور مرقات۔ (۱) یعنی ایک بدخواب میں ہم نے جنت دیکھی تو کسی کو خوش الحالی سے قرآن مجید تلاوت کرتے پایا۔
قرآن کی تنویر مصافحہ الیہ کے عوض ہے یعنی قرآن سنا آپ بڑے حلیل و القدوس صوابی میں غرور و جبر و احد میں شریک ہوئے
ایک بار حضور اقدس میں حاضر ہوئے حضور کے پاس کوئی شخص بیٹھا تھا آپ نے سلام کیا اس شخص نے بھی جواب دیا
جب دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا وہ صاحب جنہوں نے تم کو سلام کا جواب دیا حضرت
جبریل تھے غالباً حاضر اسی وقت وفات پا چکے تھے ہو سکتا ہے کہ اس وقت زندہ نہ ہوں۔ یہاں احتمالی قوی ہے

كَذَلِكَ الْبُرْكَدُ الْيَوْمَ الْيَوْمَ كَانَ الْبُرْكَدُ الْيَوْمَ الْيَوْمَ
 سَأَوَاكَ فِي شَرِّهِمُ الشُّكَّةَ وَالْبَيْهَقِي فِي شُعْبِ الْإِيْمَانِ وَفِي
 بِرَاوَاتِهِ قَالَ نَمُتْ فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ بَدَلًا دَخَلْتُ
 الْجَنَّةَ . وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ الرَّبُّ فِي رَضَى الْوَالِدِ
 وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ سَأَوَاكَ الْتَرْمِذِيُّ
 وَعَنْ أَبِي الدَّردَاءِ أَنَّ رَاحِلًا أَتَاهُ فَقَالَ
 إِنِّي لَأَمْرًا لِي أَمْرًا لِي أَمْرًا لِي أَمْرًا لِي أَمْرًا لِي

بجلائی ایسی ہوتی ہے۔ بجلائی ایسی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنی ماں کے ساتھ سب سے
 زیادہ نیکو کا رہے۔ شرح سنہ، بیہقی شعب الایمان۔ اور الہ کی روایت میں ہے
 فرمایا میں سویا تو میں نے اپنے کو جنت میں دیکھا۔ بجائے دخلہ الجنۃ کے۔ روایت
 ہے عبد اللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رب کی رضا
 باپ کی رضا سے زیادہ ہے اور رب کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے (ترمذی) روایت ہے
 حضرت ابی الدرداء سے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا بولا میری بیوی ہے اور میری ماں اسے طلاق
 دے دینے کو

سلسلہ یہ جملہ یا تو حضور نور کا فرمان ہے جو صحابہ سے فرمایا یا فرشتوں کی عرض و معروض ہے جو انہوں نے حضور سے
 کی تو ذکر کم کی جمع تعظیم کے لئے ہے سلسلہ یہ قول راوی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی والدہ کی بہت ہی خدمت کرتے تھے
 اس کی وجہ سے انہیں یہ عظمت ملی سلسلہ اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ واقعہ خواب کی معراج کا ہے نہ کہ
 بعد از معراج کا جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا ہے عاقلانہ اس وقت باپ کی خدمت ہی کا ذکر ہوگا اس لئے صرف باپ کا
 ذکر فرمایا ورنہ ماں کا بھی یہی حکم ہے بلکہ بطریق اولیٰ اس کی مستحق ہے ممکن ہے کہ والد سے مراد جنسی ہو یعنی ولادت
 والا خواہ مرد ہو یا عورت یعنی ماں ہو یا باپ طبری نے حضرت ابی حمزہ سے نقل کیا روایت کیا فی رضا الوالدین اور فی سخطہما۔ وہ حدیث
 اس کی شرح ہے کہ والد سے مراد والدین ہیں۔ اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ حضور کا یہ فرمان خود عبد اللہ ہی عمر سے تھا کہ وہ خود عابد زاهد

مہاجد گوار شب بیدار تھے مگر ان کے والد مریدین عاص نے حضور سے شکایت کی کہ میں اپنے بیٹے سے ناراض ہوں تب آپ نے ان سے فرمایا : **سئلہ** یعنی فرمائیے میں کیا کروں اسے طلاق دے دوں یا نہ دوں کہ طلاق تمام مباح چیزوں میں بہت ہی ناپسندیدہ چیز ہے **سئلہ** مقصد یہ ہے کہ یا تو اپنی بیوی سے اپنی مل کو راضی کر دے یا ساسی بہن کو راضی کر دے یا طلاق دید و محارہ طلاق کا حکم نہ دیا کہ کہ ایسی صورت میں طلاق دینا واجب نہیں۔ بہتر ہے اور اگر میں باپ بیوی پر ظلم کرنے کا حکم دیں کہ اسے حرج نہ دے اسے پیکے میں چھوڑ دے تو ہرگز نہ کرے کہ ظلم حرام ہے ماں باپ کی اطاعت حکم شرع کے خلاف میں یہی **سئلہ** آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے کہ آپ بہنوں کی حکیم اس معاویہ ابن حیدر قشیری ہیں بھی ہیں یہاں جبر میں وہ خیمہ سبکی طرف لڑتی ہے لہذا معاویہ ابن حیدر سے یہ روایت ہے **سئلہ** اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ حق الخدمت میں کاتین گنا ہے باپ کا ایک گنا کہ میں نے بچہ کو اولاد پیدائش میں رکھا۔ پھر جہا۔ پھر دوسرا پلا یا۔ اس کے بعد کی پرورش میں میں باپ دونوں شریک رہے خیال رہے کہ حق خدمت ماں کا زیادہ ہے۔ ۲۰

فَالَا قَرَبَ رَأَاكَ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَحَكْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّا اللَّهُ وَأَنَا الرَّحْمَنُ
خَلَقْتُ الرَّحْمَ وَشَقَقْتُ لَهَا مِنْ إِبْطِي قَبِي
وَصَلَّيْتُهَا وَصَلَّتْهُ وَمِنْ قَطْعِهَا رَأَاكَ أَبُو دَاوُدَ
وَحَكْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي آدَى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَزُلْ

قربت داروں سے ملے (ترمذی، ابوداؤد) روایت ہے حضرت عبد الرحمن بن عوف نے
فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرمایا
ہے کہ میں اللہ ہوں مگر اور میں رحمان ہوں میں نے رحم کو پیدا فرمایا ہے۔ اور اس کے لیے
اپنے نام سے نام مشتق کیا ہے تو جو اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا۔ اور جو اسے
توڑے گا میں اسے توڑوں گا (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عبد اللہ بن ابی آدای
سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اس قوم پر رحمت نہیں

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ قربت داروں سے مومن کی قربت دوسری ان میں جتنا قریب نہ ملے اتنا حق زیادہ۔ چنانچہ پہلے مجاہد ہیں
پھر مامور، چچا وغیرہ۔ اور ہو سکتا ہے کہ قربت دار عام مرید ہوں جن میں ساس۔ سلمہ رضاعی ماں وغیرہ سب شامل ہوں
سکہ یعنی معبود حقیقی ہوں سب سے نفی ہوں سب کا دانا ہوں سکھ رحم سے مراد یا تو رحمی شے اور قربت
داریاں ہیں یا حاسد رحم ہے یعنی بچہ دانی جو عزت کے بیٹھ میں ہے کہ یہ تمام نسبی رشتوں کا ذریعہ ہے سکھ یعنی
اپنے نام سے اس کا نام بنایا گیا اشتقاق صرفی مراد نہیں کہ اس فائدہ سے تو لفظ رحمن بنا ہے رحم سے
۲۔ یعنی جو رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے گا میں اسے اپنے سے ملاؤں گا اور اپنی رحمت تک پہنچاؤں
گا اور جو ان کے حقوق ادا نہ کرے گا یا ان پر ظلم کرے گا میں اسے اپنی رحمت سے دور کروں گا
جو مجھ سے ملنا چاہے۔ وہ اپنے عزیزوں کے حق ادا کرے

۱۷ یعنی جس قوم میں ایک شخص اپنے عزیزوں کی حق تلفی کرنا ہوں اور دوسرے لوگ اس کے اسی گناہ پر مدد کرتے ہوں یا باوجود قدرت کے اسے اسی ظلم سے نہ روکتے ہوں تو وہ سب لوگ رحمت سے محروم ہیں گناہ کرنا بھی گناہ ہے ۔
 باوجود قدرت کے گناہ سے نہ روکا بھی گناہ ہے یا یہ مطلب ہے کہ اس ایک کی شامت سے یہ سب لوگ رب کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں ۔ لہذا مطلب واضح ہے ۱۷ یعنی تمام گناہوں کی سزا آخرت میں ملے گی کیونکہ دنیا دار العمل ہے آخرت دار الجزا ۔ مگر دو گناہ ایسے ہیں جن کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے اور آخرت میں بھی ملے گی ۔
 ایک بنی دوسرا رشتہ داروں کا حق ادا نہ کرنا ۔ اسی کی حق تلفی ۔ نفی کے معنی ظلم بھی ہیں ۔ بادشاہ اسلام پر بغاوت کرنا بھی تکبر وغیرہ کرنا بھی ۔ یہاں تینوں معنی کا احتمال ہے (مرقات) دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ کو ستانے والا دیا میں بھی چین سے نہیں رہتا در بدر پھٹکا رہتا ہے ۔ ماں باپ کا خود سگاردنیا میں عیش چین عزت پاتا ہے یہ میرا خود اپنا تجربہ ہے ۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ عزیزوں کی حق تلفی خیانت اور جھوٹ اس لائق ہیں کہ ان کی سزا دونوں جہان میں ملے رشتہ داروں کی خدمت وہ نیکی ہے جس کی جزا دونوں جہان میں ملتی ہے ۔ حتیٰ کہ بعض لوگ فاسق ناجر ہوتے ہیں مگر رشتہ داروں کے سلوک کی وجہ سے ان کے مال دار اولاد میں برکت ہو جاتی ہے ۔ (مرقات) یہ بھی

عَمْرُو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَتَانٌ وَلَا عَاقٍ وَلَا مُدْمِنٌ خَمْرٍ وَلَا كَا
النَّسَائِيُّ وَالذَّارِمِيُّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا
تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ فَإِنَّ صَلَاةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي
الْأَهْلِ مَثَرًا كَأَنَّ الْمَالَ مَنَسًا لَا شَرَفَ إِلَّا شَرًّا وَلَا كَا

سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں نہ جانے کا احسان جتانے
والہ اور نہ نافرمان اور ہمیشہ کا شراب خواہ لہ رسائی دارمی اور وایت ہے ابو ہریرہ سے
فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم اپنے نسب یاد رکھو جس سے
اپنے رشتے جوڑو تلے۔ کیوں کہ رشتے جوڑنا کفر و اہول میں محبت ہے۔ ماں میں برکت ہے
عمر میں دلاوری ہے لہ

تجربہ ہے معنی فاق ماں باپ کی خدمت کی برکت سے بہت پھلتے پھرتے ہیں ؟
لہ متان بنا ہے معنی کے چند معنی ہیں کسی پر منت رکھنا یعنی کچھ دے کر اسے طعنے دینا ایذا رسانی کرنا۔ رب
تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَبْطُلُوا صِدْقًا تَكْمُرُ بِالْمَنِّ وَالْإِذْيِ كَا ثا غم کرنا رب تعالیٰ فرماتا ہے ان لک لا جبر انغیر
ممنون۔ خواہ قطع رحمی ہو یا قطع طریق یعنی مذکیتی بیاں سارے معنی ہی کہتے ہیں دلعات مرقات (علاق ماں باپ کا
نافرمان۔ مدر من خمر و جو شراب خوری کا علا ہی ہو اس سے توبہ نہ کرے یعنی یہ لوگ اولاً جنت میں جانے کے
مستحق نہ ہوں گے۔ خیال رہے کہ گناہ صغیر ہمیشہ کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے شراب خوری خود ہی سخت
جرم ہے پھر اس پر ہمیشگی ڈبل جرم سہ یعنی اپنے دھبیال تنھیال کے رشتہ یاد رکھو اور یہ بھی دھیان میں
رکھو کہ کسی سے ہمراہ کیا رشتہ ہے تاکہ بقدر رشتہ ان کے حق ادا کرتے رہو اگر تم کو رشتہ داروں کی خبر
ہی نہ ہوگی تو ان سے سلوک کیسے کرو گے سہ مشرۃ بنا ہے تری سے یعنی کثرت اسی سے ہے خردت
مشرات کے معنی ہیں۔ زیادتی ماں اور برکت کا ذریعہ سہ منساة بٹھے نساء سے یعنی تاخیر یا دیر اس لیے اچھا
کو فیہ کہتے ہیں کہ اس کی وصولی میں دیر ہوتی ہے بھل معنی موت یعنی اس کی برکت سے موت دیر سے آتی ہے

الترمذی و قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۚ وَعَنِ ابْنِ
عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيمًا فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ
قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أَمْرِ قَالَ لَا قَالَ وَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ
قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَرِّهَا رَأَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۚ وَعَنِ ابْنِ أُسَيْدٍ
السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو عرض کیا یا رسول اللہ میں نے بہت بڑا گناہ کر لیا ہے تو کیا میری توبہ ہو سکتی ہے لے فرمایا کیا تیری مال ہے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا تیری کوئی خالہ ہے عرض کیا ہاں فرمایا اس سے اچھا سلوک کرو (ترمذی) روایت ہے حضرت ابواسیدہ عدی سے فرماتے ہیں جب کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

ما جن کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر بڑھتی ہے اس کا بہت لوگوں سے تجربہ کیا ہے بالکل درست پایا ۛ
سلف میں میں نے قوی یا علی بدترین گناہ کر لیا ہے ایسے بدترین گناہ کی بھی توبہ ہو سکتی ہے یا نہیں خیال رہے کہ یہاں
سوال گناہ کے متعلق ہے کسی بندے کے حق کے متعلق نہیں کہ حق العبد پیرا دیکھے یا بغیر اس صاحب حق کے
معاف کیئے معاف نہیں ہوتا۔ سلف یہ ہے حضور کی تہان پر وہ پوشی کہ اس سے پوچھا نہیں کہ تو نے گناہ کیا کیا
ہے تاکہ وہ لوگوں کے سامنے بیان کر کے رسوا نہ ہو حضور کو معلوم تھا کہ اس نے گناہ کیا ہے جو صلہ رحمی کے
وجہ سے معاف ہو سکتا ہے کسی کا حق نہیں مارا ہے جس کی معافی صلہ رحمی وغیرہ نیک عمل سے نہ ہو سکے
اس فرمان عالی سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ صلہ رحمی سے گناہ معاف ہوتے ہیں کہ صلہ رحمی بھی نیک
ہے اور نیکیوں سے گناہوں کی معافی ہوتی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ
دوسرے یہ کہ چھپتے گناہ کی توبہ بھی چھپ کر ہی کرے۔ ہاں علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ کرے التوبة على قدر الجوبة
تو گناہ کے صلہ کی ہوا اس سے نبی کریم کے علم غیب کا بھی ثبوت ہوا سلف آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں انصاری ہیں تمام مغزوات میں حضور
کے ساتھ رہے آپ سے بہت محدثین نے روایات کیں آخر میں نابینا ہو گئے تھے ۷۱ اشتر سال عمر پائی ۲۰

اِذْ جَاءَ لَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِي سَلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ
بَقِيَ مِنْ بَنِي أَبِي شَيْءٌ اَبْرَهُمَا بِهِ يَعْدُ مَوْتِهِمَا
قَالَ نَعَمْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالدُّسْتَعْفَارُ لَهُمَا وَانْقَادُ
عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَاصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا

کے پاس تھے کہ بنی سمر کا ایک آدمی آیا عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے والدین کی بھلائیوں
میں سے کوئی بھلائی باقی ہے۔ جو میں ان کی موت کے بعد ان سے کروں نہ فرمایا یاں ان کے
پٹے دعا و رحمت ان کی بخشش کی دعا ان کے بعد ان کے وعدے پورے کرنا اور ان رشتوں کو جوڑنا

ما سلسلہ ساتھ میں وفات پہنچی آپ سارے بری صحابہ میں آری صحابی تھے کہ آپ کی دعا سے بری صحابہ کا
سلسلہ ختم ہو، بڑی عظمتوں برکتوں والے تھے رضی اللہ عنہ

سلسلہ یعنی میرے ماں باپ کا انتقال ہو چکا ہے اب میں ان سے کوئی سلوک کیسے کروں دل چاہتا ہے کہ سلوک کا سلسلہ
قائم ہے سلسلہ یعنی اب تم ان کے ساتھ چار قسم کے سلوک کر سکتے ہو ایک تو ان کے پٹے دعا خیر و در ان کے
گناہوں کی معافی کی رب سے درخواست دعا میں نماز جنازہ بھی داخل ہے و درقات (بر غمار کے آخر میں رب اغفری
والدینی و رعاہی ان کے نام پر صدقات و خیرات کرنا بھی ان کی طرف سے حج بر کرنا یا کرنا بھی۔ ان کا نتیجہ
دسواں چالیسواں بری دغیر کرنا بھی غرض کہ یہ ایک لفظ بہت جامع ہے سلسلہ یعنی ان کی وصیت پوری کرنا
اس کے علاوہ انھوں نے اپنی زندگی میں کسی سے جو وعدہ کیا ہو اور بغیر پورا کیے مر گئے ہوں وہ پورا کرنا اس
میں ادائے قرض بھی داخل ہے۔ بعض لوگ اپنے والدین کی اچھی رسمیں باقی رکھتے ہیں یہ بھی اسی میں داخل
ہے۔ اگر ماں باپ کسی تاریخ میں خیرات کر سکتے تھے یا میلاد شریف گیا رہیں کر سکتے تھے۔
نودہ ہمیشہ بھاسے ہیں۔ جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے اس مسجد کی آبادی کی کوشش کرتے
ہیں۔ جس خانقاہ سے انھیں عقیدت

تھی۔ اس خانقاہ سے وابستہ

رہتے ہیں یہ صورتیں اسی حدیث

میں داخل

ہیں

تَوَصَّلْ إِلَيْهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقَيْهِمَا رَوَاكَ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ
مَاجَةَ وَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِيمُ لَحْمًا بِالجِعْرَانَتِ إِذَا أَقْبَلَتْ أُمْرًا
حَتَّى دَنَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ
لَهَا يَدَاءَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ فَقَالُوا

جو ان ہی کی وجہ سے ہی جوڑے جائیں اور ان کے دوستوں کا احترام کرنے، ابو داؤد و
ابن ماجہ اور روایت ہے حضرت ابو طفیل سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو مقام جعرانہ میں گوشت تقسیم فرماتے دیکھا کہ ایک بی بی صاحبہ آئیں حتیٰ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے قریب ہو گئیں تو حضور نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی وہ اس پر بیٹھ گئیں میں نے
کہا یہ کون ہیں تو گویا نے کہا

سے اس فرمان عالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جن عریضوں سے رشتہ صرف ماں یا باپ کی وجہ سے ہو دوسری وجہ
سے نہ ہو ان سے سلوک کرنا کہ یہ میرے والدین کی خوشنودی کا درجہ ہے اس میں بھائی بہن چچا ماموں بھوپھی خالہ
سب ہی داخل ہیں دوسرے یہ کہ خاص رضا والدین کے لئے ان سے سلوک کرنا اپنی ناموری یا شہرت وغیرہ کو
داخل نہ دے، اس سے معلوم ہوا کہ بنفعل کی رضا کے لئے کام کرنا بھی بعض صورتوں میں ثواب کا باعث ہے لہذا
حضور کی دعا کیلئے نیک اعمال کرنا بالکل جائز ہے ترک یا گناہ نہیں کرنا حق ماں باپ سے زیادہ ہے مرقات
واشعہ نے اسی دوسرے احتمال کو اختیار کیا، غرض کہ ان عزیزوں کی والدین کی دعا کے لئے خدمت کرے اور والدین
کی رضا اللہ رسول کی رضا کے لئے چاہئے، سہ احترام میں تعظیم و اکرام بھی داخل ہے اور ان کی خدمت ان
پر مال خرچ کرنا بھی شامل ہے، بیٹا باپ کے دوستوں میں کی سہیلیوں سے سلوک کرے سہ آپ کا نام عامر
امین وائلہ ہے، میرا مومین علی رضی اللہ عنہ کے خاص مہرا بیویوں میں سے ہیں آخری صحابی جن کی وفات ہوئی آپ ہی ہیں
آپ کی وفات سے دور صحابہ ختم ہوئے سہ جعرانہ مکہ معظمہ سے ایک منزل فاصلہ پر ہے طائف کے راستہ میں
میدان حنین سے متصل ہے غزوہ حنین کے بعد حضور انور نے یہاں سولہ دن قیام فرمایا یہاں ہی حنین کی
غنیٹیں تقسیم فرمائیں سہ اللہ اکبر بادشاہوں کے ایلچی آتے تو جوتوں پر بیٹھیں جبریل امین آئیں تو التحیات کی
طرف حضور کے سامنے دوزانو بیٹھیں مگر یہ خوش نصیب بی بی حاضر ہوں تو ان کے لئے چادر بچھائی جاوے جس پر وہ

إِمَّةُ الَّتِي أَرْضَعَتْهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ۚ الْقَصَصُ
الثَّالِثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَتِمَّا ثَلَاثَةٌ نَقِرَتِمْ شُؤْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ
فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَأَخْطَتْ عَلَى قِيَمٍ غَارِهِمْ
صَخْرَةً مِنَ الْجَبَلِ فَأُطْبِقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ
لِبَعْضٍ أَنْظِرُوا أَعْمَالَ عِيَالِنَا هَؤُلَاءِ صَالِحَةٌ فَادْعُوا
اللَّهَ بِهَا نَعْلَهُ يُفَرِّجَهَا فَقَالَ أَحَدُهُمْ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ

یہ حضور کی وہ مال میں جنہوں نے حضور کو دودھ پلایا ہے (ابوداؤد)۔ تیسری فصل۔ روایت
ہے حضرت ابن عمر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی۔ فرماتے ہیں جب کہ میں آدمی چل رہے
تھے کہ انہیں بارش نے آیا تو وہ پہاڑ میں ایک غار کی طرف چلے گئے تو ان کے غار کے منہ پر
پہاڑ کی ایک چٹان آگئی تو ان کو ڈھک دیا تب ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ان نیک
اعمال کو سوچو۔ تم نے اللہ کے لیے کیے ہوں اس کے وسیلے سے اللہ سے دعا کرو کہ اللہ اسے
کھول دے تو ان میں سے ایک بولا اے میرے

محبوب! یہ ہے دودھ کی مال کی عزت و احترام: ۱۔ یہ والدہ حضرت علیہ بنت ابی ذؤیب ہیں جو قبیلہ ہوازن
کی ایک بی بی ہیں حضور کی شیر خوارگی کی مدت آپ نے پوری کرائی غزوہ خنین کے موقع پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ
ان کے بچے کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر مبارک بچھا دی۔ حق یہ ہے کہ ثوبیہ اور علیہ اسی طرح علیہ کے خاوند
مسلمان ہو گئے بی بی خدیجہ سے جب حضور انور نے نکاح کر لیا تو ثوبیہ حضور کے پاس آیا کرتی تھیں حضور ان کا
بہت احترام فرماتے تھے اور مدینہ منورہ سے ثوبیہ کے بچے کھڑے وغیرہ دیا یا بھیجا کرتے تھے۔ بی بی ثوبیہ
کی وفات فتح خیبر کے بعد ہی دیکھو امرات۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے نیک اعمال کے توسط سے دعا کرنا
چاہیے کہ یہ بھی ذریعہ قبولیت ہے اور جس کے پاس اپنی نیکیاں نہ ہوں جیسے ہم گناہگار تو وہ مقبول بندوں کی نیکیوں
بے توسط سے دعا کریں جیسے ہم کہیں کہ خدا یا حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبول سجدوں کا توسط حضرت
حسین کی پیاری شہادت کا صدقہ حضور غوث پاک کی اطاعتوں کا طفیل ہم کو اچھا خاتمہ اور تقویٰ ۴

لِي وَالِدَ اِنْ شَيْخَانِ كَيْسَرَانِ وَلِي صَبِيَّةٌ صَغَاءٌ كُنْتُ
اَرْعَى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُخْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بِدَاثُ بِوَالِدَتِي
اَسْقِيَهُمَا قَبْلَ وَلَدِي وَ اَنْتَ قَدْ تَايَ بِ الشَّجَرِ فَمَا
اَتَيْتُكَ حَتَّى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا
كُنْتُ اَحْلِبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَهَمْتُ عِنْدَ رُؤُسِهِمَا
اَكْرَهُ اَنْ اَوْقُظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَا بِالصَّبِيَّةِ قَبْلَهُمَا وَالصَّبِيَّةُ

ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے بچے چھوٹے تھے میں ان کے لیے جانور چراتا تھا جب میں شام کو ان کے پاس آتا دو جاتا تو اپنے ماں باپ سے ابتدا کرتا کہ انہیں اپنے بچوں سے پہلے پلاتا ہے مجھے ایک درخت دور سے گیتہ تو میں نہ جانتا کہ شام ہو گئی۔ پھر میں نے ان دونوں کو پایا کہ سو گئے تھے میں نے دودھ دو یا جیسے دوا کرتا تھا۔ پھر میں دودھ لایا تو ان کے سر کے پاس کھڑا ہو گیا میں ان کو جگانا پسند نہ کرتا تھا اور یہ بھی نہ جانتا تھا کہ ان سے پہلے بچوں سے ابتدا کر دوں گا

موتوفیق دے ان کے یکساں عمل یقیناً مقبول ہیں ÷ سلسلہ یعنی ماں باپ بوڑھے تھے بچے چھوٹے دونوں کمزور تھے میری خدمت کے حاجت مندان سب کام ہی کیل تھا سلسلہ معلوم ہوا کہ بوڑھے ماں باپ کو اپنی چھوٹی اولاد پر ترجیح دینا بھی نیکی ہے کہ پہلے ان کی خدمت کرے بعد میں بچوں کو سنبھالے سلسلہ یعنی اپنی بکریاں چرانے کیلئے مجھے دودھ جانا پڑا قریب میں مجھے کوئی خدمت نہ ملا جس کے پتے جھاڑ کر بکریاں چراؤں اس سے گھر دیر میں لوٹا۔ سلسلہ یعنی میں جنگل سے رات گئے واپس ہوا پھر دودھ دھوتے ہوئے دیر ہوئی دودھ گرم کرنے میں اور دقت رہی حتیٰ کہ جب میں والدین کے پاس لایا تو وہ سو چکے تھے یا یہ مطلب ہے کہ میرے آتے وقت ہی وہ سو چکے تھے اگر جاگتے ہوتے تو انہیں جلدی دھو کر پلا دیتا طلب کے معنی میں دودھ یا دودھ کا برتن جس میں دودھ دوا ہوا تھا ہے سلسلہ خیال رہے کہ یہ بچوں پر ظلم نہیں بلکہ ماں باپ کا احترام ہے۔ بوڑھے ماں باپ بھی بچوں کی طرح ہی ہو جاتے ہیں جو انہیں تکلیف دے تو اس کی اولاد اس کے بڑے بچے میں اس کو بڑا دے دے گی یہ خدمت یا ایذا رسانی فقہ سودا ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ

لے (مرقات) ÷

يَتَضَاعُونَ عِنْدَ قَدَمَيْ فَلَمَّ يَزِلْ ذَلِكَ دَائِي وَذَا إِلَهُمْ
حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ إِنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ
وَجْهِكَ فَأَفْرِجْ لَنَا فَرْجَةً تَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَقَرَّبَهُ اللَّهُ
لَهُمْ حَتَّى يَرَوْنَ السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِي اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ
بِي بَيْنَةٌ عَمَّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ
فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى أَتَيْتُهَا بِمَا فِيهِ دِينٌ

اور بچے میرے قدموں کے پاس بھوک سے رو رہے تھے۔ میری ان کی حالت یہ ہی رہی تھی کہ صبح
طلوع ہو گئی تھی تو گر نو جانتا ہو کہ میں نے یہ تیری رضا کی تلاش کے لیے کیا ہے تاکہ تو اتنی کشاکش
کر دے جس سے ہم آسمان دیکھ میں تاکہ چنانچہ اللہ نے ان کے لیے اتنا کھول دیا کہ وہ آسمان
دیکھنے لگے تاکہ دوسرا بوردا الہی میری چڑی زاد تھی جس سے میں بہت ہی محبت کرتا تھا۔ جیسی
مرد عورتوں سے کرتے ہیں میں نے اس کی طرف اس کے نفس کے مطابق کے لیے بھیجا تاکہ اس نے
انکار کیا حتیٰ کہ میں اس کو سودیناروں سے

سے صبح کو وہ اٹھے تو میں نے پہلے انہیں دودھ پلایا پھر سوکھ کو دیا ظاہر ہے کہ یہ شخص رات بھر کھڑا رہا بچے کچھ دیر
بچہ چلا کر سو گئے ہو سکتا ہے کہ بچے بد مار سوتے جلتے رہے ہوں والدین سوتے رہے ہوں یہ کھڑا رہا ہو۔

۱۵ اس عرض و معروض میں رب کے علم میں تردد نہیں بلکہ اپنے اخلاص میں سکھ اور تردد ہے یعنی اگر میرے دل میں اخلاص ہوگا۔
تب تو جانتا ہی ہوگا۔ ۱۶ کیونکہ اس بند غریب ہمارا دل گھٹے رہا ہے اس کی کسی بے روی میں تو ہی ہمارا والی وارث ہے۔
۱۷ اس طرح کہ پتھر میں قوی جنبش پیدا ہوئی اور وہ خود بخود مرکب گیا یا کسی فرشتے نے کام کیا بد ہر حال رب
تعالیٰ نے ان کی دستگیری کی۔

۱۸ یعنی یہ محبت چھانڈ بھی ہونے کی نہ تھی بلکہ میں اس کا عاشق ہو گیا تھا عشق بھی شہوت کا تھا نہ وہ عشق
نہازی جو عشق حقیقی کا ذریعہ ہے۔ مصرعہ: ایں مساد خوردں گدیم بود

۱۹ یہاں طلب ہی ارسال کے معنی ہیں اسی لیے بعد میں ایسا ارشاد ہوا یعنی میں نے اسے کہلا بھیجا کہ تو اپنی
ذات میرے حواسے کر دے زنا کے لیے (مرقات)

۲۰ یعنی اس نے زنا کرنے کی اجرت سوا اشرفیاں مانگیں اسی اجرت کو خرچی کہتے ہیں

فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقِيتُهَا بِهَا فَلَمَّا
قَعَدْتُ بَيْنَ رَجُلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللَّهِ اَتَقِي اللَّهَ وَلَا
تَفْتَحُ الْخَافَ فَمُتْ عَنْهَا اَللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ
إِنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهِكَ فَافْرِجْ لَنَا مِنْهَا فَرَجًا
لَهُمْ فَرَجَةً وَكَأَنَّ الْآخِرَ اَللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَاجَرْتُ
أَجِيرًا بِفَرِي أُرِي فَلَمَّا قَضَى عَلَيْهِ قَالَ آعِطْنِي حَقِّي
فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمَّ أَذَلَّ

چنانچہ میں نے محنت کی حتی کہ سو دینار جمع کر لیے پھر میں اس کے پاس وہ لایا جب میں اس کے
دونوں پاؤں کے بیچ میں بیٹھا تو وہ بول اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈر۔ مہر نہ کھوں
میں اس کے اٹھ کھڑا ہو گیا۔ لہی تو اگر تو جانتا ہو کہ میں نے یہ تیری رضا کی تلاش کے لیے کیا
تو اس میں اور زیادہ کشادگی کر دے تو اللہ نے اور کشادگی فرمادی تھے تیسرا بولا الہی میں نے
مالک مزدور رکھا تھا چا دل کے ایک پیمانہ کے عوض وہ تو جب اس نے اپنا کام پورا کر لیا
تو کہا مجھے میرا حق دے دو میں نے اس پر اس کا حق پیش کیا وہ اسے چھوڑ گیا۔

اس طرح کہ میں نے اسے سوا شرفیاں کما کر دے دیں اس نے بنام اس مجھے حوالہ کر دیا اور ہم دونوں تنہا ہی جمع ہو گئے
اور زنا کیلئے بالکل تیار ہو گئے۔ یعنی میں کنواری بھی ہوں پارسا بھی ابھی تک نہ خاوند کے پاس گئی نہ کسی اجنبی کے پاس
مہر سے مراد پروردہ بکارت ہے جو پہلی سمت پر لوٹتا ہے یہی مجھ سے زنا نہ کر رہا تھا بھی دیکھ رہا ہے مسئلہ گناہ نہ کرنا
بھی کہاں ہے مگر نازک حالات میں گناہ سے ہٹ جانا بڑا کہاں رب تعالیٰ فرماتا ہے ولین خاف مقام ربہ جنتان
اور فرماتا ہے اما من خاف مقام ربہ وہی النص عن البوی قان المحتمة ہی الماوی۔ میں نے اسی دی ہوئی نقدی بھی واپس
نہ لی اسے بطور صدقہ اس کو دے دی یہ اشرفیاں عورت کیلئے اسی حرام تھیں باب طلال ہو گئیں یہ ہے انقلاب حقیقت
سے چنانچہ اب اتنی کشادگی ہو گئی کہ دھوس بھی عار میں آنے لگی مگر اسی اسی کسادگی نہیں ہوئی کہ یہ لوگ نکل سکتے
اس سے تیسرا بولا یہ فرق اس پیمانہ کا ہے جس میں سولہ رطل یعنی قرینا آٹھ سیر دار سماتا ہے یعنی میں
نے اسے آٹھ سیر دار (منجی) کے عوض مزدور رکھا۔ مسئلہ یعنی مزدور نے اسی مزدور سی مانگی میں نے پیش

اَزْرَاعِهِ حَتَّى جَمَعَتْ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَبَاءَ فِي فَقَالَ اَتَّقِ اللَّهَ
وَلَا تَطْلُبْنِي وَاَعْطِنِي حَتَّى فَقُلْتُ اِذْهَبْ اِلَى ذَلِكَ الْبَقَرِ
وَرَاعِيَهَا فَقَالَ اَتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَهْزَأْنِي فَقُلْتُ اِنِّي لَا
اَهْزَأُ بِكَ فَخَذْتُ ذَلِكَ الْبَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَاخَذْتُهَا فَانْطَلَقْتُ

اس سے بے رغبتی کی میں اس چاول کو بوتلا ہا حٹی کہ میں نے اس سے میل اور چرواہے جمع
کر لیے پھر وہ میرے پاس آیا بولوا اللہ سے ڈرو اور مجھ پر ظلم نہ کرو مجھے میرا حق دے دے۔ میں نے
ان بیوں اور چرواہوں کی طرف جاؤ وہ بولوا اللہ سے ڈرو مجھے دل لگی نہ کر رہے ہیں نے کہا کہ میں
مجھ سے دل لگی نہیں کرنا تو یہ میل اور چرواہے

اس نے قبضہ

کر دی۔ مگر کسی وجہ سے، اس نے اس مزدوری دھان پر قبضہ نہ کیا اور غائب ہو گیا :

سنو اس طرح کدہ کئی سال تک نہ آیا۔ میں اس زمانہ میں اس کے وہاں بوتلا کا شمار باہر سالوں پہنچے سب سے جتنی کہ چند
سالوں میں اس کا مال بہت بڑھ گیا۔ میل اور غلام بھی اس آدمی سے خریدے گئے اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے
مال کو فضول کوئی اگر تجارت میں لگا کر بڑھادے تو جائز ہے اس میں گناہ نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک صحابی کو ایک دینار بکری خرید کر دو دینار میں فروخت کر دی پھر ایک دینار میں دوسری بکری خریدی۔
پھر دینار اور بکری حضور کی بارگاہ میں لائے سرکار نے اس عمل پر ناراضی نہ فرمائی بلکہ ان کے لیے دعا
برکت کی (مرقات) اس سے بہت مسائل فقہیہ مستبط ہو سکتے ہیں۔ مثلاً مسجد، قییم اور غائب آدمی کا متولی ان
کے مال کو تجارت میں لگا سکتا ہے مثلاً اس صورت میں مداخلت ملک ہی کا ہو گا کا کرنے والے کو اس سے کچھ نہ ملے گا
مثلاً اس صورت یہ متولی اجرت نہ پائے گا۔ کیونکہ ملک نے اسے اس کام کا حکم نہ دیا تھا مثلاً مل
باسپ کی خدمت۔ پاک دامنی اور خدمت خلق اعلیٰ درجہ کی نیکیاں ہیں وہ فی زمانہ حکومتیں اپنے ملازمین
کی تنخواہ سے کچھ فنڈ کاشتی ہیں ملازمت سے الگ ہونے پر یہ جمع شدہ رقم مع زیادتی دیتی ہیں۔
یہ سود نہیں ملازم کے لیے حلال ہے کیونکہ ملازم قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے اس فنڈ کی رقم کا ملک
قابض نہ بنا ہذا وہ رقم دیں نہیں یہ نفع سود۔ حکومت اس فنڈ سے تجارت کرتی ہے اس تجارتی نفع
سے اس ملازم کو دیتی ہے اس عمل کا ماخذ یہ حدیث ہے مثلاً وہ سمجھا کہ میری مزدوری چند سیر دھان تھے
یہ اتنی زیادہ دولت پیش کر رہا ہے مجھ سے دل لگی کر رہا ہے :

بِمَافَاتٍ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهِكَ
فَأُفْرِجْ مَا بَيْنِي فَقَرَّبَ اللَّهُ عَنْهُمْ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ + وَعَنْ
مُغْوِيَةَ بِنِ جَاهِمَةَ أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَدْتُ أَنْ أُغْرُقَ قَدْ
جِئْتُكَ اسْتَشِيرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ ابْنٍ أَوْ قَالَ
تَعْمَقُ قَالَ فَالِزِمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا سَ وَالْأُ
أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ + وَعَنْ ابْنِ

کر لیا اور لے گیا تو اگر تو جانتا ہو کہ میں نے یہ تیری رضا کی تلاش کے لئے کیا تو باقی ماندہ بھی
کھول دے۔ رب نے پھر ان سے کھول دیا تھے (مسلم۔ بخاری) روایت ہے حضرت معمر بن
جاہم سے کہ جاہم تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ میں
جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ لینے حاضر ہوا ہوں تھے تو فرمایا کیا تیری ماں ہے
عرض کیا ہاں فرمایا اسے مضبوط پکڑو کہ کیونکہ جنت اس کے پاس ہے تھ داحمد، نسائی
بیہقی شعب الایمان روایت سے حضرت ابن

۱۔ بعض روایات میں ہے کہ اسے دس ہزار درہم دے یا تو یہ مال اس قیمت کا تھا۔ یا یہ نقدی بھی
اس تمام مال کے ساتھ تھی نیک نیتی کی برکت سے یہ کثرت مہدی سٹلہ اس حدیث سے جہاں اوسائل
معلوم ہوئے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ کرامات اولیاء حق ہے اور حضرات اولیاء مقبول الدعا ہوتے ہیں
یہ تینوں اس زمانہ کے اولیاء تھے (مرقات) حدیث شریف میں ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچو اگرچہ کافر
ہی ہو کہ مظلوم کی بددعا مانگاں نہیں جاتی اس کی نفیس تحقیق یہاں مرقات میں دیکھو سٹلہ یہ معاویہ بھی صحابی ہیں
ان کے والد عباہد ابن عباس ابن مرثداس سلمی بھی صحابی یہ اہل حجاز سے ہیں سٹلہ غالباً اس وقت کفار کا رواج زیادہ نہ تھا۔ بعض
مفسرین سے مسلمین میں ان کے مقابلہ کیلئے کافی تھے۔ غرض کہ اس وقت غزوہ فرض عین نہ تھا فرض کفایہ تھا۔ یعنی اپنی ماں کے
پاس رہو اس کی خدمت کرو تمہارے لئے اس وقت جیل سے بہتر مل کی خدمت ہے کہ ماں کو تمہاری خدمت کی ضرورت ہے۔ . .
سٹلہ پاؤں کا ذکر فرما کر اشارہ بتایا کہ ماں کی خدمت اور اس کے سامنے عاجزی و نول ہی ضروری ہیں خدمت کے

عَمْرُو بْنُ كَثَّانٍ تَحْتِيْ اِمْرَاً ؕ اُجِبْتُهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا
فَقَالَ لِيْ طَلِّقْهَا فَاَبَيْتُ فَقَالَ عُمَرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَ ذَلِكَ لِيْ فَقَالَ لِيْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ
وَعَنْ ابْنِ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَقُّ
الْاَوَّلَادِ بَيْنَ عَلِيٍّ وَلَدَيْهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ
وَنَارُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَوَعْنُ النَّسَائِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ
وَالْاَوَّلَادُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهُ لَهُمَا لَعَاقٌ فَلَا يَزَالُ

عمر سے فرماتے ہیں کہ میرے پاس بیوی تھی جس سے میں محبت کرتا تھا اور حضرت عمر اسے
ناپسند کرتے تھے، انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو ورنہ میں نے انکار کیا تو حضرت
عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس واقعہ کا حضور سے ذکر کیا تو
مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے طلاق دے دو ورنہ (ترمذی، ابو داؤد)
روایت ہے حضرت ابو امامہ سے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! باپ کا اپنے
اولاد پر کیا حق ہے فرمایا: وہ دونوں تیری جنت اور آگ ہیں (ابن ماجہ) روایت ہے حضرت
انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی بندہ جس کے ماں باپ یا اولاد میں
سے ایک فوت ہو جاوے اور وہ ان کا نافرمان ہوئے پھر وہ ان

سماختہ اکثر نہ کرے اس کے پاؤں سے نگر ہے تب جنت پائے گا۔ لے شاید اس بی بی میں کوئی دینی خرابی ہوگی۔ محض دنیاوی
وجہ پر طلاق کا حکم نہ دیا ہوگا لے ظاہر یہ ہے کہ یہ امر درجوب کا ہے اور حضرت عبداللہ ابی عمر پر اس حکم کی بنا پر طلاق دینا واجب
ہو گیا۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ امر استحباب کیلئے ہے یعنی سبتر ہے کہ طلاق دیدو تاکہ تمہارے والد تم پر ناراض نہ ہو بلکہ سبتر
ماں باپ تیرے لئے جنت دہشت میں داخل کا سبب ہیں کہ انہیں خوش رکھ کر توجہ بنے گا انہیں ناراض کر کے دہشتی یہ فرمان عالی وعدہ
وعید دونوں کا مجموعہ ہے اگرچہ یہاں خطاب ظاہر خاص ہے مگر حکم تا قیامت عام ہے لے ماں باپ کی نافرمانی میں حق اللہ

مسئلہ کہ اگر اس حال میں مر جاؤے تو مرتے ہی ان میں داخل ہو جاوے دو دروازے کھولنا
اس کی عزت افزائی کے لئے ہے ورنہ جنت میں داخلہ کے لئے ایک دروازہ کھلنا ہی
کافی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لئے جنت کے ہر دروازہ پر پکار پڑے گی کہ ابو بکر
صدیق کے لئے جنت کے ہر دروازہ پر پکار پڑے گی کہ ابو بکر اصرار سے آئے خلاصہ یہ ہے
کہ ماہکی خدمت کا دروازہ علیحدہ ہے باپ کی خدمت کا دروازہ علیحدہ ممکن ہے کہ ان دونوں دروازوں

لَهُ بَابَانِ مَقْنُوحَانِ مِنَ التَّكْرِارِ كَانَ وَاحِدًا اقْوَا حِدًا
 قَالَ رَجُلٌ وَإِنْ ظَلَمْتُكَ وَإِنْ ظَلَمْتُكَ وَإِنْ ظَلَمْتُكَ
 وَإِنْ ظَلَمْتُكَ وَعَنْهُ أَنْ تَسْأَلَ اللَّهَ مَنِّي اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَايَ يَنْظُرُ إِلَى وَالِدَيْهِ
 نَظْرَةً مَحَبَّةٍ إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ

اگ کے دروازے کھل جاتے ہیں اگر ایک ہو تو ایک دروازہ ایک شخص نے عرض کیا اگرچہ وہ ظلم
 کریں فرمایا اگر اس پر ظلم کریں اگرچہ ظلم کریں اگرچہ ظلم کریں روایت ہے کہ نہیں سے کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی اپنے ماں باپ سے مہجلی کرنے والا لڑکا جو اپنے والدین
 کو ایک نظر رحمت سے دیکھے تو مگر اللہ اس کے لئے ہے۔ نظر کی

ہو میں فرق ہواں کی خدمت کا دروازہ عظیم الشان سوکوں کی خدمت اعلیٰ ہے واللہ اعلم ۛ
 سہ اس کا مطلب ابھی عرض کیا گیا کہ ماں باپ کی نافرمانی دوزخ کے دروازہ کھلنے کا دروازہ کھلنے کا دروازہ ہے
 کہ نافرمانی ملا اور دوزخ میں گیا اگرچہ بعد قیامت اس کی دوسری نیکیاں دوزخ سے اسے نکال دیں مگر انی لہاں
 تو دوزخ میں جائیگا۔ ماں باپ کی بددعا جیسے سے جیسے متقی کو آفت میں ڈال دیتی ہے تم کو معلوم ہے کہ
 حمزہ بنی اسرائیلی نے نماز کی وجہ سے ماں کی پکار کا جواب نہ دیا تو مصیبت میں پھنس گیا کہ اسے زنا کی تہمت
 لگی لوگوں نے مٹا اگرچہ پھر اپنی نیکیوں کی وجہ سے نجات پا گیا کہ شیر خوار بچے نے اس کی پاکدامنی کی گواہی دی۔
 جس سے اس کی گئی ہوئی عزت واپس آئی مگر ماں کی خوشی نے اپنا رنگ دکھادیا ماں باپ کی نافرمانی ان
 کی بددعا سے رب کی پناہ سہ ظلم سے مراد دنیاوی نا انصافی ہے دینی گناہ مرد نہیں مثلاً ایک باپ اپنے بیٹوں میں
 سے ایک سے محبت کم کرتا ہے دوسری اولاد کو اس پر ترجیح دیتا ہے یا اسے کسی حق سے محروم کر دیتا ہے مگر یہ معلوم ہوتا
 ان کی خدمت منور کرنے اس کی عرض اللہ تعالیٰ اسے مال مال کر دینا اگر دیکھ لو ماں باپ کی خدمت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔
 سہ خلاصہ یہ ہے کہ طاعت شمار ہونے کے کو ان کی فرمانبرداری کا ثواب تو ملے گا ہی پیار و محبت سے انہیں
 دیکھنے کا ثواب بھی ملے گا خود کر دے جب ماں باپ کے دیکھنے کا اتنا ثواب ہے تو جو مومن ان
 آنکھوں سے حضور کا چہرہ انور محبت سے دیکھے اس کو ثواب کتنا ملے گا فقیر تو کہتا ہے کہ ان کو

حُجَّةً مَبْرُورَةً قَالُوا وَإِنْ نَظَرْتُكَ يَوْمَ مِائَةِ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ
 اللَّهُ أَكْبَرُ وَأَطِيبُ وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ الدُّنُوبِ يَغْفِرُ اللَّهُ مِنْهَا مَا شَاءَ
 إِلَّا عُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ فَإِنَّهُ يُعْجَلُ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ

عوض مقبول کھتا ہے۔ عرض کیا کہ اگرچہ ہر دن سو بار دیکھے نہ فرمایا ہاں اللہ بہت
 بڑا ہے نہ روایت ہے ابی بکرہ سے فرماتے ہیں فریاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام
 گنہوں میں سے اللہ جو چاہے بخش دے گا نہ سو ماں باپ کی نافرمانی کے کہ اس شخص کے
 لئے موت ہے پہلے زندگی میں ہی سزا دیتا ہے

یہ نام کو محبت سے دیکھنا چومنا بھی ثواب ہے۔ شعر

خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام سخاں کا خوشا وہ وقت کہ دیرِ عام سخاں کا

۱۔ سائل نے سمجھا ہوگا کہ دن بھر کی نگاہیں ایک بار میں شمار ہونگی اس لئے یہ سوال کر کے مسئلہ حل کر لیا۔
 ۲۔ یعنی اسے پہچنے والے اللہ کریم کی دین پر تعجب نہ کر اگر تو دن بھر میں ہزار بار ماں باپ کو پیار سے دیکھے
 تو مجھے ہزار سچ مقبول کا ثواب ملے گا خیال رہے کہ یہ تو اپنے ماں باپ کی محبت کا ثواب ہے جنہوں نے ہم کو دنیا
 جس ماں نے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو بخشا اس ماں یعنی جناب آمنہ خاتون حضرت عبداللہ
 رضی اللہ عنہا سے محبت کا ثواب کتنا ہوگا یہ وہ ماں ہے جس کے قدم پاک پر سارے جہان کی مائیں قربان و
 نثار ہوں ہماری جیسی سینکڑوں جانیں ان کے نام پر نبھا رہی ہیں ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر قسم کے گناہ صغیرہ و
 کبیرہ اگر چاہے گا تو معاف فرادے گا اس قاعدے سے شرک و کفر اور حقوق العباد خارج ہیں کہ شرک و کفر تو
 نوزندگی میں ایمان لائے بغیر معاف نہیں ہوتے اور حقوق العباد ادا کئے بغیر معاف نہیں ہوتے نیز تمام
 گناہوں کی سزا آخرت میں ملے گی جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے جو کہ آگے آرہا ہے۔

۴۔ لصاحبہ میں ضمیر عقوق کی طرف ہے اور الممات میں الف لام مضاف الیہ کی عوض ہے اس سے مراد
 یا تو خود یہ نافرمان بیٹا ہے یا ماں باپ خیال رہے کہ یہ فرماں عالی صحت ناراضی کے اظہار کے لئے ہے۔
 لازمی قانون کے لئے نہیں بلکہ یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ ان اللہ لا یغفر ان یغفر بہ
 ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (مرقات) یا اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ جس گناہ پر دنیا میں بھی
 عذاب آجاتا ہے وہ ماں باپ کو سزا نا ہے۔ شرک و کفر پر دنیا میں عذاب آتا لازم نہیں۔ ۵۔

۱۔ آپ حضرت عمرو ابن عاص کے بھائی ہیں۔ ہجرت کے سال پیدا ہوئے قریش کے سرداروں میں سے تھے
حضرت عثمان غنی کے زمانہ میں قرآن مجید جمع کرے والوں میں آپ بھی تھے حضرت عثمان نے آپ کو کوفہ
کا حاکم مقرر فرمایا تھا۔ طبرستان کے فاتح آپ ہی ہیں۔ لاشعہ و لاشعہ میں وفات ہوئی ایک سعید ابن عاص
ابن امیہ بھی ہیں وہ یہاں مراد نہیں۔ ۲۔ یعنی بھوئے بھائی کا حق اس قسم کا ہے جس قسم کا حق باپ کا اپنی اولاد پر ہے یہاں
تنبیہ نوعیت میں ہے مقدر حق مراد نہیں ۳۔ شفقت بنا ہے مشفق یعنی ڈر و خوف پھر اصطلاح میں شفقت اس
مہربانی کو کہتے ہیں جو اللہ کے ساتھ ہو یعنی کسی پر مہربانی کرنا اس قدر ہے کہ وہ مہربانی نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے ناراضی کا باعث ہے
رحمت کسی پر بلا استحقاق مہربانی کرنا رحمت دو قسم کی ہوتی ہے رحمت عامہ اور رحمت خاصہ یہاں دونوں رحمتیں مراد ہیں ۴۔ فیقران

قَالَتْ جَاءَ أَخْرَاجِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
تَقْبِلُونِ الصَّبِيَّانِ فَمَا تَقْبِلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَوْ أَصْلِكَ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَبْلِكَ الرَّحْمَةَ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْهُنَّ إِمْرَأَةٌ وَمَعَهَا
ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلْنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ
تَهْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهُمَا إِيَّاهَا فَقَسَمْتُهُمَا بَيْنَ
ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ

فرماتی ہیں کہ ایک بدوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا بولا کیا آپ لوگ بچوں کو چوتے
ہیں ہم تو نہیں چوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تیرے لئے اس کا مالک ہوں کہ اللہ
نے تیرے دل سے رحم نکال لیا ہے۔ مسلم بخاری روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ
میرے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں مجھ سے کچھ مانگتی تھیں کہ
تو اس نے میرے پاس ایک چھوٹا سا کدو لے کر لے کر دیا اس نے اسے وہ ہی دے دیا کہ اس نے
وہ اپنی لڑکیوں میں بانٹ دیا اس میں سے خود نہ کھایا کہ پھر رات کو اور چلی گئی پھر نبی صلی اللہ

عہ عالی یا بطور بدعا ہے یا بطور خبر یعنی خدا اس پر رحم نہ کرے یا رحم نہ کرے گا لوگوں پر رحمت اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے نہ
اسے یعنی تم لوگوں کا اپنے بچوں کو نہ چومتا اس لئے ہے کہ رب تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے رحم و کرم نکال دیا ہے
جن کے دلوں سے اللہ رحم نکال دے اس کے دل میں رحمت و کرم کس طرح ڈالیں ہم تو اللہ کی رحمتوں کے دروازہ ہیں۔

سکھ مرات کی دوسری جگہ باب السوال میں گزر گیا کہ بعض جیہوں میں مانگنا جائز ہے۔ یہ بی بی صاحبہ انہیں مجبور یوں
میں پھنسی ہوگی اس لئے اسے سوال درست تھا۔ سکھ یعنی میرے پاس سوا ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا میں
نے وہ اسے دیدی معلوم ہوا کہ جہاں تک ہو سکے فقیر کو کچھ دے دے فقیر سے بہت کا خیال نہ کرے فقیر بھی تنہا ہے
شکایت نہ کرے فقیر بھی قبول ہو جاوے تو بہت ہے اگر بہت سی چیز قبول نہ ہو تو وہ کچھ بھی نہیں۔

سکھ یعنی وہ خود بھی بھوکا متی اس کی دونوں بچیاں بھی بھوکا متی مگر اس لئے بچیوں کو کھلا دیا خود کچھ نہ
کھایا یہ ناممکن ہے کہ خود میرا ہو اور بچیاں بھوکا ہوں نہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ ثَبَتَهُ فَقَالَ مِنْ أَهْلِ
مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَكَ
مِنْكِ مِنَ الْمَنَاءِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ
جَارِيَتَيْنِ حَتَّى جَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِثْنَا ذَهَبًا وَصَحْمًا
أَمَّا بَعْدُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِي

علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے حضور کو یہ خبر دی تو فرمایا جو کوئی بیویوں میں جہد کر دیا جاوے وہ
پھر اس سے اچھا سلوک کرے تو وہ اس کے لئے آگ سے آگڑ ہو جائیں گی (مسلم بخاری)
روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو دو لڑکیوں کو
پالنے حتیٰ کہ وہ جوان ہو جاویں تو میں، اور وہ قیامت تک کے دن ایسے آئیں گے اور اپنی انگلیوں
کو لپیٹا لے مسلم، روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ بے شوہر مسکینوں پر

۱۔ معلوم ہوا کہ ہمہ بیٹیاں ملنا بھی رب کی طرف سے آزمائش ہے اکثر لوگ اس سے گھبرا جاتے ہیں اس پر خبر کرنا
چاہیئے کہ بے صبری سے اجر بھی جاتا رہتا ہے بلکہ یعنی یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے نجات کا
ذریعہ ہوں گی کہ وہ دوزخ میں جائے گا یا نہیں یا اگر گیا تو وہاں دوزخ کی آگ اس تک نہ پہنچ سکے گی۔
یہ بیٹیاں پردہ ہی کر اسے محفوظ رکھیں گی مگر شرط یہ ہی ہے کہ ان پر گھبرائے نہیں ان سے اچھا سلوک کرے
اس اجر کی وجہ یہ ہے کہ لڑکوں سے لوگوں کو بہت امیدیں وابستہ ہیں کہ جو ان کو کریمہ کی خدمت کرینگے لڑکیوں
پر شرف ہی کرنا سہوتا ہے وہ بھی بغیر کسی اعلیٰ کے گرد کیا گیا ہے کہ آج کل مقابلہ لڑکوں کے لڑکیاں ملن باب کی خدمت
بھی زیادہ کرتی ہیں اور ان کے موصے بعد ختم فائدہ زیادہ لڑکیاں ہی کرتی ہیں کوئی خوش نصیب ہی لڑکوں سے آرم پاتے
ہیں اکثر لڑکے بدنام اور بربادی کرتے ہیں بلکہ یعنی خوش دلی سے وہ جانیوں کو ہلاک کرنا خواہ اپنی بیٹیاں ہوں یا
سہیلیں ہوں یا یتیمہ بچیاں قیامت میں مجھ سے آگ کا ذریعہ ہے اور جسے اس دن حضور کا

عَلَى الْأُزْمَلَةِ وَالْمُسْكِينِ كَالسَّاعِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ
أَحْسِبُهُ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتَرُ وَكَالْمُتَّكِمِ لَا يُفْطِرُ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ
لَهُ وَغَيْرُهُ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَآشَارَ بِالسَّبَابَةِ

پر خرچ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کی طرح ہے مجھے خیال ہے کہ فرمایا اس کی
طرح جو فقیر نہیں اور اس روزے دار کی طرح جو افطار نہ کرے (مسلم بخاری اور ایت ہے حضرت
سہیل ابن سعد سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اور یتیم کا پالنے والا اللہ
خواہ اپنا ہو یا غیر کا اللہ جنت میں اسی طرح ہوں گے اور کلمہ کی اور

بیچ کی انگلی سے

مقرب نصیب ہو جاوے اسے سب کچھ مل جاوے شخص

گر محمد کا ساتھ ہو جائے پھر تو سمجھو نجات ہو جائے :

۱۔ ارال جمع ہے ارل کی جس کا مانہ ہے رل (ریگستان) چونکہ ریگستان باغات و سبزہ سے خالی ہوتا ہے اس
لیئے ہے شومیر میں رت کو ارط اور بے لمبی والے مرد کو ارل کہتے ہیں خواہ کنوارے ہوں یا بیوہ یا خاوند نے طلاق دے دی
ہو یا خاوند نے اسے معطل کر رکھا ہو اگر یہ فقیر ہے تو اس پر خرچ بھی کرے اور اس کا کام کاج بھی اگر غنی ہے تو
کام کاج کرے اس کا سودا سلف وغیرہ لادیا کرے لفظ ساعی ان دونوں کو شامل ہے (مرقات و اشعار) ایسے شخص کا
ثواب تو مجاہد و غازی فی سہیل اللہ کی طرح یا اس کی برابر ہے یہ خدمت بھی ایک قسم کا جہاد ہے ۔

۲۔ یعنی جس قسم کا یا جتنا ثواب اس انتھک عابد کو ملتا ہے جو صائم الدھر قائم اللیل ہو اس قسم کا یا اتنا ثواب اس خدمت
کرنے والے کو ملتا ہے حسب فرمائے والے حضرت ابو ہریرہؓ میں قال کا فاعل حضور (مرقات) ۳۔ یتیم وہ نابالغ انسان ہے جس کا
والد فوت ہو چکا ہو خواہ لڑکا ہو لڑکی لفظ یتیم ان دونوں کو شامل ہے (مرقات) ۴۔ خاوندوں میں یتیم وہ چھوٹا بچہ جس کی ماں
مرگئی ہو اور موتی وہ یتیم کہلاتا ہے جو اپنی سیدہ میں اکیلا ہو یہاں انسان یتیم مراد ہے لڑکا یا لڑکی ۵۔ یعنی وہ
یتیم خواہ اپنا پڑنا ہو اس کا بھتیجہ۔ بھانجہ ہو یا کوئی غیر کا بچہ جس سے یہ رشتہ داریاں نہ ہوں :

وَالْوُسْطَىٰ وَفَرَجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا رَّوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ
لِثْمَنِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحِمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ
كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عَضْوًا تَذَاعَى لَهُ
سَائِرُ الْجَسَدِ بِاسْتِغْرٍ وَالْحَقُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اشارہ کیا ان کے درمیان کچھ کشادگی فرمائی کہ بخاری روایت ہے حضرت نعمان بن بشیر سے
فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مسلمانوں کو آپس کی رحمت آپس کی محبت
آپس کی مہربانی میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے کہ جب ایک عضو بیمار ہو جائے تو سارے
جسم کے اعضاء بے خوابی اور بھاری طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ (مسلم بخاری) روایت
ہے ان ہی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ

یعنی جیسے ان دونوں انگلیوں میں کوئی فاصلہ نہیں ایسے ہی قیامت میں محمد میں اور اس میں کوئی فاصلہ اور حدی
نہ ہوگی اس کو محمد سے بہت ہی قرب نصیب ہوگا۔ مثلاً یعنی کامل مسلمان ایمان اسلامی رشتہ کی وجہ سے ایسے ہیں جیسے
ایک جسم کے اعضاء جن کے نام بھی مختلف ہیں کام اور شکل و صورت بھی جدا گانہ مگر چونکہ ان سب کی کی ریح ایک ہے اس لئے
ایک عضو کی تکلیف تمام اعضاء کو بے قرار کر دیتی ہے یوں ہی مختلف ممالک کے مسلمانوں کے نام۔ کام۔ زبان۔ غذا۔ دنیاوی
دین ہیں مختلف ہیں مگر ان سب کا نبی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک میں لہذا ایک کی تکلیف سارے مسلمانوں کو
بیتفرار کر دیتی ہے مگر یہ کیفیت زندہ مسلمانوں کی ہے جو مردہ یا بے میں ہو گئے وہ مردہ جسم یا سوکے ہوئے اعضاء کی طرح
ہیں کہ ایک چوڑے ٹکاؤ دوسرے کو خبر نہ ہو مثلاً یعنی ایک عضو کو بیماری ہو تو سارے اعضاء بے قرار ہو کر اس کی تکلیف دفع کرنے کی کوشش کرتے
ہیں جب تک اسے آرام ہو جائے یہ میں سے نہیں رہتے یوں ہی ایک مسلمان کی تکلیف کو دوسری قوم ملکر دفع کرتی ہے اس کے بغیر میں سے نہیں ملتی
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوب سے وابستگی نصیب کرے اور ہماری قوم کا یہی حال ہو جائے کہ سب تر حال ہے کہ مصر سولہ ہزار آدمی جنگ عظیم میں مسلمان

الْمُؤْمِنُونَ كَرَجُلٍ وَرَحْدَانِ اشْتَكَى عَيْنَهُ اشْتَكَى كُفْلَهُ
وَرَانِ اشْتَكَى رَأْسَهُ اشْتَكَى كُفْلَهُ مَا وَالَهُ مُسْلِمُهُ وَعَنْ
أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا
ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَمْصَابِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهُ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا آتَاكَ

مسلمان ایک شخص کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ دکھے تو سارا جسم بیمار ہو جاوے اور اگر اس کا سر
درد کرے تو سارا جسم بیمار ہو جاوے لہ (مسلم) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے وہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ فرمایا مسلمان مسلمان کے دوہر کی طرح ہیں کہ اس کا بعض سے
بعض مضبوط ہوتا ہے لہ اور اپنی انگلیوں کو گتھا دیا تھے روایت ہے انہیں سے وہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ جب
حضور کے پاس

۱۔ یعنی قوم مسلم گویا ایک جسم ہے افراد مسلم گویا اس جسم کے اعضاء ایمان مسلم گویا اس جسم کی جان ہے حرارت وغیرت
ایمانی گویا ایمان سے تعلق ہے اس تعلق کا نتیجہ ہوتا ہے کہ یک مسلمان کی تکلیف ساری افراد کی تکلیف ہے خیال
رہے کہ غدار مسلمانوں کو قوم سے نکالنا ایسا ہے جیسے گلے طرے عضو کو جسم سے کاٹ دینا تاکہ اس کا فساد دوسرے
اعضا میں نہ پہنچے ۔ ۲۔ یعنی مسلمانوں کے دنیاوی و دینی کام ایک دوسرے سے مل کر مکمل ہوتے جیسے
مکان کی دیوار میں ایک دوسرے سے مل کر مکان مکمل کرتی ہے ۔

۳۔ اسی طرح کہ ایک ہاتھ تشریف کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں داخل کر دیں یعنی گتھا دیں یہ سمجھانے کے لئے
کہ جیسے یہ انگلیاں ایک دوسرے میں داخل ہو گئیں ایسے ہی مسلمان ایک دوسرے میں گتھے ہوئے ہیں کہ یہ کہیں بے
تعلق نہیں ہو سکتے گتھا نے والے یا حضرت ابو موسیٰ اشعری ہیں یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ
مثال یہ بتانے کیلئے ہے کہ مسلمانوں کے بعض

کے بعض پر حقوق ہیں :

السَّائِلُ وَمَا حِبُّ الْحَاجَةِ قَالَ اِشْفَعُوا فَلْتَوْجَرُوا وَيَقْبِضِي
اللَّهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ
أَبِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصُرُوا
أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ
انْصُرِ مَظْلُومًا فَكَيْفَ انْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُهُ
مِنَ الظُّلْمِ فَذَلِكَ نَصْرُهُ إِيَّاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

سوال یا حاجت مند کہتا تو فرماتے اے صوبہ سفارش کرو تو اب دے جاؤ گے ملہ اور اللہ اپنے
رسول کی زبان پر جو حاجت فیصلہ فرمائے ملہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے
ہیں فریدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی کی مدد کرو وہ ظالم ہو یا مظلوم ملہ ایک شخص
نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی مظلومیت میں تو مدد کروں گا ظالم ہونے پر اس کی مدد کیسے کروں
فرمایا اسے ظلم سے روک دو یہ ہے تمہاری اسے امداد۔ ملہ (مسلم، بخاری)

ملہ یعنی اس سائل یا حاجت مند کی حاجت مدائی کے لیے ہم سے سفارش کرو تم کو سفارش کرنے کا ثواب ملے گا معلوم ہو
کہ حاکم سے حق اور اہل حق کی سفارش کو ثواب ہے کہ نیکی کرنا نیکی کا مشورہ دینا سب ہی ثواب ہے باطل
کی سفارش گناہ ہے فقہاء فرماتے ہیں کہ شرعی حدود میں سفارش حرام ہے اور تعزیرات میں سفارش جائز (اشعری)
ملہ یعنی اگر ہم تمہاری سفارش کے مطابق فیصلہ کریں تو تمہاری سفارش کی وجہ سے نہ کریں گے بلکہ بہ حکم الہی اور اگر سفارش
قبول نہ کریں اس کے خلاف فیصلہ کریں تو بھی تمہاری سفارش کی مخالفت سے نہیں بلکہ یہ دونوں عمل بہ حکم الہی ہوں
گے کیونکہ تمہاری زبان پر رب تعالیٰ کلام فرماتا ہے تمہارے کام میں ہاں تم کو بہر حال ثواب مل جائے
گا خواہ سفارش قبول ہو یا نہ ہو لہذا تم سفارش قبول نہ ہونے پر ملول نہ ہو اور آئندہ سفارش چھوڑ نہ دو۔
ملہ یعنی اپنے بھائی مسلمان کی بہر حال مدد کرو خواہ تمہاری مدد اس کو خوش کرے یا مغموم کرے ملہ یعنی ظالم کو ظلم
سے روکنے کی وجہ سے اس کی مدد ہے کما سے مظلوم کی بددعاؤں سے اللہ کے عذاب سے بچا لیتا ہے ایک شاعر کہتا ہے۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ
فِي حَاجَةٍ إِلَى أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ تَرَبَّعَ عَنْ
مُسْلِمٍ كُرْبَةً تَرَبَّعَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَاتِ يَوْمِ
الْقِيَمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مُتَّفَقٌ

روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی
ہے نہ تو اس پر ظلم کرے نہ اس سے دوسرا کرے نہ اور جو اپنے بھائی کی حاجت روئی میں
بے گاہی کا انداز میں رہے گا۔ اور جو مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرے گا۔ اللہ اس
سے قیامت کے دن کی تکلیف دور کرے گا۔ اور جو مسلمان کی پرہیزگاری سے گافیت کے
دن اللہ اس کی پرہیزگاری سے گافیت کے

۴ یعنی قدرت پاک کسی پر ظلم نہ کرے نہ کر دے ظلم کا انجام ندامت ہے تم تو رات کو سو جاؤ گے مگر مظلوم نہ سونے لگے تم پر رات میں بددعا
کرے گا اللہ کی آنکھ سوتی نہیں وہ اس وقت اس کو دیکھتی ہے (مرقات) ۵
۵ یعنی مسلمان مسلمان کا دینی و اسلامی بھائی ہے یا مسلمان مسلمان کے بیٹے لگے بھائی کی طرح ہے بلکہ اس سے
سبھی اہم کہ نسبی بھائی کو ملے باپ نے بھائی بنایا اور مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی بنایا۔ حضور سے
رشتہ غلامی قوی ہے ماں باپ سے رشتہ نسبی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کے بھائی نہیں حضور
تو مثل والد کے ہیں اس لیے حضور کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں بھائی نہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مؤمن مسلم
سبب معنی ہیں کہ قرآن کریم نے مؤمنوں کو بھائی قرار دیا۔ انما المؤمنون اخوة اور حضور نے یہاں مسلمانوں کو
راز مرقات اخیال دے ہے کہ یہاں بھائی ہونا رحمت و شفقت کے لحاظ سے ہے نہ کہ احکام کے اعتبار سے
۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى لَهُمَا وَبَيْنَهُمَا شِدَّةٌ ثَلَاثٌ مَوَارِدُ

(مسلم بخاری اور فایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس سے حقیر جانے لے تقویٰ یہاں ہے اور اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرماتے تھے ہیں بار اللہ

۱۔ کیا امت میں تمہارے گناہوں کا حساب خفیہ ہی لے لے گا۔ تمہیں رسوا نہ کرے گا۔ ہاں جو کسی کی، بھڑا کی خفیہ تدبیریں کر رہا ہو یا خفیہ حرکتوں کا عادی ہو چکا ہو اس کا اظہار ضرور کر دے گا کہ وہ شخص ایذا سے بچ جاوے یا یہ توبہ کرے یہ قیدیں غروہ خیال میں رہیں غرض کہ صرف بدنامی سے کسی کو بچانا اچھا ہے مگر اس کے خفیہ ظلم سے دوسرے کو بچانا یا اس کی اصلاح کرنا بھی اچھا ہے یہ فرق خیال میں رہے یہاں برکات نے فرمایا کہ جو مسلمان کی ایک عیب پوشی کرے رب تعالیٰ اس کی سات سو عیب پوشیاں کرے گا۔ لہذا اگر ہمت کی تنویں تعطیٰ ہے اور سترہ اللہ میں ستر مطلق بمعنی کامل ہے رب تعالیٰ کی عطائیں ہمارے خیالات سے وارا ہیں :

۲۔ یعنی مسلمان کو نہ کو دل میں حقیر جانو نہ اسے حقارت کے الفاظ سے پکارو یا برے لقب سے یاد کرو نہ اس کا خفاق بناؤ آج ہم میں یہ عیب بہت ہے۔ پیشوں۔ نسبوں۔ یا غربت و افلاس کی وجہ سے مسلمان بھائی کو حقیر مانتے ہیں حتیٰ کہ صوبہ بھارتی تعصب ہم میں بہت ہو گیا کہ وہ پنجابی ہے۔ وہ بنگالی وہ سندھی۔ وہ سرحدی اسلام نے یہ سارے فرقی مٹا دیئے۔ شہدک کبھی مختلف پھولیوں کے دس چوس لیتی ہے تو ان کا نام شہد ہو جاتا ہے۔ مختلف لکڑیوں کو آگ جلاوے تو اس کا نام راکھ ہو جاتا ہے۔ آم۔ جامی۔ ببول کا فرق مٹ جاتا ہے یوں ہی جب حضور کا دامن پکڑ لیا تو سب مسلمان ایک ہو گئے حبشی ہو یا رومی مولانا جامی فرماتے ہیں۔ شخص

بندہ عشق شدی ترک نسب کی جامی کہ خدیں راہ نکلن ابی نکلن چیزے نیست

۳۔ یعنی اسلام میں عزت تقویٰ و پرہیزگاری سے ہے اور تقویٰ کا اصلی شکار دل ہے تمہیں کیا چیز کہ جس مسکین مسلمان کو تم حقیر سمجھتے ہو اس کا دل تقویٰ کی شمع سے روشن ہو اور وہ اللہ کا پیارا ہو تم سے اچھا ہو۔ شخص

خاکساران جہاں را بخقارت منگر توجہ دانی کہ دریں راہ سوار سے باشند

يَحْسِبُ امْرُؤًا مِنَ الشِّرْكَانِ يَحْقِرُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلَّ
 الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعَرْضُهُ رَوَاهُ
 مُسْلِمٌ، وَعَنْ عِيَاذِ بْنِ حَمَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو الْفُلَاطِ
 مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُؤْتِقٌ وَرَجُلٌ رَاحِمٌ رَاقٍ
 الْقَلْبِ يَكُلِي ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٌ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ
 ذُو عِيَالٍ وَأَهْلُ النَّسَاءِ خَمْسَةٌ الضَّعِيفُ

انسان کے بیٹے یہ شرکان ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ مسلمان پر مسلمان کی ہر چیز حرام
 ہے اس کا خون اس کا مال اس کی ابرو و لہ (مسلم) روایت ہے حضرت عیاض ابن احمد سے
 فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی لوگ تین ہیں سب سے پہلے وہ حاکم جو عادل والہ صدقہ
 والا توفیق والہ اور وہ شخص جو رحم اور نرم دل ہو ہر قرابت والے پر رحم اور وہ مسلمان
 جو پاک دامن سوال کرنے سے بچنے والا عیال دار ہو وہ آگ والے پانچ

میں وہ کمزور

موصوفیہ کرام اس جملہ کے معنی کرتے ہیں کہ حضور نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ و پرہیزگاری یہاں ہے یعنی تقویٰ
 کی کان پرہیزگاری کا مرکز میل سینہ ہے میرے سینہ سے تمام اولیاء و علماء کے دلوں کی طرف تقویٰ کے دیا جتے ہیں ان
 سینوں سے عوام کے سینوں کی طرف تقویٰ کی خبریں نکلیں (مرقات) حضور کا سینہ کشف غیوب کا آئینہ ہے کوئی نہیں
 حضور کی عطا میں پہنچتا ہے (مرقات) ۱۔ سب سے پہلے کوئی مسلمان کسی مسلمان کا مال بغیر اس کی اجازت نہ لے کسی کی
 آبروریزی نہ کرے کسی مسلمان کو ناحق اور ظلماً قتل نہ کرے کہ یہ سب سخت جرم ہیں۔ سب سے پہلی میری امت
 میں تین قسم کے لوگ یقیناً جنتی ہیں سب سے پہلے جسے اللہ حکومت بھی دے تو وہ لوگوں کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرے اسے
 خبر کرنے خیرانہ کی توفیق ملے کہ حاکم درست ہو جانے سے رعایا خود درست ہو جاتی ہے سب سے پہلی عوام مسلمانوں
 پر عموماً اور اپنے عزیز قرابت داروں پر خصوصاً مہربان ہو سب سے پہلی وہ مسلمان جو باوجود عیال دار ہونے
 کے کسی سے بھیک نہ مانگے گناہ کے قریب نہ جاوے ۲۔

الَّذِي لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعٌ لَا يَبْغُونَ أَهْلًا
وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ ظَمْعٌ وَارٍ
دَقَّ إِخْوَانَهُ وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمَسِي إِلَّا وَهُوَ
يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوْ
الْكُذْبَ وَالشَّنْظِيرَ الْفَجَّاشُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ

جس کی خود اپنی کوئی رائے نہ ہو کہ تم میں رہیں تمہارے تابع ہو کہ نہ گھر دار چاہتے ہیں۔ نہ
مال نہ اور وہ خیانت والا جس کی ہوس ڈھکی چھپی نہیں رہتی۔ اگرچہ معمولی چیز ہو۔ مگر خیانت
کہہ دیتا ہو لہٰذا درودہ شخص جو ہمیں صبح کرتا نہیں شام کرتا مگر وہ تم کو دھوکہ دیتا رہتا ہے
تمہارے گھر بار اور تمہارے مال میں نہ اور حضور کے نبی کی اور محبوب کا بھی ذکر فرمایا ہے اور
بدخلق اور فحش گو (مسلم) روایت ہے

لہٰذا یعنی اس میں اتنی عقل نہ ہو جو اسے ہدایوں سے بچائے کبھی آخرت کے نفع نقصان کو سوچتا ہی نہ ہو جانوروں
کی طرح صرف کھانے عیش کرنے کی فکر میں لگا رہے لہٰذا یعنی حلال بیوی رکھتے ہیں حلال دزدی کہاتے
ہیں محنت سے جی چراتے ہیں غیر عورتوں پر نظر حرام رکھتے ہیں۔ غیروں کا مال ناجائز طور پر کھانے کے واسطے
رہتے ہیں یہ لوگ نہ روز خی ہیں لہٰذا یعنی اسے خیانت کرنے کی عادت ہو گئی معمولی چیز معیسی امانت
میں خیانت کرنے سے باز نہیں رہتا یعنی وہ گنہگار بھی ہو ذلیل طبیعت والا بھی یہ بھی دزد خی ہے یہ عادات
خالص دزد خیوں کے ہیں لہٰذا صبح شام سے مراد ہمیشہ ہے یعنی وہ دھوکہ دینے کا عادی ہو چکا ہو۔ تم
سے جب بھی کلام یا کوئی معاملہ کرے دھوکہ ہی دے یہ بھی دزد خی ہے لہٰذا چونکہ راوی
کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ الفاظ طیبہ یاد نہ رہے جو حضور نے بخی اور جھوٹ
کے متعلق فرمائے اس لئے راوی نے اس طرح بیان کیا۔ اگر اسے الفاظ طیبہ یاد
ہوتے تو باقاعدہ بطریق روایت ارشاد کرتے۔ لہٰذا شنظیر فحاش بخی و کذب کا معطوف ہے تو نصیبی
حالت میں ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شنظیر اور فحاش کا بھی ذکر فرمایا کہ وہ بھی دزد خی ہیں شنظیر ہر دزد
خبر پر ہمیشہ بدخلق طبیعت اور ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں مبتداء ہوں اور ان کی خبر میں اہل النار پوشیدہ ہو
۔ دونوں ملعون ہو گئے مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں الفحاش ہے یعنی فحاش معطوف ہے الشنظیر پر تب

اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِإِخِيهِ
مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ
وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهُ لَا يُؤْمِنُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِي
لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَنَسٍ

حضرت انس سے فرماتے ہیں فرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری
جان ہے کہ کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنے بھائی کے لئے وہ ہی پسند کرے جو اپنے لئے
پسند کرتا ہے نہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرید رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم نہیں مومن ہوتا اللہ کی قسم مومن نہیں ہوتا اللہ کی قسم مومن نہیں ہوتا
عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ فرمایا وہ جس کا پر دوسری اس کی شرارتوں سے امن میں نہ ہو کہ (مسلم بخاری)
روایت ہے حضرت انس سے

ہم تو معنی بالکل ظاہر ہیں :

سلف یہ فرمان عالی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کلمات سے ہے ان چند لفظوں میں دونوں جہان کی خیریاں جمع ہیں
یعنی کوئی شخص مومن کامل اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے دینی و دنیاوی وہ چیز
نہ ہو جو اپنے لئے چاہتا ہے اسی کا ترجمہ ہے کہ اپنے بخود نہ پسندی بہ دیگران پسند خیال رہے کہ یہاں
غیر مراد ہے ہر مسلمان کے لئے دنیا و آخرت کی خیر یا ہو جو اپنے لئے چاہتے ہو اس خیر کا ظہور مختلف طریقوں
سے ہوتا ہے کسی کے لئے دولت مادی غیر ہے کسی کے لئے فقیہی خبر کسی کے لئے خلوت غیر ہے کسی کے لئے خلوت غیر لہذا اگر
خلوت نشین مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے خلوت چاہئے جسے خلوت بہتر ہو تو اس فرمان کے خلاف نہیں تمام مسلمانوں
میں پادریک ہی ہے مگر پادریک کے اثرات مختلف ہیں جیسے پادریک میں پونچے تو گری درتا ہے فرج میں پونچے تو
شکر و برکات سلف یہی بار فرمانا تاکید کیئے ہے : مومن میں کامل ایمان کی نفی ہے یعنی مومن کامل نہیں ہو سکتا نہیں ہو سکتا
نہیں ہو سکتا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی وضاحت پہلے ہی فرمادی بلکہ سائل کے پوچھنے پر تامل تاکہ متنبہ ہوں کے
دل میں یہ بات بیٹھ جاوے جو بات انتظاروں پر پوچھ گچھ کے بعد معلوم ہو وہ بہت دلنشین ہوتی ہے اگرچہ ہر مسلمان کو اپنی شرح

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ
الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارَهُ بِوَائِقِهِ رَأَاهُ وَعَدَّ
عَائِشَةَ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا ذَاكَ جَبْرِئِيلُ يُوصِيئِي بِالْحَبَّارِ حَتَّى ظَنَنْتُ
أَنَّهُ سَيُورِثُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ
مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً

فرماتے ہیں قربا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی
شرارتوں سے آمن میں نہ ہوگا۔ روایت ہے حضرت عائشہ اور ابن عمر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
راوی فرمایا کہ مجھے جناب جبریل پڑوسی کے متعلق مجھے حکم الہی پہنچا رہے تھے کہ میں نے گمان
لیا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے کہ مسلم بخاری روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے
فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم تین ہو شہ تو تیسرے کو

۴ سے بچانا ضروری ہے مگر پڑوسی کو بچانا نہایت ہی ضروری کہ اس سے ہر وقت کام رہتا ہے وہ ہمارے اچھے اخلاق کا
زیادہ مستحق ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے وَالْجَارُ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارُ الْجَنَبِ ۝

سے یعنی صالحی اور نہات پانے والوں کے ساتھ جنت میں مدد دینا اگرچہ سزا پا کر میت عرصہ کے بعد وہاں پہنچ
جاوے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ من قال لا اله الا الله دخل الجنة ۱۰ افسوس کہ یہ سبق آج میت سے سہولت
نہول گئے اب تو ان کے تیر کا پہلا شکار ان کا پڑوسی ہی ہوتا ہے ۱۰ سیل وصیت سے مراد اصطلاحی وصیت نہیں بلکہ
تاکیدی حکم مراد ہے اور حکم کس کا احکم الحاکمین کا نہ کہ حضرت جبریل کا کہ حضرت جبریل حضور کے حاکم نہیں حضور کے خادم ہیں
رب کی طرف سے فرمان رساں فیضان رساں ہیں یوحیٰ یعنی سے مراد ہی حضور کی امت کے لیے حضور کو حکم پہنچاتے رہے
کہ آپ اپنی امت کو یہ حکم پہنچا دیں ۱۰ یعنی مجھے یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو پڑوسی کی مالی میراث میں شریک
کر دینگے کہ قرابت کی طرح یہ وصیت بھی میراث پانے کا ذریعہ ہو جاوے گی حضور کی میراث مراد نہیں کہ حضرات
انبیاء و ائمہ کی مالی میراث کسی کو نہیں ملتی شہ خواہ کسی مجلس میں تین مسلمان ہوں یا کسی راستہ پر جاتے ہوئے تین
شخص ہمراہ ہوں یہاں ہمراہی اور مصاحبت مراد ہے لہذا حدیث صاف ہے ۔ ۱۰

فَلَا يَتَنَبَّأُ أَثْنَانِ دُونَ الْأَخْرِحِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالسَّائِسِ
مِنْ أَجْلِ أَنْ يَخْرُجَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَعَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدَّائِيَةُ النَّصِيحَةُ
ثَلَاثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ يَدِي وَلِي كِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ

چھوڑ کر سرگوشی نہ کرو وحشی کہ تم لوگوں سے غلط ملط ہو جاؤ اس لئے کہ یہ بات اسے علم گئیں کہ
گی نہ دمسلم بخاری الروایت ہے حضرت تميم داری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
دین خیر خود ہی ہے تہ تمہیں مار فرمایا۔ ہم نے عرض کیا کہ کس کی فرمایا اللہ کی تہ اس کی کتاب کی تہ اور اس
کے رسول کی تہ

سہ بھی اگر تین ساتھیوں میں سے دو غیبی سرگوشی کریں گے تو تیسرے کو اندیشہ ہوگا کہ کوئی بات میرے خلاف ملے گی جہاں
گی میرے خلاف مشورہ کر رہے ہیں جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو باقی کسی کو یہ خطرہ نہ ہوگا کہ میرے خلاف
سلاش ہو رہی ہے۔ خیال رہے کہ یہ ممانعت وہاں ہے جہاں تیسرے کو اپنے متعلق یہ شبہ ہو سکتا ہو اگر یہ شبہ نہ ہو سکے
تو بلا کراہت یہ عمل جائز ہے ہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف
فرماتے تھے کہ فاطمہ زہرا حاضر ہوئیں۔ حضور نے اُنہیں مرحبا اور میں سے کچھ سرگوشی فرمائی تہ آپ کا نام تميم بن اوی
اسی دار ہے آپ عیسائی تھے سلسلہ ہجری میں ایمان لائے آپ سے کل اٹھارہ احادیث مروی ہیں جن میں سے صرف
یہ ایک حدیث صحیحہ میں ہے آپ شب کو نوافل میں ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے تھے اور کبھی ایک آیت صحیح
تک بار بار پڑھتے اور روتے رہتے تھے اولاد میں منورہ میں جب حضرت عثمان کی شہادت کے بعد شام چلے گئے
وہاں ہی وفات پائی مسجد نبوی میں سب سے پہلے چراغ آپ نے ہی روشنی کیے (مرقات) چراغ لگایا تہ نصیحت مانا
ہے نصیح سے بمعنی خالص ہونا عرب کہتے ہیں نصیحت بمعنی الشیخ میں لے شہد کو موسم سے خالص کر لیا اصطلاح
میں کسی کی خالص خیر خواہی کرنا جس میں بدخواہی کا شائبہ نہ ہو یا خلوص دل سے کسی کا سبلا چاہنا نصیحت ہے
یہ بھی جامعہ کلمات میں سے ہے کہ اس ایک لفظ میں لاکھوں چیزیں شامل ہیں۔ حتیٰ کہ اعتقاد کو کفر سے
خالص کرنا عبادات کو ریا سے پاک و صاف کرنا معاملات کو خرابیوں سے بچا نا سب ہی نصیحت میں داخل ہیں۔
سہ اللہ کے لئے نصیحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق خالص اسلامی عقیدہ
رکھنا خلوص دل سے اس کی عبادت کرنا اس کے محبوبوں سے محبت دشمنوں سے عداوت رکھنا اس کے
مشیت اپنے عقیدے خالص رکھنا اس کی شرح بہت وسیع ہے (مرقات) سہ کتاب اللہ یعنی قرآن ۲

وَرِثَةُ الْمُسْلِمِينَ وَعَاقِبَتُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ
جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالتَّحْمِيلِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

اور مسلمانوں کے اماموں کی لہ اور عوام کی تہ و مسلم اور ایت ہے حضرت جریر بن عبد اللہ سے
فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی
خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تہ

۱۔ جمیع کی نصیحت یہ ہے کہ اس کے کتاب اللہ سمجھنے پر ایمان رکھنا اس کی تلاوت کرنا اس میں بقدر طاقت غور کرنا
اس پر صحیح عمل کرنا اس پر سے مخالفین کے اعتراضات دفع کرنا غلط تاویلوں، تحریفوں کی تردید کرنا۔
۲۔ اللہ کے رسول یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت یہ ہے کہ انہیں تمام نبیوں کا سرور ماننا ان کے تمام
صفات کا اعتراف کرنا جہن و مال و اولاد سے زیادہ انہیں پیارا رکھنا ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ان کا ذکر بلند کرنا ۳۔
۴۔ اماموں سے مراد یا تو اسلامی بادشاہ اسلامی حکام ہیں یا علماء دین مجتہدین کا طین اولیا و اوصیاء ہیں۔
ان کی نصیحت یہ ہے کہ ان کے ہر جائز حکم کی بقدر طاقت تعمیل کرنا لوگوں کو ان کی اطاعت جائزہ کی طرف
رغبت دینا آئمہ مجتہدین کی تقلید کرنا ان کے ساتھ اچھا گمان رکھنا (مرقات) علماء کا ادب کرنا ۵۔ عام
مسلمانوں کی نصیحت یہ ہے کہ بقدر طاقت ان کی خدمت کرنا ان سے دینی و دنیا مصیبتیں دور کرنا ان سے
محبت کرنا ان میں علم دین پھیلانا۔ اعمال نیک کی رغبت دینا جو چیز اپنے لئے پسند نہ کرے ان کے لئے
پسند نہ کرنا یہ حدیث بہت ہی جامع ہے ۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے ایمان
تقویٰ پر بھی بیعت لیتے تھے اور نیک اعمال پر بھی یعنی میری معرفت رب تعالیٰ سے یہ وعدہ کرو کہ
میں نیک اعمال کریں گے گناہوں سے بچیں گے بیعت کی سبب قسمیں ہیں یہاں بیعت اعمال مراد ہے۔
بیعت کی اقسام سہاڑی کتاب شان حبیب الرحمن کے ضمیمہ میں ملاحظہ کرو۔ ایک بار حضرت جریر نے
ایک شخص سے گھوڑا تین سو درہم میں خریدا سودا طے ہو جانے پر فرمایا کہ تیرا گھوڑا زیادہ قیمت کا ہے
اچھا چار سو دوں گا۔ پھر کہا نہیں پانچ سو دوں گا حتیٰ کہ آٹھ سو درہم تک بڑھا کر خرید لیا۔ بالآخر
حیران ہو کر بولا۔ حضرت یہ کیا فرمایا میں نے حضور سے بیعت کی ہے ہر مسلمان کی خیر
خواہی پر اسی پر عمل ہے (مرقات) ۷۔

مسئلہ یعنی تم اللہ کی زمینی مخلوق پر رحم کرو انسانوں پر جانوروں پر تم پر وہ رحم کرے گا جس کی رحمت خاصہ
 انیس کی سلطنت آسمانوں میں بھی ہے یعنی رب تعالیٰ یا اس سے مراد فرشتے ہیں یعنی فرشتے تمہاری حفاظت
 کریں گے تمہارے لئے دعا و مضرت کو مٹا دیں گے (مرقات) :

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا
مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُؤْقِرْ كَبِيرَنَا وَيَأْمُرُ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ مَا وَكَالِ التَّرْمِذِيِّ وَقَالَ
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ . وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَمَ شَابٌ شَيْخًا مِنْ أَجْلِ سِنِهِ إِلَّا قِيَّضَ
اللَّهُ عِنْدَ سِنِهِ مِنْ يَكْرُمُهُ مَا وَكَالِ التَّرْمِذِيِّ .

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے
اور ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے نہ اور بھی باتوں کا حکم نہ کرے اور ہر ہی باتوں سے منع نہ کرے
جسے ترمذی۔ اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی جو نہ کسی بوڑھے کا اس کی عمر کی وجہ سے احترام نہیں کرتا۔ مگر
اللہ اس کے بڑھاپے پر اسے معذور کرے گا جو اس کا احترام کرے لکھ (ترمذی)

سہ یعنی ہماری جماعت سے یا ہمارے طریقہ والوں سے یہاں ہمارے پیاروں سے نہیں یا ہم اس سے بغیر ہیں
وہ ہمارے مقبول لوگوں میں سے نہیں یہ مطلب نہیں کہ وہ ہماری امت یا ہماری ملت سے نہیں کیونکہ گناہ سے
اسان کافر نہیں ہوتا بلکہ جو حضرات انبیاء کرام کی توہین کرے وہ اسلام سے خارج ہے۔ سہ یعنی اپنے سے
چھوٹوں پر رحم نہ کرے اپنے سے بڑوں کا ادب نہ کرے چھوٹائی بڑائی خواہ عمر کی خواہ علم کی خواہ درجہ کی یہ فرماں
بہت عام ہے خیال ہے صغیر اور کبیرا فرما کر یہ بتایا کہ چھوٹے بڑے مسلمانوں کا ادب ان پر رحم چاہیے
یہ قید بھی زیادتی اہتمام کے لئے ہے ورنہ کافر یا باپ کا بھی ماورسی ادب کافر چھوٹے بھائی پر بھی قرابت
داری کا رحم چاہیے جیسا کہ فقہاء کے فرامین اور دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے یوں ہی ان کے حقوق
قرابت ادا کرے (راشد) سکہ ہر شخص اپنی طاقت اور اپنے علم کے مطابق دینی احکام لوگوں میں جاری کرے
یہ صرف علماء کا ہی فرض نہیں سب پر لازم ہے حاکم احمد سے برائیاں روئے کے عالم عام زبان فی تبلیغ سے یہ فرض انجام دیں
فی زمانہ اس سے بہت غفلت ہے سکہ یعنی جو شخص بوڑھے مسلمان کا صرف اس لئے احترام کرے کہ اس
کی عمر زیادہ ہے تو اس کی عبادات مجھ سے زیادہ ہیں یہ مجھ سے پرانے اسلام والا ہے تو انشاء اللہ

وَحَنِ اَبْنِ مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
اِنَّ مِنْ اَجْدَالِ اللّٰهِ الْکَرَامَ ذِی الشَّیْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ
الْقُرْآنِ غَیْرِ الْعَالِ فِیْہِ وَلَا اَنْجَبَاقِی عَنْہُ وَاِکْرَامِ
السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ رَاوَاہُ اَبُو دَاوُدَ وَابْنُ ہِشَامٍ

روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اللہ کی تعظیم میں
سے ہے بڑے مسلمان اور حامل قرآن کا احترام ہے جو حامل قرآن نہ تو اس میں ریب دہی کرے نہ
اس سے دور رہے اور عادل بادشاہ کا احترام کرتا ہے (ابو داؤد، بیہقی)

۴ دنیا میں وہ دیکھ رہے گا کہ اسکے بڑا ہے کے وقت لوگ اس کا احترام کریں گے اس وعدے میں فرمایا گیا کہ ایسا
آدمی دراز عمر بھی پائے گا دنیا میں مال، عیش، عزت بھی اسے ملے گی آخرت کا اجر اس کے علاوہ ہے خود اس
حدیث کے راوی حضرت انس نے حضور کی دس سال خدمت کی دیکھ تو کہ ان کی عمر ایک سو تین سال ہوئی ان کی
زندگی میں ان کی اولاد کی تعداد ایک سو سو ہوئی یعنی اولاد اور اولاد کی اولاد ایک مخلوق نے ان سے احادیث
روایت کیں جہاں پہنچ جاتے تھے لوگ ان کی زیارت کے لیے جمع ہو جاتے تھے (مرقات) یہ ہے اس
حدیث کا ظہور اور اس وعدہ نبوی کی حقیقی جاگتی تصویر و تفسیر

۵ سفید ڈھری والے مسلمان کا احترام خود رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وہ دعا کے لیے ہاتھ پھیلاتا ہے تو
وہ کریم اس سے شرم فرماتا ہے کہ ان ہاتھوں کو خالی پھیرے تو بندہ اس کا احترام کیوں نہ کرے حامل قرآن ہیں حافظ
عالم دین، قاری، مفسر، ہمیشہ تلاوت کرنے والا سب ہی داخل میں سب کا احترام چاہیے (مرقات)
۶ یعنی وہ حامل قرآن وہ عالم وہ حافظ قابل تعظیم ہیں جو بد مذہب بیدین نہ ہو جو قرآن کو لوگوں کے گمراہ کرنے
کا ذریعہ بنائیں اس کی غلط تاویل کریں اس میں خیانتیں کریں اس کے ذریعہ مسلمانوں میں فتنہ فساد پھیلائیں ان
پر تو خدا تعالیٰ کی بھی پشیمانی ہے بندوں کی بھی (مرقات)

حافظ ابن خلدون در مذہب کن و خوش باشی و سے
دائم تزدیر کن چون دیگران قرآن را
تاول سے کر سکتے ہیں قرآن پڑھنا
احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر

۷ منصف حاکم عدل والا بادشاہ اللہ کی رحمت ہے جس کے سایہ میں اللہ کی مخلوق آرام پاتی ہے وہ
رعایا کے لیے مثل مہربان والد کے ہے اس لیے اس کا احترام ضروری ہے

فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ + وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتُ
 فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسِنُ إِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتُ
 فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ سَاءَ مَا لِبَنِي مَا جَاءَهُ + وَعَنْ
 أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
 مَسَحَ رَأْسَ يَتِيمٍ لَمْ يَمْسَعْ إِلَّا اللَّهُ كَانَ لَهُ بَلْ شَجَرَةٍ
 يَمُرُّ عَلَيْهَا يَدٌ حَسَنَاتٌ وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهِ يَتِيمَةً
 أَوْ يَتِيمًا حَتَّى كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ

شعب ایمان) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مسلمانوں میں بہترین گھر وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو جس سے اچھا سلوک کیا جاتا ہو وہ اور
 مسلمانوں میں بدترین گھر وہ گھر ہے جس میں یتیم ہو جس سے برا سلوک کیا جاتا ہو (ابن ماجہ)
 روایت ہے حضرت ابوامامہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی یتیم کے
 سر پر ہاتھ پھیرے گا نہیں پھیرتا مگر اللہ کے لئے تو اس کے لئے ہر بل کے عوض جس پر اس
 کا ہاتھ پھیرے نیکیاں ہوں گی اور جو اپنے پاس رہنے والے یتیم یا یتیم سے بھلائی کرے اور
 جنت میں میں اور وہ ان کی طرح ہوں گے۔

یہ یتیم سے سلوک کی بہت صورتیں ہیں اس کی پرورش اس کے کھانے پینے کا انتظام اس کی تعلیم و تربیت اسے دین و دنیا کی
 بنانا سب کا اس میں داخل ہے غرض کہ جو سلوک اپنے بچے سے کیا جاتا ہے وہ یتیم سے کیا ہونے سے کلمہ بہت ہی جامع ہے۔
 سیکھنے سے سلوک میں مذکور چیزوں کی مقابل تمام چیزیں داخل ہیں یتیم بچہ کو تعلیم و تربیت کے لئے طمانچہ و غیرہ ماننا ظلم نہیں بلکہ
 اس کی اصلاح ہے سیکھنا ہاتھ پھیرنا محبت کے ساتھ ہونا اس سے مراد ہے مطلقاً معمولی سی خبر بانی حقیر سی محبت مگر پہلے
 معنی زیادہ موزوں ہیں یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنا بھی عبادت ہے سیکھنا حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے کسی ناول
 کی ضرورت نہیں واقعی جو شخص اپنے عزیز یا اجنبی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے محبت و شفقت کا یہ محبت صرف اللہ رسول کی رضا
 کے لئے ہو تو ہر بل کے عوض اسے نیکی ملے گی یہ ثواب تو خالی ہاتھ پھیرنے کا ہے جو اس پر مال خرچ کرے اس کی خدمت ہو

وَقَرَنَ بَيْنَ اَصْبَعَيْهِ رَاوَاكَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ . وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَوْى يَتِيْمًا اِلَى طَعَامِهِ
وَشَرَابِهِ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَكْمَلَ
ذَنْبًا لَّكَ يُغْفَرُ وَمَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ مَسْكَلَهُنَّ
مِنَ الْاَخْوَاتِ فَادَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتَّى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ
اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

اور اپنی دو انگلیاں ملائیں لے (احمد ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ روایت
ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کسی یتیم کو اپنے کھانے
پینے میں شامل کرے تو اللہ اس کے لئے جنت یقینی طور پر لازم فرماتا ہے مگر یہ کہ کوئی ایسا
گناہ کرے جو ناقابل بخشش ہو تو اور جو تین بیٹیاں یا ان کی مثل بہنوں کی پرورش کرے کہ انہیں ادب
سکھائے ان پر بھرنی کرے حتیٰ کہ اللہ انہیں بے نیاز کر دے تو اللہ اس کے لئے جنت واجب
کر دیتا ہے تھے تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اور دو کو فرمایا۔

ما کرے اسے تعلیم و تربیت دے سوچ لو کہ اس کا ثواب کتنا ہوگا ؟
سے یعنی وہ جنت میں میرا ساتھی یا پڑوسی ہوگا جیسے بادشاہ کے خدام بادشاہ کی کوٹھی میں ہی رہتے ہیں مگر غلام ہو کر ایسے ہی
وہ بھی میرے ساتھ رہے گا مگر میرا امتی غلام ہو کر یہاں بھی جس مطلق ہے یتیم بچے کسی قسم کا سلوک ہو ثواب کا باعث ہے
سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود یتیم تھے ایسے یتیم کی خدمت بڑی ہی اعلیٰ ہے موصوع یتیم
ہو کے یتیموں کو پالنے والے۔ دو انگلیوں سے مراد کلمہ کی اور بیچ کی انگلی مراد ہے جس میں فاصلہ بالکل نہیں ہے کھانے
پانی میں شامل کرنا عام ہے خواہ اسے اپنے ساتھ کھلائے بلائے یا اسے اپنے گھر میں رکھ کر اس کی پرورش کرے یا یتیم خانہ بنا کر
ان پر خرچ کرے۔ اب تو یتیم خانہ والے یتیموں سے بیک مگواتے ہیں مسلمانوں میں بھکاریوں کا تعداد بڑھتا ہے جس سے
شرک و کفر کے یہ گناہ قابل بخشش نہیں رہ فرماتا ہے ان اللہ تعالیٰ غفور رحیم یہ اسی طرح حقوق العباد بھی کسی نیک عمل سے
معاف نہیں ہوتے وہ تو ادا کو ناہی پڑیں گے یا حق والے سے معاف کرنا ہوں گے (مترجات) :

وَرَأَيْتَيْنِ قَالَا أَفَرَأَيْتَيْنِ حَتَّى لَوْ قَالُوا أَوْ وَاحِدَةً لَقَالَ
وَاحِدَةً وَمَنْ أَذْهَبَ اللَّهُ بِكَرِيمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قِيلَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ وَمَا كَرِيمَتَاهُ قَالَ عَيْتَاهُمَا وَآلُهُ فِي شَرْحِ الشُّكَّةِ
وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَإِنِّي يُؤَدِّبُ الرَّجُلَ وَلَكِنَّهُ خَيْرٌ لَهُ مَنْ آتَى
يَتَصَدَّقَ بِضَاعٍ مَرَّ وَآلُ التَّرْمِذِيِّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ

یاد و کو حتی کا اگر ہوگ کہتے یا ایک کو تو حضور فرمادیتے ایک کو نہ اور اللہ کی پیاری دو چیزیں دور
کر دے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی عرض کیا یا رسول اللہ دو پیاری چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا اس کی
دونوں آنکھیں تھ (شرح السنہ) روایت ہے حضرت جابر ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص اپنے بچے کو ادب کی تعلیم دے اس کے لئے اس سے بہتر
ہے کہ ایک صاع خیرات کرے تھ (ترمذی) اور فرمایا ۷ حدیث غریب ہے

سے ملنا بیٹوں سے دنیاوی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں کہ یہ بچوں جو کہ ہماری خدمت کریں گے ہمیں کیا کرکھلائیں
گے لڑکیوں سے یہ امید نہیں ہوتی اس لئے لڑکیوں کا پالنا ان پر صبر کرنا ثواب ہے۔ لڑکیاں خواہ
بیٹیاں ہوں خواہ بہنیں انہیں سکھانے سے مراد ہے علم دین سکھانا۔ سینا۔ پڑونا اور جی بہنوں کی
انہیں ضرورت ہے وہ سکھانا جس سے وہ کسی کی محتاج نہ رہیں۔ سنا اس جواب سے معلوم ہو رہا ہے
کہ اللہ کی رحمتیں اور اس کی بخششیں حضور کے قبضہ میں دی گئی ہیں جس نعمت کو چاہیں عام فرمادیں (مرقات ۱)
دیکھو جو وہ بھی لڑکیوں کے پالتے پر کیا گیا تھا ایک امی کے سوال پر وہ ہی وعدہ دو بیٹیوں کے پالتے پر
ہو گیا یہ ہے حضور کا غلط فہمی اللہ ہونا حضور کے مختار کل ہونے کے دلائل ہماری کتاب سلطنتِ مصطفیٰ
میں ملاحظہ کرو سنا آنکھوں سے مراد آنکھوں کی روشنی ہے اگرچہ تمام اعضاء اللہ کی نعمت ہیں اور ہم کو پیاری
مگر آنکھیں وہ نعمت ہیں جن کی مدد سے سارے اعضاء کام کرتے ہیں آنکھوں کے بغیر انسان محض دیواریں کر رہ جاتا ہے اس
پر صبر کرنا بہت ہی ثواب ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حضور کے صدقہ سے ہماری آنکھیں بھی رکھے اور ثواب بھی
اعطا فرمائے وہ تو بڑا کریم ہے سنا یعنی اپنی اولاد کو ایک انجی بات سکھانا خیرات کرنے سے افضل ہے کہ ایک صاع (ٹوبہ) ایک دان

غَرِيبٌ وَنَاصِحٌ الرَّاٰوِیُّ لَیْسَ عِنْدَ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ
بِالْقُوٰی، وَعَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوسٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَاِلَدٌ وَكَذٰ
مَنْ نَحَلَ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ رَّوَاهُ السِّرْمِذِیُّ وَ
الْبَیْهَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ السِّرْمِذِیُّ هَذَا عِنْدِی

اور ناصح راوی محمد بنیں کے نزدیک قوی بنیں سے روایت ہے حضرت ایوب ابن موسیٰ سے
وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی ملے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی
باپ نے اپنے بچے کو ایسا عطیہ نہیں دیا۔ جو اچھے ادب سے بہتر ہو سکے ترمذی۔ بیہقی شعب
الایمان (اور ترمذی نے فرمایا ہے)

ہمیں کھا کر ختم کر دیا جاوے گا مگر ایک نیک بات کا قائلہ بچہ کو مگر بچہ بچہ گا۔ اپنی لڑکیوں کو مل جائیز دینے سے بہتر یہ ہے
کہ اعمال جائیز دیا جاوے انہیں ایسی تعلیم و تربیت دے کہ وہ اپنی سسرال اپنی اولاد و منہج لیں ہم نے ایسی لڑکیاں دیکھی
ہیں جنہوں نے سسرال پہنچ کر سسرال کی کاپی ملٹ دی۔ سب کو ٹھیک کر دیا :

سلسلہ یعنی یہ حدیث صرف ایک ہی اسناد سے مروی ہے اور اس اسناد میں ایک راوی ناصح بھی ہے جو حافظہ کا کمزور تھا اس
لئے یہ حدیث ضعیف ہے۔ مگر چونکہ یہ حدیث فضائلِ عمل کی ہے بعد ازاں قبول ہے کہ فضائل میں حدیث ضعیف قبول ہوتی
ہے اس حدیث کی تائید احادیث صحیحہ اور آیات قرآنہ سے ہے طبرانی نے اسناد حسن مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ
ایک کو ہدایت دیدے تو تمہارے لئے ساری دنیا سے افضل ہے یہی طرح آیات قرآنہ میں اسکی تائید ہے (مرقات)
سکے ایوب ابن موسیٰ ابی اشدق عمرو ابی سعید ابن عباس ابن عباس ابن عباس ابن عباس ابن عباس ابن عباس ابن عباس ابن عباس
یہاں دوا سے مراد عمرو ابن سعید یا سعید ابن عباس ابن عباس ابن عباس ابن عباس ابن عباس ابن عباس ابن عباس ابن عباس
میں قرآن جمع کرنے والوں میں آپ بھی تھے جب عثمان غنیؓ میں کوفہ کے گورنر رہے طبرستان کے فاضل آپ
ہی ہیں ۵۹۰ھ میں وفات ہوئی (مرقات و اشعہ)

سکے اچھے ادب سے مراد بچے کو دیندار متقی پرستگار بنانا ہے اولاد کے لئے اس سے اچھا عطیہ کیا ہو سکتا ہے
کہ یہ چیز دین و دنیا میں کام آتی ہے والدین لڑکیاں لڑکے دونوں ہی داخل ہی ماں باپ کو چاہئے کہ اولاد کو صرف

حَدَّثَنَا مُرْسَلٌ ۖ وَعَنْ عَوْنِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَإِمْرَأَةٌ سَفْعَاءُ
 الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۖ وَأَوْ مَا يَزِيدُ بَيْنَ زُرْعٍ
 إِلَى الْوُسْطَى وَالسَّبَابَةِ ۖ امْرَأَةٌ أَمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ
 مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلَى يَتَامَا مَا هَا حَتَّى يَأْلُوَا
 أَوْ مَا تَوَارَوَا ۖ أَبُو دَاوُدَ ۖ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

یہ حدیث مرسل ہے اسے روایت ہے حضرت عوف بن مالک اشجعی سے فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں اور سہ رخصہ والی عورت ان دو کی طرح ہوں گے۔ نبی صحت کے
 دن اور یزید ابن زریع نے بیچ کی انجلی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ عورت جو اپنے غاوند سے ملگ
 ہو گئی عزت والی جمال والی حسن نے اپنے کو اپنے تئیں پر روک رکھا حتیٰ کہ وہ جدا ہو گئے یا
 مر گئے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا

۴ مالدار بنا کر دنیا سے نہ جائیں انہیں دیندار بنا کر جائیں جو خود انہیں بھی قبر میں کام آدے کہ زندہ اولاد کی نیکیوں کا
 ثواب مردہ کو قبر میں ملتا ہے +

۵ معنی یہ میں دعا احتمال میں ایک یہ کہ اس سے ایوب کے دادا مراد ہیں یعنی عمر و ابن سعید تب تو یہ حدیث مرسل ہے کہ
 عمر و بھی صحابی نہیں تاہم میں دوسرے یہ کہ ایوب کے والد کے دادا سعید ابن عباس مراد ہیں تو حدیث متصل ہے کہ سعید ابن
 عباس صحابی ہیں امام ترمذی نے جہاں سے مراد ایوب کے دادا عمر و ابن سعید یہ اس لئے مرسل کہا۔

۶ معنی وہ بچوں والی عورت جسے اپنے بچوں کی پرورش میں اپنے تئیں جہاں کا بوش نہ ہو کپڑے میلے چرو کالا دھوئیں وغیرہ سے رہتا
 ہو خواہ بیوہ ہو یا خاوند والی مگر ایسے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں بیوہ مراد ہے۔

۷ معنی وہ نجر سے جنت میں بالکل قریب ہوگی کیونکہ وہ قیموں کی پالنے والی ہے اور قیموں کا پالنے والا حضور سے قریب ہوگا۔

۸ معنی اس نے خیال کیا کہ اگر میں نے دوسرا نکاح کر لیا تو میرے قیم بچوں کو تکلیف ہوگی ایسے نکاح نہ کیا حتیٰ کہ وہ بچے بالغ ہو شیار
 ہو کر اس سے بے نیاز ہو گئے یا مر گئے پھر نکاح کیا مرقعات نے فرمایا کہ اس مشارت میں طلاق والی عورت بھی داخل ہے
 فقیر کہتا ہے جس کا خاوند گم ہو گیا یا دیوانہ ہو گیا۔ غرض کہ کسی طرح خاوند کی سرپرستی سے محروم ہو گئی ان سب ۶

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أُتَى فَلَمْ
يُسْئَلْهَا وَلَمْ يَبْجِدْ وَلَمْ يُؤْثَرْ وَلَدَاهُ عَلَيْهَا يَعْنِي الذُّكُورَ
أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اغْتَيْبَ عَنَّا أَخُوكَ
الْمُسْلِمَ وَهُوَ يَفْقَهُ عَلَى نَصْرِهِ فَتَصَرَّاهُ نَصْرَهُ اللَّهُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَإِنْ لَمْ يَنْصُرْهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کی بیٹی ہو پھر نہ تو اسے برائی دی نہ زندہ دفن کیا اور
نہ اس پر اپنے مذکر کو ترجیح دی نہ تو اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (ابوداؤد) روایت
سے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا جس کے پاس اس کے مسلمان
بھائی کی غیبت کی جاوے کہ اور وہ اس کی مدد پر قادر ہو پھر وہ اس کی مدد کرے کہ تو
اللہ اس کی دنیا و آخرت میں مدد کرے گا۔ لیکن اگر مدد پر

م عورتوں کا یہ ہی وجہ ہے :

اسے جیسا کہ عرب میں رواج تھا کہ اپنی بیٹی کو یا تو زندہ دفن کر دیتے تھے یا اسے زندہ رکھتے تو نہایت ذلیل کر کے اپنے بیٹوں
کو بہت پید کر دیتے بیٹیوں کو ذلیل قرار کرتے تھے اب بھی بعض جاہل مسلمان یہی حرکت کرتے ہیں ۔

اسے یعنی ایسی عورت اولین زمرہ میں جنت میں جاوے گی مسئلہ یہی اس کے سامنے کسی مسلمان کی غیبت کی جانے
خود وہ اس کا عزیز ہو یا اجنبی اسے یا اس طرح کہ غیبت کرنے والوں کو غیبت سے مدد دے یا اس طرح
کی ان کی غیبت کا جواب دے یا اس طرح کہ اس غائب شخص کے اوصاف بیان کر دے اسے بدنامی سے
بچا کر نیک نام کر دے آج کل لوگ غیبت سے رنجتے ہیں پھر اس غائب شخص کو آ کر بتاتے ہیں کہ تمہارے
غلام شخص نے یہ کہا تھا یہ ممنوع ہے کہ اس صورت میں اس کے دل کو تکلیف اس نے پہونچائی غیبت
کرنے والوں نے تیرا یا اس لیے وہ تیرا تک پہونچایا اس کے جسم میں چھوڑا ۔

اسے کیونکہ اس نے اللہ کے بندے کی پس پشت مدد کی محض اللہ کیلئے اور رب تعالیٰ اپنے بندے کا بدلہ خود دیتا ہے
دنیاوی آفات اخروی مصیبتوں سے بچانا اللہ کی جڑی ہی مہربانی ہے :

وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى تَصْرِفِهِ أَذْرَكَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ
فِي شَرْحِ الشُّنَّةِ، وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَّ عَنْ
لَحْمِ أَخِيهِ بِالْمَغِيبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ
يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ
وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عَرْضٍ

قادر ہوتے اس کی مدد کرے تو اللہ اس جرم پر اسے دنیا و آخرت میں پکڑیگا نہ شرعاً نہ
روایت ہے حضرت اسماء بنت یزید سے کہ فرمائی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر چوہے
بھائی کے گوشت سے اس کی پیٹھ پیچھے دفع کرے کہ تو اللہ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے آگ
سے آزاد کر دے (بیہقی شعب الایمان) روایت ہے ابو الدرداء سے فرماتے ہیں میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے کہ نہیں ہے کوئی
مسلمان جو اپنے بھائی کی آبرو سے۔

سلہ یعنی جو کوئی مسلمان بھائی کی عزت و آبرو بچائے بلکہ ذلیل کرنے والوں کے ساتھ شریک ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کا بدلہ
خود لے گا کہ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا جب اس پر کوئی آفت پڑے گی تو اسے دفع نہ کریگا سلہ اسماء بنت
یزید ابی سکن مشہور صحابی ہیں انصاری ہیں بڑی عاتقہ بڑی عابدہ تھیں آپ سے بہت احادیث مروی ہیں۔
سلہ بھائی کے گوشت سے مراد ہے مسلمان بھائی کی غیبت دفع کرنے سے مراد ہے غیبت نہ ہونے دینا یا اس کا جواب دے
دینا سلہ جب ایک گنہگار مسلمان کی پس پشت حمایت کریگا یہ ثواب ہے تو جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
بدگوئیوں دشمنوں کو جوابات و مسلمان کی عزت پر حملہ کرنے والوں کے دل اپنے پر لے ان کے صفات عالیہ کے گیت
گائے سوچ لو کہ اس کا بدلہ تو اللہ تعالیٰ نصیب کرے حضرت حسنین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ شعر

فَاتِ ابْنِي وَالسَّادِقِ وَعِزِّي لِعَرَضِي مَجْدُ مَنْكُمُ وَقَاءِ

میرے ماں باپ میری عزت و آبرو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو و عزت کے لئے تمہارے مقابلہ میں ڈال میں:

أَخِيهِ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ يَتَكَلَّمُونَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ
الْمُؤْمِنِينَ مَا وَكَا فِي شَرِّهِ السُّنَّةِ ۖ وَعَنْ جَابِرِ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ
يُخْذَلُ أَمْرًا مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يَنْتَهِكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ
وَيَنْتَقِصُ فِيهِ مِنْ عَرْضِهِ إِلَّا خَدَّلَهُ اللَّهُ تَعَالَى

دفعیہ کرے مگر اللہ کے ذمہ کرم پہ ہے کہ اس سے قیامت کے دن دوزخ کی آگ دفع فرمائے
پھر حضور نے یہ آیت تلاوت کی کہ ہم پر حق ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا اللہ شریعہ اور ایت سے
حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں ہے کوئی مسلمان آدمی جو کسی مسلمان آدمی کو
ایسی جگہ سوا کرے جہاں اس کی بے عزتی کی جا رہی ہے تہہ اور اس کی اہم و دین کی بجا رہی ہے
مگر اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ میں

سے بہ فرماں غالی بہت ہی عام جو کوئی کسی مسلمان کی آبرو کسی طرح بھائے خواہ اس کے سامنے یا اس کے پس پشت اللہ
اسے دوزخ کی آگ سے بھائے گا مسلمان کی عزت اللہ کو جیسا پیاری ہے ۔

سہ یہ آیت کریمہ یا تو خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی اپنے فرماں مبارک کی تائید میں یا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ
نے تلاوت کی اسی حدیث کی تائید میں دوستو کج حضرات صحابہ پر بہت طعن ہو رہے ہیں انھوں ان کی عظمتوں کے ٹکے
بجاؤ دیکھو پھر رب تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانوں سے کیسے انعام ملتے ہیں ان حضرات
کی حمایت میں کتنا ہیں چھاپنا تقریری کرنا ان کے فضائل کی آیات و احادیث شائع کرنا سب ہی قرب الہی کا ذریعہ ہے فقیر
نے ایک رسالہ لکھا ہے حضرت امیر معاویہ پر ایک نظر میں میں حضرات صحابہ خصوصاً جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین
کے فضائل کی احادیث و آیات جمع کر کے ان کے فضائل بیان کیے اور ان حضرات سے مخالفین کے اعتراضات
دفع کیے خدا کرے یہ حقیر سی خدمت اس فرمان علی کی برکت سے قبول ہو جاوے اور رب تعالیٰ میری سیاہ کلاں
معاف فرماوے سہ اس طرح کہ جب کچھ لوگ کسی مسلمان کی آبروریزی کر رہے ہوں تو یہ بھی ان کے ساتھ شریک
ہو کر ان کی مدد کرے ان کی ہاں میں ہاں ملائے ۛ

فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نَصْرَتَهُ وَمَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ يَنْصُرُ
مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَضُ مِنْ عَرْضِهِ وَيُنْتَهَكَ فِيهِ
مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَكَ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ
فِيهِ نَصْرَتَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَعَنْ عَقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَأَى
عَوْرَةً فَاسْبِغْهَا كَأَنَّكَ تَغْتَسِلُ بِهَا

ذلیل کرے گا جہاں وہ اپنی مدد چاہتا ہو گا لے اور نہیں ہے مسلمان آدمی جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ
مدد کرے جہاں اس کی عزت گھٹانی جا رہی ہو اور جس میں اس کی اہم و برتری کی جارہی ہو۔ مگر اللہ
اس کی ایسی جگہ مدد کرے گا۔ جس میں اس کی مدد اسے محبوب ہو لے (ابو داؤد) روایت ہے
حضرت عقیبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی کا خفیہ عیب
دیکھے پھر اسے چھپائے نہ تو اس شخص کی طرح ہو جو زندہ درگور

۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس جرم کی سزا میں اسے ایسی جگہ ذلیل کرے گا جہاں اسے عزت کی خواہش ہوگی۔ خیال رہے کہ
یہ احکام مسلمان کے لئے ہیں کفار۔ مرتدین۔ بے دین لوگوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عزت نہیں ان کی بے حیائی ظاہر
کرنا عبادت ہے مسئلہ غرض کہ کتنا ہی تدان جیسا کہ دیکھا ہو گے۔ کوئی غرض۔ آمدنی پیش مسلمان بھائی کی
عزت کو اپنی عزت کرالو اسے ذلیل کرنا اپنے کو ذلیل کرالو۔ جگہ عام ہے دنیا میں ہو یا آخرت میں یعنی دنیا و آخرت جہاں
میں اسے مدد کی ضرورت ہوگی رب تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا صرف ایک بار نہیں بلکہ ہمیشہ۔

۲۔ وہ عیب جو کسی مسلمان کے حق سے متعلق نہ ہو اور جس شخص اسے لوگوں سے چھپانا چاہتا ہو یعنی شرم میں
نے فرمایا کہ اس سے مراد مسلمان مرد یا عورت کا ستر ہے۔ یعنی کسی کو نہ دیکھ کر اسے کھڑا پہنا دے ہو
سکتا ہے کہ مددوں ہی مراد ہوں ۳۔ اسی طرح کہ خود اس سے کہہ دے کہ دیکھ آئینہ ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ پھر
تیری خیر نہ ہوگی اور لوگوں سے چھپائے تاکہ تبلیغ بھی ہو جائے اور مسلمان کی پرہیزگاری بھی نیکی اگر یہ شخص
کسی قتل یا نقصان کی خفیہ سازش کر رہا ہے تو ضرور اس کی اطلاع اس کو کر دے تاکہ وہ نقصان سے بچ سکے
یا اگر یہ شخص عادی مجرم ہی چکا ہے تو اس کا اعلان کر دے لہذا اس فرمان عالی کا یہ مقصد نہیں کہ خفیہ جو رفاہی کے جرم
چھپاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہایت ہی جامع ہوتا ہے ۴۔

مَوْؤَدَةً رَأَاهَا أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ، وَعَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
أَحَدَكُمْ مِرَاةٌ أَخِيهِ فَإِنْ رَأَى بِهِ آذَى فَلْيُمِطْ عَنْهُ رَأَاهَا

بچی کو زندہ کرے نہ احمد۔ ترمذی نے اسے صحیح فرمایا۔ روایت ہے حضرت
ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے
بھائی کا آئینہ ہے مثلاً کہ اگر اس میں برائی دیکھے تو اس سے دفع کر دے

مثلاً میں اس پر وہ پرشی کا ثواب ایسا ہے جیسے کسی زندہ و دفن شدہ بچی کو قبر سے نکال کر اس کی جان بچا لینا کیونکہ مسلمان کی آبرو
اس کی جان کی طرح قابل احترام ہے بہر حال مسلمان کی جاتی ہوئی عزت بچانا جڑی ثواب ہے مگر وہ قیود خیال میں رہیں جو ہم نے
عرض کیں مثلاً جیسے آئینہ چہرے کے مدار سے عیب و خفیاں ظاہر کر دیتا ہے ایسے ہی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے
عیب پر اسے مطلع کرنا ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کرے مگر ضرور رسوائی کرنا ممنوع ہے اصلاح کرنا ثواب پھل حدیث
میں رسوائی کی ممانعت تھی اسی حدیث میں اصلاح کا حکم ہے مثلاً اسے خبر دیکر یا اس کے لئے دعاغیر کر کے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ اس پر رحم کرے جو مجھے میرے عیوب پر مطلع کرے عیوب فرما کر بتا یا کہ
مہارا نفس عیوب کا سرچشمہ ہے یا یہ مطلب ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ ان مومنوں کے پاس بٹھا کر یہی جن کے ذریعہ
انہیں اپنے عیوب پر اطلاع ہو آئینہ اس لئے دیکھتے ہیں کہ اپنے چہرے کے چھوٹے بڑے۔ داغ دھبہ نظر آجائیں۔
طیب کے پاس اسی لئے جاتے ہیں کہ وہ ان علاج ہوادے ایسے مومنوں کی صحبت اکبر ہے اس لئے صوفیاء فرماتے ہیں
کہ ہمیشہ اپنے مریدوں اپنے شاگردوں کے پاس نہ بیٹھے جو ہر وقت تمہاری تعریف ہی کرتے ہیں بلکہ کبھی کبھی اپنے مریدوں
اپنے استادوں اپنے بزرگوں کے پاس بھی بیٹھو۔ جہاں تمہیں اپنی کتری نظر آوے۔ ہاتھی پہاڑ کو دیکھ کر اپنی
حقیقت کو پہچانتا ہے۔ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں میں غور کیا کرو تاکہ اپنی گنہگاری اپنی کمتری محسوس
ہوئی ہو۔ محققین صوفیاء اس حدیث کے یہ معنی کرتے ہیں کہ مومن جب کسی مسلمان میں عیب دیکھے۔ تو
سمجھے کہ یہ عیب مجھ میں ہے جو اس کے اندر مجھے نظر آ رہا ہے جیسے آئینہ میں اپنے جو داغ دھبے نظر
آتے ہیں وہ اپنے چہرے کے ہوتے ہیں نہ کہ آئینہ کے یہ معنی نہایت ہی عارفانہ ہیں (اشعۃ اللمعات) اس لئے اگر
خواب میں حضور انور کی زیارت ہو مگر شکل مبارک یا لباس خوشنما نہ ہو تو سمجھ لو کہ مہلدا اپنے دل کا حال خراب

الْبَرِّ مِثْلِي وَضَعْفَهُ وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ وَرِثِي ذَاوَدَ الْمُؤْمِنِ
مِرَاثًا الْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ يَكْفُ عَنْهُ ضَيْعَتُهُ وَيَحْوَطُهُ
مِنْ وَرَائِهِ + وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ أَسِيَسَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَبَى مُؤْمِنًا مِنْ مُتَافِقٍ بَعَثَ
اللَّهُ مَلَكًَا يَحْبِي لَحْجَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ
وَمَنْ رَهَى مُسْلِمًا يَشِي بِرِيْدُ شَيْئِهِ حَبَسَهُ اللَّهُ عَلَى

ترتیبی اور اسے ضعیف کہا اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ مومن مومن کا سینہ ہے مومن
مومن کا بھائی ہے کہ اس سے اس کی ہلاکت دفع کرتا ہے اور اس کے پیچھے اس کی حفاظت کرتا
ہے یہ روایت ہے حضرت معاذ بن اسس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ جو کسی مسلمان کو کسی منافق سے محفوظ رکھے نہ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ
بھیجے گا جو اس کے گوشت کی دوزخ کی آگ سے حفاظت کرے گا لے گا اور جو کسی مسلمان کو کسی چیز کی
قیمت لگائے اس کی بے عزتی کا ارادہ کرتا ہو گا تو اللہ

۱۰ ہے اصلاح کرو اس صورت میں غلطی عنہ کے معنی یہ ہوئے کہ مومن کے قریب اپنے عیب معلوم کر کے اپنے
عیوب دفع کرو ۶

۱۱ یعنی مومن کی شان یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی پس پشت خیر خواہی کرے حتیٰ اگر کوئی اس کی غیبت
کرے تو یا اسے غیبت سے روک دے یا اس کا جواب دے کہ مومن کی عزت بچالے یا اسے سمجھا بھگا کر
اس کی اصلاح کرے یا اس کے لئے اصلاح کی دعا کرے و مرقات

۱۲ یہاں منافق سے مراد غیبت کرنے والے کو اپنے عیب نہیں سوچتے دوسرے کے نظر آتے ہیں۔ یہی منافق
کا حال ہے۔ یعنی غیبت کرنے والے سے اس مسلمان کی عزت بچائے۔
۱۳ اس طرح کہ وہ فرشتہ پہل ملاط پر اسے اپنے پروں میں ڈھانپ کر گزیرے گا تاکہ اسے آگ کی تپش نہ
پہونچنے پائے۔

۱۴ بے عزتی کے ارادہ کی قید اس لئے لگائی تاکہ معلوم ہو کہ کسی کی اصلاح کے لئے یا اس سے اپنا حق حاصل
کرنے کے لئے اس کی غیبت درست ہے کہ وہ غیبت نہیں ۶

جَسْرَجَهُمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالُوا أَكَا أَبُودَا وَدَا
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ
لِمَتَّاحِيهِ وَخَيْرُ الْأَجِيرَانِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِمَتَّاحِيهِ
مَرَاكَا التِّرْمِذِيُّ وَالْإِسْنَادُ يَرْوِيهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا
حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ . وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ

میں سے دو ذبح کے پل پر روکے گا حتیٰ کہ وہ اپنی اس بات سے باہر آ جاوے (ابوداؤد) روایت
ہے حضرت عبد اللہ بن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے
نزدیک بہترین ساتھی وہ ہیں جو اپنے ہر امیول کے لئے بہترین اور اللہ کے نزدیک بہترین ساتھی
پڑوسی وہ ہیں جو اپنے پڑوسی کے لئے اچھے ہوں گے (ترمذی - دارمی) اور ترمذی نے فرمایا - یہ
حدیث حسن غریب ہے روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا
رسول اللہ

سلہ یعنی مثنیٰ دیر تک اس نے غیبت میں اپنا وقت صرف کیا اتنی دیر تک پھر اٹھ پروردگار کا ہاؤس کا حضرت شیخ نے فرمایا کہ
جب تک اس سے معافی نہ مانگے تب تک وہ غیبت ہی میں مشغول ہے سلہ یہاں ساتھی سے مراد عام ساتھی ہیں
مدرسہ کے ساتھی سفر کے ساتھی گھر کے ساتھی غرض کہ مسلمان کو ہر ایسے کہ ہر ساتھی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اس کی خیر
خواہی کرے ان سے اچھا برتاؤ کرنا انہیں بری باتوں سے روکنا اچھی راہ دکھانا سب ہی اس میں داخل ہے سلہ عبادات
کی درستگی سے بھی زیادہ اہم ہے معاملات کی درستگی پڑوسی سے ہر وقت معاملہ رہتا ہے ایسے اس سے اچھا برتاؤ کرنا
بہت ضروری ہے اس کے بچوں کو اپنی اصلاح کے لئے اس کی عزت و ذلت کو اپنی عزت و ذلت سمجھے پڑوسی اگر کافر بھی ہو تب
کے پڑوسی کے حقوق ادا کرے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہودی پڑوسی سفر میں گیا اس کے بال بچے
گھر رہ گئے رات کو یہودی کا بچہ موتا تھا آپ نے پوچھا کہ بچہ کیوں موتا ہے یہود دن بولی گھر میں چراغ نہیں
ہے بچہ اندھیرے میں گھبراتا ہے اس دن سے آپ روزانہ چراغ میں خوب تیل بھر کر روشنی کر کے یہودی کے گھر

اللّٰهُ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا احْسَنْتُ اَوْ اِذَا سَاَءْتُ فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِئْرَانِكَ يَقُولُوْنَ
قَدْ احْسَنْتَ فَقَدْ احْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُوْنَ قَدْ
اَسَاَءْتُ فَقَدْ اَسَاَءْتُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَحَنَ عَائِشَةُ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوْا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ

میں کیسے جانوں جب کہ میں بھلائی کروں یا جب کہ میں برائی کروں نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے بھلائی کی تو واقعی تم نے بھلائی کی اور جب تم
انہیں کہتے سنو کہ تم نے برائی کی تو واقعی تم نے برائی کی نہ (ابن ماجہ) روایت ہے حضرت
عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو ان کے درجوں میں اتار دو

۴۔ بھیج دیا کرتے تھے۔ جب یہودی لوٹا اس کی یہودی نے یہ واقعہ سنایا یہودی بولا کہ جس گھر میں بایزید کا چرخ آ
گیا وہاں اندھیرا کیوں رہے وہ سب مسلمان ہو گئے :
۵۔ یعنی مجھے تو اپنے سارے کام ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر واقعہ میں اچھے کام اور بُرے کام کی علامت
کیا ہے یہاں کام سے مراد معاملات ہیں۔ عقائد، عبادات میں کسی سے اچھا برا کہنے کا اعتنا نہیں۔

۶۔ یعنی معاملات میں اچھائی برائی کی علامت یہ ہے کہ تمہارے سارے پڑوسی قسطنطینی طور پر تم کو اچھا کہیں یا بُرا کہیں
قسطنطینی بات ہے کہ بعض بندوں کیلئے خود بخود منہ سے اچھائی نکلتی ہے حضور فرماتے ہیں انتم شہداء اللہ فی الارض
مسلمانوں کی زبان رب کا ظلم ہے پڑوسی چونکہ ڈھکے حالات سے خبردار ہوتے ہیں اس لئے یہاں پڑوسیوں کی قید
لگائی گئی۔ ورنہ اپنے متعلق خود فیصلہ نہ کرو کہ ہم اچھے ہیں یا بُرے۔ مخلوق کی زبان سے وہی نکلتا ہے جو رب
نکلوانا چاہے آج بعض قبر والوں کو لوگ ولی اللہ کہہ رہے ہیں ان کے مزارات پر سیلے لگے ہوتے ہیں حالانکہ
کسی نے ان کو دیکھا بھی نہیں یہ ہے خلق کی زبان ۷۔ یعنی تمہارے پاس جس خیمت کا آدنی آوے اس کی تواضع
خاطر اعزاز کر لیں اس کی جنیت کے لائق کرو حضرت عائشہ صدیقہ کھانا کھا رہی تھیں ایک اجنبی سائل دروازے سے گزرا۔
آپ نے اسے روٹی کا ٹکڑا بھیج دیا ایک اجنبی گھوڑا سوار گزرا تو آپ نے اس سے کہا کہ بھیجا کہ اگر آپ کو
کھانے کی خواہش ہو تو کھانا حاضر ہے کسی نے ام المومنین سے اسی فرق کی وجہ سے پوچھی تو آپ نے یہی ام

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ أَبِي ثَرَادٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْمًا
فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَذَا تَالُوا
حُبِّي وَاللَّهِ وَمَا سُئِلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(ابو داؤد، تیسری فصل - روایت ہے حضرت عبدالرحمن بن ابی ثراد سے کہ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے ایک دن وضو کیا تو حضور کے صحابہ آپ کے بقیہ وضو کو پینے پر ملنے لگے مگر تو
ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو اس پر کیا چیز اجباتی ہے؟ وہ بولے اللہ اور
رسول کی محبت ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۴ حدیث چھٹی معاملات عقائد بلکہ عبادات میں فرق مراتب کرنا ضروری ہے۔

مصراع

۵ یہ واقعہ اشعۃ اشعاع نے بحوالہ اختیار العلوم نقل فرمایا۔

۱۰ تبرک کے لئے کیونکہ حضرت صحابہ کرام ہمیشہ حضور کے وضو کا پانی برکت کے لئے پینے یا تمسح اور منہ پر
ملنے سے کہ یہ خصالہ جسم اطہر سے مس ہوا ہے حضرت جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک نے سونے
کے پتھر سے میں زندگی پھونک دی تو جو پانی حضور کے عضو شریف سے مس ہوا ہے اس کی تاثیر کا کیا پوچھنا
ظاہر ہے کہ اس پانی سے وہ پانی مراد ہے جو اعضاء شریف سے گرتا تھا خصالہ شریف اور ہو سکتا ہے کہ اس سے
وضو کا بقیہ پانی مراد ہو پہلا احتمال قوی ہے دیکھو اشعۃ اشعاع ہمارے وضو و غسل کا خصالہ استعمال کے لائق نہیں۔
حضور کا خصالہ طیب طاهر بلکہ پاک کرنے والا ہے کہ ہمارا خصالہ ہمارے گناہ دھو کر نکالتا ہے حضور کا خصالہ نور فیکر گرتا ہے۔
۱۱ حضور نور کا یہ سوال اگلے مضمون کی تمہید ہے درج حضور نور کو تو ہر ایک دل کا ہر حال معلوم ہے۔ شعر

اے فروغ صبح انار و دھور چشم تو بیندہ مافی الصدور

۱۲ یعنی حضور ہمارے محبوب ہمارے دلوں کے چین ہیں جو پانی حضور کے عضو سے مس ہو وہ ہی ہم کو پیارا
ہے اس لئے اسے چومتے ہیں۔

مَنْ سَرَّكَ أَنْ يُحِبَّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ أَوْ يُحِبَّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ
فَلْيَصِدْقِي حَدِيثَهُ إِذَا حَدَّثَ وَالْيُودَ أَمَانَتَهُ
إِذَا أَثْمَنَ وَالْيُحْسَنَ جَوَارِمَ جَاوَرَهُ، وَعَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ
إِلَى جَنْبِهِ، وَاهُمَا الْبَيْتُ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ، وَعَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ

جیسے یہ پسند ہو کہ اللہ رسول محمد کریم یا اس سے اللہ رسول نبوت کریم سے توفیق جب بات
کرے تو تم بھی کرے۔ بہت اہم بنیاد ہے تو امانت دے کرے۔ اور اپنے پڑے کا پڑوس اچھا
بھلائے گا۔ روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا فرماتے کہ مومن وہ ہیں جو خود میرے جوارے اور اس کے برادر میں اس کا پڑوس بھوکا
ہو نہ رہے۔ یعنی شعیب الایمان۔ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے
عرض کیا یا رسول اللہ

سہ یعنی ہمارے غسالہ کو تبرک استعمال کرنا ممنوع یا بیکار نہیں بیشک اس سے برکت حاصل ہوتی ہے مگر اللہ رسول کی
محبت کے لئے صرف یہ عمل کافی نہیں کہ یہ کام نفس پر گراں و بھاری نہیں یہ کام تو منافقین بھی کر لیتے ہیں اللہ رسول کی محبت
کے لئے ان کی اطاعت و فرمانبرداری بھی ضروری ہے کہ وہ ہی نفس پر گراں ہے سہ چیز کہ یہ میں کام درستی معاملات کی
جڑ میں اس لئے ان کا ذکر فرمایا جو مسلمان معاملات درست کر لے گا اسے عبادات درست کرنا آسان ہوگا اور معاملات
میں زبان بھی ہر قسم کی امانت کی اور ان کی اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک بڑی ہی اہم چیز ہے کسی کو صرف اس کی عبادات اور
کثرت نوافل سے شازماؤں بلکہ معاملات سے آزار۔ معاملات درست میں تو واقعی کامل ہے آج بہت سے مسلمان
ان ہی تین باتوں میں غل ہو جاتے ہیں نمازی۔ حاجی بہت ہیں مگر سچے امتی تھوڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعلان
نبوت سے پہلے ہی صادق الوعدا میں کے لقب سے پکارے جاتے تھے کفار عرب ان القاب سے
حضور کو یاد کرتے تھے سہ اگر اسے اپنے پڑوسی کی بھوک و محتاجی کی خبر ہو تب تو یہ بہت ہے موت ہے

فَلَا تَنَّهُ تَذَكُّرُ مَنْ كَثَرَتْ مَلَائِقَتُهَا وَصِيَامُهَا وَصَدَقَتُهَا
غَيْرَ أَنَّهُ تُوْذِي حَيْثُ رَأَتْهَا بِسَانَهَا قَالَتْ هِيَ فِي السَّارِ
قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ فَلَا تَنَّهُ تَذَكُّرُ قِيلَ وَصِيَامُهَا
وَصَدَقَتُهَا وَصَلَائِقُهَا وَإِنَّهَا تَصَدَّقُ بِأَلَا تُؤَامِرُ

فلان بی بی اوس کی نماز و تہ سے صدقات کی فراوانی کا چرچا ہے۔ بجز اس کے کہ وہ اپنے پڑوسیوں
کو اپنی زبان سے سناتی ہے نہ فرمایا کہ وہ آگ میں ہے بلکہ عرض کی یا رسول اللہ تو وہ فلان عورت
اس کی نماز و تہ سے صدقات کی کمی کا ذکر ہوتا ہے نہ وہ تو پتیر کے کچھ ٹکڑے ہی
خیرات کرتی

۴ اور اگر غریب نہیں تو بہت لاپرواہ ہے مومن کو چاہیے کہ اپنے عزیزوں و غریبوں دروں چروسیوں حملہ والوں کے حالات کی
خبر رکھے اگر کسی کی حاجت مندی کا پتہ چلے تو ان کی حاجت دوائی کو غنیمت جان کر کرے ۵
۶ شاید کہنے والے نے اس بی بی کا نام دیا ہو گا مگر دیوی کو دندہ رہا یا عمنہ نام نہ لیا تاکہ اس مومنہ کی رسوائی نہ ہو
زبان کا ذکر اس لیے کیا اکثر لوگ دوسروں کو زبانی تکلیف دیتے ہیں لہذا سب زبانی غیبت چٹنی کرنا وغیرہ زبان کا
زخم سنان یعنی بھانے کے زخم سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے کہ یہ مریم سے بھر جاتا ہے مگر وہ نہیں بھرتا۔ حضرت
علی فرماتے ہیں۔

جَوَاحِرُ السِّنَانِ لَهَا التَّهَامُ ۝ وَلَا يَتَّهَمُ مَا جَوَّحَ لِّلْسَانُ

کسی ارادہ شاعر نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے

چھری کا تیر کا عکس کا تو گھاؤ بھرا
رنگا جو زخم زبان کا رہا ہمیشہ بھرا ۷

۸ یعنی یہ کام دندنیوں کے ہیں اگر یہ عبادت گزرب بی بی اپنی تیز زبان سے توبہ نہ کرے گی تو اودھا عذر میں جاوے
گی نوازل سے لوگوں کے حق معاف نہیں ہوتے۔ پھر سزا بھگت کر جنت میں جاوے گی۔ لہذا یہ حدیث اس قانون کے
خلاف نہیں کہ صحابہ تمام ہی عادل ہیں کوئی فاسق نہیں۔ بعض حضرات صحابہ سے گناہ ہوئے۔ مگر وہ قائم نہ رہے۔
توبہ کر کے دنیا سے گئے۔

۹ یعنی وہ نفلی نماز نفل صدقہ کم کرتی ہے فرضی نماز میں کمی مراد نہیں۔ کہ یہ تو فسق ہے۔ صحابہ کو اہم
فسق سے محفوظ ہیں ۱۰

مِنَ الْاِثْسِطِ وَلَا تُؤْذِنِي بِلسَانِهَا جِئْنَا نَهَا قَالَ هِيَ
فِي الْجَنَّةِ مَا وَاكَ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِي فِي شَعْبِ الْاِيْمَانِ
وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَتْ
عَلَى نَاسٍ جَلُوسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرْكُمْ بِخَيْرِكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ
قَالَ فَسَكْتُوْا فَقَالَ ذَالِكَ ثَلَاثُ مَرَاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلَى
يَا رَسُولَ اللّٰهِ اُخْبِرْنَا بِخَيْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ

ہے۔ اور وہ اپنی زبان سے اپنے پیرونیوں کو تکلیف نہیں دیتی فرمایا جنتی ہے لے۔ دا احمد
بیہقی شعب ایمان، روایت ہے کہ انہیں سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ
میتھے جوے لوگوں کے سامنے ضرے سوئے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اچھوں بدوں کی خبر نہ
دوں ت راوی نے کہا کہ حاضرین ماموش رہے تھے تو یہ تین بار فرمایا پچ تو ایک شخص نے عرض کیا
ہاں یا رسول اللہ ہم کو اس سے بہتے عجبوں کی خبر دیجئے
تو فرمایا

سے مطلب ہے کہ وہ نبی صاحبہ مسکین غریب میں معمولی چیز یعنی کچھ ہمیری خیرات کر سکتی ہے اس سے بھی معلوم ہوا
کہ نفلی عبادت کی کمی مراد ہے کہ بغیر کئے کھڑے قطرے، زکوٰۃ وغیرہ میں خیرات نہیں کیے جاتے صرف نفلی صدقات
میں دیئے جاتے ہیں سہ اس مریاں عالی سے ہم لوگوں کے کان کھل جائے چاہیں ہم میں سے بہت لوگ اصول
چھوڑ کر اصول میں کوشش کرتے ہیں فرض کی براد نہیں تو اہل پروردہ معاملات حرام وظیفوں چلوں کا اہتمام دہا کے
ساتھ پرہیز ضروری ہے سہ یعنی حضور انور ایک مجلس صحابہ میں گزرے تو وہاں کھڑے ہو گئے ٹھہر گئے اور پہلے لوگوں
سے یہ سوال فرمایا تاکہ ترعیب بعد تعلیم ہو اور دونوں میں ہم جاوے۔ سہ یہ حضرات سمجھے کہ حضور انور سہارے نام
بیکو فرمائی گئے کہ نلاں اچھا ہے ملاں بر جس سے سہارے پر وہ فاسی ہو جائیں گے اس لئے عاموشی بہتر ہے تاکہ سہارے
پر دے رہیں سہ حضور انور کا غشایہ تنہا یہ حضرات خود اشتیاقی ظاہر کری تو ہم تائیں تاکہ یہ حضرات اشتیاق کا تواب
پائیں اور سہارے کلام انور میں اس لئے بار بار سوال فرمایا اور ٹھہر بیان ہو فرمایا حضور وہ سخی ہیں جو تعاضے کر کر کے
فقیروں کو حیدر دیتے ہیں سہ ان صاحب نے محسوس فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فرمایا عالی کی
رجس ہے اور حضور فرماتا چاہتے ہیں اس رجس میں رب تعالیٰ کی حکمت ہے لہذا عرض کیا کہ حضور انور فرمائی

خَيْرَكُمْ مَنْ يُرْجَى خَيْرُهُ وَيُؤْمَنُ شَرُّهُ وَشَرُّكُمْ لَا يُرْجَى خَيْرُهُ وَلَا يُؤْمَنُ شَرُّهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۚ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُعْطِي السُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ مَنْ لَا يُحِبُّ وَلَا

کہ تمہارا بھلا دشمن ہے جس کی خیر کی امید کی جاوے اور اس کے شر سے اطمینان کیا جاوے اور تمہارا برا دشمن ہے جس کی خیر کی امید کی جائے اور اس کے شر سے امن نہ ہوئے اور ترمذی یہ بھی شعب الایمان اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے کہ روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان و اخلاق تقسیم فرمادیے جیسے کہ تمہارے درمیان تمہاری روزی بانٹ دی اور اللہ تعالیٰ دین تو اسے بھی دیتا ہے۔ جس سے محبت کرتا ہے اور اسے بھی حسے ناپسند فرماتا ہے ۵۷

ما حضور کی اس خواہش میں جہاد بھلا ہی ہوگا ۵۸

۵۷ یعنی قدرتی طور پر لوگوں کے دلوں میں اس کی طرف سے اطمینان ہو کر شیخ جس کسی کو تکلیف میں دیتا ہو سکتا ہے تو جبری کرتا ہے۔ ۵۸ یعنی قدرتی طور پر لوگ اس سے ڈستے ہوں کہ یہ شخص خطرناک ہے اس سے بچو اس سے خیر نہ پہونچے گی شر ہی پہونچے گی۔ معلوم ہوا کہ لوگوں کے دل ان کے نہیں رب کا حکم ہی بہت جیسے عام طور پر لوگ دل کہیں وہ عند اللہ ولی ہی ہے ۵۹ اس حدیث کو مختلف عبارتوں سے ابو نعیم، احمد، ترمذی، ابی حیان، ابن عساکر وغیرہم نے مختلف صحابہ کرام سے روایت کی (مرقات) ۵۹ یعنی ظاہر و زبیاں جسمانی عدائیں ہیں اور اخلاق و عادات و اخلاقی غذائیں جیسے رب تعالیٰ نے جسمانی روزی میں فرق رکھا ہے کہ بعض کی روزی، حلال بعض کی حرام بعض کی فراخ بعض کی تنگ یوں ہی بعض کے اخلاق اعلیٰ بعض کے خراب اعمال، احوال کا بھی یہی حال ہے۔ ۶۰ چنانچہ حضرت سلیمان و جن جن بڑے غمی میں یوں ہی فرعون، ہامان شداد بڑے مال دار ہیں۔ دنیا پر جگہ پہونچ سکتی ہے یہ تو حضور کے نام کی نچھاور ہے۔ دلوں کی نچھاور و دوست دشمنی صعب لوٹ لیتے ہیں۔ دیال جانام

يُعْطِي الْيَتِيْمَ اِلَّا مَن اَحَبَّ فَمَنْ اَعْطَاهُ اللهُ الدِّيْنَ
فَقَدْ اَحَبَّهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُسْلِمُ عَبْدٌ حَتَّى
يُسْلِمَ قَلْبُهُ وَلِسَانُهُ وَلَا يُؤْمِنُ حَتَّى يَأْمَنَ جَارُهُ
بَوَائِقِهِ ۝ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ مَالِفٌ وَلَا خَيْرَ
فِيْمَنْ لَا يَالِفُ وَلَا يُؤْلَفُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ هَشِيْمٍ

مگر دین اس کو دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے لہ تو جسے اللہ دین عطا فرمادے تو اس سے محبت کرتا ہے لہ اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بندہ مسلمان نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کا دل و زبان سلامت رہے لہ اور مومن نہیں ہوتا حتیٰ کہ اس کا پڑوسی اور اس کے شریک میں ہو لہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن الفت والا ہوتا ہے لہ اور اس میں خیر نہیں جو نہ الفت کرے نہ اس سے الفت کی جاوے لہ لہ مسند بیہقی

۱۔ محبوبیت کی علامت نہیں ۛ

لہ کیونکہ ارات کا کھانا جڑ سے انعام وغیرہ صرف دو لحاظ کے دوستوں اور تعلق والوں ہی کو ملنے میں دین کائنات کے دو اہل نبی کریم کے تعلق والے ہی پالیں گے دین اللہ تعلق کی بڑی نعمت ہے اس میں اختلاف ہے کہ غنی شاکر افضل ہے یا فقیر صابر۔ لہ یعنی کسی کو اچھے عقیدے، اچھے اعمال کی توفیق ملنا اس کی علامت ہے کہ رب تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے اپنی خاص نعمت خاص غلاموں کو دی جاتی ہے۔ لہ یعنی مومن کامل وہی ہوگا جس کا دل بے عقیدگیوں، حسد، کینہ سے پاک و صاف ہو مینہ کینہ سے پاک رکھو تاکہ اس میں نور و مینہ جلوہ گر ہوں بہر حال عبادات، سنیہ یا وہ اہم معاملات میں اللہ تعالیٰ ہمارے معاملات درست کرے لہ چونکہ بڑی سے ہر وقت معاملہ رہتا ہے اس لیے زیادہ تعلق اسی سے ہوتا ہے جب پرکھ سی رہی ہو تو دوسرے لوگ جڑ اور لی راضی ہوں گے لہ مالک مصدر می ہے بمعنی اسم فاعل یعنی الفت والا کہ اسے اللہ تعالیٰ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات کی امت سے الفت ہوتی ہے اور امت کو اسی سے الفت ہوتی ہے اس کی طرف دل خود بخود کھینچتے ہیں سو سکتا ہے کہ مالک اسم ظرف ہو یعنی مومن الفت کی جگہ ہوتا ہے اس میں لوگوں کی الغن جمع ہوتی ہیں۔ لہ یعنی مسلمانوں سے وہ متفرق ہو اور مسلمان اس سے متفرق ہوں جیسا شخص نور ایمانی سے محروم ہے۔ ۛ

فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ ، وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضَى لِأَحَدٍ مِّنْ أُمَّتِي حَاجَةً يُرِيدُ أَنْ يُسِرَّ بِهَا فَقَدْ سَرَرَنِي وَمَنْ سَرَرَنِي فَقَدْ سَرَّ اللَّهُ وَمَنْ سَرَّ اللَّهُ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَكَتَبَهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَخَاتٍ مَّلَهُوَ فَكَتَبَ اللَّهُ لَهُ ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ

شعب الایمان (روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میرے کسی امتی کی حاجت پوری کرے اس سے اس کی خوشی جیسا کہ میں تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا ہے اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا کہ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی غم گین کی مدد کرے اس کے لئے تہتر بخششیں

۱۵ خیال ہے کہ مسلمانوں سے الفت رکھنا کچھ اور ہے لوگوں کی شر سے بچنے کے لئے علیحدہ رہنا کچھ اور ہے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ اپنا گھر واپس پکڑو ۛ

۱۶ یعنی اس حاجت دہانی سے اس بندہ موسیٰ کو خوش کرنا چاہتا ہو محض ایمانی رشتہ کی بنا پر کسی اور وجہ سے نہیں۔
 ۱۷ یعنی اس امتی بندے کی خوشی سے مجھے خوشی ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ تاقیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شخص کے ہر ظاہر یا ظن جسمانی دلی حالات کی خبر ہے اگر حضور بے خبر ہوں اور مومن کی خوشی کا حضور کو علم نہ ہو تو آپ کو خوشی کیسے ہو۔ ۱۸ اس فرمان عالی سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک عمل سے مومن کو راضی کرنے اور مومن کی رضا کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کی نیت کرنا شرک نہیں یہاں تک کہ بالکل جائز ہے۔
 جب کہ اپنی نامور اور ناموری مقصود نہ ہو دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا صرف حضور کی رضا میں ہے بڑی سے بڑی یگی جس سے حضور راضی نہ ہوں اس سے خدا تعالیٰ برگزراضی نہ ہوگا لہذا ہر عبادت میں حضور کو راضی کرنے کی نیت کرنی چاہیے کہ یہ ذریعہ ہے رب کی رضا کا۔

۱۹ اس سے معلوم ہوا کہ جنت خدا تعالیٰ کی خوش نوہی سے ملے گی محض اپنے عمل سے نہیں ۛ

۳۷

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ خَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ جَارَانِ رَوَاهُ
أَحْمَدُ. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا شَكَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهِ قَالَ إِنْ مَسَّ رَأْسَ الْيَتِيمِ
وَأَهْلِي الْمُسْكِينِ رَوَاهُ أَحْمَدُ. وَعَنْ سُرَّاقَةَ بِنِ
مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا
اذْكُرَ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ ابْنَتًا، مَرَدُّهُ

نہ کہ پہلے دو جھگڑتے۔ اے قیامت کے دن دو پڑوسی ہوں گے (احمد روایت ہے حضرت
ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نئے سختیوں کی شکایت کی فرمایا
کے سر پر ہاتھ بھیرا اور مسکین کو کھانا کھلا دینا (احمد روایت ہے حضرت سر قمر بنی
مالک سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ستم کو بہترین صدقہ پر میری نہ کروں گا
مہاری وہ بہترین جو تم تک پہنچا دی

۴ فرض ہوتا ہے رب کے بندوں کو رو۔ تو وہ رب تعالیٰ پر فرض ہوتا ہے لڑتا ہے۔ من ذالذی
يقرض الله قرضًا حسنًا

۱۔ یہی پیام کے دن سب سے پہلے پڑوسیوں کے جھگڑے چکائے جائیں گے پہلے ان کے فیصلے ہوں گے
پھر دوسروں کے یہ اولیت اصنافی ہے حقیقی ہیں یعنی دوسرے جھگڑوں کے مقابلہ میں پڑوسیوں کے جھگڑے
پہلے بارگاہ بنی میں ہیں ہوں گے۔ خیال رہے کہ عبادت میں پہلے حساب نماز کا ہوگا معاملات میں پہلے حساب خون ناحق
کا ہوگا اور حقوق میں پہلے حساب پڑوسیوں کا ہوگا ۲۔ سبحان اللہ عجیب علاج ہے یتیم مسکینوں پر مہربانی
اللہ تعالیٰ کی رحمت کا رویہ ہے اور اللہ کی رحمت سے دل نرم ہوتا ہے رب فرماتا ہے او اطعام فی یوم ذی مسقیمہ یتیمنا
فی اقربہ او مسکیننا ام ترہ۔ نرمی قلب اللہ کی رحمت سے علاج بالصدق ہوتا ہے کلمہ علاج تواضع سے نکل کا علاج سخاوت سے ہوتا
ہے ایسے ہی کئی دل کا علاج غریب و یتیموں پر رحم سے ہے ۳۔ آپ سرور اہل ملک جن جنت میں قبیلہ بنی علی سے آپ کے حالات
بیاں کئے جائیں گے یہاں صدقہ سے مراد نرمی صدقہ عاجز ہیں کہ وہ تو اپنی اولاد کو جائز نہیں بلکہ مراد نیکی اور ہر تو اب
ہے اس کا بہترین نیکی ہونا اسی لئے ہے کہ اس میں حق قرابت کا ادا کرنا بھی ہے۔ اور سیکس کی پرورش بھی

إِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَسِبٌ غَيْرُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ
 بَابُ الْحُبِّ فِي اللَّهِ وَمِنْ اللَّهِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ
 عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ الْأَزْوَاجُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ
 مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَافَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

جاوے تمہارے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہ ہو (ابن ماجہ) اشتر کی راہ میں محبت ملے
 اور اشتر کی محبت کا بیان ملے پہلی فصل روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتے ہیں
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زوجین مخلوط لشکر ہیں ملے تو ان میں سے جو
 جو جان پہچان رکھتی ہیں وہ الفت کرتی ہیں اور جو اجنبی رہتی رہتی ہیں وہ الگ رہتی ہیں (بخاری)

ایک عصمت والی بی بی کی حالت بھی۔ اے یعنی تمہاری وہ بیٹی جس کا عاوند فوت ہو گیا یا پاگل و روانہ ہو گیا یا گم ہو گیا یا اس نے
 طلاق دے دی مگر زندگی کسی بھوری کی وجہ سے دوسرا علاج نہیں کر سکتی یا اسے اچھا رشتہ نہ ملے اس لئے بھوری کو وہ بیٹکے
 میں بٹگئی۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کر، اس کی پرورش کر، بہترین حد تک بے کد وہ اب بے آس ہو کر تمہارے سوا سے پر
 تمہارے پاس، بی بی بعض لوگ خود لڑکیوں کو اپنے گھر میں لیتے ہیں اسے بلا وجہ جیسے نہیں دیتے وہ یہاں مزد نہیں ایسے لوگ
 نور پورے مجرم ہیں اس لئے مردودہ ارتداد ہوا۔

اے لی اللہ کالی یا تو اپنے ہی مٹی پر ہے تو سبیل پر خیر ہے یا سہی لام ہے۔ جیسے وہ فرماتا ہے والدین جاہر و خفیہ یعنی اشتر کی
 راہ میں محبت نہیں کسی بندے سے صرف اس لئے محبت کرے کہ رب تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے اس میں دنیاوی غرض رہا
 نہ ہو اس محبت میں دل باپ اور اولاد اہل قرابت مسلمانوں سے محبت سب ہی داخل ہیں جبکہ رضا وہاں کے لئے
 ہوتا ہے اولاد و انبیاء سے محبت سبوں اشتر یہ تو حب فی اللہ کا اعلیٰ درجہ ہے عداوت سے ملے محبت میں اللہ
 سے عزت و محبت ہے جو رب بندے سے محبت فرمائے اور اس کی محبت لوگوں کے لوگوں کے دلوں میں ڈال دے جیسا کہ بعض برگزینوں کو
 دیکھا گیا ہے کہ ان کے آستانوں پر لوگوں کے سبیلے لگے رہتے ہیں بعد ان دونوں عبادتوں میں شکر اور
 نہ دونوں مستقل معصوم ہیں بلکہ بھی انسانی رو میں بدوں میں آنے سے پہلے آپس میں ملوہ تھیں

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ إِذَا
 أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِئِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا
 فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِئِيلُ ثُمَّ يَنَادِي فِي السَّمَاءِ
 فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ

اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو
 حضرت جبریل کو بلاتا ہے پھر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم
 اس سے محبت کرو چنانچہ جبریل اس سے محبت کرتے ہیں آسمان میں
 اعلان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم لوگ

اس طرح کہ سید روح میں ایک گروہ تھیں اور شقی روح میں دوسرا گروہ مگر سید آہیں میں مخلوق مخلوق تھیں اور شقی آہیں میں
 مخلوق ہے یعنی جب یہ روحیں بدوزوں میں آئیں تو ہر روح کو اس روح سے الفت ہوگی جس کے ساتھ پہلے خلط ملط رہ
 چکی ہے اگرچہ دنیا میں مختلف زمانوں مختلف زمینوں میں رہیں مگر یعنی جو روحیں وہاں عالم ارواح میں الگ الگ تھیں
 کہ یہ روح ایک ذرہ کی حتی وہ روح دوسرے ذرہ کی وہ دن میں آئے کے بعد اگرچہ ایک جگہ رہیں مگر ان میں
 الفت نہ ہوگی نفرت ہوگی ۔

ناریاں مر ناریاں را طالب اند

لودیال مر ناریاں را جاذب اند

کہاں حضرت نور علیہ السلام کا ٹیٹا ہو کر الگ رہا تھیں میں میں رہتے ہوئے ۔ حضرت سیدان علیہ السلام کے پاس
 پہنچ گئے اور وہیں مکہ میں رہتے ہوئے حضور سے دور رہا ۔ اویس قرنی دور رہتے ہوئے حضور سے قریب ہو رہے ۔
 بعد دار اور قرب مزار کچھ ہیں مگر ظاہر یہ ہے کہ ہندو سے مراد میں انسان ہے محبت سے مراد یا تو اس کی بھلائی کا ارادہ
 فرو تا ہے تو یہ محبت رب کی ذات صفت ہے یا اس بندہ پر کرم و احسان مر تا ہے تو یہ صفت فعلی ہے لہذا حدیث ظاہر ہے
 اس پر علم کلام کا کوئی اعتراض نہیں مگر چونکہ حضرت جبریل نام فرشتوں سے اصل میں نیز جبریل علیہ السلام ہی مافی دہموق کے ربوں سمیر
 ہیں اور حضرت امیاء کرام پر وحی لائے والے اس لئے ان سے ہی یہ فرمایا جاتا ہے بلائے سے مراد انہیں مطہر

أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقُبُولُ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا
 الْبُغْضُ عَبْدًا دَعَا جَبْرِيْلَ فَيَقُولُ إِنِّي أَبْغِضُ
 فَلَانًا فَأَبْغِضْ قَالَ فَيُبْغِضُهُ جَبْرِيْلُ ثُمَّ يَنَادِي
 فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ فَلَانًا فَأَبْغِضُوهُ قَالَ
 فَيُبْغِضُونَهُ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْبُغْضَاةُ فِي الْأَرْضِ سَاوَاةُ
 مُسِيرَةٍ وَعَتَمًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اس سے محبت کرو وہ تو اس سے آسمان واسے محبت کرتے ہیں مگر پھر اس کے لئے زمین میں
 قبولیت رکھ دی جاتی ہے مگر اور حبیب رب تعالیٰ کسی شخص سے ناراض ہو جائے تو فرماتا ہے کہ میں فلاں
 سے ناراض ہوں تو تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ فرما کہ جبریل اس سے ناراض ہو جاتے ہیں پھر آسمان
 والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے ناراض ہے تم لوگ بھی اس سے ناراض ہو جاؤ مگر فرمایا
 پھر وہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کے لئے نفرت رکھ دی جاتی
 ہے یہ (مسلم) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی علیہ

فرماتے کے لئے ملاحظہ فرمائیے۔ رب تعالیٰ کا سبب یا اس بندے کے نیک اعمال جو اسے الٰہی محبوب
 بندے کا محبوب بنانا ہے۔ اے آسمان کے دستخود صرف اس لئے الٰہی بندے سے محبت کرو کہ وہ اللہ کا پیار ہے مگر
 تم اس سے محبت کر کے اللہ کے دربار میں محبوب بن جاؤ یہ سے محبت فی اللہ اور محبت اللہ یعنی اس اعلان پر سارے آسمان
 و ارضی بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں اسی کے لئے دعا کی جاتی ہے

اللہ زمین سے مرد و عورت و انسان و جانور و اس دور و دور مگر وہ جس و اس جو الٰہی محبت سے ہر جہت
 بہ شکل انسان و جانور ہی وہ محبت نہ کریں تو نہ کر لیں جنہیں حشرات و نباتات و اہل بیت کے ہر ایک
 و جس میں ہر ایک الٰہی محبت اور دل واسے نہیں ماسی آدمی میں شہر بھڑائیے ہیں (ملاقات) الٰہی کا تقویٰ یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے دل اس
 بندے کی طرف کھینچے لگتے ہیں وہ دور کا مفاہیس میں جاتا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین امنوا و عملوا الصالحات سنجحہم
 اللہ جس رزق و حیات اس آیت کی تفسیر ہے کہ اللہ بھی لے، کمال و اہل ذلال بد نصیب انسان سے اللہ تعالیٰ ملازم ہے اس پر عصب کرنا
 جانتا ہے م اس سے نفرت کرو اس کے لئے بددعا نہیں کرو اللہ بھی ایسے شخص سے فرشتے نفرت کرے ہیں اے م

مکہ عربی میں درج واسطہ کو کبھی کہتے ہیں منجھنی کو گڑھ بھی جیتے۔ جلد با جڑھے کی۔ جہاں معنی رسد ہے ممکن ہے کہ اس کی سستی جہاں سے
 یاد مدد بن اور رسد، حضرت جہاں علیہ السلام تھے مائوں اور دوسرے مستند جو پہلے سے وہاں مقرر کر دیا
 تھا اور وہاں سے یہ سوں کے معنی کی بار پر جس مکرر سے وہ جواب حاصل کرے کے لئے پہے بڑیاں مکرر ہے اور
 وہ اسے بشارت و سب سے لئے ہے تاکہ لوگ یہ دونوں باتیں میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

أَخَالِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ
مِنْ نِعْمَةٍ تَذُرُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ إِنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللَّهِ
قَالَ فَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ أَحَبَّكَ
كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ رَأَاكَ مُسْلِمٌ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ
قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا

کہ اس بستی میں اپنے ایک اپنے بھائی کا ارادہ کرتا ہوں وہ بلا تیرا اس پر احسان ہے مجھے تو
حاصل کرنا چاہتا ہے لہٰذا بلا نہیں بھڑاس کے کہ میں اس سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں لہٰذا فرشتہ
نے کہا کہ میں تیری طرف اللہ کا قاعد ہوں کہ اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو نے اس سے
محبت کی تھو (اسلم روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرمایا کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی قوم سے

کا اس بیان فرمانا اسی مقصد کے لئے ہے :

لہٰذا یعنی تو کسی اس پر احسان کر چکا ہے جس کا عوض حاصل کرنے کے لئے جاتا ہے یا اس کا تھو پر کچھ احسان ہے جس کا عوض دینے تو
چاہتا ہے تو رب بنا ہے رب سے یعنی پرورش کرنا۔ الٰہک کرنا۔ حاصل کرنا اصلاح کرنا (اللہ العبادات) لہٰذا یعنی اس سے میری
محبت اس لئے ہے کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہے اور نیک بندوں کی محبت سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے نیک بندوں کی ملاقات
کروں کہ تم بھی نیک بنو۔ ۵

اللہ جاگ فرما مستیائوں خلقت دیکھیں صا مت کوئی بہت سیال پرے توں بھی بخنیا جیا

۵ یعنی تیرا لگا بارگاہ الٰہی میں ہوں ہو گیا اور تیرا مقصد حاصل ہو گیا اس حدیث سے جو حدیث معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے واسطے کسی سے
محبت کرنا بہترین نیک ہے دوسرے یہ کہ ایسی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کا درمیان ہے تیسرے یہ کہ صالحین کی ملاقات ان کی زیارت کے لئے جانا
بہت اہم ہے چوتھے یہ کہ عام انسان فرشتہ کو شکل انسانی میں دیکھ سکتے ہیں۔ چاہیوں یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی حضرت اولیاء اللہ کے پاس فرشتہ کے ذریعہ
پیغام بھیجتا ہے (درود الہام سے) (درود ہے) مگر یہ پیغام وہی نہیں کہ وہی حضرات انبیاء کے سوا کسی کو نہیں ہوتی :

وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ الْمَرْءُ مَع مَنْ أَحَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ سَرَجَلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا أَعَدُّتُ لَهَا قَالَ مَا أَعَدُّتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَع مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ فَمَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِينَ

محبت کرے اور ان سے ملا نہ ہوئے تو فرمایا کہ انساں اس کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرے گا (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہے فرمایا افسوس تجھ پر تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے کہ وہ بلا میں سے اس کی تیاری کوئی نہیں کی مجھ سے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں کہ فرمایا تو اس کے ساتھ ہو گا جس سے تجھے محبت ہو حضرت انس نے فرمایا کہ میں نے مسلمانوں کو اس

لئے نہ تو کبھی ان سے ملاقات کی ہونہ ان کے لئے نیک اعمال کئے ہوں مگر ان سے دلی محبت رکھتا ہوں جیسے آج ہم گندے کپڑے پہنا کر سیارہ کار حضور سید الابرار علیہ السلام سے ملاقات کر کے ان کے اصحاب اخبار سے محبت کریں گے یعنی شخص قیامت میں ان محبوب نیکوں کے ساتھ ہو گا جب تعالٰیٰ فرماتا ہے مَا لِيْكَ مَعَ الْبِرِّ الْعَوَالِمِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُتَّقِينَ وَالشَّهَادَةِ وَالصَّالِحِينَ۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ بیرون سے محبت کرنے کا اہم بھگ یہی ہے۔ دلیاں رہے کہ ہر نسبت جنسیت چاہتی ہے عشق و محبت نہ جنسیت دیکھو برابر بندہ کو اللہ سے اتنی کہ رسول اللہ سے عشق ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے جو عشق جناب مصطفیٰ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ وہ انہوں نے غضب کے لئے نہیں کرم کے لئے ہے جیسے حضرت ابوذر غفاری سے فرمایا علی رحمہ اللہ الی حد اس کلمہ کا مزہ وہ جانتے جسے دل سے لگے ہو یا مقصد یہ ہے کہ تو اعمال نہ کرنا نہیں صرف قیامت کے متعلق پوچھتا ہے کہ وہ صاحب بڑے عشق پر ہر کار عبادت کر رہے مگر انہوں نے اپنے اعمال کو قیامت کی تیاری قرار دیا کہ یہ سب نیکیاں تو اللہ کی نعمتوں کا شکر یہ ہے جو مجھے دنیا میں مل چکیں اللہ ربی ہیں آخرت کی تیاری صرف یہ ہے کہ مجھے اسی برکت کے دوہا سے محبت ہے دوہا سے عشق اس سے محبت برات کے کھانے والے جوڑے انعام کا مستحق بنا دیتے ہیں مرقات نے فرمایا کہ اللہ رسول سے محبت مسلمان اور طائرین کے مقامات میں سے اعلیٰ مقام ہے ساری عبادات محبت کی فروغ ہیں۔ مگر محبت کے ساتھ اعانت بلکہ

فَرِحُوا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجُبَّاسِ الصَّارِخِ وَالسُّوءِ كَحَامِلِ
الْمِسْكِ وَنَارِ فِي الْكَيْرِ فَحَامِلِ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُخْذَ بِكَ
وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَ

بعد کسی چیز پر ایسا خوش ہونے نہ دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہونے لے (اسلم بکامی اورایت ہے صحت
ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے برے ساتھی کی شان مشک کے اٹانے
اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے کہ مشک بردار یا تھیں کچھ دے دے گا یا تم اس سے
خریدو گے اور یا تم اس کی بھی خوشبو پا لو گے کہ اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے

مناجعت سروری ہے۔ برکت کا کچھ نام صرف کلمہ ہاں سے نہیں ملتا بلکہ دوبا کے تعلق سے ملتا ہے اگر وہ تقاسم سے
کہہ لیتا ہے تو حضور سے تعلق پیدا کر دے۔ ۵۰ یعنی حضرات صحابہ کرم کو سب سے بڑی خوشی تو آپ اسلام لاسے پر
ہوئی تھی کہ امتوں سے سنے ابھی میں صحابہ بننے کی تو میں کتنی کی۔ بعد آج یہ زمان حال میں کہ بڑی خوشی ہوئی اس خوشی
کی وجہ سے کہ حضرات صحابہ کرم صلی اللہ علیہ وسلم پیل دھان سے فدا تھے ان میں سے بعضی تو حضور کے بغیر نہیں رہ پاتے تھے انہیں
کھانا تھا کہ مدرسہ منورہ میں تو ہم کو حضور کی ہر ایسی نصیب ہے کہ پانے میں اپنا کا شمار نہ پایا ہے۔ مگر محبت میں
کیا نہ تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اعلیٰ میں سے کسی اعلیٰ ہو گا۔ ہم کسی اور درجہ میں
ہوں گے۔ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پردہ اٹھا دیا تمام کو اسل دے دی فسردا دیا کہ جس
کو تم سے جمع محبت ہوگی اسے مجھ سے فراق ہو گا میرے ساتھ ہی رہے گا۔ حبال رہے
کہاں درجہ کی ہر ایسی با براری مراد نہیں بلکہ ایسی ہر ایسی مراد ہے جسے سلطان کے خاص مدارج سلطان کے ساتھ اس
کے سنگھ میں رہے ہیں سب سے بڑی خوشی نصیب وہ ہے جسے حق حضور کا قرب نصیب ہو جاوے اس قرب کا درجہ
حضور سے محبت ہے اور حضور کی محبت کا ذریعہ اتباع سنت کثرت سے درود شریف کی تلاوت حضور کے حالات طیبہ
کا مطالعہ اور محبت و دل کی محبت ہے یہ محبت اکبر اعظم ہے ۵۱۔ سبحان تہ کیسی پاکیزہ

نَافِعُ الْكَبِيرِ إِمَّا أَنْ يَحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا
خَبِيثَةً مُتَّفِقٌ عَلَيْكَ ۖ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ مَعَاذِ بْنِ
جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَجَبَتْ مُحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِي
الْمُنْتَجَبِينَ فِي وَالْمُتَنَازِلِينَ فِي وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِي سِرِّ مَا لِيكُمْ

جلادے گا اور یا تم اس سے بدبو پاؤ گے (مسلم بخاری) دوسری فصل روایت
ہے حضرت معاذ ابن جبل سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت میرے بارے میں محبت کرنے والوں اور میرے
بارے میں بیٹھے والوں ملاقات کرنے والوں اور میری راہ خرچ کرنے والوں کے لئے لازم ہوگئی ہے

مشاں ہے جس کے ذریعہ کچھ پاگے سے کہ بروں کی محبت فائدہ اور اچھوں کی محبت نقصان کبھی نہیں دے سکتی سبھی
واسے سے مشک نہیں ملے گا گری اور دھواں ہی ملے گا۔ مشک واسے سے نہ گری ملے نہ دھواں مشک یا خوشبو
ہی ملے گی لہٰذا یہ ادنیٰ نفع کا ذکر سے مشک خریدنا یا اس کا محبت ہی دے دینا اعلیٰ نفع ہے جس سے ہمیشہ فائدہ
چونہتا رہے گا اور صرف خوشبو پانینا ادنیٰ نفع ہے خیال رہے کہ ابو جہل و عہد دشمن رسول حضور کے پاس حاضر
ہوئے ہی ہیں وہاں ماضی محبت سے حاصل ہوتی ہے : لہٰذا اس قول مالی کا مقصد یہ ہے کہ کسی الامکان بری محبت
سے بھوکہ یہ دین و دنیا برباد کر دیتی ہے اور اچھی محبت اختیار کر دے کہ اس سے دین و دنیا سبھل جاتے ہیں سبھ کی
محبت جانیتی ہے ہرے یار کی محبت ایمان برباد کر دیتی ہے ۔

یاد رہے کہ دین و دنیا سبھل جاتے ہیں

یاد رہے کہ دین و دنیا سبھل جاتے ہیں

صوبہ اکرام کے نزدیک ساری عبادات سے افضل محبت ایک ہے آج مسلمان ہماری جاری۔ حاجی تمام بننے
رہتے ہیں مگر صحابی نہیں بننے کہ صحابی محبت نبی سے بنتے تھے وہ محبت اب کہاں نصیب حضور سب کچھ دے
جیئے مگر محبت ساتھ ہی ملے گئے صلی اللہ علیہ وسلم لہٰذا یہی بہ ناکمل ہے کہ کوئی شخص ۱۰ تین کاموں میں سے
کوئی ۱۰ کرے اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت نہ کرے اللہ کی راہ میں اس کے بسدے سے

وَفِي سَرَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى الْمُتَحَابُّونَ
فِي جَلَدِي لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُورٍ يَغِيظُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ
وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَنَا سَامَاهُمْ بِأَنْبِيََاءٍ وَلَا شُهَدَاءَ
يَغِيظُهُمُ الْأَنْبِيََاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَارِهِمْ مِنَ اللَّهِ

ترمذی کی روایت میں ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری راہ میں محبت کرنے والے
ان کے لئے نور کے منبر ہیں ان پر نبی اور شہداء رشک کریں گے لہ روایت ہے حضرت عمر سے
فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے بعض بندے وہ ہیں جنہیں جو تو نبی
ہیں نہ شہید ان پر حسرات انبیاء شہداء قیامت کے دن رشک کریں گے ان کے قرب الہی کی وجہ سے یہ

محبت کی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی سے محبت کر کے عدا کو سبھ کرنا ہو تو کعبہ کی قرب مسجد کرو اگر رب نواز سے محبت
کرنا ہو تو اس کے مدد سے محبت کرو یہ بد سے محبت الہی حاصل کرنے کے لئے گویا کعبہ ہیں :

۱۔ یا تو یہاں غلط سے مزاد ہے خوش ہونا تب تو عیث واضح ہے کہ حضرات انبیاء کرام ان لوگوں کو اسی مقام پر دیکھ کر بہت
سورخ ہوں گے اور ان لوگوں کی تعریف کریں گے (مرقات) اور اگر غلط معنی رشک ہی ہو تو مطلب یہ ہے کہ اگر حسرات انبیاء و
شہداء کسی پر رشک کرتے تو ان پر کڑے تو یہ فرمی صورت کا ذکر ہے (استقامات) یا یہ رشک اپنی امت کی بنا پر ہوگا
کو اس محبت پر ہیں یہ لوگ ایسے درجے میں ہیں کہ ہماری امت میں ہیں یا یہ مقصود ہے کہ وہ حسرات ابی امت کا
حساب کر رہے ہوں گے اور یہ لوگ آرام سے ان سروں پر بے فکری سے آرام کر رہے ہوں گے تو حسرات
انبیاء کرام ان لوگوں کی بے فکری پر رشک کریں گے کہ ہم متوکل ہیں یہ فارغ البال بہر حال اس حدیث سے یہ لازم نہیں کہ
یہ حضرات انبیاء کرام سے افضل ہوں گے (مرقات و اشعد و غیر) ۲۔ اناس میں فرما کر یہ بتایا کہ یہ حضرات انساں ہیں اور وہ
ایک دوسرے پر ہی جماعت ہے یہ اولیاء اللہ اور ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے ۳۔ اس فرمانِ عالیہ کا مطلب بھی عرض کر دیا گیا کہ ان حضرات
کے قرب الہی کی انبیاء کرام شہداء عظام تعریف کریں گے یا ان کی بے غمی بے فکری پر رشک کریں گے قیامت میں گنہگاروں کو ابی
حضرات انبیاء کرام کو اپنی امت کی فکر بھی ہوگی غم بھی مگر یہ حضرات اپنے اور دوسروں

لوگ بولے یا رسول اللہ! ہمیں خبر دیں کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا وہ یہ قوم ہے جو اللہ کے قرآن کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں بغیر آپس کی قربابت واری کے اور بغیر آپس کی مالی لین دین کے تو اللہ کی قسم ان کے چہرے نور ہوں گے اور وہ نور پہ ہونگے جب لوگ لوہے کے یہ نہ ہونگے اور جب لوگ ٹھکین ہونگے تو یہ ٹھکین نہ ہونگے کہ اور یہ آیت تلاوت فرمائے خبردار ہو جائے شک اللہ کے ولی

کے غم و فکر سے آزاد ہوں گے اس آرا دی پر صراحت ابیاد رشک کریں گے لہذا اس سے یہ لازم نہیں کہ یہ لوگ انبیاء کرام سے خاص ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف حینہم ولا هم یحزنون یہاں اولیاء اللہ فرمایا گیا۔ انبیاء و ائمہ ارشاد ہوا ہے

[illegible]

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَرَوَاهُ
فِي تَرْجَمَةِ السُّنَّةِ عَنْ أَبِي مَالٍ بِكَلْفِ الْمَصَابِيحِ مَعَ
رَوَائِدِ وَكَذَا فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بِيْ ذَرِيَّةَ
بِأَذَرِيَّةٍ عَدِيَّ الْإِيمَانِ أَوْثَقُ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ
قَالَ الْمَوْلَاةُ فِي اللَّهِ وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ

ان پر ڈر ہے نہ وہ غمیں ہوں نہ (ابوداؤد) اور اس سے شرح منہ میں حضرت
ابو مالک سے روایت کیا ہے مصابیح کے الفاظ میں مع زیادہ کے یوں ہی شعب
ایمان میں ہے روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی
علیہ وسلم نے جناب ابوذر سے فرمایا اے ابوذر ایمان کی گہریوں میں سے کون سی گہرے
مضبوط ہے عرض کیا اللہ رسول ہی خوب جانیں فرمایا اللہ کی راہ میں دوستی اللہ کی راہ میں محبت اور اللہ کی راہ

فرمادی کہ یہ لوگ اسی دن اپنی اور دوسروں کی فکروں سے آزاد ہوں گے اس بے فکری اور آزادی پر رشک کیا جاوے گا
انہیں اسے بخشنے جانے کی فکر نہ ہو بخند نہ گئے نہ دوسروں کو بخند اسے کی فکر نہ ہو کسی کے دمدار نہیں لہذا حدیث باطل
و صحیح ہو گئی۔

۱۵ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اپنے فرمان عالی کی تائید کے لئے یا حشر
میں بھی شہد سے تلاوت کی حدیث کی تقویت کے لئے صحابی رہے کہ صحیف سے صحیف حدیث بھی اگر قرآنی آیت
سے قوت پائے تو صحیح ہو جاتی ہے یہی ان لوگوں کو نہ عذاب کا خوف ہو گا نہ قواب جاتے رہنے کا غم ۱۵ آپ کا نام
کعب بن عامر ہے کیفیت یہ کہ آپ نے یہ حدیث سن کر آپ سے بہت حضرات نے روایات نقل کیں عہد فاروقی میں وصال
ہو ر مرتف ۱۵ عربی ہے عروہ کی عروہ کی کا وہ کنارہ جو ڈول سے بندھ ہوتا ہے اور ڈول اس سے وابستہ ہوتا ہے پھر اس
جزیرہ عروہ کہا جاتا ہے لگا جس سے کوئی چیز پڑی جائے جیسے کوڑا کا دستہ وغیرہ مداعروہ کے معنی گہرے بہت مناسب یہاں اس سے مراد ایمان
۱۵ اور مومنوں کے اعمال ہیں یہی ایمان کا کن سارکن اور مومن کا کوئی نسا عمل زیادہ لائق بھروسہ ہے۔

فِي اللَّهِ سَوَاءُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ : وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَيْنَ ذِي يَأْبَا ذِي أَيْ عَدُوِّ الْإِيمَانِ أَوْ ثِقُ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ الْمَوَالَاةُ فِي اللَّهِ وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ سَوَاءُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ

میں عداوت لے (بیہقی شعب ایمان) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر سے فرمایا اسے ابوذر ایمان کی کوس کی گواہی دے کہ وہ مغفوب ہے لے عرض کیا اللہ رسول اللہ ہی خوب جانتے ہیں فرمایا اللہ کی راہ میں دوستی کرنا اور اللہ کی راہ میں محبت کرنا اور اللہ کی راہ میں بعض عداوت کرنا (بیہقی - شعب ایمان) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی بیاہ پر کسی

لے دو طرفہ دوستی مداخلت ہے اور یکطرفہ دوستی حب یوں ہی دو طرفہ عداوت مداخلت ہے یکطرفہ دشمنی بعض (مرقات) یعنی روٹی اللہ کے لئے لاپ اشتر کے لئے یعنی جو اللہ کا مقبول ہو وہ ہمارا پیارا ہو جاوے اگر دشمنی ہو اور جو اللہ کا مردود ہو وہ ہمارا دشمن ہو اگرچہ ہر ایت داور ہو حضرت سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے

ہر از خویش کو نیگا نہ ار حد باشد خدا و یک تن بیگانه کا شمع باشد
رام نام کئے بچلے کر ٹپ ٹپ کے نیم داری کین دیر کو کہ حس کا ماہی رام

۱۷ یعنی اہل ایمانی میں کوئی نساغل زیادہ قابل اعتماد ہے یہ سوال اس لئے کیا گیا کہ میرے والوں کے دل میں سوئی پیدا ہو میرا نہیں بتایا جائے تو انہیں اچھی طرح یاد رہے کہ دشمن کے بعد جو بات معلوم ہوئی ہے وہ بہت دل نشین ہوتی ہے ۱۸ مرقات اور محبت کا حرق ہم پہلے جان کر چکے ہیں کہ دو طرفہ محبت موالاۃ کہلاتی ہے اور یکطرفہ محبت حب جس پر اگر کوئی ہم سے دیکھا نہیں کر ہم کو ان سے اللہ کے لئے محبت ہے ان شاء اللہ یہ محبت بہت کام آوے گی (مرقات) ۱۹ اس فرمان عالی کی تائید اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے : تَجِدُوا خَوَالِدِیْمَیْہِمْ لَا خَیْرَ لَہُمْ اِذَا جَادَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَاَکْفَرُوْا اِلَیْہِمْ ہُوَ اَعْدَیْہُمْ لَہُمْ مِّنْ اَشْرِ

أَخَاهُ أَوْ نَزَارَهُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى طُبَّتْ وَطَابَ مَثَاكَ
وَتَبَوَّاتٍ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا سَرَّوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ : وَعَنِ الْيَقْدَامِيِّ مَعْدِيكَرِبَ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ
الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ أَنْتَ يُحِبُّهُ سَرَّوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَالْتِّرْمِذِيُّ : وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَكَ نَاسٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ

یا ملاقات کرتا ہے اسے تو رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو اچھا تیرا چہن اچھا اور تو نے جنت میں منزل
یعنی گھر بنالیا (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے روایت کی ہے حضرت مقدم ابن
معدیکرب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی
سے محبت کرے تو اسے خبر دیے کہ وہ اسی سے محبت کرتا ہے (ابوداؤد ترمذی) روایت کی ہے حضرت انس سے
فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا حضور انور کے پاس کہہ دے کہ تمہارے پاس والوں میں

کے دشمنوں سے محبت نہیں کرتے اگرچہ وہ ان کے باپ دادا سے یا اولاد ہوں :

اسے ظاہر ہے کہ اوزارہ کی حضور کا فرماں مانی ہے یعنی اس سے بیاری میں ملاقات کرے یا دوستی میں سے دونوں
کا درجہ بھی ہے عبادت و زیارت میں یہ ہی فرق ہے اور جو سکتا ہے کہ راوی کو شک ہو کہ حضور انور صلی اللہ علیہ
وسلم عا د فرمایا یا راہ گزر پل بات تو یہ ہے : ۱۔ محبت کی بعض زمین سفیدہ بھی ہے جس میں مومنوں کے اعمال کے بعد
بارخ یا مکانات تیار ہوتے ہیں اور بعض زمیں میں تمام میری پہلے ہی موجود ہیں جہاں کسی محبت میں گھر بنانے یا مکان بنانے کا ذکر
ہوتا ہے وہیں اس میں ہی بنانا مراد ہوتا ہے :

۲۔ یہ خبر دریا کوٹ مہ کے لئے یا بھوٹ بڑھنے کے طریقہ سے ہے جو بلکہ اس حدیث پر عمل کرنے کے لئے
ہو اس کی تفسیر یہ ہوگا کہ ان متاد امتہ اسے بھی اس سے محبت ہو جاوے گی اور پھر یہ دو طرفہ محبت
بہت پیچھے ہوگی یا وہ اس کے لئے دعا کرے گا یہ عمل بہت ہی مجرب ہے محبت کی خبر دینے سے محبت پیدا
ہوتی ہے : جبکہ اطلاع سے ہو اور محض اشرک کے لئے جو نہایت ناسخ سے نہ ہو :

عِنْدَكَ إِنِّي لَأَحِبُّ هَذَا إِلَهٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمْتَهُ قَالَ لَا قَالَ قُمْ إِلَيْهِ فَأَعْلِمْتَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمْتَهُ فَقَالَ أَحَبُّ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ قَالَ ثُمَّ رَاجَعَ فَسَأَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا أَحْتَسِبْتَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ

سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں اس سے اشترک کے لئے محبت کرتا ہوں لے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے اسے بتا دیا ہے عرض کیا نہیں فرمایا اس کے پاس جاؤ اسے بتا دو لے پنا پنا وہ شخص اس کے پاس گیا اسے یہ خبر دی لے وہ بولا کہ تجھ سے وہ محبت کرے جس کی راہ میں تم نے مجھ سے محبت کی ہے لے راوی فرماتے ہیں کہ پھر واپس برا تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو اس نے حضور کو خبر دی جو اس نے کہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتے اور میرے لئے وہ ہے تو تم نے طلب ابو کیا ہے یہی

لے ابے اس حال مالک کی حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیا مسرت مہربانہ اس سے مل زیادہ توں ہوتے ہی سلسلہ کریں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور محبت بھی خالص ہو رہا ہے تاکہ اس کے دل پر تمہاری اسی محبت کا اثر ہو اور وہ بھی تم سے محبت کرنے لگے اور یہ محبت مولانا ابن حارث سے ظاہر ہے کہ موالات محبت سے قری تر ہے سلسلہ یعنی اس سے پہلے شخص نے اس دوسرے شخص کو خبر دی حضور کے حکم پر عمل کرنے ہوئے خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم و جوبی نہیں استعجابی ہے کہ محبت کی خبر دین واجب نہیں ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے وجوب ہو سکتا ہے کہ اس خبر دینے کا یہ نتیجہ ہر ایسی ہے کہ اس کے دل میں بھی اس سے محبت پیدا ہو گئی ہوگی یا نہ اس پہلے شخص نے اس دوسرے شخص کا تقویٰ عداوت اسلام پر بھگت و فہرہ دیکھ کر اس سے محبت کی تھی لہذا یہ محبت فی اللہ تھی سلسلہ یہ پوچھا کہ تم نے ان صاحب کی کیا اور انہوں نے تم کو کیا جواب دیا یہ پوچھا اب یہاں ہے جیسے رہا تو فی فرشتوں سے پہلے رسول کے اعمال کے متعلق پوچھا ہے حالانکہ علم ہے حیرت حضور اور کو سب کچھ خبر ہے مگر اس پر چھپیں لاکھوں حکمتیں ہیں سلسلہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے صاحب بڑے بڑے بڑے کے بزرگ تھے جن کی ہر ایسی اس اول صاحب کے لئے باعث برکت و رحمت تھی اسی لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور بتاوت یہ فرمایا ہمارا

فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ الْمَرْعُومِ مَنْ
أَحَبَّ وَلَهُ مَا اكْتَسَبَ ۖ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّكَ سَمِعَ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا
وَلَا يَأْكُلُ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ

شعب ایمان (اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرے اور
انکے لئے وہ ہے جو کما لئے روایت ہے حضرت ابو سعید سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ساتھ رہو
مگر مومن کے لئے اور تمہارا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار ملے (ترمذی - ابو داؤد۔

سے مراد دین و دنیا حتیٰ کہ محبت میں ہر اچھی چیز ہے۔ یعنی تم سے اس شخص سے محبت اور واسطے محبت کی ہے اس محبت
میں کوئی دنیاوی لالچ نہیں اس لئے تمہاری یہ محبت بھی عبادت ہے اقسام بنا ہے حسب ہے جیسے اخلاقیات و دے حسب
کے نقلی معنی ہیں حساب لگانا یا لگانا کرنا اقسام کے معنی میں اجر طلب کرنا شرک رہنا چاہنا۔
۱۔ میں اگر محبت کے احوال محبوب جیسے۔ ہوں مگر محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے محبوب سے عزت کرے گا پھول کے ساتھ گھاس
بنو دے تو کھد ستر میں اس کی محبت ہو جاتی ہے اگر کسی گنہگار کو حضور احمد خنار صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نصیب ہو جائے
تو ان شاء اللہ حضور ہی کے ساتھ ہوا۔

۲۔ یعنی کفار و منافقین کی ہر اچھی چیز اختیار نہ کرو غرض مومنوں کی صورت ان کی جو تم کو اپنی محبت میں کال کھل کر دے تم کو اللہ رسول
کے رنگ میں رنگ دے ان کی ہر اچھی چیز ان کے ساتھ رہنا ان کے ساتھ اٹھا بیٹھنا اختیار کرو۔
۳۔ یہ فرمان بہت جامع ہے یہی ردی حلال کافراں کے ایک لوگوں کے لائق ہوا اور کوشش کرو کہ تمہاری روزی کھار و صفاق
منافقین نہ کھائیں شر کے قبول نہ کرے کھانی کو کھانہ کر مار پڑھیں عبادت کریں اور ان کے تو اب میں تمہارا بھی حشر جو تم
کو دہائیں دہی تو تمہارا بھلا ہو دے اس کھانا دار کی وجہ سے انہیں تم سے محبت۔ الفت ہو جائے یہ الفت
خدا ہی کا درجہ بننے کھائے میں کپڑا اور دوسرے حشر بھی داخل ہیں اس حدیث کی تائید اس آیت سے
ہوتی ہے وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ حَسْبَهُ مَكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا اب و مسل لڑکی
کسائی مرثی - بھلا۔ قول کھاتے میں یا پھر حاکم - حکیم - وکیلوں کے ہاتھ لگتی ہے اللہ تعالیٰ
ایک توفیق دے اس حدیث کو ہمارے لئے مشعل راہ بنائے۔ ہماری کسائی میں

علاء صابین طلب کا حشر جو حج ذیارت میں حرج ہو ایسی نگر خراج ہو۔ جہاں خراج سے اکثر رسول خوش ہو جاویں :

۱۵۔ دین سے مراد یا تو ملت و مذہب ہے یا سیرت و اخلاق دوسرے کسی زیادہ ظاہر ہیں یعنی عورتا انسان اپنے دوست کی سیرت و اخلاق اختیار کرتا ہے کبھی اسی کا مذہب بھی اختیار کر لیتا ہے لہذا اچھوں سے دوستی رکھو تاکہ تم بھی اچھے بن جاؤ۔ مونیاد فرماتے ہیں لا تعاصب اما عطیفا ولا متاعلا الا تعیار۔ یہ مائع رہو مگر اشر رسول کی فرمانبرداری کرنے والے کے نہ دوستی کرو مگر سستی سے ۔ ۱۶۔ ایسی کسی سے دوستی نہ کرنے سے پہلے اسے جانچ لو کہ اشر رسول کا مطیع ہے یا نہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے و حکموا اھم الصادقین صریحاً فرماتے ہیں کہ انسانی طبیعت میں حسد یعنی بے چارے کی عاقبت سے بڑھ کر صحبت سے حرج و زائد کی صحبت سے زبرد تقویٰ ملے گا۔ خیال رہے کہ ملت و دین کی صحبت میں جس سے محبت دل میں داخل ہو جاوے یہ ذکر دوستی و محبت کا ہے کسی فاسق و فاجر کو اپنے پاس جھٹاکر متقی بنا دینا بلیغ ہے حضور اور سنے گھبراؤ نہ لگو اپنے پاس بلکہ کہ مضمینوں کا مردار بنا دیا ۱۷۔ ایسے ان لوگوں کا رد ہے جو احمیت کو موضوع کہتے ہیں جیسے حافظ سراج الدین فردوسی حافظ ابی جبر سے فردوسی کا بہت رد کیا اور احمیت کا صحیح جو اناست کیا (مرقات و اشعار) ۱۸۔ یہ جنگ م

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَى الرَّجُلَ الرَّجُلَ فَلْيَسْأَلْهُ عَنْ
اسْمِهِ وَرَأْسِهِ أَبِيهِ وَمِمَّنْ هُوَ قَائِلُهُ أَوْ صَلِّ لِلْمَوَدَّةِ
رَأْوَاكَ التِّرْمِذِيُّ ۖ الْفَصْلُ الثَّلَاثُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ
قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اتَّذَرُونِ أَيْ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ

علیہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص کسی سے بھائی پارہ کرے لے تو اس سے اس کا نام اس
کے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلہ سے ہے کہ یہ تحقیقات دوستی کو مضبوطی دیتے والی ہے
(ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت ابو ذر سے فرماتے ہیں ہمارے پاس رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے لے کسی کہنے والے

جنہیں میں مشرکوں کے ساتھ تھے بعد میں اسلام لائے ان کی صحابیت میں اختلاف ہے ہاں اصل میں انہیں صحابی کہیں
جو نام نہ کہہ کر بھری ہیں اور تابعی ہیں (اشعری) ممکن ہے انہوں نے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کفر سے ہو۔
اور مسلمان ہو جانے کے بعد روایت کی ہو کہ ایسی روایت مستبر ہے (مرقات) اور اگر تابعی ہوں تو تابعی کی مرسل حدیث صحیح
ہے جبکہ وہ ثقہ ہوں۔

لے میں سے وہی بھائی مانے اس سے میل جول پیدا کرنا پائے۔

لے مارا یا بھوتا ہے کہ کسی کو غائی خاندان کہہ کر اس سے محبت کی بعد میں اس کے خلاف ظاہر ہوا تو لغت ہو گئی۔
اسی لئے پہلے سے ہی سادہ سے اصطلاحات کرے۔

لے اس طرح کہ ہم لوگ مسجد مبارک میں تھے حضور انورؐ حرمہ مقدسہ میں اپنا تک حرمہ اقدس سے مسجد میں ہمارے پاس تشریف لائے
(مرقات) عائشہؓ تشریف آوری غار کے لئے نہ تھی بلکہ ان حضرات کو شرف ملاقات بخشے کے لئے اس سے لئے
علینا فرمایا۔

لے احمد فرمایا فصل ۲۰ لے کہ عیوبیت کے لئے افضلیت لازم نہیں دیکھو حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب
تران ہیں مگر حضرات شیخین حضرت علیؓ سے افضل ہیں (مرقات) اسی بنا پر حدیث تشریف بالکل واضح ہے۔

قَائِلُ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَقَالَ قَائِلُ الْجِهَادِ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ
إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُعْضُ فِي اللَّهِ سَأَوَاكَ
أَحْمَدُ وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ الْفَصْلَ الْآخِرَ: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَبَّ عَبْدًا
عَبْدُ اللَّهِ إِلَّا أَكْرَمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ سَأَوَاكَ أَحْمَدُ: وَعَنْ

نے کہا کہ نماز اور زکوٰۃ اور کسی کہنے والے نے کہا جہاد لے نبی سے اشتر علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا عمل اشتر کی راہ میں محبت اور اشتر کی راہ میں عداوت ہے لے راجد اور
ابو داؤد نے آخری حصہ روایت کیا ہے روایت ہے حضرت ابو امامہ سے فرماتے ہیں فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی بندہ کسی بندے سے اشتر کے لئے
نہیں محبت کرتا مگر وہ اپنے رب عزوجل کا احترام کرتا ہے لے راجد روایت ہے

لے ان حضرات نے افضلیت اور اصیت میں فرق نہ فرمایا چونکہ نماز یا زکوٰۃ یا جہاد افضل اعمال ہیں اس لئے ان لوگوں نے
یہ جواب دیا یہاں دائرہ معنی اور ہے خیال رہے کہ عموماً نماز تمام اعمال سے افضل ہے۔ بعض جنگی حالات میں جہاد کا رتبہ
افضل ہوتا ہے، لے حقیقت یہ ہے کہ نماز زکوٰۃ۔ جہاد بھی المحب فی اشتر کی شاخیں ہیں کہ مسلمان ان اعمال سے اشتر
کے لئے محبت کرتا ہے اور تمام گناہوں سے نفرت الحسن فی اشتر کی شاخیں ہیں کہ عموماً تمام گناہوں سے اشتر تعالیٰ کے لئے
نفرت کرتا ہے یوں ہی ماریوں عابدوں سے محبت اشتر کے لئے ہے کفار اور ساق سے نفرت اشتر کے لئے۔ نیز کل قیامت میں
جس عامل پر حضرات اہل بیت و ائمہ اعظم کریں گے وہ یہی اشتر کے لئے محبت اشتر کے لئے عداوت ہے لہذا اس عمل کا محبوب ترین
ہونا بالکل درست دوسری عبادات اگرچہ افضل ہوں مگر یہ عمل ان عبادات کا ذریعہ ہے لہذا یہ رب تعالیٰ کو بڑا پیارا ہے لے
یعنی ایسے نے حضور اور کاشف لانا یہ سوال فرمایا حضرات صحابہ کا مذکورہ جواب دیا اس کا ذکر کیا احباب الاعمال سے روایت
فرمائی لے سبحان اللہ بہت اہمال افزہ فرمان ہے مترقی کے مقبولوں سے محبت ان کی تعظیم رضائیں کیلئے ہر قوم رب تعالیٰ کی
تعظیم و احترام ہے براہ راست اشتر تعالیٰ سے محبت بہت مشکل ہے اس کریم سے محبت کرنا ہر قواسم کے مقبولوں

أَسْمَاءُ بِنْتُ يَزِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِلَّا أَنْتُمْ خَيْرٌ لَكُمْ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ خَيْرٌ لَكُمْ الَّذِينَ إِذَا رَأَوْا ذَكَرَ اللَّهُ سَرَّوَاهُ إِنَّ مَلَاجَةً وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ عَبْدَيْنِ تَخَاتَبَا فِي اللَّهِ عَدَاوَةً جَلَّ وَأَحَدُهُ فِي الْمَشْرِقِ وَآخَرُهُ فِي الْمَغْرِبِ لَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَهُمَا

حضرت اسماء بنت یزید سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کیا میں تمہیں بہترین مسلمان کی خبر دوں لے صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا تم میں بہترین وہ ہیں کہ جو حسب دیکھیں عافیت تو قدر یاد آجائے لے (ابن ماجہ) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر دو شخص اللہ عزوجل کی راہ میں محبت کریں اور ان میں سے ایک مشرق میں ہو دوسرا مغرب میں تو اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن

سے محبت کر دے جیسے براہ راست اللہ تعالیٰ کو سجدہ مانگے ہے اللہ کو سجدہ کرنا جو دو کعبہ معظمہ کی طرف کر دے حضرات محبت الہی کا کعبہ ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا ۔

میں وہابیوں کی کرتا ہے نکتا
میرے دم تک اس کی رحمت کیجئے
جہن کا جس اللہ کو سجدی بھاگی
اس پیارے سے محبت کیجئے ۔

اس سحرانہ تصور کی سما کے طور سے ابھی کسی فقیر دانا سے سوال کرتے ہیں اور کبھی دانا مودعہ سے اس کی حاجت پوچھ پوچھ کر حاجت روائی فرماتے ہیں اس قرآن عالی کی ضرورت تو لوگوں کو بے غورہ ہندی ضرورتوں سے بھی جبردار ہیں۔ حیا جمع ہے حیر کی مسمیٰ، غفلت و بہتری و در رب تعالیٰ کو راہ دہ بار سے سلف اس قرآن عالی کی قروح باب حفظ اللسان کی تیسری فصل کے آخر میں کر دی گئی بعض لوگوں کے جہول پر اور ربانی تعلیمات روحانی ظاہر ہوتی ہیں ان کے اعمال و احوال سمجھنے کے مطابق ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر مومنوں کے ایمان تار دہو جاتے ہیں فقیر کے دادا پیر حضور اشرفی بیاں میلان قدس سرہ باکل ہم شکل حضور غوث الثقلین تھے جہاں بیٹھ جاتے تھے مسلم و غیر مسلم رائیں کا ہجوم ٹھکتا تھا عبادت و گناہیں یکجہر کر ہی مسلمان ہو گئے یہ ہے اس حدیث کی جتنی مانگی تفسیر بھی در لوگوں کے پاس بیٹھ کر غفلت پڑی ہو جائے

يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَقُولُ هَذَا الَّذِي كُنْتُ تُحِبُّهُ فِيَّ وَ عَنْ أَبِي
رِزْوَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَلَاكٍ هَذَا الْأَمْرِ الَّذِي تُحِبُّ بِهِ خَيْرَ
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ أَهْلِ الذِّكْرِ وَإِذَا

جمع فرما دے گا فرمایا گیا کہ یہ وہ ہے جس سے تو میری راہ میں محبت کرتا تھا روایت ہے حضرت ابو زرین سے
ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اس چیز کی اصلاح پر رہبری نہ کروں گے جس سے
تم دنیا و آخرت کی اصلاح پالو تم ذکر والوں کی مجلس اختیار کرو گے اور حسب

۱۰۰ ہم چھوڑیں مشرق میں ہیں حضور اور میں نے اللہ علیہ وسلم عرب میں اللہ تعالیٰ حضور کا عشق دے تو ان شاد اللہ رحمت
بلکہ تباہت میں بھی حضور کا قرب نصیب ہو گا آخرت کا قرب و بعد دنیا کے تجلی قسرب و بعد کا بتم ہو گا وہ
ہے کہ مولا۔

زمانہ کی خوبی زمانہ کو دے مجھے تیرے پیار سے کا در چاہئے

بعض بد نصیب مدینہ میں رہ کر حضور سے دور ہیں بعض خوش نصیب مدینہ سے دور رہ کر بھی در حضور میں ہیں۔
۱۰۰ یہ ان محب و محبوبین کو قیامت اور رحمت میں جمع فرما دینا اتفاق نہ ہو گا بلکہ یہ بن کر جتا کر ہو گا کہ یہ
قرب بیری اس محبت کا نتیجہ ہے معبود ہوا کہ ہر سے اہل سے زیادہ پیارا اصل محبوبوں سے محبت ہے
کہ یہ ان کے قرب کا درجہ ہے جہاں سے کہ حضور سے محبت کی علامت یہ ہے کہ ان کے احکام ان کے اعمال
ان کی سنوں سے ان کے قرآن ان کے دل کے مدد کی خاک سے محبت ہو جائے نہ کہ یہ روز بھگت جبری دعویٰ عشق
رسول کریں محبوب کے ہیں محبت کی علامت اطاعت سے ملے آپ کا نام لفظ بن عمر بن صرہ ہے حقیقی ہیں طائف کے رہنے
و اسے تھے مشہور صحابی ہیں آیتہ محمد عبود بن محمد عبدہم حضرت انس نے روایات میں (ترتیب اکابر) طاکہ میں کے کسر
سے وہ چیز جس پر کوئی جبر نامہ ہو جیسے وہ کہ اس پر جسم قائم ہے اس کا ترجمہ اصل یہ ہے مناسب ہے ہذا امر سے مراد دین
ہے یا دین و دنیا کی تمام حواس و دوسرے سہی یہاں مراد وہاں ہر میں جیسا کہ الہی نصیب جیسا کہ اس سے معلوم ہو رہا ہے یعنی
اسے صحابہ کیا ہم نہ کر دین و دنیا کی تمام خوبیوں کی اصل سب کی جڑات دیں۔

۱۰۰ اس سے مراد علماء دین و اہل حق و باطل کی مجلسیں ہیں کہ یہ مجلسیں جنت کے باغات ہیں جیسا کہ دوسری

۱۵ یعنی اسے اس شخص کے گھر تک پہنچاتے ہیں یہ ہونچانا عزت افزائی کے لئے ہوتا ہے اور یہ ہونچانا دعا و خیر کے ساتھ ہوتا ہے کہ اسے دعائیں دیتے جاتے اور ساتھ چلتے جاتے ہیں سبحان اللہ ممکن ہے کہ اس میں صاحب لیں کی قبور کی زیارت بھی داخل ہو کہ وہ بھی محض اللہ کے لئے

وَصَلَّ فِيكَ فَصَلُّهُ فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَعْمَلَ جَسَدَكَ
فِي ذَلِكَ فَافْعَلْ؛ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كُنْتُ مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَعَمْدًا مِنْ يَأْتِيهِ
عَلَيْهَا عَلَيْهِ عُرْفٌ مِنْ زَبْرَجِدٍ لَهَا أَبْوَابٌ مُفْتِيحَةٌ تُضَيُّ
كَمَا يُضَيُّ الْكُوكَبُ ابْذَرِي فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ
يَسْكُنُهَا قَالَ الْمُتَعَابُونَ فِي اللَّهِ وَالْمُسْتَجَابُونَ فِي
اللَّهِ وَالْمُتَلَاقُونَ فِي اللَّهِ رَسُولُ الْبَيْهَقِيِّ الْأَحَادِيثِ

تیری راہ میں جوڑا ہے تو اسے جوڑے لے تو اگر کر سکو کہ اپنے جسم کو اس میں مستغرق کرو
تو مزید کر دے روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں یا قوت کے کچھ
سطوں ہیں جن پر زبرجد کے بالا خانہ ہیں تھے ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ایسے چمکتے
ہیں جیسے روشن ستارہ چمکتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان میں کون رہے گا فرمایا اشتر کی راہ میں محبت کرنے والے تھے اشتر کی راہ میں
لے بیٹھنے والے اشتر کی راہ ملاقاتیں کرنے والے تھے یہ تینوں حدیثیں

کہ جاتی ہے۔ ۱۔ یہی اس شخص لے تیری راہ میں اس سے رشتہ محبت جوڑا ہے تو اس کا اپنے سے رشتہ بدگ
رشتہ محبت جوڑے کہ اسے ایسا عام بدو خانے ۲۔ یعنی یہ عمل جوڑا ہے مگر اس کے فائدے بہت ہیں اس سے ہمت کیا
کر بعض حضرات جب کسی مقولہ سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں تو ان مقولہ ذکر الہی کرنے جاتے ہیں یہاں مرقا سے
بروایت ابو یعلیٰ حضرت عائدہ حدیث سے مرفوعاً روایت کی کہ ایسا صحیح ذکر عمل ذکر سے ستر درجہ اصل ہے ۳۔ سلمان اشترستون
یا قوت کے در بالا خانے زبرجد کے بہت ہی شاندار ہوئے خوف میں ہے عذہ کی محبت مالا مال کھڑکی کو عزم کہا تھا کہ کہ اکثر
وہ بھی بالا خانے میں ہوتی ہے ۴۔ یہ جگہ صرف محبت فی سبیل اللہ کی جڑ ہے اس محبت فی سبیل اللہ سے جو اچھے نتیجے نکلتے ہیں ان کے ثواب
معلوم ہیں ۵۔ یعنی ان تینوں کاموں میں سے ایک کام کرنے والے یا تینوں کام کر کے والے =

الثَّلَاثَةُ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ : بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ
 التَّهَاجُرِ وَالتَّقَاطُعِ وَاتِّبَاعِ الْعَوْرَاتِ : الْفَصْلُ
 الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِلُّ لِلدَّجَلِ أَنْ يَهْجِدًا
 أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يُلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَ
 يُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْكَ أَبَا السَّلَامِ

بہشتی نے شعب ایمان میں روایت کی اس کا بیان کہ مسلمان کو چھوڑے رکھا اس کا
 بائیکاٹ کرنا۔ چھپے عیوب کی تلاش ممنوع ہے نہ پہلی فصل روایت ہے حضرت
 ابو ایوب انصاری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی شخص
 کو ہر ملال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین شب سے زیادہ چھوڑے رہے کہ جب
 دو دن میں وہ اس سے نہ بھیر لیں تب ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے تب

۱۰ ساجرن ہے، ہجر سے معنی چھوڑ دینا تقاطع بنا ہے قطع سے معنی کاٹ دینا اگر تباہی کاٹ دینے کے معنی میں ہے تو وہ تقاطع
 کا عطف تفسیری ہے اور اگر انگ معنی میں ہے تو تباہی کا معنی ہے اور تقاطع عام معنی مسلمان بھائی کے تعلق چھوڑ دینا اور بدستہ داروں
 سے رشتہ کاٹ دینا۔

۱۱ اتباع کے معنی ہیں پیچھے بڑھا یا ہاں مراد ہے تلاش میں لگے رہنا عیوب وہ چیزیں ہیں جو ہمارا پسند ہیں یاں مراد ہے لوگوں کے پیچھے عیوب
 یعنی مساویں کے پیچھے عیوب کی تلاش کرنا تاکہ انہیں مل کر کر کے جہنم کیا جاوے یہ حرام ہے چونکہ اس عیب جوئی سے بھی لوگوں میں
 فرق نہیں پیدا ہوتی ہیں مہنتے ٹٹ جاتے ہیں۔ اس سے ان دونوں کو ایک باب میں بیان کیا ۱۲ یہاں چھوڑنے سے مراد دنیاوی رشتوں
 کی دوسرے ترک تعلق کی ہے چونکہ ان کے اصرار میں کاجوش نمودار ہوتا ہے اس لئے تین دن کی قید لگائی گئی بدستہ دینے کے معنی بائیکاٹ کرنا یا تعلیم و
 تربیت کیسے ترک تعلق کرنا زیادہ کا لگی جائز ہے محمود بن کریم سے ترمذی سلم نے صحابہ کبار میں ایک جلال ابن مرہ راہ ابن ابی تریمہ امین کا بھائیوں
 رکھا یہ بائیکاٹ ہجر نہ تھا بلکہ تعلیم ہی تھا حدیث صحابہ کبار کی حدیث کے خلاف نہیں ۱۳ جی اگر دنیاوی معاملات میں دو مسلمان
 بڑے ہیں پھر میں تو بہتر وہ جو کتا جو اس کی امتداد کرے یہاں کشیدگی دور کر دینے کی ہدایت ہے کسی جزاء کی آدمی سے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ
الْحَدِيثِ وَلَا تَحْسَسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا
تَخَاسَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا

(مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے کو حدیث کی سے بھاڑ لینے کو بدگمانی بدترین جھوٹ
ہے نہ اور نہ تو عیب جوئی کرو نہ کسی کی بائیں صحیبہ سنو نہ اور نہ بخشش کرو اور
نہ ایک دوسرے سے حسد و بغض کرو نہ ایک دوسرے کی قیمت کرو اور

معاذ بہنا اس کے خلاف نہیں تھا اور چیز ہے احتیاط دوسری چیز امتداد اسلام کرنے والے کو اس سے خبر فرمایا کہ وہ واضح
کرتا ہے اللہ کے سے وہ ہی بحران دور کرنا ہے۔ ۱۰۰ یہاں میں سے زیادہ حدیثیں علماء کا نیاں نہیں ملے گا دیں بلا نبوت مسلمان بھائی
کے متعلق بدگمانی کرنا ہے کہ وہ کوا کی کرنا دشمنی کو مینا اس کے بر قول ہر کام کو ہی دشمنی قرار دینا ہے مزہ ہے کہ یہ لڑائی مسا کی جڑ ہے یہی
عروں کو بلا دھڑ بھڑاتے کہ ان سے جو بر عا دور کرنا سے اگر گھر میں کسی کو اٹھا جائے گا رنگ یا عا ورنے مدد کو دیا تو طے پڑے کہ وہ عا دور
نعمت پر گئے کہ بدگمانی کر کے ہی گرا کر لے مسرت ہے ۱۰۱ کیونکہ ایسی بدگمانی شیطان کی طرف سے جتنی میں اور شیطان را عا ہے
تو اس کے جھوٹ بھی بڑے ہی جوتے ہیں قرآن کریم فرماتا ہے ان بعض الظن افسر وہ آیت کو یہ اس حدیث پاک کی تائید کرتی ہے۔
۱۰۲ تجسس جو سے کسی کی بائیں حدیث خود پر سنا کہ اسے حرام جو تجسس سم سے کسی حدیث عیب کی تلاش میں رہنا جس اور جس حدیث میں فرق کیا
گیا ہے عین حدیث کی ہر بات پر کاب لگا کر دیکھنے کے ہر کام کی تلاش میں رہنا کوئی بڑی بڑی ہے تو ہی اسے بدنام کر دوں دونوں حرام
ہیں حدیث شریف محبت کر دوں ہو کہ جسے اپنے عیروں کی تلاش دوسروں کی عیب جوئی سے اور کے (رقاب) صی وہ نہایت عیب صوفیہ میں
ان سے توہ کرتے ہیں ایسا مشغول ہو کہ اسے دوسروں کے عیب ڈھونڈنے کا وقت ہی رہے۔ ۱۰۳

۱۰۴ یہی جو عیب کی ہم کو حسرت ہے دیکھتے اور دل کے عیب دہر

بڑی ای برائیوں پر جو نظر تو جہاں میں کرتی بُرا۔ ۱۰۵

۱۰۶ تناحق بنا ہے بخشش سے بخش کے جسد صی دوسروں پر اپنی بڑائی چاہتا دھوکا دینا نیلام
میں قیمت بڑا دینا خریدنے کی ہمت نہ ہو۔ یہ سب حرام ہے حسد کے صی ہیں دوسرے کی نعمت

عِبَادَ اللَّهِ اخْوَانًا وَفِي سَرَايَتِي وَلَا تَنَافِسُوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَحُ
أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْخَمِيسِ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ
بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحَاءٌ
فَيُقَالُ أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا سَرَايَةَ مُسْلِمٍ

اسے اشرک کے بند و بھائی بھائی ہو جاؤ گے اور ایک روایت میں ہے اور نہ نفاست کر دے (مسلم بخاری)
روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اشر علیہ السلام نے کہ جمعرات کے دن جنت کے دروازے
کھولے جاتے ہیں لہٰذا وہاں ہندے کی بخشش کر دی جاتی ہے جو کسی چیز کو اشرک شریعت کے سوا اس شخص کے جس کے
اور اس کے بھائی کے درمیان صلہ نہ ہو کر رہا ہے کہ انہیں جنت دیتی کہ آپس میں صلہ کر لیں (مسلم) ۱۰

کاروں اپنے لئے اس کا حصول چاہتا کہ اس کے پاس ہو ہے میرے پاس آ جائے یہ حرام ہے شیطان کو حسد سے
ہی ۱۰ براہِ بغض دل میں کینہ رکھا ۱۰

۱۰ یعنی بزرگ فی حسد بغض وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن سے لمحہ ٹوٹتی ہے اور اسلامی بھائی چارہ محبت چاہتا ہے ہذا یہ عیوب
چھوڑ دے تاکہ بھائی بھائی بن جاؤ گے تنافس کے بہت معنی ہیں رغبت کرنا۔ لایع کرنا نفاست سے فساد پیدا کیا یا یعنی
نفاست و فساد ہے ۱۰ جو کہ جنت کے چھتے بہت ہیں ہر طبقہ کا علیحدہ دروازہ ہے اس لئے ابواب جمع فرمایا گیا یا خود جنت
اسی کے بہت دروازے ہیں جیسا کہ دوسری روایات میں ہے جنت کے بعض دروازے وہ ہیں جو سال بھر تک ہر دوستانہ و ہمہ
کو کھلتے ہیں یعنی دروازے وہ ہیں جو ہر رمضان میں کھلتے ہیں لہٰذا یہ حدیث اسی حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ ہر رمضان
میں دروازے کھلتے ہیں یہ دروازے کھلتا عام رحمت و معصرت کے لئے ہیں لکن لایشرک باشر سے مراد ہے مومن ہونا
ورنہ جو مشرک نہ ہو مگر کافر وہ بھی نہ سمجھا جاوے گا عدوت سے مراد دنیاوی دشمنی ہے ۱۰ ظاہر ہے کہ ان دونوں شخصوں کی
منصرت صلح پر موقوف ہے جبکہ ان میں سے کسی نے صلح کی کوشش نہ کی لیکن اگر ایک نے تو صلح کی کوشش کی مگر دوسرا راضی نہ ہوا
ہو تو اسی دوسرے کو نہ سمجھتا جاوے گا اس میں تمام وہ تیوہ یاد رکھو جو ابھی پہلے عرض کی جا چکی ہیں۔
۱۰ یہ حدیث سناری سے اپنی کتاب ادب المفرد میں اور ابو داؤد و ترمذی سے بھی ان ہی سے

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ
الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا
عَبْدًا ابْتِغَاهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَتَذْكُرُوا هَذَيْنِ حَتَّى
يَفِيئَا سَادَاكَ مُسْلِمًا وَعَنْ أُمِّ كَلثُومٍ بِنْتِ عُقَيْلَةَ بِنِ ابْنِ أَبِي مُعِيْطٍ
قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں کے اعمال ہر
ہفتہ میں دو بار پیش کئے جاتے ہیں ہر کے دن اور جمعرات کے دن تو ہر بندہ مومن کی بخشش
کر دی جاتی ہے سوا اس بندے کے جس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو کہ
جاتا ہے کہ انہیں پیور و حتی کہ رجوع کر لیں (مسلم) روایت ہے حضرت ام کلثوم بنت
عقیلہ بن ابی معیط سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ

روایت فرمائی (مرقات) ۱۔ اس سے مراد مسلمان ہیں اور مجھ سے مراد ہفتہ ہے مرنے فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ ایک
دن میں دو بار پیش نہیں ہوتا بلکہ ہر دن میں ایک بار یہ پیشی بارگاہ الہی میں ہوتی ہے یا اس فرشتے کے سامنے جو لوگوں کے
اعمال کا لحاظ بنایا گیا ہے (پہلا احتمال زیادہ لڑی ہے کیونکہ دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے کہ بارگاہ الہی میں
پیشی ہوتی ہے (مرقات) ۲۔ یعنی بنا بہت مٹی سے معنی لٹا رجوع کرنا رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ معنی تفتیح الی امر اللہ۔
یہ ضرب کا مصداق تنبیہ ہے جیل رہے کہ لوگوں کے اعمال جمعہ کے دن حشرات انبیاء کے ام بلکہ مال باپ پر بھی پیش کئے
جاتے ہیں وہ حشرات چارویں نیکیاں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں گناہ دیکھ کر رنجیدہ اسی سے علماء فرماتے ہیں گناہ کر کے اپنے سر سے جوئے مان
باپ کو رستاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ دو اس کا یہ مطلب ہے (مرقات) ام کلثوم صحابیہ ہیں ابولہ نے ہجرت سے پہلے کسی سے نکاح کیا
کیا بعد ہجرت بعد ازین ابن عوف سے اور ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے بالکل نکاح نہیں کیا ان کا یہ عقیدہ ابی معیط مشہور کا فر ہے۔ جو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت نزدیک تھا اور ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امی جو حضرت عثمان کی زوجہ ہیں اور ام کلثوم بنت
علی جو حضرت طاہرؓ کے نکاح سے ہیں وہ اور یہ حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھیں۔

لَبَسَ الْكِتَابَ الَّذِي يُعَلِّمُ بَيْنَ النَّاسِ وَبَقُولُ
خَبْرًا وَيُنَبِّئُ خَيْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ
وَلَمْ أَسْمَعْهُ تَغْنِي النَّبِيَّ حَتَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْخِصُ
فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ كَذِبًا إِلَّا فِي ثَلَاثٍ الْخَدْبِ
وَالْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيثُ الرَّجُلِ أَمْرَاتِهِ
وَحَدِيثُ الْمَرْأَةِ نَهْوَ جَبَا وَذَكَرَ حَدِيثُ جَابِرٍ أَنَّ

حضورِ نبویؐ نے جو لوگوں کے درمیان صلح کرادے وہ بات بھلی کہے اور بھلی بات
پھونپھائے نہ (مسلم بخاری) مسلم نے یہ زیادتی کی کہ فرما لیں میں نے انہیں یعنی نبیؐ کی
اشر علیہ وسلم کو نہیں سنا کہ آپؐ کو جو جھوٹ بولتے ہیں ان میں سے کسی چیز کی اجازت
دیتے ہوں سوائے جھوٹ کے کہ جنگ میں لوگوں کے درمیان صلح اور مرد کی اپنی بیوی سے بات
اور بیوی کی اپنی خاوند سے بات ہے حضرت جابرؓ کی حدیث کہ

اے نبیؐ میں رسولوں میں آپؐ میں ذاتی ہواں میں جھوٹ بول کر صلح کرادے کہ ایک ایک دوسرے کی نافرمانی بات گزرتی
کر سنا دے کہ وہ تہری بڑی غریب کرنا تمام سے مل جائے گا خواہش مذہب و عہد و غیرہ۔
تک پہلی بات سے مرد و دل خوشی کی اور دل پسند بات ہے بھلی بات کہ اتنا کہ جھوٹ ہے مگر ہمارے ملک و قوم سے اس
پر توبہ ہے خیال رہے کہ جس طرح کھڑے ہوتے ہیں اور بعض جھوٹ ایمان و ایمان کا رکن بن جاتے ہیں جیسے گناہ کا ایسے
آپؐ کو گنہگار کہنا ہے تو جھوٹ گمراہ کو مقبول ہے پسند ہے بیٹھاں سے بچ جی کہنا تھا کہ مصلحتی میں مرد و خلیفہ میں ہیں مگر اس
سج پر ہی مرد و مرد ہوا یہ حدیث بہت ہی عجیب ہے جھوٹ سے مراد بات عادی و اعمیٰ ہے حضورؐ کی شریعت میں تو
پر خلاف و قہر مات کہہ دیے کی اجازت دی کہ ان کا انجام بہت اچھا ہے کہ جی جہاد میں اگر مسلمان کہہ رہے ہوں کہہ دیے پھر مسلمان کہیں
کہ ہم بڑے طاقتور ہیں تم کو مار کر دیں گے ہمارے پاس مسلمان جنگ بہت ہے جس سے کہہ دیا کہ صلح بہت ہے ہمارے پاس ہمارے لیے
اگر چہ ہے تو جھوٹ گمراہ ہے جنگی حدیث ہے اس طرح کہ تو ہمیں میں سے کرتی دوسرے سے اپنی جنت بھگت طہر کرے
ملا کہ اسے اسی جنت نہ ہو یا اپنی بیوی سے دلور کا وعدہ کرے مگر ہوا۔ سکے یہ سب اگر چہ سے جھوٹ گمراہ ہے

جھوٹ
کی
اجازت

السَّبْكَاَنُ فَكَدِرُ الْيَسْرِ فِي بَابِ الْوَسْوَسةِ : الْفَصْلُ
الثَّانِي عَنْ أَسْبَاءِ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثَ كَذَبٍ
الْزَّحْلُ إِسْرَاتُهُ لِتَرْجِيهِهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ
بِفَصْلِهِ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ : وَعَنْ عَائِشَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُونُ لِمُسْلِمٍ
أَنْ يَهْجُو مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِذَا لَقِيَكَ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ

شیطان مایوس ہو چکا۔ باب الوسوسۃ میں ذکر کر دی گئی تھی دوسری فصل روایت ہے حضرت اسماہ
بنت یزید سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین مقامات کے سوا کہیں جھوٹ
جاری نہیں عادی کا ایسی عورت سے جھوٹ بولنا تاکہ اسے راضی کرے اور جھوٹ بولنا جنگ میں
اور جھوٹ بولنا تاکہ لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے (احمد، ترمذی) روایت ہے حضرت
عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ کسی
مسلمان کو تین دن سے زیادہ جھوٹ سے لے کر جب اس سے ملے تو اسے تین بار سلام کرے کہ

مگر یہ حاکم کہ ایسی مسلمانہ کی اصلاح ہے۔

نہ میں مصارعہ میں وہ حدیث یہاں ہم نے مناسب جہاں نے بیان کر دی ہے کہ یعنی کفار سے
جنگ کرتے ہوئے مسلمانوں سے جنگ کرنا حرام ہے چہ جائیکہ اس سے جھوٹ بولنا دوسری حدیث میں ہے کہ الحرب حدہ
جنگ حدہ اور یہاں کا نام ہے کہ اس طرح کہ مسلمانوں میں مال عادی وغیرہ جھگڑے دور کر کے اگرچہ جھوٹ کے درجہ سے کہے
یہ جھوٹ درحقیقت جھوٹ نہیں بلکہ اصلاح ہے معلوم ہو کہ صلح اور صلح کرنا اس امر میں کہ اس کے سے جھوٹ کی اجازت دی گئی۔
کہ اس میں ہر طور پر کریں دن کے لئے بھی۔ چھوڑ دے نہیں تو لڑنے کے بعد جھوٹ سے رک ٹوٹا ہے اس کی وہ تمام قیدیوں جہاں میں رہی جو پہلے
بیان ہوئی ہے اگر اس میں جواب نہ دے تو دوبارہ کہے اگر دوبارہ بھی جواب نہ دے تو تیسری بار کہے اگر تیسری
بار بھی جواب نہ دے تو چوتھی بار نہ کہے کہ میں بار اس سلام کی حد ہے یہ سلام مصالحت ہے۔ کہ سلام ملاقات کو کہیں نہ
کا سلام ایک بار ملاقات سلام بہت قسم کا ہے اور اس کے الگ الگ احکام۔

مَرَاتٍ كُلُّ ذَلِكَ لَا يَكْرَهُ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاثَمَهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ
فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ
وَعَنْ أَبِي خُرَاشٍ السُّكْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

ہر بار میں وہ دوسرا اُسے جواب نہ دے تو وہ اس کا گناہ لے کر لوٹا (ابوداؤد)
روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کسی مسلم کو یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے
تو جو تین دن سے زیادہ چھوڑے لے پھر مر جاوے تو آگ میں داخل ہوگا (احمد)
ابوداؤد، روایت ہے حضرت ابو خراش سلمی سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ بائیم کی نصیر میں دو احتمال ہیں یا تو یہ سلام کرے دوسرے کی طرف لوٹ رہی ہے یا اسے روک کر سنے دے کی طرف یعنی
اگر تین سلاموں کا جواب نہ دیا تو تین دن تک محترم بننے کا گناہ جو دونوں کو پہناتا جواب دوسرے کا گناہ بھی اس پر پڑے گا۔ یا
اس چھوڑے نہ بننے کا گناہ اب صرف اس پر ہوگا وہ سلام کرے دلاگن سے بری ہو گیا یا جواب نہ دینے کا گناہ اس پر ہوگا
کیونکہ سلام کرنا صحت ہے اور سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ خیال رہے کہ ہر سلام کا جواب دینا فرض نہیں بلکہ مسلمان کے
سلام تحیت کا جواب دینا فرض ہے۔ تحیت کے علاوہ دوسرے سلاموں کا جواب دینا فرض نہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے
اِنْ حَبِيبَتُمْ يَتَحَيَّاهُ فَحَيُّوْهُ يٰۤاَحْسَنُ مِمَّا اُوْدِعَا مِنْتُمْ لَهَا اِسْ اٰیٰتِیْنَ فَمَنْ عَلِمَ عَلَیْكُمْ فَرَّیْہَا۔ بلکہ جیسے ارشاد ہوا
اسی حکمت کی بنا پر سلام زیادہ سے مراد یا تو ایک سانس کی زیادتی ہے یا چوتھے دن کی زیادتی یعنی اگر چار دن چھوڑے سلام
بائین سے ایک ساعت زیادہ چھوڑا۔ (مرقات) سلام یعنی ہجرن کی سزا کا مستحق ہوگا مسلمان بھائی سے عداوت دنیاوی، گنگ
صدر بعض کیسے یہ سب مختلف قسم کی آگ ہیں اور آخرت میں اس کی سزا بھی آگ ہی ہے سب چاہے تو بخشدے چاہے تو سزا
دے دے۔

گناہ اسلام کو دہاں مڑا دینا ہے قبیلہ ہی مسلم سے ہیں آپ بھائی ہیں آپ سے صرف یہ ہی ایک حدیث مروی ہے کیت ابو خراش ہے آپ کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفِكَ دَمُهُ
رَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْمُؤْمِنُ أَنْ يَهْجَرَ
مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيُلْقِمْ فَلْيَسْلِمْ
عَلَيْهِ فَإِنْ رَمَدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَدْ اشْتَرَكَا فِي الْأَجْرِ وَإِنْ
لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاعَ بِالْإِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهَجْرَةِ
رَأَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ

علیہ وسلم کہ فرماتے ہوں کہ جو اپنے بھائی کو ایک سال چھوڑے رہے وہ اس کے خون ہانے
کی طرح ہے (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ کسی مسلمان کو یہ حلال نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو تین دن سے زیادہ چھوڑے
رہے تو اگر اس پر تین دن گزر جاویں تو یہ اس سے ملے اسے سلام کرے پھر اگر وہ اسے
سلام کا جواب دے دے تو دونوں ٹوٹا میں شریک ہو گئے اور اگر جواب نہ دے تو وہ گناہ
ساتھ واپس لا کر نیرالا چھوڑنے سے نکل گیا (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابو الدرداء سے فرماتے ہیں فرمایا رسول

حالات معلوم نہ ہونے کے حمایت میں بڑی فضیلت ہے حالات معلوم ہوں یا نہ ہوں یہ مسئلہ ایسی جیسے مسلمان کا ماحق تو بڑا گناہ
ہے ایسے ہی اسے ماحق سال بھر تک چھوڑے رہنا بڑا گناہ ہونا ہے جس کو تکلیف پہنچتی ہے اسی مدار ہف تک
چھوڑے رہتے ہیں اسی کے دل کو ایسا پہنچتی ہے سال کا ذکر اس سے فرمایا کہ سال دروازہ صحت ہے جس میں کمزور
اپنے گھر لوٹ آتے ہیں اسی میں ہر موسم ہوتا ہے سردی گرمی بہار خزاں میں مختلف ونگوں کے مزاج پر اثر ہوتا ہے یہ
ایسا صحت دل ہے کہ کسی موسم میں اس کا دل نرم اور صبر ٹھلا نہ ہو اور دل سال بھر تک صحت نہ ہو آئندہ اس کے صحت
ہونے کی امید نہیں مسئلہ اس کی شرح اور وہ پہلے عرصہ کی جابجائی مسئلہ اصل ٹوٹا میں برابر ہو گئے اگرچہ سلام کی ابتداء
کرے والا اور دوسرے سے ملنے کے لئے جانے والا ٹوٹا سے ٹوٹا کا سنتی ہے بعد از حدیث گذشتہ حدیث کے خلاف
ہیں جس میں صلح کی ابتداء کرے والے کا درجہ بڑا فرمایا گیا۔

یہ یعنی نہیں تک جرحاں رہی سکے گھٹا دردوں تھے یہاں عمل سے یہ صلح میں پیش قدمی کرے والا ترک گناہ سے نکل

یہ میری محنت و لگاؤ کا ثمر ہے۔ اس بار میں نے ہر روز صبح سے شام تک اس پر محنت کی ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأَمْرِ فَبِكُمْ الْحَسَدُ
وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِيقَةُ لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَتَكُنْ
تَحْلِقُ الدِّينَ سَمَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتَّزْمِيزُ وَ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ
الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ كَرَاهَا أَبُو دَاوُدَ

صلى اللہ علیہ وسلم نے تم میں بھی امتوں کی بیماری سراپت کر گئی ہے حسد اور بغض اللہ ہے حسد
دینے والی ہے میں نہیں کہتا کہ بال مؤنثاتی ہے لیکن یہ تو دین کو مؤنث دیتی ہے تہہ (احمد
ترمذی) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہی سے اللہ علیہ وسلم سے راوی
فسرہ یا حسد سے بچو کہ حسد نیکیوں کو ایسی کھا جاتی
ہے جیسے آگ کھائی کرے (ابوداؤد)

کے عرصہ میں آکر ذکر نہ کرنا بہاؤ کے لئے، مگر حق تعالیٰ اس کے لئے عذاب کا قیاس ہے مارے گئے، کھائے گئے، مرقا
لے دیکھتا ہے کہ ہر دہائی سے ہی تہہ سے دھارے سے دھارے اس سے بہت دایہ یعنی جانور سراپا کر جائے کو وہ اسی نے
کہتے ہیں کہ وہ عیسوی میں ہوں اور دلی میں رحمانی سے جانور سے سراپا ہے لے حسد سے مراد ہے دلی حسد یعنی بعض سے مراد
ہے غلابہ دشمنی، حسد کسی سے جتنا اس کی حسد کا روال جاسا بعض دشمنی دل میں رکھنا ہے اس طرح کہ دین و ایمان کو ٹھسے
ختم کر دیتی ہے کبھی انسان جھٹل دھند میں اسلام میں محبہ دہانے سے شیطانی بھی نہیں دو سرا یوں کا مارا ہوا ہے۔
لے بعض حسد بعض درمیں جاسے نیکیوں کی پروری کا معنی حاصل ہے کام کر رہا ہے جس سے کمال مضطرب ہوا
ما حسد بعض دے کی کمال محمود کو دے دی جائے۔ سن یا عذر دی ہے کمال رہے کہ کفر و ارتداد کے سوا کوئی کفر نہیں کی
نیکیاں برپا رہیں کرنا ہاں سکون سے گناہ عذاب پر پائے میں جاتی ہے اس لئے ان احسانات میں اللہ تعالیٰ کی حدیث
کی ساری مقصد سے کہتے کہ بعض گناہوں سے عذاب میں مبتلا ہونے سے بچنا کہ اس حدیث کا وہ مطلب ہے جو ہم نے عرض کیا
حسد کی اور حسد تو ہمیں کی گئی ہیں۔ رہے جو حسد ہے۔

سلف ذات ہیں کے معنی آپس دلی چیز سور کے معنی برائی یعنی آپس دلی چیز کی برائی سے بچو نہ تو تم خود آپس میں دشمنی رکھو نہ وہ شخصوں
میں رنجش ڈالو غیبت و خیر کر کے کہ یہ بڑی ہی جرم ہے ملک بیت سے جرموں کی بڑ ہے سلف اس کی شرح ابھی ہو چکی کہ تو اس
مجرم کی نیکیاں برباد ہو جانے کا سبب ہے یا جس مظلوم کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا اس کے گناہ معاف ہو جانے کا سبب اس کے
نامہ اعمال کو گناہوں سے ایسا صاف کر دیتی ہے جیسے استر و سر کو سلف آپ کا نام مالک ابن قیس ملنی ہے بدر و غیرہ تمام خدوات
میں شریک رہے آپ کی کنیت ابو ہریرہ ہے آپ زمانہ جاہلیت میں بھی ملت ابراہیمی پر عبادت الہی کرتے تھے۔ بہت بڑی عمر
میں اسلام لائے آپ سے حضرت ابی عباس نے روایات لیں (مرقات و شعر) سلف یعنی جو کسی مسلمان کو ابتداء نقصان پہنچائے
جانی یا مالی ابتداء کی قید اسی لئے لگائی کہ نقصان کے عوض نقصان پہنچانا سزا کے طور پر جائز ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے جو اراد
سیئہ سیدہ مثلہا ہے یعنی جو کسی مسلمان سے دشمنی کرے گا رب تعالیٰ اسے مردود کر دینگا۔ دشمنی سے وہی مرد ہے
کہ را و جب شرعی مسلمان سے عداوت رکھن شاق بنا ہے شق سے ہمئی کر وٹ یا چیرہ کا مخالفت کو مشاقہ اس لئے کہنے ۴

مَكْرِبِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ
وَعَنْ بَنِي عُرْقَانَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِلسَّبَرِ فَنَادَى بِصَوْتٍ رَفِيعٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ
بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفِضْ إِلَى يَمَانٍ إِلَى قَلْبِهِ لَا تَوَدُّوهُ وَالْمُسْلِمِينَ
وَلَا تَغَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّبِعْ

اُسے فریب دے نہ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۴ طایفہ ہے حضرت ابن
عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے پھر بلند آواز سے نہ کہ فرمایا اے
ان لوگوں کے ٹولو جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ان کے دل تک ایمان
نہ پہنچا ہے مسلمانوں کو نہ تراویزاؤ نہ انہیں عار دلاؤ نہ ان کے خفیہ عیوب
ڈھونڈو ص ۱۷۷

۱۔ کہ اس میں ہر شخص دوسرے سے مدح پھیر لیتا ہے اس سے آنکھیں نہیں ملتا ۲۔

۳۔ یہاں ضرر سے مراد ہے ظاہر ظہور نقصان پہنچانا اور کمرے میں جو خفیہ سازش کر کے نقصان دینا جیسا کہ آج کل عام مدعا ہے ۔
۴۔ اس حدیث کے غریب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک راوی ابو مسلمہ کندی ہے جو فرقہ بندی سے راوی ہے ابو مسلمہ کی
فرقہ سے ملاقات ثابت ہیں ابو مسلمہ کو بچنے ہی میں نے متقی اور ثقہ کہا دوسروں نے اسے ضعیف کہا۔ (مرقات)
۵۔ یعنی ایسے منافقوں میں منافق سے مراد منافق متناہی ہے ممکن ہے کہ منافق عملی یا دونوں مراد ہوں مرقات نے فرمایا کہ اس میں
یہاں فاسق بھی داخل ہے کیونکہ آگے جس عمل کا ذکر ہے وہ فاسق ہی کرتے تھے

۶۔ یہ تیوں حرکتیں منافق ہی کرتے تھے میں سے مسلمانوں کو تکلیف ہو وہ کام کرنا حتیٰ کہ مستر میں کاشا پھر ڈال دینا کہ مسلمانوں کو لگے ان سے
سخت کلامی کرنا۔ مسلمانوں کے وہ گناہ بیان کرنا جن سے وہ توبہ کر چکے ہوں بلکہ ان کی توبہ کا قرآن کریم میں اعلان ہو چکا ہو۔ مسلمانوں کے خفیہ
عیوب کی تلاش میں رہنا بلکہ ان کے عیب عیاں کرنا عیب لگا دینا کی بے عیبی پر قرآن مجید گواہ ہے اس سے معلوم ہو کہ حضرات صحابہ
کو ستانا منافقوں کا کام ہے اس سے موجودہ مدافض جبرت حاصل کریں بلکہ تاقیامت مسلمانوں کے ساتھ یہ برتاؤ نہ ملے منافقت
ہے بہتر ہے کہ اپنے عیوب کی تحقیق کر کے ان سے توبہ کر لیں ۷۔

سہ یعنی سود خوری بدترین گناہ ہے جیسے حال کے ساتھ کلمہ مسنونہ را کرنا (حدیث) سود خوار کو اللہ رسول سے جنگ کرنے کا الٹی میٹم دیا گیا ہے یہ تو ہی سود کا حال ہے مسلمان نہ ہو جو نہ مال سے زیادہ عزیز اور قیمتی ہے ایسے مسلمان کی آبروریزی سے ذیل کرنا بدترین سود قرار دیا جا رہا ہے۔ مسلمان غنیقہ عورت کو نہ ہت نکالنے پر رشتی کوڑے اور میسر کے لیے مرد و استہادت کرنے کی سرگرمی ہے کیونکہ اس لیے کہ اس نے مسلمان لگ وامن ہے قصور کی طرح یہ سود بد ہے قرآن انکار و است سے اس کی قید اس لیے ہے کہ حق آبروریزی کا

وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ : وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَوِيَ بَنِي تَمِيمٍ مَرَّةً حَتَّى
 يَقُولُوا لَهُمْ أَطْقَارًا مِنْ نَحَائِسِ يَحْمِسُوزَ وَجَوْهَرًا
 وَصَدْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هُوَ لَأَعْرِضَ يَا جَبْرِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ
 وَالَّذِينَ يَكُونُونَ لِحُومِ النَّاسِ وَيَقْعُونَ فِي أَعْدَاءِهِمْ
 مَا وَكَا أَبُودَاؤُدَ : وَعَنْ الْمُسْتَوْرِدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ بَرِّ جُلٍّ مُسْلِمٍ أُلْغِيَ عَنْهُ

یعنی شعبہ ایمان : حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ فرمایا کہ اللہ نے تمہارے لیے
 دو چیزیں بھیجی ہیں۔ ایک تمہاری گوشت پر کڑا جس کے پانچ حصے ہیں۔ ایک تمہاری
 چھتے اور پچھلے کمر پر۔ جس کے حصے دو ہیں۔ پچھلے حصے پر کڑا جس کے پانچ حصے ہیں۔
 میں جو لوگوں کے گوشت کھائے ہیں۔ ان کی آبروزوں میں منوں جو تمہارے حصے پر کڑا ہو۔ اور
 حضرت مستورد سے ہے کہ وہ نبی سے شہید ہوا۔ اسے ماری فرمایا جو نبی سے ہوا۔ وہی حصہ پر کڑا
 کھانے سے تھوڑا سا حصہ

یہ نکتہ کبھی ضروری ہوتا ہے۔ جیسے خبیث اکثر حرام ہے مگر کبھی مباح بلکہ کبھی واجب ہے۔
 مثلاً طائر ہے کہ میں معراج سے مراد حسن بیداری کی معراج مراد سے جو ہوتے کے گیدڑوں میں۔ مثلاً بیوی
 رجب میں جوہر کی بات ہوئی مگر میں خود کی معراج میں حضور کو قرآن میں جوئی میں مذکور کیفیت اس میں معراج میں ہوئی
 کہ اس طرح کہ ان پر غارتی کا عذاب مسلط کر دیا گیا تھا اور اس سے کہ وہ بار بار اور نوکیلے بھی ان سے یہ سہرا کھائے
 میں دور رہی ہوتے ہیں حد کا زیادہ۔ مثلاً عذاب میں عذاب ہے یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا جو ہوتے والوں سے کہہ دیا
 یہ میں۔ وہاں ہلاکوں کی علت کرتے تھان کی آبروزی کرنے میں یہ کام ہوتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ جس سے طہر یعنی مایہ سے
 یہ آج۔ تہذیب میں سدا ہے کوئی میں آخر میں میں رہے۔ مثلاً علیہ وسلم کی بات کے وہاں سے کہہ دیتے
 یہ آج سے صحت میں نے احادیث نقل ہیں مثلاً اس طرح کہ وہ دور۔ ہوتے ہیں ہلاکوں میں سے ایک
 میں اس بار سے دور سے خوش کرے میں یہ دوسرے کی خبیث کہے۔ اسے رکھے اسے نقصان پہونے

يُطْعِمُهُمْ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ كُتِبَ ثَوْبًا بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ
قَاتَ اللَّهُ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ مِنْ جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مَقَامَ
سَمْعَةٍ وَرِيَاءَ قَاتَ اللَّهُ يَقْوِمَ لَهُ مَقَامَ سَمْعَةٍ وَرِيَاءَ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کے کس دوزخ میں سے کھانے کا لہ اور جو کسی مسلمان کا دوسرے کو پہنا یا لباس سے تو اللہ سے اس کے کس دوزخ
سے پہنانے کا لہ اور جو کسی شخص کے دوسرے سے سنانے اور کھانے کے لہ میں کھڑا ہو تو اللہ اسے قیامت کے
دن سنانے اور کھانے کے لہ میں کھڑا کرے گا لہ (ابو داؤد، بیروایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے
ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر کسی تدبیر پر تائیں تاکہ اس ذلیلہ شخص اسے کچھ دیدے یا کھلا دے ایسے شرابی لوگ آجکل بہت ہیں ۛ
لہ یہ دوزخ کی آگ کے انگارے ان شخصوں کی غرض میں ہیں جو یہیں تھے کھانے اتنے ہی وہاں انگارے کھانے کا لہ اسکا مطلب
گذشتہ مضمون سے واضح ہے کہ جو کسی کو خوش کرنے کے لئے مسلمان بھائی کی غیبت کرے یا اسے ستائے اس غیبت وغیرہ کی غرض
کے طور پر کا جوڑا پائے تو اسے قیامت میں اس جوڑے کی غرض آگ کا جوڑا پہنایا جائیگا لہ اس فرمان عالی کے بہت معانی ہیں
ایک یہ کہ جو شخص کسی مشہور شریف آدمی کی بگڑی اچھا لے اس کا مقابلہ کرنے تاکہ اس مقابلہ سے میری شہرت ہو دوسرے یہ کہ جو
کسی شخص کو دنیا میں جھوٹے طریقہ سے اچھا لے تاکہ اس کے ذلیلہ مجھے عزت و رخصی ملے۔ جیسے آج کل بعض جھوٹے پیروں
کے مرید اس کی جھوٹی کرامتیں بیان کرتے پھرتے ہیں تاکہ ہم کو بھی اس کے ذلیلہ عزت ملے کہ ہم اس کے بانی کے ہیں (الاشعہ)
تیسرے یہ کہ جو شخص دنیا میں نام و نمود چاہے۔ نیکیاں کرے مگر ناموری کے لئے یا جو شخص کسی کے ذلیلہ سے اپنے کو
مشہور و نامور کرے۔ قیامت میں ایسے شخصوں کو عام سوا کیا جاوے گا کہ فرشتہ اسے اور بھی جگہ کھڑا کر کے اعلان
کرے گا کہ لوگو یہ بڑا جھوٹا منکر فریبی تھا۔

درقات و لمعات وغیرہ ۛ

وَسَلَّمَ حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ مَا وَاهُ أَحْمَدُ
وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِغْتَلَّ بَعِيرُ لُصْفِيَّةَ
وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضُلٌ فَهَرُفْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَزَيْنَبَ أَعْطِيَهَا بَعِيرًا فَقَالَتْ أَنَا أُعْطِيَ
تِلْكَ الْيَهُودِيَّةَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وہم نے کہ اچھا گمان سے اچھی عبادت سے ہے سہ (اسمہ ابوزید) عاصیہ ہے حضرت جناب زینب
سے فرمائی ہیں کہ حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہو گیا اور حضرت زینبؓ کے پاس پہنچی ہوئی سواروں میں
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے کہا کہ یہ اونٹ تمہیں دینا ہے وہ دلوں میں اس
یہودیہ کو دے دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوئے

سہ لوگوں کے متعلق نیک گمان کرنا بدگمانی نہ کرنا۔ یا اللہ تعالیٰ کے متعلق اچھا گمان کرنا اس کی معافی کی امید رکھنا یہ دونوں
احتمال درست ہیں سہ اس فرمان عالی کے کئی مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان اس سے
امید وابستہ کرنا بھی عبادت میں سے ایک اچھی عبادت ہے دوسرے یہ کہ اللہ سے امید اچھی عبادت
سے حاصل ہوتی ہے جو عبادت کرے گا اسے یہ امید نصیب ہوگی۔ تیسرے یہ کہ عبادت کے ذریعہ اللہ
سے اچھی امید رکھو۔ عبادت سے غافل نہ رہ کر امیدیں باندھنا حماقت ہے جیسے کوئی جو بوکر گندم کا شیشی امید
کرے جو تھکے یہ کہ اللہ کے بندوں میں مسلمانوں سے اچھا گمان کرنا ان پر بدگمانی نہ کرنا یہ بھی اچھی عبادت
میں سے ایک عبادت ہے اس فرمان کے اور بھی معنی ہو سکتے ہیں مثلاً یہ کہ مسلمانوں پر اچھا گمان اچھی عبادت
سے حاصل ہوتا ہے جو عابد ہو گا وہ ہی نیک گمان ہو گا جو خود بُرا ہو گا دوسروں کو بھی بُرا ہی سمجھے گا۔

سہ آپ کا نام صفیہ بنت حمی ابنی اخطب ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ پہلے کاندہ بنت ابی المہدی کے نکاح
میں تھیں ان کے خاوند محرم شہر ہجری میں غزوہ خیبر میں مارا گیا آپ قید ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئیں آپ کو حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے خود اپنے نکاح سے شرف بخشا لہذا آپ ام المؤمنین میں شہرہ پیماس میں وفات پائی جنہاں
بقیع میں دفن ہوئیں سہ آپ زینب بنت جحش ہیں آپ کی والدہ امیر بنت عبدالمطلب ہیں حضور انور کی بھوپھی آپ پہلے حضرت
زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں ان کے طلاق دینے کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں حضور انور سے نکاح شہر ہجری میں ہوا۔ ۲۰

وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ وَبَعْضَ صَفَرٍ وَأَخَاهُ
أَبُو دَاوُدَ وَذَكَرَ حَدِيثُ مَعَاذِ بْنِ أَنَسٍ مَنِ خَلَى مُؤْمِنًا فِي
بَابِ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ ۖ الْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ي
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرُدُ فَقَالَ لَهُ عِيسَى سَرَقْتَ
قَالَ كَلًا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ عِيسَى أَمَنْتُ
بِاللَّهِ وَكَذَبْتَ نَفْسِي مَا أَهْلُ مُسْلِمٍ ۖ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ

مروئے تو نہیں، نبویہ، عمر اور سیدہ کچھ بھڑ۔ رکھنا یہ ابوداؤد اور حضرت معاذ بن انس کی
حدیث میں جس میں انہوں نے فرمایا کہ: ابوبکر بن داؤد کی ایک عیسوی نے فصل روایت
میں حضرت ابومریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت
عیسیٰ ابن مریم نے ایک شمس کو چمکی کرتے دیکھا تو اس سے فرمایا تو نے مجھ کی تکذاب کرنا
نہیں اس لیے کہ میں رسول کوئی معبود نہیں تو حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا اور میں نے
اپنے کو جھٹلایا اللہ مسلم، روایت ہے حضرت انس سے فرماتے

مروئے غالباً یہ واقعہ کسی سفر کا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ کو اونٹ کی صورت میں سواری کیلئے اور حضرت زینب کے پاس ایک اونٹ نافرمان تھا
تو عیسیٰ نے اونٹ کو آپس میں غیظ و غضب ہوتا ہے اس بنا پر یہ عرض کیا ہو کہ یہ عیسیٰ تو قوم یہودیہ کے مذہب یہودیہ کو کہہ کر
اب تو مسلمان ہو چکی تھیں۔ اب جناب زینب سواران قریش کی بیٹی تھیں یہی قوم والی بی بی کو شہدوں کی۔ سہ یعنی قریش
نصائی عینیہ ان سے کلام سلام صوبہ بند فرمادیا۔ مگر یہ ترک کلام عدوت کے لئے نہیں بلکہ تعلیم تربیت کے لئے ہے
جس عاریب میں تین دن سے رازہ ترک کلام کی ممانعت ہے وہاں دشمنی کا ترک کلام مراد ہے لہذا احادیث
میں عارض ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہودی کو بھائے ہائے شے کے ترک کلام سے تعلیم تربیت دے
رب تعالیٰ فرماتا ہے: وَتَرْكُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ سَلَامٌ ۚ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْهُنَّ ۚ يَۤاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْهُنَّ ۚ
ممانعت کا حیل رکھنے وہاں نقل کی یہ حدیث بہت دلائل ہے۔

سہ یہ فرمان یا تو ان کے لئے ہے یا بوجھنے کے لئے کسی کا تو نے جوہری کی:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونُ كُفْرًا
وَكَادَ الْحَسَدُ أَنْ يَغْلِبَ الْقَدْرَ. وَعَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اعْتَدَ مَرَاتِي أَحْيَيْهِ فَلَمْ
يُعْذِرْهُ أَوْ لَمْ يَقْبَلْ عُذْرَهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلِي خَطِيئَةً
صَاحِبِ مَكَلٍ رَأَوْا هُمَا لِبَيْهَتِي فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ وَقَدْ

ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اور تقدیر پر غالب نہ ہو جائے روایت ہے حضرت جابر سے کہ
روز فرماتے ہیں جابری نے کہا کہ ایک حدیث کہ
لو کسی شخص کے پاس اور کو میں روایت ہے

۴ یعنی اس قسم کی وجہ سے مجھے سچا سمجھا ہوں کہ میں بندہ اللہ کی صورتی قسم میں کما سکتا ہوں کہ میں
ہوتی ہے اسے متعلق غلط فہمی کا خیال کر لیتا ہوں کہ میری آنکھوں سے دیکھے ہیں طغی کی یہ ہے شان موب کہ رہی
دوسرے پر عمل فرماتے ہیں سلفہ فقیر آدمی کہیں اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر دیتا ہے کہ وہ مجھ پر ظلم کیا کہ نہ کر دیا کبھی لوگوں سے
اللہ کی سزا دیتا کرتا ہے کہیں مل حاصل کرتے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اسلحہ قبوٹ کر دوسرے مذہب میں داخل دیتا
ہے پیسے دیں کو فروخت کر دیتا ہے کہیں رضا باغضاد سے منہ موڑ لیتا ہے یہ سب کفر یا صلب کفر ہیں
غریبی کے لئے زیادہ ہیں خیال ہے کہ فقر میں مبر اللہ کی رحمت ہے جس کے متعلق اسناد ہذا الفقر لخری اور فقر میں خوراک
اللہ کا عذاب ہے لہذا احادیث میں تعارض نہیں . فقیر صابر کو بھی شاکر سے افضل بنا دیا ہے
کہ حسد تقدیر کو ہٹا دے کیونکہ حاسد خود محسود کی تقدیر بدلنا چاہتا ہے
کیا کچھ نہیں بگوئے حاسد کی نعمتیں نازل ہو جاتی ہیں . جو کہ کبھی حسد بھی کفر تک پہنچا دیتا ہے
فقیر کے ساتھ میان فرما دیا شیطان حسد کا کار ہے سلفہ یعنی دوستی اپنے مسلمان بھائی کو
لئے اس کے پاس آئے اس معافی چاہے یا تصور کا بدلہ کرنا چاہے سلفہ یعنی بددعا سے معافی
نہ دے اس سے دل صاف کر دے جیسے ٹیکس لگانے والے اور ٹیکس وصولی کر لے دے

الْمَكَائِسُ الْمَشَارِبُ الْبَابُ الْحَذَرُ وَالثَّانِي فِي الْأُمُورِ الْفَصْلُ
الْأَوَّلُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُلْدَغُ الْيَوْمُ مِنْ حُجْرٍ وَاحِدٍ
مَرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا شَيْءَ عَبْدُ الْقَيْسِ

مکان میکس لینے والا ہے نہ احتیاط کرنے اور کاموں میں اطمینان کا بیان ہے پہلے فصل روایت
ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن ایک سو رات سے
دوبارہ نہیں کانا جاتا ہے (مسلم بخاری) : روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے عبد القیس کے سردار سے فرمایا ہے

ہم اکثر ظالم ہوتے ہیں ہمیں محنت مزا ملے گی ایسے ہی اس شخص کو محنت مزا ملے گی :
اسے ہمیں مقرر کرنے والا کسی ناخبر و غیرہ کا غلط نہیں قبول کرتا بہر حال اپنی مرضی کے مطابق لگا دیتا ہے یہ شخص بھی غلط قبول نہیں
کرتا اس لیے یہ تشبیہ بالکل درست ہے۔ حشر وہ حکام ہیں جو زمین اور کسانوں کی پیداوار پر حشر و سواں جوتس لگائے یا وصول
کرنے پر مقرر ہوں۔ حشر اور ذال کے فتنے سے بھی پرہیز کرنا احتیاط برتنا اور حذر دال کے کسر سے بھی محتاط آدمی احتیاط
کرنے والا شخص۔ حذر کے معنی میں نقصان وہ شخصوں سے پرہیز کرنا ثانی کے معنی ہیں اطمینان سے کام کرنا اس کا مقابلہ ہے۔
تعمیل یعنی جلد بازی خیال رہے کہ ہر کام میں تاخیر و احتیاط سے کام کرے مگر احموی کا سولہ میں جلدی کرنا بہتر موت کی خبر نہیں۔
اس حدیث کا شان نزول یہ ہے کہ ایک کافر شامیوں کا نام جو عذر تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مخالفت کی سخت
توجہ آئینہ اشعار کہ کرا تھا جنگ درمیں گرفتار ہو گیا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گزشتہ کی معافی مانگی آئینہ اس حرکت سے باز رہنے کا عہد کیا حضور صلی
اللہ علیہ وسلم سے چھوڑ دیا چھوڑ کر پھر اس حرکت میں مشغول ہو گیا پھر جنگ درمیں گرفتار ہوا پھر اس نے مصفیت کی اور صحابہ کرام نے اس کی رہائی کی اتفاق
کی تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مومن ایک سو رات سے دوبارہ نہیں کانا جاتا اور اسے رہائی نہ بخشی۔ یعنی جس سو رات سے ایک بار بھی کھا لیا ہو اس
سو رات میں دوبارہ انگلی مت ڈالو جس شخص سے ایک بار دھوکا لیا ہو دوبارہ اس کے دھوکے میں نہ آؤ اس شاعر کو قتل کر دیا گیا اور قتات و حشر

بَرَفِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ الْحِلْمُ وَالْإِنْسَاءُ لَرَوَاكَ مُسْلِمٌ
 الْقِصْلُ الثَّانِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا كَأُفْنٍ مِنَ اللَّهِ وَالْعَجَلَةُ
 مِنَ الشَّيْطَانِ مَا وَكَاكَ التَّوَمُّذِيُّ وَقَالَ هَذَا

مگر تمہیں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ پسند فرماتا ہے بڑ باری اور دقار سے (اسلم) دوسری فصل
 روایت ہے حضرت سہیل ابن سعد سادی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الطینان
 اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے کہ
 (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ

تھے عہد انیس، ایک تجدید کا نام چاشنی یعنی رکس و سردار اس سردار کا نام صندراہن مائت تھا یہ لوگ اپنی قوم کے نمائندہ ہی کر اسلام لائے تھے
 تھے دوسرے لوگ تو آتے ہی بھاگے ہوئے حضور اور کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اس سردار صندراہن مائت کی پہچان کیا پہچانیت
 وکار و سکول سے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوا و فضل پڑھے پھر دعا مانگی پھر حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور انور کو اس کی
 یہ ادا بہت پسند آئی تب یہ فرمایا (اللہ) ۱۰ سالہ جب حضور انور صندراہن سے یہ بشارت دی تو وہ بولا کہ یا رسول اللہ میری صفیہ
 کسی یکبارہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی فرمایا کہ رب تعالیٰ کی عطا تب اس نے سہا شکر کیا بولا کہ اگر میری کسی بیوی تو قابل بدل ہو میں رب کی
 عطا راہ نہیں ہوتی خدا کا شکر ہے جس نے مجھے یہ خصلتیں بخشیں ہیں جس سے وہ اللہ اس کے رسول راضی ہیں و مرعات فاشد
 ۱۰ حضرت سہیل بھی صحابی ہیں آپ کے والد سعد بھی صحابی ہیں مدینہ منورہ میں سب سے آخری صحابی آپ ہی فوت ہوئے ۱۰
 یعنی دنیاوی یا دینی کاموں کو اطمینان سے کرنا اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہے۔ اور ان میں جلد بازی سے کام لینا -
 شیطانی و سوسہ ہے اس ترجمہ اور ترح سے معلوم ہو گیا کہ یہ حدیث اس آیت کریمہ کے خلاف نہیں -

سَا عُوا ابْنِي مَغْفِرَةً مِنْ رَبِّكَ مَنْ مَسَّكَ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ فِي الْغَيْبِ
 کہ وہاں سرعت میں دینی کام میں دیر نہ لگانے جلد روا کر لینے کی تعریف ہے اور یہاں خود کام میں جلد بازی کرنا کہ کام جگڑ جائے
 اس سے ممانعت ہے۔ بعض لوگ دو منٹ میں چار رکعتیں پڑھ لیتے ہیں۔

یہ ہے عجلت نفس جہاں سے

میں جلدی بری ہے ۛ

حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي
عَبْدِ الْمُهِمِّ بْنِ عَبَّاسٍ الرَّائِي مِنْ قَبْلِ حَفْظِهِ
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَا حَلِيمَ إِلَّا ذُو عَثْرَةٍ وَلَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجْرِبَةٍ
رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ
غَرِيبٌ • وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَوْصِنِي فَقَالَ خُذِ الْأُمْرَ بِالتَّذْيِيرِ فَإِنْ
رَأَيْتَ فِي عَاقِبَتِهِ خَيْرًا فَأَمْضِهِ وَإِنْ خِفْتَ غِيًّا

حدیث غریب ہے اور بعض محدثین نے عبدالمہمیں ابن عباس کے متعلق اس کے مانتے کے بارے
میں کچھ کام کیا ہے لہذا روایت ہے ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ میں ہے بد بار اگر لغزش والا نہ ہو تو نہیں ہے حکمت والا اگر تجربہ کار نہ ہو (احمد ترمذی) اور کہ یہ
حدیث من غریب ہے • روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیے لہذا تو فرمایا کام ہم میرے اختیار کردہ ہے پھر اگر اس کے
انجام میں بھلائی دیکھو تو کر گزرو اور اگر گمراہی کا خوف

لے یعنی ہمیں اس عباس میں تو متقی پر سزا گار ہوگی کل گمراہ کا مانتے کرو ہوتا ہے غریبوں کے شکر کریں گے اگر بد بارو
علیم ہوتا ہے کہ لوگ اس کی لغزشوں پر اسے اس کی غلطیوں پر مطلع کرتے ہیں اسے شرمندہ کرتے ہیں تب کہیں جا کر وہ علیم ہوتا ہے ایسے لوگ
بہت بخوشی میں جو دوسروں کی لغزش سے سبق لے میں سنا یعنی عموماً لوگ تجربہ کر کے حکیم بنتے ہیں یا عام لوگوں کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ
ہمیشہ سے علیم و حکیم ہے یوں ہی حضرات انبیاء و اولیاء و اول سے ہی علیم و حکیم ہوتے ہیں لہذا حدیث واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں
سنا کہ جب میں کسی کام میں حیران ہو جاؤں تو کیا کروں جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے حضرات صحابہ پر ویں و دنیاوی کام میں حضور
انور سے مشورہ لیا کرتے تھے یہ تبریر بنا ہے دیر ہے بعضی پیچھے یا انجام تکمیل کے معنی میں، انجام سوچنا یعنی جو کام
کرنا ہو پہلے اس کا انجام سوچو پھر کام شروع کرو •

فَأَمْسَكَ رَأْسَهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ، وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ
سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ الْأَعْمَشُ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّوَدُّدُ فِي كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ إِلَّا
فِي عَمَلٍ إِلَّا خَيْرٌ رَأْسَهُ وَأَبُو دَاوُدَ، وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ سَرْجِسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

کہ تو باز رہو اسے (شرح سنہ) : روایت ہے حضرت مصعب ابن سعد سے
اسے وہ اپنے والد سے مادی اعمش کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ
وہم سے مادی اسے فرمایا اطمینان سے کرنا ہر چیز میں اچھا ہے سوا آخرت کے کہ
کے (ابوداؤد) : روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سرجس سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا

اسے یعنی اگر تم کو کسی کام کے انجام میں دینی یا دنیاوی خرابی نظر آئے تو کام شروع ہی نہ کرو اللہ اگر شروع کرچکے ہو تو باز رہ جاؤ اسے
پولاد کر دے یہ مصعب خود تابعی ہیں مگر ان کے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صحابی اور مشہور بشرہ سے ہیں۔
حضرت مصعب نے اپنے والد سعد سے اور حضرت علی بن عمر رضی اللہ عنہما جمیع سے ملاقات کی ہے بڑے مقدس بزرگ ہیں سلسلہ
ایک سو میں میں وفات پائی۔ اسے امش بھی مشہور دلیل القدر بھی ہیں آپ کا نام سلمہ بن جبریل ہے کاپی، ہمدی میں کاپی ہیں۔
سلسلہ ساتھ بھری میں مقامی میں پیدا ہوئے کوثر لائے گئے۔ سلسلہ ایک سو اڑتالیس میں وفات ہوئی و وفات اسے یعنی غالب
ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے۔ ممکن ہے کہ حدیث موقوف ہو کہ حضرت سعد بن وقاص کا اپنا قول ہو سلسلہ یہی دنیاوی کام میں
دیر لگانا اچھا ہے کہ ممکن ہے کہ کام خراب ہو اور دیر لگانے میں اس کی خرابی معلوم ہو جائے اور ہم اس سے باز رہیں مگر آخرت
کا کام تو لا فخلہ اچھا ہی ہے اسے موقع ملتے ہی کر لو کہ دیر لگانے میں شاید موقع ملتا ہے بہت دیکھا گیا کہ بعض حاجیوں کو موقع ملا نہ کیا
پھر نہ کر سکے رب تعالیٰ فرماتا ہے فاستبقوا الخیرات بھلائیوں میں جلدی کرو شیطان کا خیر میں دیر لگوا کر آخر اس سے روک دیتا ہے
رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ الشیطان یحکم الفقر و یمرکم بالفقرا کار خیر میں خرچ کرنے فقری کا اندیشہ دلاتا ہے اور حرام کاموں میں
خرچ کرنے پر نام کی امید دلاتا ہے کہ تمہارا نام ہوگا :

السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّوَدَةُ الْوَالِدُ قِتْمَادُ جُرْعَةٍ مِنْ
أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ جُرْعَةً مِنَ النَّبُوءَةِ رَوَاكَ التِّرْمِذِيُّ
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنَّ الْهُدَى الصَّالِحَ وَالسَّمْتُ الصَّالِحَ وَالْإِقْتِصَارُ
جُرْعَةٌ مِنْ تَحِيٍّ وَعِشْرِينَ جُرْعَةً مِنَ النَّبُوءَةِ مَا رَوَاهُ

اچھے اخلاق اور اطمینان اور میاند روی ملہ نبوت کا چوبیسواں حصہ ہے
(ترمذی) + ولایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ اللہ کے نبی یہ اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اچھا طریقہ اور اچھی عادت ملہ اور میاند روی نبوت کا
چوبیسواں حصہ ہے

ملہ سمت میں کے فخریم کے سکون سے معنی دائمی عادت اقتصاد و کام جو اطراط و تفریط کے درمیان ہو جسے جو دینی مساوات درمیان ہے
فضول خرچی اور بخل کے یا شہامت درمیانی حالت ہے ظلم اور بردل کے میاند روی بعض اچھی ہے بعض بری یہاں اچھی میاند روی ملو ہے
سب تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا قَعْدُ فِي مَشِيئِكَ اِنْ رَاْتُمْ اِذَا انْفَقَوْا اَمْ يَسْرِفُوْنَ اَوْ اَمْ يَقْتَرُونَ وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ مَسِيْرًا
بعض عارضین فرماتے ہیں کہ ظلم اچھا ہے جبکہ درمیانی ہو کہ مل سے نہ ملے کہ عمل اچھا ہے جبکہ درمیانی ہو کہ مل سے نہ ملے کہ عمارت (ملہ میں حضرت
انبیاء کرام بہت سی معات سے موصوف ہوتے ہیں ان سے درمیان روی بھی ہے جسے یہ نصیب ہوئی اسے نبوت کی خصلت نصیب ہوئی
چوبیسواں حصہ فرمایا علوم نبوت سے ہے وہ تعالیٰ جانے اس سے کیا مراد ہے وقرات اس کے متعلق کچھ عرض کیا گیا ہے نفیر خواب کے
بیان میں ملہ بیان برائی سے مراد اخلاقی حالات ہیں اور سمت سے مراد ظاہری عمارت ہیں جیسے ایمان باطنی عقیدہ کا نام ہے اور اسرار
ظاہری ارکان کا نام وقرات اس کے میاند روی ہر چیز میں اچھی ہے کمانے میں خرچ کرنے میں کمانے پہنچنے میں مٹی کہ نوافل عبادات میں اور
ترنگی کے ہر شعبہ میں کہ نہ تو بہت کی کر سے نہ بہت زیادتی یہ عملی سبھی حضرات انبیاء کرام خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے اسے چوبیسواں حصہ فرمانا اسرار الہیہ میں سے ہے جو مطلب ہے وہ حق ہے میاند پال چلے والا ہمیشہ
کام کر سکتا ہے اور نیکی وہ ہی اچھی جو ہمیشہ کی جاوے اگرچہ بہت زیادہ نہ ہو +

أَبُو دَاوُدَ: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِيثَ
 ثُمَّ التَفَتَ فِيهِ أَمَانَةٌ رَأَوُا أَلَا التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ
 وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 لِأَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّهْمِيَّانِ هَلْ لَكَ خَادِمٌ قَالَ لَا
 فَقَالَ فَإِذَا أَتَا نَاسَبِي فَأُتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بِرَأْسَيْنِ فَأَتَاهُ أَبُو الْهَيْثَمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرُ مِنْهُمَا فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

ابو داؤد روایت ہے حضرت جابر ابن عبد اللہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی سرایا
 جب آدمی کوئی بات کرے پہلو سر اور دیکھے تو وہ بات امانت ہے نہ (ترمذی۔ ابو داؤد) روایت
 ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الہیثم ابن تہیمان سے فرمایا کہ کیا
 تمہارے پاس خدمت گار ہے اس نے کہا نہیں تو فرمایا کہ جب تمہارے پاس قیدی آویں
 تو آنا کہ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو شخص لائے گئے تو ان کی خدمت میں الہیثم آئے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سرایا ان میں ایک چن لیا عرض کیا یا نبی اللہ ..

سہ بنی اگر کوئی شخص تم سے اکیلے ہی کوئی بات کہے اور بات کہے دو دہائی بات کہے درمیان میں اور دیکھے کہ کوئی اس نے
 تورو اگرچہ منہ سے نہ کہے کہ یہ کسی سے نہ کہنا اگر اس کی یہ حرکت بتائی ہے کدہ دہ کی ہے ہذا سے مانت بھروسہ کا راز ظاہر
 نہ کرو کسی سے یہ بات نہ کہو سبحان اللہ کسی پاکیزہ ہے سہ یہ واقعہ مشکوٰۃ شریف باب صیانت میں گرجا ہے۔ یہ ابو الہیثم وہی
 عروش نصیب صحابی ہیں جن کے باغ میں ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہم بیہوک
 کی حالت میں مہمان ہوئے تھے اور انھوں نے حضور کی شان دار مہمانی کی و اس ہی آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں
 وہاں اور عامر نہیں ہوتا کوئی معمولی مذہبیت پیش کرے وہاں سے مال مال کو دیا جاتا ہے کھانا کھا کر یہ ارشاد فرمایا۔
 کہ ہم تم کو غلام عطا کریں گے سہ یہی آپ کا جنازہ میرے جنازہ سے بہتر ہوگا کہ حضور محمد پر محمد سے نرا نہ مہربان ہیں

اُخْتَرَنِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمُسْتَشَارَ
مُؤْتَمَنٌ خُلْدٌ هَذَا فَإِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي وَ
اسْتَوْصِي بِهِ مَعْرُوفًا رَوَاكَ السِّرْمَذِيُّ وَعَنْ
جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمَحْبَالِسُ بِأَلَامَاتِهِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ مَحْبَالِسُ
سَفَلِكُ دِمٍ حَرَامٍ أَوْ قُرُوجٍ حَرَامٍ أَوْ اقْتِطَاعِ مَالٍ

آپ ہی چن دیں گے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس سے مشورہ لیا جاوے وہ امین
ہے مگر تم اسے لو کیونکہ میں نے اُسے نماز پڑھتے دیکھا ہے مگر اور اس کے متعلق
بھائی کی وصیت قبول کرو گے (ترمذی) یہ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے
ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجلس امانت دان جو لیں گے
سودا گین جلسوں کے حرام نمونہ بنائے گی یا حرام شرم گاہ کی پانچوں مال

♦ ♦ ♦

م حضور مصطفیٰ مختار میں حضور کے اختیار پر وارد ہوا ہے و مرقاۃ ابو حنیفہ کے حناؤ میں آگیا ہے
اس قیامت تک کیلئے یہ قاعدہ مقرر فرمادیا کہ اگر تم سے کوئی شخص مشورہ کرے تو تم پر لازم ہے کہ خلاف مصلحت اسے مشورہ نہ دو
اگر ایسا کیا تو تم مائن ہو گے مشورہ لینے والا اگرچہ دشمن ہو مگر مشورہ اچھا دے گا اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ ترمذی مسلمان کو اپنے کام
کاج کے لئے ملازم رکھو۔ بیوی۔ اولاد خدمت و دست احباب و مستند و رہبر ہی اچھے جو ترمذی ہوں نمازی آملی ان شاعر اللہ شفیق
پر ہیز گار و خیر خواہ ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے وہ بندہ سے اور اس کا حق مانگنے سے کیا ڈرے گا کہ اس فرمان عالی کے
وہ معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اس خادم کو ہمیشہ اچھی باتوں کی نصیحت و نصیحت کرتے رہنا اسکی صلاح بھی تمہارے ذمہ ہے دوسرے یہ کہ
تم اس کے متعلق میری وصیت قبول کرو کہ اس سے بھلائی کے ساتھ پیش آنا نہ حضرت یہ دوسرے معنی ہیں مجھے اور انھوں نے گھر لے جا
کر اسے آوارہ کر دیا۔ مگر یعنی جب کوئی خاص مجلس یا میٹنگ کی جاوے وہاں جو کچھ ملے ہو اسے مستہر نہ کرو بلکہ صیغہ راز
میں رکھو۔ کہ وہاں جو کچھ پاس ہوا وہ امانت ہے :

بَغَيْرِ حَقٍّ مَّا وَاهُ أَبُودَاؤُدَ وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ إِنَّ أَعْظَمَ
الْمَنَاقِبِ فِي بَابِ الْمُبَاشَرَةِ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ، الْفَصْلُ
الثَّالِثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ قُمْ فَقَامَ ثُمَّ
قَالَ لَهُ أَذْ بِرُفَادٍ بَرْتُمْ قَالَ لَهُ أَقْبَلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ
لَهُ أَقْعُدْ فَقَعَدَ ثُمَّ قَالَ لَهُ فَاخْلُقْتُ خَلْقًا هُوَ

مردنے کی مجلسیں تھ (ابوداؤد) اور ابوسعید کی حدیث ان اعظم المناقب فی باب
کی پہلی فصل میں ذکر کر دی گئی تھی میری فصل روایت ہے حضرت ابوسریج سے وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے راوی فرمایا جب اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے کہ کھڑی ہو وہ کھڑی
ہوئی تھی پھر اس سے فرمایا پھر وہ پھری پھر فرمایا آگے آ آگے پھر اس سے فرمایا
بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی تھی پھر اس سے فرمایا کریں نے ایسی مخلوق کو نہیں پسند کیا کہ

تھ یعنی اگر کسی مجلس خصوصی میں کسی گناہ کا کسی کی حق تلفی کا کسی پر ظلم کرے کا مشورہ کیا گیا تو اسے نہ چھپائے بلکہ مظلوم کو
فوراً خبر دے دے کہ کو کچھ رہا تیرے متعلق یہ مشورہ ہو رہا ہے اگر چھپائے گا تو گنہگار ہوگا۔

تھ یعنی وہ حدیث مصابیح میں اس جگہ تھی مگر ہم نے مناسبت کے لحاظ سے اس جگہ روایت کر دی وہاں مطالعہ کرو۔
تھ ظاہر یہ ہے کہ اس وقت عقل جسم تھی جس سے کھڑا ہونا بیٹھنا آگے پیچھے پھرنا ممکن تھا جیسے بعد قیامت موت و ہر کی شکل میں طاق
کرنے کی کوئی جاوے گی۔ ظاہر یہ ہے کہ کھڑے ہونے بیٹھنے آنے جانے سے ظاہری معنی ہی مراد ہیں۔ ہر طرح گھبرا کر نظر کر م فرمایا عقل کی
عزت افزائی کے بیٹھے ہے کہ یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔

تھ مقصود یہ ہے کہ رب العالی نے عقل کو ہر طرح دیکھا اس کا اگلا حصہ پھیلا احمد اسے اٹھا کر بٹھا کر فرمایا۔

تھ یہاں مخلوق سے مراد جمادات فسمانی ہیں یعنی جمادات انسانی ہیں سب سے بہتر و اعلیٰ و افضل صفت قوی ہے کہ تیرے ذریعے سے انسان مجھے
جاتا تھا ہے میرے نبیوں کی اطاعت کرتا ہے یہی عرفان حاصل کرتا ہے لہذا اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ عقل افضل بہت حضرت
انبیاء و کرام یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاں عقل رسول و سروں کی عقل سے افضل مگر خود رسول سے افضل نہیں کہ وہ حضرات
افضل المخلوق ہیں اور عقل بھی خلق ہے۔

خَيْرٌ مِنْكَ وَلَا أَفْضَلُ مِنْكَ وَلَا أَحْسَنُ مِنْكَ بِكَ
أُتِّخَذُ بِكَ أُعْطِيَ وَبِكَ أُعْرِفُ وَبِكَ أَعَاتِبُ وَبِكَ
الْثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيهِ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ
وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

تہجد سے بہتر تہجد سے افضل تہجد سے اچھی جو سہ تیرے ذریعہ میں پکڑوں گا تیرے ذریعہ
دوں گا سہ تیرے ہی ذریعہ میں پہناتا جاؤں گا سہ تیرے ذریعہ ثواب کروں گا تہجد سے ثواب
ہے اور تہجد پر ہی عذاب ہے اس حدیث میں بعض علماء نے گفتگو کی ہے کہ یہ حدیث ہے
حضرت ابن عمر سے نقل ہے میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سہ غیر سے مراد بذات خود اچھی جس کی خصوصیت ہر شخص کو ہے افضل سے مراد یہ ہے کہ وہ فضائل حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جس سے مراد یہ ہے
کہ اس عقل کے ذریعہ معاملات وغیرہ چھ کیے جاتے ہیں سہ اس طرح کہ اگر کوئی بے عقل ہے عقل میں گناہ کرے تو اسے نہ پکڑوں گا جیسے وہ
یا سمجھ بچے حاصل ہو کر گناہ کرے گا تو اسے پکڑ دوں گا یوں ہی جو کوئی عقل پر ہوش سے نیکی کرے گا اسے ثواب دوں گا جو بے عقل سے نیکی
کرے گا اسے ثواب نہ دوں گا دیکھ لو کفار کی نیکیوں کا ثواب کچھ نہیں کدو بے عقل سے کرتے ہیں اگر عقل سے کرتے تو وہ بھی ہو کر نیکی کرتے
کٹے ہوئے درخت کو پانی دینے والا ہو قوف ہے پیسے بڑا قائم کرو میرا بیوی دو۔ سہ بس صوفیا فرماتے ہیں جانوروں بلکہ
نباتات و جمادات میں بھی عقل ہے کیونکہ یہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کو پہچانتی ہے اس کی تسبیح کرتی ہے و ان من شای
ان یسبح بحمده اور معرفت الہی تو عقل سے ہوتی ہے یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے منطقیوں کا کہنا ہے کہ عقل صرف
انسان میں ہے غلط ہے عقل کا وہ درجہ جس سے ثواب و عذاب ہو وہ صرف بعض انسانوں میں ہے بے ہوش دیوانے۔ نابالغ بچوں
میں نہیں اگرچہ وہ مومن ہیں بلکہ بعض جانوروں کتکے بچروں سے زیادہ خدا میں دیکھو جانوروں کتکروں چاند سورج تاروں نے حضور
نور کو پہچانا مگر نہ پہچانا ابو جہل وغیرہ کفار نے اس لئے قرآن کریم نازل فرمایا اولیٰ الشفٰ کا وہ تمام جملہ احسن
سہ یعنی عقل کی بنا پر احکام شرعیہ کی تکلیف ہے اور تیری ہی بنا پر آخرت میں لوگوں کو آخرت کا ثواب و عذاب ہے اس
عقل سے مراد عقل انسانی ہے معرفت الہی کے لئے عقل کا وہ درجہ جس سے ثواب و عذاب کے لئے دوسرا درجہ
ہے چنانچہ تقی اندین یعنی ابن تیمیہ وغیرہم نے اسے ضعیف بلکہ موضوع بتایا یوں ہی ابو جعفر عقیل ابو حاتم ریشی۔ ابوالحسن داؤد طحاوی

وَسَلَّمَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُونُ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتَّى ذَكَرَ سِتًّا مَالِ الْخَيْرِ كُلِّهَا وَمَا يُجْزَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا بِقَدَرِ عَقْلِهِ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ كَالْتَدَابِيرِ وَلَا

دلم نے کہ ایک شخص نماز روزے سے زکوٰۃ حج و عمرہ دلوں میں سے ہوتا ہے جسے
حضور نے نیک کے سارے اقسام بیان فرمائے مگر تاسیس میں اپنی عقل کے مطابق
ہی بدلہ دیا جائے گا۔ یہ روایت ہے حضرت ابو ذر سے فرماتے ہیں مجھ سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ابو ذر مدبر عیسٰی کوئی عقل
نہیں ہے اور

۱۰ ابی جریز نے اسے صحیح نہیں مانتا (مرقات) ۱۰

سہ یعنی عبادتیں۔ بیش تیسرے مابعد وغیرہ تمام نیکیوں کا ہمہ یکا بعض لوگ یہ سمجھ کر کہتے ہیں کہ ثواب کم پاتے ہیں سب سے چھٹا ہے
و نفوس کو ان نیکیوں کا ثواب کہتا ہے عقل مند کو زیادہ جہاں مسجد کی ضرورت نہ ہو۔ وہاں دس ہیں مسجد میں بنوا دیے کا ثواب
کم بلکہ بالکل ہی نہ ملے گا اور اگر وہاں پانی کی کمی ہو وہاں ایک کنویں کھودا دینے کا ثواب اس مسجدوں سے زیادہ ہوگا۔ لطیفہ
چند کے ایک ہر گھر پر پانچ قدم پر دو رکعتیں پڑھتے ہو طہرچ کو پیدل جا رہے تھے دس سال میں وہ گجرات پہنچے ہم نے کہا کہ اگر
وہ ہوائی جہاز سے مکہ مکرمہ پہنچ جاتے اور اتنے دروہاں رہ کر واصل پڑھتے تو ایک رکعت ایک لاکھ کا ثواب پاتے سہ عقل
و دقتی کہ ہے عقل مطبوع اور عقل مسموع تیسرے مراد عقل عقلی مسموع ہے کہ اس کے بغیر عقل مطبوع بیکار ہے اس عقل
مسموع کبھی عقل مطبوع کے بغیر مفید ہو جاتی ہے۔ عقل مطبوع وہ ہے جو مطری طور پر یا تجربہ یا عقل کے ذریعہ حاصل ہو
عقل مسموع وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے حاصل ہو عقل مطبوع دیباوی انجام کو معلوم رہی ہے عقل مسموع
حروی انجام کا پتہ چلاتی ہے۔ عقل مطبوع کے ساتھ جب عقل مسموع شامل ہو۔

تو مفید ہے (مرقات) ۱۰

وَرَمَعَ كَأَنكَفٍ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ : وَعَنْ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْإِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ وَ
النَّوَدُّ وَالْإِسْقَاسُ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ

پہننے جیسا کہ فی تقویٰ نہیں ملے اور اچھے اخلاق جیسا کہ فی نسب نہیں ملے یہ روایت ہے حضرت ابن
عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ میں میانہ روی آدمی زندگی پہلے ملے
اور لوگوں سے محبت کرنا آدمی عقل پہلے ملے اور اچھا

۶

اس تقویٰ کے دور کی ہیں اچھے کام کرنا برے کاموں سے بچنا مگر اس کا سن ملتی برے کاموں سے بچنا ہے عبادات آسان ہیں مگر محرمات
سے پرہیز برے معاملات سے بچنا بہت مشکل ہے بعض کے نزدیک دفع اور تقویٰ ایک ہی چیز ہے بعض کے نزدیک محرمات سے بچنا
تقویٰ ہے اور شہد کی چیز سے بچنا دفع یا فرائض پر عمل تقویٰ ہے سنت و مستحب پر عمل دفع خیال ہے یکایک گو یا روحانی دوائیں ہیں
گنہوں سے بچنا گو یا روحانی پرہیز۔ دفع غیر ملکی منہ ہیں ہر فی رائے دفع سنت میں حسب یعنی نسب ہے یا باپ کی طرف
سے نسب ملنے کی طرف سے حسب مگر یہاں اس سے مراد شرافت ہے یعنی شرافت صرف نسب سے نہیں بلکہ اچھے اخلاق اچھے اعمال
سے ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا أَوْامِرَ اللَّهِ وَارْجِعُوا إِلَى اللَّهِ فَإِنَّهُ يَخْتَرِكُ بَيْنَ يَدَيْهِ رُجُومًا
ہیں کہنی ہی تو وضع کرے خوش اخلاق نہیں جس نے اللہ رسول سے بگاڑ لی جو انہیں راضی نہ کرے کہ وہ خوش اخلاق کہاں سے آیا ہے۔
یہ بات خوب یاد رکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خوش حالی کا دار و مدار دو چیزوں پر ہے۔ کماتا خرچ کرنا مگر ان
دووں میں خرچ کرنا بہت ہی کمال ہے کماتا سب جانتے ہیں خرچ کرنا کوئی کوئی جانتا ہے جسے خرچ کرنے کا سلیقہ
آگیا وہ انشاء اللہ ہمیشہ خوش رہے گا یہاں ہمیشہ مصدق ہے یعنی عیش کی زندگی۔

ملے یعنی عقل کے سارے کام ایک طرف ہیں اور لوگوں سے محبت کر کے انہیں اپنا بنالینا ایک طرف لوگوں کی محبت
سے دینی دنیاوی ہر دونوں کام نکلتے ہیں لوگوں کے دونوں میں اپنی محبت پیدا کر لو پھر انہیں نمازی حاجی غازی بنادو مگر
خیال رہے کہ لوگوں کی محبت حاصل کرنے کے لئے اللہ رسول کو ناراض نہ کر لو بلکہ لوگوں
سے محبت اللہ رسول کی رضا کے لئے ہوئی چاہیے :

تفصیلی اعتبار سے ماحولیات / کیمیا / طبیعیات / زمین و فضا / سب سے موزنی کرد

عَلَى الْعَنَفِ وَمَا لَا يُعْطَى عَلَى مَا سِوَاكَ سَاقَاكَ مُسْلِمٌ وَفِي
رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ لِعَائِشَةَ عَلَيْكَ بِالرِّفْقِ وَرَأَيْتُكَ
وَالْعَنَفَ وَالْفُحْشَ إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا
زَانًا وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ وَعَنْ جَبْرِ عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَحْرُمُ الرِّفْقَ يُحْرِمُ
الْخَيْرَ سَاقَاكَ مُسْلِمٌ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

جو سختی پر معائنیں کرتا، ملے اور وہ جو اس کے ماسواہ پر نہیں دیتا اسے اور ان کی ایک عادت ہے کہ
مضمون نے حضرت عائشہ سے فرمایا تم نرمی اختیار کرو اور سختی اور بدگلی سے بچو مجھے کسی چیز میں نرمی نہیں ہونی چاہی
اسے اچھا کر دیتی ہے اور کسی چیز سے یہ نہیں نکال جاتی مگر اسے عیب ناک کر دیتی ہے تمہارے عادت ہے حضرت
جبریر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اگر کوئی ایک سال تک عادت سے سختی کرے

نرمی

نرمی

لے یعنی دیا و اثر کے نرمی سے وہ کام میں جاتے ہیں جو سختی سے نہیں جتے اکثر سختی سے وہ سخت دشمن بن جاتے ہیں جتنے ہوئے کام
بگڑ جاتے ہیں نرمی سے دشمن دوست ہو جاتے ہیں اور بگڑتے ہوئے کام میں جاتے
ہیں کسی شاعر نے کیا خوب کہا

بِأَهْلَابِ الرِّزْقِ الْهَيْبَةِ بِقُوَّةٍ هَيْبَةُ الْمَتِّ هَبْ أَهْلُ مَشْفُوتٍ

اَكْلُ الْعِقَابِ بِقُوَّةٍ جِيفَةُ الْقَلَا دَرَعِي الذِّبَابُ الشَّهْدُ وَهُوَ ضَعِيفُ

یعنی سختی سے مدد نہ کیا نرمی سے کام اور عقاب سختی کی وجہ سے مرداری کا ہے شہد کی کسی نرمی کی وجہ سے بھول جوتی ہے (مرقات) مسئلہ بدگلی
نتیجہ سختی کا اولاد میں سختی آتی ہے پھر بدگلی میں بدگلی پھر اعدائی میں اعدائی پھر بیعت میں بیعت پھر عداوت میں عداوت پھر عداوت میں عداوت
یزم مسئلہ یعنی اگر حقیر آدمی کے دل میں نرمی ہو تو وہ عزیز بن جاوے گا عظیم دشمن کوئی کد میں سختی ہو تو وہ حقیر ہو جائیگا اولاد نامراتی میں دشمن
دشمنان کے خود سر سبز سنگ خشک شوتا گل پروید رنگ رنگ

نور نام ہو کر اور ارم ہے سونا نرم ہو کر یور زین نرم ہو کر نال کاشت ہوتی ہے مسلمان نرم ہو کر دلی ہوتا ہے مس جس پر رب دیر ہوتا ہے اسے نرم
دل بنا دیتا ہے جس پر رب کا قہر ہوتا ہے اسے سخت دل کر دیتا ہے سخت دل میں کسی کا وعظ اثر نہیں کرتا۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ
يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ وَفِي
رِوَايَةِ الْحَيَاءِ خَيْرٌ كُلُّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۖ وَعَنْ أَبِي
مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عیدِ عید ایک انصاری شخص پر گزرتا تھا کہ وہ اپنے بھائی کو شرم و حیا کے متعلق نصیحت کر رہا تھا کہ تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دے کیونکہ حیا ایمان سے ہے لہذا (اسلم و بخاری)۔
ہے حضرت عمران ابن حصین سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حیا بھلائی ہی لاتی ہے
اور ایک روایت میں ہے کہ حیا انصاری غیر ہے لہذا (اسلم و بخاری)۔
حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس سے کہہ رہا تھا کہ تو بہت شرمیلا ہے حتیٰ شرم نہ کیا کر کیونکہ بہت شرمیلا آدمی دنیا کا نہیں سکتا یہاں وحط سے مراد ڈرا کر
نصیحت کرنا ہے (مرقات)۔ لہذا یعنی اسے حیا (غیرت) سے شکوکا ہے شرمیلا ہے نہ کہ خیال ہے کہ جو حیا گناہوں سے روک دے وہ
تقویٰ کی اصل ہے اور جو غیرت و حیا اللہ کے مقبول بندوں کی بیعت دل میں پیدا کر دے وہ ایمان کا اکل اعلیٰ ہے اور جو حیا نیک اعمال
سے روک دے وہ بری ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو نماز پڑھنے سے شرم لگتی ہے یہ حیا نہیں ہے واقعی ہے یہاں پہلے یا دوسرے
درجہ کی حیا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنا خوف اپنے حبیب کا غیرت نصیب کرے اعلیٰ حضرت اقدس سرور فرماتے ہیں

دن ہو ہی کھوتا تجھے شب نیند بھر سونا تجھے شرم ہی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ شرعی حیا کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں اور اپنی کوتاہیوں میں غور کر کے
شرم و اندام ہو اس شرم و اندام کی بنا پر آئندہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے جو غیرت نیکو سے
روک دے وہ بھلا ہے حیا نہیں۔ اس معنی سے یہ حدیث پاک بالکل واضح ہو گئی واقعی یہ حیا تو گویا ایمان ہی ہے سراسر

اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْاُذُنُ اِذَا لَمْ
تَسْتَجِبْ فَاَصْنَعْ مَا شِئْتَ رَوَاكُمُ الْبُخَارِيُّ وَعَنِ
التَّوَائِسِ بْنِ مَمْعَانَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ الْبِرُّ حُسْنُ
الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَالَكَ فِي مَذْرُوكٍ وَكَرِهْتَ

کہ کچھ نبوت کا جو کلام لوگوں نے پایا ان میں سے یہ ہے کہ جب تو عیار ذکر سے توجو رہا ہے کہ ملے
(بخاری) : روایت ہے حضرت نواس ابن سمان سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھا تو فرمایا نیکی اچھی عادت ہے گناہ اور گناہ ہے
جویرے سینہ میں پہنے ہوئے تو یہ ناپسند کرے کہ اس

نیا ہنس
نہیں

ما غیر ہی ہے (مرقات و اشعار) :

مسئلہ یہ امر معنی چیز ہے یعنی گذشتہ انبیاء کرام نے اپنی امتوں سے جو حکیمانہ کلام فرماتے ان میں سے ایک یہ کلام شریف بھی ہے کہ
جب تیرے دل میں اللہ رسول کی اپنے بزرگوں کی شرم و حیا نہ ہوگی تو تو برے سے بڑا کام کر گزرے گا کیونکہ برائیوں سے
روکنے والی چیز تو غیرت ہے جب وہ نہ رہی تو بڑی سے کون روکے بہت لوگ اپنی بدنائی کے حوق سے برائیاں نہیں
کرتے مگر جنہیں نیک نانی بدنائی کی پرواہ نہ ہو وہ ہر گناہ کر گزرتے ہیں ایک شاعر کہتا ہے۔

اِذَا الْمَرْحُوشُ هَاقَبَةُ اللَّيَالِي وَلَمْ تَسْجِ فَاَصْنَعْ مَا تَشَاءُ
فَلَا وَاللَّهِ مَا فِي الْعَيْشِ خَيْرٌ وَفِي الْمَدْنِيَا اِذَا ذَهَبَ اللَّيَالِي

مسئلہ آپ صحابی ہیں قبیلہ بنی کلب سے میں بعض نے فرمایا کہ آپ انصاری ہیں آخر میں شام میں قیام فرمایا مرقات نے فرمایا
کہ آپ اصحابی صنف سے ہیں اشعر نے فرمایا کہ آپ کی والدہ کلابیہ سے حضور نے نکاح کیا اور طلاق دے دی اور
کلابیہ عورت آپ کی والدہ ہی تھیں دا شاعر مسئلہ یعنی نیکی اور گناہ کی پہچان کیا ہے مجھے کیسے پتہ لگے کہ یہ کام نیکی ہے
اور یہ کام گناہ ہے مجھے ؟ اور شاعر فرمائیں۔

مسئلہ اچھی عادت عام ہے مخلوق کے ساتھ برتاؤ اور حلق سے معاملات مسب ہی کو شامل ہے ہمارے دور کی پابندی
اچھی عادت ہے گناہوں سے بچنا اچھی عادت ہے خیر :

أَنْ يَطْلُبَ عَلَيْهِ النَّاسُ رَأَاكَ مُسْلِمًا ۖ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا رَأَاكَ الْبُخَارِيُّ
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ

ہر لوگ خبردار ہوں سے (مسلم) ۶ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر
سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا بڑا پیارا تم میں سے
وہ اچھی عادت والا ہے کہ (بخاری) ۶ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے بہترین لوگ میں جو
تم میں اچھے

۱۔ یہ فرمان کمال مسلمانوں کے لئے ہے جیسے ہم کو کسی پیغمبر نہیں ہوتا تو اچھے سے ہونا چاہیے
دل فیض روحانی تکلیف محسوس ہوتی ہے عام لوگوں کا یہ حال نہیں بعض تو گناہ پر خوش ہو کر اعلان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
حکیم مطلق ہیں ہر شخص کو اس کے مطابق دوا عطا فرماتے ہیں یوں ہی انسان سے مراد مقبول بندے ہیں امام غزالی نے حضرت والہ
ابن معین رحمہ اللہ سے روایت کی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نیک آدمی گناہ کیا ہوتا ہے میں فرمایا اپنے دل سے
فتویٰ کیا کرو جسے تمہارا دل نیک کہے وہ نیک ہے جسے تمہارا دل گناہ کہے وہ گناہ ہے (ابن عساکر) یعنی تمہارا دل جس پر
ہمارا ہاتھ ہے ہر دل کا یہ حال نہیں ہے یعنی سارے مسلمانوں میں مجھ بڑا پیارا مسلمان وہ معلوم ہوتا ہے۔ مجھے اس سے
بڑی محبت ہے جس کے اخلاق پاکیزہ خصلت اچھی ہے۔ اگر حضور کا پیارا بنتا ہے تو خوش خلقی اختیار کرو۔

۲۔ اچھی عادت والا بندہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے اس کے حبیب کو پیارا مخلوق کو پیارا دنیاوی معاملات میں سہایت نری
دین میں سہایت پہنچتی ہے وہی ہے خلق محمدی اسی کی یہاں تعلیم ہے افسوس کہ آج ہم دفع بدین امین با بھر قرار دیتے
حلف الامام کے مسائل پر سرسجود سے ۔۔ جانتے ہیں اگر یہ اعمال سنت ہیں تو کیا اخلاق محمدی سنت نہیں
ان پر بھی ہم کو توجہ دینا چاہیے۔

اخْلَاقًا مُتَّفَقًا عَلَيْهِ، ۱۰ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
 قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أُعْطِيَ حَقَّهُ مِنَ
 الرِّفْقِ أُعْطِيَ حَقَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ
 مَنْ حُرِمَ حَقَّهُ مِنَ الرِّفْقِ حُرِمَ حَقَّهُ مِنْ خَيْرِ
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا وَفَى شَرِّهِ السُّتَّةُ، ۱۱ وَعَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اصناف دہ بے ہودوں سے دوسری فصل روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتے ہیں فرمایا
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے نرمی میں سے اس ۱۰ عیتہ دیا گیا اس سے دنیا اور آخرت کی
 بھلائی میں سے عیتہ دیا گیا ہے اور جو نرمی کے عیتہ سے محروم رہا وہ دنیا و آخرت کی بھلائی کے حق سے
 محروم رہا ہے (شرح سند) روایت ہے حضرت ابوسریہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے

سہ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں اس کا حکم اخلاقاً ہے کہ جس طرح ہے یعنی مسلمانوں میں اچھا وہ ہے
 جس کے اخلاق اچھے ہوں اخلاق کے معنی اسی معنی کیے جا چکے ہیں اخلاق مدہ سنت فی الدین۔ اپنے کو ذلیل کر لینا ان تینوں میں فرق
 ہے اسلامی اخلاق اچھے ہیں دینی بلایا ہیں اور اپنے کو ذلیل کر لینا برا ہے۔

سہ اللہ تعالیٰ نے جیسے دنیاوی جسمانی روزیوں میں بندوں کے مختلف حصے رکھے ہیں اسی لئے کوئی امیر ہوتا ہے کوئی فقیر کوئی
 دہلا کوئی بیمار کوئی مڑا ہوا ہوتا ہے اور تندہ رست اسی طرح اس کریم نے روحانی ایمانی روزیاں پیدا فرمائی اور ان میں اپنے بندوں کے مختلف
 حصے رکھے یہاں ارشاد ہوا کہ جس کو لطف و کرم نرمی طبعیت سے دیا وہ جتنے اس سے دوسری باتوں سے بھی کافی حصہ لے گا۔

سہ یہ بات نمبر ۷ سے بھی معلوم ہو گئی ہے کہ جو خلق سخت طبعیت آدمی اپنے کعبہ محلے میں بھی ذلیل رہتا ہے۔
 اور مسجد کی حاضری سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ محلے والے اس کا مسجد میں آنا پسند نہیں کرتے کہ وہ امام اور نمازیوں
 سے لڑتا ہی رہتا ہے۔ مسجد بھی اس سے پتلا مانگتی ہے یہ ہے دنیا و آخرت کے

۱۰ حصوں سے محرومی سبب

۱۱ سے اللہ بچائے

الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ
مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي السَّارِمِ وَالْأَحْمَاءُ وَالزُّمْنَاءُ وَعَنْ
رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا خَيْرُ مَا
أُعْطِيَ الْإِنْسَانُ قَالَ الْخُلُقُ الْحَسَنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ
الْإِيمَانِ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ

کرشمہ و حیا ایمان سے ہے۔ اور ایمان جنت میں ہے کہ اور فحش کوئی سخت دل سے
ہے اور سخت دل آگ میں ہے عہ (اسحد ترجمہ) روایت ہے مزینہ کے ایک شخص سے
عہ فرماتے ہیں کہ سب سے عرصہ کیا یا رسول اللہ انسان کو بہترین چیز کون سی دی گئی ہے
فرمایا اچھی عادت عہ دہشتی شعب الایمان اور شرح السنہ میں حضرت
اسامہ بن

سے یعنی شرم و حیا ایمان کا رکن اعلیٰ ہے دنیا والوں سے حیا دنیاوی برائیوں سے روک دیتی ہے دینی والوں سے حیا دینی برائیوں سے
روک دیتی ہے اللہ رسول سے شرم و حیا تمام عقیدگیوں پر عملوں سے بچالیتی ہے ایمان کی علامت اسی شرم و حیا پر قائم ہے و غرض
ایمان کی جھلکوں کے دل میں رہتی ہے اس کی شاخیں جنت میں ہیں سہ یعنی جو شخص نہ جان کا بے باک ہو کہ ہر بری بھلی بات ہے
و عموماً منہ سے نکالنے سے تو بکھر لو کہ اس کا دل سخت ہے اس میں حیا نہیں رہتی وہ درخت ہے جسکی جڑ انسان کے دل میں ہے اور اس
کی شاخ و دوشخ میں یہ بے دھڑک انسان کا انجام ہے جتنا ہے کہ وہ اللہ کے رسول کی نگاہ میں بھی بے ادب ہو کر کافر ہو جاتا ہے ہذا یہ فرمان
عالی بالکل ہی صحیح ہے حضور حکیم مطلق ہیں ہماری سیمار یوں اناریوں پر ہم سے زیادہ خبردار ہیں۔

سہ مزینہ ایک قبیلہ کا نام ہے یہ صحابی اس قبیلہ سے ہیں چونکہ صحابی تمام کے تمام علل ہیں کوئی ناسق نہیں۔ ہذا اگر صحابی کا نام
معلوم نہ ہو تو حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حتیٰ کہ صحابی کا ارسال بھی صحیح ہے یعنی اگر کوئی صحابی کہہ دیں کہ میں نے کسی اور
صاحب سے سنا انھوں نے حضور سے سنا تب بھی حدیث قوی اور صحیح ہے۔ (مرقات)۔

سہ اچھی عادت سے مراد وہ ہے جو اسی عرصہ کیا گیا جس سے دنیا اور دینی دونوں درست
ہو جاوے گی۔

شرم و حیا
نہی شرم

ابن شریک: وَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا
 الْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيظُ الْقَطْرُ مَا هُوَ أَبُودَاوُدَ
 فِي سُنَنِهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَمَا حَبَّبَ
 جَامِعُ الْأَمْثُولِ فِيهِ عَنْ حَارِثَةَ وَكَذَا فِي شَرْحِ
 السُّنَنِ عَنْهُ وَلَفْظُهُ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ
 الْجَعْظَرِيُّ يُقَالُ الْجَعْظَرِيُّ الْقَطْرُ الْغَلِيظُ وَفِي نُسْخِ
 الْمَصَابِيحِ عَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ وَهَبٍ وَلَفْظُهُ قَالَ وَالْجَوَّاظُ
 الَّذِي جَمَعَ وَمَنَعَ وَالْجَعْظَرِيُّ الْغَلِيظُ الْقَطْرُ + + +

شریک ہے: بعایت ہے حضرت حارثہ ابن وہب سے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جنت میں نہ تو جواظ داخل ہوگا اور نہ جعظری فرمایا اور جواظ سخت دل سخت زبان ہے تلحہ البواظ
 و سندنہ اور بیہقی شعب الایمان اور جامع اصول دین نے اس میں حضرت حارثہ سے ایسے ہی
 شرح سند میں ہے انہیں حارثہ سے اور اس کے لفظ یہ ہیں کہ جنت میں جواظ جعظری
 داخل نہ ہوگا کہا جاتا ہے کہ جعظری سخت دل سخت زبان ہے تلحہ اور مصابیح کے
 نسخوں میں حضرت عکرمہ ابن وہب سے ہے اس کے لفظ ہیں کہ فرمایا جواظ وہ ہے جو بچ کرے
 اور منع کرے تلحہ اور جعظری سخت دل سخت زبان ہے +

سہ آپ صحابی ہیں غزالی ہیں حضرت عمر فاروق کے سوتیلے بیٹے اور حضرت عبداللہ بن عمر کے اخیانی بھائی ہیں آخر میں کوفہ میں رہے۔
 تلحہ غلیظ کے معنی ہیں سخت دل اور غلط کے معنی ہیں سخت زبان کہ ہر ایک سے سخت کلامی کرے تلحہ مقصود یہ ہے کہ جواظ
 اور جعظری کے ایک معنی ہیں سخت دل سخت زبان بعض نے فرمایا کہ جعظری بڑے سیدھے والا موٹے جسم والا جو بہت کھانے کسی کو
 اپنے کھانے میں سے نہ کھلانے زبان بولنے والا کہ ہر وقت کے کھا جائے غلیظ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے مروی
 روایت کی کہ ہر شخص تو یہ کہہ سکتا ہے سواہ برحق کے کہ وہ ایک گناہ سے تو بیکرتا ہے تو اس سے بدتر گناہ میں گرفتار ہو جاتا ہے (مترقا)

وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِنْ أَثْقَلَ شَيْءٌ يَوْمَئِذٍ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ خُلِقَ حَسَنٌ وَإِنَّ اللَّهَ يَبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبُذِي
رَأَوُا كَالسَّامِدِ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

روایت ہے حضرت ابو الدرداء سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ بڑی
بھاری چیز برقیامت کے دن مومن کی ترازو میں رکھی جاوے گی وہ اچھی عادت ہے ملے
اور اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے فحش گو بدخلق سے ملے ترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن
صحیح ہے

اس کا معنی نا جائز مال جمع کر کے اور جہاں خرچ کرنا چاہیے وہاں خرچ نہ کر کے زکوٰۃ صدقہ بطور قربانی۔ بچوں کو خرچہ نہ دے یا جو ہر وقت
مال جمع کرنے کی فکر میں لگا رہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فکر بھی نہ کرے جائز مال جمع کرنا برائیاں نہیں مگر ہر وقت جمع کی فکر میں لگا رہنا منع
ہے ضیاع رکھو کہ جاری پانی پاک رہتا ہے بولہبی جس کو پی سے پانی نکلتا ہے وہ صاف رہتا ہے اگر لگانا چھوڑ دیا جاوے تو گندا
ہو جاتا ہے اللہ کی راہ میں مال نکالتے رہو پاک صاف رہے گا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں مشر

زکوٰۃ مل جہد کی کہ دفتر زرا چو باغبان بدر و بیشتر دہر انگور

زکوٰۃ نکالے جاؤ انگور کی بیل کاٹتے رہنے سے زیادہ انگور دیتی ہے۔

ملے یا تو بینہر اچھی عادت نیکیوں کے پلے ہیں رکھی جاوے گی کیونکہ قیامت میں ہر چیز کی شکل بھی ہوگی اس میں وزن وغیرہ بھی ہوگا اچھی
عادت کا ثواب چونکہ اچھی عادت رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لیے اس میں وزن زیادہ ہے وہاں وزن رضا الہی سے ہوگا خلاص
کی عبادات و زنی ہوگی دیا کی عبادات بلکہ کسب دیا کی عبادت سے رب ناراض ہے اخلاص کی عبادت سے رب راضی کا ترک عبادت میں کوئی
وزن نہ ہوگا رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا تقیم لہم یومہ القیامۃ و نہ شاکتہ ہوں میں قدر رب تعالیٰ کی ناراضی سے ہوگا
جس قدر رب تعالیٰ کی ناراضی زیادہ اس قدر گناہ میں وزن زیادہ اللہ محفوظ رکھے ملے چونکہ رب تعالیٰ بد زبانی سے ناراض ہے
بغداد گناہوں کے پلے میں ہوں گے اور اس گناہ میں بہت بوجھ ہوگا خیال رہے کہ حضور کے نیک اعمال میں اتنا وزن ہے کہ اسے کوئی
ترازو تول سکتی ہی نہیں اس لیے حضور کی نیکیوں کی نہ جائیگی جیسے ہماری ترازو سمندر کا پانی ہوا نہیں تول سکتی ایسے ہی قیامت
کی ترازو حضور کی نیکیوں نہ تول سکیں جب ان کے نام میں اتنا وزن ہے کہ ہم جیسے گنہگاروں کے کرٹروں میں سے گناہ ایک ۲

ابو داؤد نے پہلی چیز رعایت کی : رعایا یہ ہے حضرت عائشہ سے قربتی تھیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سو من لے اچھی عادت سے رات میں کھڑے رہنے والے اور دن میں ہنڈیہ رہنے والے کا درجہ پالیتا ہے کہ (ابو داؤد) : رعایا یہ ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں محمد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کہ جہاں ہوؤ اللہ سے ڈرو گتہ اور

دل حبیب خوف سے پنڈا سا اوڑ جاتا ہے

سے مومن سے مراد مومن کامل عالم و عاقل ہے (مرقات) سچے معنی خوش خلق مسلمان کو خوش خلقی کی وجہ سے نفلی روزوں اور نفلی تہجد کا تو بہ مل جاتا ہے کہ وہ علامہ ابن خفیفہ رحمہ اللہ کی مخلوق کو خوش رکھتا ہے۔ نفلی روزہ ہمارا کاغذ و صرف اپنے کو ہوتا ہے مگر خوش خلقی کا کاغذ و مخلوق اٹھاتی ہے لہذا ہم سے متعدی اچھی ہے۔

سے نودی نے اپنی کتاب اربعین میں فرمایا کہ حضرت ابوذر غفاری اور معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہما چہارم مسلمین ہیں (مقامات) حضرت ابوذر غفاری سے خصوصیت سے یہ ارشاد فرمایا گیا اگرچہ اولیٰ لوگ بھی ملتے تھے۔

لکھ اس طرح کہ سارے واجبات اور کراہات سارے حرموں سے بچو۔ تقویٰ دینی کی جڑ اور یقین کی بنیاد ہے تقویٰ کے بہت درجہ ہیں جو ہم نے اپنی تفسیر نصی میں ہدی المتفعی کی تفسیر میں عرض کئے پہلا درجہ بدعتیہ کی سے پہنچا ہے۔ دوسرا درجہ بدعتیہ سے پہنچا ہے۔ تیسرا درجہ مکروہ بلکہ مشتبہ چیزوں سے پہنچا۔ چوتھا درجہ بیکار چیزوں سے پہنچا پانچواں درجہ جو بار سے حجاب ہو اس سے پہنچا۔ غرض کہ ہر طرح کی آڑ بھڑک یا رنگ پہنو پہننا ہے اللہ اس قال کو حال بنا دے جہاں کہیں ہونے سے مراد ہے علانیہ خیمہ ہر طرح ہر جگہ خدا سے فدا ہے :

مَا كُنْتُ وَاتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمَّهَا وَخَالِقِ النَّاسَ
بِحُلِيِّ حَسَنِ مَا وَالَا أَحْمَدُ وَالْتَرْمِذِيُّ وَالْإِسْرَافِيُّ
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّاسِ
وَمَنْ تُحْرَمُ النَّارُ عَلَيْهِ عَلَى كُلِّ هَيْئٍ لَيْتَ قَرِيبٌ سَهْلٌ
مَا وَالَا أَحْمَدُ وَالْتَرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

برائی کے پیچھے بھلائی کر دے جو برائی مٹا دے نہ اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے برتاؤ کرے (احمد
ترمذی - درمی، ۲: ۱۱۱) یہ حدیث ہے حضرت مسند ابن مسعود سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جو آگ پر اور آگ اس پر حرام ہوتی ہے (یہ حدیث ہرم
طبیعت نرم زبان لوگوں سے قریب درگزر کرنے والا ہے (احمد - ترمذی) اور تفسیر فرمایا یہ
حدیث حسن

سے یعنی گناہوں کے بعد تو بہر کر جو احمالی کے بعد یکساں اعمال کر سوجی سے یہ برائیاں مٹا دے گی۔ گناہوں سے تو قرآن
مجید سی ہو۔ بری جگہ پیشیت ہو تو وہ غلط نصیحت کی مجلس میں بیٹھو اگر ہرم جگہ خرچ کر دیا ہے تو صدقہ و خیرات کرو غرض کہ ہر غرض
کا علاج اس کی ضد سے کرو جب دیا کو جب اجرت سے دوسروں کی سی دل کو آنکھوں کے آنسو سے دھو کر کو غرض کہ مسیحا کو غنی
سے دور کرو۔ دنیاوی خوشی کے بعد آخرت کا غم کو اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کے بعد بعد ان برائیوں کو مٹا دے گا۔ رب فرماتا ہے۔
اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْهِنُ الْمَسِيئَاتِ ۖ سۡءَ اس طرح کہ لوگوں کی تکالیف ہواشت کرو ان برائیاں مٹا دے غرض کہ ان سے
خندہ پیشانی سے ملوں کی مصیبتوں میں کام آؤ سۡءَ دونوں لازم و ملزوم ہیں کہ دوزخ کی آگ پر وہ حرام ہو جاوے
اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جاوے کہ آگ اس تک پہنچے نہ آگ تک وہ پہنچے اور اگر وہ کسی وقت دوزخ میں کو
نکالنے کے لئے دوزخ میں جاوے تو اس کو آگ کی نرمی نہ پہنچے۔

سۡءَ صحن اور میں ی کی شد سے بھی آتا ہے اور ی کے سکون سے بھی دونوں کے صحن میں نرم مگر جب یہ دونوں
جمع ہو جاویں۔ تو ایک سے مراد نرم طبیعت ہوتا ہے۔ دوسرے سے مراد نرم زبان۔ سہل کے صحن میں صبح یعنی لوگوں
کی نریا تہوں سے دور کر جانے والا قریب کے صحن میں لوگوں سے نزدیک رہنے والا کہ جب اس کی ضرورت پڑے م

خَرِيبٌ وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ غُرُكْرِيْمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لِيْمٌ مَرَاكَا اَحْمَدُ وَالْزُّمِنِيُّ وَاَبُو دَاوُدَ وَعَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُونَ هَيِّنُونَ لَيِّنُونَ كَالْجَمَلِ الْاَقْيَ اِنْ

غریب ہے، رایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے دونوں علی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا مؤمن سیدھا کریم والا ہوتا ہے ملے فاجر چالاک بند خلق ہوتا ہے۔ (احمد - ترمذی - ابوداؤد) رایت ہے حضرت مکحول سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا مؤمن لوگ نرم دل نرم طبیعت ہوتے ہیں جیسے نیک والا اونٹ ملے اگر

م تو حاضر ہو جاوے اگر لوگ اس سے مستغنی ہوں تو یہ بھی بے نیاز رہے :

سلسلہ طربنا ہے غرور ہے یعنی دھوکا یہاں مراد ہے دنیا و آفتہ مسلمان سے دھوکا کھا لینے والا لہذا یہ اس کی مہربانی ہے نہ کہ بیوقوفی ہم نے ایسے نیک لوگ دیکھے ہیں جو دنیا و آفتہ طور پر لوگوں سے دھوکا کھا کر ان کا بھلا کر دیتے ہیں مشہور ہے کہ مولانا احمد عیون سے لوگوں نے دہلی پہنچ کر کہا کہ حضور آپ کے شہر جو پور کا دریا دہاں کے لوگوں کو ڈبو دے رہا ہے حضور پانچ سو روپے دیں تو دریا کو دے کر آئے اس حرکت سے بار رکھیں آپ نے دے دینے کچھ عرصہ بعد وہ وہ لوگ آکر جو سنے کہ حضور بڑی مشکل سے دریا کو پانچ سو روپے میں راضی کر کے شہر سے دفع کیا تو انہیں دعا ملی اور انعام دیے۔ عالمگیر بادشاہ نے کہا حضور یہ کیا فرمایا مسلمان جیوٹ بنیں ہوتے یہ لوگ مسلمان ہیں سچ کہتے ہوں گے حضرت آدم علیہ السلام نے شیطان سے دھوکا کھا یا شیطان چالاک سے دھوکہ دیا یہ ہے کریم اور لیم میں فرق۔

سلسلہ غیب یعنی چالاک دھوکا باز اس کا نتیجہ ہے لیم ہونا جس مسلمان میں یہ عیوب ہوں وہ ان سے توبہ کرے کہ یہ کفار کے عیب ہیں کسی کو چالاک کی سے پھانس لیا کمال نہیں پھنسنے کو نکال لینا کمال ہے۔

سلسلہ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ مکحول تابعی میں صحابی میں لہذا صحابی کا ذکر نہیں ہوا اگرچہ مکحول بڑے عالم ثقہ ہیں اس لئے ان کا ارشاد قبول ہے جب امام بخاری کی تعلق معتبر ہے تو حضرت مکحول کا ارشاد کیوں نہ معتبر ہو۔

سلسلہ یعنی مومن زبان کا بھی نرم ہوتا ہے دل کا بھی نرم اور وہ اللہ رسول کے ہاتھ میں ایسا ہوتا ہے جیسے کھیل والا م

موس کا
دھوکہ

قِيْدًا ثَقَا دَوَانِ اُنِيْمَ عَلٰی صَحْرَةَ اسْتَاخَ رَوَاكَا التَّرْمِذِي
مُرْسَلًا ۚ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ الْمُسْلِمُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰی اَذَا هُمُ
اَفْضَلُ مِنَ الَّذِي لَا يُخَالِطُهُمْ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰی اَذَا هُمُ
رَوَاكَا التَّرْمِذِي وَابْنُ مَاجَه ۚ وَعَنِ سَهْلِ بْنِ مَعَاذٍ

چلایا جاوے تو اطاعت کرے اور اگر پتھر پر بٹایا جاوے تو بیٹھ جاوے لے ترمذی برسلہ ۛ
رعایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بادی فرمایا وہ مسلمان جو لوگوں میں ملا جلا
رہے اور ان کی تکلیف پر صبر کرے اس سے افضل ہے جو زبان سے طعناں دے اور نہ
ان کی ایذا پر صبر کرے لے (ترمذی راہن ماہر) + رعایت ہے حضرت سہل ابن
معاذ سے لے

مداوے اپنے مالک کے قبضہ میں۔ الف الف کے فقر توں کے کسو سے یہ بنا ہے الف یعنی ناک سے الف وہ اونٹن جس کی ناک میں
نکیل ہو، ورنہ نکیل مالک کے ہاتھ میں ہو ۛ

لے یعنی مسلمان اللہ رسول کے احکام پر بلا جرح و عوج سرکا دیتا ہے خواہ احکام نرم ہوں یا سخت وجہ نہیں پہنچتا کہ حکم کیوں ہے
لے یعنی مسلمان دو قسم کے ہیں ایک وہ جو غیبت بہتر ہے بعض وہ ہیں کیلئے طہوت افضل ان دونوں میں جلوت والے افضل ہیں کیونکہ جلوت
والے صرف اپنی اصلاح کرتے ہیں اور جلوت والے دوسروں کو بھی درست کرتے ہیں حضرت علی فرماتے ہیں کہ تم دو ہیں اپنے دوست
سیارہ بناؤ کہ کل قیامت میں مومن دوست شفاعت کریں گے اور آپ نے اپنی تائید میں یہ آیت پڑھی اِنَّا مِّنْ شَافِعِیْنَ
وَلَا صُدِّیْقِیْ حَمِیْمٌ۔ کہ کھانا اپنے لیے شفیع اور دوست نہ بنے ہوا دوستوں کریں گے مگر خیال رہے کہ بعض لوگوں کیلئے نیز
بعض حالات میں نیز بعض مقامات پر جلوت افضل ہوتی ہے مگر جلوت میں خود اپنے آپ گاہوں میں مشغول ہو جائے گا اور لاشہ ہو تو
غلوت بہر حضرت وہ صبر فرماتے ہیں کہ حکمت دس جہتوں میں تو خاموشی میں ایک غلوت میں (ملاقات) بہتر ہے کہ کبھی غلوت اختیار
کرے کبھی جلوت خیر الاھود و الصطرہ ساعری میں تنہائی کو عزت کہتے ہیں عارضی فرماتے ہیں کہ عزت میں اگر علم کا عین نہ ہو
تو ذلت ہے اور اگر نہ ہو تو ذلت ہو تو ذری علت ہے یعنی غلوت وہ اختیار کرے جس کے پاس علم بھی ہو نہ بھی۔

لے آپ سہل ابن معاذ ابن انس میں جہتی ہیں اہل مصر سے ہیں۔ یہ معاذ ابن جبل ہیں بلکہ معاذ ابن ۔۔۔

بعض غلوت نہ ہوا

احادیث
حضرت عائشہ
حضرت علی
حضرت سہل
لے

عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُتِبَ غِيْظًا زَهْوًا قَدِمَ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاةُ اللَّهِ عَلَى رُؤُوسِ الْإِنْسَانِ يَوْمَ الْآخِرَةِ حَتَّى يُبَيِّرَهُ فِي أَبِي الْحُوْرَيْنِ شَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ أَشْرَفٌ وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ دَاوُدَ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ تَرْجِلٍ مِنْ أَهْلِ كَرْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَلَّمَ اللَّهُ قَلْبَهُ أَمْنًا ذَايَةً نَا وَذَكَرَ حَدِيثَ سُؤَيْدٍ مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبٍ جَمَالٍ فِي كِتَابِ اللَّيْلِ مِنْ

وہ اپنے باپ سے راوی، بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غصے کو پی جیسے ملے، حالانکہ اس کے جاری کرنے پر قادر ہوئے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن مخلوق کے سرداروں میں بلائیگا۔ یہ بات کہ اس کو اختیار دینگا کہ جو خود چاہے لے لے سکے (ترمذی، ابوداؤد) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریبہ ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں جو سؤید بن وہب سے روایت ہے، وہ ایک صحابی زاد مرفوعہ راوی، وہ اپنے باپ سے، فرمایا بھرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن و ایمان سے ہے اور ذکر کیا سؤید کی حدیث کو مَنْ تَرَكَ لِبْسَ ثَوْبٍ جَمَالٍ فِي كِتَابِ اللَّيْلِ مِنْ

سکے یہی کسی نے دوسرے کو بڑھایا کہ، اور دوسرے اس ای ذاتی زبان سے کہ اس سے ہے اور ذکر کرے تو اس کو وہ ثواب ہے جو ان کے مذکور ہے، اس میں صرف وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے ذاتی معاملات میں مدد کریں۔ لیکن اللہ و رسول و شیخ و استاد وغیرہ کے گشت و خیز میں مدد لیں اور غصہ کا اظہار کرنا جس عبادت سے وہاں غصہ کرنا ہے غیر الی ہے۔ سکے یہی مدد کرنے کی ہر طرح کا وقت ہے پھر صرف رب کی رضا کیسے معاف کرتا ہے، خواہ یہ شخص حاکم ہو، باطنی طور پر اس شخص پر عتاب ہو یا امیر ہو، خود مدد لے سکتا ہو یا دوسرے کے ذریعے سے لے سکتا ہے، مگر اتنی قدرت کے وجود پر عمل کرے۔ یہ بہت مشکل کام ہے سکے کہ اس پر عمل کرے اسے اس میں اللہ سے من عاتق ہے، اُس نے دنیا میں اپنے کو عاجز کیا۔ رب تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سرداری عطا فرمائے گا، کیسا عظیم کرم ہے۔ سکے حور کی نسبت، اس سے ہے کہ اس کے دل کو خوش کرنے کے لئے اسے اس نے صرف اپنے رب کے لئے رنجیدہ کیا، اور دل تنگ کیا، دلت برداشت کی۔ کیونکہ مرد کا دل بال بچہ میں زیادہ خوش رہتا ہے، اکیلے آدمی کنایہ دولت مند ہو، اُداس رہتا ہے، حقیقی خوشی اپنے ہی گھر نصیب ہوتی ہے، اس حقیقی خوشی کے لئے اپنا گھر بسانے کے لئے حور کا ذکر کیا جائیگا، کہ اس کے ہم ہمستہ گھر میں اپنی بیوی کے ذریعہ ختم ہونے میں، تو گویا مومن کو رب نے یہاں فرماتا ہے، ادموں کا گھر مست ہے، در دنیا باہر کی جگہ۔ سکے یہی سرداری کے علاوہ امن و ایمان کی دوسری عطا ہوگی، کہ اگرچہ ایمان ہونے کا وقت دوسرا ہے، مگر دلت ایمان قیامت میں ملے گی سکے یہی حدیث صحیحہ میں بیان ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس کو کتاب اللباس میں لکھ دیا ہے، وہاں دیکھو۔

الفصل الثالث - عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ رَوَاهُ مَالِكٌ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي شُعْبٍ لَا يَمَانٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ عُبَايَةَ وَعَنْ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيمَانَ قَدْ تَابَعَا جَمِيعًا فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ عُبَايَةَ فَإِذَا أُسْلِبَ أَحَدُهُمَا تَبِعَهُ الْآخَرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبٍ لَا يَمَانٍ -

تیسری فصل - روایت سے زید بن طلحہ سے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک ہر دین کے اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق جیسا ہے کہ اسے مالک نے اسناد روایت کیا اور ابن ماجہ و بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس بن عباس سے روایت فرمایا کہ روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرفِ غیرت اور ایمان سارے راستے میں ملتا ہے تو جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے اور حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ جب ان میں سے ایک چھین جاتا ہے تو دوسرا اسکے ساتھ جاتا ہے۔ یہی شعب الایمان۔

سہ یعنی اگرچہ اسلام کی بہت سی عبادات ہیں مگر جہاد ہی سب سے بڑی جہاد ہے، کل دین سے مراد باطل ادیان ہیں اور دین اسلام سے مراد رب تعالیٰ کا دین۔ کیونکہ سب عبادت کرام نے جہاد ہی کا پس دیا۔ بے غیرتی بے جہاد سے سب نے منع فرمایا۔ بے غیرت کا کوئی ایک عمل قبول نہیں اگرچہ ساجد و عابد ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نبوی سے بے غیرتی ہے۔ لہذا یہ حدیث مرسل ہیں مگر سند سے کیونکہ اس میں حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نام آگیا، یہ حضرت مصعبی میں چونکہ یہ میں طلحہ ماسی میں اور مالک نے انہی سے یہ روایت کی، صحابی کا ذکر نہیں کیا، لہذا اس کی روایت میں حدیث مرسل سے ملتا ہے یہاں قرآن جمع در لئے اسناد ہوا۔ قرآن جمع ہے قرین کی جیسا کہ ہے، است کوہ شریف کے بعض مسعود میں قرآن شریف مذکور ماسی مطلق سے ہے، یہی جہاد و ایمان رہنے اور جاننے میں ساتھ ہیں۔ جس دل میں ہو گئے دونوں ہو گئے، نہ لگے دونوں نہ لگے، جس نے نہ نہیں سوسا، کافر جہاد نہیں ہو سکتا۔ قیال ہے کہ یہاں ایمان سے مراد کامل ایمان ہے، مکمل جہاد سے کہ یہاں ایمان سے مراد کامل ایمان ہے اور جیسا کہ مراد ایمانی شرم و غیرت ہے، یہی اللہ اور رسول کی غیرت ہے، یہاں سے روک دے گا۔

عبداللہ بن عباس

وَعَنْ مَعَاذٍ قَالَ كَانَ آخِرُ مَا وَصَّانِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
جَيْنَ وَصَّعْتُ رَجُلِي فِي الْغَزَا إِنْ قَالَ يَا مَعَاذُ أَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ
رَوَاهُ مَالِكٌ. وَعَنْ مَالِكٍ بَلَّغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ حَسْنَ الْأَخْلَاقِ رَوَاهُ فِي الْمُؤَطَّأِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ. وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ

روایت ہے حضرت معاذ سے فرماتے ہیں جو آخری وصیت مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمائی جبکہ میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا اسے یہ تھی کہ فرمایا اے معاذ اپنے اخلاق
لوگوں سے اچھے رکھو (مالک) روایت ہے حضرت مالک سے انہیں خبر پہنچی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس لیے بھیجا گیا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں اے مؤط اور
احمد نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی۔ روایت ہے حضرت جعفر بن محمد سے وہ اپنے

اے حضرت معاذ بن جبل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میں کا حاکم بنا کر بھیجا۔ جب آپ وہاں جانے کے لئے سوار ہوئے تو
حضور اللہ سے یہ فرمایا۔ اے یعنی تم وہاں حاکم رہنا وصوت سے لوگوں سے ملنا، اور اپنے پاس آئے جانے
والوں سے بد خلقی سے پیش نہ آنا۔ خیال ہے کہ خلق اور جبر ہے، ظلم کو سنت سزا دینا، ملک میں سختی سے انتظام کرنا کچھ
اور ہے، لہذا یہ حکم عالی سیاست کے خلاف نہیں، اے اس حرمان مالی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضرات تیار
کرام علیہم السلام ایسی برائی استوں کو اخلاق کی تعلیم دینے کے لئے تشریف لائے، اور ہم خری نبی ہیں، جیسے ہماری ذات سے دین
کامل ہوا، اللہ تعالیٰ کی نعمت تمام ہوئی، نبوت ختم ہوئی۔ ایسے ہی ہم نے تعلیم اخلاق کو مکمل فرمادیا۔ اب تاقیست علماء و
اویا رہندے نقش قدم پر چل کر ہم سے اخلاق لوگوں کو سکھائیں گے، اس صورت میں اتمام کا مقصد ناقص کو کامل کرنا
نہیں بلکہ اخلاق کے، علیٰ قدرہ کی تعلیم ہے، دوسرے یہ کہ اہل عرب نے عقیدہ ابراہیمی، اعمال ابراہیمی بدل دیئے تھے، مگر اخلاق
ابراہیمی کے یہ لوگ حامل تھے۔ درازنی رہا۔ کی وجہ سے اہل عرب کے اخلاق ناقص ہو گئے تھے، میں انہیں اخلاق ابراہیمی کی
تکمیل کے لئے آیا ہوں کہ لوگوں کو جناب نبیل اللہ صلوات علیہ کی اخلاق کی تعلیم جو ہے طور پر سکھوں، اور پیدا شدہ نقصان اللہ
کی کو دفع کروں۔ پہلے معنی شیخ نے فرماتے دوسرے معنی بولنا ملا علی قاری نے۔ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے عمل کی
آخری اینٹ ہیں۔ حضور سے نبوت، اخلاق، ہدایات کی تکمیل ہوئی، حضور جمع الجمع ہیں۔ آپ سے میرے چلنا، آپ کی طرف
میرے (لوٹنا) تمام انبیاء کرام کی صفات کے جامع ہیں۔ (مرقات)

اَیُّہُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا انْظَرَ فِی الْمِرَاةِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَخَلَقَ لِیْ مَا شِئْتُ غَیْرَیْ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِی شُعَبِ الْاِیْمَانِ مُرْسَلًا۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ اَللّٰہُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاحْسِنْ خَلْقِیْ۔ مَا دَاہُ اَحْمَدُ۔

والہ سے راوی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آئینہ میں نظر فرماتے تھے تو فرماتے تھے کہ جو اللہ کا جس نے میری صورت اچھی بنائی ہے اور میری وہ چیز اچھی کی جو دوسروں کی بُری کی ہے یہی نے بطریق ارسال روایت کی۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے الہی! تو نے میری صورت اچھی کی ہے تو میری سیر بھی اچھی کر۔

اسلام امام جعفر صادق اس امام محمد باقر تابعی ہیں آپ کی عاقبات حضرت عابر سے ہے اور آپ تک حضور اللہ کا سلام پہنچا ہے اتفاقاً آپ کا نسب مدالد کی طرف سے ہے امام جعفر بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی طرف سے چنانچہ امام جعفر صادق ابن حضرت زہد بہت قائم ہیں محمد بن محمد ابن ابو جعفر صدیق رضی اللہ عنہما۔ لہذا آپ نسباً حیدری ہیں، نسباً صدیقی نام جیسی سید صاحب حضرت علی کی اولاد ہے اور حسب میں حضرت ابو جعفر صدیق کی، دیکھو جلدی کا ذکر میر صادق اور شجرہ انساب۔ اسلام اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اللہ کے زمانہ پاک میں تینہ تھے اور حضور نے آئینہ میں نظر کیا دیکھیں، اس آئینہ بانی میں جبرہ پاک دیکھ کر کتنی دیرہ کی ہے، لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف ہے، اگر کسی یہ حملہ کرے تو کہیں وہ اسلام حقیقی کے بیچ سے صورت پاک اور صفائی بیش سے بہت پاک۔ حضور انور صورت میں ایسے حسین کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب میں اللہ سیرت میں ایسے بیشال کہ رب تعالیٰ نے آپ کے حق کی تعریف فرمائی، اِنَّكَ لَعَلَّی خَلَقْتَ عَبْدًا۔ ہم بھی یہ دعا پڑھا کریں۔ جس کو عقل کرتے ہوئے۔ شعری استری خلق کو رب کے حمل کی۔ ہرے خلق کو رب کے عظیم کہا، کوئی محمد بنا۔ جو کاشا تیرے خالق حسین پاک قسم۔ اسلام اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت دہیرت میں بیشال میں، صوفیا کرام فرماتے ہیں کہ صورت کی نور بہت دل کی نوریت کا نہ دیتی ہے، اس لیے حضور اللہ آئینہ میں اپنی شکل پاک دیکھ کر اپنی سیرت کا بھی ذکر فرماتے تھے، اور نہ سیرت آئینہ میں نظر میں آتی اور قیاد ہم لوگ بھی آئینہ دیکھ کر یہ دعا پڑھیں یہ محمد کر کہ رب تعالیٰ سے ہر کو صحت و تندرستی بختی ہے، بہت سے لوگ گلے شکستے، برص کے، ماسک اور جوڑے کٹے ہوئے ہیں، جن سے انکی صورتیں گروئی ہوتی ہیں، شکر ہے کہ ہم ان سب محفوظ ہیں۔ حضور اللہ کی یہ دعا باقراست کی تعلیم کی ہے، باچھے ملان اور زیادتی کی طلب کی ہے، باس پر دامن قائم رہنے کے لئے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری صفاتی سے بڑھ کر خوش خلق ہیں۔ لہذا یہ حدیث حضرت عائشہ صدیقہ کے اس قول کے خلاف نہیں کہ آپ کا خلق قرآن ہے، ہم نماز میں پڑھنے میں اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَیْہِمْ وَسَلِّمْ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ باطنی زندگی کا تہا نہیں کیونکہ وہ نکلی دنیا سے ہے اور جمل الہی کی انتہا نہیں، حتیٰ کہ اس کی انتہا جسند میں نہ ہوگی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے وَلَئِذَا نَحْنُ

مَلْحِقَهُ أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يَشْتَقِي وَأَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا دَرَدَتْ عَلَيْهِ بَعْضُ قَوْلِهَا غَضِبَتْ وَقَمَّتْ قَالَ كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَرُدُّ عَلَيْهِ لَمَّا رَدَّتْ عَلَيْهِ قَعَهُ الشَّيْطَانُ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ مَا مِنْ عَبْدٍ ظَلَمَ بِمُظْلَمَةٍ فَيُغْفِرُ عَنْهَا بَلَدًا عَزَّوَجَلَّ إِلَّا أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ نَصْرًا وَمَا

کھڑے ہوئے نہ ابو بکر حضور کے پیچھے پہنچے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ مجھے برا کہتا رہا، آپ بیٹھے رہے جب میں نے اس کی بات کا جواب دیا تو آپ ناراض ہوئے اور کھڑے ہو گئے اور فرمایا تمہارے ساتھ فرشتہ تھا جو اُسے جواب دے رہا تھا نہ ہر جب تم نے خود اسے جواب دیا تو شیطان پڑ گیا کلمہ پھر فرمایا اے ابو بکر تین چیزیں بالکل حق ہیں، یہ ہیں جسے کوئی نہ دے جس پر ظلم کیا جائے تو اللہ کے لئے چشم پوشی کرے مگر اسکے ذریعہ اللہ اپنی مدد فرمادے گا اور

اللہ سے ناراضی کی وجہ اس کے آری ہے کہ وہ ان سوزی سے بد رہا شان صدیقی کے، حق نہیں، نیز تم نے بد رہنے کا نام فرشتے کے ذریعہ دیا، اس سوزی کو تم خود کیوں منہ لگاتے ہو، مجرموں کو سزا بادشاہ اپنے ہاتھ سے نہیں دیتے، بلکہ اسے دہم سے مراد دہانہ میں۔ مسئلہ یعنی یا رسول اللہ میں نے اس پر ظلم نہیں کیا، حضور پھر مجھ پر ناراض کیوں ہوتے، ظلم تو وہ نہ میں نے تو صرف بد رہا ہے، میں نے اسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ناراضی کئی بات کی بنا پر نہ تھی، بلکہ حسدیت کی نفی کے لئے تھی، جیسا کہ آئینہ جواب سے معلوم ہوا ہے، خیال یہ بھی ہے کہ یہاں ستم معنی ہے یعنی برا کہن جسے گالی نہیں، اور یہ مطلب نہیں کہ حسدیت ابو بکر نے اسے جواب میں گالی دی، آپ کی زبان ہر ایک جھوٹ اور گالی سے ہمیشہ محفوظ رہی، مسئلہ اس طرح کہ جب وہ مجلس غم سے اُٹھا تو ابو بکر آپ تو ایسے میں، تو فرشتہ کہتا تھا ابو بکر تو اچھے میں خوبی ایسا ہے، معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لاری سنگا میں بھی فرشتوں کو دیکھتی ہیں، حد آچکے کان شریف فرشتوں کی آواز سے ہیں، یہ فرشتے یا تو کوئی خاص فرشتہ تھا جو اس کام کے لئے مامور ہوا تھا، یا آپ کے ساتھ رہنے والا فرشتہ، پہلا احتمال قوی ہے، مسئلہ یہی، بلکہ تمہارا صبر دیکھ کے مجھے اب تمہارے جواب دینا، نص کے لئے ہوا، یہ اگر یہ حالت ہے مگر چونکہ اس میں اپنی ذات کو اور عہدہ کو مدخل ہے اس لئے فرشتہ مامور ہو گیا، اور شیطان خوش ہونے لگا۔ ممکن ہے کہ اسلم اس کے جواب میں زیادتی کر دے۔ اس کے بعد وہ غلام تھا پھر ظلم تو اس طرف سے ہو جائے، (مرقات) معلوم ہوا کہ جاکر کام بھی اگر نفس کے لئے ہو تو شیطان کی خوشی کا ذریعہ بن جاتا ہے، مسئلہ یہی، جس نے شوق ماننے والے سے چشم پوشی کرے، اس پر مقررہ پاداشی اس سے بدلہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کی نذر اور بھی، رد کرے گا جیسا کہ مفسر منسلک ہے۔ فقرہ سے بھی ثابت ہے، معافی سے عزت برمختی ہے، مفسر جیکہ معافی فرمادی ہے، وہ معافی کی ہو، وہ معافی وہاں نہیں، اس میں جو کمزوری کی وجہ سے پورا اخلاق معافی کی آیتیں محکم ہیں۔

فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ يُرِيدُ بِهَا صِلَةً إِلَّا زَادَ اللَّهُ بِهَا كَثْرَةً وَمَا
 فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مُسْئَلَةٍ يُرِيدُ بِهَا كَثْرَةً إِلَّا زَادَ اللَّهُ بِهَا قِلَّةً رَوَاهُ
 أَحْمَدُ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَا يُرِيدُ اللَّهُ بِأَهْلِ بَيْتٍ رِفْقًا إِلَّا نَفَعَهُمْ وَلَا يَحْرِمُهُمْ أَبَاهُ
 إِلَّا ضَرَّهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ

کوئی شخص دینے کا دروازہ نہیں کھولتا جس سے صلہ رحمی کا ارادہ کرے مگر اس سے اللہ تعالیٰ
 زیادتی مال اور بڑھادیتا ہے۔ اور کوئی شخص مانگنے کا دروازہ نہیں کھولتا جس سے زیادتی
 کا ارادہ کرے مگر اس سے اللہ تعالیٰ کمی بڑھادیتا ہے۔ تصاوید، روایت ہے حضرت عائشہ سے
 فرماتی ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی گھر والوں پر مہربانی کا ارادہ نہیں کرتا مگر
 انہیں نفع دیتا ہے اور اللہ انکو محروم کرنا نہیں چاہتا مگر انہیں نقصان دیتا ہے۔ یہی شعب ایمان

۱۔ میں رشتہ داروں کو سکوت کرنا صرف اللہ و رسول کی رضا کے لئے ہوا اپنی ناموری کے لئے نہ ہو تو ثواب ہے، اس کا ثواب ہے
 ۲۔ صدقہ ثواب ہے اور اپنے عزیزوں و اہل قرابت پر صدقہ دہنا ثواب ہے۔ صدقہ کا بھی اور حق قرابت اور کرنے کا بھی۔
 ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت کسی سے کچھ مانگ لینا جائز ہے صرف ضرورت کے مطابق مانگے، اگر اور طرح سے
 ضرورت پوری ہو سکے، تو نہ مانگے اپنے پاس مال ہے اور زیادتی مال کے لئے مانگنا یہ حرام ہے۔ نصاب میں قسم کے ہیں
 ۴۔ زکوٰۃ واجب ہونے کا نصاب، خیرات و زکوٰۃ لینے کی ممانعت کا نصاب، اور سواں سے بچنے کا نصاب، آخری نصاب بقدر
 ضرورت مال لینے پاس ہونا ہے ضرورت والا مانگے بلا ضرورت نہ مانگے۔ ہیشہ ور گداگر ہمیشہ فقیر رہتے ہیں۔
 حاجت مند اور گداگر میں فرق کرنا چاہیے۔

۵۔ یہی اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر کرم فرماتا ہے ان کے دلوں میں نرمی ڈال دیتا ہے وہ لوگوں پر نرمی
 کرتے ہیں جس سے ان کی عزت اور بڑھ جاتی ہے۔ اور جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ قہر
 فرماتا ہے انہیں نرمی دل سے محروم کر دیتا ہے ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں
 لوگوں کے سختی سے پیش آتے ہیں، نرمی بہت اچھی چیز ہے، مال
 دین میں سختی اچھی ہے

بَابُ الْغَضَبِ الْكَبِيرِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا
قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ قَرْدًا ذَلِكْ
مَرَأً قَالَ لَا تَغْضَبْ رَأَوَاهُ الْبُخَارِيُّ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالدُّبِّ بِالصُّرْعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ
الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

غفہ اور غرور کا بیان پہلی فصل، روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا غفہ نہ کیا کر دے اس نے یہ سوال بار بار دہرایا۔ حضور نے یہی فرمایا، غفہ نہ کیا کرو پھر بخاری، روایت ہے ان ہی سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص کشتی سے پہلوان نہیں ہو جاتا۔ پہلوان وہ جو غصہ کے وقت اپنے کونایوں کی

سے مصیبت ہی غصہ نفس کے اس جوش کا نام ہے جو دوسرے سے بد دینے یا اسے دفع کرنے پر اُٹھتا ہے، غصہ اچھا بھی ہے اور بُرا بھی۔
شک کے لئے غصہ بھی ہے، جیسے مجاہد مازی کو کفار پر یا کسی داعی عام کو فساق و مجار پر یا ماں باپ کو نافرمان اور پدر آگے اور بُرائی ہوتا ہے، جیسے وہ غفہ جو نفسانیت کے لئے کی برائے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے جو غصہ کا لفظ آتا ہے دلوں غصہ کے معنی ہوتے ہیں ناراضی و قہر، کیونکہ نفس و نفسانیت سے پاک ہے۔ کبر کا معنی ہے غلبہ، یعنی بُرائی۔ ایسی ذات و صفات کو چھو جائے اس کے، ظہار کا نام تکبر ہے، اس کا مقابل تو صبر و انکسار ہے۔ تکبر اچھا بھی ہے اور بُرا بھی۔ مسلمان کا اپنے کو کفار سے اچھا سمجھنا اور اہل بیت حقیر سمجھنا کہ اس کی ہیبت ہمارے دل میں نہ آئے۔ یہ اچھا تکبر ہے۔ مسلمان بھائی سے اپنے کو بُرا سمجھنا اہل بیت ذلیل و حقیر سمجھنا یہ بُرا ہے۔ نبی کے مقابل میں تکبر کفر ہے، جیسے شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابل میں کفر کیا تو کافر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے متکبر۔ دلوں اس کے معنی بہت بُرا، بہت ہی عالی و اونچا، سگہ شاید یہ سائن غصہ بہت کرنا ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکیم مطلق ہیں، ہر شخص کو وہ ہی ذوا بتاتے ہیں جو اس کے لائق ہے۔ نفسانی غصہ غفہ شیطانی اثر ہے، اس میں انسان عقل کھو بیٹھتا ہے، غصہ کی حالت میں اس سے باطل کام و کلام سرزد ہونے لگتے ہیں غفہ کا علاج اعوذ باللہ پڑھنا ہے یا دھوکہ لینا یا یہ خیال کر لینا کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر ہے مددِ حقانی غصہ جلالت ہے۔ فرجۃ منوں انی تو مہر غضبان ارسٹا۔ یا جیسے غصہ ملے علیہ سگہ کیونکہ یہ جسمانی پہلوان قانی ہے، اس کا اعتبار نہیں دونوں کے ہمارے پہلوانی ختم ہو جاتی ہے، سگہ کیونکہ غصہ نفس کی طرف سے ہوتا ہے۔ درخس ہمارے بدترین دشمن ہے اس کا مقابلہ کرنا، اسے بچھاؤ دینا بڑی پیادری کا کام ہے، نیز نفس قوت روحانی سے مغلوب ہوتا ہے، اور آدمی قوت جسمانی سے بچھاؤ جاتا ہے، قوت روحانی قوت جسمانی سے اعلیٰ و فاضل ہے، لہذا اپنے نفس پر قابو پانے والا بڑا پیادہ پہلوان ہے :-

وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَّا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلِّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ
لَا بَرَّةَ إِلَّا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلِّ عُثِلٍ جَوَاطِمُ مُتَكَبِّرٍ
مُتَفَتِّحٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كُلُّ جَوَانٍ زَنِيمٌ مُتَكَبِّرٌ.

حضرت حارثہ ابن وہب سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا میں تمہیں جنتی لوگ
نہ بتاؤں، ہر کمزور جسے کمزور سمجھا جائے، اگر وہ اللہ پر قسم کھا جائے، تو اللہ اس کی قسم پوری
کرنے لے، کیا میں تمہیں آگ والے نہ بتاؤں، ہر سخت دل بدکار متکبر (مسلح بخاری) اور
مسلح کی روایت میں ہے کہ ہر سخت دل حرامی لے غرور والا،

مسلم یہاں ضعیف کے معنی یہ ہیں کہ اس میں تجزیر و تفریق نہ ہو، یہ مطلب سب کے اس میں طاقت و قوت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو قوی اور
طاقتور مسلمان پسند ہیں، یہی اس میں طاقت و قوت ہو، اگر وہ اپنی طاقت مسلمانوں پر استعمال نہ کرے۔ اور مسلمان کے معنی یہ
ہیں کہ مسلمانوں کو اس پر امن ہو کہ کسی کو نقصان نہیں پہنچانا، اس کے شر سے مسلمان اپنے کو محفوظ سمجھیں، یہ مطلب نہیں کہ
مسلمان ایسے ذلیل و خوار سمجھے، مسلمان بڑی عزت والا ہوتا ہے، اس کی تائید قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے، اذلة
على المؤمنين واغترقة على الكافرين۔ مسلمان اگر وہ کہے کہ قسم خدا کی ترسے بیٹا ہوگا، یا قسم خدا کی آج بارش
آجے گی، یا قسم خدا کی اس اسلامی مشرک کو فتح ہوگی، تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم نہ درپوری فرمائے، نہ وہ اس کے بیٹا ہو، نہ وہ آج
بارش آجے، نہ وہ مشرک کو فتح ہو، خیال ہے کہ پہلے تو بندہ اللہ تعالیٰ کی رہا پا رہا ہے، پھر ایک وقت وہ آتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ بندے کی رہا پا رہا ہے۔ حضرت صدیق اکبر کے متعلق فرمایا ولست بوحی، اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے
سے فرمایا ولست بعصیك ربك فتوحی۔ معلوم ہے اگر مرد گویا سے اللہ کی عصی، لیکن عاقل ہے کہ اُنکے منہ سے کبھی پتہ
نہ آتا، پوری کرتا ہے۔ مسلمان عقل کے بہت معنی میں سخت دل، مدرمان، جملہ امور۔ یوں ہی جو خدا کے بہت معنی میں۔ مومنانہ
مذکار، ماسق، عیسیٰ، برائیاں، چھپائے، دوسروں کے دل پر نظر رکھے (مرقات) یہاں سادہ معنی درست ہیں۔ مسلمان زہیم مذہب ہے
سے، یعنی کماں کی لکری، جھکا کماں کٹ کر ٹک رہا ہو۔ اصطلاح میں زہیم حزامی کو کہتے ہیں کہ ہر شخص بھی دوسری قوم سے متعلق ہوتا ہے
جیسے دبید بن عبیدہ۔ یہاں زہیم بھی شہر و قلعہ سے جس کے شر سے مسلمان پریشان ہوں۔ اکثر ایک یہاں کہ حزامی پہنچے جسے شر
وسیت ہونے میں (مرقات) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حزامی جنت میں نہیں جاتے، اس کی کوئی دلیل نہیں، ہاں جو حزامیوں کے سے
حاکم کہ وہ جنت میں آتا رہ جائے گا (مرقات) علماء فرماتے ہیں کہ حزامیوں کی نسل میں کوئی دلی نہیں ہوتا،

۳۷۔ اس کا مطلب بھی عرض کیا گیا۔ خیال ہے کہ آگ میں کبر و غرور ہے، خاک میں عجز و انکساری۔ دیکھ لو باغ، کھیت خاک میں لگتے ہیں، آگ میں نہیں لگتے، ایسے ہی ایمان و عرفان کا باغ خاک جیسے عاجز و منکسر دل میں لگتے ہیں، آگ جیسے
حکیر دل میں نہیں لگتے ہیں ۴۳۰

أَنْ يَكُونُ تَوْبَهُ حَسَنًا وَفَعَلُ حَسَنًا قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ وَبُحْبُ
الْجَمَالِ الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَطُّ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا
يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ فِي رِوَايَةٍ وَلَا يَنْظُرُ
إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخُ نَزَائِنٍ وَرَوَاهُ كَذَّابٌ.

کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں، اس کا جو تا اچھا ہو لہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا
ہے لہ غور و حق کو جھٹکانا، لوگوں کو ذلیل سمجھنا ہے (اسلم) لہ روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرماتے ہیں
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، تین شخص ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ تو کلام کرے گا نہ
اور نہ انہیں پاک کرے گا لہ اور ایک روایت میں ہے کہ تو ان کی طرف نظر کرے گا لہ اور ان کے لئے
دروناک عذاب ہے۔ بدھما زانی لہ اور جھوٹا بادشاہ لہ

اس کے معنی یہ کہ شاید اچھا لباس پہننا بھی خود میں داخل ہے کہ اس میں اپنی مالدار کی یا بڑائی کا ظہار ہے اس لئے اس نے یہ سوال کیا
یہ اکثر تکبر میں داخل ہے اور جہاں لباس پہننے میں قویہ مدد کی لباس تکبر میں کی علامت ہے۔ یہ حال سوال بالکل درست ہے۔
لہ یعنی رب تعالیٰ ذات وصفات میں، چھوٹا ہے۔ جمیل ہے۔ مخلوق اس کی صفات کی نظیر ہے تو مسلمان کو چاہئے کہ اپنی عبادت، وحدت،
باس، احوال، اچھے رکھے تاکہ رب تعالیٰ کی صفت جمیل کا نظیر بنے۔ نیز اس لباس میں رب تعالیٰ کی نعمت کا ظہار ہے۔ جو محبوب ہے رب تعالیٰ
فرماتا ہے۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ إِنَّكَ أَنْتَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ۔

لہ یعنی تکبر وہ ہے جو کسی معمولی انسان کا حق بات کو اس نے جھٹلائے کرے تو اس کے منہ سے نکلی ہے۔ اور مساکین کو ذلیل سمجھے۔
لہ یعنی ان تین قسم کے لوگوں سے کرم و محبت کا کلام نہ کریگا۔ غصہ تبرک کلام کریگا۔ لہ حدیث واضح ہے۔ یہ مطلب ہے کہ قیامت کے
اول وقت جب عدل الہی کا ظہور ہوگا، تب ان سے کلام نہ کریگا، یا مطلقاً بلا واسطہ کلام نہ کرے گا، یا واسطہ فرشتوں کے کرے گا
اور بات، لہ یعنی ان کے گناہ معاف نہ کریگا، یا ان کی صفاتی لوگوں پر ظاہر نہ کرے گا۔ تزکیہ کے بعد دونوں قسم کی آتے ہیں۔
لہ یعنی نظر رحمت نہ کرے گا نظر کبر کریگا، لہ اس سے کہنا اگر یہ حال برپا رہے سخت گناہ ہے، مگر بدھما، دی کرے تو بدترین
گناہ ہے کہ اس کی شہوت قرینا حتم ہو چکی ہے وہ مغلوب مجبور نہیں، بخوان آدمی گویا مضطرب ہے (مرقات)

لہ کیونکہ بعض لوگ مجبوراً جھوٹ لگاتے ہیں، بعض لوگ حاکم کے ڈر یا بادشاہ کے خوف سے جھوٹ بول دیتے ہیں، بعض لوگ
تنگدستی سے تنگ اگر جھوٹ کے حدیث روزی لگاتے ہیں، بادشاہ کو ان میں سے کوئی مجبور نہیں، وہ جھوٹ بولتا ہے تو بلا وجہ بولتا ہے

وَعَائِلٌ مُّتَكَبِّرٌ رَّوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْهُ تَأَنَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى الْكِبَرُ دَائِي وَالْعِظَمَةُ أَنَا رِي فَمَنْ ثَانَا عَنِّي وَاحِدًا مِنْهُمْ أَدْخَلْتُهُ النَّارَ وَفِيهَا وَآيَةٌ قَدْ فَتْنَا فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

اور فقیر غرور والا سلمہ (مسلم) روایت ہے، انہیں سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے، وہ جو ان دونوں میں سے ایک مجھ سے چھیننا چاہے گا، میں اسے گھر میں داخل کروں گا، اور ایک روایت میں ہے، میں اسے آگ میں پھینک دوں گا (مسلم)

مسلمہ حکومت داروں مال داروں کے پاس غرور تکبر کے اسباب موجود ہیں۔ اگر فقیر غرور کرے تو محض دلی خباثت کی وجہ سے ہی کچھ اس لئے اس کا تکبر بدترین جرم ہے، بعض لوگ غریب ہوتے ہوئے معمولی نوکری، معمولی کام نہیں کرتے، زکوٰۃ وغیرہ قبول نہیں کرتے، غم بھی بھوکے رہتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو بھی ٹھوکانا دیتے ہیں، وہ بھی اس وجہ میں داخل ہیں۔ بعض لوگ بہت غریب ہوتے ہیں مگر اپنی ڈاکوں (ڈاکوں کے لئے بڑے مالدار رشتے تلاش کرتے ہیں، اس تلاش میں اولاد بوجھ بھی ہو جاتی ہے، مگر شادی نہیں کرتے، جس کے نتیجے میں بڑے عاقل ہوتے ہیں، یہ سب اس زبان عالی میں داخل ہیں۔ دودھ پر اس حکیم مطلق محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہم پر ہمارے ماں باپ بلکہ خود ہم سے زیادہ مہربان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعظیم پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے، اس ایک کلمہ میں کسی بدایتیں ہیں۔

مسلمہ کبر سے مراد ذاتی بڑائی ہے اور عظمت سے مراد صفاتی بڑائی۔ چادر اور تہبند فرمانا ہم کو کھانے پینے کے جیسے ایک چادر ایک تہبند دو آدمی بیس پہن سکتے۔ یوں ہی عظمت و کبریائی کو اسے میرے دوسرے کے لئے نہیں ہو سکتی۔

مسلمہ اس طرح کہ اپنی ذات یا اپنی صفات کو بڑا سمجھے گا، میرا عباد کرے گا، گویا میرا شریک بننا چاہے گا۔ خدا کی پناہ۔

مسلمہ دنیا میں فراق و ہجران کی آگ میں، آخرت میں دوزخ کی آگ میں، تکبرین کی ہی سزا ہے۔

مسلمہ اُسے دوزخ میں ایسے پھینک دوں گا، جیسے تراکتی روڑی کو رُے پر زلت و حقارت کے ساتھ پھینکا جاتا ہے، جس پر

کبر پائی، عظمت سے اعلیٰ و افضل ہے اس لئے کبر پائی کا چادر اور عظمت کو تہبند فرمایا۔ چادر تہبند سے افضل ہوتی ہے۔

تکبر یہ ہے کہ آدمی اپنے کو بڑا سمجھے، عظمت یہ ہے کہ لوگ اُسے بڑا سمجھیں، لہذا عظمت میں غیروں کے خیال کو مدخل ہو لینا

تکبر و کبر پائی اعلیٰ ہے عظمت سے کہ کبر پائی ذاتی ہے، عظمت اضافی (مرقات) خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی

عزت و عظمت رب تعالیٰ کا عطیہ ہے، یہ رب تعالیٰ کی نعمت عاجلہ ہے +

الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتَّى يُكْتَبَ فِي الْجَبَارِينِ فَيُصِيبَهُ مَا أَصَابَهُمْ نَوَاحُ الثَّرَمِذِيِّ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ أَمْثَالَ الذَّرِّيَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي صُورِ الرِّجَالِ يَغْتَنِمُهُمُ الذِّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ لِيُتِمَّ بَوْلُسٌ

دوسری فصل۔ روایت ہے حضرت سلمہ ابن اکوع سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی اپنے آپ کو اونچا لیجاتا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے، لہٰذا تو اسے وہی عذاب پہنچتا ہے جو جبارین کو پہنچتا ہے، ترمذی کی روایت ہے، عمرو بن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ متکبر لوگ قیامت کے دن چوٹیوں کی طرح جمع کیئے جائیں گے مردوں کی صورت میں جنہیں ہر جگہ سے ذلت چھا جائیگی، انہیں کے جانیں گے دوزخ کے ایک قید خانہ کی طرف، جسے بولس کہا جاتا ہے۔

سہ یعنی اس کا نام متکبرین دجبارین کے دفتر میں لکھ دیا جاتا ہے، معلوم ہوا کہ دفتر الگ الگ ہیں، بیکوں کے صدر دفتر، نموں کے ہزار دفتر سہ یعنی جو دنیاوی اور آخری عذاب ذلت و رسوائی، مرحون، ہاں، قارون کو سونپیئے ہوئے گی، وہ اُسے بھی ملے گی، انہیں قیامت والے اپنے پاؤں تلے دھریں گے سہ، پس اُن کی شکل و صورت بھی خیر اُن کی حالت بھی زار و غار۔ جیسے دنیا میں چوٹیوں کی کوئی قد و منزلت نہیں، ایسے ہی آخرت میں اُن کی کوئی منزلت نہ ہوگی۔ تو یہ کہ عزیز دہاں ذلت بن جاویں گی۔ دنیاوی حشیں دہاں عداوتوں میں تبدیل ہو جاویں گی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے، 'الْأَحْلَافُ يَتَوَلَّوْنَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوًّا الْأَشْقِيَاءُ'۔

سہ خیال ہے کہ تمام انسان قرون سے شکل انسانی نہیں گئے، پھر عشر میں پہنچ کر بعض کی صورتیں مسخ ہو جاتی ہیں۔ یہاں بھی ان لوگوں کا چوٹیوں کی شکل میں ہونا عشر میں پہنچ کر ہی ہو گا (مرقات) دوزخ میں لوگوں کی صورتیں مختلف ہو گی، چنانچہ بعض لوگوں کی شکل میں ہونے کے بعض سترہوں اور گدھوں کی شکل میں، نیز بعض حتیٰ دنیا میں گلے اور اندھے، مگر وہاں سترہوں والے حشیں ہونگے۔ بولس بنا ہے بولس یعنی یاس و نا امیدی، کیونکہ وہاں سے نکلنے کی امید نہ ہوگی، اس لیے اس مقام کا نام بولس ہے۔

تَعْلَوْهُمْ نَارَ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ غُصَارَةٍ أَهْلَ النَّارِ طِينَةَ الْخَبَالِ
مَرَادُهُ التِّرْمِذِيُّ - وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُمَرَةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ
الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ -

اُن پر آگوں کی آگ چھا جائے گی سہ اور وہ دوسروں کی پیپ یعنی طینہ سے پلائے جائیں گے سہ
(ترمذی) روایت ہے حضرت عطیہ ابن عمرو سعدی سے سہ فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے یہ اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے، سہ،

سہ یعنی جیسے پانی میں ڈوبنے والا ہر طرف سے پانی میں گھرا ہوتا ہے ایسے ہی یہ لوگ آگ کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہوں گے ہر طرف
سے آگ ہوگی، اور اس آگ میں تمام مختلف آگوں کی گرمی جمع کر دی گئی ہوگی، اسے آگوں کی آگ فرمایا گیا۔
سہ اس طرح کہ ان غصہ ور متکبرین کو جہنم کے نچلے طبقہ افضل السائنین میں رکھا جائے گا، جہاں تمام دوزخیوں کا خون
پیپ کھلیو بہ کرنا رہیگا، انہیں وہ پلایا جائے گا۔ اس گندگی کا نام طینہ الخبال ہے، خبال یعنی فساد، طینہ یعنی بدبودار
پتھر۔ یہ نہایت ہی گرم، بہت بدبودار، گاڑھا گاڑھا ہوگا، سخت بد مزہ جسے دیکھ کر تے آئے، دل گھبرائے، مگر پیاس ہو کر
کے غلبہ سے کھانا پڑے گا، خدا کی پناہ سہ، آپ صبی میں قبیلہ بنی سعد سے ہیں، مگر آپ کے حالات قطعاً معلوم نہ ہو سکے۔
سہ یہاں غصہ سے مراد شیطانی، نفسانی غصہ ہے، ایمانی، رحمانی غصہ مراد نہیں، مسلمان فاضل کو کافروں پر جو غصہ آئے
وہ غصہ عبادت ہے، جس پر خواجہ ہے۔ مگر اکثر شیطانی اور رحمانی غصہ میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے ہم غلطی سے شیطانی
غصہ کو رحمانی سمجھ لیتے ہیں۔

سہ شیطان کی پیدائش کے متعلق قرآن کہہ میں خود اس مردود کا توں موجود ہے۔ خَلَقْتَنِي مِنْ
تَابٍ وَخَلَقْتَنِي مِنْ طِينٍ۔ اس آیت و حدیث سے معلوم ہوا کہ اطمینان ہے فرشتہ
نہیں، کہ فرشتوں کی پیدائش نور سے ہے، اطمینان کی خلقت میں آگ کا غلبہ ہے
جیسے انسان کی خلقت میں، خاک کا غلبہ ہے اس لیے
اسے ناری نہیں، خاک کہا جاتا ہے۔

وَأَنَّمَا يُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَإِنَّ أَبُودَاوُدَ
وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا غَضِبَ
أَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَإِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ
سَ وَإِنَّ أَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ تَسْمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِشْرُ الْعَبْدِ عَبْدٌ تَحْتَلُّ

اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے، تو تم میں سے کسی کو جب غصہ آئے تو وہ دو گھونٹے (ابوداؤد) روایت ہے
ابوداؤد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ
جاتے، پھر اگر غصہ دفع ہو جائے تو فوراً، ورنہ لیٹ جائے (احمد ترمذی) روایت ہے حضرت انس بن مالک
سے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بڑا بندہ وہ بندہ ہے جو غرور کر کے تھ

۱۔ یعنی جیسے جی آگ میں پانی سے بجھائی جاتی ہے، ایسے ہی باطنی آگ باطنی پانی سے بجھائی جاسکتی ہے۔ وضو دونوں سے
مربط ہے کہ اس میں جی پانی کا اہتمام ہے اور یہ جسم و دل اور روح کی پاک کا ذریعہ ہے، اسی لئے غصہ کی آگ وضو سے بجھتی ہے
یہ مادہ نوی طب کا نسخہ تجربہ جس سے یونان طیب ہے خبر میں متعذر ہے

چند خوالی حکمت یونانیان حکمت ایمانیان ہم بخوان

مفسر اور نور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کے اور بھی علاج بیان فرمائے ہیں، مثلاً لا تحول شریب بڑھنا، عود ما تہ بڑھنا مثلاً
قرآن کریم فرماتا ہے، وَأَمَّا يَنْزِعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعًا فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ۔ یعنی جب تمہیں شیطان کا اثر ہے، تو
اعوذ باللہ بڑھنا، یہ غصہ بھی شیطان کا اثر ہے، یہ سب پر حائل اور اٹھو قول علاج ہے، اور وضو عمل بھی ہے، غصہ پانی
پانی لینا بھی غصہ کا علاج ہے (مرقات و اشعة النعمات) ۱۵۔ یہ غصہ کا دوسرا عمل علاج ہے، یعنی اپنا حال بدل دینا، کہ
کھڑے ہو تو بیٹھ جائے، اگر اس سے بھی غصہ نہ جائے تو لیٹ جائے، انشاء اللہ تعالیٰ غصہ جاتا رہیگا۔ لیٹ جانے میں اپنے کو
مٹی میں ملا دینا ہے، مٹی میں قاضی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ عجز و انکسار آجائے گا۔ نیز کھڑا آدمی جلد کچھ حرکت کر گدرتا ہے
بیٹھا ہو، یا لیٹ ہو، اس قدر جلدی کوئی حرکت غیر نہیں کر سکتا ۱۶۔ تخیل دل کا کام ہے، یعنی اپنے کو بڑا جانتا، اور احتیاج نہیں
کا کام، یعنی جیوں ڈھل میں اپنی بڑائی ظاہر کرنا۔ احتیال کی بہت صورتیں ہیں، فقہاء کرام متکبروں کی رفت و ان کی غفٹ
۱۔ کہ یہ شک ان کے لباس سے سج فرماتے ہیں۔

وَ اِخْتَالَ وَ نَسِيَ كِبَرَ الْمُتَعَالِ - يَسُّ الْعَبْدَ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَ اعْتَدَى وَ نَسِيَ
الْجَبَّارَ الْأَعْلَى - يَسُّ الْعَبْدَ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَ نَسِيَ الْمَقَابِرَ وَ الْبَكْلَى يَسُّ
الْعَبْدَ عَبْدٌ عَتَا وَ طَغَى وَ نَسِيَ الْمُبْتَدَاءَ وَ الْمُنْتَهَى - يَسُّ الْعَبْدَ عَبْدٌ
يَحْتَلِ الدُّنْيَا بِالدِّينِ يَسُّ الْعَبْدَ عَبْدٌ يَحْتَلِ الدِّينَ بِالشُّهُمَاتِ يَسُّ الْعَبْدَ

اوپنی شان والے کو بھول جائے یہ بُرا بندہ وہ بندہ ہے جو ظلم اور زیادتی کرے، سہ اور قہار علی کو
بھول جائے سہ بُرا بندہ وہ بندہ ہے جو بھول جائے کہیں میں لگ جائے، اور قبرستان اور محل جلنے کو
بھول جائے سہ بُرا بندہ وہ بندہ ہے جو غرور کرے اور حد سے بڑھ جائے شہ اور اپنی ابتداء و انتہاء کو بھول
جائے یہ وہ بندہ بُرا بندہ ہے جو دنیا کو دین کیلئے دھوکے دے یہ وہ بندہ بُرا بندہ ہے جو شہمات سے
دین کو بگاڑ دے شہ وہ بندہ بُرا بندہ ہے

سہ ہمیشہ اپنے سے بچوں کو دیکھے سے غرور پیل ہوتا ہے، اپنے سے اوپر کو دیکھنے سے عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے۔ جب اپنی شان
جمعی معلوم ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر نظر کر دے گا، اپنے کو بہت نیچا پاوے گا، سہ غفلت میں پر
زیادتی تجربہ ہے، اور غرور و مساکین پر زیادتی اعتدال ہے، یعنی اپنی حد سے آگے بڑھنا سہ یعنی اسے یہ خیال نہ آئے کہ میر
زب مجھ سے زیادہ قوی اور قادر ہے، اگر میں اس کی بکڑ میں آگیا تو کیسے بھوٹوں گا۔ سہ اپنی حقیقت کو بھول جانا سہو ہے
اور فاعل کرنے والی چیزوں میں مشغول ہو جانا اور سہ جو غصہ، اپنے انجام کو یاد رکھے، تو انشاء اللہ کسی غافل نہ ہو۔ انجام
یاد دلانے والی چیز قبر ہے، یہ گرد و غبار جو تالیوں میں پڑے ہیں، صد بادشاہ، وزراء، امراء ہیں، جو خاک بن کر اٹتے پھر
ہے ہیں۔ سہ یعنی نہ یہ خیال کرے کہ پہلے میں ایک قطرہ ناپاک تھا، پھر مکروہ پچھا، اور آئندہ میں خاک میں مل کر خاک ہو جاؤنگا
در میان کی اس قوت و دولت پر غرور کرنا غفل کی بات نہیں۔ شعور سہ

تم شوق سے کالج میں پڑھو، پارک میں بھولو جاؤ رہے مہازوں میں اٹو یا جرخ پہ بھولو۔
پر ایک سخن بندہ مسکین کا رکھو، یاد! اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو!

سہ اس طرح کہ بیکوں کی ہی شکل بتائے، اچھے اعمال کر کے دکھائے، تاکہ لوگ اس کے پچندے میں آجائیں، اور وہ انکو
پنے حال میں لے لے جیسا آجکل بہت ہو رہا ہے۔ بخت بنائے قتل سے، یعنی دھوکہ دینا، کسی کو فریب میں لے لینا۔ دین سے
مراہ دنیا والے ہیں۔ سہ اس طرح کہ وہ غلط تادیبوں سے حرام کھاتا ہو، اور اسے حلال بتانے کی کوشش کرے، ہر معاشرہ
مگر صانع کی کرگوں کے سامنے آئے، اس طرح اپنا دین خراب کرے۔

عَبْدٌ طَمَعَ يَقْوَدُهُ رِبُّنَ الْعَبْدِ عَبْدٌ هَوَىٰ يُضِلُّهُ يَتَسَّ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغِبَ
يُذِلُّهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ لَيْسَ أَسْنَدُهُ
بِالْقَوِيِّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ أَيْضًا هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ - الْفَصْلُ
الثَّالِثُ - عَنِ ابْنِ عُمرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ أَفْضَلَ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جُرْعَةٍ غَيِّظَ
يَكْظِمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى - رَوَاهُ أَحْمَدُ -

بند ہے جسے ہوس کھینچے پھرے ملے وہ بندہ بُرا بندہ ہے جسے نفسانی خواہش گمراہ کرے ملے وہ بندہ
برا بندہ ہے جسے خواہشیں ذلیل کر دیں ملے ترمذی و بیہقی، شعبِ ایمان، اور یہ بھی نے کہا کہ اس کی اسناد
قوی نہیں ملے ترمذی نے بھی کہا کہ یہ حدیث غریب ہے تیسری فصل، روایت ہے ابن عمرؓ فرماتے
ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی بندہ نے اللہ کے نزدیک کوئی گھونٹ اس نفع کے
گھونٹ سے بہتر نہ پیا، جسے بندہ اللہ کی رضا جوئی کیلئے پی لے یہ احمدؒ

ملے بین دنیاوی لالچ و لہو تعالیٰ سے ہٹ کر مخلوق کے دوازدل پر پھرتے، ہر گھٹھو کریں کھلائے۔ کسی نے امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ
سے پوچھا، کہ کیا کیا ہے، فرمایا دو باتیں کہیا ہیں، اللہ پر غلط مخلوق سے ناامیدی۔ قناعت نہ ستم ہونے والی دولت ہے اللہ تعالیٰ
قناعت نصیب کئے۔ مرقاۃ اسلئے خواہش نفسانی طمع کا نتیجہ ہے طمع اور سبوی لازم مروج ہیں، جب طمع ترنی کر جاتی ہے تو انسان
بے دین بھی بن جاتا ہے، شبہ نہ ہرگزائی کی جڑ ہے، ملے بسی دولت عزت کی ملک خواہش اسے دُور پھرتے، گھوڑوں کھاتے۔
نہیں رکھو کہ دولت عزت، ایمان، عرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہیں کرم میں ہے، اُن کے ہو جاؤ جو مانگو سو یادہ شعہ۔
کسکس کہ درجہ پیش براندہ، اُن را کہ بخواند بہ در کس نہ دوازد اگر ہم انکے ہو جاویں تو دنیا ہماری ہو جائے، اعلیٰ حضرت سے فرمایا شعہ۔
انکے دُر کا جو پتہ غلطی خدا اسکی ہوتی ہے انکے دُر سے جو پتہ، اللہ اُس سے پھر گیا نہ ملے کیونکہ اسکی اساد میں ہاشم بن عبد کوئی ہیں
ہیں محض نے صیغہ مانا ہے مگر یہ حدیث طبرانی، بیہقی، حاکم نے بہ اسنادوں سے روایت کی ہے لہذا یہ حدیث حسن ہے کہ یہ وہ
اسنادوں سے صیغہ حدیث بھی قوی ہو جاتی ہے مرقاۃ اسلئے غرابت صحت کے خلاف نہیں، لہذا یہ حدیث غریب بھی ہے صحیح بھی، اگر
ضعیف بھی ہو تب بھی فضائل اہمال میں نہیں ہے مرقاۃ اسلئے یعنی عرضہ مجوسی کی دہ سے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے، چنانچہ
نے اور ق درجہ کے باوجود غصہ جاری نہ کرتا وہ اللہ کے زلف سے دُور سے دُور ہے۔ غصہ دنیا سے تو کراوا لگا س کا پھیل بہت دنیا سے
غصہ کو گھونٹ فرمایا، کیونکہ جیسے کڑوی جبر مشکل تمام گھونٹ گھونٹ کر کے پی لاتی ہے ایسے ہی غصہ دنیا مشکل ہے ۴

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى إِذْ فَعَرَّيَا لَيْتِي هِيَ أَحْسَنُ قَالَ الصَّبْرُ
عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوا عَصَمَهُمُ اللَّهُ وَخَضَعَ
لَهُمْ عَدُوَّهُمْ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ قَرِيبٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا - وَعَنِ
بِهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْإِيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبْرُ الْعِلَّ

روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ اللہ تعالیٰ اس فرمان کے متعلق کہ بھلائی کے ذریعہ دفع کرو، فرمایا وہ
بھلائی کے غصہ کے وقت صبر ہے اور برائی کے وقت معافی ہے۔ لہٰذا جب کرے کہ تو اللہ تعالیٰ انکی
حفاظت فرمائے گا، اور ان کا دشمن ان کے سامنے پست ہو جائے گا گو یا وہ قریبی دوست ہے۔ سہ
(بخاری تعلیقاً) روایت ہے حضرت بہز ابن حکیم سے کہ وہ اپنے والد سے وہ اپنے (داسے) اوی فرماتے
ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غصہ ایمان کو ایسا بگاڑ دیتا ہے جیسے ابو لہبہؓ شہید

سہ یعنی اس سیت کریم میں احسن سے ماہر صبر کرنا ہے، چونکہ صبر کرنا بادر بیخوشی ہے اچھا ہے، اس لیے اسے اسن فرمایا گیا۔ نیز
لوگ کی برائی کو معاف کر دینا سزا دیے سے افضل ہے، اس لیے اسے بھی احسن کہا گیا، اگر یا بھلائی اپنے ذاتی معاملات کے تعلق سے
دینی قوی، ملکی مجرم کو سزا دینے کے واسطے کہ ہرگز معافی نہ دی جائے، انہیں خود سزا دی جائے۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ
عنور انور نے جو کہ معاف نہ فرمایا سہ میں ایسی معافی سے اللہ تعالیٰ اسے اُن کے احباب کو لوگوں کے شر سے بچائے گا، درحقیقت
غزت برصائے گا۔ دیکھو لو، یہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غم بھائیوں کو، عنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائیوں کو معاف کیا، تو
بنا تک اس کی دھوم مچی ہوئی ہے، اور وہ لوگ انکے ناہوار ہیں گئے، اللہ تعالیٰ معافی اعلیٰ چیز ہے، مجبوری کی معافی بُری ہے
سہ آپ کا نام بہز ابن حکیم ابن معاویہ قشیری ہے، آپ تابعی ہیں، ثقت میں سہ غصہ اکثر کمال ایمان کو بگاڑ دیتا ہے مگر
کبھی، صل ایمان کا ہی خاتمہ کر دیتا ہے، لہٰذا یہ فرمان عالی نصیحت درست ہے، اس میں دونوں احتمال ہیں، سہ الحوا ایک
کڑے حدیث کا بتا ہوا نر ہے، سخت کرنا ہوتا ہے، اگر شہد میں بل جائے تو نیز شہد اس اور نیز کر، ہٹ مل کر ایسا بدین
مزد ہوتا ہے، کہ اُس کا جھنڈا منکھ ہو جاتا ہے، نیز یہ دونوں بل کر سخت نقصان دہ ہوتا ہے ہیں۔ لہٰذا شہد بھی مفید ہے،
دراکھلا ابو لہبہؓ قائمہ مندر مگر بل کر کچھ مفید نہیں، مگر مضرب ہے، جیسے شہد دھمکی ملا کر کھانے سے بڑے کارسز پیچیدہ ہونے کا
اندیشہ ہوتا ہے، یوں ہی بھیل اور دودھ، یعنی مومن کو ناجائز غصہ ٹھو جائے، تو اُن کا ایمان برباد ہو جائے گا اندیشہ ہے
یا کہ، ایمان برباد ہوتا ہے ۛ

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ فَمَكَوْ فِي نَفْسِهِ صَغِيرٌ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللَّهُ فَمَكَوْ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ وَفِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ حَتَّى لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ۔

روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے: آپ نے منبر پر فرمایا اے لوگو انکساری اختیار کرو گے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے انکسار و عجز کرتا ہے اللہ اُسے اونچا کر دیتا ہے تاکہ تو وہ اپنے دل کا چھوٹا ہوتا ہے اور لوگوں کی نگاہ میں بڑا تاکہ اور جو غرور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے نیچا کر دیتا ہے تو وہ لوگوں کی نگاہ میں چھوٹا ہوتا ہے اور اپنے دل میں بڑا تاکہ حتیٰ کہ وہ لوگوں کے نزدیک گئے اور سور سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے تاکہ

اے میں نے پہلے کسی خاص شخص سے معمولی مزید سے نہ کہا، بلکہ بہت اہتمام کے ساتھ سرسبز میدان فرمایا تاکہ یعنی برسرِ امان اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ نرم رہے، رب تعالیٰ لوگوں کی صحبتوں فرماتا ہے اذلتنا علی المؤمنین احننا علی الکافرین۔ تاکہ یہ تانہ بہت ہی عجز سے۔ جو کوئی اپنے کو منافق کے لئے مسلمانوں کے لئے نرم کرے، اُن کے سامنے انکسار سے پیش آئے، تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اُن کی عزت پیدا فرماتا ہے اور اُسے بڑی ملندی بخشتا ہے، تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا تعلیم فرمائی ہے، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي فِيْ نَفْسِيْ صَغِيْرًا وَفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا۔ اے مجھے میری اپنی نگاہ میں چھوٹا، لوگوں کی نگاہ میں بڑا بنا دے۔ حضرت اولیاء اللہ ہمیشہ اپنے کو عاجز و گھبراہٹ سے اور لوگ اُن کے استغاثوں پر پیشانیاں رگڑتے ہیں۔ شعور بہرہ ور گیتی میں فرسودہ است۔ خوشن را عید فرمودہ است۔

مشورہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اپنے کو بندہ فرمایا، دنیا اُن کے آستانے پر ماتھا ٹیکتی ہے، آج حضور کے آستانہ کا بننا بھی قیمتی ہے، تاکہ جیسا آج بھی دیکھا جا رہا ہے کہ بعض لوگ سخی کے مائے اکرے مانتے ہیں، لوگ انہیں گالیاں دیتے ہیں، انہیں بڑائی سے یاد کرتے ہیں۔ دیکھو لو ابلیس اپنے آپ کو بہت ہی اونچی سمجھتا ہے مگر دنیا اس پر لعنت و چسکا کر رہی ہے تاکہ اس فرمانِ عسی کا ظہور تاکہ لوگوں کی نگاہ میں اس کی یہ ذلت اس کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ٹال بھی ٹال ہے تاکہ عیسویوں کی نگاہ میں ذلت مردِ دریت کی دلیل ہے خدا کی پناہ۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوسَى بْنُ
عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا أَيُّهَا مَنْ أَعَزَّ عِبَادَكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ إِذَا قَدَرَ
غَفَرَ. وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَزَنَتْ
لِسَانُهُ سِتْرًا لِلَّهِ عَوْرَتَهُ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللَّهُ عَنْهُ عَذَابَهُ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَنْ اعْتَدَا إِلَى اللَّهِ قَبْلَ اللَّهِ عُدْماً -

روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرت موسیٰ
بن عمران علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب تیرے نزدیک تیرے بندوں میں کون زیادہ عزت والا ہے
فرمایا کہ جب قدرت پائے بخش دے سہ روایت ہے حضرت انسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو اپنی زبان کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ اس کے عیب چھپائے گا سہ اور جو اپنا
غضب روکے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن اپنا عذاب روک لے گا سہ اور جو اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں معذرت کرے اللہ تعالیٰ اس کے عذر قبول کر لے گا سہ۔

سہ جو قدرت پاک بخش دے وہ سنت الہیہ پر عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قادر ہے مگر غفور رحیم ہے، ہمارے گناہ بخش دیتا ہے اور
بخشتے گا۔ یہاں یہ ہے کہ گناہ قابل بخشش ہیں، نہ گذاری، نہ گذاری قابل بخشش نہیں۔ اس لیے رب تعالیٰ انہیں نہ بخشے گا۔ جو کفر
پر مڑ جائیں، یوں ہی ہم اپنے جرم کو ضرور بخشیں، مگر دین اقوم، ملک کے دشمن کو ہرگز نہ بخشیں۔
سہ اس فرمان کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ جو اپنی زبان سے لوگوں کے جوب بیان نہ کرے، اور دوسرے جو جوب بیان
نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے عیب دنیا و آخرت میں چھپائے گا۔ دوسرے یہ کہ اگر خاموش رہے تو اس کے جوب چھپے رہیں گے عیب
ہنر زبان سے ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ شعور

تا مود سخن نہ گفتہ باشد۔ عیب ہنر سخن نفقہ باشد!

سہ یعنی اس پر غضب نہ فرماتے گا۔ جیسا عمل ویسا بدلہ۔

سہ اس فرمان کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ جو اللہ کے لیے دوسرے عیبوں کے عذر قبول کرے انہیں معاف نہ
کے رب تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا، اس کو معافی دے گا۔ دوسرے یہ کہ اگر عیب سے بڑا جرم اگر توبہ کرے تو بخش دیا
جائے گا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ
مُنْجِيَاتٍ وَمَثَلُ مُهْلِكَاتٍ فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ
وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوَى مُتَّبِعٌ وَشُحٌّ مَطَاعٌ وَاجْتَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ هِيَ
أَشَدُّ هُنَّ رُوِيَ الْإِمَامُ فِي الْأَحَادِيثِ الْخَمْسَةِ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ -

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں نجات
دینے والی ہیں اولہ اہل ایمان چیزیں ہلاک کرنے والی۔ لیکن نجات دینے والی تو وہ اللہ سے ڈرنا ہے خفیہ
اور علانیہ اور سچی بات کہنا ہے خوشی اور ناخوشی میں اور دیرپائی چال ہے امیری اور فقیسہی میں
لیکن ہلاک کرنے والی چیزیں تو وہ نفسانی خواہش ہے جس کی پیروی کی جائے سکھ اور بخل ہے سبکی
اطاعت ہو سکھ اور انسان کا اپنے کو اچھا جانتا ہے یہ ان سب میں سخت تر ہے سکھ ان پانچوں
حدیثوں کو بھیجی نے شعبہ ایمان میں روایت کیا۔

سکھ یعنی نجات، چھٹکارا اور سبب تین چیزیں ہیں، سکھ یعنی لوگوں کے سکھ اور تقوت، ہر بات میں نیک کام کرے۔
اللہ اللہ سے ڈرے، اللہ کا وہ تمام نیکوں کی ہر بات ہے، اللہ غضب کرے، سکھ یعنی ہر بات میں بجا ہو سکھ، خداوند خوشی اسے
حق رقی سے باز نہ رکھے، اور اپنا فریق دیرپا نہ رکھے نہ بخل کرے نہ فضول خرچی، کھانا ایک کھا جائے اللہ بھیجی حرج کرنا چاہا
کمال، دیرپائی چال ہمیشہ ہی بغیر سکھ سے۔ سکھ کہ جو دل چاہے وہ کرے، بازاں نہ جانتے کا خیال نہ کرے اسکی باگ ڈور
نفس مارے سکھ میں بڑا ظاہر ہے کہ ایسا شخص ہلاک ہی ہوگا۔ سکھ بڑا یا ماں، حق کھانا اپنے ذمہ جو حقوق ہوں وہ
ادانہ لیا نہ گناہ میں مشغول رہنا یہ سب عمل کی اطاعت ہی سے ہوتا ہے، بخل کا نتیجہ حرام ہے۔ (مرقات)
سکھ بھی کسی کی بات نہ ماننا خواہ کتنی بھی ہو۔ اپنی بات ہی منوانا، خواہ کتنی ہی بُری ہو اپنے کو کامل سمجھا، دوسروں کو
ناقص بنانا یہ بھی تکبر کی ایک قسم ہے۔

سکھ کیونکہ ہر عیب کے پاک ہونا، ہر غری سے مروت ہونا، اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ جو اپنے کو ایسا سمجھے وہ اپنے کو خدا کا
بھروسہ کرتا ہے۔ ہم سب عیب دار ہیں، بے عیبت اللہ تعالیٰ کی ہے، یا افس کی جیسے بے عیب بنائے، جیسے فرشتے، یا حضرات
انبیاء علیہم السلام، یا بعض اولیائے کرام۔

بَابُ الظُّلْمِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ - عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَعَنْ ابْنِ مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَيَمْلِكُ الظَّالِمَ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمُ يُفْلِتُهُ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ

ظلم کا بیان سہ پہلی فصل - روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں تاریکیاں ہوگا سہ (سلم بخاری) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے، فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ ظالم کو مہلت دیتا ہے حتیٰ کہ جب سے پکڑتا ہے تو چھوڑتے نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی، آپ کے رب کی پکڑ ایسی ہے جب دوستوں کو پکڑتا ہے حالانکہ وہ

ظلم کے لغوی معنی ہیں، اور عجمی تاریکی، اس سے غفلت اور ظلمات - اسطرحہ میں ظلم سے جس معنی میں کسی کا حق مارنا کسی کو غیر محل میں خراج کرنا، کسی کو بغیر قصود کے سزا دینا - اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ ہم کسی پر ذرہ بھر ظلم نہیں کئے - یہاں ظلم سے مراد ہے بے قصود کو سزا دینا - بتدوین عہد اللہ اس عمر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو دوزخ میں ڈال دے تو وہ ظالم نہیں - یہاں ظلم کے پہلے دو معنی میں سے کوئی مراد ہیں - عارفین فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہم کو دل کھنکھ ہے اپنا ذکر اپنی فکر اپنی محبت کے لئے جو کوئی بنارل اس کے علاوہ کسی کام میں غرت کرے وہ اپنے پر ظلم کرتا ہے، ایک صوفی فرماتے ہیں سہ

عَلَيْكَ يَا هَادِثًا دَانِ شَنْتَ حَتَّى تَهْلِكَ + فَعَدَاكَ عَنْ ظُلْمِ الْحَبِيبِ هُوَ الظُّلْمُ

ظلم کی بہت سی قسمیں ہیں، یہاں ہر قسم کا ظلم مراد ہے سہ - یعنی ظلم خود کسی قسم کا ہو، قیامت میں اللہ عیروں کا باعث بنے گا - لہذا نصات و عدل قیامت میں انشاء اللہ تعالیٰ نور کا سبب بنے گا - دنیا آخرت کی کھینی ہے جو کچھ ہو گئے دی کاٹو گئے یہ حدیث بالکل ہی سچی پر ہے، کسی تاویل کی ضرورت نہیں - کفر و شرک بھی ظلم ہے، گناہ و بدکاری بھی ظلم ہے، کسی کو سزا بھی ظلم - ان کے درجے مختلف ہیں - بدترین ظلم کفر و شرک ہے اس کے بعد دوسروں کا حق مارنا - اس کے علاوہ حقوق اللہ میں کوتاہی کرنا - یہاں ظلم دوسری قیامت میں تاریکی - ظلمات بطن فوق بعض اللہ تعالیٰ ظلم سے بچائے سہ - یہاں ظالم میں تین احتمال ہیں، یا اس سے مراد لوگوں کے حقوق مارنے والا ہے، یا مراد مطلقاً گنہگار یا کافر پیچہ معنی زیادہ قوی ہیں - وہ مذکورہ نہیں ہے، جو پہلے گناہ پر پکڑا جاتا ہے وہ بہت ہی بد نصیب ہے، جس کو گناہ پر پھنسی ملتی رہیں - گناہوں پر جلدی پڑے نہ ہو نارب تعالیٰ کا غضب ہے کہ انسان اس سے دھوکہ کھا جاتا ہے سہ

تو مشو مغرور پر علم خدا - + دیر گیر سخت گیر دمر ترا

ظَالِمَةً الْاَيَّةَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَرَّ بِالْحَجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ ثُمَّ قَنَعَ رَأْسَهُ وَاسْتَرْعَ السَّيْرَ حَتَّى اجْتَازَ الْوَادِيَّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

بستیوں ظالم ہوں (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر میں گزریے تھے تو فرمایا، ظالموں کے گھروں میں نہ داخل ہو، جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا مگر اس طرح جاؤ کہ تم اس خوف سے روکتے ہو کہ تم کو بھی وہ عذاب پہونچے جسے جو انہیں پہنچا۔ پھر اپنا سر جھکا لیا، اور رفتار تیز فرمائی، حتیٰ کہ اس علاقہ کو طے کر لیا (مسلم بخاری)

اس آیت کریمہ میں بستیوں سے مراد ان کفار کی بستیوں ہیں جن پر عذاب الہی آیا، کہ وہاں کے باشندوں کو وہاں بہت دھمیل دی گئی، بھر جلاک کر دیئے گئے۔ عہدہ جگہ سنبھال کر جہاں صالح علیہ السلام کی قوم یعنی قوم ثمود آباد تھی، یہ جگہ بربک جاتے ہوئے راستہ میں پڑی۔ اور یہ واقعہ غزوہ نوح کہ ہے، وہاں مذاب الہی آیا تھا، اب اس کے کھنڈرات کو جوڑنے کے لئے معام بنوا کر جہاں عذاب الہی آچکا ہو، وہاں جانا نہ چاہیئے کہ وہاں اللہ کی لعنت برس رہی ہے، کہ تم بھی اس کی گرفت میں نہ ہو جاؤ۔ اس سے پتہ چلا کہ جہاں اللہ کی رحمتیں آچکی ہوں وہاں ضرور جانا چاہیئے، کہ وہاں اللہ بھی نزول انوار ہے، تم بھی اس میں سے کچھ پا لو گے، مثلاً صفاء مردہ پہاڑیاں، منی، مزدلفہ، عرفات، یوں ہی حضرات اولیاء اللہ کے آقا و تابع مت اوار الہی کے مقامات میں۔

اس قوم ثمود سے کہو جس کا پانی پینے سے بھی حضور نے منع فرما دیا۔ بلکہ بن لوگوں نے اس پانی سے آنا گوندھ لیا تھا، ان کا گردھا ختم ہو گیا، اسی سے پتہ لگا کہ کین کا اثر مکان میں ہوتا ہے۔ یوں ہی بندوں کا اثر زمانہ میں ہو جاتا ہے، جس جگہ با جس وقت اللہ کے مقبول بندے نے عبادت کی ہو، وہ جگہ وہ وقت قبولیت کے ہو جاتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم فرماتے ہیں کہ شہر میں بہترین جگہ مسجدیں ہیں اور بدترین جگہ بازار ہیں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا، کہ اچھے بُرے اثر کی صحبت میں تاثیر ہے۔ (مرقات)

مصر میں فرعون پر عذاب نازل آیا، لہذا وہاں دینا ممنوع تھیں۔ طوفان نوح کفار کے لیے عذاب تھا، مگر مومنوں کیلئے رستہ، لہذا اس کا حکم کچھ فرق ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ
لَهُ مَظْلَمَةٌ لِإِخِيهِ مِنْ عَرَضٍ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ
أَنْ لَا يَكُونَ دِيْنًا وَلَا دِرْهَمًا كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ
مِنْهُ بِقَدَرِ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ
صَاحِبِهِ فَحُبِّلَ عَلَيْهِ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

روایت ہے ابو ہریرہ سے، فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کا اپنے بھائی
مسلمان پر کوئی ظلم ہو اس کی آبرور کا یا کسی اور چیز کا مثلاً وہ اُس سے آج ہی معافی لے لے
اس سے پہلے کہ اُس کے پاس نہ دینار ہو نہ درہم مثلاً اگر اس ظالم کے پاس نیک عمل ہو گئے تو بقدر
ظلم اس سے چھین لیے جائیں گے مثلاً اگر اس کے نیکیاں نہ ہو گئی تھیں تو اس مظلوم کے گناہ لے کر
اُس پر ڈال دیئے جائیں گے، مثلاً (بخاری)

مثلاً یعنی جس نے اپنے معافی مسلمان کی ناحق جے آبرور کی سوا یا اُس کا مال مارا یا ناحق دیا ہو یا کسی اور طرح کا اس پر ظلم کیا
ہو۔ مثلاً یعنی اُس کی سوت سے پہلے اس سے معافی لے لے، آج سے مراد دہا کے دن ہیں، معافی مانگنے کی چند صورتیں ہیں
(۱) قرض سزاؤں کا کرے، (۲) اُسے دانا پینا ہو، قرض ادا کرے، (۳) اُن تمام سے معافی مانگ لے، اور وہ بخوشی معافی کرے۔
(۴) کر قرض خواہ کر کہ سزاؤں کے وارثوں کو قرض ادا کرے، (۵) اور اگر وارث معلوم نہ ہوں تو اس کے نام پر خیرات کرے۔
(۶) مروجہ کچھ یہ ہیں: دُعا، مغفرت کرنا ہے، اُسے ثواب یا صلہ کرنا ہے۔ اگر اس آخری صورت میں معافی کی امید ہے تو یقیناً
نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ عذر اس سے معافی مانگے، بلکہ یہ کوشش کرے کہ کسی کا حق نہ مارے مثلاً اس سے مراد قیامت کا دن ہے
مطلوبت ہے کہ رہا میں نور و جہیز جیسے خیرات کر کے معافی ہو سکتی ہے مگر قیامت میں یہ صورت ناممکن ہے، دلائل نہ تو اسی کے
پاس ان بوجھا اور نہ اس کے ذریعہ معافیاں حاصل ہو سکیں۔ مثلاً اور مظلوم کے نامہ اعمال میں لکھ دیئے جائیں۔ مثلاً
تظام کے صدقات و خیرات و غیرہ شافی ہیں، کہ میں جیسے قرضے کے عوض مفروض کی سزاؤں سے قرضہ کو دینا نہ چاہی
گی۔ نمازیں بھی وہ جو باجماعت ادا کی ہوں۔ اگر قرض خواہ کا خرچہ تو اُس کا عذاب ہلکا کر دیا جائے گا، یا اُس کے ثواب اس
ظالم پر ڈال دیئے جائیں گے، یا اس طرح کے ظالم کے پاس نیکیاں ہوں ہی نہیں، یا اس طرح کر نیکیاں نہیں، مگر
حقوق دے لے گئے، اس کے پاس سے ختم ہو گئیں۔ مگر حقوق باقی رہے مثلاً یا تو اس طرح کہ مظلوم کے گناہ ہر حال میں ہوں
اور ظالم پر لا دیئے جاویں، یا اُن گناہوں کے عوض ظالم کو سزا دی جائے اور مظلوم کو نجات۔ خیال ہے کہ قرآن شریف

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَدُ رُؤُونِ مَا الْمُفْلِسُ
قَالُوا الْمُفْلِسُ فَيَتَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ
أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ
هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا

روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ مفلس و
کنگان کون ہے؟ اسے صحابہ پڑھتے عرض کیا، کہ ہم میں مفلس وہ ہے کہ جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ
سامان ملے تو فرمایا، میری اُمت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، زکوٰۃ، لیکر
آیا ملے اور یوں کہے کہ اے گالی دی، اے تہمت لگائی، اس کا مان لیا اس کا خون بھایا، اے ماں

بقیہ از صفحہ سابقہ) قیامت میں کسی کا گناہ خود خوشی سے نہ اٹھائے گا، لیکن اگر رب تعالیٰ کی طرف سے جبراً
ڈال دیا جائے تو انکار بھی نہ کر سکے گا۔ اس حدیث کی تائید اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے، وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِي لَمْ يَلْمِ
نَفْسًا لَهَا مِنْ عَدَدِ اللَّهِ شَيْئاً سِوَا مَا ظَهَرَ مِنْهَا لَوْلَا رَأْفَتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَأَوْنُهُ عَلَيْهِمْ لَفُتَّ دُونَ سَاعَةٍ أَصْحَابُ
الْآفَاقِ يَدْعُوهُ سَوَاءً ۚ اور نہ اس کے خلاف ہے، وَمَا ظَهَرَ مِنْهَا لَوْلَا رَأْفَتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَأَوْنُهُ عَلَيْهِمْ لَفُتَّ دُونَ سَاعَةٍ
ۚ اُنہی کے خلاف ہے، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔ کہ ان آیات میں خود ہی دوسرے کے گناہ اٹھانے کی نفی
ہے اور نہ اُن کے خلاف میں جبراً ڈال دینے کا ثبوت ہے۔

۱۵۔ یہاں مفلس سے مراد کامل پورا پورا غریب۔ یا وہ جو بیٹا بھتیجی معلوم ہو، مگر حقیقت مفلس ہو، ۱۶۔ یعنی ہم لوگ اپنے
معاذہ واسطلاح میں محسوس کرتے ہیں، جس کچھ مال نہ ہو، بہر حال حضورؐ کا سوال حقیقت پر مبنی ہے، صبر کرام کا جواب
عزیز پر ہے، ۱۷۔ یعنی نیک اعمال سے بھر پور آئے، مالی، بدنی، ہر طرح کی نیکیاں اُس کے پاس ہوں۔ خیال یہ ہے کہ دنیا کی
تو نگرانی اس سے ہے، آخرت کی تو نگرانی اعمال سے، مرقات نے فرمایا کہ یہاں اعمال سے مراد مقبول نیکیاں ہیں جو شرفِ ادرست
ہوں، اور عند اللہ قبول ہوں۔

۱۸۔ یہاں یہ ہے، کہ تقویٰ کے دو بازو ہیں۔ ایک بلکہ پہلا بازو ہے، بُری چیزوں خصوصاً لوگوں کی حق تعالیٰ سے بچنا اور سزا بانڈ
نیک اعمال کرنا یہ تقویٰ ہے، اور اثبات کا مجموعہ تقویٰ ہے۔ اس فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ گنہگار بھی حضورؐ کا امتی ہے، کہ
سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امتی فرمایا۔ دوسرے یہ کہ گنہگاروں کی نیکیاں بھی قبول ہو سکتی ہیں، ان نیکیوں کا بقا اس سے
ہے کہ اُس نے کسی کے حق نہ کیے ہوں۔

فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ قَسَيْتَ
حَسَنَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقْضَى مَا عَلَيْهِ، أَخَذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطَرَحَتْ
عَلَيْهِ ثُمَّ طَرَحَ فِي النَّارِ رَدَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدَّنَ الْحَقُوقُ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

تو اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس مظلوم کو دیدی جاویں، اور کچھ اس مظلوم کو ملے پھر اگر
اسکے ذمہ حقوق کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جاویں تھ تو ان مظلوموں کی خطایاں
لے کر اس ظلم پر ڈال دی جاویں تھ پھر اے آگ میں پھینک دیا جائے تھ (مسلم) روایت ہے
انہیں۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ حقوق حق مالو کے سب پر کر کے قیامت

سے اس طرح کہ اس ظلم کی کچھ نیکیاں قرض خواہ لے لیں، کچھ دوسرے مظلوم لوگ یہ لے سبکے مگر بچے کچھ نہیں۔
سے تفسیر روح البیان نے ایک حکم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے نیکیوں میں اضافہ فرماتا ہے کہ ایک کا لوہا
دن سے لے کر سات سو تک، بعض کا اس سے بھی زیادہ۔ یہ جیسے لیا جانا اس زیادتی میں ہو گا۔ اصل ایک سو کی بجائے نہ چھنے گی، یوں
روزہ قرضدار کو نہ دیا جائے گا، کہ فرمایا جائے گا الصوم لی واما اجزئہ بید۔ روزہ میرا ہے، اور میں ہی اس کا عوض ہوں
سے اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد میں شفاعت نہ ہوگی جب تک کہ صاحب حق معاف نہ کرے۔ (مرقات)
سے بقیہ قرضوں کے عوض۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرض بلکہ سارے حقوق العباد کی نہ معافی ہے نہ شفاعت، بغیر صاحب حق
کے معاف کئے معاف نہیں ہوتے، (مرقات) عدوت کا مقصد یہ ہے کہ بد پیر پیسہ کی غلطی عارضی ہے جو موت آنے پر بلکہ کسی
نہنگی میں ہی دولت ریل جانے پر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ غلطی وہ ہے جو مرے بعد بھی ختم نہیں ہوتی۔ ابھی عرض کیا گیا کہ اصلی نیکی،
اہل حقوق کو نہ دی جائے گی، بلکہ وہ زیادتیاں جو رب کے فضل سے ملی ہیں۔ روزہ کی اصل کسی کو نہ دی جائے نہ زیادتی اہل
حقوق کے گناہ ظالم برڈالان میں عدل ہے، دنیا میں مفروض کا مکان، سامان اہل حقوق کو شے دیئے جاتے ہیں، وہاں اگر ایسا
ہو تو مصداقہ ہیں۔ خیال ہے کہ یہاں حیات سے مراد مجھے عقد نہیں بلکہ سارے اعمال ہیں وہ بھی صغیر۔ لہذا اگر کسی مسلمان کا
کافر کا قرض رہ گیا تو اس کا کفر یا زنا، جودہی وغیرہ اس پر نہ ڈال جائے گی۔

سے یعنی اگر دنیا میں تم نے لوگوں کے حقوق ادا نہ کئے تو اہل محال قیامت میں ادا کرو گے، دنیا میں مال سے وہاں ایمان سے
بہتر ہے کہ یہاں ہی ادا کرو، ورنہ پچھتاؤ گے۔

حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَدَجَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرَنَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذَكَرَ
حَدِيثُ جَابِرٍ اتَّقُوا الظُّلْمَ فِي بَابِ الْإِنْفَاقِ - الْفَصْلُ الثَّانِي
عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُونُوا
أَمْعَةً تَقُولُونَ إِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ أَحْسَنًا وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا وَلَكِنْ

حتی کہ منڈی بکری کا سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا (مسلم) حضرت جابر
کی حدیث اتقوا الظلم باب الانفاق میں ذکر کی جا چکی ہے یہ دوسری فصل،
روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم
لوگ تابع رفق نہ بنو گے کہہو اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور
اگر لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے

۱۔ یعنی اگر دنیا میں سینگ والی بکری نے منڈی یعنی بے سینگ والی بکری کو سینگ گھونپا، تو قیامت میں اس کے سینگ بکری
بکری کو دے دیئے جائیں گے، ورنہ اس کے عوض میں سینگ گھونپے گی، یہ عوض تکلیف کا نہیں، کیونکہ جانور شرعی احکام کے
مکلف نہیں، بلکہ عوض مقابلاً ہے، بہر حال حقوق العباد میں ہی کی شفاعت نہیں۔ حقوق العباد کی معافی رب کی طرف سے
نہیں۔ حقوق العباد جانوروں کو بھی ادا کرنے ہونگے۔ آج لوگوں نے یہ ہی آسان سمجھ رکھے ہیں، مسئلہ یعنی معیاج میں یہ
حدیث مکرر تھی، کتنا سالزکوۃ باب الانفاق میں تھی، اور یہاں بھی ہم نے صرف وہاں ایک جگہ بیان کی یہاں بیان نہیں کی ہے
مسئلہ ائمہ الف کے کسر ویم کے شد سے ہے، ائمہ وہ شخص ہے جس کی خود اپنی رائے کچھ نہ ہو، جو دوسروں کو کرنے دیکھنے
خود بھی کرنے لگے، یعنی دوسروں کا عقیدہ ملت بہالذہ کی ہے، تائیمت کی نہیں، اس لئے ائمہ وحدت پر نہیں پورے جاتا، فرد کو کہا
جاتا ہے، (اشعہ المصنعات) مسئلہ یہ فرمان عالی لفظ ائمہ کی شرح ہے، عین ہے کہ علم کی سزا ظلم کو دنیا ظلم میں یہ تو اچھا ہے۔ ان
ان ظلم کے عوض ظلم پر ظلم کرنا ہے۔ شد چور کے گھر سے اس کا مال چورینہ جو روک کی جوری سے راکرے تو نہیں اس رانی کی جوری سے راکرے
یہ حرام ہے۔ جہد کے ہاتھ کاٹنا زنی کو سنگسار کرنا ہے۔ ظلم کی سزا ہے وہی چیز نہیں، حدیث واضح ہے مسئلہ ظلم کو سزا ائمہ
ظلم پر ظلم کرنے کا فرق ابھی عرض کیا گیا یہاں اتنا اور کہہ دو کہ ظلم کو قافلت سے زیادہ سزا دینا بھی ظلم ہے۔ اور یہ بھی حرام ہے
اگر چور کے ہاتھ ایک ائمہ کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے جائیں یا اسے قتل کر دیا جاوے تو یہ ظلم ہے۔ ظلم پر بھی
ظلم کرنا حرام ہے۔ اس کی بھی پکڑ ہے۔

وَطِنُوا أَنْفُسَكُمْ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ إِنْ تُحِبُّوْا وَإِنْ أَسَاءُوا فَلَا تَظْلِمُوا
سَوَاءٌ الَّتِي مِثْلِي. وَعَنْ مُعْوِيَةَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ أَنَّ كَتَبَنِي
إِلَى كِتَابًا تَوْصِيَنِي فِيهِ وَلَا تُكْثِرُنِي فَكَتَبَتْ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَا بَعْدُ
فَكَرَرْتُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِنَ النَّاسِ رَضِيَ
اللَّهُ بِسَخَطِ النَّاسِ كَهَاةُ اللَّهِ مَوْنَةُ النَّاسِ وَمِنْ النَّاسِ رَضِيَ النَّاسِ
بِسَخَطِ اللَّهِ وَكَلِمَةُ اللَّهِ إِلَى النَّاسِ

لیکن اپنے نفس کو قرار دو کہ لوگ بھلائی کریں تو تم بھی بھلائی کرو، اور اگر لوگ بُرائی کریں تو تم
ظلم نہ کرو، (ترمذی) روایت ہے حضرت معاذ سے اس سے کہ انہوں نے حضرت عائشہ کو لکھا کہ آپ
مجھے خط لکھیں جس میں مجھے وصیت کریں، اور زیادہ نہ کریں، آپ نے انہیں لکھا کہ تم پر سلام
ہو، بعد اس کے کہتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو اللہ تعالیٰ کی
خوشنودی لوگوں کی ناراضی سے کفایت کرے گا اللہ اُسے لوگوں کی مصیبت سے بچائے گا اللہ وہ
جو کوئی خوشنودی اللہ کی ناراضی سے تلاش کرے گا اللہ تو اللہ لوگوں کے حوالے کر دے گا۔

اس سے معاذ سے مراد حضرت امیر معاویہ بن سفیان ہیں، رضی اللہ عنہما۔ آپ خداوند آپ کے والد دونوں مشہور صحابی ہیں۔ شاید آپ نے خط
اپنی حکمرانیت کے زمانہ میں اپنے دار الخلافہ دمشق سے ام المومنین کی خدمت میں لکھا، اس سے معاذ یعنی جامعہ نصیحت فرمادیں کیونکہ آپ
اہل بیت نبوت سے ہیں، کلمات جامعہ آپ کے ان کی خصوصیت ہے مجھے بھی اس سے حضرتیں، اس سے معاذ یعنی جو مسلمان اللہ کی رضا
کیلئے لوگوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرے، تو اگرچہ لوگ اُس سے ناراض ہو جائیں، مگر اللہ اُس کا کچھ نہ بگاڑے گی۔
اللہ تعالیٰ اُسے لوگوں کے شر سے بچائے گا یہ عمل بہت ہی عجیب ہے جس کا اب بھی تجربہ ہو رہا ہے، اس سے معاذ یعنی ایک کام سے
لوگ تو خوش ہوتے ہیں، مگر وہ شرعاً حرام ہو، یہ شخص لوگوں کی خوشنودی کے لئے وہ کام کرے، اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی پرواہ نہ
کرے وہ انہیں لوگوں کے لالچوں ذیل و خواہ ہو گا جن کی خوشنودی کے لئے اُس نے یہ حرکت کی، اس سے معاذ یعنی جو وہی لوگ اُس
خوشنودی آدمی کو ہلاک یا ذلیل و خوار کر دیں گے جنہیں خوش کرنے کو اُس نے اپنے رب کو ناراض کر لیا۔ لہذا سب کو ناراضی
کرتے کے لئے رب کو ناراض نہ کرو کسی کی خوشنودی کے لئے گناہ یا کفر یا شرک نہ کرو۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - الْفَصْلُ الثَّالِثُ - عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ
قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ شَقَّ ذَلِكَ
عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَيْنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ ذَلِكَ
إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ أَلَمْ تَتَمَعُّوا قَوْلَ لُقْمَانَ لَا بَيْنَ

سلام علیکم (ترمذی، تیسری فصل۔ روایت ہے حضرت ابن مسعودؓ سے، فرماتے ہیں جب آیت
نازل ہوئی کہ جو لوگ ایمان لائے، اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا سکے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے صحابہ پر گراں گزری تھے انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم میں سے کون ہے
کہ جس نے اپنے پر ظلم نہ کیا ہو سہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مراد نہیں، ظلم تو
شرک ہے سہ کیا تم نے لقمان کا فرمان اپنے فرزند سے نہ سنا،

سہ اس سے معلوم ہوا کہ نسبت تہ ہے کہ خطبہ کے اقل و اکثر میں سلام لکھا جائے، درمیان میں مضمون کہ جناب ام المؤمنین نے
یہاں ایسا ہی کیا، سہ مشرکین عرب اپنا خالق، رازق، رب تعالیٰ کو جانتے مانتے تھے، مگر پرستش جنوں کی بھی کرتے تھے، وہ
جہ و مرجہ کے تلبیہ میں کہتے تھے، لا شریک لنا الا شرینکا واحد۔ یہ آیت کریمہ ان کی تردید کے لئے نازل ہوئی، یہاں ظلم
سے مراد شرک ہے، سہ اس لئے کہ وہ حضرات سمجھے کہ یہاں ظلم سے مراد گناہ ہے، اور آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں، کہ میں ہدایت
اُسے ملے گی، جو ایمان لا کر کسی گناہ نہ کرے، تو سمجھے کہ ایسا شخص دنیا میں کون ہو گا جو کبھی گناہ نہ کرے۔ قرآن مجید میں شرک
و کفر کو ظلم کہا گیا ہے، گناہ کبیرہ کو بھی، گناہ صغیرہ کو بھی، اور جنہوں کو خطا کو بھی، جیسے حضرت یونس علیہ السلام کا عرض کرنا
إِنِّي كَذَّبْتُ مِنَ الْغَايِبِينَ - سہ یعنی ہم مسلمانوں میں گناہ سے کوئی نہ بچا ہو گا، خیال ہے کہ حضرات صحابہ کرام معصوم
نہیں، مگر عاویں ہیں، کہ ان سے بعض حضرت گناہ نہیں کرتے، اور بعض سے گناہ ہو جاتا ہے، مگر اُس پر قائم نہیں رہتے۔

سہ مطلب یہ ہے کہ مظلم کی تعریف تقطعی ہے، اور معنی یہ ہیں کہ بڑے گناہ یعنی شرک سے اپنا ایمان محفوظ

نہ کریں، خیال ہے کہ یہاں شرک سے مراد کفر ہے، کفر عام ہے، اور شرک خاص، بلکہ قرآن و

حدیث میں اکثر شرک سے مراد کفر ہوتا ہے، جو کہ عرب میں شرک ہی مراد تھا،

اس لئے آیات و حدیث میں اکثر فرمایا جاتا ہے،

يَا بَنِيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ وَرَفِئَةُ كَيْسُ هُوَ كَمَا
تَظُنُّونَ إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي أُصَامَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ عَبْدٌ أَذْهَبَ أَخْرَجَتْهُ دُنْيَا غَيْرِهِ رَأَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَعَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّوَادِينَ ثَلَاثَةٌ

کہ اُسے میرے بچے شریک نہ ٹھہراوے شک شرک بڑا ظلم ہے لہ اور ایک روایت میں ہے
کہ جو تم سمجھتے ہو وہ مراد نہیں یہ تو ایسا ہے جیسا لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا ہے (مسلم بخاری)
روایت ہے حضرت ابو امامہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگوں میں بدترین
درجہ والا قیامت کے دن وہ بندہ ہے جو دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد کر دے لہ
(ابن ماجہ) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو قسم
تین قسم کے ہیں لہ

لہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تعبیر خود قرآن مجید سے فرمادی۔ قرآن کریم ایک جگہ مشرکین عرب کا توں بیان
فرماتا ہے، وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ وَلَا دُخَانَ مِثْلَ بَدَايَا الْإِيمَانِ سے مراد نفی ایمان ہے
یعنی ماننا، شرعی ایمان مراد نہیں، لہذا حدیث شریف یا ان آیات پر اعتراض نہیں کہ شرک و ایمان تو ضد ہیں، پھر جمع کیسے
ہو گئے۔ کفار عرب مشرک ہو کر مومن بن گئے، یہ حدیث بالکل صاف ہے، لہ خیال ہے کہ اللہ کے مقبول بندوں
کو شفیق، یا حاجت روا، یا مشکل کشا ماننا، بوقت ضرورت انہیں مدد کے لئے بکار نہ ملے، یہ چیزیں تو قرآنی آیات و احادیث
صحیحہ اور عمل صحابہ سے ثابت ہیں، بلکہ کسی بندے کو خدا کے برابر یا خدا کو بندہ کے برابر ماننا بھی شرک ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے،
ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرِجَالِهِمْ لَقِينُوا فِي الدَّارِ الَّتِي كَانُوا فِيهَا يَدْعُونَ لَوْلَا رَبُّنَا الَّذِي أَمَّا لَهُ الْأَمْرُ فِي السَّمَوَاتِ لَضَحَّكُوا مِنْهُمْ وَفِي الدَّارِ الَّتِي كَانُوا فِيهَا يَدْعُونَ لَوْلَا رَبُّنَا الَّذِي أَمَّا لَهُ الْأَمْرُ فِي السَّمَوَاتِ لَضَحَّكُوا مِنْهُمْ
اسطحار میں مطالعہ فرمادو۔ لہ اس طرح کہ دوسرے کو ناجائز طریقہ سے دنیا کی کچھ، دنیا اس کی بڑھائے، آخرت اپنی برباد
کرسے، جیسا کہ ظالم حکام رعایا پر ظلم کر کے ناجائز ذریعوں سے بادشاہ کے حزانے بھرتے ہیں۔ یا اس طرح کہ کسی دنیا دار کی ناجائز
تعلیم و توفیق کر کے خود گنہگار ہو کرے، جیسا کہ خوشامدی لوگوں کا طریقہ ہے، لہ یعنی بندوں کے گناہوں کے دوسرے ان کے
نامہ اعمال میں طرح کے ہیں، دیوان کا ترجمہ ہے رسالہ جس کے جمع کرنے سے کتاب بن جائے اسکی جمع ہے دوادین :

دِيَوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ إِلَّا شُرَكَائِكَ بِأَلَّهِ يَقُولُ اللَّهُ عَمَّا وَجَّلَ إِلَهُ اللَّهِ
لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرِكَ بِهِ وَدِيَوَانٌ لَا يَبْرُكُهُ اللَّهُ ظَلَمَ الْعِبَادَ فِيمَا بَيْنَهُمْ
حَتَّى يَقْتَضِ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيَوَانٌ لَا يَعْْبَأُ اللَّهُ بِهِ ظَلَمَ الْعِبَادَ
فِيمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللَّهِ فَذَاكَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَابُهُ فَإِنْ شَاءَ
تَجَاوَزَ عَنْهُ. وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک وہ دفتر جسے اللہ نہ بخشے گا، وہ اللہ کا شریک ٹھہرانا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
اللہ نہ بخشے گا کہ اس کا شریک ٹھہرایا جائے لہٰذا اور ایک وہ دفتر ہے جسے اللہ چھوڑ دینا نہیں
وہ بندوں کے آپس کے ظلم ہیں، حتیٰ کہ بدلہ لے گا ان کے بعض کا بعض سے عہ اور ایک دفتر وہ ہے
جسکی اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا وہ بندوں کا اپنے اور اللہ کے درمیان حق تلفی ہے لہٰذا قرۃ اللہ کے
سپر ہے، اگر چاہے اُسے سزا دے اور اگر چاہے تو اس سے درگزر فرمائے، لہٰذا روایت ہے
حضرت علیؑ سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لہٰذا یہاں بھی شرک سے مراد کفر ہے، یعنی جو بند کفر کے بغیر قرۃ مرچائے، وہ بخشا نہ جائے گا، آخرت کی بخشش مراد ہے دنیا
میں توبہ کرنے سے شرک و کفر وغیرہ سب معاف ہو جاتے ہیں۔ حضورؐ اور نے تمام مشرکوں کو ہی کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا تھا۔
لہٰذا اس طرح کفر بھی نہ بخشا جائے گا، ہو سکتا ہے کہ یہاں شرک سے مراد کفر ہو۔ خیال ہے کہ کفار کے دوسرے گناہ معاف
بھی ہو سکتے ہیں، اور ان کا عذاب ہلکا بھی ہو سکتا ہے جیسے عاقم ذاتی سمادت کی دیر سے، فوخران انصاف کی وجہ سے، اور ان
مظلوم کی خدمت کی وجہ سے ہلکے عذاب میں ہیں، حتیٰ کہ الوہاب کو دو شنبہ کے دن عذاب ہلکا کیا جاتا ہے، اور اسے اسکی سے باقی رہتا
جیسا کہ احادیث میں ہے، اگر شرک و کفر کی بخشش یا کافراں کا جنت میں داخل ہونا ممکن ہے، لہٰذا ان کا حساب مطالبہ ضرور کرے گا
نہ بخشے اور نہ چھوڑنے میں فرق ہے، لہٰذا بندوں پر ظلم، خواہ جانی ہو، خواہ مالی، خواہ عزت و آبرو کے بہر حال حساب ضرور ہوگا
اس کے خصائص جاری ہونا رب تعالیٰ کا عدل ہے، مظلوموں سے ظالم کو معافی دلوادیا، اُس کا فضل حقوق العباد کے لئے نہ
تفاوت ہے نہ رب تعالیٰ کی معافی، لہٰذا یعنی عبادت میں کوتاہی کرنا، اس کا حساب ہو، یا نہ ہو، یا نہ ہو یا نہ رب تعالیٰ
کے عدل و فضل پر موقوف ہے، وہ بے پرواہ بادشاہ ہے، لہٰذا خواہ بقدر گناہ سزا دے یا اس سے کم اور درگزر کی کئی صورتیں
یا حساب لے کر معاف فرمائے یا حساب ہی نہ لے، اگر دریا نے رحمت جوش میں آجائے تو گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دے
فَاُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ - شعبہ :-

کیا بغیر کہے کیا کیا ہوگا،

گھر گار یہ جب لطف آپ کا ہوگا

إِنِّي لَكَ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ فَإِنَّمَا يَسْأَلُ اللَّهُ حَقَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمْنَعُ دَاحِقَ حَقِّهِ وَعَنْ أَوْسِ بْنِ شُرَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَشَى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقْوِيَهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ

کہ مظلوم کی بددعا سے بچو، سہ وہ اللہ سے اپنا حق مانگنا ہے، اور اللہ کسی حق والے کا حق اُس سے نہیں روکتا، سہ روایت ہے اوس بن شریبیل سے سہ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کوئی ظالم کے ساتھ اُسے قوت دینے کو چلے، سہ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا سہ

سہ مظلوم کا فرہ یا مسلمان۔ فاسق ہو، یا بد سیر گار، بددعا خواہ زبان سے ہو یا دل سے خواہ اسکھوں کے آنسوؤں سے ہو، صبر کا گھونٹ پی جانے سے ان سب ہی بچو، سہ یعنی مظلوم جو رب کے فریاد کرتا ہے تو اپنا حق مانگتا ہے، رب تعالیٰ کے کُل علم نہیں، وہ عدل بادشاہ ہے، ہر حق والے کو اُس کا حق دلاتا ہے خواہ جلدی یا دیر سے، دوسرے کا حق سخت ہڈی ہے کہ اگر نکل لی جائے تو ہیٹ پھاڑ دانتی ہے، شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ شعور۔

مزد بُردن استخوان درشت سے شکم جلد چوں بگیرد اند نافت

بہت دفعہ ہماری دعائیں یا بزرگوں کی ہماری لئے دعائیں، اس سے قبول نہیں ہوتیں کہ ہم نے لوگوں کے حق مانگے یا دے دیئے ہوتے ہیں، اُن کی یہ دعائیں پیچھے پڑی ہوئی ہیں، سہ آپ صحابی ہیں، تمام میں رہتے تھے، آپ کے حالات معلوم نہ ہو کہ خیال ہو کہ یہ اور صحابی ہیں، اور حضرت شریبیل بن، دس دوسرے صحابی ہیں، جو تمہیں کے رہنے والے ہیں، یہ حدیث اوس بن شریبیل سے مروی ہے، صحابی کے حالات معلوم نہ ہونا ضرر نہیں، کہ سائے صحابہ عادل ہیں، سہ چلنے سے مراد مطلقاً اس کی ظلم پر بردہا ہے، خواہ اس کے ساتھ چل کر ہو یا گھر میں بیٹھے، پھر خواہ زبان سے ہو یا ظلم کے ظلم کی مدد پیر حال حرام ہے، جب تعالیٰ فرماتا ہے، وَلَا تَعَاوَدُوا عَلَى الْآثِمِ وَالْعَدُوَانِ۔ فی زمانہ ظالموں سے زیادہ ظالموں کے حمایتی لوگ ہیں۔ خصوصاً اُن ظالموں کے وکیل یا اُن کی ظالمانہ حرکتوں کے مقدمات کی پیروی کرنے والے، اُن کی ضمانت دینے والے، انہیں سزا سے چھڑانے کی کوشش کرنے والے سب ہی ظالم ہیں، سہ یعنی یہی لوگوں کے حمایتی اسلام کے نور سے نکل گئے، یا اسلام کی حقیقت سے غافل ہو گئے کہ حقیقت اسلام یہ ہے کہ لوگ اُس کے شر سے سلامت رہیں، (مرقات)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّكَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ إِنَّ الظَّالِمَ
لَا يُضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ بَلَى وَاللَّهِ حَتَّى
الْحَبَّارِى لَتَمُوتُ وَكَدَهَا هُنَّ لَا يَظْلِمُ الظَّالِمُ رُوحَ الْبَيْهَقِ
الْأَحَادِيثَ الْأَرْبَعَةَ فِي شَعْبِ الْإِيمَانِ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے ایک شخص کو کہتے سنا کہ
ظالم صرف اپنے ذات ہی کو نقصان دیتا ہے کہ تو جناب ابو ہریرہ نے فرمایا ہاں
اللہ کی قسم اے حق کہ بیڑی اپنے گھونسلے میں ڈبلی ہو کر مرجاتی ہیں ظالم کے ظلم
کی وجہ سے اے ان چاروں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت فرمایا

۱۔ وہ شخص بڑی نیت سے یہ کہہ رہا تھا۔ قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کر رہا تھا وَمَنْ آسَأَ فَفَلْيَسْأَلْہَا
مگر اس کی نیت یہ تھی کہ ظالموں کے حمایتیوں کی صفائی بیان کرے کہ وہ گنہگار نہیں ہوتے حالانکہ ظلم کی حمایت بھی ظلم ہے
حضرت ابو ہریرہ نے اس کی نیت فاسد کر رکھا۔

۲۔ یعنی ظلم اپنی ہییت میں بہت کرے یہاں ظالم کے حمایتی ساتھ میں دگر جاتے ہیں کہ وہ بھی ظالم ہی ہوتے ہیں۔ پھر
کی مدد کرے والے مجرم ہیں۔

۳۔ میں جب ظلم بڑھ جاتا ہے تو بدتر ہو جاتا ہے جس سے چڑیاں حتیٰ کہ بیڑی بھی بھوک پیاسی مرجاتی ہیں بیڑی بہت
دور جا کر داند پانی حاصل کر لیتی ہے۔ بعض ایسی جگہ جیلروں سے آشیانوں میں سہری لی ہے جو ہنر جنگل سے تیس چالیس
میل دور ہوتے ہیں۔ جیل رہے کہ یہ قول درست ہے کہ ظالم اپنے نفس پر ہی ظلم کرتا ہے۔ وہاں انوردی ظلم مراد
ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ مظلوم پر ظلم نہیں کرتا اپنے پر کرتا ہے۔

پسنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد
برگردن او با خود ویرا بگدشت

فہرست مضامین مرآت شرح مشکوٰۃ ششم !!

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۰	ہائیں ہاتھ سے کھانے پر وعید۔	۱	حقیقہ کا بیان
۱۰۱	کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا حکم۔	۲	پہلی فصل
۱۰۲	اس کے فوائد چھری کاٹنے کا نقصان۔	۳	حقیقہ کی وجہ فیہدج مہاجرین کا مدیسر میں سب سے پہلا پچھ۔
۱۰۳	نیکہ ٹیک لگا کر کھانا ممنوع ہے۔	۴	دوسری فصل
۱۰۴	سجھ کی ردولی۔	۵	راکے کی طرف سے دوسرے راکے کی طرف سے
۱۰۵	کھانے میں جب نہ نکالیں۔	۶	ایک ہے۔
۱۰۶	مسلمان مومن اور کافر کے کھانے کا فرق	۷	پھر پہلے حقیقہ میں گروی ہوتا ہے
۱۰۷	آئینہ سات جوتی ہیں۔	۸	حضرت حسنین کریمین کے حقیقہ
۱۰۸	کافر مہمان کی بھی خاطر کرد۔	۹	پھر فرمودہ کے کان میں اذیاں پڑھنا اور اس کے فرائض۔
۱۰۹	دو کا کھانا تین کو اور تین کا کھانا	۱۰	تیسری فصل
۱۱۰	پیار کر کافی ہوتا ہے۔	۱۱	پھر کے ساتھ قبل اسلام اور بعد اسلام کا معص
۱۱۱	اپنا مفرغ قلب ہے۔	۱۲	میں فرق۔
۱۱۲	حضور کا کدو پسند فرماتا۔	۱۳	کھانوں کا بیان
۱۱۳	سسر کہ بہت اچھا سالن ہے۔	۱۴	پہلی فصل
۱۱۴	کبھی برائی نصبت ہے۔	۱۵	کھانے کی تعریف
۱۱۵	کھڑی کا کھانا سنت ہے	۱۶	کھانے کے آداب
۱۱۶	بڑھ کر کھانے کی حکمتیں	۱۷	مسٹر پڑھ کر کھانے سے شیطان ساتھ نہیں
۱۱۷	کھانے میں بے مہری منع ہے	۱۸	کھانا۔
۱۱۸	ایک دوسرے کا جیسا دکھا چاہئے۔	۱۹	
۱۱۹	سات دانے حوا کے کھانے سے نہ ہر اثر	۲۰	
۱۲۰	ہیں کرتا۔	۲۱	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۲	تھوک میں سرکار سے پیسہ استعمال فرمایا۔	۲۲۳	پس ہوا کھانا پڑوسیوں کو دینا سست ہے۔
۲۲۳	گلی پیسہ۔ خوشی گدھا حمل ہے۔	۲۲۴	صور نے بسن تناؤلی نہ فرمایا تا پسند فرمایا۔
۲۲۴	علت دعوت کا قائدہ کلید گندم کی مدلی گلی دودھ میں	۲۲۵	بدبودار چیر کھا کر مسجد میں رہا۔
۲۲۵	کھانے کے سرکار کی ماتہ خصوصی۔	۲۲۶	کھانے کے بعد دعا منوں ہے۔
۲۲۶	علی کھانوں کی خواہش کر جائز	۲۲۷	دوسری فصل
۲۲۷	علی تمبیخ جیلے قول بعد میں۔	۲۲۸	وقت کھا بسم اللہ پڑھا سست ہے۔
۲۲۸	تیسری فصل	۲۲۹	بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے میں شیطان شریک
۲۲۹	جب زرگوں کے ساتھ کھانا کھاؤ تو پہل نہ کرو ان	۲۳۰	ہر جانا ہے۔
۲۳۰	کے شروع کرنے کا انتظار کرو۔	۲۳۱	اگر پہلے بسم اللہ پڑھوں گی وجہ یاد آئے پڑھے
۲۳۱	مصل میں کھانا کھانے کا طریقہ	۲۳۲	شا کر صابر روزہ دار کی طرح ہے۔
۲۳۲	نمک کھانے کا سروار ہے۔	۲۳۳	کھانے کے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا سست ہے۔
۲۳۳	بھونک سے کھانا ٹھنڈا کرنے میں بے برکتی ہے	۲۳۴	کھانے کے بعد پیشاب کرنے سے گردہ مثار کی بیماری
۲۳۴	اپنے برتن کو چائے میں بجات کا سبب ہے۔	۲۳۵	ہیں برتی۔
۲۳۵	دعوت کا بیان	۲۳۶	برائے برتن میں اپنی طرف سے کھانا چاہئے۔
۲۳۶	پہلی فصل	۲۳۷	حنور کھا کر کس طرح کھاتے تھے۔
۲۳۷	مہمان کا احترام کیا جائے۔	۲۳۸	برونی دانت سے نزع کر کھانا سست ہے۔
۲۳۸	پڑوسی کے حق کی راہ میں	۲۳۹	کھانے میں چھری کا استعمال موع ہے۔
۲۳۹	چپ رہنے کے فوائد۔	۲۴۰	یہ طریقہ موجود نہ رکھا ہے۔
۲۴۰	مہمان ایک دن رات دعوت میں دن ہے۔	۲۴۱	کھرچی کھا سست ہے۔
۲۴۱	دوسری فصل	۲۴۲	اپنا ترس خود صاف کرے ترس اس کے لئے دعا ہے
۲۴۲	صور کی دعوتیں اور صحابہ کی دانت گیاں	۲۴۳	معفرت کرتا ہے۔
۲۴۳	خداوند مسک کا ثبوت	۲۴۴	رد میں ریتوں کھاؤ اور نگاؤں میں رکت ہے۔
۲۴۴	ل کر کھانے میں برکت ہے۔	۲۴۵	ریتوں سر مصلوں کی دعا ہے تر روزہ کھجور ملا کر کھانے
۲۴۵	تیسری فصل	۲۴۶	کے فائز ہے۔

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۶۸۱	شعر بتوں کا بیان	۶۸۱	ہمان کا مانگ کر کھانا بھی مانگ رہا ہے
۶۸۲	پہلی فصل	۶۸۲	کھانے میں ساتھیوں کا خیال رکھئے
۶۸۳	غیذ کی وجہ تسمیر استعمال نہیں	۶۸۳	بھوک پر قوت صحت مت بڑھانے کا اور
۶۸۴	شراب سے بڑھ کر کسی کو کھانا مانگتا ہے	۶۸۴	ساتھ لے کر کھانے میں برکت ہے
۶۸۵	شراب کے بتوں کے استعمال کی ممانعت	۶۸۵	اگر کھانے کو کچھ دے تو بعد میں تیرا دل چاہے
۶۸۶	پرتشہر آدمی چیز حرام ہے	۶۸۶	جائز ہے
۶۸۷	دوسری فصل	۶۸۷	پانیوں کا بیان
۶۸۸	ہم بڑے سے سکھ نہیں سیکھتے	۶۸۸	پہلی فصل
۶۸۹	تیسری فصل	۶۸۹	پانی مانسوں میں پیاسہ ہے
۶۹۰	برتن ڈھکنے کا بیان	۶۹۰	ایک سانس سے پینا طریقہ شیطان ہے
۶۹۱	وقت شام بچوں کو گھری رکھو ورنہ اسے بند	۶۹۱	ممانعت میں ممکن ہوتا ہے
۶۹۲	کر دو	۶۹۲	تین پانیوں کے سوا تمام پانی پینے سے بچیں
۶۹۳	مشک باندھ کر برتن ڈھک کر رکھو	۶۹۳	بھولے سے کھڑے ہو کر بھول کر لیا جائے اسی کو تھے
۶۹۴	برتن ڈھک دو مشک باندھ دو اور دروازے بند	۶۹۴	کو دینا چاہئے
۶۹۵	کر دو وقت شام	۶۹۵	سوسے پانی کے برتنوں میں کھانا آگ کھانے کے
۶۹۶	پراخ رات کو بھا کر رکھو چوہا آگ نہ لگا دے	۶۹۶	برابر ہے
۶۹۷	سوسے کے وقت آگ اور مٹا پراخ نہ چھوڑو	۶۹۷	ریشم میں چاندی دنیا میں کھار کے سارے آخرت میں
۶۹۸	دوسری فصل	۶۹۸	مسلمان کے لئے
۶۹۹	کوتوں کے رونے اور گدگدوں کے بولنے وقت	۶۹۹	دوسری فصل
۷۰۰	اشتر سے پناہ مانگو	۷۰۰	برتن میں مافس اور چھوٹا نہ جائے
۷۰۱	بھرے برتن ڈھک دو اور خیال برتن اسٹو	۷۰۱	برتن کا کنارہ برکت کا صلہ کر کے لئے رکھو یا
۷۰۲	لباس کا بیان	۷۰۲	دودھ کی خوراک اور پانی دونوں کافی ہیں
۷۰۳	پہلی فصل	۷۰۳	تیسری فصل
۷۰۴	سرکار کا دھال کپل اور مونسے تسمیر میں موانع	۷۰۴	ایک چیز باہر سے لاکر کھانا مانگ رہا ہے

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۶۰۸	بیونڈ ٹھکانا سنت ہے۔	۹۴	مائی صاحبہ ان کی زیارت کر لیا کرتی تھیں۔
۱۰۹	ہاں تہرت و دولت کا باعث ہے۔	۹۵	آپ کا ستر چڑے کا گجور کے پیشے سے برے ہوتے۔
۱۱۰	اسی قوم کے ساتھ خضر ہوگا جس کی مشابہت کی جائے گی۔	۹۶	وقت و جہز آپ کا لباس۔
۱۱۱	باوجود قدرت کے معمولی لباس کا استعمال افضل ہے۔	۹۷	گھر میں سامان بقدر ضرورت ہونا چاہئے۔
۱۱۲	نہایتی سادہ لباس برائے تشکر جائز ہے۔	۹۸	مرد کا تہبند اور پاجامہ ٹھنڈے سے اونچا ہونا چاہئے۔
۱۱۳	بند کپڑے جیسے سے سرکار کا انکار۔	۹۹	جو مرد دنیا میں رشیم پیسے گاہ آفرست میں محروم ہوگا۔
۱۱۴	دس جیروں کی فاصلت۔	۱۰۰	سرکار کا ایک جہ جس پر رشیم کی گوت تھی جس کی زیارت کرانی حاتی تھی۔
۱۱۵	انگوٹھی کے احکام۔	۱۰۱	سرکار کا جہ دھوکہ بیاروں کو پلانے لگے۔
۱۱۶	سر کے بال کی لمبائی و رنگ۔	۱۰۲	سرکار سے عبدالرحمن دیر کے لئے رشیم طویل فرما دیا۔
۱۱۷	تکلیف رنگ کے کپڑے مرد کو ممنوع ہیں۔	۱۰۳	سرخ لباس مرد کو پیشناہد چاہئے۔
۱۱۸	برو خنور کو بہت ناپسند تھی۔	۱۰۴	مرد کو کرن مار رنگ استعمال کرنا چاہئے۔
۱۱۹	خنور کے اندر میں باریک بہا ہوتا تھا۔	۱۰۵	دوسری فصل۔
۱۲۰	مورت مرد کا داس وضع و قطع عدا ہونا چاہئے۔	۱۰۶	پہننے میں انداز و اہی طرف سے فرماتے۔
۱۲۱	تیسری فصل۔	۱۰۷	بہت زیادہ بچا کپڑ پہنا ممنوع ہے۔
۱۲۲	تجکر کے طریقہ پر نیا لباس موع ہے۔	۱۰۸	اصحاب کی گریبوں کی تفصیل۔
۱۲۳	ناز عمار مستر گنی ہر باقی ہے۔	۱۰۹	کفن کس رنگ کا ہونا چاہئے۔
۱۲۴	عمار فرشتوں کا لباس ہے۔	۱۱۰	عمار مامد صا سنت ہے۔
۱۲۵	صور نے مار یک کپڑا پہنے دیکھ کر مر مرڈ لیا۔	۱۱۱	عمار باندر جھنے کا طریقہ اور مقدار۔
۱۲۶	پرار کپڑا حیرات کر دو۔	۱۱۲	عمار لوہی پر باندر صا چاہئے۔
۱۲۷	باناسوت اور تانا رشیم کا جہز عمار ہے۔	۱۱۳	جب سرکار کپڑا پہنتے تو اس کے تر سے پناہ مانگتے اور
۱۲۸	کھاؤ۔ جو حیرات کر دو تفصیل حرجی کر دو۔	۱۱۴	جہز کے خواباں ہر نے اور شکر فرماتے۔
۱۲۹	انگوٹھی کا بیاں۔	۱۱۵	مائی عاتشہ کو چند درایات۔
۱۳۰	پہلی فصل۔		
۱۳۱	انگوٹھی کس چکر کی جونی جائز ہے۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۸	مراقت اور مشابہت میں فرق۔	۱۲۸	سرکار کی ہر کار واقعہ
۱۲۹	کفار سے مراقت جائز ہے مشابہت حرام۔	۱۲۹	برائی روکنے کے تین طریقے۔
۱۳۰	انگریزی بال رکھنا جائز نہیں۔	۱۳۰	حنور کی انگوٹھی پختہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھیں۔
۱۳۱	گناہ صغیرہ ہمیشہ کرسے سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔	۱۳۱	انگوٹھی کا رنگ کیا اور کس ہاتھ میں پہنے۔
۱۳۲	دوسری فصل	۱۳۲	دوسری فصل
۱۳۳	سنت زیادہ کیا چیز ہے۔	۱۳۳	ریشم اور صناعی مردوں کے لئے حرام ہے۔
۱۳۴	ریشمی لباس یا زیورین کرنا مکروہ لوثانی واجب ہے۔	۱۳۴	مرد و عورت کے زیور کی تفصیل
۱۳۵	حنور کے لباس کا بیان	۱۳۵	انگوٹھی صواب و اشتباہ کی درست ہے۔
۱۳۶	حنور کی مانگ شریف کا بیان۔	۱۳۶	دش خصلتوں کو حنور ناپسند فرماتے ہیں
۱۳۷	کالا خضاب لگانا حرام ہے۔ سب سے پہلے کالا	۱۳۷	باب۔ جوڑے کا بیان۔ پہلی فصل
۱۳۸	خضاب کس نے لگایا۔	۱۳۸	جراب پر سج جائز نہیں۔
۱۳۹	ازواج مطہرات ہاتھوں میں ہندی نہ لگاتی تھیں کہ	۱۳۹	دوسری فصل
۱۴۰	حنور کو پسند نہ تھی۔	۱۴۰	قبائل اور شراب کے معنی۔
۱۴۱	چاندی کی انگوٹھی عورت نہ پہنے کہ اس میں مرد کی	۱۴۱	منوع کام اگر بنی کریم کریں تو اس کا حکم
۱۴۲	مشابہت ہے۔	۱۴۲	جوڑا تیار کر کہاں رکھنا چاہئے۔
۱۴۳	اگر مرد کی فضیلت اور مرد لگانے کا طریقہ	۱۴۳	کالے مزد سے پہننا جائز ہے۔
۱۴۴	خضاب لگانے کی تاریخیں اور دن	۱۴۴	کفار کے بنائے ہوئے کپڑے پہننا جائز ہیں۔
۱۴۵	تیسری فصل	۱۴۵	باب گنگھی کرنے کا بیان۔ پہلی فصل
۱۴۶	طہارت طیب اور نظافت کا فرق	۱۴۶	نختے کا حکم اور کتنے اجیار ختم شدہ پیدا ہوئے
۱۴۷	کرم و سخامت کا فرق۔	۱۴۷	زیر ناف بال کس طرح صاف کرے۔ اور بھات بھات
۱۴۸	تصویریں کا باب۔ پہلی فصل	۱۴۸	کوئی بال عزت نا بہتر نہیں۔
۱۴۹	گڑیاں کیلئے کا حکم۔	۱۴۹	جماعت کس دن بنانا چاہئے۔ ناخن کس طرح کاٹے
۱۵۰	اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا قرابہ ہے۔	۱۵۰	مٹی وادی بھی گناہ ہے
۱۵۱	شرقیہ قرآن مجید حرام ہے۔	۱۵۱	کالا خضاب لگانا باطل ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۸	صحبت کے وقت کیا پڑھے۔	۱۹۹	تیسری فصل
۱۹۹	نبی کریم کے بال سے شفا۔	۲۰۰	اپریشین کس ڈاکٹر سے کرانا چاہئے۔
۲۰۱	بہرہ اور پیر کا فرق۔	۲۰۲	خال اور بدخالی لینے کا باب۔ پہلی فصل
۲۰۳	خال اور طہیر میں فرق۔	۲۰۴	مرض اوکر نہیں نکلتا۔
۲۰۵	دوسری فصل	۲۰۶	تیسری فصل
۲۰۷	جنگ پر کس حرام ہے	۲۰۸	نبی کریم کی طبیعت فرشتوں جیسی ہے۔
۲۰۹	دواؤں اور دعاؤں کی کتاب	۲۱۰	پہلی فصل
۲۱۱	گناہ کی دو اکیا ہے۔	۲۱۲	بھوک ہڑتال نرن بھرت حرام ہے۔
۲۱۳	نبی کریم ہر ن میں مابر ہیں۔	۲۱۴	بیوی کے ہر سے لا علاج خاوند کا علاج۔
۲۱۵	سفسہ کے مٹنی	۲۱۶	جنات کی نظر انسانوں کو لگ جاتی ہے۔
۲۱۷	سر کے درد اور پتھے پیدا ہونے کی دوا	۲۱۸	نرد کو بیروں میں بندی لگانا جائز ہے۔
۲۱۹	نبی کریم کے بغیر کوئی قانون قابل عمل نہیں۔	۲۲۰	میتھک حرام ہے۔
۲۲۱	انسانی حالات پر تاریکین کا اثر ہوتا ہے۔	۲۲۲	نزیاق کیسٹا بجا دیکھا
۲۲۳	نظر بد اور دیگر نظروں کے اثرات	۲۲۴	نظر بد اور دیگر نظروں کے اثرات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۸۷	بعض سنتوں کا ثواب فرمواں سے زیادہ ہے	۲۸۷	نبی کریم کو دیکھ کر خدا کو دیکھنے کا مطلب
۲۸۸	سلام کرنے کے طریقے	۲۸۸	حضرت عبداللہ بن عباس کا نبی کریم سے اشر علیہ وسلم
۲۸۹	نبی کریم کے دشمنوں پر سختی کرنا عبادت ہے	۲۸۹	کو دیکھنے کا عجیب واقعہ
۲۹۰	دوسری فصل	۲۹۰	بعض خواب کی تعبیریں
۲۹۱	فرض کفایہ اور سنت کفایہ کی تعداد	۲۹۱	یامہ علاقے کا نام
۲۹۲	کافروں کی قومی اور دینی مشابہت مسلمانوں کے لئے	۲۹۲	مدینہ منورہ کو شرب کرنے والا مافوق ہے اور
۲۹۳	ہرام و کفر ہے	۲۹۳	شراب پینے کا کفارہ
۲۹۴	سلام کی قسمیں	۲۹۴	مرد سونا خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر
۲۹۵	کون سے سلام مستحب ہیں	۲۹۵	صدیق اکبر کی خلافت کی بہترین دلیل
۲۹۶	تفسیری فصل	۲۹۶	فہر اور صغریٰ میں فرق
۲۹۷	نبی کریم کے حکم اور مشورے میں فرق	۲۹۷	دوسری فصل
۲۹۸	اجازت لینے کا بیان - پہلی فصل	۲۹۸	خواب عالم کے سامنے بیان کرنی چاہیے
۲۹۹	دوسری فصل	۲۹۹	ورقین نوفل کا شجر و نسب
۳۰۰	گھر میں جانے کے آداب	۳۰۰	سجدہ تطہیری حرام ہے
۳۰۱	تفسیری فصل	۳۰۱	تفسیری فصل
۳۰۲	معاذ کر کے گئے گئے کا باب	۳۰۲	مفتی کے معنی
۳۰۳	پہلی فصل	۳۰۳	کیا بچے جنتی ہیں - اشر کے بندے بعد وفات بھی سب
۳۰۴	معاذ کے فقہی مسائل	۳۰۴	سے خبردار ہوتے ہیں
۳۰۵	جوڑنے کی قسمیں	۳۰۵	جھوٹی خواب گھر نبی والا در نہی ہے
۳۰۶	دوسری فصل	۳۰۶	جھوٹے تین قسم کے ہیں
۳۰۷	تعلیم کیلئے غیر خدا کے سامنے جھکنا بھی حرام ہے	۳۰۷	چھوٹوں پر شفقت بھی ادب ہے
۳۰۸	ابو جہل کا نام اور کنیت	۳۰۸	اچھی باتوں کا بیان
۳۰۹	منہ سے قدم چرنا جائز ہے	۳۰۹	سلام کا باب
۳۱۰	تفسیری فصل	۳۱۰	صوفیاء اور علماء کے نزدیک سلام کے معنی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۸۱	ماہیر جیلہ اور برہ کے معنی۔	۴۸۱	کھڑے ہونے کا باب - پہلی فصل
۴۸۲	جسد کے معنی۔	۴۸۲	دوسری فصل
۴۸۳	جدا الفی نام رکھنا جائز ہے۔	۴۸۳	تیسری فصل
۴۸۴	دیر بندی موروں کی جہالت	۴۸۴	بیٹھے سونے چلنے کا باب - پہلی فصل
۴۸۵	دوسری فصل	۴۸۵	نمود اور جلد سس کا فرق۔
۴۸۶	ار کے معنی اپنے کو	۴۸۶	دوسری فصل
۴۸۷	ابوالاعلیٰ کتبنا جائز ہے۔	۴۸۷	نیز اور سونے کی قسمیں۔
۴۸۸	قیامت کے دن ال کے نام سے پکارا جائیگا۔	۴۸۸	مزدورت کے وقت منومات بھی درست ہر جاتے ہیں
۴۸۹	قرآن مجید کئی جگہ اشہ و رسول کا نام ملایا گیا۔	۴۸۹	تیسری فصل
۴۹۰	تیسری فصل	۴۹۰	چھینک اور جہائی کا باب
۴۹۱	نبی کریم کے مشورے اور امر میں فرق۔	۴۹۱	پہلی فصل
۴۹۲	دعوت و شعر کا بیان - پہلی فصل	۴۹۲	انبیاء کو جہائی اور اعتلام کبھی نہیں ہوتا۔
۴۹۳	شعر کے معنی اور کون سا شعر اچھا ہے اور کون سا بُرا	۴۹۳	تیسری فصل
۴۹۴	دوسری فصل	۴۹۴	سنت نہ ہونا اور خلاف سنت میں فرق
۴۹۵	بلاور احادیث و قرآن میں تاویلین کرنا برہم ہیں	۴۹۵	باب منک - پہلی فصل
۴۹۶	خوش خلقی اور خوش آمد میں فرق۔	۴۹۶	منک تبسم اور تبسم میں فرق اور حکم۔
۴۹۷	بقر کے معنی۔	۴۹۷	دوسری فصل
۴۹۸	پیشہ ور و اعظیہ کی خدمت	۴۹۸	تیسری فصل
۴۹۹	بے عملی اور بد عملی کا فرق	۴۹۹	ناموں کا باب - پہلی فصل
۵۰۰	صرف و عدل کے معنی	۵۰۰	صحابہ کی صفات
۵۰۱	کون سا وعظ سب سے بہتر ہے	۵۰۱	زندگی شریف میں یا محمد کہنا منع تھا۔
۵۰۲	جہالت اور علم کی پہچان - تیسری فصل	۵۰۲	نبی کریم اور دیگر انبیاء کی تقسیم میں فرق
۵۰۳	دوست اور دشمن کی قسمیں	۵۰۳	فرستوں کے نام پر نام رکھنا منع ہے
۵۰۴	عدی کی تعریف اور اذیت کی خصلت	۵۰۴	خشب